اسم اعظم

علامہ عالم فقری

اسم اعظم

علامہ عالم فقری

ادارہ پیغام القرآن ۴۰۔ اردو بازار لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ ہمارا مالک اور رزاق ہے

نام کتاب .... اسم اعظم
مصنف .... علامہ عالم فقری
باہتمام .... محمد محسن
منتظم .... قدوس فقری
سال اشاعت ۲۰۱۵ء
طابع .... اے۔ایس پرنٹر لاہور
قیمت 700/روپے

ملنے کا پتہ

فہرست

اللہ اکبر وتعالیٰ سبحانہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ اکبر وتعالیٰ سبحانہ

قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ ؕ
اَيًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ۚ (پ15 بنی اسرائیل 110)

ترجمہ: آپ فرما دیجئے کہ چاہے اللہ کہہ کر پکارو یا رحمٰن کہہ کر پکارو
جس نام سے بھی پکارو گے (وہی اچھا ہے) کیونکہ اس کیلئے بہت اچھے نام ہیں

اللہ

ھو جل جلالہ

اللہ اکبر وتعالیٰ سبحانہ

اللہ اکبر وتعالیٰ سبحانہ

اسم اعظم

اسم اعظم سے مراد اللہ تعالیٰ کا وہ صفاتی یا ذاتی نام ہے جسے پڑھنے سے اللہ تعالیٰ سے خصوصی تعلق پیدا ہوتا ہے۔ معرفت کے دروازے کھلتے ہیں۔ اسم اعظم پڑھنے والے کو اللہ تعالیٰ ہر لحاظ سے مالا مال کر دیتا ہے، وہ اپنے رب سے اسم اعظم کی بدولت جو کچھ مانگتا ہے سو پاتا ہے۔ اسم اعظم کے صدقے اس کی ہر دعا قبول ہوتی ہے۔ جن لوگوں کو اسم اعظم کا راز ہاتھ آ جاتا ہے وہ اس کے خاص بندے بن جاتے ہیں۔ اللہ انہیں دین و دنیا میں انعام یافتہ بنا دیتا ہے۔ انہیں نہ ملنے والی عزت ملتی ہے اور نہ ختم ہونے والی دولت میسر آتی ہے۔ گویا کہ اسم اعظم ہر کام کی کنجی ہے اور گوناں گوں فیوض و برکات کا حامل ہے۔

اللہ کا ذاتی نام اور ہر صفاتی نام اس کی ایک خاص شان کا مظہر ہے جو شخص اللہ تعالیٰ کو جس شان یعنی جس صفاتی نام سے پکارتا ہے اللہ تعالیٰ اپنی اس شان کے فیوض و برکات سے اسے نواز دیتا ہے اور اپنی اس خاص شان کا راز اس پر کھول دیتا ہے یعنی اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کو رحمٰن کہہ کر پکارتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اپنی رحمت سے مالا مال کر دیتا ہے اور اس کا وجود دوسروں کیلئے باعث رحمت بنا دیتا ہے۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ جس نام سے ہم اسے پکاریں گے اسی سے اللہ تعالیٰ کی قربت حاصل ہو جائے گی اور یہی قربت جس لفظ سے میسر آتی ہے وہ اسم اعظم ہوتا ہے۔ لہٰذا اسم اعظم تلاش کرنے کا ایک عام اصول پیش کرتا ہوں کہ جس آیت یا لفظ میں اللہ تعالیٰ شان معبودیت، شان رحمانیت، شان قیومیت، شان صمدیت، شان قدرت، شان جلالیت، شان علویت، شان بدیعت، شان لطافت کا اظہار ہوتا ہو وہ لفظ یا آیت اسم اعظم ہوگی۔

مثلاً اللہ تعالیٰ معبود ہے۔ ہم اس کی عبادت کرتے ہیں اس لئے لفظ اللہ یا ایسی آیت جس میں یہ لفظ ہو کہ اللہ ہمارا معبود ہے وہ اسم اعظم ہے لہٰذا لفظ اللہ اور لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ اسم اعظم ہے۔ ایسے ہی اللہ اپنی مخلوق پر ہر وقت رحم کرتا ہے۔ لہٰذا لفظ رحمٰن اور رحیم یا ایسی آیت جس سے رحمت باری کا مفہوم ظاہر ہو وہ اسم اعظم ہوگی۔ اسی طرح اللہ ہمیشہ سے قائم دائم اور زندہ ہے لہٰذا جو شخص اسے حَیُّ الْقَیُّوْم کہہ کر پکارتا ہے وہ اسے ہمیشہ کیلئے قائم دائم کر دیتا ہے۔ لہٰذا یہ لفظ اور ایسی آیت جس سے قائم اور ہمیشہ زندہ رہنے کا مفہوم نکلے وہ اسم اعظم ہوگی۔ اسی طرح اس کی ایک اور شان یہ

ہے کہ ہر چیز کا خزانہ اس کے پاس ہے یعنی اسے کسی چیز کی ضرورت نہیں۔ چنانچہ وہ ہر لحاظ سے بے نیاز اور مالا مال ہے۔ لہٰذا لفظ اَللّٰہُ الصَّمَدُ اسمِ اعظم ہوا۔ اس لئے جو اسے اَللّٰہُ الصَّمَدُ یعنی یہ کہتا ہے کہ تو میرا بے نیاز معبود ہے تو وہ اسے بے نیاز بندہ بنا دیتا ہے۔ ایسے ہی لفظ یَا ذَاالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ، یَالَطِیْفُ یا چند دیگر کلمات ہیں جو اسمِ اعظم ہیں کیونکہ ان الفاظ میں اللہ تعالیٰ کی ایک خصوصی شان مضمر ہے جو ان الفاظ کے پڑھنے سے ظاہر ہوتی ہے۔ لہٰذا اسماء عظام کو کثرت سے پڑھنے کے بعد جو دعا بھی اللہ کے حضور کی جائے گی وہ ان شاء اللہ تعالیٰ قبول ہوگی۔

۱۔ کلمہ توحید اسمِ اعظم

لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ ۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں

کلمہ توحید کو اکثر اہلِ علم حضرات نے اسمِ اعظم کہا ہے کیونکہ اس کلمہ میں اللہ تعالیٰ کی شان معبودیت ہے۔ اس لئے اسے اسمِ اعظم کہا جاتا ہے غرضیکہ یہ وہ کلمہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ کے معبود ہونے کا اقرار ہے اور باقی ہر چیز کی نفی ہے اس لئے اسے نفی اثبات کہا جاتا ہے۔ یہ وہ ذکر ہے جو عرش عظیم پر لکھا ہوا ہے اللہ کو یہ ذکر بہت محبوب ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ کے ہر نبی نے اس کلمہ کا پرچار کیا۔ احادیث میں بھی کلمہ توحید کی بڑی اہمیت بیان ہوئی ہے جس کی بنا پر اسے اسمِ اعظم قرار دیا جاتا ہے۔ چند احادیث حسبِ ذیل ہیں:

۱۔ افضل ذکر

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالی شان ہے، افضل ترین ذکر ''لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ'' ہے (جامع ترمذی)

۲۔ عرش تک رسائی

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی شخص جب صدقِ دل سے ''لَآ اِلٰـــہَ اِلَّا اللّٰہُ'' کہتا ہے تو اس کیلئے آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور وہ عرش تک رسائی حاصل کر لیتا ہے جب تک کہ گناہ کبیرہ کا ارتکاب نہ کرے۔ (جامع ترمذی)

۳۔ گناہوں کی معافی

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

’’جو شخص سچے دل سے ’’لَآ اِلٰــهَ اِلَّا اللّٰهُ‘‘ کہے اس کے ذرہ برابر بھی گناہ باقی نہ رہیں گے۔ ساری کائنات کا وزن ایک طرف ہو اور ’’لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ‘‘ کا وزن ایک طرف تو کلمہ شریف کا وزن بڑھ جاتا ہے۔

۴-اجر کثیر

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ’’اگر ساتوں آسمان اور ساتوں زمین والے ایک پلڑے میں ہوں اور لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دوسرے پلڑے میں ہو تو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا پلڑا بھاری ہو جائے گا۔ (بزاز)

۵-ایمان کی تازگی

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’اپنا ایمان تازہ کرو‘ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایمان کس طرح تازہ کریں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ’’لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ‘‘ کثرت سے کہا کرو۔ (طبرانی شریف)

۶-کلمہ جنت جانے کا ذریعہ ہے

ایک حدیث میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر نماز کے بعد 10 مرتبہ لَآ اِلٰــهَ اِلَّا اللّٰهُ کہنے والے کو 20 ہزار نیکیاں ملتی ہیں اور 100 مرتبہ کہنے والے اور جنت کے درمیان تو موت کے سوا اور کوئی رکاوٹ ہی نہیں ہوتی یعنی مرتے ہی جنت میں داخل ہوگا۔ (انیس الواعظین)

۷-کلمے کا ورد باعث بخشش بنے گا

ایک حدیث میں ہے کہ جب کوئی اللہ کا بندہ کلمہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہتا ہے تو اللہ (عزوجل) کا عرش ہلنے لگتا ہے۔ حکم ہوتا ہے، اے عرش! ساکن ہو جا۔ وہ کہتا ہے، اے اللہ! (عزوجل) اس کلمہ پڑھنے والے کو بخش دے تاکہ مجھے سکون حاصل ہو۔ ارشاد ہوتا ہے ’’میں نے بخش دیا۔‘‘ (انیس الواعظین)

۸-ثواب کثیر

ایک حدیث میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص بعد نماز طلوع آفتاب تک لَآ اِلٰــهَ اِلَّا اللّٰهُ کا ورد کرتا رہے اور درمیان میں دنیاوی بات نہ کرے تو اللہ تبارک وتعالیٰ اس کو ضرور جنت عطا فرمائے گا اور

کوئی وضو کرتے وقت یہی کلمات کہے تو اللہ تبارک وتعالیٰ ہر قطرے کے بدلے میں ایک فرشتہ پیدا کرے گا جو قیامت تک کلمہ پڑھے گا۔ ان سب کا ثواب اس شخص کو ملے گا۔ (انیس الواعظین)

۹۔کلمہ پڑھنے والا دوزخ میں نہیں جائے گا

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ الفاظ سنے تو عرض کی کہ کیا میں اس کی لوگوں کو خبر نہ دوں تاکہ وہ خوش رہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگ اسی بات پر اکتفا کر لیں گے اور عمل میں سستی کرنے لگ جائیں گے۔ پھر حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دنیا سے رخصت ہوتے ہوئے علم کو چھپانے کے گناہ سے بچنے کیلئے کہا کہ جو شخص اس بات کی گواہی دے کہ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ تو اللہ تعالیٰ اس پر دوزخ کی آگ حرام کر دیتا ہے۔ (بخاری شریف)

۱۰۔کلمہ ذریعہ نجات بنے گا

ایک حدیث میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ قیامت کے دن ایک شخص میزان کے پاس کھڑا کیا جائے گا۔ ایک پلڑے میں اس کی برائیوں کے 99 دفتر رکھے جائیں گے اور ہر ایک دفتر حد نظر تک وسیع ہوگا اور دوسرے پلڑے میں ایک چھوٹا سا کاغذ رکھا جائے گا جس پر کلمہ طیبہ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ لکھا ہوگا پس یہ دوسرا پلڑا بھاری ہو جائے گا۔ اللہ اس شخص کو بخش دے گا۔ (انیس الواعظین)

۱۱۔کلمہ توحید اخلاص پیدا کرتا ہے

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سُبْحَانَ اللّٰهِ مخلوق کی عبادت اور اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کلمہ شکر ہے اور لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ کلمہ اخلاص ہے اور اَللّٰهُ اَكْبَرُ کا اجر آسمان اور زمین کے درمیان خلا کو پر کرتا ہے۔ جب بندہ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ کہتا ہے تو رب کریم فرماتا ہے بندہ اسلام لایا اور خود کو سپرد کر دیا۔ (رزین)

۱۲۔سب سے محبوب چیز کلمہ ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرا تسبیح، تحمید، تہلیل یعنی لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ اور تکبیر کہنا مجھے خطہ زمین کی ہر اس چیز سے زیادہ محبوب ہے جس پر سورج طلوع ہوتا ہو۔ (مسلم شریف)

۱۳- سوغلام آزاد کرنے کا ثواب

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد اور وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص صبح و شام اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرے گویا اس نے 100 حج کیے ہیں اور جو شخص صبح و شام اللہ کی حمد کرتا ہے گویا وہ اللہ کی راہ میں 100 گھوڑے خیرات کرتا ہے اور جو شخص صبح و شام لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ کا ورد کرتا ہے وہ اس شخص کی طرح ہے جس نے اولاد حضرت اسماعیل علیہ السلام سے 100 غلاموں کو آزاد کیا اور جس شخص نے صبح و شام اللہ کی تکبیر بلند کی اس کے برابر کسی کو سوائے اس شخص کے جس نے تکبیر بلند کی ہو، ثواب نہ ملے گا یا اس سے زیادہ مرتبہ اللہ اکبر کہا ہو۔ (جامع ترمذی)

۱۴- بارگاہ الٰہی میں رسائی

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تسبیح میزان عدل کا نصف وزن رکھتی ہیں اور تحمید اس وزن کو مکمل کر دیتی ہے اور تہلیل (لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ) اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضری کے حجابات کو دور کرتی ہے۔ یہاں تک کہ بندہ بارگاہ الٰہی میں رسائی حاصل کر لیتا ہے۔ (جامع ترمذی)

۱۵- ذکر واحدانیت

حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے رب کریم سے کہا خداوند! مجھے ان کلمات کی تعلیم فرما جن سے میں تیرا ذکر کروں اور تجھ سے دعا کروں۔ رب کریم نے فرمایا اے موسیٰ! علیہ السلام میری وحدانیت کا ذکر کرو، لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ کہو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا یہ تو سب ہی کہتے ہیں مجھے تو کوئی خاص چیز بتا دیجئے۔ رب کریم نے فرمایا اے موسیٰ اگر ساتوں آسمان اور جوان کے آباد کرنے والے ہیں یعنی بسنے والے اور ساتوں زمینیں ترازو کے ایک پلے میں رکھے جائیں اور دوسرے پلے میں لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ کو رکھا جائے تو یہ پہلا پلا دوسرے پلے کے آباد کاروں سے بھاری ہوگا۔ (شرح السنۃ)

کلمہ طیبہ کے وظائف واوراد

کلمہ طیبہ کے وظائف واوراد مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔حصولِ معرفت

کلمہ طیبہ ہرراز کی کنجی ہے۔ وہ لوگ جو اللہ کے خاص بندے بننا چاہتے ہوں تو ان کیلئے اس کا ورد از حد ضروری ہے اور انہیں ہر صورت نفی اثبات کے اس ذکر سے گزرنا پڑے گا۔ لہٰذا ہر اللہ کے دوست کو ہر صورت میں اس کا ورد کرنا پڑا بلکہ یہی وہ راز ہے جس کے ذریعے سالک اپنی منازل عبور کرتا ہے اور اللہ کا قرب حاصل کرتا ہے۔ چنانچہ اللہ کے حضور توبہ قبول ہونے کے بعد طالب کو یہ ذکر شروع کرنا چاہیے۔ صبح، تہجد یا فجر کے بعد 5 ہزار مرتبہ پڑھے اور ایسے ہی مغرب یا عشاء کے بعد 6 ہزار مرتبہ روزانہ پڑھے۔ اس پابند گنتی کے علاوہ دن کے وقت چلتے پھرتے کام کرتے بھی یہی ورد زبان پر جاری رکھے۔ اس کے ساتھ ہی اپنے روحانی رہنما سے دعا کرواتا رہے۔ کچھ عرصہ کے بعد طالب محسوس کرے گا کہ یہ ورد اس کے دل پر نور کے ساتھ لکھا گیا ہے۔ پھر دن بدن وہ اپنے دل کو ایک بلب کی مانند روشن ہوتا ہوا محسوس کرے گا۔ اگر پڑھتے پڑھتے ایسا نہ ہو تو گھبرانا نہیں چاہیے اور نہ ہی دل میں اللہ کا شکوہ لانا چاہیے بلکہ پڑھتا جائے اور 3 سال تک اسے جاری رکھے اور ناغہ نہ ہونے دے کیونکہ اللہ کو جو پکارتا ہے سو پاتا ہے۔ 3 سال کے بعد اس کا باطن ضرور کھل جائے گا اور اللہ اس پر مہربان ہو جائے گا۔ بشرطیکہ رزق حلال، خلوص نیت اور اللہ کی رحمت شامل حال رہے تو مشاہدات کا آغاز ہو جائے گا۔ اسرار باطنی جب شروع ہو جائیں تو مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں پہنچنے تک اس کلمہ کا ذکر جاری رکھیں۔ پھر آہستہ آہستہ روحانی طور پر اس کا مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں آنا جانا ہو جائے گا بلکہ کچھ عرصہ کے بعد دائم الحضوری کا شرف حاصل ہو جائے گا۔ اس کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانی توجہ سے عالم بالا کی طرف پرواز شروع ہو جائے گی۔

اعتکاف میں کلمہ طیبہ کا ورد نہایت ہی اکسیر ہے۔ جو شخص راہ حق کا متلاشی ہو اور معرفت کے حصول کا خواہش مند ہو تو اسے چاہیے کہ اعتکاف میں 2 لاکھ 50 ہزار مرتبہ کی گنتی پوری کرے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ اس کی باطنی رہنمائی ہونا شروع ہو جائے گی۔ بشرطیکہ نیت میں صرف اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی ہو۔

۲-اضافہ رزق

اگر کوئی اس بات کا خواہاں ہو کہ اللہ تعالیٰ اس کے رزق میں وسعت پیدا فرما دے رزق کی تنگی اس سے دور ہو جائے تو اسے چاہیے کہ روزانہ نماز فجر کی ادائیگی کے بعد باوضو حالت میں بکثرت کلمہ طیبہ پڑھ کر بارگاہ الٰہی میں دعا مانگا کرے۔ اللہ تعالیٰ اپنے اسم اعظم کی برکت کے طفیل اس پر رزق کے اسباب آسان فرما دے گا۔

۳-قلبی بے چینی سے نجات

اگر کوئی اس بات کا خواہاں ہو کہ اسے قلبی سکون میسر ہو جائے قلبی بے چینی اور بے سکونی کا خاتمہ ہو جائے تو اسے چاہیے کہ وہ ہر ہفتہ کے دن نماز فجر یا نماز عشاء کے بعد باوضو حالت میں ایک ہزار مرتبہ کلمہ طیبہ پڑھ کر اپنے قلب پر دم کر لیا کرے۔ اس عمل کی مداومت کرنے سے بفضل باری تعالیٰ اس کے قلب کو سکون و طمانیت حاصل ہو گی۔ طبیعت میں بے چینی کی کیفیت ختم ہو جائے گی۔

۴-کشف غیوب

جو کوئی کشف غیوب کی نیت سے باوضو حالت میں نہایت توجہ و یکسوئی کے ساتھ ایک ہزار مرتبہ کلمہ طیبہ پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس پر اسرار منکشف فرمائے گا مگر بعض صوفیاء کا قول ہے کہ اگر تہجد کے وقت کلمہ طیبہ کو کثرت سے پڑھنے کا معمول بنا لیا جائے اور اس معمول کو چند سال جاری رکھا جائے تو وہ صاحب کشف بن جائے گا۔

۵-حصولِ جنت

جو کوئی باوضو حالت میں 70 ہزار مرتبہ کلمہ طیبہ پڑھے گا بلاشبہ وہ جنت میں داخل ہوگا۔ اس کے علاوہ اگر کوئی شخص ہر نماز کے بعد ایک تسبیح کلمہ پڑھنے کا معمول بنا لے گا تو اس کے اعمال نامہ میں بے پناہ نیکیوں کا اضافہ ہو جائے گا جس کی بنا پر وہ آخرت میں نجات پائے گا۔

۶-بیماری سے محفوظ رہنا

جو کوئی نیا چاند دیکھ کر کلمہ طیبہ پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کو تمام امراض سے محفوظ رکھے گا اور کوئی بڑی بیماری اس پر حملہ آور نہ ہو گی کیونکہ کلمہ طیبہ کا کثرت سے ورد کرنا بے شمار امراض سے شفا کا باعث ہے۔

۷- شر شیطان سے محفوظ کرنا

جو کوئی روزانہ نماز عشاء کی ادائیگی کے بعد سونے سے پہلے باوضو حالت میں ایک ہزار مرتبہ کلمہ طیبہ پڑھ کر سوئے تو نیند میں اس کی روح عرش کے نیچے آرام کرے گی۔ وہ شیطان کے شر سے محفوظ رہے گا۔ ایسے ہی جو کوئی زوال کے وقت ایک ہزار مرتبہ کلمہ طیبہ پڑھے تو اس کا شیطان کمزور اور حقیر ہو جائے گا۔

۸- سرکش انسان کو تابع کرنا

جو کوئی ایک ہزار مرتبہ کلمہ طیبہ پڑھ کر ظالم اور سرکش کے سامنے جائے تو اللہ تعالیٰ اس سرکش کو اس کیلئے زیر کردے گا اور وہ ظلم نہ کر سکے گا اور کسی قسم کا نقصان نہ پہنچائے گا۔

۹- موت کے وقت کلمہ کا ورد کرنا

اگر کسی پر یہ آثار ظاہر ہو جائیں کہ اب وہ دنیا سے چلا جائے گا تو اسے چاہیے کہ ہر وقت کلمہ طیبہ کا ورد کرتا رہے۔ اس پر عالم نزع آسان ہو جائے گا اور اس کی روح آسانی سے جسم سے نکل جائے گی اور اس کا خاتمہ بالایمان ہوگا۔ غرضیکہ کلمہ دنیا و آخرت میں کامیابی کی کنجی ہے۔

۱۰- آفت اور مصیبت سے محفوظ رہنا

جو کوئی شہر میں داخل اور خارج ہونے کے وقت ایک ہزار مرتبہ کلمہ طیبہ پڑھے تو ہر طرح کی آفت و مصیبت سے بچا رہے گا۔ اللہ تعالیٰ اسے اپنی حفظ و امان میں رکھے گا اور اس پر اپنا خصوصی فضل و کرم نازل فرمائے گا۔

۱۱- اخروی فیوض

کلمہ طیبہ چونکہ دین اسلام کی بنیاد ہے اس لئے جو مسلمان بھی اسے روزانہ بلاناغہ چند بار پڑھنے کا معمول بنائے گا اللہ تعالیٰ اسے اخروی فیوض سے مالا مال کر دے گا۔

ذکر اثبات اِلَّا اللّٰہُ

ذکر اثبات اِلَّا اللّٰہُ کا ذکر بھی اسم اعظم ہے۔ یہ ذکر نفی اثبات کے بعد کا درجہ رکھتا ہے۔ اس سے سالکین

طریقت کی عالم بالا کی منازل طے ہوتی ہیں۔ اس کے پڑھنے کا طریقہ اور فوائد حسب ذیل ہیں:

۱- فیوض و برکات کا خزینہ

یہ اسم فیوض و برکات کا خزینہ ہے جو شخص اسے روزانہ 1100 مرتبہ گن کر تسبیح پر پڑھنے کا معمول بنالیتا ہے اسے تمام وہ فوائد حاصل ہوتے ہیں جو اسم اللہ کے ہیں یعنی اسے پڑھنے سے اللہ کی عبادت میں دل خوب لگتا ہے۔ اللہ کی محبت پیدا ہوتی ہے، نماز قائم ہوتی ہے، ذکر الٰہی کی توفیق ملتی ہے۔ اگر کوئی مشکل درپیش ہو تو وہ آسان ہو جاتی ہے۔ اگر کسی کو راہ حق کی تلاش ہو تو اسے راستہ مل جاتا ہے۔ دل میں رقت اور سرور پیدا ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ بگڑے ہوئے کام درست ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔ اگر اسے گن کر نہ پڑھ سکتا ہو تو اسے عام کھلا جب چاہیے پڑھے یا نمازوں کے بعد ایک تسبیح پڑھ لے یا ختم شریف میں اس کا ورد کرے یعنی جس طرح آسانی محسوس کریں اختیار کرلیں اس کے فیوض حاصل ہوں گے۔ اعتکاف میں ہر وقت اثبات کا ذکر بھی اسرار و رموز کا حامل ہے۔ ان شاء اللہ پورے اعتکاف میں یہ ذکر پڑھنے سے مندرجہ بالا فوائد حاصل ہوں گے۔

۲- روحانی ترقی کا ورد

اثبات کا ورد روحانی ترقی کیلئے بہت اکسیر ہے۔ یہ ذکر عالم ملکوت کا ہے۔ نفی اثبات پڑھنے سے جب باطن کھل جائے یعنی کشف ہونے لگے۔ لطائف میں اللہ کا نور جلوہ گر ہو جائے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں روحانی طور پر جانا آنا شروع ہو جائے یعنی زمین پر ہر قسم کے نورانی رازوں سے واقف ہو جائے۔ اسرار کعبہ کا مشاہدہ ہو جائے۔ اس کے بعد اس اسم کو دن رات چلتے پھرتے کثرت سے پڑھنا شروع کریں۔ جونہی اس اسم کے ورد کی کثرت ہوگی عالم ملکوت کا مشاہدہ شروع ہو جائے گا۔ ساتوں آسمانوں کے فرشتے نظر آئیں گے۔ ملکوتی دنیا میں جو کچھ ہے اس کا مشاہدہ ہوگا۔ غرضیکہ عرش معلٰی تک تمام مقامات کھل جاتے ہیں۔

صوفیاء اور اولیاء نے اس اسم کو پڑھنے کے چند طریقے وضع کئے ہیں۔ سب سے آسان طریقہ یہ ہے کہ خلوت کی جگہ پر بیٹھے اور قبلہ رخ ہو کر بائیں زانو پر نگاہ جما کر دل پر اِلَّا اللّٰہُ کی سر اٹھا کر اپنے اندرون جسم ضربیں مارے، بعد میں آنکھیں بند کر لے تو زیادہ بہتر ہے جب تک طبیعت اجازت دے تو آسانی کے ساتھ ایسا کرتا رہے۔

ضربی کا طریقہ یہ ہے کہ سر کو بائیں کہنی پر لا کر زمین کے نزدیک پہنچا کر اِلَّا اللّٰہُ کی ضرب لگائے۔ وہاں سے سر اٹھا کر ایک ضرب اپنے وجود پر لگائے۔ پھر سر کو بائیں کہنی پر لا کر زمین کے قریب پہنچا کر ضرب لگائے اور زانوں سے سر اٹھا کر اپنے اندرون جسم میں ضرب دے۔ اس طرح مسلسل ضربیں لگاتا رہے۔ اس طرح کا ذکر پہلے سے جلدی

اثرات مرتب کرے گا۔

۲۔ اسم اعظم اَللّٰهُ

اکثر اولیاء اور صوفیاء کے نزدیک ایک لفظ اللہ اسم اعظم ہے کیونکہ اللہ ہی ایک ایسا اسم ہے کہ جس کا اطلاق کسی دوسرے پر نہیں کیا جاتا اور یہی اسم ہے جس کی جانب جملہ اسماء کی صفت کی جاتی ہے چونکہ لفظ ''اللہ'' اسم ذاتی ہے باقی تمام اسماء صفاتی ہیں اور اسم ذات کو اسم صفت پر ترجیح ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جہاں اپنے اسماء کا ذکر فرمایا ہے وہاں ''اللہ'' سب پر مقدم رکھا اور مقدم کو دوسروں پر ترجیح ہوتی ہے کیونکہ مندرجہ ذیل آیات میں لفظ اللہ کو تمام صفاتی ناموں پر فوقیت حاصل ہے جس کی بنا پر لفظ اللہ اسم اعظم ہے۔

اِنَّنِیْۤ اَنَا اللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا فَاعْبُدْنِیْ ۙ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِیْ (پ۱۶ طٰہٰ:۱۴)

اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی (پ۱۶ طٰہٰ:۸)

وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی فَادْعُوْهُ بِهَا ۪ وَذَرُوا الَّذِیْنَ یُلْحِدُوْنَ فِیْۤ اَسْمَآئِهٖ ؕ سَیُجْزَوْنَ مَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ (پ۹: اعراف:۱۸۰)

فَتَعٰلَی اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِیْمِ (پ۱۸ مومنون:۱۱۶)

اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ ؕ یَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَیْنَهُنَّ (طلاق:۱۲)

وَاللّٰهُ یُؤَیِّدُ بِنَصْرِهٖ مَنْ یَّشَآءُ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِی الْاَبْصَارِ (پ۳ آل عمران:۱۳)

كَذٰلِكَ یُبَیِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰیٰتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ ۝ (پ۲ بقرہ:۲۱۹)

قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ ؕ هُوَ الْغَنِیُّ ؕ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ (پ۱۱ یونس ۶۸)

شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًۢا بِالْقِسْطِ ؕ (پ۳ آل عمران:۱۸)

اقوال علماء و صوفیاء

۱۔ حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ: حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول ہے کہ اسم اعظم لفظ اللہ ہے مگر جب کوئی اللہ کو پکارے تو اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کے سوا اور کچھ نہ ہو۔

آپ ہی کا قول ہے کہ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کا نام اس طرح لینا چاہیے کہ جب ان کی زبان سے لفظ اللہ نکلے تو ان کے دل پر اللہ تعالیٰ کا خوف اور ہیبت طاری ہونی چاہیے اور اس کی عظمت کا اقرار دل و جان سے ہو۔

۲- امام فخر الدین رازی کا قول آپ کا قول ہے کہ میرے نزدیک اسم اعظم لفظ اللہ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات کیلئے ہی لفظ مخصوص ہے اس لئے یہ اسم اعظم ہے۔

۳- حضرت ابن کثیر کا ارشاد ہے حافظ ابن کثیر نے تفسیر قرآن میں لکھا ہے کہ رب تبارک تعالیٰ کا خاص نام اللہ ہے اور بلاشبہ یہی لفظ اسم اعظم ہے کیونکہ تمام اچھی صفات اس نام میں مضمر ہیں۔ مزید فرمایا کہ یہ اسم نہایت مبارک ومقدس ومحبوب ہے اور دنیا کا یہ عظیم الشان کارخانہ اسی اسم پاک کی بدولت قائم وآباد ہے جب تک اس نام کے لینے والے ہوں گے اس وقت تک یہ کارخانہ آباد رہے گا اور جس وقت اس نام کا لینے والا کوئی نہ رہے گا اس وقت یہ کارخانہ درہم برہم ہو جائے گا۔

۴- علامہ عزیزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ علامہ عزیزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جامع صغیر کی شرح میں تحریر فرمایا ہے کہ بے شک اسم اعظم لفظ اللہ ہے کیونکہ یہ ایک ایسا اسم ہے کہ اس کا اطلاق غیر اللہ پر ہو ہی نہیں سکتا۔

۵- حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کا قول حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول ہے کہ جمہور علماء کے نزدیک لفظ اللہ ہی اسم اعظم ہے۔

۶- حضرت علامہ شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان حضرت علامہ شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان ہے کہ لفظ اللہ ہی اسم اعظم ہے کیونکہ یہ نام اس کی ذات پر دلالت کرتا ہے اور نام صفات پر دلالت کرتے ہیں۔

۷- حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آپ کا بھی یہی قول ہے کہ اسم اعظم لفظ اللہ ہے۔ دیکھتے نہیں کہ رحمٰن رحمت سے مشتق ہے اور رب کا لفظ ربوبیت سے ہے اور اللہ کا لفظ کسی سے مشتق نہیں۔ اس لئے اللہ ہی اسم اعظم ہے۔

۸- حضرت ابوبکر بن العلا رحمۃ اللہ علیہ کا قول حضرت ابوبکر العلا کہتے ہیں کہ میں نے سہل بن عبداللہ سے اللہ کے اسم اعظم کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے کہا کہ اللہ اسم اعظم ہے۔ میں نے کہا کہ جب اس نام کے ذریعے سے سوال کیا جائے تو ملتا ہے۔ ہم اس اسم کے وسیلے سے بارگاہ رب العزت میں سوال کرتے ہیں مگر وہ پورا نہیں ہوتا۔ فرمایا کہ اگر دل کو اس کی مناجات کے سوا ہر چیز سے فارغ کر کے سوال کرتے تو اسی وقت مل جاتا پھر انہوں نے قرآن کی یہ آیت پڑھی جس کا ترجمہ یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ماں کا دل جب ہر چیز سے خالی ہو گیا تو پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کا سوال ہی تھا۔

۹۔**حضرت ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد** حضرت ابن مبارک کہتے ہیں کہ اللہ کا اسم اعظم اللہ ہے کیونکہ تمام اسماء اسی کی طرف منسوب ہوتے ہیں یہ ان کی طرف منسوب نہیں ہوتا۔

۱۰۔**حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ** حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ سفر کے دوران میری ملاقات ایک ایسے بزرگ سے ہوئی کہ جن کے چہرہ پر عارفین کی نشانی ظاہر تھی۔ میں نے ان سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے یہ بتائیے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف راستہ کیسے ملتا ہے؟ فرمایا، اگر اللہ تعالیٰ کو پہچان لے تو تجھے اس کی طرف جانے کا راستہ بھی مل جائے گا۔ پھر فرمایا: اے شخص! خلاف اور اختلاف چھوڑ دے، میں نے کہا، حضور! کیا علماء کا اختلاف رحمت نہیں؟ فرمایا، ہاں لیکن تجرید اور توحید میں اختلاف رحمت نہیں ہے۔ میں نے کہا، تجرید توحید کیا چیز ہے؟ فرمایا، مخلوق کے دیدار کو اللہ تعالیٰ کے پانے کیلئے چھوڑنا، میں نے پوچھا، کیا عارف کبھی خوش بھی ہوتا ہے؟ فرمایا، عارف کو کبھی غم بھی ہوتا ہے۔ میں نے کہا، جو اللہ تعالیٰ کو پہچانتا ہے کیا اس کا غم زائل نہیں ہوتا؟ فرمایا، جو اللہ تعالیٰ کو جان لیتا ہے اس کا غم زائل ہو جاتا ہے۔ میں نے پوچھا، کیا دنیا عارفین کے قلب کو تبدیل کر دیتی ہے؟ فرمایا، عارفین کے قلب کو آخرت بھی کہیں تبدیل کر سکتی ہے جو دنیا تبدیل کر سکے۔ میں نے کہا، کیا اللہ تعالیٰ کو پہچاننے والا لوگوں سے خوفزدہ نہیں ہوتا؟ فرمایا، نہیں بلکہ وہ تو اللہ تعالیٰ کی طرف مائل ہوتا ہے اور لوگوں سے علیحدہ (یعنی تنہائی پسند) ہوتا ہے۔

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے پوچھا کہ عارف کو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور چیز سے افسوس بھی ہوتا ہے؟ فرمایا، عارف اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو بھی جانتا ہے؟ جس پر افسوس کرے۔ میں نے پوچھا، کیا عارف اللہ تعالیٰ کی طرف مشتاق ہوتا ہے؟ فرمایا، کیا عارف اللہ تعالیٰ سے لحظہ بھر غائب بھی رہتا ہے جو مشتاق ہو۔ پھر میں نے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم کیا ہے؟ فرمایا، جو اللہ تعالیٰ کی عظمت و ہیبت و جلال کے ساتھ اللہ کہے یہی اسم اعظم ہے۔ میں نے کہا، میں اکثر کہتا ہوں لیکن ہیبت پیدا نہیں ہوتی۔ فرمایا، تم اپنے یقین سے کہتے ہو اس کے یقین سے نہیں کہتے۔ میں نے کہا، مجھے کچھ نصیحت فرمائیے؟ ارشاد فرمایا، تیرے لئے اتنا ہی جان لینا کافی ہے کہ وہ تجھے دیکھتا ہے۔ پھر میں ان کے پاس سے اٹھ کھڑا ہوا اور کہا، مجھے کیا حکم ہوتا ہے؟ فرمایا، وہ تجھے ہر حالت میں جانتا ہے تو بھی اسے مت بھول۔

اسم اعظم کے ضمن میں ہی ایک مرتبہ یہ واقعہ بھی بیان فرمایا کہ:

ایک مرتبہ میں نے ایک عورت کو دیکھا جو ایک اُونی کرتا اور چادر اوڑھے رکھتی تھی اور توکل کی راہ پر گامزن تھی۔ میں نے اس سے کہا کہ اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے۔ سیر و سیاحت کرنا عورتوں کا کام نہیں ہے۔ اس عورت نے جواب دیا، اے مغرور! میرے قریب سے دور ہو جا کیا تو اللہ تعالیٰ کی کتاب نہیں پڑھتا؟ میں نے کہا، ہاں میں پڑھتا ہوں۔ کہنے

لگی تو پھر پڑھ۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلَمۡ تَکُنۡ اَرۡضُ اللّٰہِ وَاسِعَۃً فَتُھَاجِرُوۡا فِیۡھَا (پ۳ آل عمران)

کیا اللہ تعالیٰ کی زمین وسیع نہیں تھی جس میں تم ہجرت کرتے،

مجھے معلوم ہوا ہے کہ ساری زمین علم سے بھری ہوئی ہے حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس سے کہا کہ تم نے اللہ تعالیٰ کو کس چیز سے پہچانا؟ کہنے لگی کہ میں نے اللہ تعالیٰ کو اللہ تعالیٰ ہی سے پہچانا اور غیر اللہ کو اللہ تعالیٰ کے نور سے پہچانا۔ میں نے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم کیا ہے؟ کہنے لگی کہ وہ لفظ اللہ ہی ہے جو کہ پروردگار عالم کا بڑا نام (یعنی اسم اعظم) ہے۔

لفظ اللہ کے ذکر کا طریقہ اسم اللہ ذات یعنی لفظ اللہ کے ذکر کے مختلف طریقے یہ ہیں۔

یک ضربی محدد بشدت جلسہ معہودہ ملحوظ رکھ کر دونوں ہاتھ دو زانوؤں پر رکھے اور اللہ کہتے ہوئے سختی کے ساتھ دم کھینچے۔ سر اور کمر بلند کرے اور پھر ناف کے نیچے زور سے اللہ کی ضرب لگائے اور دونوں ضربوں میں سختی کرے اور علی التواتر یہاں تک ضربیں لگائے کہ بے خود ہو جائے۔

یک ضربی بقبض بطن جلسہ معہودہ ملحوظ خاطر رکھ کر سر کو دائیں شانے کی طرف تھوڑا سا بلند کر کے بائیں پہلو پر اس سختی سے اللہ کی ضرب لگائے کہ بائیں پسلیاں میڑھی ہو جائیں اور اثنائے ذکر میں آنکھیں کھلی ہوئی رکھے اور اپنے بدن کو بشکل لفظ اللہ نظر میں رکھے اور اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ اٰدَمَ عَلٰی صُوۡرَتِہٖ کا تصور کرے تا کہ فنافی اللہ حاصل ہو۔

یک ضربی یاھُوۡ اس کا طریق یہ ہے کہ بطریق معہود بیٹھ کر اللہ کہتے ہوئے قلب نیلوفری سے دم کو مع معدہ کے اوپر کو کھینچے اور سر اور کمر دونوں بلند کر کے اپنے وجود میں پیاپے ھو کی ضربیں لگائیں ہرگز انفصال نہ کرے۔ فائدہ بہت حاصل ہوگا۔

یک ضربی بامدہ ھُــوۡ جلسہ معہودہ ملحوظ رکھ کر اَللّٰہ کہتے ہوئے دائیں شانے سے بائیں شانے پر ضرب لگائے اور وہاں سے ھُــوۡ کہتا ہوا سر کو دائیں شانے تک پہنچائے۔ اسی طرح مسلسل ضربیں لگائے جب یہ ذکر قرار پذیر ہو بے اختیار خفیف خفیف آواز دل سے نکلے گی کہ اکثر آدمی اور جانور اس آواز پر شیفتہ ہو جائیں گے مگر یہ سر کثرت عمل سے ظاہر ہوگا۔

سہ (۳) ضربی بسہ (۳) کوب بقبض دم اس کا طریقہ یہ ہے کہ جلسہ معہودہ متعین کر کے ایک ضرب اللہ کی بائیں کہنی پر لگائے اور ایک ضرب اپنے وجود میں پھر ایک ضرب داہنی کہنی پر اور ایک ضرب اپنے وجود میں پھر ایک

ضرب ناف پر اور ایک ضرب اپنے وجود میں مگر حبس دم کا خیال رکھے اور پھر از سر نو شروع کرے۔

چہار ضربی بیک قبض اس کا طریق یہ ہے کہ جلسہ معہودہ متعین کر کے ناف کے نیچے سانس کھینچے اور ایک ضرب دائیں زانو پر لگائے پھر ایک ضرب بائیں زانو پر پھر دونوں زانوؤں کے درمیان پھر ایک ضرب اللہ کی اپنے وجود میں لگائے اور پھر از سر نو شروع کرے۔

نودنہ (۹۹) ضربی بحبس دم چاہیے کہ دوزانو بیٹھے اور ناک کے راستہ سے سانس لے کر حبس کرے پھر معدہ سے سانس نکال کر قلب نیلوفری پر 50 ضرب اللہ کی لگائے پھر 49 ضربیں معدہ سے سینہ کی طرف حبس کر کے لگائے ہر ضرب کو نودنہ نام صفاتی میں سے ایک صفت سے موصوف سمجھے یہاں تک مواظبت کرے کہ موصوف بصفات اللہ ہو جائے۔

ہزار ضربی بیک جلسہ چاہیے کہ جلسہ معہودہ متعین کر کے اَللّٰہُ کو صفت احد سے موصوف کر کے بائیں زانو پر ضرب لگائے پھر سر اٹھا کر اللہ کو بصفت صمد موصوف سمجھ کر اپنے وجود میں ضرب لگائے۔ اسی طرح 500 ضرب تک نوبت پہنچائے پھر اَللّٰہُ کو صفت صمد سے موصوف کر کے دائیں زانو پر ضرب لگائے اور وہاں سے سر اٹھا کر اَللّٰہُ کو صفت احد سے موصوف کر کے اپنے وجود میں 500 ضرب لگائے جب پوری ہزار ہو جائیں پھر از سر نو شروع کرے۔ اس ذکر کے فوائد بے شمار ہیں چند ہی روز میں ظاہر ہونے لگیں گے۔

اسمِ اعظم اَللّٰہُ کے اوراد و وظائف

ا- ولی اللہ بننے کا وظیفہ

اللہ کا دوست بننے کیلئے لفظ اللہ کا وظیفہ لازم ہے۔ اس کے بغیر کوئی چارہ نہیں۔ اس اسم کو پڑھنے سے اللہ سے دوستی کا شرف حاصل ہوتا ہے اور پڑھنے والا ولی اللہ بن جاتا ہے کیونکہ جس کو جو کچھ ملا اللہ کے نام کی بدولت ملا۔ لہٰذا جو شخص اللہ کا بندہ بننا چاہے تو اسے چاہیے کہ اس اسم کو 11 ہزار مرتبہ صبح اور 11 ہزار مرتبہ شام پڑھے اور کم از کم 7 سال تک پڑھے۔ اگر گن کر نہ پڑھ سکتا ہو تو ایک گھنٹہ فجر کی نماز سے پہلے اور ایک گھنٹہ فجر کی نماز کے بعد، ایک گھنٹہ شام کی نماز کے بعد اور ایک گھنٹہ عشاء کی نماز کے بعد سانس کے ساتھ پڑھے۔ ان شاء اللہ باطن کھل جائے گا اور روحانیت حاصل ہوگی اور اللہ کے خاص بندوں میں شمار ہو جائے گا۔

۲-صاحب کشف بننے کا وظیفہ

لفظ ''اللہ'' صاحب کشف بننے کیلئے بھی بہت ہی مؤثر ہے۔لہٰذا جو شخص صاحب کشف بننا چاہیے وہ ایک گھنٹہ صبح اور ایک گھنٹہ شام کے بعد تصور کے ساتھ اس اسم کو کھلا پڑھے۔ اگر ہلکی سی آواز کے ساتھ پڑھے تو زیادہ مناسب ہے اور جب تصور قائم ہو جائے تو دل میں پڑھے اور دل پر ضرب لگائے۔ ان شاء اللہ 3 سال تک اسی طرح پڑھنے سے صاحب کشف بن جائے گا اور اس پر باطن کے اسرار ورموز عیاں ہوں گے۔۔

۳-باطنی صفائی کیلئے

جو کوئی اس بات کا خواہاں ہو کہ اس کا قلب و باطن برے خیالات اور شیطانی تصورات سے پاک ہو جائے تو اسے چاہیے کہ وہ ہر نماز کے بعد 100 مرتبہ اللہ پڑھے ان شاء اللہ اس کا باطن کشادہ ہو جائے گا۔ کتاب احسن المواعظ میں تحریر ہے کہ جو کوئی روزانہ باوضو حالت میں قبلہ رخ بیٹھ کر چار زانو ہو کر 5 ہزار مرتبہ اللہ اللہ کا ذکر کرے تو ان شاء اللہ تعالیٰ اس کا باطن برے خیالات سے پاک ہو جائے گا اور صاحب کشف ہو جائے گا۔ پروردگار عالم کی عبادت میں اسے حلاوت اور سرور محسوس ہوگا۔

۴-عشق الٰہی کا حصول

جو شخص اس اسم کو ایک ہزار مرتبہ ہر نماز کے بعد پڑھنے لگے تو اس کا دل دنیا سے متنفر ہو جائے گا۔ یاد الٰہی کی طرف خوب مائل ہوگا۔ نماز اور نوافل پڑھنے کو دل بہت چاہے گا یعنی اس اسم کو پڑھنے سے دل اللہ کی عبادت میں خوب لگتا ہے جس سے اللہ کا عشق حاصل ہوگا اور جو شخص اللہ کی محبت اور عشق کی طرف مائل ہو جاتا ہے اس کا ایمان بے حد مضبوط ہو جاتا ہے۔ وہ اللہ کی خاطر جینے لگتا ہے اور اس کے دل سے دنیا کم ہو جائے گی۔ بہر کیف جو خلوص دل سے اس کا نام لینے لگتا ہے وہ اس کا بن جاتا ہے اور اللہ اس پر مہربان ہو جاتا ہے۔

۵-دنیاوی فیوض و برکات کا حصول

جو شخص اسے اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے کثرت سے پڑھتا رہے یعنی جب یاد آیا اسی وقت اللہ کے لفظ کا ذکر شروع کر دیا تو اسے دنیاوی لحاظ سے بے پناہ فیوض و برکات حاصل ہوں گے۔ اگر ایک ہزار مرتبہ گن کر بعد نماز فجر اور ایک ہزار مرتبہ بعد نماز عشاء پڑھنے کا معمول بنالے تو وہ مستجاب الدعوات بن جائے گا۔ اس کی ہر دعا قبول ہوگی بشرطیکہ

ہمیشہ پڑھتا رہے۔ اگر کوئی کام رک گیا ہو تو اس اسم کو 40 دن میں سوا لاکھ مرتبہ پڑھیں۔ رکا ہوا کام ہو جائے گا۔ اگر کوئی دلی خواہش یا حاجت درپیش ہو تو وہ بھی پوری ہو جائے گی۔ غرضیکہ لفظ اللہ پڑھنے سے دنیا کے ہر کام میں برکت پیدا ہوگی اور پریشانیاں ختم ہوں گی۔

۶۔ مشکل کا حل

اگر کوئی کسی مشکل میں مبتلا ہو اور مشکل کسی بھی طرح آسان نہ ہوتی ہو تو چاہیے کہ نماز جمعہ سے قبل باوضو حالت میں پاکیزہ کپڑے پہن کر ایک گوشہ میں بیٹھے اور 200 مرتبہ اللہ کہے جو بھی مشکل ہوگی ان شاء اللہ تعالیٰ آسان ہو جائے گی۔

۷۔ رُکے ہوئے کام کا ہو جانا

اگر کوئی کام رک گیا ہو تو اس اسم کو 40 دن میں سوا لاکھ مرتبہ پڑھیں، رکا ہوا کام ہو جائے گا۔ اگر کوئی دلی خواہش یا حاجت درپیش ہو تو وہ بھی پوری ہو جائے گی غرضیکہ لفظ اللہ پڑھنے سے دنیا کے ہر کام میں برکت پیدا ہوگی اور پریشانیاں ختم ہوں گی۔

۸۔ دل کی مضبوطی

اگر کسی کا دل کمزور ہو اور معمولی سی بات پر بھی وہ گھبرا جاتا ہو اور سخت پریشان ہو جاتا ہو تو اسے چاہیے کہ وہ روزانہ باوضو حالت میں ایک ہزار مرتبہ اللہ کا ذکر کرے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ اس اسم اعظم کی برکت سے اس کا قلب مضبوط ہو جائے گا دل کی کمزوری دور ہو جائے گی اللہ تعالیٰ اسے ہمت اور قوت عطا فرمائے گا۔

۹۔ کند ذہنی اور بھولنے کا تدارک

اگر کسی کو مرض نسیان لاحق ہو اور وہ بھول جانے کی عادت میں مبتلا ہو یا کسی بچے کا ذہن کند ہو ایسی صورت میں طاق دنوں کے حساب سے یعنی 5 دن، 7 دن، 11 دن یا 21 دن ہر روز صبح نہار منہ تازہ پکی ہوئی روٹی پر باوضو حالت میں 7 مرتبہ انگشت شہادت سے یا اللہ لکھیں اور کھالیں۔ ان شاء اللہ بھولنے کا عارضہ جاتا رہے گا اور ذہن میں وسعت پیدا ہو جائے گی۔ منقول ہے کہ اگر کوئی اسم اللہ ذات کو کسی کاغذ پر خوش خط لکھ کر اپنے سامنے رکھ لے اور پھر روزانہ کم از کم 3 بار دیکھ لے تو وہ کبھی گمراہ نہیں ہوگا۔ اس کی یادداشت سدا بحال اور برقرار رہے گی۔

۱۰- ہر دعا قبول ہونے کا ورد

جو شخص یہ چاہے کہ بارگاہ رب العزت میں اس کی ہر جائز دعا قبول ہونے لگے تو اسے چاہیے ایک ہزار مرتبہ سن کر بعد نماز فجر اور ایک ہزار مرتبہ بعد نماز عشاء پڑھنے کا معمول بنالے تو وہ مستجاب الدعوات بن جائے گا۔ اس کی ہر دعا قبول ہوگی۔ بشرطیکہ ہمیشہ پڑھتا رہے۔

۱۱- رزق میں اضافے کا عمل

اضافہ رزق کیلئے اس اسم کا چلہ اس طرح کریں کہ جمعرات کے روز بعد نماز عشاء 100 مرتبہ یَاوَهَّابُ یَا رَزَّاق پڑھیں۔ اس کے بعد 4 ہزار مرتبہ یَااَللّٰهُ پڑھیں۔ اس کے بعد پھر یَاوَهَّابُ یَا رَزَّاقُ 100 مرتبہ پڑھیں۔ اس طرح 40 دن تک اس پڑھیں۔ ان شاء اللہ اسم اللہ کی برکت سے رزق میں بے پناہ اضافہ ہوگا۔

۱۲- سفر میں بحفاظت رہنا

ہر طرح کے سفر سے پہلے اسم اللہ ذات کا ورد کر کے دعا مانگی جائے تو سفر بخیر و عافیت گزرتا ہے اور گھر میں بھی ہر طرح سے امن وسلوک اور خیر و عافیت رہتی ہے۔ ایسے ہی ایک عامل کا قول ہے کہ اگر سفر پر جانے کا ارادہ ہو تو جلی حروف میں اسم ذات ''اَللّٰهُ'' کاغذ پر لکھے اور سفر پر جانے والا اسم پاک سے حرف الف کو علیحدہ کر کے تعویز بنا کر اپنے بازو پر باندھے باقی للہ گھر میں اپنے اہل وعیال میں امانت رکھ جائے۔ ان شاء اللہ خیر و عافیت کے ساتھ سفر سے واپس آئے گا۔

۱۳- جھگڑے کے مقدمہ میں کامیابی

اگر کوئی شخص کسی جھگڑے میں ناحق پھنس گیا ہو اور اس کے خلاف مقدمہ بن گیا ہو تو پیشی کے وقت اسم کو کثرت سے پڑھیں اور دل میں اللہ کا تصور لائیں اور اس کے حضور دعا کریں کہ یا اللہ! بس تیری ذاتی باقی رہے گی اور تیرے سوا ہر چیز فنا ہو جائے گی۔ ان شاء اللہ مقدمہ پڑھنے والے کے حق میں ہوگا۔

۱۴- سکونِ قلبی اور امراض شفا

اگر کوئی باوضو حالت میں نہایت توجہ و یکسوئی کے ساتھ اسم اعظم اللہ کو اپنے ہاتھ سے لکھ کر اس کو دن رات میں 3

مرتبہ نہایت ادب سے دیکھے اور دل میں یہ خیال کرے کہ یہ اسم اعظم میرے دل پر لکھا ہوا ہے اور پھر آنکھیں بند کر کے کم از کم 10 منٹ تک تصور جمائے رکھے تو اسے سکونِ قلبی نصیب ہوگا اور اسے بیماریوں سے شفا حاصل ہو گی۔

۱۵- بیماری سے نجات

ہر بیماری میں شفا حاصل کرنے کی غرض سے چاہیے کہ جمعہ کے دن نماز عصر کی ادائیگی کے بعد باوضو حالت میں قبلہ رخ بیٹھ کر نہایت توجہ و یکسوئی کے ساتھ مغرب کی اذان تک اللہ کا ورد کرنے سے بفضل باری تعالیٰ موت کے علاوہ ہر تکلیف د، بیماری سے شفا حاصل ہو جاتی ہے۔

۱۶- زچگی میں آسانی

زچہ کیلئے بھی اس اسم پاک میں بے شمار شفائی اثرات ہیں کسی بھی میٹھی چیز پر 121 مرتبہ یَـا اَللّٰـہُ پڑھ کر دم کریں اور حاملہ کو ہر روز کھلاتے رہیں اس سے زچگی کا مرحلہ انتہائی آسانی سے طے پاتا ہے اور تکلیف میں بھی کمی واقع ہو جاتی ہے۔ ایک اور قول ہے کہ اگر کسی عورت کو بچے کی پیدائش کے وقت درد معمول سے زیادہ ہو رہا ہو تو اسے 66 بار یا 126 مرتبہ پانی دودھ یا کسی اور کھانے کی چیز پر پھونکیں مار کر کھلایا جائے تو درد سے نجات مل جاتی ہے اور بچہ بھی آسانی سے پیدا ہو جاتا ہے۔

۱۷- بچہ باکردار پیدا ہو

اگر کسی حاملہ عورت کو ہر روز 126 مرتبہ ''یَـا اَللّٰـہُ'' پانی پر دم کر کے آخری مہینوں میں پلایا جائے تو زچہ ہر طرح کی تکلیف اور نقصان سے محفوظ رہے گی اور بچہ بھی خوبصورت اور باکردار پیدا ہوگا۔

۳- اسم اعظم اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ

قوی دلائل اور شواہد سے یہ بات کہی جاتی ہے کہ اسم اعظم اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ہے کیونکہ اکثر مفسرین نے اس اسم کو اسم اعظم قرار دیا ہے۔ اکثر اللہ کے بندوں کے فرمان کے مطابق بھی اسم اعظم یہی ہے کیونکہ اس اسم کی پڑھائی کے باعث اللہ تعالیٰ فوراً دعا قبول فرما لیتا ہے۔

اقوال تحقیق اسم اعظم

اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ اسم اعظم ہونے کے بارے میں اہل علم کے چند اقوال حسب ذیل ہیں۔

۱- ایک حدیث میں ہے کہ غزوہ بدر کے موقع پر شدید بے چینی اور بے قراری کی حالت میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ ریز ہو کر دعا فرماتے تھے۔ اس وقت زبان اقدس سے یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ اسم اعظم تلاوت فرماتے تھے۔

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی مشہور تفسیر ''تفسیر کبیر'' میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنہ میں سے اسم اعظم اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ہے۔

۲- حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ آصف بن برخیاہ نے جو دعا مانگی تھی وہ یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ کے وسیلہ سے مانگی تھی۔

۳- حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تحقیق کے مطابق بھی اسم اعظم اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ہے۔

۴- جامع شرح صغیر کے مصنف علامہ عزیزی نے اسم اعظم کے ضمن لکھا ہے کہ اسم اعظم اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ہے۔

۵- علامہ جزری نے ''حصن حصین'' میں تحریر کیا ہے کہ ایک حدیث میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم تین سورتوں میں ہے۔ سورت بقرہ، سورت آل عمران اور سورت طٰہٰ میں۔

جناب قاسم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو کہ اس حدیث کے ایک روای ہیں فرماتے ہیں کہ میں نے ان سورتوں میں اس کو تلاش کیا تو ان میں اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ کو اسم اعظم پایا۔

۶- تفسیر واضح البیان میں تحریر ہے کہ روایات و تجربات اور بیشتر صلحاء کرام کے اقوال کے مطابق اسم اعظم اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ہے۔

حکایت

حضرت شیخ سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی تصنیف ''غنیۃ الطالبین'' میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے دربار کا مشہور واقعہ جو کہ ملکہ بلقیس کے تخت کو حاضر کرنے کے ضمن میں ہے اس طرح سے تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے درباریوں کو جمع کیا اور ان سے فرمایا کہ تمہاری جماعت میں ایسا کون شخص ہے جو بلقیس کا تخت اس سے پہلے کہ وہ اپنی جماعت سمیت میرے پاس آ کر دائرہ اسلام میں داخل ہو۔ یہاں لے کر آئے کیونکہ صلح کے بعد اس کا تخت مجھے لینا حلال نہیں ہے۔ یہ سن کر دربار میں موجود ایک جن نے کہا کہ میں اتنے وقت میں جبکہ آپ

اٹھنے نہ پائیں گے بلقیس کا تخت یہاں لا کر حاضر کردوں گا۔ (حضرت سلیمان علیہ السلام کا دربار صبح سے دوپہر کے وقت تک جاری رہتا تھا۔) میں انتہائی طاقتور جن ہوں اور تخت کو اٹھانے کی مجھ میں طاقت موجود ہے۔ میں ایماندار ہوں، اس تخت پر جو بھی سونا چاندی اور جواہرات وغیرہ لگے ہوں گے ان میں خیانت نہیں کروں گا۔ آپ کو معلوم ہے کہ جہاں تک نگاہ جاتی ہے وہاں پر میرا قدم ہے۔

اس جن کی بات سننے کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا مجھے تو اس سے بھی کم وقت میں یہاں پر تخت موجود چاہیے۔ اس پر ایک ولی اللہ جناب آصف بن برخیا جو کہ کتاب اللہ کا علم رکھتے تھے اور اللہ تعالیٰ کے اسم اعظم اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ سے آگاہ تھے نے کہا کہ میں اپنے پروردگار عالم کی بارگاہ میں دعا کروں گا اور اس کی طرف رجوع کروں گا اور اپنے مالک حقیقی کی کتاب پر غور کروں گا تو امید ہے کہ آپ کے پلک جھپکنے سے پہلے تخت کو حاضر کردوں گا۔ چونکہ آصف بن برخیا اسم اعظم کو جانتے تھے اس لئے حضرت سلیمان علیہ السلام نے ان سے فرمایا کہ اگر تم نے یہ کام انجام دے دیا تو تم غلبہ اور بلند مرتبہ پاؤ گے اور اگر تم اس کام کو انجام نہ دے سکے تو تم مجھے ان درباریوں کے سامنے شرمندہ نہ کرنا کیونکہ میں جن وانس دونوں کا سردار ہوں۔ یہ بات سن کر حضرت آصف بن برخیا اٹھے اور وضو کر کے اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ میں گر گئے اور اسم اعظم پڑھ کر دعا مانگی۔

جناب آصف بن برخیا نے جیسے ہی دعا مانگی ملکہ بلقیس کا تخت یکدم حضرت سلیمان علیہ السلام کی کرسی کے پاس آموجود ہوا۔ جب تخت حاضر ہو گیا تو جنات کہنے لگے کہ آپ کے صحابی آصف بن برخیا تو واقعی تخت لانے کی قدرت رکھتے ہیں مگر وہ ملکہ بلقیس کو نہیں لا سکتے۔ جناب آصف بن برخیا نے جنات کی یہ بات سنی تو حضرت سلیمان علیہ السلام سے عرض کیا کہ (اگر آپ حکم فرمائیں تو) میں ملکہ بلقیس کو بھی لا سکتا ہوں۔ الغرض کچھ مدت گزرنے کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام نے حضرت آصف بن برخیا کو ملکہ بلقیس کے لانے کا حکم دیا۔ حضرت آصف بن برخیا اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز ہوئے اور اسم اعظم یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ پڑھ کر بارگاہ الٰہی میں دعا مانگی اور دعا مانگتے ہی ملکہ بلقیس سامنے آموجود ہوئیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ آصف بن برخیا نے جو دعا مانگی تھی وہ یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ کے وسیلہ سے مانگی تھی۔

ابو جلد خیلان سے روایت ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام کی قوم کو جب عذاب نے ڈھانپ لیا تو وہ ایک عالم دین کے پاس گئے اور ان سے کہا کہ ہم پر عذاب الٰہی نازل ہونے کے آثار پیدا ہو چکے ہیں تو اس پر اس نے کہا کہ تم لوگ یَاحَیُّ حِیْنَ لَاحَیَّ پڑھو۔ انہوں نے ایسا ہی کیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنی اس صفت حیّت کی بنا پر ان سے عذاب روک دیا اور انہیں زندہ چھوڑ دیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی صفت حی اسم اعظم ہے۔

۷- اگر کسی کو کوئی ایسا صدمہ پہنچا ہو کہ جس کا غم اس کے قلب سے دور نہ ہوتا ہو یا کوئی ناگہانی صدمہ ہو جائے تو اس غم کو دور کرنے اور قلبی سکون حاصل کرنے کی غرض سے امام ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ جب کبھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی امر غمگین کرتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا فرماتے:

یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِیْثُ

۸- سورہ مائدہ کی تفسیر میں حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جب کبھی کوئی سختی پہنچی تو آپ اللہ تعالیٰ کے 17 اسمائے حسنہ کا ذکر فرماتے (جو یہ ہیں)،

یَاحَیُّ یَا قَیُّوْمُ یَااَللّٰہُ یَا رَحْمٰنُ یَارَحِیْمُ یَا ذَاالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ یَا نُوْرُالسَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَیْنَھُمَا وَ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ یَا رَبِّ.

ترجمہ: اے ہمیشہ زندہ اسے سنبھالنے والے سارے جہاں کے۔ اے اللہ! اے بے حد مہربان، اے نہایت رحم کرنے والے، اے بزرگی اور بخشش والے، اے آسمانوں اور زمین کے اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے ان سب کے روشن کرنے والے اور عرش عظیم کے مالک اے میرے پروردگار۔

۹- اگر کسی جگہ پر عذاب الٰہی کا نزول ہو رہا ہو یا اس کے آثار دکھائی دے رہے ہوں تو جو کوئی یہ چاہے کہ وہ عذاب الٰہی سے محفوظ رہے تو اسے چاہیے کہ وہ بکثرت یہ پڑھا کرے۔

یَاحَیُّ حِیْنَ لَاحَیُّ وَ یَاحَیُّ مُحْیِ الْمَوْتٰی وَ یَاحَیُّ لَآ اِلٰـہَ اِلَّآ اَنْتَ

اللہ تعالیٰ کے اسم اعظم کی برکت سے ان شاء اللہ تعالیٰ عذاب الٰہی سے بچاؤ رہے گا۔ پروردگار عالم اپنی حفظ و امان میں رکھے گا۔

۱۰- اسم اعظم کی تحقیق کے ضمن میں علامہ ابن جریر طبری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی سند سے ابوجلد خیلان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت کی ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام کی قوم کو جب عذاب نے ڈھانپ لیا تو وہ اپنے باقی رہ جانے والے علماء کرام میں سے ایک عالم کے پاس گئے اور اس سے کہا کہ ہم پر عذاب الٰہی کا نزول ہو گیا ہے (اس پر) آپ کا کیا مشورہ ہے، اس عالم نے ان سے فرمایا کہ تم کہو،

یَاحَیُّ حِیْنَ لَاحَیُّ

چنانچہ انہوں نے یہ ورد کیا تو اللہ تعالیٰ نے (اپنے اسم اعظم کی برکت سے) ان سے عذاب دور کر دیا اور ایک عرصہ تک ان کو فائدہ دیا۔

وظائف یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ

یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ چونکہ اسم اعظم ہے اس لئے اس وظیفہ کے پڑھنے والے کو اللہ تعالیٰ زندگی کے ہر کام میں قائم و دائم کر دیتا ہے۔ ہر بگڑی ہوئی چیز سنورتی چلی جاتی ہے، اسے پڑھنے سے تندرستی، اضافہ، رزق، شرعی حدود کے اندر رہ کر جائز خواہشات کا پورا ہونا، مشکل سے مشکل رکاوٹ کا دور ہونا، زبان کا صدیق ہو جانا اور گوناگوں فیوض و برکات حاصل ہوتے ہیں۔ اس وظیفہ کو پڑھنے کے مختلف طریقے مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ حصولِ روحانیت

یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ کا مطلب ہمیشہ زندہ اور قائم رہنے والا ہے اور ہر ایک کو زندگی دینے والا اور اسے قائم رکھنے والا ہے۔ لہٰذا اس اسم مبارک کا جو سدا ورد کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی روحانی قوت میں بے پناہ اضافہ کر دیتا ہے۔ اس اسم کا ذاکر اتنا ذکر کرے کہ اس کا حال غالب آ جائے تو اس کی عمر میں اضافہ ہو، نورِ توحید سے اللہ تعالیٰ اس کا قلب زندہ کر دے گا۔

ایک اور قول کے مطابق اگر کوئی اس بات کا خواہاں ہو کہ اسے روحانی قوت حاصل ہو جائے روحانی طور پر تقویت ملے اس کا قلب مضبوط اور پختہ ہو جائے تو اسے چاہیے کہ وہ روزانہ بلاناغہ نماز فجر یا نماز عشاء کے بعد 70 مرتبہ یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ پڑھنے کا معمول بنائے بفضل باری تعالیٰ اس اسم اعظم کی برکت کے طفیل اسے اپنے مقصد میں بہت جلد کامیابی ہوگی۔ اسے روحانی قوت حاصل ہو جائے گی۔

۲۔ تندرست و توانا رہنا

اللہ تعالیٰ کی سب نعمتوں میں سے سب سے افضل نعمت تندرستی ہے چونکہ اللہ تعالیٰ کی تمام نعمتوں سے فائدہ اٹھانے کیلئے تندرستی ہی کام آتی ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ تندرست رہنے کیلئے دعا مانگتے رہنا چاہیے۔ تندرستی قائم رکھنے کیلئے 700 مرتبہ روزانہ پڑھنا بہت مفید ہے۔ اس کے علاوہ اگر کوئی شخص اسے بکثرت پڑھنے کا معمول بنا لے تو وہ ہمیشہ صحت مند رہے گا۔ اگر کبھی بیمار بھی ہوگا تو فوراً صحت یاب ہوگا۔ اس لئے میرے بزرگ و مرشد جناب حاجی صاحب اسے پڑھنے پر بہت زور دیتے ہیں۔ ایک عامل کا قول ہے کہ جو اسے روزانہ 3 ہزار مرتبہ پڑھے وہ کبھی

بیمار نہ ہوگا۔

۳-ذوقِ عبادت

جو کوئی اس بات کا خواہاں ہو کہ اس کا دل عبادت الٰہی میں ذوق وشوق کے ساتھ مشغول رہے اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں مستعدی اور آمادگی بہت زیادہ پیدا ہو جائے وہ عبادت کرتے ہوئے حلاوت اور سکون محسوس کرے چستی اور تروتازگی کا احساس موجود رہے تو اسے چاہیے کہ وہ نماز فجر کی ادائیگی کے بعد اسی جگہ قبلہ رخ ہو کر بیٹھا رہے اور طلوع آفتاب تک بکثرت یَـاحَـیُّ یَـاقَیُّوْمُ پڑھے اور ہر روز یہ عمل کرے۔ان شاءاللہ تعالیٰ اسے طاعات میں مستعدی اور چستی حاصل ہوگی۔

۴-چشم خلائق میں معزز ہونا

جو کوئی یہ چاہے کہ وہ چشم خلائق میں معزز ہو جائے لوگ اس کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئیں اور یوں محسوس ہو کہ گویا مخلوق خدا کے دل اس کی مٹھی میں ہیں تو اس مقصد کیلئے حضرت شیخ بونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ جو کوئی صبح صادق کے وقت بکثرت یَـاحَـیُّ یَاقَیُّوْمُ پڑھنے پر مداومت رکھے تو ان شاءاللہ تعالیٰ مخلوق کے دل اس کیلئے مسخر ہوں گے۔

۵-حاکم کو مہربان کرنا

اگر کسی کو حاکم وقت سے کوئی کام ہو تو وہ نماز فجر کی ادائیگی کے بعد 700 مرتبہ یَـاحَـیُّ یَاقَیُّوْمُ پڑھ کر بارگاہ الٰہی میں دعا مانگے اور پھر حاکم کے پاس جائے۔انشاءاللہ تعالیٰ حاکم کا دل اس کیلئے مسخر ہو جائے گا۔وہ مہربانی سے پیش آئے گا اور حسب توقع کام پورا ہوگا۔

۶-فیوض و برکات کا خزینہ

اس اسم کی پڑھائی فیوض و برکات کا خزینہ بھی ہے جو شخص اسے ۱۱۰۰ مرتبہ روزانہ پڑھنے کا معمول بنائے گا اسے بے پناہ فیوض و برکات حاصل ہوں گے۔اس کے رُکے ہوئے کام اس پڑھائی کی بدولت رواں دواں ہو جائیں گے۔اگر کوئی شخص رمضان المبارک میں اس اسم کو کثرت سے پڑھنے کا معمول بنائے گا تو وہ بھی اس اسم کے فیوض و برکات سے فیض یاب ہوگا۔

۷-حکمت اور ڈاکٹری میں ناموری

ہر حکیم اور ڈاکٹر کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ اس کے ہاتھ میں شفا ہو، جس مریض کا وہ علاج کرے اللہ اسے تندرست کرے۔ اس مقصد کیلئے اس اسم کو روزانہ مطب شروع کرنے سے پہلے 1100 مرتبہ پڑھنا بہت مفید ہے۔ لہٰذا جو ڈاکٹر یا حکیم اسے ہمیشہ پڑھے گا اس کے ہاتھ میں بہت شفا ہوگی۔ ان شاء اللہ ہر مریض شفا پائے گا۔

۸-مقدمات میں حصولِ انصاف

مقدمات میں انصاف کے جلد اور فوری حصول کیلئے اس اسم مبارک کو بکثرت پڑھنا انتہائی کارگر ہے۔ لہٰذا اگر کسی پر کوئی ناجائز مقدمہ بن جائے اور مقدمے میں اس کی حق تلفی ہو رہی ہو تو اسے چاہیے کہ یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ کو کثرت سے پڑھے اللہ تعالیٰ مہربانی فرمائے گا۔

۹-طبیعت میں بشاشت کا پیدا ہونا

اگر سستی اور کمزوری کی وجہ سے ہر وقت نیند کا غلبہ طاری رہتا ہو تو ایسی صورت میں اسم مبارک کو بکثرت پڑھنے سے سستی دور ہو جاتی ہے جسمانی اعضاء میں قوت و چستی پیدا ہو جاتی ہے۔ نیند اعتدال پر آ جاتی ہے اور طبیعت میں بشاشت پیدا ہو جاتی ہے۔ ایسے ہی جو ہر نماز کے بعد 156 مرتبہ یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ کا ورد کرے، اللہ تعالیٰ اس کے تمام عوارض ختم کر دے گا اور اسے تندرستی کی دولت بخش دے گا۔

۱۰-حادثہ سے بحفاظت رہنے کا عمل

زندگی میں حادثہ کا پیش آ جانا عقل سے بعید نہیں۔ اس لئے ایسے کام کرنا جن میں حادثہ ہونے کا خطرہ ہو جیسے ڈرائیور کی ڈیوٹی دینا یا کسی مشین پر کام کرنا، فوجیوں کی سروس عموماً حادثات سے دوچار ہوتی ہے۔ اس لئے فوجی سپاہیوں، دریا میں کشتی چلانے والے ملاحوں، بس، کار، رکشا اور انجن ڈرائیوروں کیلئے اس اسم کا ورد بہت مفید ہے۔ انشاء اللہ اسے پڑھنے والا ہمیشہ حادثات سے محفوظ رہے گا۔ جو شخص پہاڑی علاقے میں سفر پر جائے تو راستے میں اسے پڑھتا جائے۔ ان شاء اللہ زندہ اور صحیح سلامت اپنے گھر واپس آئے گا۔ اس کا ورد جانی اور مالی نقصان سے محفوظ رکھتا ہے۔ اس لئے جو شخص اسے روزانہ 100 مرتبہ پڑھتا رہے وہ ہمیشہ پُرسکون اور بحفاظت رہے گا۔

۱۱- پریشانی دور ہونا

جو کوئی کسی پریشانی میں مبتلا ہو گیا اور چاہتا ہو کہ اس کی پریشانی دور ہو جائے تو اسے چاہیے کہ وہ باوضو حالت میں بکثرت یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ پڑھے اور پھر بارگاہ الٰہی میں اپنی پریشانی کو رفع کرنے کی غرض سے دعا مانگے ان شاء اللہ تعالیٰ اس کی ہر طرح کی پریشانی اور غم دور ہو جائے گا۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کوئی غم پہنچتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا سر مبارک آسمان کی طرف اٹھاتے ہوئے فرماتے: سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ اور جب دعا میں کوشش کرتے تو فرماتے یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ۔

۱۲- آفات سے محفوظ رہنا

اس اسم مبارک کو بکثرت پڑھنے والا جانی و مالی نقصان سے محفوظ رہتا ہے۔ کسی بھی قسم کی آفت و مصیبت میں اسے گزند نہیں پہنچتی۔ بڑے بڑے خطرات میں گھر جانے کے باوجود وہ امن و عافیت میں رہتا ہے اور سلامتی سے لوٹتا ہے۔

۱۳- ہمیشہ مسرور رہنا

یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ کا ورد کرنے والے کو اللہ تعالیٰ سدا خوشیاں اور کامیابیاں عطا کرتا رہتا ہے۔ ایسے ہی اگر کوئی شخص روزانہ 300 مرتبہ یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ پڑھنا اپنا معمول بنالے تو اللہ تعالیٰ اس کے دل کو مدام مسرور رکھتا ہے اور اسے بکثرت پڑھنے والے کی عمر میں اللہ تعالیٰ درازی اور خیر و برکت عطا فرما دیتا ہے۔

۱۴- گمشدہ چیز کو حاصل کرنے کا عمل

اگر کسی شخص کی کوئی چیز گم ہو گئی ہو اور صاحب دعوت کو اس کی خبر نہ ہو تو اسے چاہیے کہ رات کو سوتے وقت اس ورد کو 7 دن تک روزانہ 5200 مرتبہ پڑھیں۔ ان شاء اللہ گمشدہ چیز کے متعلق خواب میں معلوم ہو جائے گا۔ اگر کسی نے چرائی ہو گی تو اس کے دل پر اتنا خوف طاری ہو گا کہ چرانے والا کسی بہانے سے خود بخود واپس دے جائے گا۔

۱۵- مشکلات اور مہمات کا حل

ایسے مشکل کام جو انسانی سوچ اور تدبیر سے باہر ہوں یا کوئی ایسی مہم درپیش آ گئی ہو جس کا حل ہونا بہت ہی مشکل

نظر آتا ہو تو 40 روز تک اس وظیفہ کو 12500 مرتبہ روزانہ پڑھیں۔ ان شاء اللہ جو کام بگڑا ہوا ہوگا اس میں جان پڑ جائے گی۔ جو مشکل بھی درپیش ہوگی حل ہو جائے گی۔ ایک عامل کا قول ہے کہ اگر کسی کو سخت مہم بھی درپیش ہو تو اسے چاہیے کہ وہ اور اس کے اہل خانہ مل کر 41 ہزار مرتبہ یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ کا ورد کر کے اللہ کے حضور دعا مانگیں۔ 3 روز تک اس ورد کو بدستور جاری رکھیں۔ ان شاء اللہ سختی دور ہوگی اور مہم سر ہو جائے گی۔ اس کے علاوہ جو شخص اس وظیفے کا اکثر ورد کرتا ہے اللہ اس کی مشکلات کو آسان فرما دیتا ہے اور اس کی مہمات پر اسے قابو بخشتا ہے۔

۱۶- کاروبار اور ملازمت میں ترقی

کاروبار کی ترقی اور ملازمت میں بلند مرتبہ حاصل کرنے کیلئے نماز فجر کے بعد اعداد کی تعداد کے مطابق یعنی 156 مرتبہ پڑھنے سے مطلوبہ مقصد میں کامیابی نصیب ہوتی ہے۔ ایک اور قول کے مطابق جو شخص اس اسم مبارک کا بکثرت ورد کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے خوشحال کر دیتا ہے اور اس کی کمائی میں خیر و برکت بھی عطا فرماتا ہے۔

یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ کا ورد کرنے والا سدا توکل علی اللہ کی نعمت سے فیض یاب رہتا ہے اور وہ اللہ کے سوا کسی دوسرے پر بھروسہ نہیں کرسکتا۔ ایک اور قول کے مطابق یہ اسم ایسا ہے کہ اس اسم کے پڑھنے سے ہر بگڑا ہوا کام قائم ہو جاتا ہے۔ لہٰذا جس کام کو قائم کرنا مقصود ہو تو خواہ کاروبار ہو یا کوئی کارخانہ ہو یا ملازمت ہو، جب خراب ہونے لگے یا کاروبار میں کمی آنے لگے تو اس اسم کو ہر نماز کے بعد ایک ہزار مرتبہ روزانہ 40 دن تک پڑھیں۔ انشاء اللہ حسب خواہش کام قائم ہو جائے گا۔

۱۷- خوشحال اور متمول ہونا

اگر کوئی مسلمان مفلس اور تنگدست ہو چکا ہو، یا اس کا کوئی کاروبار رک چکا ہو تو اسے چاہیے کہ اس اسم مبارک کا مدام ورد کرنا اپنا معمول بنا لے۔ اللہ تعالیٰ اسے خوشحال اور متمول کر دے گا۔ غرضیکہ جو شخص اس اسم مبارک کا بکثرت ورد کرے گا اللہ تعالیٰ اسے کبھی مفلس نہیں کرے گا۔

۱۸- غربت دور ہونے کا عمل

جو کوئی تنگدستی اور غربت کا مارا ہو کسی بھی طرح آمدنی میں اضافہ نہ ہوتا ہو، خوشحالی اور روزی میں اضافے کا خواہاں ہو اور چاہتا ہو کہ تونگر ہو جائے تو اسے چاہیے کہ وہ روزانہ باوضو حالت میں تنہائی اور خلوت میں بیٹھ کر بکثرت یاحَیُّ یاقَیُّوْمُ پڑھنے کا معمول بنا لے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ 40 یوم میں ہی اسم اعظم کے اثرات ظاہر ہونا شروع ہو جائیں

گے اور وہ تونگر ہو جائے گا مگر چاہیے کہ خلوص نیت اور یقین قلبی کے ساتھ پڑھے۔اس کے علاوہ ہر نماز کے بعد کثرت سے ذکر کرنے سے بگڑے کام سنور جاتے ہیں۔غربت اور تنگدستی کو دور کرنے کیلئے بھی یہ اسم مبارک اکسیر کی حیثیت رکھتا ہے۔ہر نماز کے بعد 121 مرتبہ پڑھیں۔اوّل و آخر تین تین مرتبہ درود پاک پڑھیں ان شاء اللہ تعالیٰ کبھی مفلس وقلاش نہ رہے گا۔اللہ تعالیٰ مال ودولت سے نوازے گا اس کی جائز دلی مراد کو پورا فرمائے گا۔

۱۹-آپریشن میں کامیابی کی دعا

زندگی اور موت اللہ کے ہاتھ میں ہے۔وہ ڈاکٹر جو اس بات کا خواہش مند ہو کہ اس کا آپریشن کامیاب ہو تو اسے چاہیے کہ یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ کو روزانہ صبح کے وقت 700 مرتبہ پڑھنے کا معمول بنالے۔اس کے بعد آپریشن کرتے وقت یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ کا کھلا ورد کرے۔جتنی بار پڑھ سکتا ہو پڑھے۔ان شاء اللہ آپریشن کامیاب رہے گا۔اگر آپریشن کے وقت مریض اور اس کے لواحقین بھی اس ورد کو پڑھیں تو ان شاء اللہ آپریشن درست ہوگا اور صحت یابی حاصل ہوگی۔

۲۰-شدید بیماری میں شفائے کاملہ

اگر کوئی شدید قسم کی بیماری میں مبتلا ہو جو کہ جان لیوا ہونے کا خطرہ ہو تو بیمار باوضو حالت میں ہر وقت بکثرت یہ اسم پاک پڑھا کرے۔اگر خود نہ پڑھ سکے تو کوئی دوسرا 1100 مرتبہ پڑھ کر پانی پر دم کرے اور مریض کو پلا دے۔ان شاء اللہ تعالیٰ مریض میں زندگی کی لہر دوڑ جائے گی۔اللہ تعالیٰ اس اسم پاک کی برکت سے شفائے کاملہ نصیب فرمائے گا۔ایک اور قول کے مطابق اگر کوئی بیمار روزانہ پڑھے تو اس کا مرض دور ہو جائے اور شفائے کاملہ نصیب ہو۔اگر پڑھ کر اپنے اوپر دم کرے یا کسی سے دم کرائے تو 70 مرتبہ پڑھ کر دم کرنے سے پروردگار عالم مرض کو رفع کر دیتا ہے اور بہت جلد شفایابی حاصل ہوتی ہے۔قلب کو تقویت ملتی ہے اور صحت قائم رہتی ہے چونکہ یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ اسم اعظم ہے اس لئے ہر طرح کے جسمانی اور روحانی امراض میں شفایابی کیلئے باوضو حالت میں بکثرت پڑھنے سے بہت ہی زیادہ فائدہ ہوتا ہے۔

۲۱-اعصابی نظام کو برقرار رکھنا

جسم کا اعصابی نظام بہت اہم ہے اس میں نقص پڑنے سے جسم کے کسی حصے کے بیکار ہونے کا خطرہ لاحق ہو جاتا ہے۔اس لئے اعصابی نظام کو برقرار رکھنے کیلئے یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ کو روزانہ 4100 مرتبہ پڑھنے کا معمول بنالینا چاہیے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے رہنا چاہیے تو اللہ تعالیٰ مہربانی فرمائے گا۔

۲۲-شفائی خواص

یہ اسم مبارک بھی بے شمار شفائی خواص کا حامل ہے اس اسم پاک کی ایک خاصیت یہ ہے کہ اگر کوئی بیمار کثرت سے اس کو پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ بہت جلد اسے شفا عطا فرمائے گا۔ اگر بیماری کی حالت ایسی ہو کہ وہ مرض کے غلبے اور شدت کی وجہ سے خود نہ پڑھ سکتا ہو تو دوسرا شخص باوضو حالت میں بیمار کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے اعداد کے مطابق پڑھے ان شاء اللہ تعالیٰ شفا حاصل ہوگی۔

۲۳-ہائی بلڈ پریشان کا علاج

یہ اسم فشار الدم کے مرض کیلئے بہت مفید ہے۔ لہٰذا فشار الدم میں جب پانی پئیں تو مندرجہ ذیل وظیفہ 7 مرتبہ پڑھیں۔ انشاء اللہ ہائی بلڈ پریشر نارمل رہے گا۔

"یَاحَیُّ قَبْلَ کُلِّ شَیْءٍ یَا حَیُّ بَعْدَ کُلِّ شَیْءٍ"

یَاحَیُّ کا جامع وظیفہ

یہ وظیفہ قضائے حاجات، مردہ دل کو زندہ کرنے اور حصولِ صحت کیلئے بہت مجرب ہے۔ اگر کوئی بیمار شخص اسے روزانہ 141 مرتبہ پڑھ کر پانی دم کر کے 11 روز تک پیئے تو وہ تندرست ہو جائے گا کیونکہ یہ وظیفہ ہر قسم کی بیماری کیلئے بہت اکسیر ہے۔ خاص طور پر شوگر، بلڈ پریشر اور فالج میں اسے 3 ہزار مرتبہ روزانہ پڑھیں یا 11 ہزار مرتبہ پڑھ کر پانی دم کر کے 11 دن تک مریض کو پلائیں اِن شاء اللہ اس کی طبیعت بہتر رہے گی۔

ایک عامل کا قول ہے کہ اگر کسی کی بیماری کا پتہ نہ چلتا ہو کہ اسے کیا ہے تو ایک چینی کی پلیٹ میں یہ وظیفہ 3 مرتبہ زعفران سے لکھ کر پلائیں۔ ان شاء اللہ وہ تندرست ہو جائے گا۔ جو شخص اس وظیفہ کو روزانہ 7 ہزار مرتبہ 75 دن تک پڑھے گا وہ اللہ کے عجائبات کا روحانی مشاہدہ کرے گا۔ اس کی تنگدستی دور ہو جائے گی۔ خدا کے فضل سے اس کی عمر دراز ہوگی اور ہر طرح کا رنج و غم دور ہوگا۔

"یَاحَیُّ حِیْنَ لَاحَیَّ فِیْ دَیْمُوْمَةِ مُلْکِهٖ وَبَقَآئِهٖ یَاحَیُّ"

اے ہمیشہ زندہ رہنے والے تیری بادشاہت میں تیرے سوا کوئی زندہ اور باقی رہنے والا نہیں، اے زندہ۔

یَاقَیُّوْمُ کا مفصل وظیفہ

یہ وظیفہ یَاقَیُّوْمُ کا تفصیلی وظیفہ ہے۔اگر کوئی شخص اسے خلوص نیت سے روزانہ تاحیات سوتے وقت 300 مرتبہ پڑھنے کا معمول بنالے تو اس کا دل اللہ کی یاد میں قائم ہو جائے گا اور اللہ کی محبت اور قربت حاصل ہوگی۔اگر کوئی چیز گم ہوگئی ہو تو اسے رات کے وقت سونے سے پہلے 120 مرتبہ پڑھیں۔ان شاء اللہ تعالیٰ بذریعہ خواب چیز کا پتہ چل جائے گا۔اگر کوئی اسے روزانہ صبح کی نماز کے بعد 100 مرتبہ پڑھنے کا معمول بنالے تو اس کا ہر کام درست ہوتا رہے گا۔اگر کاروبار خدانخواستہ خراب ہوگیا ہو تو وہ بھی قائم ہو جائے گا۔

یَاقَیُّوْمُ فَلَا یَفُوْتُ شَیْءٌ مِنْ عِلْمِهٖ وَلَا یَؤُدُهٗ یَا قَیُّوْمُ

اے ہمیشہ قائم رہنے والے کوئی چیز تیرے علم سے چھپی ہوئی نہیں اور تجھے اے قیوم وہ چیز تھکاتی نہیں ہے۔

۴-اسم اعظم یَاذَاالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ

اس اسم میں 2 صفات یکجا ہیں۔ایک جلال اور دوسرا اکرام۔جلال سے مراد بزرگی جلالت جاہ و حشم شان و شوکت رعب عظمت اور بے حد قوت والا ہے۔اکرام کا مطلب عطا اور کرم کرنے والا ہے۔اللہ تعالیٰ صاحب جلال ذات ہے یعنی دنیا میں جو تعظیم اور عزت ہے وہ اللہ تعالیٰ کی ہے اصل جلالت اسی کی ہے۔

اکثر روایات اور اقوال میں اس اسم کو اسم اعظم کہا گیا ہے اس کے بارے میں روایات حسب ذیل ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی یہ روایت بیان فرماتے ہیں کہ اسم اعظم کے ساتھ جس نے بھی دعا مانگی اللہ تعالیٰ نے اس کی دعا قبول فرمائی اور اسم اعظم کے وسیلے سے جس نے بھی جو کچھ بھی مانگا اللہ تعالیٰ نے اسے عطا فرما دیا۔وہ اسم اعظم ہے۔یَاذَاالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ (غنیۃ الطالبین)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے

ایک شخص کو یہ کہتے ہوئے سنا:

یَاذَاالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، بلاشبہ تمہاری دعا قبول ہوگی پس مانگ (جو بھی مانگتا ہے)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَلِظُّوْا بِیَاد ذَاالْجَلَال وَالْاِکْرَام

(یعنی کثرت سے یَاذَاالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ پڑھا کرو۔)

تفسیر ابن کثیر میں لکھا ہے کہ عربی لغت کے امام جوہری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا کہنا ہے کہ جب کوئی کسی کو چمٹ جائے اسے تھام لے تو عرب کہتے ہیں اَلَظَّ ۔ چنانچہ اس حدیث پاک میں بھی یہی لفظ ہے تو مطلب یہ ہے کہ عجز وانکساری، مسکینی، آہ وزاری، خلوص اور توجہ اور ہمیشگی ولزوم سے۔ اللہ تعالیٰ کے دامن کو مضبوطی سے تھام لو۔

امام نووی نے فرمایا ہے۔ اَلِظُّوْا سے مراد یہ ہے کہ اس دعا یعنی یَاذَاالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ کو لازم تھام لو اور اسے کثرت سے پڑھا کرو اس اسم اعظم کے اوراد و وظائف حسب ذیل ہیں۔

۱۔ اسرار ورموز کا حصول

چونکہ اس ذکر کی کثرت سے اسرار باطنی کا مشاہدہ ہوتا ہے۔ پڑھنے والے کو بے شمار غائب کے اسرار ورموز حاصل ہوتے ہیں۔ اس لئے میرے تجربے کے مطابق بھی یہ اسم اعظم ہے۔ ایسے حضرات جو راہ طریقت پر چل رہے ہوں انہیں چاہیے کہ وہ درج ذیل آیت کو 4100 مرتبہ پڑھیں۔ ان شاء اللہ بہت جلد ان کا باطن کھل جائے گا اور انہیں غیبی اسرار ورموز کا خواب یا مراقبہ میں مشاہدہ ہوگا۔ آیت یہ ہے

وَیَبْقٰی وَجْهُ رَبِّكَ ذُوالْجَلٰلِ وَالْاِکْرَامِ

اور آپ کے صاحب جلال اور اکرام والے رب کو بقا ہے۔ (پ 27 رحمٰن 27)

ایک اور قول کے مطابق صاحب روحانیت بننے کیلئے بھی یہ وظیفہ بہت اکسیر ہے۔ اس لئے روحانیت کے طالب کو چاہیے کہ وہ نفی اثبات کے ذکر پر مداومت کرنے کے بعد اس آیت کو روزانہ کثرت سے تادم آخر پڑھنے کا معمول بنا لے۔ ان شاء اللہ روحانی دولت سے مالا مال ہو جائے گا۔

۲-عزت کا حاصل ہونا

اس ورد کی درج ذیل آیت کو کثرت سے پڑھنے والا ہمیشہ دوسروں کی نگاہ میں باعزت اور معظم رہتا ہے۔ اس سے بزرگان دین جن کو اللہ تعالیٰ لوگوں میں دائمی عزت بخشنا چاہتا ہے تو اللہ اسے باطنی اشارے کے ذریعہ یہ اسم پڑھنے کا حکم دیتا ہے اور جوں جوں وہ شخص اس اسم کو کثرت سے پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو دائمی عزت سے نوازتا جاتا ہے اور وہ ایسی عزت ہوتی ہے جسے دنیا کا کوئی شخص چھین نہیں سکتا۔

تَبٰرَكَ اسْمُ رَبِّكَ ذِی الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ○ (پ 27 رحمٰن: 78)

ترجمہ: آپ کے رب کا نام بڑی برکت والا ہے جو صاحب جلال اور صاحب اکرام ہے۔

اگر کوئی شخص یہ چاہے کہ تمام دنیا اس کے سامنے تسخیر ہو جائے۔ ہر ملنے جلنے والا اس کی عزت کرے تو اسے چاہیے کہ مندرجہ بالا درج آیت کو 2500 مرتبہ پڑھنے کا معمول بنا لے اور ہمیشہ پڑھتا رہے۔ ان شاء اللہ مخلوق خدا مسخر ہو کر اس کی خادم ہو جائے گی۔ جو شخص اکثر اس اسم مبارک کا ورد کرنا اپنا معمول بنا لیتا ہے اللہ تعالیٰ اسے سدا خوشحال، کامیاب اور خلقت میں صاحب عزت بنائے رکھتا ہے۔

۳- بحالی مقام

اگر کوئی مرید اپنے پیر کی نظروں سے گر گیا ہو تو اس اسم کے پڑھنے سے اس کی عزت بحال ہو جائے گی۔ ایسے ہی اگر کوئی عورت اپنے خاوند کی نظروں سے گر جائے تو اسے چاہیے کہ 41 دن صبح و شام ایک ہزار مرتبہ یَـــا ذَالْـجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ کا ورد کرے۔ انشاء اللہ وہ نہ صرف اپنے خاوند کی نظروں میں صاحب عزت ہو جائے گی بلکہ تمام خاندان کی نظروں میں سربلند و مکرم ہو جائے گی۔ ایسے ہی اگر کوئی ملازم اپنے مالک کی نظروں میں کمتر اور ذلیل ہو گیا ہو تو اسے بھی چاہیے کہ 41 دن تک صبح و شام ایک ہزار مرتبہ پڑھے تو وہ اپنے مالک کی نظروں میں باعزت ہو جائے گا۔

۴- دعا کو شرف قبولیت حاصل ہونا

جو کوئی یہ چاہے کہ وہ مستجاب الدعوات ہو جائے وہ ہر روز نماز عشاء کے بعد ایک ہزار مرتبہ یَـــا ذَالْـجَلَالِ وَالْاِكْـــرَامِ قبلہ رو بیٹھ کر یکسوئی کے ساتھ پڑھے اللہ تعالیٰ ہر جائز دلی مراد کو پورا فرمائے گا وہ جو بھی نیک دعا مانگے گا بارگاہ رب العزت میں شرف قبولیت حاصل کرے گی۔ ہر کام میں اسے کامیابی عطا ہو گی ناکامی اور مایوسی اس سے بہت دور بھاگ جائے گی۔

۵- ہر کام میں کامیابی

یَاذَالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ کی ایک تاثیر یہ بھی ہے کہ اسے پڑھنے والا زندگی کے متعلقہ شعبہ میں کامیاب ہوتا چلا جاتا ہے۔ اگر کسی شخص پر کوئی مقدمہ ہو تو اسے چاہیے کہ وہ 80 دن تک 3125 مرتبہ ایک وقت مقرر کر کے پڑھے۔ اوّل آخر سات سات مرتبہ درود شریف پڑھے۔ اس کے بعد مقدمہ پر پیش ہونے والی تاریخ کو گھر سے نکلتے وقت یہ اسم پڑھتا جائے اور منصف کے سامنے پیش ہونے تک پڑھتا جائے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ اگر وہ حق پر ہوگا تو ہر لحاظ سے کامیابی حاصل ہوگی۔

اگر کسی شخص کے پیش نظر کوئی خاص مقصد یا مراد ہو تو اسے چاہیے کہ 11 دن تک اسی اسم کو روزانہ 11 ہزار مرتبہ پڑھے تو اس کا مقصد اور مراد بر آئے گی اور ایسے ہی اگر کسی اور کا کوئی مشکل کام ہو اور وہ پورا نہ ہو رہا ہو تو اسے چاہیے کہ اسی اسم کو کثرت سے پڑھنے کا معمول بنالے اور مقصد پورا ہونے تک ورد کو جاری رکھے۔

۶- قید سے رہائی کا عمل

اگر کسی کو ناحق قید میں ڈال دیا گیا ہو تو وہ ہر نماز کے بعد 700 مرتبہ یہ اسم مبارک یعنی یَاذَالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے اللہ تعالیٰ جلد رہائی کے اسباب پیدا فرما دے گا اور قید سے رہائی عمل میں آ جائے گی۔

۷- مال و دولت میں اضافہ

اگر کوئی شخص ہر روز یَاذَالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ کو کثرت سے پڑھنے کا معمول بنالے تو اللہ تعالیٰ اسے غنی کر دیتا ہے اور اس کے ذریعہ معاش کی بجا طور پر حفاظت فرماتا ہے۔ رزق میں فراخی ہو جاتی ہے اور اخراجات کیلئے مال میں کمی پیدا نہیں ہوتی غرضیکہ رزق حلال میں ہر طرح سے خیر و برکت قائم رہتی ہے۔

۸- شفائے امراض

اگر کوئی شخص بیمار ہو تو اس کے لواحقین کو چاہیے کہ یَاذَالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ 1094 مرتبہ پڑھ کر پانی دم کر کے 7 روز تک مریض کو پلائیں ان شاء اللہ تعالیٰ اللہ تعالیٰ اس کی صحت یابی کے اسباب پیدا کر دے گا۔ اس کے بارے میں یہ بھی بیان ہوا ہے کہ بیماری کی حالت میں دوسرا شخص باوضو ہو کر اوّل و آخر تین تین مرتبہ درود پاک پڑھے درمیان میں ایک ہزار مرتبہ یہ اسم مبارک پانی پر دم کر کے مریض کو پلائے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مرض میں افاقہ ہوگا۔ مرض

کی شدت کم ہو جائے گی چند یوم تک پلانے سے اللہ تعالیٰ شفائے کاملہ نصیب فرمائے گا۔ ایسے ہی اگر کوئی شخص سوتے وقت 21 مرتبہ پڑھنے کا معمول بنالے اور اس کے بعد اللہ کے حضور اپنی تندرستی وصحت کی التجا کرتا رہے تو ان شاء اللہ تعالیٰ تندرست وتوانا رہے گا۔

۵- اسم اعظم آیت کریمہ

اَنْ لَّآ اِلٰـهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ○

(ترجمہ) تیرے سوا کوئی معبود نہیں تیری ذات پاک ہے۔ بے شک میں ہی بے جا کرنے والوں میں سے ہوں۔ (پ 17 انبیاء 87)

حدیث پاک میں اس آیت کے بارے میں فرمایا گیا ہے کہ یہ آیت اسم اعظم ہے کیونکہ اسے پڑھنے کے بعد اللہ کی بارگاہ میں جو جائز دعا کی جائے گی وہ قبول ہوگی۔ اس لئے اکثر علماء کا قول ہے کہ آیت کریمہ قبولیت دعا کیلئے انتہائی اکسیر ہے۔

حدیث پاک

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ حضور سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں تمہیں اللہ تعالیٰ کا وہ اسم اعظم نہ بتادوں کہ جب وہ اس سے پکارا جائے، اجابت کرے اور جب اس سے سوال کیا جائے عطا فرمائے، وہ دعا یہ ہے جو حضرت یونس علیہ السلام نے تین تاریکیوں میں کی تھی۔

لَآ اِلٰـهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ○

پوچھا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ خاص حضرت یونس علیہ السلام کیلئے تھا یا تمام مسلمانوں کیلئے ہے؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، تو نے اللہ تعالیٰ کا ارشاد نہیں سنا کہ:

فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَنَجَّیْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ وَكَذٰلِكَ نُنْجِی الْمُؤْمِنِیْنَ○

یعنی پس ہم نے اس کی دعا قبول فرمائی اور اسے غم سے نجات دی اور یوں ہی ہم نجات دیں گے ایمان والوں کو۔ (احمد، ترمذی، نسائی)

حضرت یونس علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے پیغمبر اور نبی تھے۔ آپ موصل کے رہنے والے تھے اور حضرت ہود علیہ

السلام کی اولاد میں سے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو نینوا کے باشندوں کی طرف ہدایت کیلئے مبعوث فرمایا۔ اس زمانے میں نینوا میں قوم ثمود آباد تھی۔ حضرت یونس علیہ السلام نے مرتبہ نبوت کا اعلان کرنے کے بعد بستی والوں کو دعوت ایمان دی اور بہت عرصہ تک دعوت دیتے رہے مگر کوئی بھی ایمان نہ لایا بلکہ حضرت یونس علیہ السلام کو طعنے دینے شروع کر دیئے کہ اگر تمہیں نبی ہونے کا دعویٰ ہے تو جاؤ اپنے رب سے عذاب منگوالو۔ آخر حضرت یونس علیہ السلام نے تنگ آ کر اللہ تعالیٰ سے ان کیلئے عذاب کی درخواست کی جسے منظور کر لیا گیا اور یہ کہا کہ تین دن کے اندر عذاب نازل ہوگا۔ چنانچہ وقت مقررہ پر عذاب نازل ہونے لگا تو تمام قوم نے اللہ تعالیٰ کے حضور گریہ زاری شروع کر دی اور بت پرستی سے توبہ کر کے ایمان لے آئے تو اللہ تعالیٰ نے عذاب روک دیا لیکن حضرت یونس علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر چل دیئے۔ آپ کا یہ فعل اللہ کو ناپسند آیا لہٰذا آپ کو مچھلی کے پیٹ میں جانا پڑا جو تنور کی مانند تھا تو مچھلی کے پیٹ میں آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی اور اطاعت الٰہی میں کمی کا اقرار کیا تو اس پر اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرمائی۔ آپ کو دوبارہ بستی والوں پر احکام نبوت سرانجام دینے کا حکم دیا۔

آیت کریمہ اسم اعظم ہے

حضرت امام ابن ابی حاتم کا کہنا ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پوچھا کہ پروردگار عالم کا وہ اسم اعظم کہ جب اس کے ساتھ بارگاہ الٰہی میں دعا مانگی جائے تو اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور جب اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور سوال کیا جائے تو وہ عطا فرمائے کیا ہے؟ آپ نے بتایا کہ بھتیجے! کیا تو نے قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نہیں پڑھا، (پھر آپ نے یہ دو آیات مبارکہ تلاوت فرمائیں۔)

لَآ اِلٰـهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰـنَكَ اِنِّىْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ○ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ وَكَذٰلِكَ نُنْجِى الْمُؤْمِنِيْنَ ○

پھر انہوں نے فرمایا، بھتیجے! یہی اللہ تعالیٰ کا وہ اسم اعظم ہے کہ جب اس کے ساتھ دعا کی جائے تو وہ قبول فرماتا ہے اور جب اس کے ساتھ اس سے مانگا جائے تو وہ عطا فرماتا ہے۔

قبولیت دعا کا ذریعہ

صاحب حصن حصین نے لکھا ہے۔

اِسْمُ اللّٰهِ لَا عْظَمُ الَّذِىْٓ اِذَا دُعِىَ بِهٖٓ اَجَابَ وَاِذَا سُئِلَ بِهٖ اَعْطٰى لَآ اِلٰـهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّىْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ○

یعنی اللہ تعالیٰ کا وہ اسم اعظم جس کے ساتھ جب دعا کی جائے تو وہ قبول فرمائے اور جب اس کے ساتھ اس سے سوال کیا جائے تو وہ عطا فرمائے۔(یہ آیۃ کریمہ ہے۔)

لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ۝

آیت کریمہ کے اوراد و وظائف

آیت کریمہ کے وظائف مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔حسب منشاء تبادلہ

اگر کسی کو اپنا تبادلہ حسب منشا کرانا منظور ہو اور اس بارے میں وہ حق پر ہو نیت اور ارادہ نیک ہو کرپشن اور برائی کا پہلو نہ نکلتا ہو تو اسے چاہیے کہ وہ ہر نماز کے بعد 200 مرتبہ آیۃ کریمہ لَآ اِلٰــہَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰـالِمِیْنَ ۝ پڑھے۔ اوّل وآخر درود پاک پڑھے۔ پڑھنے کے بعد اللہ تعالیٰ سے اپنے مقصد کے حصول کیلئے توجہ و یکسوئی کے ساتھ دعا مانگے۔ 11 یوم تک بلاناغہ یہ عمل کرے ان شاء اللہ تعالیٰ اس کے تبادلے کی ممکن صورت پیدا ہو جائے گی اور بہت جلد حسب منشاء جگہ پر تبادلہ ہو جائے گا۔

۲۔غم وفکر سے نجات

غم وفکر سے نجات حاصل کرنے کی غرض سے حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے منقول ہے کہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص کسی غم وفکر میں مبتلا ہو تو اسے چاہیے کہ وہ کثرت سے آیۃ کریمہ لَآ اِلٰـــــہَ اِلَّآ اَنْـتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ۝ پڑھے اللہ تعالیٰ کے فضل وکرام سے غم وفکر دور ہو جائے گا۔

۳۔مصیبت دور ہونے کا عمل

مصیبت و پریشانی کو دور کرنے کے ضمن میں حضرت سید غوث علی شاہ قلندر پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے منقول ہے آپ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص کسی مصیبت میں مبتلا ہو تو اس کو چاہیے کہ وہ عشاء کی نماز ادا کرنے کے بعد 11 مرتبہ درود شریف پڑھے اور پھر 51 مرتبہ یہ آیت کریمہ پڑھے۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ۝

پڑھنے کے بعد پھر 11 مرتبہ درود شریف پڑھے اور نہایت عجز و انکساری کے ساتھ بارگاہ الٰہی میں دعا مانگے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ اس کی مصیبت دور ہو جائے گی۔ ایک اور قول کے مطابق مصیبت و پریشانی میں مبتلا ہونے کی صورت میں ہر نماز کے بعد 21 مرتبہ مَاشَآءَ اللهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ کہے پھر 40 مرتبہ آیۂ کریمہ لَآ اِلٰــهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ○ پڑھے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی بارگاہ اقدس میں دعا مانگے۔ اوّل و آخر درود پاک پڑھے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مصیبت و پریشانی بہت جلد رفع ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ آسانی پیدا فرمائے گا اور اس کو مصیبت سے خلاصی عطا ہوگی جو بھی پریشانی یا مشکل ہوگی۔ وہ آیت کریمہ کی برکت و اثر سے پروردگار عالم دور فرما دے گا۔

۴۔ قلب منور ہونا

جو کوئی یہ چاہتا ہو کہ اسے اللہ تعالیٰ کی قربت حاصل ہو جائے، اللہ تعالیٰ اس کے قلب میں دین اسلام کی محبت راسخ کر دے، اس کے قلب میں نور پیدا ہو جائے تو اسے چاہیے کہ وہ ہر نماز کے بعد 11 مرتبہ آیت کریمہ لَآ اِلٰــهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ○ پڑھے۔ اوّل و آخر یہ درود پاک پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ نُّوْرِ الْاَنْوَارِ وَ سِرِّ الْاَسْرَارِ وَسَيِّدِ الْاَبْرَارِ ؕ

اس عمل کی مداومت کرنے سے پروردگار عالم اس پر اپنا خصوصی فضل و کرم نازل فرمائے گا۔ اسے اپنی قربت کا ثمر عطا فرمائے گا اور اس کا شمار اپنے دوستوں میں کرے گا۔

۵۔ مراد جلد پوری ہونا

اگر کوئی اپنی جائز مراد جلد پوری ہونے کی خواہش رکھتا ہو جس کے بارے میں وہ بہت زیادہ کوشش و جدوجہد کر رہا ہو تو اسے چاہیے کہ وہ جمعہ کی رات کو نماز عشاء کے بعد 4 رکعت نفل نماز اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد 41 مرتبہ آیت کریمہ لَآ اِلٰــهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ○ پڑھے۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد 111 مرتبہ آیت کریمہ نہایت توجہ و یکسوئی کے ساتھ پڑھے پھر 21 مرتبہ درود پاک پڑھے اور اللہ تعالیٰ سے عاجزی و انکساری کے ساتھ دعا مانگے۔ بفضل باری تعالیٰ بہت جلد اس کی مراد پوری ہو جائے گی۔

۶۔ مطلوبہ مقصد میں کامیابی

زندگی کے بعض مقاصد اتنے اہم ہوتے ہیں کہ ان کا پورا ہونا انسانی زندگی کیلئے ازحد لازم ہوتا ہے۔ اس لئے

اگر کوئی چاہتا ہو کہ اسے اپنے مقصد میں لازماً کامیابی ہو تو اسے چاہیے کہ روزانہ نماز عشاء کے بعد قبلہ رخ بیٹھ کر 70 مرتبہ یہ پڑھے یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ بِحَقِّ لَآ اِلٰـهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰالِمِیْنَ ○ ہر ایک مرتبہ پڑھنے کے بعد بارگاہ الٰہی میں اپنا مطلب بیان کرے۔ اسی طرح 70 مرتبہ کی تعداد پوری کرے۔ اوّل و آخر درود پاک ضرور پڑھے۔ بفضل باری تعالیٰ 40 یوم کے اندر اندر مطلوبہ مقصد میں کامیابی ہوگی۔

۷- رزق میں خیر و برکت پیدا ہونا

رزق میں خیر و برکت پیدا کرنے کیلئے روزانہ نماز فجر اور نماز عشاء کے بعد قبلہ رخ بیٹھ کر نہایت توجہ و یکسوئی کے ساتھ 71 مرتبہ آیت کریمہ لَآ اِلٰـهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰالِمِیْنَ○ پڑھے اور اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے۔ اوّل و آخر درود پاک پڑھے۔ 40 یوم تک بلاناغہ اسی طرح عمل کرے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ رزق میں تنگی کی شکایت رفع ہو جائے گی۔ پروردگار عالم غیب سے رزق میں زیادتی کے اسباب پیدا فرما دے گا۔ رزق میں خوب خیر و برکت پیدا ہو جائے گی۔ مفلسی جاتی رہے گی۔

۸- اللہ کی حفظ و امان میں رہنا

جو کوئی یہ چاہیے کہ اسے کوئی ایسا حادثہ پیش نہ آئے جس میں اسے کسی قسم کا کوئی نقصان پہنچے تو اسے چاہیے کہ ہر نماز کے بعد 41 مرتبہ آیت کریمہ لَآ اِلٰـهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰالِمِیْنَ ○ پڑھنے کا معمول بنا لے۔ اوّل و آخر گیارہ گیارہ مرتبہ یہ درود پاک پڑھے صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا یَنْبَغِیْ الصَّلٰوۃُ عَلَیْهِ بفضل باری تعالیٰ اس کی جان و مال کی حفاظت رہے گی۔ اللہ تعالیٰ اسے ہر طرح کے نقصان سے محفوظ رکھے گا۔ حادثہ کی صورت میں بھی اسے کوئی نقصان نہ ہوگا۔ ہر طرح کا خوف اس کے قلب سے دور ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اسے اپنی حفظ و امان میں رکھے گا۔

۹- مقدمہ سے بری ہونا

اگر کوئی ایسے مقدمہ میں پھنس گیا ہو کہ جس سے خلاصی کی کوئی صورت دکھائی نہ دیتی ہو اور مقدمہ میں ملوث ہو جانے کے باعث وہ بہت زیادہ پریشانی میں مبتلا ہو تو اسے چاہیے کہ وہ ہر نماز کے ادا کرنے کے بعد نہایت توجہ و یکسوئی کے ساتھ بکثرت آیت کریمہ لَآ اِلٰـهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰالِمِیْنَ○ پڑھے اور پھر اللہ تعالیٰ سے مقدمہ میں بریت حاصل کرنے کی غرض سے دعا مانگے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ اس کی دعا بارگاہ الٰہی میں قبول

ہوگی اور بہت جلد مقدمہ میں بریت کی صورت پیدا ہو جائے گی اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مقدمہ میں بری ہو جائے گا۔

۱۰- اعصابی کمزوری کا علاج

منقول ہے کہ اگر کوئی شخص اعصابی کمزوری کا شکار ہو یا کسی نے جادو کر دیا ہو کہ وہ جماع پر قادر نہ ہو سکے تو چاہیے کہ باوضو حالت میں پان کے پتے پر عرق گلاب اور زعفران سے یہ لکھے:

حٰمٓ عٓسٓقٓ یَا صَمَدُ یَا فَرْدُ یَا ذُوالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰالِمِیْنَ اَنْ تُعَافِیْنِیْ مِنَ الْعِلَّةِ وَتَقْدِرُ لِیْ عَلَی الْجِمَاعِ وَصَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ ط

لکھنے کے بعد اس میں 2 چمچ شہد خالص ڈالے اور کھالے 3 دن تک بلا ناغہ کھائے ان شاء اللہ تعالیٰ آیت کریمہ کی برکت سے اعصابی کمزوری کی شکایت رفع ہو جائے گی۔

۱۱- جھوٹے مقدمہ سے نجات

اگر کسی پر کوئی ایسی ناگہانی پریشانی نازل ہوگئی ہو کہ جس سے چھٹکارے کی کوئی صورت دکھائی نہ دیتی ہو یا کوئی ایسی صورتحال پیدا ہوگئی ہو کہ جس سے اسے معلوم ہوتا ہو کہ کوئی اس کو کسی جھوٹے مقدمے میں ملوث کرنے کی کوشش میں مصروف ہے یا جھوٹا مقدمہ کر دیا ہو تو اس صورت میں چاہیے کہ اس کے گھر کے چند افراد یا اس کے چند خیر خواہ ہمدرد احباب باوضو حالت میں مل کر ایک جگہ پر بیٹھیں اور ایک ہی بیٹھک میں 21 ہزار مرتبہ آیت کریمہ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰالِمِیْنَ پڑھیں۔ اس کے بعد بارگاہ الٰہی میں اجتماعی دعا مانگیں۔ 7 یوم تک بلا ناغہ روزانہ یہ عمل کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جھوٹے مقدمے سے نجات ملے گی اور مخالفت کرنے والا کچھ نقصان نہ پہنچا سکے گا۔

۱۲- حاکم کی نظروں میں عزت پانا

جو کوئی یہ چاہے کہ فلاں حاکم اس سے راضی ہو جائے، اس کا مطیع ہو جائے، حاکم کی نظروں میں اس کی خوب عزت ہو جائے تو اسے چاہیے کہ وہ ہر سوموار کے دن طلوع آفتاب کے بعد باوضو حالت میں 300 مرتبہ آیت کریمہ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰالِمِیْنَ پڑھے پھر 100 مرتبہ یہ پڑھے: فَسَهِّلْ یَا اِلٰهِیْ کُلَّ

صُعُب بِحُرمَتِ سَیِّدِ الۡاَبۡرَارِ اس کے بعد 111 مرتبہ درود پاک پڑھے اور اللہ تعالیٰ کے حضور اپنے مقصد میں کامیابی کی دعا مانگے۔ بفضل باری تعالیٰ اس عمل کی مداومت کرنے سے اسے بہت جلد مقصد میں کامیابی حاصل ہوگی اور جس حاکم کا تصور کر کے یہ عمل کیا ہے، جب اس کے سامنے جائے گا تو وہ حسن سلوک سے پیش آئے گا اور اس کا مطیع ہو جائے گا۔

۱۳- امتحان میں حصولِ کامیابی

جو کوئی امتحان میں کامیابی کا خواہاں ہو تو اسے چاہیے کہ وہ امتحان کے پہلے دن سے لے کر 40 یوم تک بلا ناغہ دن یا رات کے کسی بھی وقت 100 مرتبہ یہ پڑھے:

لَآ اِلٰـهَ اِلَّآ اَنۡتَ سُبۡحَانَكَ اِنِّیۡ كُنۡتُ مِنَ الظّٰلِمِیۡنَ ○ فَاسۡتَجَبۡنَا لَهٗ وَنَجَّیۡنٰهُ مِنَ الۡغَمِّ وَكَذٰلِكَ نُنۡجِی الۡمُؤۡمِنِیۡنَ○

اس کے بعد اللہ تعالیٰ کے حضور اپنے مقصد میں کامیابی کیلئے دعا مانگے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ امتحان میں ضرور کامیابی ہوگی۔

۱۴- مشکل کا حل ہونا

ایسی مشکل جو اچانک آن پڑی ہو اور اس کے حل کا کوئی امکان نظر نہ آتا ہو تو چاہیے کہ نماز عشاء کے بعد قبلہ رخ ہو کر بیٹھے اور پہلے 41 مرتبہ درود پاک پڑھے پھر سجدے میں سر رکھ کر 21 مرتبہ آیت کریمہ لَآ اِلٰـهَ اِلَّآ اَنۡتَ سُبۡحَانَكَ اِنِّیۡ كُنۡتُ مِنَ الظّٰلِمِیۡنَ پڑھے۔ اس کے بعد مشکل میں آسانی کیلئے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے۔ بفضل باری تعالیٰ بہت جلد مشکل آسان ہو جائے گی۔

۱۵- حاجت روائی

جلدی حاجت روائی کی غرض سے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ''قول جمیل'' میں تحریر فرماتے ہیں کہ مشکل حاجت روائی کی غرض سے چاہیے کہ 4 رکعت نفل نماز اس طرح سے پڑھے کہ پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد 100 مرتبہ یہ پڑھے

لَآ اِلٰـهَ اِلَّآ اَنۡتَ سُبۡحَانَكَ اِنِّیۡ كُنۡتُ مِنَ الظّٰلِمِیۡنَ○فَاسۡتَجَبۡنَا لَهٗ وَنَجَّیۡنٰهُ مِنَ الۡغَمِّ وَكَذٰلِكَ نُنۡجِی الۡمُؤۡمِنِیۡنَ○

اس کے بعد دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد 100 مرتبہ یہ پڑھے:

رَبِّ اِنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ○

پھر تیسری رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد 100 مرتبہ یہ پڑھے:

وَاُفَوِّضُ اَمْرِیْٓ اِلَی اللّٰہِ ؕ اِنَّ اللّٰہَ بَصِیْرٌ ۢ بِالْعِبَادِ○

چوتھی رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد 100 مرتبہ یہ پڑھے:

حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ

اس کے بعد جب سلام پھیرے تو 100 مرتبہ یہ پڑھے:

رَبِّ اَنِّیْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ (سورۃ قمر رکوع 1)

ترجمہ: اے میرے پروردگار! میں درماندہ ہوں پس تو میری مدد فرما۔

۱۶- غربت دور ہونے کا عمل:

غربت وافلاس دور کرنے اور تونگری حاصل کرنے کی غرض سے جو کوئی ہر جمعہ کے دن 70 مرتبہ آیت کریمہ لَآ اِلٰـہَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ پڑھے اس کے بعد 70 مرتبہ یہ دعا پڑھے:

اَللّٰھُمَّ اکْفِنِیْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَاَغْنِنِیْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ

ان شاء اللہ تعالیٰ 14 یوم کے اندر اندر پردہ غیب سے ایسے اسباب پیدا ہو جائیں گے کہ رزق میں خیر و برکت پیدا ہو جائے گی اور وافر رزق مہیا ہو گا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے غربت وافلاس کے دن بہت جلد دور ہو جائیں گے اور اس کی مداومت کرنے والا غنی ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اس پر رزق کے دروازے کھول دے گا۔

۶- اسم اعظم اَلرَّحْمٰنُ

بعض اہل علم حضرات کا کہنا ہے کہ لفظ رحمٰن اسم اعظم ہے۔

شیخ اکبر حضرت ابن عربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ الرحمٰن اللہ تعالیٰ کا سب سے بڑا نام یعنی اسم اعظم ہے۔ حضرت ابن عربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تحقیق کے مطابق پروردگار عالم کا ذاتی اسم پاک اللہ ہے، یا رحمٰن ہے اور قرآن پاک میں بھی الرحمٰن ذاتی اسم مبارک کے طور پر بیان ہوا ہے۔ اس بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قُلِ ادْعُوا اللّٰہَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ ؕ اَیًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَہُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی ۚ وَلَا تَجْہَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِہَا وَابْتَغِ بَیْنَ ذٰلِكَ سَبِیْلًا○ (پ 15 بنی اسرائیل 110)

ترجمہ: آپ فرما دیجئے کہ چاہے اللہ کہہ کر پکارو یا رحمٰن کہہ کر پکارو جس نام سے بھی پکارو گے (وہی اچھا ہے) کیونکہ اس کیلئے بہت اچھے اچھے نام ہیں اور اپنی نماز کو نہ زیادہ اونچی آواز سے اور نہ بالکل آہستہ پڑھو بلکہ ان کے درمیان کی راہ اختیار کرو۔

رحمٰن کے معنی اپنی تمام مخلوق پر مہربانی کرنے والے کے ہیں خواہ وہ مخلوق مومن ہو یا کافر خواہ نیک ہو یا بدکردار۔ رحمت و مہربانی یہ ہے کہ وہ سب کو ہی روزی دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ: "میری رحمت ہر شے کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہے۔" بلاشبہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کا ذاتی اسم پاک اللہ کے بعد جو سب سے پہلے اسم صفاتی ارشاد ہوا ہے وہ رحمٰن ہے جو کہ صفت رحمانیت کا مظہر ہے۔ جس کے معنی ہیں نہایت مہربان ایسا مہربان کہ جس کی مہربانی کی کوئی حد اور نہ کوئی شمار ہے۔ اس لئے بہت سے علماء اور مشائخ کرام نے اللہ تعالیٰ کے اسم پاک رحمٰن کو اسم اعظم قرار دیا ہے۔

اَلرَّحْمٰنُ کے اوراد و وظائف

۱۔ رفع پریشانی کا عمل

پریشانی اور ذہنی کوفت کو دور کرنے کی غرض سے چاہیے کہ ہر فرض نماز کے بعد 21 مرتبہ اَلرَّحْمٰنُ پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے۔ تین یوم تک بلا ناغہ ہر نماز کے بعد اس عمل پر مداومت کرے۔ بفضل باری تعالیٰ ہر طرح کی پریشانی رفع ہو جائے گی۔

۲۔ برے اخلاق کی اصلاح

اگر کوئی شخص بہت زیادہ بدخلق ہو۔ لوگ اس کے برے اخلاق سے تنگ ہوں تو اس کو راہ راست پر لانے کی غرض سے چاہیے کہ باوضو حالت میں ایک سفید کاغذ پر اَلرَّحْمٰنُ لکھے اور بدخلق شخص کے گھر کی دیوار میں کسی محفوظ جگہ چھپا کر دبا دے ان شاء اللہ تعالیٰ اس کے دل میں نرمی اور رحم کا جذبہ بیدار ہو جائے گا۔ وہ برے اخلاق کا مظاہرہ نہ کرے گا اور حسن اخلاق سے پیش آئے گا۔

۳۔ تسخیر حاکم

حاکم وقت کے قلب کو مسخر کرنے کی غرض سے حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فتاوی

عزیزی جلد اول رسالہ فیض عام میں تحریر فرماتے ہیں کہ تسخیر حکام کی غرض سے چاہیے کہ باوضو حالت میں 17 مرتبہ یہ پڑھے۔

یَارَحْمٰنُ کُلِّ شَیْءٍ وَّرَاحِمُہٗ یَا رَحْمٰنُ

اور اپنا منہ حاکم کے گھر کی طرف کرتے ہوئے اپنے منہ پر دم کرے۔اس کے بعد 200 مرتبہ یَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبُ پڑھ کر بارگاہ الٰہی میں دعا مانگے کہ اللہ تعالیٰ حاکم کا دل اس کیلئے مسخر کردے۔اس کے بعد جب حاکم کے سامنے جائے تو پھر بھی یہ پڑھے:

یَارَحْمٰنُ کُلِّ شَیْءٍ وَّرَاحِمُہٗ یَا رَحْمٰنُ

ان شاء اللہ تعالیٰ اس عمل کی برکت سے حاکم مسخر ہو جائے گا کسی طرح کا نقصان نہ پہنچائے گا اور مہربانی اور حسن سلوک سے پیش آئے گا۔

۷۔اسم اعظم ھُوْ

اکثر علماء کرام کا کہنا ہے کہ پروردگار عالم کا اسم اعظم ھُو ہے۔بے شمار اولیاء کرام نے اس کا ورد بطور وظیفہ کیا ہے۔تنویر الاسماء کے مصنف نے لکھا ہے ھُو کو بلاشبہ اہل تحقیق نے اسم اعظم کہا ہے اور یہ پروردگار عالم کا خاص ترین اسم پاک ہے جو کہ اسمائے الٰہی سے ہے اور اسمائے حسنیٰ میں سب سے پہلے واقع ہوا ہے۔

علامہ عزیزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جامع صغیر کی شرح میں تحریر فرماتے ہیں کہ تیسرا قول یہ ہے کہ بے شک اسم اعظم ھُو ہے۔حضرت امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بعض اہل کشف سے اس کو روایت کیا ہے۔

حضرت شیخ ابونصر سراج کا قول ہے کہ پروردگار عالم کا ذاتی اسم پاک اللہ ہے جو کہ تمام اسمائے حسنیٰ میں سب سے بڑا ہے۔اس اسم پاک کی خصوصیت یہ ہے کہ اگر اس سے پہلا حرف الف الگ کر دیا جائے تو للہ (یعنی اللہ کیلئے) باقی رہ جاتا ہے۔دوسرا حرف لام دور کر دیا جائے تو لہ یعنی اس کیلئے رہ جاتا ہے اور اگر تیسرا حرف یعنی دوسرا لام بھی الگ کر دیا جائے تو صرف ہ رہ جاتا ہے اور تمام اسرار و رموز اسی میں پنہاں ہیں کیونکہ اسی ہ کا معنی ھُو یعنی وہ، ہے جبکہ باقی اسماء کی صورت یہ ہے کہ اگر ایک حرف بھی ان سے حذف کر دیا جائے تو وہ بے معنی ہو کر رہ جاتے ہیں۔یہی وجہ ہے کہ اسم اعظم یعنی اسم اللہ سے کسی اور کو موسوم نہیں کیا جا سکتا۔

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اسم پاک "اَللّٰہُ" پروردگار عالم کا ذاتی نام ہے اور اس اسم مبارکہ کے چار حروف ہیں ہر حرف با معنی ہے۔

ا، ل، ل، ہ۔ اگر اس میں سے اکو الگ کیا جائے تو للہ ہوگا اور ل الگ کرو تو لہ رہے گا اور دوسرا ل الگ کرو تو ھ رہ جائے گا اور یہ چاروں اسم اعظم اللہ للہ لہ ھُو اسم ذات ہیں اور قرآن حکیم میں مذکور ہیں یعنی اللہ لآاِلٰہَ اِلَّا ھُوْ۔

(عین الفقر)

پروردگار عالم کے اسم ذاتی اللہ کے اسی ھُو کے بارے میں سلطان العارفین حضرت سلطان باھو رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مزید فرماتے ہیں کہ واضح ہو کہ ہر جاندار خواہ وہ جن ہو یا انسان ہو، مرغ ہو یا مور ہو ہر ایک کی سانس سے اسم ھو نکلتا ہے۔ کسی کو معلوم اور کسی کو معدوم جنہیں معلوم ہے وہ ذاکر ہیں اور جن کو معدوم ہے وہ مردہ ہیں یعنی جو شخص ھُو تک پہنچتا ہے وہ ابتدا و انتہا کو پالیتا ہے او جو شخص ھُو کے ساتھ ھُو ہوتا ہے وہ معارف عرفان ہوتا ہے۔

جو کوئی ھُو کہہ کر سانس لے تو جان چاک چاک ہو جائے۔ باھُو کا نام ھُو کہ ساتھ ملا ہوا ہے۔ اس لئے اسے یا خوف ہے۔ اے باھُو تیرے نام ب بسم کے ساتھ اور الف اسم (اللہ کے ساتھ ہے) اس لئے جو کچھ باھُو کے بغیر ہو، اسے دل سے دھو ڈال۔ ھُو سے روشنی دلی ظاہر ہوتی ہے اور وحدت کی وفقیر کو اللہ کی طرف کھینچ لے جاتی ہے۔ اے باھُو یا ھُو تیرے جسم میں جان بن گیا ہے۔ اس لئے اے باھُو ہر مشکل کے وقت یا ھُو پڑھ لیا کر۔ اے باھُو، ھُو میں اسم اعظم کی تلاش کر۔ ھُو حقیقت ہے اس کے بھید کی کسی کو خبر نہ کر۔ ھُو لامکان کی طرف سے بہشت کے دروازے کی کنجی ہے۔ ھُو کے ذاکر دنیا میں کم ہوتے ہیں۔ جو کوئی ترتیب سے ھُو کا ذکر کرے وہ بے شک اللہ کا عارف ہو جائے۔ اے باھُو، ھُو بدن میں آگ لگا دیتا ہے۔ اے میری جان (اس سے) کافر نفس کو جلا دے۔ اے باھُو، ھُو ایسا ذکر ہے جسے زوال نہیں۔ ھُو کے ذکر سے اللہ کے وصال کا قرب حاصل ہوتا ہے جو کوئی ھُو سے بے خبر ہے وہ بیل اور گدھا ہے۔ ھُو سے عرش و فرش کا پتہ چلتا ہے۔ ھُو ہر جگہ ہدایت و رہنمائی کرتا ہے۔ ھُو انسان و جن اور خاص و عام کا موجب حیات ہے۔ صانع کی صفت خلاقی ہو ھُو سے سے ظاہر ہو۔ جو ھُو کا محرم ہو وہ نجات پا گیا۔

جان لے کہ ھُو کا دو چشمہ آنکھ کو غفلت سے بیدار کرتا ہے اور اس کی و اللہ کے وحدت کے دروازے تک لے آتی ہے۔ ھُو مردہ دل کو زندگی بخشتا ہے۔ جو منہ ھُو سے بے خبر ہے وہ نادم و شرمسار ہے۔ ھُو کے ذاکر سے دو تین گواہ لے لو جنہوں نے اس کے ذکر سے دنیا کی حرص حسد اور طلب عز و جاہ ترک کر دی ہے۔ اے باھُو تیرے ساتھ ھُو ہے یا تو ھُو کے ساتھ، ذکر ھُو سے دل کی فریاد بال بال ظاہر ہے۔ مردہ وہ ہے جو ھُو سے پردہ کھولے اور بزرگی کو عرش سے بلند لے جائے۔ جو متکبر ہے اس پر لعنت ہو۔ تو دکھاوے اور غرور سے بیزار ہو۔ اے باھُو خدا کیلئے کسی رہنما کا پتہ دے۔ ہر حرص کو پاؤں کے نیچے کھول دے اور ہوا پر پرواز کر تو دین کے طریق کی حیثیت نہیں جانتا۔ لعین گویے کی سر تال پر لعنت۔ جو کوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح صاحب نظر ہو وہ سونے چاندی کی طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتا۔ ھُو سے سمندر کا بڑا قیمتی موتی دستیاب ہوتا ہے اور وہ موتی وحدت قدیم کا نور احمدی ہے۔ باھُو کی قبر سے بھی ھُو حق کی آواز

آ ئے گی کیونکہ واصلوں کا فقر ھُو سے پورا ہوتا ہے۔

۱۔ ھُو پڑھنے کا طریقہ

یک کشش ھُو تا اُمّ الدّ ماغ: اس کا طریق یہ ہے کہ دوزانو بیٹھے اور دونوں ہاتھ زانوں پر رکھ کر ھُو کو ناف کے نیچے سے جس کر کے آواز ظاہری دماغ تک لے جائے اور چند سے قرار دے۔

۲۔ یک کشش باطنی بفکر ھُو

جلسہ معہودہ متعین کر کے ٹھوڑی کو سینے سے ملا کر تصور سے ھُو کو ناف کے نیچے سے کھینچے اور حبس دم کر کے اپنے سانس کو ہر عضو میں گردش دے مگر اس قدر کہ بے طاقت نہ ہو جائے اور اگر بے طاقت ہو جائے تو ھُو کہتا ہوا آہستہ آہستہ سانس کو باہر نکالے پھر از سرنو شروع کرے۔ اس ذکر میں فوائد بے شمار ہیں عمل کرنے سے روشن ہوں گے۔

۳۔ سہ ضربی ھُو بیک حی

چاہیے کہ جلسہ متعین کر کے ایک ضرب آسمان کی طرف سر اٹھا کر لگائے اور ایک ضرب ھُو کی زمین کی طرف سر جھکا کر پھر ایک ضرب حی کی اپنے وجود میں لگائے اور پھر از سرنو شروع کرے۔ اس کا فائدہ عمل سے ظاہر ہوگا۔

۴۔ یک کشش ھُو یا ضرب ھُو

اس کا طریق یہ ہے کہ دوزانو بیٹھے اور دائیں پاؤں کی پشت بائیں پاؤں کے تلوے پر رکھے۔ اس طرح یہ کہ دونوں سرین پاؤں کے ٹخنوں پر رکھے جائیں۔ اس کے بعد ھُو کی ہلکی آواز سے ناف کے نیچے سے نکالے اور اپنے اندرون جسم میں ضرب لگائے۔ اسی طرح پے در پے ضربیں لگاتا رہے۔ فوائد بے شمار حاصل ہوں گے۔

۵۔ صدے ھُو بنودنہ نام ملاحظہ

جلسہ معہودہ متعین کر کے زبان کو تالو سے چپکائے اور دونوں شہادت کی انگلیاں اپنے دونوں کانوں میں دے اور قلب نیلوفری سے ھُو کہتا ہوا آواز باطنی کے ساتھ اوپر کو سانس لائے اور دم کو نہ چھوڑے اور صدائے ھُو کو 99 ملاحظہ سے تصور میں لائے اور اس تصور میں ہر ملاحظہ کے ساتھ تھوڑی حرکت دے جب تمام ہو جائے پھر از سرنو شروع کرے۔ اسی طرح اس کی کثرت کرے۔ فوائد اس کے عمل سے ظاہر ہو جائیں گے۔

۶۔طریق ودم ذکر ھُو بیک نفس پیوستہ بھزار کرت

چاہیے کہ جلسہ معہودہ متعین کر کے پیٹ کو پیٹھ سے ملائے اور زبان سے ھُو کہے۔اس طرح کہ جب ھُو کہے فوراً شکم کو کمر سے ملالے۔اسی طرح پیوستہ ہزار مرتبے تک نوبت پہنچائے۔فوائد بے شمار سے بہرہ مند ہوگا۔

۷۔ذکر لایتناھی

اس کا طریقہ یہ ہے کہ جلسہ معہودہ قرار دے کر ایک سانس سے ھُو کہتے ہوئے بائیں زانو سے دائیں تک دورہ پر دورہ کرے لیکن ہر دور پہلے دورہ سے کم ہو۔جب سانس میں ورزش کی طاقت نہ رہے پھر از سر نو شروع کرے۔اس کے فوائد اور ثمرات بے انتہا ہیں عمل سے معلوم ہوں گے۔

۸-اسم اعظم یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ

بعض صوفیاء اور مشائخ عظام کے نزدیک یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ اسم اعظم ہے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر کوئی بندہ خلوص دل اور یقین کامل کے ساتھ مندرجہ بالا کلمات کا ورد کرے اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ کے حضور اپنی حاجت پیش کرے یا کسی مقصد کیلئے دعا مانگے تو اللہ تعالیٰ اپنے اس اسم اعظم کی بدولت دعا قبول فرمائے گا اور جو مانگنے والا مانگے گا تو اسے عطا فرمائے گا اور اس وظیفہ کے پڑھنے والے کے حال پر خصوصی توجہ فرمائے گا۔اس کے اسم اعظم ہونے کے بارے میں مختلف روایات اور اقوال مندرجہ ذیل ہیں۔

۱-حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:''جو کوئی (صدق دل سے) یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ کہتا ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کیلئے ایک فرشتہ مقرر ہے پس جو شخص تین مرتبہ یہ کلمہ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ''اے سب رحم کرنے والوں میں سب سے زیادہ رحم فرمانے والے'' کہتا ہے تو فرشتہ اس سے کہتا ہے کہ (اللہ تعالیٰ) تیری طرف متوجہ ہے تو جو چاہے مانگ لے۔''

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی مستدرک حاکم میں یہ روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایسے شخص کے پاس سے گزرے جو یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ کہہ رہا تھا۔حضور اکرم سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اس

شخص سے ارشاد فرمایا: ''تو سوال کر اللہ تعالیٰ نے تیری طرف نگاہ کرم فرمائی ہے۔''

۲- اس اسم کی برکت کا واقعہ

منقول ہے کہ ایک مرتبہ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے طائف جانے کی غرض سے مکہ مکرمہ سے ایک خچر کرائے پر لیا، خچر والا ڈاکو تھا اور ڈکیتی و راہزنی اس کا پیشہ تھا۔ وہ حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک ویران جنگل کی طرف لے گیا وہاں پر بہت سی لاشیں پڑی ہوئی تھیں۔ وہاں پہنچ کر وہ ڈاکو آپ کی طرف بڑھا تا کہ آپ کو بھی قتل کرے۔ یہ دیکھ کر آپ نے فرمایا کہ مجھے 2 رکعت نفل نماز پڑھ لینے دو۔ ڈاکو نے کہا، یہ جن لاشوں کو تم دیکھ رہے ہو یہ سب بھی نمازیں ہی پڑھنے والے تھے (لیکن) ان میں سے کوئی ایک بھی میرے ہاتھ سے نہیں بچ سکا۔ آپ نے نماز ادا کی اور پھر تین مرتبہ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ کہا۔ اچانک غیب سے ایک سوار نمودار ہوا اور اس نے ڈاکو کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ (الاستیعاب از عبد البر مالکی)

تاریخ خمیس میں مندرجہ بالا واقعہ یوں بھی بیان ہوا ہے کہ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ واقعہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری حیات طیبہ میں پیش آیا کہ آپ نے طائف سے مدینہ طیبہ تک جانے کیلئے ایک خچر کرایہ پر لیا۔ اس خچر والے نے یہ شرط رکھی کہ راستے میں مجھے جہاں پر بھی کوئی کام ہوگا میں وہاں پر ٹھہرتا ہوا چلوں گا۔ حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی اس شرط کو مان لیا۔ چنانچہ خچر والا آپ کو لے کر چل پڑا۔ ابھی تھوڑا ہی فاصلہ طے کیا تھا کہ وہ راستے سے ہٹ کر دوسری طرف کو چل دیا اور ایک ویران جگہ پر پہنچ کر اس نے خچر کھڑا کر دیا اور آپ سے کہنے لگا کہ یہاں پر اترو آپ اترے تو دیکھا کہ وہاں بہت سی لاشیں پڑی ہوئی ہیں جن کو اس ظالم خچر والے بدو نے دھوکہ دہی سے قتل کر دیا تھا۔ وہ ظالم حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی قتل کرنے کی غرض سے آگے بڑھا تو آپ نے اس کی نیت بھانپ لی اور اس سے فرمایا کہ مجھے اس قدر مہلت دے دو کہ میں دو رکعت نفل نماز پڑھ لوں۔ ظالم بدو نے تمسخرانہ انداز میں کہا، اچھا تم بھی پڑھ لو مگر فائدہ کچھ نہ ہوگا۔ یہ جو سب لوگ یہاں پر مرے پڑے ہیں ان سب نے بھی اسی طرح نمازیں پڑھی تھیں لیکن میرے ہاتھ سے کوئی بھی اپنے آپ کو نہ بچا سکا۔ حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، خیر! جیسے بھی ہو میں نماز ضرور ادا کروں گا۔ اس کے ساتھ ہی آپ نے نماز پڑھنا شروع کر دی۔ جب آپ سجدہ ریز ہوئے وہ ظالم خچر والا آپ کو قتل کرنے کی نیت سے آگے بڑھا۔ آپ نے سجدہ کی حالت میں بلند آواز سے کہا یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ جیسے ہی یہ اسم اعظم آپ کی زبان مبارک سے نکلا عین اسی وقت کہیں دور سے ایک غیبی آواز آئی کہ خبردار! ان کو قتل نہ کرنا۔

اس غیبی اور اچانک آنے والی آواز کو سن کر وہ بدو یکدم ہیبت زدہ ہو گیا اور خوفزدہ حالت میں ادھر ادھر دیکھنے لگا

مگر جب اسے کوئی بھی دکھائی نہ دیا تو وہ پھر اپنے ارادے کو عملی جامہ پہنانے کی غرض سے آگے بڑھا تو حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پھر کہا، یَآ اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ اس کے ساتھ ہی فوری طور پر ایک آواز پھر آئی کہ خبردار ان کو قتل نہ کرنا۔ اس آواز کو سنتے ہی وہ بدو خوفزدہ ہو کر پیچھے ہٹ گیا اور ادھر ادھر دیکھنے لگا لیکن اسے کچھ بھی دکھائی نہ دیا۔ چنانچہ وہ بدو پھر آپ کی طرف قتل کے ارادے سے بڑھا آپ نے تیسری مرتبہ پھر یہ کہا، یَآ اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ

آپ کا تیسری مرتبہ یہ اسم اعظم کہنا تھا کہ اچانک دور سے ایک سوار نیزہ ہاتھ میں پکڑے ہوئے دکھائی دیا۔ اس نیزے کا سرا برق کی مانند چمکتا تھا۔ سوار نے آتے ہی بدو پر وار کیا اور نیزہ اس کے سینے میں گھونپ دیا۔ بدو کو ایک ہی وار مہلک ثابت ہوا اور وہ اسی وقت زمین پر گر کر مر گیا۔ اس کے بعد سوار حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف متوجہ ہوا اور کہا اے بزرگوار! آپ نے جب پہلی مرتبہ یَآ اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ کہا تھا تو میں اس وقت ساتویں آسمان پر تھا اور جب آپ نے دوسری مرتبہ کہا تھا تو میں چھٹے آسمان سے گزر کر آسمان دنیا تک پہنچ چکا تھا۔ پھر جب آپ نے تیسری مرتبہ یا ارحم الرّاحمین کہا تو میں آپ کے دشمن تک پہنچ گیا اور اسے موت کے گھاٹ اتار دیا۔ بلا شبہ یا ارحم الرّاحمین نے آپ کی جان بچائی اور آپ پر اپنا خصوصی فضل و کرم نازل فرمایا۔

اسم اعظم کی تحقیق میں علامہ جلال الدین سیوطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک رسالہ تصنیف فرمایا ہے اس میں انہوں نے ارحم الراحمین کو بھی اسم اعظم میں شمار کیا ہے۔ اس اسم کے اوراد و وظائف حسب ذیل ہیں:

یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ کے اوراد و وظائف

۱- امتحان میں کامیابی

اگر کوئی کسی امتحان میں کامیابی حاصل کرنے کا خواہاں ہو اور چاہتا ہو کہ وہ اچھے نمبروں سے امتحان میں کامیاب ہو تو جہاں پر وہ امتحان کے تقاضوں کے مطابق محنت کرے وہاں پر اسے چاہیے کہ وہ نماز فجر اور نماز عشاء کی ادائیگی کے بعد 41 مرتبہ یَآ اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ کہے پھر اپنے مقصد میں کامیابی کی دعا مانگے۔ امتحان شروع ہونے سے قبل یہ عمل 11 دن پہلے شروع کرے اور امتحانات کے دوران بلاناغہ کرتے ہوئے 40 یوم پورے کرے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ اسکی

دعا اسم اعظم کی برکت سے ضرور پوری ہوگی۔ پروردگار عالم اسے امتحان میں کامیابی سے سرفراز فرمائے گا۔

۲- پریشانی سے نجات

ایسی مشکل جس نے پریشانی میں مبتلا کر دیا ہو اور مشکل بھی اچانک پیش آ گئی ہو تو چاہیے کہ فوری طور پر غسل کرے۔ صاف کپڑے پہن کر دو رکعت نفل نماز ادا کرے۔ اس کے بعد بیٹھ کر نہایت توجہ و یکسوئی کے ساتھ 3 ہزار مرتبہ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ کہے اور اوّل و آخر درود پاک پڑھے۔ پھر اللہ تعالیٰ کے حضور مشکل کے حل کیلئے دعا مانگے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ مشکل سے نجات حاصل ہوگی۔ اللہ تعالیٰ اس پر اپنا خصوصی فضل و کرم نازل فرمائے گا۔

۳- مصیبت سے چھٹکارا

جو کوئی کسی ناگہانی مصیبت میں مبتلا ہو گیا ہو اسے چاہیے کہ وہ باوضو حالت میں قبلہ رخ بیٹھ کر نہایت توجہ و یکسوئی کے ساتھ 300 مرتبہ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ کہے اور پھر بارگاہ الٰہی میں مصیبت کے رفع ہونے کی دعا مانگے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ اسم اعظم کی برکت سے اس کی مصیبت رفع ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ دعا قبول فرمائے گا اور مصیبت سے چھٹکارے کی جلدی صورت پیدا فرما دے گا۔

۴- جلد حاجت پوری ہونا

اگر کسی کی کوئی ایسی جائز حاجت ہو جو کسی بھی طرح پوری نہ ہوتی ہو تو چاہیے کہ ہر نماز کے بعد خلوص نیت اور کامل یقین کے ساتھ 3 مرتبہ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ کہے پھر اپنے مقصد کیلئے دعا مانگے عجز و انکساری کا اظہار کرے۔ 40 یوم تک بلا ناغہ ہر نماز کے بعد یہ عمل کرے۔ بفضل باری تعالیٰ بہت جلد حاجت پوری ہو جائے گی اور مطلوبہ مقصد میں کامیابی حاصل ہوگی۔

۵- بیماری سے خلاصی

ہر طرح کی شدید بیماری میں ہر فرض نماز کے بعد 11 مرتبہ درج ذیل دعا پڑھے تو ان شاء اللہ تعالیٰ شفائے کاملہ حاصل ہوگی اور بیماری رفع ہو جائے گی۔ قرآن مجید کی سورت انبیاء میں مذکور یہ دعا حضرت ایوب علیہ السلام کی ہے جو آپ نے بیماری کی شدت میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ اقدس میں کی تھی۔ بیماری میں جلد شفاء حاصل کرنے کیلئے یہ دعا بہت ہی پر تاثیر ہے۔

اِنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ

''کہ مجھے ضرر پہنچ رہا ہے اور تو سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔''

۹-اسم اعظم والی آیات

اسماء بنت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم ان 2 آیات قرآنیہ میں مخفی ہے۔

ا۔ وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ

(ترجمہ) تمہارا رب الٰہ وہ ایک ہی ہے۔ اس کے علاوہ کوئی معبود نہیں وہی رحمٰن ورحیم ہے۔

ب۔ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ

(ترجمہ) اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ زندہ اور تمام اشیاء کا بندوبست کرنے والا ہے۔

ان آیات کے پڑھنے سے ہر نعمت حاصل ہو جاتی ہے۔ ہر بگڑا ہوا کام سیدھا ہو جاتا ہے۔ اس کے چند فوائد حسب ذیل ہیں:

۱-دین ودنیا میں راحت

پورے اعتکاف میں اس وظیفہ کو پڑھتے رہنے سے اللہ تعالیٰ بندے پر مہربان ہو جاتا ہے۔ اس کی دنیا وآخرت سنوار دیتا ہے۔ وہ دونوں جہاں یعنی اس دنیا اور آخرت کی دنیا میں سکون وقرار پائے گا۔ یہ ایسا وظیفہ ہے کہ اللہ اپنے بندے پر راضی ہو جاتا ہے اور اگر کوئی نادانستہ طور پر گناہ سرزد ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اس کو معاف کر دیتا ہے۔

۲-پڑھنے والے کی ہر دعا قبول ہوگی

یہ وظیفہ اتنا مؤثر ہے کہ اگر کوئی شخص اسے صبح وشام کثرت سے پڑھنا شروع کر دے تو کچھ عرصہ کے بعد وہ مستجاب الدعوات ہو جائے گا یعنی اس کی ہر دعا قبول ہونے لگتی ہے۔ بشرطیکہ اس کی دعا کا مقصد شریعت کے خلاف نہ ہو۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ جو دعا اسم اعظم پڑھنے کے بعد مانگی جائے وہ لازماً قبول ہوگی۔ اس آیت میں اسم اعظم ہے اس لئے دعا قبول ہونا لازم ہے۔

۳- دنیاوی عزت ودولت

جو شخص دنیاوی عزت و دولت کا خواہش مند ہو تو اسے چاہیے کہ اس وظیفہ کو 3333 مرتبہ صبح وشام پڑھے اور تین
سال تک اس عمل کو جاری رکھے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ جوں جوں وظیفہ کی تعداد میں اضافہ ہوگا اس کو عزت و دولت ملنی
شروع ہو جائے گی۔ اس وظیفہ کو 300 مرتبہ پڑھنے سے سکونِ قلب نصیب ہوتا ہے۔

۴- ہر کام کی کنجی

یہ وظیفہ حقیقت میں مشکل ہے۔ مشکل کام کی کنجی ہے۔ اگر کوئی کسی شخص کو کوئی مشکل یا ضرورت درپیش ہو تو اسے
چاہیے کہ چند آدمی اکٹھے کرے اور اس کو مل کر سوا لاکھ مرتبہ پڑھے اور اس طرح سات روز تک جاری رکھے۔ ان شاء
اللہ تعالیٰ اللہ کی رحمت سے اس کا مسئلہ فوراً حل ہو جائے گا۔ ہر نماز کے بعد چند بار اس کا پڑھ لینا یا ایک تسبیح پڑھ لینا
بہت بہتر ہے۔ اس سے گھربار میں برکت رہے گی۔

۵- روحانی اسرار کا حصول

اس وظیفہ کا ایک کمال یہ بھی ہے کہ جو شخص اسے رمضان المبارک میں دن رات میں 21 ہزار مرتبہ اور سات
سال تک ایسا ہی کرے تو ان شاء اللہ تعالیٰ اسے روحانی اسرار حاصل ہوں گے۔ اس کو سچے خواب آنے شروع
ہو جائیں گے۔ اگر پیچھے مرشد کی توجہ ہو تو اس کا باطن کھل جائے گا اور وہ صاحب کشف بن جائے گا۔ خدا کی پوشیدہ
مخلوقات اور عجائبات کا اس کو مشاہدہ ہونا شروع ہو جائے گا۔ اگر اس وظیفہ پر بہت کثرت ہو جائے یعنی کروڑوں میں
پہنچ جائے تو اللہ کی رحمت سے مالا مال ہو جاتا ہے اور وہ چشم زدن میں تحت الثریٰ سے عرش معلٰی تک کا مشاہدہ کر لیتا
ہے۔ حتیٰ کہ اللہ اس سے راضی ہو جاتا ہے۔

۱۰- دعائے اسم اعظم

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سرورکائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو یہ کلمات
پاک پڑھتے ہوئے سنا۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ بِاَنَّكَ اَنْتَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ الْاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِیْ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ

وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ○

ترجمہ: ''یا اللہ! میں تجھ سے اس وسیلے سے سوال کرتا ہوں کہ بے شک تو اللہ ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو یکتا ہے۔ بے نیاز ہے، نہ تو نے کسی کو جنا اور نہ تو کسی سے جنا گیا اور تیرا کوئی ہمسر نہیں۔''

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ اس نے اللہ تعالیٰ کے اس اسم اعظم کے وسیلہ سے دعا مانگی ہے جس کے وسیلہ سے دعا مانگی جائے ہے تو اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے اور اس کے ذریعہ سے سوال کیا جاتا ہے تو وہ عطا فرماتا ہے۔

یہی روایت امام رزین نے یوں منقول فرمائی ہے۔

حضرت بریدہ اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں عشاء کے وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسجد میں گیا (وہاں پر) ایک شخص بلند آواز سے قرآن پاک پڑھ رہا تھا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا آپ اس شخص کو ریاکار یعنی منافق سمجھتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (نہیں) بلکہ (یہ) مومن اور رجوع کرنے والا ہے۔

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ (یعنی وہ قرآن پاک پڑھنے والے صحابی) برابر بلند آواز سے تلاوت (قرآن پاک) کرتے رہے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی قرأت سماعت فرماتے رہے۔ پھر حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ دعا کرنے کی غرض سے بیٹھے اور یہ کہنا شروع کیا:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُشْهِدُكَ اِنَّكَ اَنْتَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَحَدًا صَمَدًا لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ○

ترجمہ: اے اللہ! میں گواہ بناتا ہوں تجھ کو کہ بیشک تو اللہ ہے، نہیں کوئی معبود تیرے سوا، تو یکتا ہے، بے نیاز ہے، نہ تو نے کسی کو جنا اور نہ تو کسی سے جنا گیا اور نہ کوئی تیرا ہمسر ہے۔

(یہ دعا سن کر) حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس نے سوال کیا ہے اللہ تعالیٰ سے اس کے اس نام (اسم اعظم) کے ساتھ کہ جب اس سے مانگا جائے تو وہ عطا فرمائے اور جب اس کے ذریعہ سے دعا مانگی جائے تو وہ قبول فرمائے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ سے میں نے جو یہ بات سنی ہے وہ ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بتا دوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ہاں۔ چنانچہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آگاہ کر دیا تو حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھ سے کہا کہ تو آج سے میرا سچا بھائی ہے کہ تو نے مجھے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پاک سے آگاہی دی۔ (مشکوۃ جلد اول

ا۔ حاجت پوری ہونا

منقول ہے کہ اگر کوئی ایسی جائز حاجت رکھتا ہو جس کے پورے ہونے کی کوئی امید دکھائی نہ دیتی ہو تو حاجب روائی کی غرض سے باوضو حالت میں قبلہ رخ بیٹھ کر پہلے تین مرتبہ درود پاک پڑھے پھر تین مرتبہ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھے۔ اس کے بعد تین مرتبہ سورۂ فاتحہ پڑھے پھر تین مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھے اس کے بعد تین مرتبہ سورۂ فلق پڑھے پھر تین مرتبہ درود شریف پڑھے اس کے بعد سات مرتبہ یہ کہے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِاَنِّیْ اَشْهَدُ اَنَّكَ اَنْتَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ الْاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِیْ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدُ

یہ پڑھتے ہوئے جب اَسْئَلُكَ پر پہنچے تو اپنے دل میں اپنے مقصد کا تصور کرے پھر تین مرتبہ درود پاک پڑھنے کے بعد گیارہ مرتبہ آمین کہے۔ پھر اپنے مقصد کیلئے دعا مانگے جو بھی جائز حاجت ہوگی وہ اسم اعظم کی برکت سے جلد پوری ہو جائے گی۔

۲۔ بیماری سے شفائے کاملہ

جو کوئی کسی مرض میں مبتلا ہو اور کسی بھی طرح افاقہ نہ ہوتا ہو تو چاہیے کہ ہر فرض نماز کے بعد تین مرتبہ یہ کلمات کہے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِاَنَّكَ اَنْتَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ الْاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِیْ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ

اور اللہ تعالیٰ سے شفائے کاملہ کے حصول کیلئے دعا مانگے۔ بفضل باری تعالیٰ اسم اعظم کی برکت کے طفیل چند دنوں میں ہی افاقہ ہوگا اور بیماری سے بہت جلد چھٹکارا حاصل ہوگا اور اللہ تعالیٰ شفائے کاملہ سے نوازے گا۔

۳۔ گناہوں کی بخشش

حضرت محجن بن الادرع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے تو دیکھا کہ ایک شخص نماز کی ادائیگی کے بعد دعا مانگ رہا ہے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِاَنَّكَ اَنْتَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ الْاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِیْ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ اَنْ تَغْفِرَلِیْ ذُنُوْبِیْ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ

ترجمہ: یا اللہ! میں سوال کرتا ہوں تجھ سے، یا اللہ! یکتا بے پرواہ جس نے نہ کسی کو جنا اور نہ کسی سے جنا گیا اور نہ

کوئی اس کا ہمسر ہے۔ یہ کہ بخش دے تو میرے گناہ بے شک تو ہی بڑا بخشنے والا نہایت رحم کرنے والا ہے۔

تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس کے گناہ بخش دیئے گئے، اس کے گناہ بخش دیئے گئے، اس کے گناہ بخش دیئے گئے۔

۱۱-ایک صحابی کی اسم اعظم والی دعا

بعض اہل علم حضرات نے حسب ذیل دعائیہ کلمات کو اسم اعظم قرار دیا ہے اور حدیث سے قوی سند پیش کی ہے جو یہ ہے:

۱-حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں مسجد نبوی میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص نماز پڑھ رہا تھا۔ نماز ادا کرنے کے بعد اس نے دعا مانگی:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَسْأَلُكَ بِاَنَّ لَكَ الْحَمْدُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ الْحَنَّانُ الْمَنَّانُ بَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یَا ذَاالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ اِنِّیْٓ اَسْأَلُكَ

ترجمہ: یا اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں بے شک تو ہی تعریف کے لائق ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو بڑا احسان کرنے والا بہت بڑا مہربان ہے۔ آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والا ہے، اے بزرگی اور کرم کے مالک اے زندہ اے ہمیشہ قائم رہنے والے بے شک میں تجھ سے سوال کرتا ہوں۔

۲-حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یوں دعا کرتے سنا:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَسْأَلُكَ بِاَنَّ لَكَ الْحَمْدُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ وَحْدَكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ یَاحَنَّانُ یَامَنَّانُ بَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یَا ذَاالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ یَاحَیُّ یَا قَیُّوْمُ

فرمایا یہ اللہ کا وہ اسم اعظم ہے کہ جب اس سے پکارا جائے اجابت کرے اور جب مانگا جائے عطا فرمائے۔

(احمد، ابن شیبہ، ابن حبان، مستدرک حاکم)

۳-حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سورۂ رحمٰن کی تفسیر کرتے ہوئے تحریر کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ایک دعا میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ:

یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ یَا بَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یَا ذَاالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ بِرَحْمَتِكَ نَسْتَغِیْثُ اَصْلِحْ لَنَا شَأْنَنَا كُلَّهٗ وَلَا تَكِلْنَآ اِلٰٓی اَنْفُسِنَا طَرْفَةَ عَیْنٍ وَّلَآ اَحَدٍ مِّنْ

خَلْقِكَ

ترجمہ: اے ہمیشہ زندہ، اے سنبھالنے والے، سارے جہان کے اے پیدا کرنے والے، آسمانوں اور زمین کے اے بزرگی و بخشش والے، نہیں کوئی معبود سوا تیرے، تیری رحمت کے واسطہ سے فریاد کرتے ہیں ہم، درست کر دے ہمارے تمام احوال اور مت سونپ ہمیں ہمارے نفسوں کی طرف ایک لمحہ بھر اور نہ اپنی مخلوق میں سے کسی کی طرف۔

۱۲-اسم اعظم کلمہ تمجید ہے

بعض اہل علم کا قول ہے کہ کلمہ تمجید بھی اسم اعظم ہے۔

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ ط وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ ط

ترجمہ: پاک ہے اللہ اور سب تعریفیں اللہ کیلئے ہیں اور کوئی معبود نہیں سوائے اللہ کے اور اللہ سب سے بڑا ہے اور گناہوں سے بچنے کی قوت اور نیک کام کرنے کی طاقت نہیں ہوتی مگر اللہ تعالیٰ (کی توفیق طلب کرنے سے) جو بلند مرتبہ اور بڑی بزرگی والا ہے۔

چونکہ اس مبارک کلمے میں اسم اعظم مضمر ہے اسی لئے بہت سی احادیث مبارکہ میں اس کلمے کے فضائل وفوائد بیان ہوتے ہیں۔

<u>حدیث ۱</u> حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شب معراج جب میری ملاقات حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ہوئی تو انہوں نے فرمایا، یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم! آپ اپنی امت کو میرا سلام کہنا اور انہیں یہ بتانا کہ جنت کی مٹی پاکیزہ اور زرخیز ہے اور مسطح ہے۔ وہاں کا پانی میٹھا ہے اور اس میں شجرکاری سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ ہے۔ (ترمذی)

<u>حدیث ۲</u> حضرت ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں عمر رسیدہ ہوگئی ہوں اور ضعیف ہوں کوئی ایسا عمل بتائیں کہ بیٹھے بیٹھے کرتی رہا کروں۔ چنانچہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"100 مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰهِ پڑھ لیا کرو اس کا ثواب ایسا ہے کہ گویا تم نے 100 غلام عرب آزاد کئے اور 100 مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ پڑھ لیا کرو۔ اس کا ثواب ایسا ہے کہ گویا تم نے 100 گھوڑے مع سامان لگام وغیرہ جہاد میں

سواری کیلئے دے دیئے اور 100 مرتبہ اللہ اکبر پڑھ لیا کرو یہ ایسا ہے کہ گویا تم نے 100 اونٹ قربانی میں ذبح کئے اور وہ قبول ہو گئے اور 100 مرتبہ لَآ اِلٰـــہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھ لیا کرو۔ اس کا ثواب تمام زمین و آسمان کے مابین کو بھر دیتا ہے۔ اس سے بڑھ کر کسی کا کوئی عمل نہیں جو مقبول ہو۔'' (احمد، نسائی)

حدیث ۳ حدیث پاک میں ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے جا رہے تھے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ ایک پودا لگا رہے ہیں، پوچھا، کیا کر رہے ہو؟ انہوں نے عرض کیا کہ پودا لگا رہا ہوں۔ ارشاد فرمایا، میں بتاؤں کہ بہترین پودے جو لگائے جائیں سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ ہر کلمہ سے جنت میں ایک پودا لگتا ہے۔''

ایک حدیث پاک میں اس کے بعد لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ بھی ہے جبکہ دوسری حدیث پاک میں ہے کہ ان کلمات میں سے ہر کلمہ کے بدلے ایک پودا جنت میں لگایا جاتا ہے۔ ایک اور حدیث مبارکہ میں ہے کہ جو کوئی سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِہٖ پڑھے گا ایک پودا جنت میں لگا دیا جائے گا۔

لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ

بعض حضرات نے لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ کو اسم اعظم قرار دیا ہے اور اس کے اسم اعظم ہونے کے بارے میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سے دلیل پیش کی ہے۔

کلمہ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ میں چونکہ اللہ تعالیٰ کی قوت کا اظہار ہے اس لئے اس کا ذکر فوری اثرات کا حامل ہے اور شر شیطان کو دور کرنے کیلئے اس کا ورد انتہائی مفید اور موثر ہے۔ اس کی اہمیت کے پیش نظر بعض اہل علم حضرات نے اسے اسم اعظم قرار دیا ہے۔ اس کی افادیت کے بارے میں دیگر احادیث حسب ذیل ہیں:

۱۔غم کا علاج

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ 99 بیماریوں کا علاج ہے جس کا ادنیٰ حصہ غم ہے۔

۲۔جنت کا خزانہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمہیں ایسا کلمہ نہ بتاؤں جو جنت کے خزانوں میں سے عرش کے نیچے سے آیا ہے وہ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ ہے۔ اس کے بارے میں رب کریم نے فرمایا ہے میرا بندہ اسلام لایا اور اس نے خود کو میرے سپرد کر دیا۔ (دعوات کبیر)

۳-نقصان کا دور ہونا

حضرت مکحول، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ کی کثرت رکھو کیونکہ یہ جنت کے خزانوں میں سے ہے۔ راوی حدیث جناب مکحول فرماتے ہیں جو شخص لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ لَامَلْجَاءَ وَلَا مَنْجَاءَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّا اِلَيْهِ پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس سے نقصان کے ستر دروازے دور فرما دیتا ہے اور اس نقصان کی ادنیٰ صورت غربت ہے۔ (جامع ترمذی)

اس حدیث میں بھی کلمہ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ کے پڑھنے کی تلقین کی گئی ہے۔

۴-حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سُبْحَانَ اللّٰهِ مخلوق کی عبادت اور اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کلمہ شکر ہے اور لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کلمہ اخلاص ہے اور اللہ اکبر کا اجر آسمان اور زمین کے درمیان خلا کو پر کرتا ہے جب بندہ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ کہتا ہے تو رب کریم فرماتا ہے بندہ اسلام لایا اور خود کو سپرد کر دیا۔ (رزین)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو شخص لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ پڑھے گا وہ اللہ کی پناہ میں آجائے گا اور اسے کسی طرح کا نقصان نہ ہوگا۔

۴-حصولِ جنت کا ذریعہ

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے تو لوگوں نے ذکر جہری شروع کر دیا تو سرکار نے فرمایا لوگو! اپنے نفس پر آسانی کرو۔ تم ایسی ذات کو نہیں پکار رہے ہو جو بہری یا تم سے دور ہو۔ درحقیقت تم ایسی ذات کو پکار رہے ہو جو سمیع و بصیر ہے۔ وہ تمہارے ساتھ ہے اور وہ تو تم سے تمہاری سواریوں کی گردن کے مقابلے میں زیادہ قریب ہے۔ راوی حدیث فرماتے ہیں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے تھا میں نے دل میں لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ پڑھا۔ اس وقت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عبداللہ بن قیس! کیا میں تمہیں جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ کی بابت مطلع نہ کر دوں۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ ضرور مجھے اس سے آگاہ فرما دیں تو آپ نے فرمایا وہ خزانہ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ہے۔ (بخاری شریف)

اس حدیث سے یہ بھی بات عیاں ہے کہ جو شخص کثرت سے لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ کا ورد کرے گا جنت میں جائے گا۔

۱۳- اسم اعظم پانچ کلمات ہیں

صوفیاء کے ایک گروہ کے نزدیک مندرجہ ذیل کلمات میں اسم اعظم ہے اور اس کی وجہ دلیل حسب ذیل روایت ہے کیونکہ ان کلمات کے ذکر کے بعد دعا مانگنا قبولیت کا باعث بنتا ہے۔

حضرت معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو کوئی (درج ذیل) ان پانچ کلمات کے ذریعہ سے دعا مانگے تو اللہ تعالیٰ سے جو کچھ بھی (جائز) مانگے گا اللہ تعالیٰ اسے عطا فرمائے گا۔

۱- لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ

۲- لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ

۳- لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ

۴- وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

۵- لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ

ترجمہ: (1) اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ بہت بڑا ہے، (2) نہیں کوئی معبود سوائے اللہ تعالیٰ کے وہ ایک ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ (3) ملک اسی کا ہے۔ سب تعریفیں اسی کیلئے ہیں (4) اور وہ ہر شے پر قدرت رکھتا ہے۔ (5) اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ طاقتور قوت کا مرکز اس کے سوا اور کوئی نہیں۔ (طبرانی)

اس ورد کے وظائف حسب ذیل ہیں

۱- دلی مراد کا پورا ہونا

مندرجہ بالا دلی مراد پوری ہونے کیلئے نہایت ہی اکسیر ہے۔ لہٰذا جائز مراد اور خواہش کیلئے مندرجہ بالا کلمات کا روزانہ بعد نماز عشاء 200 مرتبہ 40 یوم تک پڑھے۔ اوّل آخر چند بار درود شریف بھی پڑھے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے دلی مراد پوری ہوگی۔

۲- نفس پر غالب رہنے کا عمل

اپنے نفس کو قابو کرنے کیلئے ہر نماز کے بعد مندرجہ بالا وظیفہ کو گیارہ مرتبہ پڑھنے سے اللہ تعالیٰ نفس کو مغلوب کر دیتا

ہے اور پڑھنے والا نیک اعمال کی طرف راغب ہو جاتا ہے۔اس وظیفہ کے اثرات میں ہے کہ پڑھنے والے کا دل برے کام سے نفرت کرنے لگتا ہے۔ایک اور قول کے مطابق جو شخص اللہ تعالیٰ کے اس حسین اسم کا ورد کرنا اپنا معمول بنا لیتا ہے اللہ اسے اپنے نفس پر غالب کر دیتا ہے اور اس شخص کو توبہ کی توفیق بھی میسر آتی ہے۔

۳- زندگی اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں گزارنا

جو کوئی یہ چاہے کہ وہ احکام شریعت پر یکسوئی کے ساتھ عمل کرتا رہے اور شیطانی تصورات اس پر مسلط نہ ہوں تو وہ کثرت سے مندرجہ بالا کلمات کا ذکر کرے۔ان شاء اللہ تعالیٰ زندگی اللہ تعالیٰ کی اطاعت وفرمانبرداری میں بسر ہوگی اور اگر اس ورد کو بلا ناغہ پڑھنے کا ہمیشہ کیلئے کوئی معمول بنا لے گا تو اس میں اللہ کی محبت اور عشق پیدا ہو جائے گا اور پڑھنے والا دنیا سے بے خوف ہو جائے گا۔اس ورد سے پختگی ایمان بھی حاصل ہو جاتی ہے۔

۴- مخالف کے شر سے محفوظ رہنا

مخالف پر غلبہ حاصل کرنے اور اس کے شر سے محفوظ ہونے کیلئے نماز فجر کے بعد ہر روز 313 مرتبہ اس وظیفہ کو پڑھنے سے دشمن کے دل پر ہیبت طاری ہو جاتی ہے اور وہ کسی قسم کا بھی نقصان پہنچانے سے باز آ جاتا ہے اور مخالف اپنی بری نیت سے باز آ جائے گا۔

ایسے ہی اگر کسی شخص کو دشمن کے وار اور کسی نقصان دہ حرکت کا خدشہ اور خطرہ ہو تو اسے چاہیے کہ وہ دشمن کے قرب وجوار میں جاتا ہوا اس وظیفہ کا ورد کرتا رہے۔

۵- بری عادات سے چھٹکارا

جس کسی کی بری عادات یا فحش گوئی کی عادت کسی بھی طرح نہ چھوٹتی ہو اور وہ چاہتا ہو کہ وہ ان بری عادات سے چھٹکارا حاصل کرے اسے چاہیے کہ وہ پاک صاف ہو کر خلوص نیت سے 313 مرتبہ یہ وظیفہ پڑھ کر پانی پر دم کرے اور پی لے ان شاء اللہ تعالیٰ چند یوم کے اندر ہی مطلوبہ مقصد میں کامیابی حاصل ہوگی۔

۶- عبادت میں سرور پیدا ہونا

اس وظیفہ کا ورد کرنے والے کو اللہ تعالیٰ عبادت میں حلاوت اور سرور بخشتا ہے جو شخص ہر نماز کے بعد کثرت کے ساتھ اس ورد کا ذکر کرے اللہ تعالیٰ اس کے دل میں جرأت اور بہادری کے جذبات پیدا کر دیتا ہے۔ایسا شخص اپنے

اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتا اور ثابت قدمی کی دولت سے بھی فیض یاب ہو جاتا ہے۔

۷- جائز مشکل کا حل ہونا

مندرجہ بالا کلمات مبارکہ کی برکت سے ہر طرح کی مشکل اور جائز کاموں کے حل میں رکاوٹیں دور ہو جاتی ہیں۔ اگر کسی کی کوئی جائز مشکل حل نہ ہو رہی ہو تو وہ ہر نماز کے بعد 70 مرتبہ اس اسم مبارک کا ورد کرے اللہ تعالیٰ مشکلات کے حل کے اسباب پیدا فرما دے گا۔ ایک اور قول کے مطابق جو لوگ اس وظیفہ کا ورد کرنا اپنا معمول بنا لیتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی مشکلات حل کر دیتا ہے۔ مصائب سے بچائے رکھتا ہے۔ ناحق الزامات اور تہمتوں سے محفوظ رکھتا ہے۔

۸- ہر طرح کے جادو اور آسیب سے محفوظ رہنا

اس وظیفہ کو بکثرت پڑھنے سے انسان ہر طرح کے آسیب اور جادو سے محفوظ رہتا ہے۔ اس کو کسی قسم کا نقصان نہیں پہنچتا۔ شیطان کے شر اور ایذا سے بچا رہتا ہے۔ کوئی بلا اس کے قریب نہیں آتی۔ یہاں تک کہ خونخوار درندے بھی اس کے قریب نہیں آتے۔ جنگل کے سفر میں اسے کوئی نقصان نہیں پہنچاتا۔

۹- ہمسائے کے شر سے بچنا

اگر کوئی اپنے پڑوسیوں کی زیادتیوں سے بہت زیادہ تنگ ہو۔ پڑوسی ایذا پہنچاتا ہو اور کسی بھی طرح باز نہ آتا ہو تو ہر نماز کے بعد قبلہ رو بیٹھ کر 66 مرتبہ یہ کلمات پڑھے اور بارگاہ الٰہی میں دعا مانگے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ ہمسائے کے شر سے محفوظ رہے گا اور اس ورد کو تا حصولِ مقصد جاری رکھے۔

۱۴- حضرت عائشہؓ کی دعائے اسم اعظم

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ دعا پڑھتے ہوئے سنا:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ بِاسْمِكَ الطَّاهِرِ الطَّیِّبِ الْمُبَارَكِ الْاَحَبِّ اِلَیْكَ الَّذِیْ اِذَا دُعِیْتَ بِهٖ اَجَبْتَ وَاِذَا سُئِلْتَ بِهٖ اَعْطَیْتَ وَاِذَا اسْتُرْحِمْتَ بِهٖ رَحِمْتَ وَاِذَا اسْتُفْرِجْتَ بِهٖ فَرَّجْتَ

ترجمہ: اے اللہ! میں سوال کرتا ہوں تجھ سے تیرے اس پاک پاکیزہ برکت والے، تجھے سب سے محبوب نام

کے طفیل جب کوئی اس نام کے ذریعہ سے تجھ سے دعا مانگے تو تو قبول فرمائے اور جب کوئی اس نام کے ذریعہ سے تجھ سے رحم کی درخواست کرے تو تو رحم فرمائے اور جب کوئی اس نام کے ذریعے سے تجھ سے تنگی سے نجات پانے کی التجا کرے تو تو اسے نجات دے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا! مجھے اللہ تعالیٰ نے وہ اسم بتایا ہے، جس کے ذریعہ سے ضرور دعا قبول ہوتی ہے۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں یہ دعا پڑھا کروں؟ ارشاد فرمایا کہ یہ اسم اعظم عورتوں کے لیے مناسب نہیں۔ (مستدرک حاکم، ابن حبان)

ابن ماجہ جلد دوم میں یہی روایت یوں بیان ہوئی ہے:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ دعا مانگتے سنا:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ بِاسْمِكَ الطَّاهِرِ الطَّيِّبِ الْمُبَارَكِ الْاَحَبِّ اِلَيْكَ الَّذِيْ اِذَا دُعِيْتَ بِهٖ اَجَبْتَ وَاِذَا سُئِلْتَ بِهٖ اَعْطَيْتَ وَاِذَا اسْتُرْحِمْتَ بِهٖ رَحِمْتَ وَاِذَا اسْتُفْرِجْتَ بِهٖ فَرَّجْتَ

ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کیا تم جانتی ہو، اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنا وہ اسم بتایا ہے کہ جب بھی اس کے ذریعہ دعا کی جائے تو قبول ہو۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں مجھے بھی وہ اسم بتا دیجئے۔ آپ نے ارشاد فرمایا: اے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا وہ تمہارے بتلانے کا نہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں میں یہ سن کر علیحدہ ہوگئی اور کچھ دیر خاموش بیٹھی رہی، پھر میں نے اٹھ کر آپ کے سر مبارک کو چوما اور عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے بتا دیجئے وہ کون سا نام ہے آپ نے فرمایا: اے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا وہ تمہارے بتانے کے قابل نہیں یہ سن کر میں اٹھی وضو کیا اور دو رکعت نماز پڑھی اور یہ دعا مانگی:

اِنِّیْ اَدْعُوْكَ اللّٰهُ وَاَدْعُوْكَ الرَّحْمٰنُ وَاَدْعُوْكَ الْبَرَّ الرَّحِيْمَ وَاَدْعُوْكَ بِاَسْمَائِكَ الْحُسْنٰى كُلِّهَا مَا عَلِمْتُ مِنْهَا وَمَالَمْ اَعْلَمْ اَنْ تَغْفِرَلِيْ وَتَرْحَمَنِيْ

اے اللہ! بے شک میں پکارتی ہوں تجھے اللہ اور میں پکارتی ہوں تجھے بے حد مہربان اور میں پکارتی ہوں تجھے بڑا مہربان نہایت رحم والا اور میں پکارتی ہوں تجھے تیرے تمام اچھے ناموں کے ساتھ جو میں جانتی ہوں اور جو میں نہیں جانتی یہ کہ تو مجھے بخش دے تو اور مجھ پر رحم فرما۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ (یہ دعا سن کر) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا اور پھر ارشاد فرمایا، وہ اسم اعظم ان ہی اسماء حسنیٰ میں سے ہے جن کے ساتھ تم نے دعا مانگی ہے۔

مذکورہ بالا احادیث مبارکہ سے بخوبی طور پر معلوم ہوجاتا ہے کہ بلاشبہ مندرجہ بالا دعا ایک مکمل اور جامع دعا ہے۔

اس کے وسیلہ سے مانگی ہوئی دعا بارگاہ الٰہی میں شرف قبولیت پاتی ہے۔اس لئے کہ اس دعا میں اسم اعظم ہے اور اسم اعظم کے وسیلہ سے مانگی ہوئی دعا بفضل باری تعالیٰ بارگاہ الٰہی سے رد نہیں ہوتی مگر شرط پھر وہی ہے کہ دعا جائز اور اچھے مقصد کیلئے ہو اور خلوص نیت اور یقین کامل سے عجز و انکساری کے ساتھ کی جائے۔

۱۵-اسم اعظم یَابَدِیْعُ

یَابَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یَاذَالْجَلَالِ وَالْاِکْرَام

ترجمہ: اے آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے اے بزرگی و بخشش والے۔

بعض علماء کا قول ہے کہ مندرجہ بالا کلمات اسم اعظم ہیں۔ حضرت سری بن یحیٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قبیلہ طے کے ایک شخص سے روایت کرتے ہیں کہ میں اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا تھا کہ مجھے وہ اسم اعظم دکھائے کہ جب اس کے ساتھ دعا مانگی جائے تو وہ قبول کی جائے چنانچہ میں نے (ایک شب) خواب میں دیکھا کہ آسمان پر ستاروں کے درمیان یہ اسماء لکھے ہوئے تھے۔

یَابَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یَاذَالْجَلَالِ وَالْاِکْرَام

اسم اعظم کے بیان میں امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ ایک بزرگ نے بارگاہ الٰہی میں دعا کی تھی کہ یا اللہ! مجھے وہ اسم اعظم جس کی برکت سے دعا قبول ہو جائے ضرور بتا دیجئے۔ چنانچہ رات کو خواب میں انہوں نے دیکھا کہ آسمان کے ستاروں میں یہ لکھا ہوا ہے

یَابَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یَاذَالْجَلَالِ وَالْاِکْرَام

اس بزرگ کو پروردگار عالم کی طرف سے یہ اسم اعظم بتا دیا گیا۔

اس اسم اعظم کے وظائف حسب ذیل ہیں:

۱۔حصولِ ملازمت

جو کوئی حسب منشاء ملازمت کے حصول کا خواہاں ہو اور بیروزگار ہو تو اسے چاہیے کہ وہ روزانہ بلا ناغہ 41 یوم تک ظہر کی نماز ادا کرنے کے بعد باوضو حالت میں 1100 مرتبہ یہ پڑھے۔

یَابَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یَاذَالْجَلَالِ وَالْاِکْرَام

اول و آخر گیارہ گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھے پھر بارگاہ الٰہی میں دعا مانگے ان شاء اللہ تعالیٰ اسم اعظم کی برکت

سے بہت جلد ملازمت حاصل ہو جائے گی۔

۲۔ بحالی ملازمت

اگر کسی کو اس کے عہدے سے معزول کر دیا گیا ہو اور بحالی کی کوئی صورت دکھائی نہ دیتی ہو تو اسے چاہیے کہ وہ ہر نماز کے بعد نہایت توجہ و یکسوئی کے ساتھ 86 مرتبہ یہ اسم اعظم پڑھے

یَابَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یَاذَالْجَلَالِ وَالْاِکْرَام

پڑھنے کے بعد اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے ان شاء اللہ تعالیٰ بہت جلد عہدے پر بحال ہو جائے گا۔

۳۔ مخلوق کی محتاجی سے نجات

اگر کوئی یہ چاہے کہ وہ مخلوق میں سے کسی کا محتاج نہ ہو تو اسے چاہیے کہ وہ روزانہ نماز فجر کی ادائیگی کے بعد 1100 مرتبہ یہ اسم اعظم پڑھنے کا معمول بنا لے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ کبھی کسی کا محتاج نہ ہو گا۔ اللہ تعالیٰ اس کی مدد فرما دے گا۔ اس کی روزی میں خیر و برکت پیدا ہو جائے گی اور تمام پریشانیاں بفضل باری تعالیٰ رفع ہو جائیں گی۔

۴۔ ناحق قبضہ کو ختم کرنا

اگر کسی نے زمین یا مال پر ناحق قبضہ کر رکھا ہو اور چھوڑتا نہ ہو تو چاہیے کہ ہر فرض نماز کے بعد 300 مرتبہ یہ اسم اعظم اس طرح سے پڑھے کہ اوّل و آخر تین تین مرتبہ درود پاک پڑھے پھر بارگاہ الٰہی میں دعا مانگے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ تھوڑے ہی دنوں میں مطلوبہ مقصد میں کامیابی حاصل ہو گی۔

۵۔ تسخیر خلائق

جو کوئی یہ چاہے کہ لوگوں کے قلوب اس کیلئے مسخر ہو جائیں تو وہ ہر نماز کے بعد 700 مرتبہ یہ اسم اعظم پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگا کرے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ اسے مقام کشف عطا ہو گا۔ لوگوں کے دلوں میں اس کی عزت پیدا ہو جائے گی اور اسے مطلوبہ مقصد میں جلد کامیابی حاصل ہو گی۔

۶۔ مشکل کا فوری حل

اگر کوئی ایسی مشکل میں گرفتار ہو گیا ہو کہ جس سے نجات کی کوئی بھی صورت نہ دکھائی دیتی ہو تو چاہیے کہ وہ مندرجہ

بالا اسم اعظم کو عاجزی وانکساری کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ اقدس میں کثرت سے پڑھے۔ان شاءاللہ تعالیٰ کیسی ہی مشکل کیوں نہ ہو ضرور آسان ہو جائے گی۔

۱۶-اسم اعظم اَللّٰہُ الصَّمَدُ

اللہ بے نیاز ہے

اَللّٰہُ الصَّمَدُ درحقیقت اللہ تعالیٰ کی شان صمدیت کا مظہر ہے۔لہٰذا جو شخص اللہ تعالیٰ کو اس صفت سے پکارتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر اپنی شان صمدیت کے اسرار و رموز ظاہر فرما دیتا ہے۔دراصل صمد کا مطلب یہ ہے کہ ہر چیز اللہ کے پاس ہے اس لئے وہ کسی چیز کے حصول سے بے نیاز اور بے پرواہ ہے۔لہٰذا اس ورد کے پڑھنے والے کو اللہ تعالیٰ دنیا کی ضروریات سے بے نیاز کر دیتا ہے اور جس طرح اللہ جو چاہتا ہے کر لیتا ہے۔ایسے ہی اس کا ذاکر جو لفظ اپنی زبان سے نکالتا ہے اللہ اسے پورا کر دیتا ہے اور اسے کسی چیز کی کمی نہیں رہتی۔

اَللّٰہُ الصَّمَدُ اسم اعظم ہے

اکثر بزرگان دین نے لفظ اَللّٰہُ الصَّمَدُ کو اسم اعظم قرار دیا ہے کیونکہ اس کے فیوض و برکات بے پناہ ہیں۔بے شمار اولیائے کاملین نے اس وظیفے پر مداومت کی ہے اور اسے بے پناہ کثرت سے پڑھا ہے کیونکہ یہ اسم اعظم ہے۔اس لئے اسے پڑھنے سے انسان اللہ کا بندہ اور دوست بن جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس بندے کے وجود کو روحانی اور باطنی فیوض و برکات کا ذریعہ بنا دیتا ہے اور لوگوں کو اس سے فائدہ پہنچتا ہے۔خدائی رحمتوں سے مالا مال ہو جاتا ہے۔ظاہری اور باطنی لحاظ سے صاحب فیض بن جاتا ہے بلکہ مقام صدیقیت بھی حاصل ہو جاتا ہے اور مخلوق خدا سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ صمد وہ ہے جس سے بالاتر کوئی نہ ہو۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ صمد وہ ہے جو سب سے بے نیاز ہے مگر سب اسی کے محتاج ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ صمد سے مراد وہ سردار ہے جس کی سیادت کامل ہو۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا قول ہے کہ صمد وہ ہے جس کی طرف لوگ مصیبت کے وقت رجوع کریں۔

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ صمد وہ ہے جو اپنی تمام صفات اور اعمال میں کامل ہو۔

حضرت علی بن ابی طلحہ سے روایت ہے کہ الصمد وہ سید ہے جو سیادت میں کامل ہو۔ وہ مالک شرف جو شرف میں کامل ہو وہ عظیم جو عظمت میں کامل ہو، وہ حلیم جو حلم میں کامل ہو، وہ علیم جو علم میں کامل ہو، وہ حکیم جو حکمت میں کامل ہو۔ یہاں تک کہ وہ جملہ انواع شرف و سیادت میں کامل ہو۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی بھی صمد ہونے کی شان نہیں رکھتا۔ اس کا کوئی کفو نہیں۔ اس کی کوئی مثل نہیں، وَاحِدُ الْقَهَّارُ وہی ہے۔

حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ الصمد وہ حی القیوم ہے جسے زوال نہیں۔

غرضیکہ اَلصَّمَدُ وہ ہے جو پیدا شدہ نہ ہو جس سے کوئی پیدا نہ ہو کیونکہ ہر ایک پیدا کیلئے موت ہے۔ ہر ایک مرنے والے کیلئے ورثہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کیلئے نہ موت ہے نہ وارث۔ کوئی اس کا کفو نہیں ہے۔ کوئی اس کا مشابہ نہیں۔ کوئی اس کے برابر کا نہیں۔ کوئی اس کی مثال نہیں۔

ا۔ فیوض و برکات

فیوض و برکات کے حصول کیلئے اس وظیفے کو کم از کم گیارہ ہزار مرتبہ صبح اور گیارہ ہزار مرتبہ رات کو پڑھنا ضروری ہے۔ اگر اس تعداد سے زیادہ پڑھ سکے تو بہت بہتر ہے۔ رمضان المبارک میں اس وظیفہ کو جتنا زیادہ سے زیادہ پڑھ سکتا ہو، پڑھے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ ہر طرح سے خوشحالی ہوگی۔ عزت میں بے پناہ اضافہ ہوگا اور اگر اللہ کے حضور دوستی کی درخواست کرے گا تو وہ قبول ہوگی۔ باطنی مشاہدات بھی ہو سکتے ہیں۔

اَللّٰهُ الصَّمَدُ کو اعتکاف میں پانچ لاکھ مرتبہ پڑھنا بھی بڑا اکسیر ہے۔ اس سے راہ حق کی رہنمائی حاصل ہو جاتی ہے۔ اگر اتنی تعداد میں نہ پڑھ سکے تو پھر سوا سوا لاکھ کے دو نصاب پڑھ لے اور آخری روزہ کے افطار کے وقت اللہ تعالیٰ کے حضور اپنی التجا پیش کرے ان شاء اللہ تعالیٰ قبول ہوگی۔

۲۔ حصولِ کشف میں آسانی

یہ اسم صاحب کشف بننے کیلئے بہت اکسیر ہے۔ جو شخص اسے گیارہ ہزار مرتبہ روزانہ طویل عرصہ تک پڑھتا رہے اس کے سارے گناہ معاف ہو جائیں گے اور اللہ تعالیٰ اس پر کشف کا راستہ کھول دے گا۔ اسے باطنی اسرار کا مشاہدہ ہوگا۔ اگر اسے ساری عمر پڑھتا رہے تو اسے کسی چیز کی کمی نہیں رہے گی اور وہ اللہ کا بندہ بن جائے گا۔ یا صَمَدُ کا جو شخص اکثر ورد کرتا رہے گا اللہ تعالیٰ اسے نیکی کی جانب مائل رکھے گا۔

۳۔ حصولِ سیف زبانی

جو شخص اپنی نجی زندگی میں سچائی کو اپنا کر اس اسم کو روزانہ تہجد کے وقت، تہجد کے نوافل کے بعد 1100 مرتبہ

ہمیشہ پڑھنے کا معمول بنالے اور پھر سارا دن اس اسم کا کھلا ورد کرتا رہے ان شاء اللہ تعالیٰ پانچ یا سات سال میں سیف زبان ہو جائے گا پھر جو بات بھی زبان سے نکلے گی وہ ان شاء اللہ تعالیٰ پوری ہو گی۔

۴- دل کا نیکی کی طرف مائل ہونا

اگر کوئی بے راہ روی کا شکار ہو اور چاہتا ہو کہ اسے تمام بری عادات سے نفرت ہو جائے تو وہ نماز فجر کے فرض ادا کرنے سے پہلے سجدے میں سر رکھ کر 115 مرتبہ اس اسم مبارک کو پڑھے اور پھر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ اس کے دل سے فاسد خیالات نکل جائیں گے اور اس کا دل نیکی کے کاموں کی طرف رغبت کرنے لگے گا۔

۵- ہر جائز دعا کا قبول ہونا

اگر کوئی 40 یوم تک بلا ناغہ ایک ہی جگہ پر روزانہ باوضو حالت میں نماز عشاء کی ادائیگی کے بعد بیٹھ کر اسم اعظم اَللّٰہُ الصَّمَدُ 1100 مرتبہ اس طرح سے پڑھے اس کے بعد اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے تو بفضل باری تعالیٰ اسم اعظم کی برکت سے اس کی دعا ضرور قبول ہو گی۔ یہ عمل بزرگان دین کا مجرب و آزمودہ ہے۔ اس عمل کی بدولت ہر جائز دعا بارگاہ الٰہی میں قبولیت حاصل کرتی ہے۔

۶- حصولِ بے نیازی

اللہ تبارک و تعالیٰ بے پرواہ ہے وہ کسی کا محتاج نہیں لیکن سب اس کے محتاج ہیں۔ اس لئے انسان کو چاہیے کہ وہ خلق سے بے نیاز ہو جائے اور نیاز مندوں کی کارسازی اور حاجت مندوں کی حاجت روائی کرے۔ لہٰذا جو شخص اس اسم کو 7 ہزار مرتبہ روزانہ پڑھنے کا معمول بنالے تو وہ دنیا کے دھندوں سے بے نیاز ہو جائے گا۔ اس کی ہر ضرورت اللہ تعالیٰ پوری فرمائے گا اور اس کی جیب کبھی خالی نہ رہے گی۔ جب بھی اسے کوئی مالی ضرورت پیش ہو گی تو کہیں نہ کہیں سے اس کی ضرورت پوری ہو جائے گی۔ یَاصَمَدُ کثرت سے پڑھنے والا مخلوق سے بے نیاز ہو جاتا ہے، اسے کوئی غم و خوف نہیں رہتا۔

۷- رزق میں فراوانی

اگر کوئی ہر روز بکثرت اس اسم مبارک کا ورد کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے رزق میں خیر و برکت عطا فرما دیتا ہے بغیر کوشش کے اس کی روزی میں فراوانی ہو جاتی ہے۔ غرضیکہ رزق میں برکت کیلئے اور کاروبار میں خیر و برکت اور ترقی کی خاطر یَاصَمَدُ کا ورد کرنا بے حد مؤثر اور مفید ہوتا ہے۔

۸-تنگدستی اور بیروزگاری کا ازالہ

اس اسم مبارک کو بکثرت پڑھنے والا فقر و فاقہ سے نجات حاصل کر لیتا ہے اور اپنی زندگی انتہائی اطمینان اور عزت سے گزارتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے مخلوق میں سے کسی کا محتاج نہیں رکھتا۔ اس کی تمام حاجات غیب سے پوری ہونے کے اسباب پیدا ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے شخص کے رزق روزی میں اضافہ فرما دیتا ہے اور مفلسی کے مصائب سے بچائے رکھتا ہے۔ جو شخص ہر روز ایک ہزار تین مرتبہ یَاصَمَدُ کا ورد کرنا اپنا معمول بنا لے تو ایسا شخص کبھی تنگدست، مفلس اور بیروزگار نہیں ہوتا۔

۹-غیب سے حاجت پوری ہونا

جو کوئی یہ چاہے کہ اللہ تعالیٰ اسے دنیا میں کسی کا محتاج نہ رکھے اسے لوگوں سے بے پرواہ اور بے نیاز کر دے تو اسے چاہیے کہ وہ ہر نماز کے بعد اس مقصد کو مدنظر رکھتے ہوئے بکثرت اَللّٰہُ الصَّمَدُ پڑھ کر بارگاہ الٰہی میں دعا مانگے ان شاء اللہ تعالیٰ مخلوق سے بے نیاز و بے پرواہ ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ غیب سے اس کی حاجت روائی فرمائے گا۔

۱۰-مشکل کا حل ہونا

اگر کوئی بہت بڑی مشکل درپیش ہو اور کسی بھی طرح حل نہ ہو رہی ہو تو ہر روز باوضو حالت میں ایک وقت معین پر 1100 مرتبہ اس اسم مبارک کو پڑھنے سے مشکل حل ہو جائے گی اور ہر طرح کی پریشانی رفع ہو جائے گی۔

"یَاصَمَدُ" کا ہمیشہ ذکر کرنے والا سدا اللہ تعالیٰ کی پناہ میں رہتا ہے اور ہر طرح کی مشکلات اور پریشانیوں اور مسائل سے بچا رہتا ہے۔

۱۱-حصولِ صبر

جو کوئی بکثرت اَللّٰہُ الصَّمَدُ کا ورد کرنے پر مداومت کرے تو ان شاء اللہ تعالیٰ اسے بھوک پیاس تنگ نہ کرے گی۔ بھوک پیاس سے محفوظ رہے گا۔ اللہ تعالیٰ صبر کی دولت عطا فرمائے گا اور جسمانی قوت میں اضافہ فرما دے گا۔

۱۲-قید سے رہائی

اگر کوئی ناحق قید میں ڈال دیا گیا ہو یا کسی ظالم کے ظلم کا شکار ہو تو وہ ہر روز باوضو حالت میں اول و آخر تین تین

مرتبہ درود پاک پڑھے اور درمیان میں 1011 مرتبہ اَللّٰہُ الصَّمَدُ پڑھے انشاء اللہ تعالیٰ ظالم کے ظلم اور قید سے جلد رہائی نصیب ہوگی۔ اگر کوئی شخص کسی مصیبت میں گرفتار ہو یا کسی ظالم کے پنجے میں پھنس چکا ہو، اسے چاہیے کہ وہ یا صَمَدُ کا ورد کرتا رہے، انشاء اللہ تعالیٰ جلد نجات پا جائے گا۔

۱۳۔ اللہ کی حفظ و امان میں رہنا

اگر کوئی کسی ظالم حکمران کی طرف سے نقصان پہنچائے جانے کے خوف سے بچتا پھرتا ہو اور ظالم حکمران کے کارندے اس کی تلاش میں ہوں تو اسے چاہیے کہ وہ نماز فجر کے بعد یا نصف شب کو نماز تہجد کے وقت باوضو حالت میں قبلہ رخ بیٹھ کر 100 مرتبہ اَللّٰہُ الصَّمَدُ پڑھے۔ اس کے بعد بارگاہ الٰہی میں سجدہ ریز ہو کر 115 مرتبہ پھر اَللّٰہُ الصَّمَدُ پڑھے پھر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے ان شاء اللہ تعالیٰ اسے مطلوبہ مقصد میں کامیابی ہوگی۔ ظالم کے ہاتھوں کبھی گرفتار نہ ہو سکے گا۔ اللہ تعالیٰ اسے اپنی حفظ و امان میں رکھے گا۔ روزانہ اسی طرح 40 یوم تک بلا ناغہ یہ عمل کرے۔ بفضل باری تعالیٰ اسم اعظم کی برکت سے کوئی ظالم حاکم یا اس کے کارندے اسے گرفتار کرنے کی جرأت نہ کریں گے۔

۱۴۔ دشمن کے شر سے حفاظت

دشمن اور ظالم کے شر سے ہمیشہ کیلئے محفوظ رہنے کی غرض سے نماز تہجد کی ادائیگی کے بعد 121 مرتبہ اس اسم مبارک کا یکسوئی اور توجہ سے پڑھنا مطلوبہ مقصد میں کامیابی عطا کرتا ہے۔ ایک اور قول کے مطابق جو شخص اس اسم مبارک کا بکثرت ورد کرنا اپنا معمول بنا لیتا ہے اللہ تعالیٰ اسے دشمنوں اور ظالموں سے بچائے رکھتا ہے۔

۱۵۔ بیماری اور آفت سے بحفاظت رہنا

جو کوئی اس بات کا خواہاں ہو کہ اللہ تعالیٰ اسے ہر طرح کی بیماری اور آفت سے محفوظ رکھے تو اسے چاہیے کہ وہ ہر نماز کے بعد 51 مرتبہ اَللّٰہُ الصَّمَدُ پڑھنے کا معمول بنا لے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ ہر بڑی بیماری کے حملہ سے بچا رہے گا۔

۱۶۔ حفاظت بصارت

اگر کوئی امراض چشم سے محفوظ رہنا چاہتا ہو تو اسے چاہیے کہ وہ روزانہ نماز فجر اور نماز عشاء کے بعد نہایت یکسوئی اور توجہ کے ساتھ 101 مرتبہ اَللّٰہُ الصَّمَدُ پڑھے۔ اوّل و آخر گیارہ گیارہ مرتبہ درود پاک پڑھے۔ پڑھنے کے بعد اپنے ہاتھوں کی انگلیوں پر دم کرے اور آنکھوں پر پھیرے۔ روزانہ اس وظیفہ کی مداومت کرنے سے بفضل باری تعالیٰ

اوراسم اعظم کی برکت کے طفیل ہر طرح کی آنکھوں کی بیماری سے بچا رہے گا۔اگر آنکھوں کے کسی مرض میں مبتلا ہے تو ان شاءاللہ تعالیٰ اس میں افاقہ ہوگا اوراللہ تعالیٰ شفائے کاملہ نصیب فرمائے گا۔

۱۷-شان صمدیت کا مفصل وظیفہ

جو شخص شان صمدیت کا مندرجہ ذیل وظیفہ 9000 مرتبہ روزانہ 40 دن تک پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کی تمام حاجات اور اغراض پوری فرمائے گا۔اگر کوئی شخص فسق وفجور، بدکاری، شراب، نشہ غرضیکہ جس قسم کی بھی برائی میں ملوث ہو تو پانی دم کر کے پلا دیں ان شاءاللہ تعالیٰ وہ برائی چھوڑ دے گا۔اگر میاں بیوی میں موافقت نہ ہو تو اس وظیفہ کو 1100 مرتبہ پڑھ کر انہیں پانی دم کر کے پلا دیں۔ان شاءاللہ تعالیٰ موافقت ہو جائے گی۔وظیفہ یہ ہے:

يَاصَمَدُ مِنْ غَيْرِ شِبْهٍ فَلَا شَيْءٍ كَمِثْلِهٖ يَاصَمَدُ

اے بے نیاز کوئی دوسری چیز تیری مثل نہیں ہے۔اے ہر چیز سے بے نیاز!

۱۷-سورۃ فاتحہ اسم اعظم ہے

اکثر صوفیاء اور مشائخ کرام کا قول ہے کہ سورت فاتحہ اسم اعظم ہے کیونکہ اس سورت میں اللہ تعالیٰ کے وہ نام آئے ہیں جو اسم اعظم ہیں۔اسی وجہ سے اسے سب سے عظمت والی سورت کہا گیا ہے۔اس کی عظمت کے بارے میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چند ارشادات حسب ذیل ہیں:

۱۔عظمت والی سورت

حضرت ابوسعید بن معلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں مسجد میں نماز پڑھ رہا تھا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلایا لیکن میں نے کوئی جواب نہ دیا بعد میں آ کر عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نماز میں مصروف تھا (اس لئے حاضر نہ ہوا) اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا ہے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بلانے کو سنو اور جب وہ بلائیں تو حاضر ہو جاؤ۔اس کے بعد فرمایا کیا میں تمہیں قرآن کی اس عظیم سورت کے بارے میں نہ بتاؤں جو مسجد سے نکلنے سے پہلے پڑھی جائے پھر آپ نے میرا ہاتھ پکڑا اور مسجد سے نکلنے کا ارادہ فرمایا تو میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے تو اس عظیم سورت کی تعلیم دینے کی بابت فرمایا تھا تو آپ نے فرمایا کہ وہ سورہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ہے۔اس سورت کی سات آیتیں نماز

میں بار بار پڑھی جاتی ہیں اور عظمت والا قرآن ہے جو مجھے عطا فرمایا گیا ہے۔ (بخاری جلد سوم کتاب التفسیر حدیث)

۲۔ بہترین سورت

حضرت عبداللہ بن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم پانی بہا رہے تھے۔ میں نے کہا السلام علیکم یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے جواب نہ دیا۔ میں نے پھر کہا السلام علیکم یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے جواب نہ دیا۔ چنانچہ آپ چلنے لگے تو میں بھی آپ کے پیچھے پیچھے چلتا گیا۔ آپ اپنے گھر مبارک میں داخل ہو گئے اور میں مسجد میں چلا گیا۔ چنانچہ میں مغموم اور رنجیدہ ہو کر بیٹھ گیا۔ آپ نہا دھو کر میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ، وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ، وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ۔ پھر فرمایا اے عبداللہ بن جابر! میں تجھے قرآن کی بہترین سورت نہ بتاؤں؟ میں نے عرض کیا ضرور بتائے۔ آپ نے فرمایا کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ آخر تک (پوری سورت) پڑھا کرو۔ (مسند احمد)

۳۔ عرش کا خزانہ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک نے مجھے عطا کیا جو مجھ پر احسان کیا (فرمایا) میں تجھے دیتا ہوں سورۃ الفاتحہ اور یہ میرے عرش کے خزانوں میں سے ہے اور پھر میں نے اس کو اپنے اور تیرے درمیان بانٹ دیا۔ (کنز العمال)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چار چیزیں عرش کے نیچے خزانوں سے نازل ہوئیں۔ سورۃ فاتحہ، آیۃ الکرسی، سورۃ بقرہ کی آخری آیات اور سورۃ کوثر۔ (کنز العمال)

۴۔ حصولِ کثیر ثواب

حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سورۃ فاتحہ ایسی جزا اور ثواب دیتی ہے کہ اس کے برابر سارے قرآن میں کوئی اور سورۃ نہیں دیتی۔ اگر میزان کے ایک پلڑے میں سورۃ فاتحہ رکھی جائے اور دوسرے پلڑے میں قرآن رکھا جائے تو سورۃ فاتحہ باقی قرآن سے سات گنا زیادہ وزنی ہو گی۔ (کنز العمال)

۵۔ فضیلت والی سورت

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر میں کسی منزل پر

ٹھہرے ایک آدمی آپ کے پہلو میں آیا۔ آپ نے اس کی طرف توجہ فرمائی اور فرمایا کیا میں تجھے قرآن کی سب سے زیادہ فضیلت والی سورت نہ بتاؤں؟ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ پڑھ کر سنائی۔ (المستدرک للحاکم)

۶۔ عذاب سے نجات

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ قطعی فیصلے کے مطابق ایک قوم کے لوگوں پر عذاب بھیجنے والا ہے کہ اسی اثناء میں کوئی بچہ قرآن میں سے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ (سورت فاتحہ) پڑھے گا۔ پس اللہ تعالیٰ اس سورت کو سن کر (اس کی برکت سے) لوگوں سے عذاب کو 40 سال تک اٹھا لے گا۔ (تفسیر الکشاف)

۷۔ تہائی قرآن کا ثواب

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی سورۃ فاتحہ اور سورۃ اخلاص پڑھے گا گویا اس نے قرآن کریم کا تہائی حصہ پڑھا۔ (کنز العمال)

۸۔ سورۃ فاتحہ کی تاثیر

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سفر کے دوران ہم ایک جگہ ٹھہرے ہوئے تھے کہ ہمارے پاس ایک لونڈی آئی اور کہنے لگی کہ اس قبیلے کے سردار کو سانپ نے ڈس لیا ہے اور قبیلے والے موجود نہیں ہیں تو کیا آپ حضرات میں کوئی دم کرنے والا ہے؟ پس ہم میں سے ایک آدمی اس کے ساتھ اٹھ کھڑا ہوا حالانکہ ہم نے نہیں سنا تھا کہ اسے دم کرنا آتا ہے۔ پس اس نے دم کیا اور وہ (سردار) اچھا ہو گیا۔ سردار نے اس کو تیس بکریاں دینے کا حکم دیا اور ہمیں دودھ پلایا۔ جب وہ واپس لوٹا تو ہم نے اس سے کہا کیا آپ اچھی طرح دم کرنا جانتے ہیں یا کیا آپ دم کیا کرتے ہیں؟ اس نے کہا، نہیں میں نے دم تو نہیں کیا سوائے اس کے سورہ فاتحہ پڑھ دی تھی۔ ہم نے طے کیا کہ اس بارے میں ہمیں کچھ نہیں کہنا چاہیے جبکہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر دریافت نہ کر لیں۔ پس جب ہم مدینہ منورہ میں پہنچے تو ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور اس کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا اسے کیسے معلوم ہوا کہ اسے پڑھ کر دم کیا جا سکتا ہے۔ بہر حال بکریاں بانٹ لو اور ایک حصہ میرا بھی ہو۔ (بخاری جلد سوم)

۹۔ سورت فاتحہ سبع مثانی ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابی بن کعب سے معلوم کیا کہ تم نماز میں قرأت کس طرح کرتے ہو تو انہوں نے سورہ فاتحہ سنائی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے سورت فاتحہ سن کر فرمایا اس خدا کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے تورات، انجیل، زبور اور قرآن کریم میں اس جیسی اور کوئی سورت نازل نہیں ہوئی۔ اس میں سات آیتیں ہیں اور یہ اس قرآن کریم میں دوبار نازل ہوئی جو مجھے عطا کیا گیا ہے۔ (ترمذی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سورہ فاتحہ ہی ام القرآن، ام الکتاب اور سبع مثانی ہے (یعنی سات آیتوں والی سورت)۔ (ابوداؤد جلد اوّل کتاب الصلوٰۃ 1443)

حضرت ابوسعید بن المعلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا کیا میں تجھے مسجد سے نکلنے سے پہلے وہ سورت نہ سکھا دوں جو قرآن میں سب سے بڑی سورت ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب مسجد سے باہر تشریف لے جانے لگے تو میں نے یاد دہانی کرائی تو آپ نے فرمایا وہ سورت اَلْحَمْدُ لِلّٰہ ہے اور وہی سبع مثانی اور قرآن عظیم ہے جو مجھے عطا کیا گیا ہے۔ (ابن ماجہ جلد دوم کتاب ذکر ثواب قرآن حدیث 1575)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابی بن کعب کی طرف تشریف لائے اور انہیں آواز دی اے ابی۔ وہ نماز پڑھ رہے تھے انہوں نے آپ کی طرف دیکھا لیکن جواب نہ دیا پھر مختصر نماز پڑھ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پلٹے اور کہا "اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "وَعَلَیْکُمُ السَّلَامُ" اے ابی! جب میں نے تجھے پکارا تو جواب دینے سے کیا چیز مانع ہوئی؟ عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نماز میں تھا۔ آپ نے فرمایا کیا تو نے اس کلام میں جسے اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی کیا نہیں پایا کہ "اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بلانے پر حاضر ہو، جب رسول تمہیں اس چیز کی طرف بلائیں جو تمہیں زندگی بخشے گی۔" آپ نے عرض کیا: ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آئندہ ایسا نہیں ہوگا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم چاہتے ہو کہ تمہیں ایسی سورت سکھاؤں جو تورات، انجیل اور زبور میں نہیں اتری اور نہ قرآن پاک میں اس کی مثل کوئی اور سورت ہے۔ انہوں نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (سکھلایئے) نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نماز میں کیسے پڑھتے ہو۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں حضرت ابی نے سورہ فاتحہ پڑھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ اس کی مثل تورات، انجیل، زبور اور قرآن میں کوئی سورت نہیں اتری۔ یہ

سات آیتیں سبع مثانی اور قرآن عظیم سے ہیں جو مجھے عطا کی گئیں۔(ترمذی جلد 2 فضائل قرآن فاتحۃ الکتاب)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سات آیتیں عطا فرمائی گئیں جو طولانی ہیں۔(بلحاظ معانی) اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو 6 مرحمت فرمائی گئی تھیں۔ جب انہوں نے تختیاں ڈالیں تو دو اٹھالی گئیں اور چار باقی رہ گئیں۔(ابوداؤد جلد اوّل کتاب الصلوٰۃ 1445)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک دن حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، اچانک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آواز سنی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سر اوپر اٹھایا۔ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے کہا یہ آسمان کا ایک دروازہ ہے جس کو صرف آج کھولا گیا اور آج سے پہلے کبھی نہیں کھولا گیا پھر اس سے ایک فرشتہ نازل ہوا، حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے فرمایا ''یہ فرشتہ جو آج نازل ہوا یہ آج سے پہلے کبھی نازل نہیں ہوا۔'' اس فرشتے نے سلام کیا کہا'' آپ کو ان دو نوروں کی بشارت ہو جو آپ کو دیئے گئے ہیں اور آپ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دیئے گئے۔ ایک سورۂ فاتحہ اور دوسرا سورۂ بقرہ کا آخری حصہ۔ آپ ان میں سے جو حرف بھی پڑھیں گے آپ کو اس کے مصداق مل جائے گا۔''(مسلم کتاب فضائل قرآن حدیث)

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سورۃ فاتحہ جیسی سورۃ نہ تورات میں اور نہ ہی انجیل میں ہے اور یہی سبع مثانی ہے اور یہی بانٹی ہوئی ہے۔ میرے درمیان اور میرے بندے کے درمیان، اور میرے بندے کو ملے گا جو وہ مانگتا ہے۔(کنزالعمال)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تورات، انجیل، زبور اور قرآن میں سورۃ فاتحہ جیسی کوئی سورت نازل نہیں کی گئی اور یہ سات آیات ہیں (ہر رکعت میں) پڑھی جاتی ہیں اور قرآن عظیم ہے جو مجھے عطا کیا گیا ہے۔(دارمی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سورت فاتحہ قرآن کی جڑ ہے اور کتاب کی جڑ ہے اور سبع مثانی ہے۔ اس میں سات آیات ہیں جو بار بار ہر نماز میں دہرائی جاتی ہیں یا جن میں اللہ کی حمد و ثنا ہے۔ وہ سات آیتیں بسم اللہ سمیت ہیں یا بسم اللہ کے بغیر۔ اس سورت میں صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ چھٹی آیت ہوگی اور غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ساتویں آیت ہے۔(دارمی)

سورۃ فاتحہ کے اوراد و وظائف

سورت فاتحہ کے فوائد اور اس کی فضیلت بے پناہ ہے اور جو شخص اس کی تلاوت کرتا رہے تو اسے اللہ کی مہربانی

سے بے پناہ فیوض و برکات حاصل ہوں گے۔

ا۔ حصولِ برکت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر ذی شان کام جو اللہ تعالیٰ کی حمد سے شروع نہ کیا جائے تو وہ ادھورا اور بے برکت ہوتا ہے۔ (کنز العمال)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کلام اللہ کی تعریف سے شروع نہ کیا جائے وہ نامکمل ہے۔ (سنن ابوداؤد)

۲- دینی و دنیوی حاجات

ہر قسم کی دینی و دنیاوی حاجات کیلئے جو سورت فاتحہ کو روزانہ 70 مرتبہ پڑھنے کا معمول بنالے، اللہ تعالیٰ اس کی مدد فرمائے گا اور اس کی حاجت کو بہت جلد پورا کر دے گا اور اگر سورت فاتحہ کو روزانہ فجر کی نماز کے بعد 41 مرتبہ پڑھنے کا معمول بنائے تو اس کا کوئی کام ہوئے بغیر نہ رہے گا۔ ہر طرح کی جائز قسم کی حاجت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے پوری ہوتی چلی جائے گی۔

۳- جائز حاجت جلد پوری ہونا

جائز حاجت روائی کی غرض سے چاند کے مہینہ کی پہلی اتوار کو نماز فجر کی سنت اور فرض نماز کے درمیان 70 مرتبہ سورۂ فاتحہ پڑھے پھر بارگاہ الٰہی میں اپنے مقصد کے حصول کیلئے دعا مانگے۔ پہلے دن پڑھنے کے بعد دوسرے دن 60 مرتبہ پڑھے۔ اسی طرح روزانہ دس دس کم کر کے ایک ہفتہ تک روزانہ بلا ناغہ پڑھے۔ ہر کام کیلئے مجرب ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ ایک ہفتہ میں کام ہو جائے گا۔ اگر ایک ہفتہ میں کام نہ ہو تو پھر نئے سرے سے آغاز کرے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ دوسرے ورنہ تیسرے ہفتہ میں ضرور مقصد میں کامیابی ہوگی۔

۴- کاروبار میں ترقی

کاروبار میں ترقی کیلئے سورت فاتحہ بڑی اکسیر ہے۔ لہٰذا جو شخص کاروبار میں ترقی اور خیر و برکت چاہتا ہو تو اسے چاہیے کہ چالیس دن تک اکتالیس مرتبہ ہر نماز کے بعد پڑھے۔ سورت فاتحہ کی برکت سے اس کے کاروبار میں اللہ وسعت دے دے گا۔ اگر گاہک کم آتے ہوں تو پھر سورت فاتحہ کی پڑھائی سے کاروبار میں چیزوں کی فروخت بہت

زیادہ ہو جائے گی اور اس طرح کاروبار بہت اچھا ہو جائے گا۔ جب کاروبار میں ترقی ہو جائے تو صدقہ اور خیرات بھی کرنا چاہیے۔

۵-خوشحالی سے ہمکنار ہونا

اگر کوئی شخص چاہتا ہو کہ اس کے گھر میں خوشحالی آ جائے اور اسے کسی پریشانی کا سامنا نہ کرنا پڑے تو شب جمعہ کو بعد نماز عشاء صاف ستھری جگہ پر بیٹھے اور سورت فاتحہ کو 111 مرتبہ پڑھے اور اس طرح 40 یوم تک پڑھائی جاری رکھے۔ چالیسویں دن اللہ کی راہ میں شرینی تقسیم کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے گھر میں خوشی اور مسرت کا ماحول پیدا فرما دے گا، جس کام میں ہاتھ ڈالے گا کامیابی سے ہمکنار ہوگا۔ خوشحالی میں اللہ کا شکر لازم ادا کرنا چاہیے، غریبوں اور مسکینوں کو کبھی کبھار کھانا کھلاتے رہنا چاہیے۔

۶-مصیبت سے نجات

اگر کوئی شخص کسی ناگہانی مصیبت میں پھنس گیا ہو اور اس سے نکلنے کی کوئی صورت نظر نہ آتی ہو تو اس حال میں گھر کے تمام افراد کو اکٹھا کیا جائے اور مل کر سورت فاتحہ کو 125 مرتبہ 40 یوم تک پڑھنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مصیبت رفع ہو جائے گی اور جو جائز حاجت ہوگی اسے اللہ پوری فرما دے گا۔

۷-قرض سے خلاصی

جو شخص قرض کے بوجھ تلے دبا ہوا ہو اور قرض کی واپسی کا کوئی ذریعہ بنتا ہوا نظر نہ آئے اور قرض خواہ واپسی قرض کا بار بار تقاضا کرتے ہوں تو اس شخص کو چاہیے کہ تین دن روزے رکھے اور پھر سات دن تک سورت فاتحہ کو کثرت سے پڑھے۔ اللہ تعالیٰ قرض کی ادائیگی کے بہت جلد اسباب پیدا فرما دے گا اور وہ آسانی سے قرض سے فارغ ہو جائے گا۔

۸-امتحان میں کامیابی

ایسے طالب علم جو امتحان میں کامیابی کے خواہش مند ہوں تو انہیں سورت فاتحہ کی تلاوت کی تائید حاصل کرنی چاہیے۔ لہٰذا امتحان میں کامیابی کیلئے امتحانوں سے 21 دن پہلے عصر اور مغرب کی نماز کے درمیان باوضو ہو کر قبلہ کی طرف منہ کر کے بسم اللہ کے ساتھ 21 مرتبہ سورت فاتحہ پڑھے اور پھر امتحان کے بعد 21 دن تک 21 مرتبہ روزانہ پڑھتا رہے اللہ کی مہربانی سے امتحان میں کامیابی ہوگی۔

۹-مقدمہ میں کامیابی

بعض اوقات کسی شخص پر جھوٹا مقدمہ بن جاتا ہے۔ایسی صورتحال میں بڑی پریشانی ہوتی ہے۔اس مقصد کیلئے سورت فاتحہ کو نماز فجر کے بعد 71 مرتبہ ظہر کے بعد 61 مرتبہ،عصر کے بعد 51 مرتبہ،مغرب کے بعد 41 مرتبہ اور عشاء کے بعد 21 مرتبہ سورت فاتحہ کی تلاوت کرے اور اللہ سے دعا مانگے تو اللہ تعالیٰ مہربانی فرمائے گا اور مقدمہ میں کامیابی ہوگی۔

۱۰-ہر مرض سے شفاء

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سورت فاتحہ زہر سے شفا دینے والی چیز ہے۔(کنز العمال)

حضرت عبدالمالک بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرسلاً روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سورۃ فاتحہ میں ہر بیماری کی شفا ہے۔(مشکوٰۃ فضائل قرآن حدیث 2066 بحوالہ دارمی)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ سورت فاتحہ ہر قسم کے مرض کیلئے شافی علاج کا درجہ رکھتی ہے۔لہٰذا اگر کسی بیماری میں شفا کی نیت سے سورت فاتحہ کو ہر نماز کے بعد 33 مرتبہ پڑھنا شروع کردے اور اللہ سے صحت یابی کی دعا کرے 21 روز تک اس پڑھائی کو جاری رکھے آخری روز سورت فاتحہ کو چینی کی صاف پلیٹ پر زعفران سے لکھے اور اس کا پانی پی لے اللہ تعالیٰ امراض سے شفا عطا فرمانے والا ہے۔

۱۱-غائب کی واپسی

اگر کوئی شخص غائب ہوگیا ہو اس کے بارے میں پتہ نہ چلتا ہو کہ وہ کہاں پر ہے اور اس کو حاضر کرنا مقصود ہو تو نماز فجر کی سنت اور فرض کے درمیان 41 مرتبہ سورۂ فاتحہ 41 دن تک روزانہ بلا ناغہ پڑھے ان شاء اللہ تعالیٰ غائب بہت جلد حاضر ہو جائے گا۔مجرب و آزمودہ ہے۔

۱۸-اسم اعظم آیت الکرسی

علماء کرام میں سے بعض کا یہ قول ہے کہ آیت الکرسی میں اسم اعظم ہے اور اس کی حمایت میں وہ حضور نبی کریم صلی

اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث پیش کرتے ہیں جو مسند احمد میں ہے جس میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ان دو آیتوں میں اسم اعظم ہے، ایک تو آیت الکرسی اور دوسری آل عمران کی پہلی آیت۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ وہ اسم اعظم جس نام کی برکت سے جو دعا اللہ تعالیٰ سے مانگی جائے وہ قبول فرماتا ہے وہ تین سورتوں میں ہے۔ سورۂ بقرہ، سورۂ آل عمران اور سورۂ طٰہٰ۔ (ابن مزدویہ)

ہشام بن عمار خطیب دمشق کا قول ہے کہ سورۂ بقرہ کی آیت آیت الکرسی ہے اور سورۂ آل عمران کی آیت پہلی آیت اور سورۂ طٰہٰ کی آیت وَعَنَتِ الْوُجُوْهُ لِلْحَيِّ الْقَيُّوْمِ ہے۔

آیت الکرسی یہ ہے:

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَا يَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ○ (پ3 بقرہ 255)

ترجمہ: اللہ ہی معبود برحق ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ زندہ قائم ہے۔ اسے اونگھ اور نیند نہیں آتی۔ آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے اسی کا ہے۔ کون ہے جو اس کی اجازت کے بغیر اس کے پاس شفاعت کرے۔ وہ جانتا ہے جو ان کے آگے ہے اور جو کچھ پیچھے ہوا ہے اور وہ اس کے علم میں سے کسی چیز کا احاطہ نہیں کر سکتے مگر جتنا وہ چاہے اور اس کی کرسی نے آسمانوں اور زمین کا احاطہ کیا ہوا ہے اور ان کی حفاظت اس پر دشوار نہیں اور وہ عالی عظمت والا ہے۔

آیت الکرسی کے اوراد و وظائف

۱- عبادت الٰہی کی طرف راغب ہونا:

اگر کسی کا دل اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرف مائل نہ ہو۔ عبادت کرتے ہوئے کاہلی سی محسوس ہوتی ہو یا دھیان کسی اور طرف مسلسل جاتا رہتا ہو۔ طبیعت میں ٹھہراؤ اور توجہ و یکسوئی کی کیفیت پیدا نہ ہوتی ہو تو ایسی صورت میں چاہیے کہ ہر نماز کے بعد 41 مرتبہ آیت الکرسی پڑھے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ اس کی طبیعت عبادت الٰہی کی طرف راغب ہو جائے گی اللہ تعالیٰ اس پر اپنا خاص فضل و کرم نازل فرمائے گا۔ اس کو عبادت کرنے

میں سکونِ قلبی نصیب ہوگا اور توجہ ویکسوئی کی دولت حاصل ہوگی۔

۲-ادائیگی قرض کا مجرب عمل:

اگر کوئی قرض کے بوجھ تلے دبا ہوا ہو، قرض ادا کرنے کی سکت نہ رکھتا ہو، جلد ادائیگی قرض اور قرض خواہوں کے تقاضوں سے نجات حاصل کرنے کی غرض سے اسے چاہیے کہ چاند کے مہینہ کی پہلی سوموار کو روزہ رکھے۔ نصف شب کے وقت سو کر اٹھے اور غسل یا وضو کر کے پاک صاف لباس پہنے اور گھر کے ایک گوشے میں مصلّٰی بچھا کر اس پر قبلہ رخ ہو کر کھڑا ہو جائے۔ پہلے سات مرتبہ درود شریف پڑھے اور پھر 41 مرتبہ آیت الکرسی پڑھے۔ اس کے بعد پھر سات مرتبہ درود شریف پڑھے اور اپنے ہاتھ پھیلا کر بارگاہ الٰہی میں دعا مانگے اور پھر مصلّٰی پر بیٹھ جائے۔ اب 21 مرتبہ آیت الکرسی پڑھے اور پھر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے۔ سات دن تک بلاناغہ روزانہ یہ عمل کرے۔ بفضل باری تعالیٰ اسم اعظم کی برکت سے غیب سے جلد قرض کی ادائیگی کا سبب پیدا ہوگا۔ قرض خواہ تنگ نہ کرے گا اور خوش اخلاقی سے پیش آئے گا۔ اس عمل کو کرتے ہوئے صرف ایک ہی دن یعنی سوموار کو ہی روزہ رکھے اور نصف شب کے بعد آیت الکرسی کا عمل کرے۔

۳-قرض سے نجات کا ورد:

جو کوئی قرض کے بوجھ تلے دبا ہوا ہو، قرض کی ادائیگی کے کوئی اسباب دکھائی نہ دیتے ہوں اور وہ قرض کی ادائیگی کے سلسلہ میں بے حد پریشان ہو تو اس کو چاہیے کہ ہر روز نماز عشاء کے بعد 40 دن تک بلاناغہ 40 مرتبہ آیت الکرسی قرض کی ادائیگی کی نیت سے پڑھے۔ اوّل و آخر سات سات مرتبہ درود پاک پڑھے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ اس کے قرض کی ادائیگی کے اسباب پیدا ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ اس کی مدد فرمائے گا اور اس کا قرض جلد ادا ہو جائے گا۔

۴-اللہ کی مدد کا شامل حال ہونا:

جو کوئی یہ چاہے کہ وہ جس کام میں بھی ہاتھ ڈالے۔ اس میں اسے فتح و کامیابی حاصل ہو۔ غیب سے اس کی مدد ہو تو اسے چاہیے کہ وہ آیت الکرسی مع بِسۡمِ اللّٰـهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ اس طرح پڑھے کہ جب چاند کے مہینہ کا پہلا اتوار اور نماز مغرب کے بعد کا وقت ہو، تو 70 مرتبہ پڑھے۔ پیر کے دن 60 مرتبہ، منگل کے دن 50 مرتبہ، بدھ کے دن 40 مرتبہ، جمعرات کے دن 30 مرتبہ، جمعہ کے دن 21 مرتبہ، ہفتہ کے دن 11 مرتبہ۔ اس طرح ایک ہفتہ میں 282 مرتبہ پڑھے۔ اوّل و آخر گیارہ گیارہ مرتبہ درود پاک پڑھے۔ ہمیشہ ہر ماہ کے شروع میں اتوار کے دن سے

شروع کرکے سات دن بلا ناغہ عمل پڑھ لیا کرے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ اس کی غیب سے مدد ہوگی اور بدرجہ کمال فتوحات ہوں گی جو بھی کام کرنا چاہے گا اس میں آسانی پیدا ہوگی۔ ہر رکاوٹ خود بخود دور ہوتی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ کی مدد شامل حاصل ہو جائے گی۔

۵- میدان جنگ میں کامیابی:

جو کوئی کفار کے مقابلے میں جنگ لڑ رہا ہو۔ کفار کو شکست دینا چاہتا ہو تو اسے چاہیے کہ جنگ میں کامیابی کیلئے جب بھی موقع ملے بکثرت آیت الکرسی پڑھے اور اس کا ورد کرتا رہے۔

بفضل باری تعالیٰ دشمن اسے کوئی نقصان نہ پہنچا سکے گا۔ وہ میدان جنگ میں محفوظ رہے گا۔ اللہ تعالیٰ اسے اپنی حفظ وامان میں رکھے گا اور جنگ میں کامیابی سے نوازے گا۔ کامیابی و کامرانی اس کے قدم چومے گی اور وہ فاتح کی حیثیت سے واپس آئے گا۔ میدان جنگ میں کامیابی حاصل کرنے کیلئے آزمودہ عمل ہے۔

۶- دشمن سے بحفاظت رہنا:

اگر کسی کو دشمن کی طرف سے نقصان پہنچنے کا ڈر ہو اور دشمن کسی بھی طرح صلح کی طرف مائل نہ ہوتا ہو۔ ہر وقت نقصان پہنچانے کے منصوبے بنا تا رہتا ہو جس کی وجہ سے خطرہ ہو کہ دشمن کہیں اوچھے ہتھکنڈے استعمال نہ کرے تو ایسی صورت میں ہر روز نماز عشاء کے بعد 125 مرتبہ آیت الکرسی پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ دشمن پر بہت جلد اثر ہوگا۔ وہ مغلوب اور زیر ہو جائے گا بلکہ راہ راست پر آجائے گا۔ کسی قسم کا نقصان پہنچانے کی جرأت و ہمت نہ کرے گا۔

۷- بری عادات سے نجات:

جو کوئی کسی برے ماحول میں پڑ گیا ہو کسی طرح اس کا بری عادات سے چھٹکارا نہ ہوتا ہو جبکہ وہ چاہتا ہو کہ اس کی طبیعت برائیوں کی طرف مائل نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ اسے نیکی کی توفیق عطا فرمائے تو اسے چاہیے کہ وہ باوضو حالت میں مغرب کی نماز ادا کرنے کے بعد اسی جگہ پر بیٹھے اور اوّل و آخر تین تین مرتبہ درود پاک پڑھے۔ درمیان میں آیت الکرسی اپنی حاجت کے خیال کے ساتھ 40 مرتبہ پڑھے اور جب آیت الکرسی کی تلاوت سے فارغ ہو تو پھر یہ دعا پڑھے:

اللّٰھم علمك فعن السوال اکفنی بحق الفاتحة سوالًا و کرمك کافین :لمقال

اکرمنی بحق الفاتحة ویحصلی ما فی ضمیری

ترجمہ: اے اللہ تیرا علم سوال سے کافی ہے۔ مجھے آیت الکرسی کے واسطے سے سوال کرنے سے کفایت کر اور تیرا کرم مقال کافی ہے۔ اس لئے آیت الکرسی کے واسطے سے کفایت کر اور جو کچھ میرے دل میں ہے وہ مجھے عطا کر۔

ان شاء اللہ تعالیٰ 40 یوم کے اندر اندر برائیوں کے خلاف زبردست نفرت پیدا ہوگی۔ اللہ تعالیٰ اپنا خاص فضل و کرم نازل فرمائے گا اور نیک کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے گا۔

۸- جھوٹ بولنے کی اصلاح:

جس کو ذرا ذرا سی بات پر جھوٹ بولنے کی عادت پڑ گئی ہو اور اسے احساس تک نہ ہوتا ہو کہ وہ ہر معاملے میں جھوٹ سے کام لیتا ہے اس کی اس بری عادت کی وجہ سے اسے اکثر شرمندگی اور پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہو اور وہ اپنی اس عادت کی وجہ سے تنگ ہو اور اس سے چھٹکارا پانا چاہتا ہو تو اسے چاہیے کہ وہ ہر روز فجر کی سنت اور فرض نماز کے درمیانی وقفے میں 21 مرتبہ آیت الکرسی پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے۔ بفضل باری تعالیٰ چند دنوں میں ہی اس کی جھوٹ بولنے کی عادت ختم ہو جائے گی۔ اس کی طبیعت سچائی کی طرف مائل ہوگی۔ سچ کی قوت اسے جھوٹ کی طرف آنے سے سختی سے روکے گی۔

۹- شیطانی وساوس سے نجات:

جب کسی کو شیطانی وساوس تنگ کرتے ہوں، رات کو نیند بھی ٹھیک طرح سے نہ آتی ہو۔ ہر وقت گندے تصورات میں کھویا رہتا ہو۔ ذہن نیکی کے کاموں کی طرف مائل نہ ہوتا ہو تو اسے چاہیے کہ وہ ہر رات سونے سے قبل باوضو حالت میں اوّل و آخر تین تین مرتبہ درود پاک پڑھے اور درمیان میں گیارہ مرتبہ آیت الکرسی پڑھ کر سو جائے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ اسے سکون سے نیند آئے گی۔ بُرے خواب آنا بند ہو جائیں گے۔

۱۰- جلد حاجت پوری ہونا:

ہر طرح کی جائز و دنیوی حاجات کیلئے یہ عمل نہایت مفید ہے جو بھی حاجت ہو اس کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے جلد پورا کروانے کی غرض سے چاند کے مہینہ کے عروج میں ایک وقت مقرر کر کے باوضو حالت میں اوّل و آخر تین تین مرتبہ درود پاک پڑھے۔ درمیان میں آیت الکرسی 60 بار پڑھے۔ اس کے بعد چار رکعت نفل نماز قضائے حاجت کی نیت سے اس طرح پڑھے کہ پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ اور آیت الکرسی کے بعد 40 مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھے۔

اسی طرح چاروں رکعت عمل کر لے اور پھر حضوری قلب اور توجہ و یکسوئی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنے مقصد کے حصول کیلئے دعا مانگے۔ خوب عاجزی اور انکساری دکھائے۔ ان شاء اللہ بہت جلد حاجت پوری ہو جائے گی۔ ہر روز بلا ناغہ اس وقت تک پڑھے جب تک کہ حاجت پوری نہ ہو جائے۔ بفضل باری تعالیٰ مایوسی نہ ہوگی۔

۱۱- جائز دلی مراد پوری ہونا:

اگر کسی کی کوئی ایسی جائز مراد ہو جو پوری نہ ہوتی ہو تو ہر نماز کے بعد سجدے میں سر رکھ کر آیت الکرسی پڑھے پھر سجدہ سے سر اٹھائے اور اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت کیلئے دعا مانگے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ اس کی ہر جائز دلی مراد بہت جلد پوری ہوگی۔

۱۲- عہدہ میں ترقی:

جو کوئی یہ چاہتا ہو کہ اس کے عہدہ میں ترقی ہو جائے یا ایسی صورتحال پیدا ہوگئی ہو کہ حقدار کو اس کا حق نہ مل رہا ہو یعنی جس کی ترقی ہونے کا حق ہے اس کی ترقی نہ ہو رہی ہو اور کسی اور سفارشی شخص کی ترقی ہو رہی ہو جبکہ وہ اس سے جونیئر ہو تو ایسی صورت میں جو شخص حق پر ہے اس کو چاہیے کہ وہ رات کو نماز عشاء کی ادائیگی کے بعد 100 مرتبہ آیت الکرسی پڑھے۔ 100 مرتبہ استغفار پڑھے۔ اوّل و آخر گیارہ گیارہ مرتبہ درود پاک پڑھے۔

ان شاء اللہ تعالیٰ 40 یوم کے اندر اندر مطلوبہ مقصد میں کامیابی ہوگی۔ ناغہ نہ کرے۔ بلا ناغہ اس عمل کو جاری رکھے۔

۱۳- قید سے رہائی:

اگر کسی کو ناحق قید میں ڈال دیا گیا ہو رہائی کی صورت دکھائی نہ دیتی ہو، حاکم وقت سے انصاف ملنے کی توقع نہ ہو تو چاہیے کہ گھر کے تین افراد باوضو حالت میں ایک جگہ پر بیٹھیں اور ایک ہی جلسہ میں 313 مرتبہ آیت الکرسی پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگیں 40 روز تک بلا ناغہ یہ عمل کریں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ 40 یوم کے اندر ہی قیدی کو قید سے رہائی مل جائے گی۔ اللہ تعالیٰ غیب سے اس کی رہائی کے اسباب پیدا فرما دے گا اور وہ باعزت رہا ہو جائے گا۔

آیت الکرسی کی تلاوت کرتے وقت ضروری ہے کہ اوّل و آخر سات سات مرتبہ درود پاک بھی پڑھا جائے۔
ناحق قید میں ڈالے ہوئے قیدی کی جلد رہائی کیلئے آزمودہ عمل ہے۔

۱۴- گمشدہ شخص کا واپس آنا:

اگر کسی کا کوئی عزیز یا دوست کہیں گم ہو گیا ہو اور تلاش کے باوجود نہ مل رہا ہو اور اس کا کچھ پتہ نہ ہو کہ وہ کہاں گیا ہے تو ایسی صورت میں چند آدمی باوضو ہو کر پاکیزہ لباس پہنیں اور ایک جگہ پر قبلہ رو ہو کر بیٹھ جائیں۔

اب 1100 مرتبہ آیت الکرسی پڑھیں۔ اوّل و آخر گیارہ گیارہ مرتبہ درود پاک پڑھیں پھر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگیں گمشدہ جہاں بھی ہوگا ان شاء اللہ تعالیٰ واپس آ جائے گا۔ تین یوم تک برابر یہ عمل کریں۔ اس دوران گمشدہ کی واپسی کے اسباب پیدا ہو جائیں گے اور اس کے بارے میں معلوم ہو جائے گا کہ وہ کہاں پر ہے۔

۱۵- آفات و بلیات سے حفاظت:

جو کوئی یہ چاہتا ہو کہ وہ آفات و بلیات سے محفوظ رہے برائی سے بچا رہے۔ اللہ تعالیٰ اسے اپنی حفظ و امان میں رکھے تو اسے چاہیے کہ وہ ہر نماز کے بعد 90 مرتبہ آیت الکرسی پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگا کرے۔

اللہ تعالیٰ اسے شر شیطان سے محفوظ رکھے گا۔ اس پر اپنا خصوصی فضل و کرم نازل فرمائے گا۔ اس کے دل میں برائی سے نفرت پیدا ہوگی اور طبیعت نیکی کے کاموں کی طرف مائل ہوگی۔

۱۶- سفر میں کامیابی:

بیرون ملک جانے کے خواہش مندوں کیلئے آیت الکرسی کی تلاوت کرنا کامیابی کی ضمانت ہے۔

جو کوئی یہ چاہے کہ بیرون ملک جانے کیلئے اس کا سفر کامیابی سے ہمکنار ہو اور جس مقصد کیلئے یہ سفر کیا ہے اس میں کامیابی حاصل ہو۔ کامیابی کے ساتھ اس ملک میں پہنچ جائے راستے میں ہر طرح کی رکاوٹ ختم ہو جائے اور وہ بغیر کسی پریشانی کے اپنا سفر طے کر لے۔ اسے چاہیے کہ وہ سفر پر جانے سے قبل باوضو حالت میں فجر کی نماز ادا کرنے کے بعد قبلہ رو ہو کر بیٹھے اور 125 مرتبہ آیت الکرسی پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے اس کے بعد ہر نماز کے بعد گیارہ مرتبہ آیت الکرسی پڑھتا رہے اور کبھی ناغہ نہ کرے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ اسے مطلوبہ مقصد میں کامیابی ہوگی اور اس کا سفر بخیر و عافیت کامیابی کے ساتھ مکمل ہوگا۔

۱۷- حصولِ اولاد کا عمل:

جو کوئی یہ چاہتا ہو کہ اس کی اولاد نیک اور صالح پیدا ہو۔ اس کیلئے باعث فخر ہو اسے چاہیے کہ جب اس کی بیوی کو

حمل قرار پا جائے تو حمل قرار پانے کے وقت سے بچے کی ولادت کے دن تک ہر روز کسی ایک وقت باوضو حالت میں 41 مرتبہ آیت الکرسی پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگا کرے۔ بلا ناغہ ہر روز یہ عمل کرے۔

اس کے علاوہ ہر روز جب بھی 41 مرتبہ آیت الکرسی پڑھے تو پاک صاف پانی دم کر کے یہ دم کیا ہوا پانی اپنی بیوی کو پلائے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس کے ہاں نیک اور صالح اولاد پیدا ہو گی۔ اللہ تعالیٰ اس پر اپنا فضل و کرم نازل فرمائے گا۔

۱۸۔ حصولِ رضائے الٰہی:

اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی حاصل کرنے کیلئے ہر روز بلا ناغہ نماز عشاء کے بعد تین مرتبہ آیت الکرسی پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے۔ بفضل باری تعالیٰ دعا قبولیت کی سند حاصل کرے گی۔

۱۹۔ اضافہ علم:

جو کوئی یہ چاہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے علم میں اضافہ فرمائے اسے دینی و دنیاوی علم میں ترقی حاصل ہو علوم کے حاصل کرنے میں اسے کوئی رکاوٹ پیش نہ آئے۔ اس کا سینہ تمام علوم کا خزینہ بن جائے تو اس مقصد کیلئے چاہیے کہ باوضو حالت میں سات روز تک 70 مرتبہ آیت الکرسی توجہ و یکسوئی سے پڑھ کر پانی دم کرے اور یہ دم کیا ہوا پانی پی لے۔ اللہ تعالیٰ اس کو علم و حکمت کے خزانے عطا فرمائے گا اس کا سینہ علم کے نور سے منور کر دے گا اور علمی میدان میں اسے کبھی ناکامی کا سامنا نہ کرنا پڑے گا۔

۲۰۔ فکر و غم سے نجات:

بعض اوقات انسان کے دل پر غم کا ایسا بوجھ سوار ہو جاتا ہے جو کسی بھی طرح دور نہیں ہوتا۔ غم کی شدت کے باعث کسی بھی کام میں دل نہیں لگتا۔ ہر وقت طبیعت غم میں ڈوبی رہتی ہے۔ ایسی صورت میں باوضو ہو کر 61 مرتبہ آیت الکرسی پڑھے اور پانی پر دم کر کے غمزدہ کو پلائے۔ ہر روز یہ دم کیا ہوا پانی پینے سے غمزدہ کا غم دور ہو جائے گا۔ بفضل باری تعالیٰ اس کے دل کو سکون کی دولت نصیب ہو گی۔

۲۱۔ ہر طرح کی پریشانی کا دور ہونا:

پریشان حال لوگوں کیلئے آیت الکرسی کا بکثرت پڑھنا بھی پریشانی کو رفع کرنے کا سبب ہوتا ہے۔ اس مقصد

کیلئے ہر فرض نماز کے بعد 41 مرتبہ پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے تو بفضل باری تعالیٰ ہر طرح کی مشکل و پریشانی دور ہو جائے گی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ بہت جلد پریشانی دور ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ آیت الکرسی کی برکت سے پریشانی کو خوشی میں تبدیل فرما دے گا۔

۲۲۔ روزی میں فراخی:

جو کوئی یہ چاہیے کہ اس کی تنگدستی دور ہو جائے، اس کی روزی فراخ ہو جائے، اس کے ہاں دولت کی ریل پیل ہو جائے تو اسے چاہیے کہ وہ ہر نماز کے بعد توجہ و یکسوئی کے ساتھ 21 مرتبہ آیت الکرسی پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگا کرے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ وہ جو بھی دعا مانگے گا بارگاہ الٰہی میں قبول ہو گی۔ اس کی تنگدستی آیت الکرسی کی برکت سے دور ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ پردہ غیب سے اس کی روزی کے ایسے اسباب پیدا فرمائے گا کہ جس سے اس کی روزی فراخ ہو جائے گی۔ اس کی تنگدستی خوشحالی میں بدل جائے گی۔ یقین کامل اور توجہ و یکسوئی کے ساتھ عمل کو بلا ناغہ جاری رکھے۔ بفضل باری تعالیٰ فیض ہو گا۔

۲۳۔ غربت اور مفلسی کا ازالہ:

جو کوئی مفلسی کا شکار ہو، غربت اور تنگدستی کے ہاتھوں سخت پریشان ہو تو اسے چاہیے کہ وہ ہر روز نماز فجر اور نماز عشاء کے بعد اوّل و آخر تین تین مرتبہ درود پاک پڑھے۔ درمیان میں 70 مرتبہ آیت الکرسی پڑھے اور اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس کی مفلسی دور ہو جائے گی۔

۲۴۔ حصولِ شفاء:

کوئی بھی ایسا مرض جو کسی بھی علاج سے رفع نہ ہوتا ہو مریض علاج کروا کروا کر عاجز آ چکا ہو تو ذیل میں دیا ہوا عمل مریض کیلئے شافی علاج ہے۔ باوضو حالت میں مریض کے پاس بیٹھے۔ اوّل و آخر تین تین مرتبہ درود پاک پڑھے۔ درمیان میں سات مرتبہ آیت الکرسی پڑھے پھر 422 مرتبہ الشافی پڑھے۔ اس کے بعد یہ دعا پڑھے:

اَللّٰھُمَّ اشْفِ اَنْتَ الشَّافِیْ لَا شِفَاءَ لَکَ یَا اَللّٰہُ

پھر مریض پر دم کرے اس کے ساتھ ہی ایک گلاس میں تھوڑا سا پانی لے کر اس پر دم کرے اور یہ پانی مریض کو پلا دے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ ہر طرح کے مرض سے خلاصی ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ آیت الکرسی کی برکت سے شفائے کاملہ نصیب فرمائے گا۔

۱۹- یَارَبُّ اسم اعظم

یَــا رَبُّ مشائخ اور صوفیاء کرام سے بعض حضرات کا قول ہے کہ اسم اعظم لفظ رب ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ سورت فاتحہ میں اسم ذات اللہ کے بعد جو اسم سب سے پہلے آیا ہے وہ رب العالمین ہے۔ کسی چیز یا شخص کو درجہ بدرجہ ترقی دے کر اور پرورش کرتے ہوئے اسے درجہ کمال تک پہنچانا ربوبیت ہے۔

قرآن پاک میں اسم رب، ربی، ربہ، ربنا، ربك، ربکم وغیرہ کی شکل میں 800 مرتبہ سے زائد بار آیا ہے۔ اس کے علاوہ اضافت کے ساتھ متعدد بار آیا ہے۔ مثلاً

رَبُّ الْعَرْشِ ' رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ' رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ ' رَبُّ النَّاسِ ' رَبُّ الشِّعْرٰى ' رَبُّ الْفَلَقِ ' رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ ' رَبَّ هٰذَالْبَلَدِ ' رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ' رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ' رَبُّ الْمَشَارِقِ وَالْمَغَارِبِ ' رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ وَرَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ ' رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ' رَبُّ الْاَرْضِيْنَ ' رَبُّ الْعِزَّةِ ' رَبُّ الْكَعْبَه ' رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ وغیرہ

قرآن مجید کے ان الفاظ پر غور کیا جائے تو ہر ایک کے تحت پرورش و نگاہداشت کی صفت الٰہی موج زن نظر آتی ہے اور یہ ربوبیت مربوب کی استعداد و استحقاق و قابلیت ذات واضافی و طبعی کے مطابق ہے۔

ربوبیت کی یہ صفت صرف اور صرف اللہ تعالیٰ میں ہے کہ وہ ہر ایک مخلوق کو تخلیق فرماتا ہے اور اسے احکام فطرت و طبیعت کے مطابق بڑھاتا، پالتا اور شرف نوعی میں درجہ بدرجہ بلند کرتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ اسے درجہ کمال تک پہنچا دیتا ہے۔

اگر ہم اپنے گرد نظر دوڑائیں تو جمادات، نباتات، حیوانات وغیرہ میں کروڑ ہا ایسی مخلوق موجود ہے جس کی پرورش کی ضروریات ایک دوسرے سے بالکل الگ ہیں اور ان سب کی تربیت وہی رب العالمین فرمانے والا ہے۔ سوائے رب کے مخلوق کی تمام تر ضروریات کا علم کسی کو نہ ہوا اور نہ ہی کوئی ان ضروریات کو پورا کر سکتا ہے۔

انسان کی تخلیق پر ہی غور کیجئے۔ ایک ناچیز وحقیر قطرہ سے اس کا آغاز کر کے اسے شکم مادر میں ناف کے ذریعے پرورش کرنے والا کون ہے؟ وہی رب ہے۔ پیدائش کے بعد کس نے اسے پستان مادر سے اپنی غذا چوسنے کا ڈھنگ سکھایا اور کس نے ماں کے سینے میں ناپاک خون کو پاکیزہ مصفی دودھ میں تبدیل کیا؟ جب ذرا شعور آیا تو کھانے کو چبانے کیلئے دانت عطا فرمائے۔ اس کا نظام انہضام بہترین طریقے سے ترتیب دیا، رنگ برنگی نعمتیں کھانے کیلئے عطا فرمائیں۔ یہ سب کچھ کرنے والا صرف اور صرف وہی رب ہے۔

انسان کی معرفت کا آغاز صفت ربوبیت سے ہوتا ہے پھر اسے فرمانروائے مالک کا جلوہ نظر آتا ہے اس کے بعد عرفان الوہیت کے دروازے اس پر کھلتے ہیں۔

لفظ رب اسم اعظم ہونے کے دلائل:

لفظ رب کے اسم اعظم ہونے کے بارے میں اہل علم کی چند روایات اور اقوال حسب ذیل ہیں۔

۱- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کا سب سے بڑا نام رب ہے۔
(مستدرک حاکم)

۲- حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب بندہ یارب یارب (اے میرے پروردگار! اے میرے پروردگار! اے میرے پروردگار) کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے میرے بندے! میں حاضر ہوں مانگ تجھے عطا کیا جائے گا۔ (امام ابن ابی دنیا)

۳- جامع صغیر کی شرح میں علامہ عزیزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اسم اعظم کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں کہ بارہواں قول یہ ہے کہ اسم اعظم ربّ ربّ ہے۔

یَا رَبُّ کے اوراد و وظائف

۱- شیطانی خیالات سے چھٹکارا:

اگر کسی کو ہر وقت شیطانی خیالات آتے رہتے ہوں اور کوشش کے باوجود وہ ان برے خیالات اور شیطانی تصورات سے چھٹکارا حاصل نہ کرسکتا ہو تو اسے چاہیے کہ وہ ہر نماز کے بعد بکثرت یَــا رَبُّ کا ورد کرے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ اس کے ذہن پر شیطانی خیالات کا غلبہ نہ پائیں گے۔ قلب پاکیزہ ہو جائے گا اور پروردگار عالم کی عبادت میں اسے سکون وحلاوت محسوس ہوگی۔ شیطانی خیالات و برے تصورات سے چھٹکارا مل جائے گا۔

۲- تنگی رزق کا ازالہ:

جو کوئی رزق کی تنگی کا شکار ہو ذریعہ آمدنی بہت ہی محدود ہو تو اسے چاہیے کہ وہ روزانہ نماز فجر کی ادائیگی کے بعد 202 مرتبہ یارب پڑھ کر بارگاہ الٰہی میں دعا مانگے اور پھر رزق کی تلاش میں نکل کھڑا ہو ان شاء اللہ تعالیٰ اسے وافر

مقدار میں رزق نصیب ہوگا۔رزق کی تنگی دور ہو جائے گی۔

۳-شر دشمن سے حفاظت:

جو کوئی دشمن کے شر سے محفوظ رہنا چاہتا ہو تو اسے چاہیے کہ وہ ہر نماز کے بعد نہایت توجہ ویکسوئی کے ساتھ 202 مرتبہ یارب پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے تو بفضل باری تعالیٰ دشمن کے شر سے محفوظ رہے گا۔دشمن اس کو کسی طرح کا بھی نقصان پہنچانے کی جرأت نہ کرے گا۔رب تعالیٰ اس کو اپنی حفظ وامان میں رکھے گا۔

۴-قبولیت دعا کا اکسیر ورد:

علماء کرام کی ایک جماعت کا قول یہ ہے کہ اسم اعظم کے دعائیہ کلمات یہ ہیں:

یَااَللّٰہُ یَا رَبِّ اسْتَجِبْ دَعْوَتِیْ

اس قول کی سند علماء کرام نے دلائل الخیرات کے مصنف حضرت علامہ ابوعبداللہ محمد بن سلیمان جزولی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے لی ہے جن کا فرمان ہے کہ یہ اسم اعظم ہے اور جب بھی کوئی دعا کرے تو یااللہ اور یارب کے درمیان اپنی دعا مانگے یعنی یااللہ کہے اور پھر اپنی حاجت کیلئے بارگاہ الٰہی میں دعا مانگے۔اس کے بعد یَا رَبِّ اسْتَجِبْ دَعْوَتِیْ ہے۔(اس طرح سے مانگی ہوئی دعا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ضرور قبول ہوتی ہے مگر اوّل و آخر درود پاک بھی ضرور پڑھے۔اس لئے کہ دعا کی قبولیت کی ایک شرط یہ بھی ہے کہ دعا کرتے ہوئے اوّل و آخر درود پاک پڑھا جائے۔) اَللّٰہُ رَبِّیْ اللہ میرا رب ہے

اللہ تعالیٰ کی ذات ہر ایک کو پالنے والی ہے۔ہر ایک کے رزق کا ذمہ دار بھی اللہ تعالیٰ ہے اس لئے جو شخص اسے اس نام سے پکارتا ہے اللہ تعالیٰ ہر صورت میں اس کو رزق دیتا ہے۔لہٰذا جو شخص اسے روزانہ 202 مرتبہ پڑھے وہ کبھی بھوکا نہ مرے گا۔جو شخص اسے کثرت سے پڑھنے کا معمول بنالے اس پر رزق کے دروازے کھل جاتے ہیں۔اس کی روزی کے ذرائع خود بخود اللہ تعالیٰ بنا دیتا ہے۔اگر کاروبار کم ہو گیا ہو تو اسے پڑھنے سے کاروبار پھر معمول پر آجاتا ہے۔اس کے مفصل فوائد حسب ذیل ہیں:

۵-بیروزگاری کا حل:

یہ وظیفہ بیروزگاری دور کرنے کیلئے بہت اکسیر ہے۔لہٰذا جو شخص بیروزگار ہو وہ اسے اعتکاف میں بیٹھ کر ہر نماز کے بعد تین ہزار مرتبہ پڑھے اور پڑھائی کے دوران کسی سے بات چیت نہ کرے۔ان شاء اللہ تعالیٰ اس کی بیروزگاری

ختم کر کے اس کا کوئی ذریعہ بنا دے گا۔

۶-حصولِ ملازمت:

اگر کوئی شخص ملازمت کا طلبگار ہو اور اس کی ملازمت کا ذریعہ نہ بن رہا ہو تو اسے چاہیے کہ 40 روز تک اس وظیفہ کو 12500 مرتبہ پڑھے۔ ہر روز پڑھائی مکمل کرنے کے بعد اللہ کے حضور سجدے میں پڑ کر رو کر ملازمت کی دعا کرے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ کوئی نہ کوئی اس کی ملازمت کا سبب بن جائے گا۔

۷-ترقی کاروبار:

یہ وظیفہ ترقی کاروبار کیلئے بھی بہت مؤثر ہے۔ لہٰذا جس شخص کا کاروبار نہ چلتا ہو یا عام معمول کے مطابق چل رہا ہو اور وہ اس میں ترقی چاہتا ہو تو اسے چاہیے کہ کاروبار کے مقام پر بیٹھ کر کاروبار شروع کرتے وقت اسے 3125 مرتبہ پڑھے اور کاروبار بند کرتے وقت 3125 مرتبہ پڑھے اور یہ معمول ایک سال تک جاری رکھے۔ اگر دئی اس میں ناغہ ہو جائے تو ناغے والی تعداد کو دوسرے روز پورا کرے۔

۸-وافر رزق کا حصول:

اگر کسی کا ذریعہ معاش نہ ہو، رزق کی سخت تنگی ہو تو وہ ہر روز نماز فجر کے بعد 202 مرتبہ پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے اور رزق کی تلاش میں نکل کھڑا ہو۔ ان شاء اللہ تعالیٰ اسے وافر مقدار میں رزق نصیب ہوگا اور بہت اچھا ذریعہ معاش مل جائے گا۔

۹-دشمن کے شر سے محفوظ رہنا:

اگر کوئی دشمن کے شر سے محفوظ رہنا چاہتا ہو تو وہ ہر نماز کے بعد توجہ یکسوئی کے ساتھ 202 مرتبہ یہ اسم مبارک پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے تو ان شاء اللہ تعالیٰ دشمن کے شر سے محفوظ رہے گا۔ دشمن کسی طرح کا نقصان پہنچانے کی جرأت نہ کر سکے گا۔ اللہ تعالیٰ اپنی حفظ وامان میں رکھے۔

۲۰-بسم اللہ شریف اسم اعظم

اسم اعظم کے بارے میں اکثر علماء نے اپنی اپنی آراء کا اظہار فرمایا ہے۔ بعض کا کہنا ہے کہ وہ اسم اعظم اللہ ہے

اور بعض کا کہنا ہے کہ وہ اللہ الرحمٰن الرحیم ہے اور یہ تینوں اسمائے حسنہ:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

علامہ عزیزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ یہ تین اسماء حسنیٰ اللہ، الرحمٰن، الرحیم اسم اعظم ہیں۔

(شرح جامع صغیر)

حضرت طاؤس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کے بارے میں پوچھا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ اللہ تعالیٰ کے اسماء مبارکہ میں سے ایک اسم پاک ہے، اللہ تعالیٰ کے اسم اعظم اور اس میں ایسا نزدیکی تعلق ہے کہ جیسے آنکھ کی سفیدی اور آنکھ کی پتلی میں ہے۔

حضرت عبداللہ بن مالک ابدال طرطوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے منقول ہے فرماتے ہیں کہ ہم نے آئمہ کرام میں سے ایک بزرگ حضرت محمد بن احمد عابد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے سنا، انہوں نے فرمایا کہ ایک مرتبہ میں جمعہ کے دن عصر کے نماز کے بعد بیت المقدس میں باب سلیمان پر بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک وہاں پر دو شخص آئے اور وہ میرے پاس آ کر بیٹھ گئے۔ ایک میرے قریب اور دوسرا شخص ذرا دور بیٹھا۔ میں ان کو دیکھ کر ڈر گیا لیکن ڈرتے ڈرتے پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ پاس بیٹھے ہوئے نے کہا، میں خضر علیہ السلام ہوں اور وہ الیاس علیہ السلام ہیں پھر مجھ سے فرمایا کہ تم ڈرو مت میں تمہیں ایک دعا بتاتا ہوں اگر تم اس پر عمل کروں گے تو تمہیں بہت جلد فائدہ حاصل ہوگا یعنی جمعہ کے دن عصر کی نماز پڑھنے کے بعد قبلہ رخ ہو کر بیٹھو اور مغرب کی نماز تک صرف یااللہ، یارحمٰن، یارحیم پڑھتے رہو اللہ تعالیٰ دلی حاجت پوری فرمائے گا۔ یہ سن کر میں بہت خوش ہوا اور میرا سارا ڈر ختم ہوگیا۔

ایک باخبر عارف کا کہنا ہے کہ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ میں اسم اعظم ہے کیونکہ جب اس کو ربوبیت کی طرف منسوب کیا جائے تو وہ دو قسم کی ہو سکتی ہے۔

ایک قسم وہ جس سے تعظیم کا اظہار ہوتا ہے۔ دوسری قسم وہ جس سے رفعت شان کا اظہار ہوتا ہے اور اس کی دو وجہیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ تعظیم اللہ تعالیٰ کی وہ چادر ہے جو قائم ہے عالم میں اور مخلوقات میں پھیلی ہوئی ہے کیونکہ وصف مقربین اور وصف اصحاب الیمین کے بعد فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ آیا ہے اور حق الیقین کے بعد وصف مکذبین الضالین آیا ہے تو جس شخص کو مقربین اور اصحاب الیمین اور مستقر مکذبین کا راز معلوم ہوگیا اور حق الیقین کا درجہ حاصل ہوگیا تو اس نے عالم میں اللہ تعالیٰ کی پوری پوری عظمت کو مشاہدہ کر لیا اور پروردگار عالم کے اسم اعظم کو بخوبی طور پر جان لیا۔

اس کی دوسری وجہ یہ ہے کہ یہ شکل ہوطی ہے اوپر سے نیچے کی طرف ہر اس شخص کیلئے جس کا دل خاکی میل اور حجابی

کشف سے پاک صاف ہے کیونکہ شکلیں دو قسم پر ہیں ایک شکل ہبوطی اور ایک شکل عروجی ہے اور یہ شکل جس کا ذکر ہوا ہے ہبوطی ہے کیونکہ اسم اعظم دائرہ حسیہ حقیقیہ ترکیبیہ میں شامل ہے اور شکل عروجی ربوبیت کی طرف اسم کی اضافت ہے۔ پس مراتب علویہ تینوں اوضاع شہودی ہیں۔ ارواح قدسیہ میں اس کے بعد مقربین اور اس کے بعد اصحاب الیمین ہیں۔

اب مراتب سفلیہ کی طرف آتے ہیں جو کہ تین ہیں

اَلَّذِیْ خَلَقَ فَسَوّٰی، وَالَّذِیْ قَدَّرَ فَهَدٰی ○ وَالَّذِیْٓ اَخْرَجَ الْمَرْعٰی ○

مراتب علویہ مراتب سفلیہ کا عالم ایجاد میں باطن ہیں اور مراتب سفلیہ ظاہر اور اسم ربوبیت موجودات میں ظہور پذیر ہوتا ہے اور اسم الٰہی حقائق موجدات پر غالب ہے۔ اس لئے کسی وہم کرنے والے میں وہم باقی نہیں رہ جاتا اور نہ کسی عقل مند میں عقل ہی باقی رہ جاتی ہے اور جب اسم اللہ یعنی بسم اللہ کو مضاف کیا جائے تو رحمانیت ظاہر ہوتی ہے تو معلوم ہوا کہ عظمت اور علو ربوبیت کی صفت ہے اور رحمانیت الوہیت کی صفت ہے لیکن ربوبیت ظاہر ہے جبکہ الوہیت باطن ہے۔

یہ نسبت فسبح کی سی نسبت ہے اور اسم کی نسبت اللہ کی سی نسبت ہے اور رَبِّكَ کی نسبت رحمٰن کی سی ہے اور عظیم کی نسبت رحیم کی سی نسبت ہے جبکہ سَبِّحِ کی نسبت بسم کی سی ہے اور اسم کی نسبت اسم اللہ کی سی نسبت ہے اور رَبِّكَ کی نسبت رحمٰن کی سی نسبت ہے اور اعلیٰ کی نسبت رحیم کی سی نسبت ہے۔ اسی طرح اقرأ کی نسبت بسم کی سی نسبت ہے اور اسم کی نسبت اللہ کی سی نسبت ہے اور رَبُّكَ کی نسبت رحمٰن کی نسبت ہے اور اَلَّذِیْ خَلَقَ کی نسبت رحیم کی سی نسبت ہے لیکن یہ تین نسبتیں نیچے سے اوپر کی طرف ترقی کرتی ہیں اور وہ تین اوپر سے نیچے کی طرف آتی ہیں۔

سفلیات کی کنجیاں علویات کے بعد تو سَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ غیبت ہے اور سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰی دوسری غیبت ہے اور اقرأ باسم ربک الذی خلق تیسری غربت ہے اور بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ غیبت ہے اور حضور دونوں ہے کیونکہ بسم اللہ حضور ہے اور الرحمٰن الرحیم غیبت ہے اور ایسا ہی قرآن حکیم میں سب سمجھنا چاہیے اور جاننا چاہیے کہ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ تین عالم پر مشتمل ہے یعنی عالم الملک، عالم الخلق اور عالم الامر۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ اور وہ تمام عالموں سے فائدہ پہنچاتی ہے اور اس میں ابتدا اور انتہا کا بھید ہے اور اس میں مراتب توحید ہیں کیونکہ بسم اللہ مقابل ہے۔ شہد اللہ کے اور الرحمٰن مقابل ہے والملائکته کے اور الرحیم مقابل ہے والوالعلم کے۔ پس بسم اللہ کا اوّل اس کے آخر اور اس کا ظاہر اس کے باطن کی طرح ہے اور اللہ تعالیٰ نے اسی سے درخت موجودات پیدا کیا اور اسی سے امور مخفیہ کے بھید ظاہر فرمائے۔ اسی لئے جو کوئی بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

کا کثرت سے ورد کرے وہ مخلوقات علویہ اور سفلیہ کے نزدیک باہیبت ہو جاتا ہے اور جو کوئی اس کے وہ بھید جو اس میں اللہ رب العزت رکھے ہیں جان لے اور ان کو کسی چیز پر لکھ دے تو وہ چیز آگ میں نہ جل سکے گی کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کے اسم اعظم کا راز ہے۔

بسم اللہ شریف کے اوراد و وظائف

بسم اللہ شریف ہر کام کی ابتدا کا وظیفہ ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے اسے بہت پسند فرمایا ہے چونکہ جو کام اللہ کے نام سے شروع کیا جاتا ہے اس میں اللہ کی رحمت شامل حال ہو جاتی ہے اور برکت پیدا ہو جاتی ہے اس لئے یہ وظیفہ بہت ہی مجرب ہے اور ہر کام میں اکسیر ہے۔ اعتکاف میں اسے پڑھنے والا ہمیشہ باعزت اور خوشحال رہتا ہے۔ اعتکاف کے علاوہ اس کے فوائد اور پڑھنے کے مختلف طریقہ مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ حصولِ روحانیت:

اس وظیفہ میں حصولِ روحانیت کے اثرات بہت ہی زیادہ ہیں لہٰذا اسے کثرت سے پڑھنے سے اللہ تعالیٰ کی معرفت کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ کثرت سے پڑھنے کا مطلب دن رات چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے اس کا ورد رکھنا ہے۔ ان شاء اللہ جب اس کی کثرت ہو جائے گی تو اس کا باطن کھل جائے گا اور صاحب کشف بن جائے گا پھر جوں جوں اس کی اور کثرت کرے گا اللہ کی رحمت میں ڈوبتا چلا جائے گا اور بے شمار باطنی اسرار کا مشاہدہ کرے گا۔ اس کے علاوہ اگر کوئی اسے روزانہ 625 مرتبہ پڑھنے کا معمول بنا لے تو اللہ تعالیٰ اس کے ہر کام میں برکت عطا کر دیتا ہے اور یہ پڑھائی آخرت میں ذریعہ نجات بنے گی۔

۲۔ قضائے حاجات:

بسم اللہ شریف کا عمل قضائے حاجات کیلئے بہت اکسیر ہے۔ اللہ کے ایک بندے کا قول ہے کہ اگر کسی شخص کو حاجت درپیش ہو یا کوئی سخت مشکل ہو تو اس صورت میں عشاء کی نماز کے بعد 12000 مرتبہ بسم اللہ شریف پڑھے۔ اوّل و آخر درود شریف گیارہ مرتبہ پڑھے۔ اس کے بعد اللہ کے حضور دعا مانگے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ دعا قبول ہو گی اور حاجت پوری ہو گی۔ یہ عمل 12 دن تک جاری رکھے۔

۳- ہر مشکل کا حل:

بسم اللہ کے ورد کی بدولت ہر مشکل حل ہو جاتی ہے۔ مشکل وقت میں اس کے پڑھنے کا خاص طریقہ یہ ہے کہ چند مرد یا عورتیں اکٹھی کرلے اور کسی خلوت کی جگہ پر بیٹھ کر شاروں پر ایک نشست میں 41000 مرتبہ پڑھائے اور اس کے بعد اللہ کی راہ میں شیرینی تقسیم کرے اور یہ عمل سات روز تک کرے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ اللہ کے فضل سے مشکل آسان ہو جائے گی۔

۴- فراخی رزق:

جو شخص فجر کی نماز کے بعد اسے روزانہ 786 مرتبہ پڑھنے کا معمول بنالے اللہ تعالیٰ اس کے رزق میں برکت عطا فرمادے گا اور اس کا رزق فراخ ہو جائے گا۔ اگر دکان کھول کر اسے پڑھے تو اس کا کاروبار خوب چلے گا اور اسے ہمیشہ نفع ہوگا۔ اگر کوئی شخص بہت ہی تنگدست رہتا ہو اور مفلسی سے دوچار ہو تو اسے چاہیے کہ بسم اللہ شریف کو سچے دل اور خلوص نیت سے روزانہ کثرت سے پڑھنا شروع کردے ان شاء اللہ اس کی تنگی اور مفلسی دور ہو جائے گی۔

ایک عامل کا قول ہے کہ اگر بسم اللہ شریف کو سورج طلوع ہونے کے بعد سورج کی طرف منہ کر کے 300 مرتبہ مسلسل ایک سال تک پڑھتا رہے تو ایک سال کے بعد وہ امیر کبیر ہو جائے گا اور اس کے رزق میں بے پناہ اضافہ ہو جائے گا۔

۵- تسخیر خلق:

بسم اللہ شریف تسخیر کیلئے بھی بہت اکسیر ہے۔ تسخیر کیلئے اس کا عمل یہ ہے کہ جمعرات کو روزہ رکھیں اور شام کو کھجور سے روزہ افطار کریں پھر 786 مرتبہ بسم اللہ پڑھیں۔ اس کے بعد معمول کے مطابق عشاء کی نماز پڑھیں پھر 11000 مرتبہ بسم اللہ شریف پڑھیں۔ اس طرح 21 جمعرات یہ عمل کریں ان شاء اللہ جس کے سامنے جائیں گے وہ مطیع و فرمانبردار ہو جائے گا۔ ہر شخص اس کی عزت کرنے لگے گا جسے وہ جو جائز بات کہے گا وہ اسے تسلیم کرے گا۔ جس حاکم کے سامنے جائے گا وہی سر تسلیم خم کرے گا یعنی ہر خاص و عام میں وہ مقبول اور ہر دلعزیز بن جائے گا۔

۶- دشمن اور ظالم سے بچنے کا عمل:

دشمن اور ظالم سے بچنے کیلئے بھی بسم اللہ شریف بہت اکسیر ہے لہٰذا ظالم اور دشمن سے بچنے کیلئے بسم اللہ شریف کو

گیارہ دن تک پانچ ہزار مرتبہ دشمن اور ظالم کی طرف منہ کر کے پڑھیں اور پڑھتے ہوئے اسے زیر کرنے کا تصور ذہن میں رکھیں ان شاء اللہ مقررہ مدت میں دشمن دشمنی کو ترک کر کے راہ راست پر آ جائے گا اور ظالم کا ہاتھ ظلم سے رک جائے گا۔

۷۔ کند ذہنی کا علاج:

ذہن کو تیز کرنے کیلئے بھی بسم اللہ شریف بہت اچھی ہے۔ اگر کوئی بچہ کند ذہن ہو اور اسے سبق یاد نہ ہوتا ہو تو پانی لے کر 786 مرتبہ بسم اللہ شریف پڑھیں اور کند ذہن کو نہار منہ پلائیں اور یہ عمل 41 دن تک کریں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ بچے کا ذہن اللہ کی رحمت سے درست ہو جائے گا۔

۸۔ ہر مرض کا علاج:

بسم اللہ شریف ہر مرض کا علاج بھی ہے۔ ایک عامل کا قول ہے کہ بسم اللہ شریف کو حروف مقطعہ کی صورت میں لکھ کر مریض کو پلائیں اس کو ہر مرض سے شفایابی ہوگی۔ اگر عورت دردِ زہ میں مبتلا ہو تو اسے 111 مرتبہ پڑھ کر پانی پر دم کر کے اسے پلائیں ان شاء اللہ تعالیٰ بچے کی ولادت آسانی سے ہو جائے گی۔ درد سر کیلئے 21 مرتبہ پڑھ کر درد کے مقام پر دم کریں ان شاء اللہ تعالیٰ درد ختم ہو جائے گا۔ اگر آنکھوں میں درد ہوتا ہو تو فجر کی سنت اور فرض نماز کے درمیان 41 مرتبہ پڑھیں ان شاء اللہ تعالیٰ شفا ہو گی۔

۲۱۔ استغفار اسم اعظم ہے

بعض صوفیاء کا کہنا ہے کہ استغفار اسم اعظم ہے کیونکہ استغفار کے ذریعے پڑھنے والے کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ اس کے بارے میں حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص حسب ذیل استغفار پڑھے گا اللہ تعالیٰ اسے بخش دے گا خواہ وہ میدان جہاد ہی سے کیوں نہ بھاگا ہوا ہو۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْهِ

ترجمہ: میں معافی مانگتا ہوں اللہ تعالیٰ سے جس کے سوا کوئی معبود نہیں اور وہ حی و قیوم ہے اور میں اسی سے توبہ کرتا ہوں۔ (ترمذی جلد دوم ابواب الدعوات

یہ استغفار بہت سے اولیاء اور صوفیاء نے پڑھا ہے اور خاص کر اہل طریقت کے ابتدائی منازل کے لوگوں کیلئے

بہت مؤثر اور مفید ہے کیونکہ اس کے اثرات انتہائی سریع الاثر ہیں اس لئے اسے اسم اعظم میں شمار کیا جاتا ہے۔

اس کے اوراد و وظائف حسب ذیل ہیں:

۱۔قبولیت توبہ

: مندرجہ بالا استغفار قبولیت توبہ کیلئے بہت ہی اکسیر ہے۔لہٰذا اگر کوئی شخص سچے دل سے توبہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگے اور اس کے ساتھ ہر نماز کے بعد 70 مرتبہ اس استغفار کو پڑھے۔اوّل و آخر گیارہ گیارہ مرتبہ درود پاک پڑھے پھر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے تو اس کی دعا اللہ تعالیٰ بہت جلد قبول فرمائے گا اور اس کی توبہ کو اپنی بارگاہ اقدس میں قبولیت کی سند بخشے گا۔

۲۔مرنے کے بعد مغفرت:

جو کوئی ہر روز نماز عصر کے بعد 101 مرتبہ یہ استغفار پڑھنے کا معمول بنا لے تو اللہ تعالیٰ اپنے اس اسم پاک کی برکت کے طفیل مرنے کے بعد اس کی مغفرت فرما دیتا ہے۔

۳۔غم وفکر سے نجات:

اگر کسی کو کوئی ایسا غم لاحق ہو کہ جو کسی بھی طرح ہلکا نہ ہوتا ہو دل پر ہر وقت غم کا بوجھ سوار رہتا ہو تو وہ ہر نماز 4 مرتبہ یہ استغفار پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے ان شاء اللہ تعالیٰ غمزدہ کیفیت دور ہو جائے گی اور دل کو سکون حاصل ہوگا۔

۴۔فراخی رزق:

اگر کوئی شخص رزق کی تنگی کے باعث فقر و فاقہ کی تکلیف سے دوچار ہو تو وہ اس استغفار کا بکثرت ورد کرے۔ان شاء اللہ تعالیٰ العزیز اس اسم مبارک کے ورد کی برکت سے اس پر رزق کی فراخی کے دروازے کھلیں گے اور اس کی پریشانیوں کا خاتمہ ہوگا۔جو شخص نماز جمعہ کے بعد اس استغفار کو کثرت سے پڑھے اس پر ان شاء اللہ تعالیٰ مغفرت خداوندی کے آثار ظاہر ہونے لگیں گے اور ہر تنگی رفع ہوگی اور بے شمار رزق حاصل ہوگا۔

۵۔دلی مراد کا پورا ہونا:

اگر کوئی شخص مندرجہ بالا استغفار کا کثرت سے ورد کرے گا تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اسے ایسا مقام و مرتبہ

عطا فرمائے گا کہ اس کی ہر مراد پوری ہوگی۔ وہ اللہ تعالیٰ کریم سے جو مانگے گا، پائے گا اور جو شے طلب کرے گا اسے حاصل ہوگی۔

۶-مقدمہ میں کامیابی:

اگر کوئی شخص کسی مقدمہ میں پھنسا ہوا ہو اور مقدمے میں راضی نامہ کر کے تصفیہ کر لینا چاہتا ہو مگر فریق ثانی نہ مانتا ہو تو وہ ظہر کی نماز کے بعد تین ہزار مرتبہ اس استغفار کو پڑھے اور پھر دعا کرے تو ان شاء اللہ تعالیٰ اس کا مقصد اسی وقت حاصل ہوگا اور فریق ثانی خود اس سے راضی نامہ اور تصفیہ کیلئے بات کرے گا۔

۲۲-عرش کا خزانہ اسم اعظم ہے

حضرت شیخ ہبۃ اللہ نے بالاسناد حضرت حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہم طواف میں مشغول تھے کہ اچانک ایک آواز سنی کہ کوئی شخص کہتا ہے:

يَا مَنْ مُّجِيْبُ دُعَآءَ الْمُضْطَرِّ فِى الظُّلَمِ

اے وہ ذات جو تاریکیوں میں غمزدہ کی دعا قبول فرماتا ہے۔

يَا كَاشِفَ الْكُرَبِ وَالْبَلْوٰى مَعَ السُّقُمِ

اے وہ ذات جو بیماریوں کے ساتھ غم و بلا دور کرتا ہے

قَدْبَاتَ وَفُدُكَ حَوْلَ الْبَيْتِ وَالْحَرَامِ

بیشک تیرے گروہ نے کعبہ اور حرم کے گرد رات گزاری

نَحْنُ نَدْعُوْ وَ عَيْنُ اللّٰهِ لَمْ كَمْ تَنَمْ

اور میں دعا کر رہا ہوں اور چشم الٰہی نہیں سوتی ہے۔

هَبْ لِىْ بِجُوْدِكَ مَا اَخْطَاتُ مِنْ جُرْمٍ

اپنے فضل و کرام کے صدقہ میں میرے گناہوں کو بخش دے

يَامَنْ اَشَارَ اِلَيْهِ الْخَلْقُ بِالْكَرَمِ

اے وہ کہ جس کی بخشش کی طرف لوگ اشارہ کرتے ہیں

اِنْ كَانَ عَفْوُكَ لَمْ يَسْبِقْ لِمُجْرِمٍ

اگر تیری معافی گناہگار کی جانب سبقت نہ کرے

فَمَنْ یَجُوْدُ عَلَی الْعَاصِیْنَ

کون ہے جو گناہگاروں پر بخشش کرے

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے میرے والد نے فرمایا! اے حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ تم سن رہے ہو کہ وہ اپنے گناہوں پر کس طرح رو رہا ہے اور اپنے رب کو کس طرح پکار رہا ہے۔ تم ادھر جاؤ شاید وہ تم کو مل جائے، اسے بلا لاؤ، حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اس طرف گیا اور وہ مجھے مل گیا۔ میں نے اسے دیکھا کہ وہ ایک خوبصورت چھریرے بدن کا آدمی ہے اس کے کپڑے صاف تھے اور خوشبو آ رہی تھی مگر اس کا داہنا بازو شل تھا، میں نے اس سے کہا کہ امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ تم کو بلا رہے ہیں۔ یہ سن کر وہ شخص اُٹھا اور مفلوج حصہ کو کھینچتا ہوا حضرت امیر المومنین کی خدمت میں پہنچا۔ انہوں نے اس کا حال دریافت کیا اور پوچھا تم کون ہو، اس نے کہا اے امیر المومنین! آپ اس کا حال کیا دریافت فرماتے ہیں جو عذاب میں گرفتار ہو اور اہل و عیال کے حقوق کی ادائیگی سے روک دیا گیا ہو (اپاہج ہو) آپ نے اس کا نام دریافت فرمایا۔ اس نے اپنا نام منازل بن لاحق بتایا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تمہارا قصہ کیا ہے؟ اس نے کہا میں لہو و لعب میں اور عیش و طرب کے معاملہ میں سارے عرب میں مشہور تھا۔ میدانوں میں گھوڑے دوڑانے کے سوا کچھ کام نہ تھا۔ غفلت نے مدہوش کر رکھا تھا کہ نہ میری توبہ کا اعتبار تھا اور نہ معافی مانگنے کا (توبہ کرتا اور توبہ توڑ دیتا جس فعل سے معافی مانگتا دوبارہ اسی کو کرتا) میری حالت یہ تھی کہ رجب اور شعبان کے مہینے میں بھی گناہوں کے ارتکاب سے باز نہ آتا۔ (برابر گناہ کیے جاتا) میرا مہربان اور شفیق باپ مجھے جہنم کے عذاب سے ڈراتا تھا اور گناہوں کے ہولناک انجام سے برابر متنبہ کرتا تھا۔ وہ کہتے کہ بیٹے! اللہ کی گرفت اور اس کی سزا بڑی سخت ہے، اس خدا کی نافرمانی کیوں کرتا ہے جو آگ کے عذاب میں مبتلا کرنے والا ہے، تیرے مظالم سے بہت سے ہاتھ فریادی ہیں، عزت والے فرشتے، حرمت والا مہینہ (رجب) اور بہت سی راتیں تجھ سے نالاں ہیں، ان نصیحتوں کے جواب میں اس کو میں مارتا پیٹتا، آخر کار ایک دن اس نے (میرے مظالم سے) تنگ آ کر کہا کہ خدا کی قسم میں روزہ رکھوں گا اور کبھی نہیں کھولوں گا۔ برابر نماز پڑھوں گا (رات کو بھی نہیں سوؤں گا) چنانچہ ایک ہفتہ اپنی قسم کے بموجب انہوں نے کیا اور پھر اونٹنی پر سوار ہو کر مکہ معظمہ میں حج اکبر کے دن پہنچ گئے اور کہنے لگے کہ میں اب حرم میں جا کر تیرے خلاف اللہ سے مدد مانگوں گا (تیرے لئے بددعا کروں گا۔) چنانچہ حرم میں پہنچ کر انہوں نے کعبہ کے پردے پکڑ کر اس طرح فریاد کی کہ:

یَا مَنْ اِلَیْہِ یَاتِی الْحُجَّاجُ مِنْ بُعُدٍ

یَرْجُوْنَ لُطْفَ عَزِیْزٍ وَّاحِدٍ صَمَدٍ

هٰذَا مَنَازِلُ لَا يَرْتَدُّ عَنْ عَقَقِي
فَخُذْ بِحَقِّي يَا رَحْمٰنُ مِنْ وَلَدِي
وَشُلَّ مِنْهُ بِجُودٍ مِنْكَ جَانِبَهُ
يَا مَنْ تَقَدَّسَ لَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَلِدْ

اے وہ ذات پاک جس کی طرف دور دور سے حاجی آتے ہیں اور اس بے نیاز اور یکتا ذات کے لطف و کرم کی آس لگاتے ہیں۔ میری فریاد سن! منازل (میرا بیٹا) نافرمانی سے باز نہیں آتا۔ اے رحمٰن! میرے بیٹے سے میرا حق لے لے، اے پاک ذات لم یلد ولم یولد! مجھ پر بخشش کر اور (میری بددعا سے) منازل کا ایک پہلو (بدن کا ایک رخ) مفلوج کر دے۔ منازل نے کہا کہ اس ذات کی قسم جس نے آسمان کو بلند کیا ہے اور پانی کو چشموں سے نکالا ہے کہ میرے والد ابھی یہیں تک کہنے پائے تھے کہ میرا دایاں حصہ (پہلو) مفلوج ہو گیا اور میں ان تختوں کی طرح (بے حس حرکت) ہو کر رہ گیا جو حرم کے کونوں میں پڑے رہتے ہیں۔ لوگ صبح و شام میرے پاس سے گزرتے تو کہتے یہ وہی ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے اس کے باپ کی بددعا قبول فرمالی!

یہ سن کر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا پھر تمہارے باپ نے کیا کیا! منازل نے کہا کہ امیر المومنین میں نے اپنے باپ کو راضی کر لیا، جب وہ مجھ سے راضی ہو گئے تو میں نے درخواست کی کہ جس جگہ کھڑے ہو کر آپ نے میرے لئے بددعا کی تھی اسی جگہ کھڑے ہو کر آپ میرے لئے دعا کیجئے، انہوں نے میری درخواست قبول کر لی۔ ہم روانہ ہو گئے۔ اثنائے سفر ایک اونٹنی مل گئی، میں نے والد کو اس پر سوار کرا لیا اور ان کو لے چلا، وادی اراک میں جب ہم پہنچے تو درخت سے ایک پرندہ (پر پھڑ پھڑا کر اس طرح) اڑا کہ اس کی آواز سے اونٹنی بدک گئی، میرے والد اونٹنی سے گر کر ہلاک ہو گئے۔

یہ تمام قصہ سن کر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں تجھے ایک دعا بتاتا ہوں جس کو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ ایسا کوئی غمزدہ نہیں جس نے ان الفاظ سے دعا کی اور اللہ نے اس کے غم دور نہ کر دیئے ہوں اور نہ کوئی ایسا مضطرب ہے جس نے اللہ سے ان الفاظ میں دعا کی اور اللہ تعالیٰ نے اس کے اضطراب کو ختم نہ فرمایا ہو۔ منازل نے کہا بہت بہتر (میں ضرور یہ دعا پڑھوں گا)۔

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منازل کو یہ دعا سکھا دی۔ منازل نے اللہ سے وہی دعا کی اور اس کو مرض سے نجات مل گئی۔ چنانچہ وہ ہمارے پاس دوسرے دن صبح کو تندرست ہو کر آیا، میں نے اس سے پوچھا کہ منازل! تو نے کیا عمل کیا! منازل نے جواب دیا کہ جب تمام لوگ رات کو سو گئے تو میں نے وہی دعا تین مرتبہ پڑھی۔ غیب سے ندا آئی ''تیرے لئے اللہ کافی ہے، تو نے اسم اعظم کے ساتھ اللہ سے دعا

کی ہے۔ اللہ کو جب بھی اسم اعظم لے کر پکارا جاتا ہے اللہ تعالیٰ دعا قبول فرمالیتا ہے اور جو چیز اس سے طلب کی جاتی ہے وہ اس کو مل جاتی ہے، اس کے بعد میری آنکھ لگ گئی، میں خواب میں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا۔ میں نے وہ دعا عرض کی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے ابن عم علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سچ کہا ہے، اسی دعا میں وہ اسم اعظم ہے کہ اگر اس کو لے کر اللہ سے دعا کی جائے تو وہ ضرور قبول ہوتی ہے۔ اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی۔ کچھ دیر بعد میں دوبارہ پھر سو گیا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھر زیارت کی۔ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے گزارش کی میں حضور والا سے اس دعا کے سننے کا مشتاق ہوں، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس طرح پڑھو:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ یَا عَالِمُ الْخَفِیَّةِ وَیَامَنِ السَّمَآءُ بِقُدْرَتِهٖ مَبْنِیَّةٌ وَیَامَن الْاَرْضُ بِعِزَّتِهٖ مَدْحِیَّةٌ وَیَامَنِ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِنُوْرِ جَلَالِهٖ مُشْرِقَةٌ مُضِیَّةٌ وَیَا مُقْبِلًا عَلٰی كُلِّ نَفْسٍ مُؤْمِنَةٍ ذَكِیَّةٍ وَیَامُسَكِّنُ رُعْبَ الْخَائِفِیْنَ وَاَهْلَ التَّقِیَّةِ یَامَنْ حَوَائِجُ الْخَلْقِ عِنْدَهٗ مَقْضِیَّةٌ یَامَنْ نَجّٰی یُوْسُفَ مِنْ رِقِّ الْعُبُوْدِیَّةِ یَامَنْ لَیْسَ لَهٗ بَوَّابٌ یُّنَادِیْ وَلَا صَاحِبٌ یَغْشٰی وَلَا وَزِیْرٌ یُعْطٰی وَلَا غَیْرُهٗ رَبٌّ یُدْعٰی وَلَا یَزْدَادُ عَلٰی كَثْرَةِ الْحَوَائِجِ اِلَّا كَرَمًا وَجُوْدًا وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ اَعْطِیْتَنِیْ سُؤَالِیْ اِنَّكَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ○

ترجمہ: الٰہی! اے پوشیدہ چیزوں کے جاننے والے، اے وہ ذات جس کی قدرت سے آسمان بنائے گئے اور اے وہ ذات جس کی قدرت سے زمین بچھائی گئی۔ اے وہ ذات جس کے نور جلال سے سورج اور چاند روشن اور پرنور ہیں۔ اے وہ ذات جس کی توجہ ہر پاک نفس کی طرف ہوتی ہے، اے وہ ذات جو ہراساں اور ترساں لوگوں کو خوف سے تسکین دینے والی ہے، اے وہ ذات جس کے یہاں مخلوق کی حاجتیں پوری ہوتی ہیں، اے وہ ذات جس نے نجات بخشی یوسف کو غلامی کی ذلت سے، اے وہ ذات کہ جس کا کوئی دربان نہیں کہ جس کو پکارا جائے اور نہ کوئی مصاحب ہے جس کے پاس حاضری دی جائے اور نہ کوئی وزیر ہے کہ جس کو نذر پیش کی جائے اور نہ اس کے علاوہ کوئی رب (پروردگار) ہے کہ اس سے دعا کی جائے۔ اے وہ کہ جس کا کرم اور جود حاجتوں کی کثرت کے باوجود بڑھتا ہی جاتا ہے، میں تجھ سے درخواست کرتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پر رحمت نازل فرما اور مجھے میری مراد عطا کر! بیشک تو ہر چیز پر قادر ہے۔

منازل نے کہا کہ یہ خواب دیکھ کر میں بیدار ہو گیا، بیدار ہوا تو میں بالکل تندرست تھا۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اس دعا کو مضبوطی کے ساتھ حاصل کرلو، یہ عرش کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔ (حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)

۲۳-یَالَطِیفُ بھی اسم اعظم ہے

گیارہویں صدی ہجری کے علماء شوافع میں سے شیخ ابوبکر کتامی شافعی شامی نے ایک نفیس کتاب ''المنهج الحنیف فی تصریف اسمه تعالیٰ اللطیف'' تالیف کی ہے۔ اس میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے صفاتی نام یالطیف میں ایک ساعت مشغول رہنا فوری غم دور کرتا اور خوشی لاتا ہے۔ نازل ہونے والی بلا ٹالتا اور مشکلات حل کرتا ہے۔ ابجد کے لحاظ سے اس کے اعداد وشمار کو اتنے ہی اعداد سے ضرب دی جائے اور اس حاصل ضرب کا ورد کیا جائے تو اس کے جواز میں سلف وخلف میں سے کسی نے انکار نہیں کیا۔ نتائج مجرب اور صحیح علاج اور جلد عروج حاصل ہوتا ہے۔ البتہ طالبوں کے مطابق اثرات مختلف ہو سکتے ہیں کیونکہ کبھی کبھی اس کا عامل اپنے اندر یہ صفت پیدا کرنا چاہتا ہے اور کبھی قضائے حاجت کیلئے اپناتا ہے اور کبھی قبولیت عامہ چاہتا ہے۔ ہر کیفیت کیلئے تحریری نہیں، قلبی تلقین درکار ہے۔ اللہ سچ فرماتا اور وہی رہنمائی فرماتا ہے۔

ا۔ کشائش رزق ورفع حاجات:

اگر کوئی ارادہ کرے کہ اسم لطیف کی پڑھائی کے ذریعے کشائش وکرب وہم وغم وآسانی رزق وبرآمد حاجات ہوں تو بعد نماز صبح کے اس اسم کو 129 مرتبہ ذکر کرے اور اس کے بعد یہ دعا پڑھے:

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ + اَللّٰهُ لَطِيۡفٌ بِعِبَادِهٖ الخ سات مرتبہ پھر کہے۔ اَللّٰهُمَّ يَا مُسَخِّرَ السَّمٰوٰتِ السَّبۡعِ وَالۡاَرۡضِيۡنَ السَّبۡعِ وَمَنۡ فِيۡهِنَّ وَمَنۡ عَلَيۡهِنَّ سَخِّرۡ لِيۡ كُلَّ شَيۡءٍ مِّنۡ عِبَادِكَ مِمَّا فِيۡ بَرِّكَ وَبَحۡرِكَ يَا رَبَّ الۡعٰلَمِيۡنَ حَتّٰى لَا يَكُوۡنَ فِي الۡكَوۡنِ شَيۡءٌ مُّتَحَرِّكٌ اَوۡ سَاكِنٌ صَامِتٌ اَوۡ نَاطِقٌ اَوۡ ظَاهِرٌ اَوۡ بَاطِنٌ اِلَّا سَخَّرۡتَهٗ لِيۡ وَيَكُوۡنُ طَوۡعَ اَمۡرِيۡ بِبَرَكَةِ اِسۡمِكَ اللَّطِيۡفِ الۡمَكۡنُوۡنِ يَا اَللّٰهُ يَا حَيُّ يَا قَيُّوۡمُ اِنَّمَا اَمۡرُهٗ اِذَا اَرَادَ شَيۡئًا اَنۡ يَّقُوۡلَ لَهٗ كُنۡ فَيَكُوۡنَ اِلٰهِيۡ جُوۡدُكَ دَلَّنِيۡ عَلَيۡكَ وَاِحۡسَانُكَ قَرَّبَنِيۡ اِلَيۡكَ اَشۡكُوۡا اِلَيۡكَ مَالَا يَخۡفٰى عَلَيۡكَ وَاَسۡئَلُكَ مَالَا يَعۡسُرُ عَلَيۡكَ اِذۡ عِلۡمُكَ بِحَالِيۡ يُغۡنِيۡنِيۡ عَنۡ سُوَالِيۡ يَا مُفَرِّجًا عَنۡ كُلِّ مَكۡرُوۡبٍ كُرۡبَهٗ وَمُنۡجِيۡهٖ فَرِّجۡ عَنِّيۡ كَرۡبِيۡ وَمَا اَنَا فِيۡهِ يَا مَنۡ لَّيۡسَ بِغَائِبٍ فَانۡتَظِرُهٗ وَلَا بِنَائِمٍ فَاُوۡقِظُهٗ وَلَا بِغَافِلٍ فَاُنَبِّهُهٗ وَلَا بِنَاسٍ فَاُذَكِّرُهٗ وَلَا بِعَاجِزٍ فَاُمۡهِلُهٗ يَا عَالِمًا بِالۡجُمۡلَةِ وَغَنِيًّا عَنِ التَّفۡصِيۡلِ وَيَا سَامِعًا لِّلۡقَالِ وَالۡقِيۡلِ كَفٰى عِلۡمُكَ عَنِ الۡمَقَالِ وَالۡقَطۡعِ

الرَّجَآءُ اِلَّا مِنْكَ يَا مُتَعَالُ وَخَابَتِ الْاٰمَالُ اِلَّا فِيْكَ يَا ذَالْجَلَالِ وَاسْتُدَّتِ الطُّرُقُ اِلَّا اِلَيْكَ يَا مِفْضَالُ يَا اَللّٰهُ يَا سَمِيْعُ يَا قَرِيْبُ يَا بَصِيْرُ يَا مُجِيْبُ اِغْفِرْلِيْ وَارْحَمْنِيْ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ وَيَسِّرْلِيْ رِزْقِيْ وَسَخِّرْلِيْ جَمِيْعَ خَلْقِكَ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ

یااللہ! اے فرمانبردار ورام کرنے والے ہفت طبق آسمان و ہفت طبق زمین کے اور جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے تو میرے بس میں کردے۔ ہر ایک کو مخلوقات اپنی میں سے جو تیرے جنگلوں اور دریاؤں میں ہے۔ اے پالنے والے جہانوں کے یہاں تک کہ عالم میں کوئی شے حرکت کرنے والی یا سکون رکھنے والی یا بے زبان یا گویا یہ سب ظاہر ہوں یا باطن باقی نہ رہیں مگر یہ کہ ان سب کو میرے قابو میں کردے برکت اپنے اسم لطیف کے جو پردہ غیب واسرار میں ہے۔ یااللہ! اے زندہ پائندہ، اے قائم کہ بذات خود تیرا امر یوں ہی ہے کہ جب تو ارادہ کسی شے کے وجود کا کرتا ہے تو فرماتا ہے کہ موجود ہو جا وہ ہستی میں آتا ہے۔ الٰہی تیرا جود وکرم مجھ کو تیری جانب رہنما ہوا ہے اور تیرے احسان نے مجھے تیرا مقرب کیا ہے۔ میں تجھ سے شکایات کرتا ہوں اس بات کی جو تجھ پر پوشیدہ نہیں ہے اور میں تجھ سے سوال کرتا ہوں ایسی چیزوں کا جس کا عطا کرنا تیرے نزدیک دشوار نہیں ہے۔ اس لئے کہ علم تیرا و آگاہی تیری میرے سوال سے مستغنی ہے اور کشود کرنے والی ہر غمگین کے غم کو کشائش کر مجھ سے سختیوں کو جس میں مبتلا ہوں اور وہ خداوند جو پنہاں نہیں ہے شنوائی کا منتظر ہوں اور وہ جو سونے والا نہیں ہے سواری کو میں جگاتا ہوں یعنی میں اسی کو پکارتا ہوں اور جو غافل نہیں ہے اسی کو میں یاد کرتا ہوں اور وہ جو بھولنے والا نہیں ہے اسی کو یاد دلاتا ہوں اور وہ جو عاجز نہیں ہے اسی کو میں مہلت دیتا ہوں یعنی اپنی حاجت روائی میں اور وہ عالم ہے کہ بخوبی سب اشیاء جانتا ہے۔ نسبت کسی شے کے اس کو حاجت تفصیل نہیں ہے اور سننے والے قیل وقال کے کافی ہے۔ آگاہی تیری ہماری گویائی سے ساری امیدیں منقطع ہیں سوائے اس امید کے جو تجھ سے ہے اے برگزیدہ اور تمام آرزوؤں سے ناامیدی ہے۔ سوائے اس آرزو کے جو تجھ سے ہے اور تمام راہیں بند ہیں۔ سوائے ان راہوں کے جو تیری طرف کی ہیں۔ اے کثیر الفضل یَا اَللّٰہُ یَا سَمِیْعُ یَا قَرِیْبُ یَا بَصِیْرُ یَا مُجِیْبُ میری آمرزش کر اور مجھ پر رحم کر اپنی رحمت سے یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ اور میرے حق میں میرا رزق آسان کر اور اپنی جملہ خلق کو میرے قابو میں کردے کہ ہر آئینہ تو ہر شے پر قادر ہے۔

واضح ہو کہ یہ استغاثہ ہے جو نفع کرتا ہے اہل غم وہم کو اور ان کو جو خوفناک ہیں حاکم وغیرہ سے چنانچہ جو شخص ان حالتوں میں ارادہ کرے کشائش کیلئے تو چاہیے کہ جو کچھ ہم نے ذکر کیا ہے اس کو مع شروط مذکورہ کے پڑھ کر دعا کرے تو فوراً مستجاب ہوگی باذن اللہ تعالیٰ۔

بعض علماء نے کہا ہے کہ جب کوئی شخص استعمال اس اسم کا بارادہ برآمد حاجات وکشائش صعوبات کے کرے تو بعد مذکور بہ نیت برآمد حاجات کے ذکر کرے۔ پہلے وضو کرے بعدہ دو رکعت نماز پڑھے البتہ حق تعالیٰ اس کا مقصد برلائے گا اور اس سے کشائش اس کی سختیوں کی کرے گا اور اگر تجھ پر کوئی حالت طاری ہو تو اوقات شدائد میں برائے دفع سختی کے یَـالَطِیْفُ کا ذکر کرنا چاہیے کہ تیرے لئے کس قدر سرعت و تاثیر ہوگی اور اور فارغ ہونے کے بعد اس اسم کی دعا پڑھے جو درج ذیل ہے:

اَللّٰهُمَّ يَا لَطِيفُ كَمَا لَطَفْتَ بِخَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَطَفْتَ بِالْاَجِنَّةِ فِيْ بُطُوْنِ اُمَّهَاتِهَا اُلْطُفْ بِيْ فِيْ قَضَائِكَ وَقَدْرِكَ الَّذِيْ قَدَّرْتَهٗ عَلَيَّ وَ فَرِّجْ عَنِّيْ مَا اَنَا فِيْهِ اِلٰهِيْ مَنْ اَقْصِدُ وَاَنْتَ الْمَقْصُوْدُ وَمَنِ الَّذِيْ يُعْطِيْ وَاَنْتَ الرَّبُّ الْكَرِيْمُ الْمَعْبُوْدُ رَبِّ حَقِيْقٌ عَلٰى اَنْ لَّا اَتَوَكَّلَ اِلَّا عَلَيْكَ وَلَازِمٌ لِّيْ اَنْ لَّا اَلْتَجِئَ اِلَّا اِلَيْكَ يَا مَنْ عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُوْنَ يَامَنْ عَلَيْهِ يَلْجَاءُ الْخَائِفُوْنَ يَامَنْ بِكَرَمِهٖ وَ جَمِيْعِ عَوَائِدِهٖ يَتَعَلَّقُ الرَّاجِعُوْنَ يَامَنْ بِسُلْطَانِ قَهْرِهٖ وَعَظِيْمِ رَحْمَتِهٖ يَسْتَغِيْثُ الْمُضْطَرُّوْنَ يَا لَطِيْفُ مَا اَسْرَعَكَ لِتَفْرِيْجِ الْكُرَبِ فِيْ اَوْقَاتِ الشَّدَائِدِ اُلْطُفْ بِيْ فِيْ قَضَائِكَ وَقَدْرِكَ الَّذِيْ قَدَّرْتَهٗ عَلَيَّ بِحَوْلِكَ وَ قُوَّتِكَ وَفَضْلِكَ وَ كَرَمِكَ فَاِنَّهٗ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ يَا اَللّٰهُ يَا عَلِيُّ يَا عَظِيْمُ

یَااَللّٰہُ، یَالَطِیْفُ جیسا تو نے لطف کیا آفرینش میں آسمانوں اور زمینوں کے اور لطف کیا بچوں کے ساتھ ان کی ماؤں کے پیٹ میں اسی طرح لطف کر میرے ساتھ۔ اپنے قضا و قدر میں جس کو تو نے میرے لئے مقدر و اندازہ کیا ہے۔ مجھے چھٹکارا دے اس مصیبت میں جس میں، میں ہوں۔ الٰہی میں کس کا قصد کروں حالانکہ مقصود میرا تو ہی ہے اور کون مجھ کو عطا کرے گا حالانکہ پروردگار کریم و معبود تو ہی ہے۔ اے میرے پروردگار مجھ پر واجب ہے کہ میں سوائے تیرے کسی پر تکیہ نہ کروں اور مجھ کو لازم ہے کہ میں سوائے تیرے اور کسی سے التجا نہ کروں۔ اے وہ خداوند جس پر تکیہ کرتے ہیں اور وہ خداوند جس کی طرف سارے خوفزدہ پناہ پاتے ہیں۔ اے وہ خداوند جس کے کرم سے اور اس کی جمیع نعمتوں سے امید رکھنے والے علاقہ رکھتے ہیں۔ اے وہ خداوند جس کے قہر غالب کے ساتھ مردم مضطر استغاثہ کرتے ہیں۔

اسم یَالَطِیْفُ اس طرح تو شتابی کرتا ہے واسطے کشائش سختی کے اوقات شدائد میں اسی طرح میرے ساتھ لطف کر اپنے قضا و قدر میں جس قدر تو نے مقدر کیا ہے میرے حق میں اور لطف کر ساتھ اپنی توانائی اور قوت کے، ساتھ اپنے فضل و کرم کے کیونکہ توانائی و قوت حاصل نہیں ہوتی مگر ساتھ اللہ کے یَااَللّٰہُ یَا عَلِیُّ یَا عَظِیْمُ۔

۲۔قید سے رہائی:

کہا گیا ہے کہ جب یوسف علیہ السلام نے فرمایا اِنَّ رَبِّیْ لَطِیْفٌ لِّمَا یَشَآءُ.
اللہ نے ان کو کنویں سے نجات بخشی اور ملک مصر کی حکومت عطا فرمائی۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب عزیز میں اس کی خبر دی۔ امید ہے کہ جو شخص اس پر عمل کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو بھی وہی عطا فرمائے گا جو اس نے یوسف علیہ السلام کو عطا فرمایا۔

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان کیا ہے کہ ایک شخص مدت تک قید رہا۔ اس دوران اس کے وردزبان یوسف علیہ السلام کا یہ قول رہا اِنَّ رَبِّیْ لَطِیْفٌ لِّمَا یَشَآءُ ایک رات اس کے پاس ایک نوجوان آیا اس نے کہا اٹھ اور نکل جا۔ اس نے کہا دروازے بند ہیں، کیسے نکلوں؟ اس نے کہا تمہارا برا ہوا، اٹھ اور نکل جا۔ اس نے کہا کہ کیا دروازے ہیں کیسے نکلوں؟ پھر اللہ کے حکم سے دروازے کھلنا ہو جاتے، یہاں تک کہ میں تمام دروازوں سے باہر آ گیا۔ اس شخص نے نوجوان کی طرف دیکھ کر کہا، تم کون ہو؟ جس کے سبب اللہ نے مجھ پر احسان فرمایا، نوجوان نے کہا میں لَطِیْفٌ لِّمَا یَشَآءُ کا بندہ ہوں۔

حکایت:

الیافعی نے بیان کیا ہے کہ ایک بادشاہ ایک فقیر پر غضبناک ہو گیا۔ اس کیلئے ایک قید خانہ تیار کیا۔ اس میں اس کو بند کر دیا۔ کھانا پینا بند کر دیا۔ تین دن کے بعد فقیر قبے کے باہر خوشحال پایا گیا۔ بادشاہ کو اس کی خبر دی گئی۔ کہا اسے میرے حضور حاضر کرو۔ جب اسے سامنے لایا گیا۔ بادشاہ نے کہا، اس سختی اور قید سے تجھے کیسے نجات ملی؟ فقیر نے کہا ایک دعا سے جو میں نے مانگی تھی۔ بادشاہ نے کہا کون سی دعا، فقیر نے کہا:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ یَا لَطِیْفُ یَا لَطِیْفُ یَا لَطِیْفُ یَامَنْ وَسِعَ لُطْفُهٗ اَھْلَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَسْئَلُكَ اَنْ تَلَطَّفَ بِیْ مِنْ خَفِیِّ خَفِیِّ خَفِیِّ لُطْفِكَ الْخَفِیِّ الْخَفِیِّ الْخَفِیِّ اِذَا لَطُفْتَ بِهٖ فِیْ اَحَدٍ مِّنْ خَلْقِكَ وَقِیَ اِنَّكَ قُلْتَ وَقَوْلُكَ الْحَقُّ اَللّٰهُ لَطِیْفٌ بِعِبَادِهٖ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ وَھُوَ الْقَوِیُّ الْعَزِیْزُ.

یَا لَطِیْفُ کے فیوض و برکات

شیخ شہاب الدین احمد صوفی قدس سرہ سے مروی ہے جو اسم لطیف 16 ہزار بار پڑھ کر پڑھے یہ تعداد اسم لطیف

کے اعداد کی اپنے مثل میں ضرب دینے سے یہ تعداد بنتی ہے۔

یَا لَطِیْفُ یَا لَطِیْفُ یَا لَطِیْفُ یَا وَسِعَ لُطْفُهٗ اَهْلُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَسْئَلُكَ بِخَفِیِّ لُطْفِكَ الْخَفِیِّ الْخَفِیِّ اَنْ تُخَفِّیَنِیْ فِیْ خَفِیِّ خُفِیْ لُطْفِكَ الْخَفِیِّ اِنَّكَ قُلْتَ اللّٰهُ لَطِیْفٌ بِعِبَادِهٖ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ وَهُوَ الْقَوِیُّ الْعَزِیْزُ.

الٰہی! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں، اے قوت وعزت و مدد والے، تیری قوت، تیری عزت کے وسیلہ سے اے طاقت والے، کہ تو میری مدد ہو جا، مددگار ہو جا، میرے تمام احوال، اقوال، افعال اور جتنے اچھے کاموں میں، میں مصروف ہوں اور یہ کہ دور فرما مجھ سے ہر تنگی، ناراضگی اور تکلیف جو میری غفلت اور گناہوں کا نتیجہ ہے۔ بے شک تو ہی بخشنے والا مہربان ہے۔ تو نے فرمایا اور تیری بات حق ہے۔ وَیَعْفُوْا عَنْ کَثِیْرٍ اللہ بہت کچھ معاف فرماتا ہے۔ الٰہی! جن پر تیرا لطف ہوا اور جو تیرے حضور صاحب عزت ہیں، اور تو نے پوشیدہ لطف جن کے تابع فرمایا، کہ جدھر ان کا رخ ادھر ہی تیرا لطف، میرا تجھ سے سوال ہے کہ مجھے اپنے حضور عزت بخش اور مجھ سے بوجھ ہلکا فرما، اپنے پوشیدہ لطف سے، بے شک تو ہر چاہے پر قادر ہے۔

فرمایا، اللہ کے اسم مبارک لطیف سے متعلق جو دعائیں شیخ ابوالعباس الحربی، جو قطب شعرانی کے بھائی تھے، سے منقول ہیں ان میں سے ایک یہ ہے۔ الٰہی! تو نے لطف فرمایا اور ہر مشکل آسان فرمائی۔ تو نے انعام فرمایا، ہر ٹوٹا ہوا ٹھیک کر دیا، سو میرے آقا، تو نے مجھ پر پہلے لطف فرمایا اور ابتدا کی توفیق بخشی، سو انجام کار بھی میرے معاملات میں لطف فرما، میری تکلیف تیرے لطف سے دور ہو گی، نہ کہ میری طاقت سے اور تیرا انعام کفایت سے بالا ہے، اے بغیر مرشد و دلیل باریکیاں جاننے والے اور میرے اور اپنے لطف کے درمیان کوئی رکاوٹ نہ چھوڑ۔ الٰہی! تو نے دیکھا پردہ پوشی فرمائی۔ دیا تو بہت دیا، انعام واکرام سے نوازا۔ معاملہ کیا تو خوبصورت، سو تو ہی جسموں پر اپنا خاص لطف فرمانے والا اور روحوں پر اپنی یکتائی کے حقاء کھولنے والا ہے۔ میرے آقا! اگر میں تیری اطاعت کروں تو تیرے فضل سے اور نافرمانی کروں تو اپنی جہالت سے۔ تیرا احسان ہمیشہ سے مجھ پر ہے اور حجت میرے خلاف قائم ہو چکی۔ اے وہ کہ آنکھوں کی خیانت اور سینوں کے راز جانتا ہے۔ تمام معاملات میں مجھ پر اپنا لطف و کرم فرما۔ الٰہی میں تیرے حضور تجھی کو وسیلہ بناتا اور تیرے حضور تیری قسم کھاتا ہوں۔ جیسے تو اپنے اوپر میری دلیل ہے۔ تو اپنی بارگاہ میں تو ہی میرا شفیع ہے۔ میرے لئے یہ اسم آسان فرما اور ان پوشیدہ خزانوں اور ظاہری ہونے والے لطائف کو۔ جن پر یہ مشتمل ہے، مجھے کامل نعمتیں، عام حفاظت، جامع رحمت، تمام عافیت، کامل شفقت عطا فرما، تکلیفیں دور فرما، فراخ روزی، اچھے کام، مکمل توفیق، عام احسان، وسیع تر معافی، مفید تر لطف، مال حلال، بزرگ تر علم عنایت فرما، بے شک تو صاحب حیاء، کریم، سننے اور جاننے والا ہے۔

۱۔آ گاہ ہونے کا عمل:

جوشخص اپنی پسند دیکھنا چاہے وضو کر کے نماز عشاء ادا کرے، نماز عشاء کے بعد دو نفل پڑھے اور جس قدر ہو سکے اللہ کا ذکر کرے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف بھیجے۔ پھر 129 بار یَالَطِیْفُ پڑھے۔ پھر پڑھے:

اَلَا یَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ وَھُوَ اللَّطِیْفُ الْخَبِیْرُ. یَا ھَادِیْ . یَا لَطِیْفُ . یَا خَبِیْرُ . اِھْدِنِیْ وَاَرِنِیْ وَخَبِّرْنِیْ فِیْ مَنَامِیْ مَا یَکُوْنُ مِنْ اَمْرِ کَذَا وَ کَذَا. یہاں اپنی حاجت کا ذکر کرے بِحَقِّ سِرِّكَ الْمَکْنُوْنِ، وَمِنْ اٰیٰتِهٖ اَنْ تَقُوْمَ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ بِاَمْرِهٖ ثُمَّ اِذَا دَعَاکُمْ دَعْوَةً مِّنَ الْاَرْضِ اِذَا اَنْتُمْ تَخْرُجُوْنَ.

اور سو جائے، جو چاہتا ہے، خواب میں دیکھ لے گا۔ پہلی یا دوسری یا تیسری رات اور جو کوئی اس کا زیادہ ذکر کرے، اللہ اس کے باطن کو نور معرفت سے زندہ فرمائے گا اور ظاہر کو روح لطائف سے، اس کی جان، اہل اور مال کی حفاظت فرمائے گا اور جس چیز سے وہ ڈرتا ہے۔ اللہ اس کی مدد فرمائے گا۔ جو کوئی آسانی سے روزی میں فراخی چاہے وہ ہر دن 129 بار اس کا ورد کرے۔ رزق و مال میں برکت دیکھے گا۔ جو تنگی یا قید سے رہائی چاہتا ہے وہ مذکورہ تعداد میں اس کا ورد کرے اور یہ پڑھے اِنَّ رَبِّیْ لَطِیْفٌ لِّمَا یَشَآءُ اِنَّهٗ ھُوَ الْعَلِیْمُ الْحَکِیْمُ۔ اس کا ورد اپنا لے۔ جلد چھوٹ جائے گا۔ جو دشمنوں سے چھپنا چاہے وہ مذکورہ تعداد سے اس کا ذکر کر کے پڑھے:

لَا تُدْرِکُهُ الْاَبْصَارُ وَھُوَ یُدْرِکُ الْاَبْصَارَ وَھُوَ اللَّطِیْفُ الْخَبِیْرُ.

اور چار بار یہ پڑھے:

یَا لَطِیْفًا فَوْقَ کُلِّ لَطِیْفٍ اَسْئَلُكَ بِالْقُدْرَةِ الَّتِیْ اِسْتَوَیْتَ بِهَا عَلَی الْعَرْشِ فَلَمْ یَعْلَمِ الْعَرْشُ اَیْنَ مُسْتَقَرُّكَ مِنْهُ اَلْطُفْ بِیْ لُطْفًا خَفِیًّا مِنْ دَقَائِقِ لُطْفِكَ الْخَفِیِّ الَّذِیْ اِذَا لَطَفْتَ بِهٖ فِیْ اَحَدٍ کُفِیَ.

اور جو کوئی اپنی حاجت براری چاہے، اس اسم مقدس کو سات ہزار بار پڑھے پھر یہ پڑھے:

قُلْ مَنْ یُّنَجِّیْکُمْ مِنْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ الْبَحْرِ تَدْعُوْنَهٗ تَضَرُّعًا وَّ خُفْیَةً لَئِنْ اَنْجَیْتَنَا مِنْ هٰذِهٖ لَنَکُوْنَنَّ مِنَ الشّٰکِرِیْنَ قُلِ اللّٰهُ یُنَجِّیْکُمْ مِّنْهَا وَمِنْ کُلِّ کَرْبٍ".

27 بار، اور اس اثناء میں کسی سے بات نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ اس کی حاجت اسی وقت پوری فرمائے گا۔

۲۔ حصولِ شفاء کا عمل:

اس کی خاصیت ہے تمام دردوں دکھوں سے نجات اور فوری نجات۔ بطور دوا اس کی ترکیب استعمال یہ ہے کہ صاف ستھرے برتن میں اس کے ہر حرف کا عدد لکھا جائے۔ الف کو 111 بار 2 لاموں کو 142 بار، طا 10 بار، یا 11 بار اور فا 81 بار، پھر اس پر 160 بار اسم اقدس اللطیف پڑھو۔ یہی اس کی تعداد ہے۔ بیمار گھول کر پی لے۔ اللہ کے حکم سے شفایاب ہوگا۔

بعض مشائخ، صاحب اسرار نے کہا جو کوئی صاف ستھرے برتن میں 16 بار لکھے، اَللّٰہُ لَطِیْفٌ بِعِبَادِہٖ اور اس پر آیات شفا پڑھے اور دریائے نیل کے پانی میں گھول کر مریض کو پلا دے، اگر اللہ کی تقدیر یعنی علم میں اس کی زندگی ہے تو فوری شفا ہوگی اور اگر موت کا وقت آ پہنچا ہے تو سکون سے موت آئے گی۔ کئی بار اس کا تجربہ کیا گیا ہے اور صحیح رہا ہے۔ آیات شفا 6 ہیں۔

(۱) وَيَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ.
(۲) وَشِفَآءٌ لِّلنَّاسِ فِي صُدُوْرِ.
(۳) يَخْرُجُ مِنْ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِيْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ
(۴) وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ
(۵) وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنَ.
(۶)۔ قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّشِفَآءٌ

۳۔ حاکم کا مہربان ہونا:

کہا گیا ہے کہ جب حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ حجاج بن یوسف کے پاس آئے اس وقت اللہ تعالیٰ سے ان کلمات کے ذریعے دعا مانگ رہے تھے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَسْئَلُكَ يَا لَطِيْفًا قَبْلَ كُلِّ لَطِيْفٍ يَا لَطِيْفًا بَعْدَ كُلِّ لَطِيْفٍ يَا لَطِيْفًا لُطْفٌ يَخْلُقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَسْئَالُكَ بِمَا لَطُفْتَ بِهٖ يَخْلُقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَنْ تَلَطَّفَ بِىْ فِىْ خَفِىِّ لُطْفِكَ الْخَفِىِّ مِنْ خَفِىِّ لُطْفِكَ الْخَفِىِّ اِنَّكَ قُلْتَ وَقَوْلُكَ الْحَقُّ اَللّٰهُ لَطِيْفٌ بِعِبَادِهٖ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ وَهُوَ الْقَوِىُّ الْعَزِيْزُ اِنَّكَ لَطِيْفٌ لَطِيْفٌ

جب دربار میں آتے وقت آپ نے دس بار یہ دعا مانگی، حجاج اٹھ کھڑا ہوا، استقبال کیا، تعظیم کی اور آپ کو اپنے

پہلو میں بٹھایا اور انعام واکرام کیا حالانکہ وہ آپ کو قتل کی دھمکی دے چکا تھا۔

۴۔غربت اور تنگی مال کا تدارک:

بعض عارفین نے فرمایا کہ جس کی معیشت تنگ ہو اور دنیا کی کوئی چیز اس کے پاس نہ ہو، انتہائی غریب ہو، دل کسی عورت سے لگ گیا ہو، نکاح کرنا چاہتا ہے لیکن طاقت نہیں یا تو اس کی غریبی کی وجہ سے یا اسے پسند نہیں یا بیمار ہے اور حکماء اس کے علاج سے عاجز آچکے ہیں، وضو کر کے دو نفل پڑھے۔ صدق نیت سے 129 بار اس کا ورد کرے۔ اللہ کے حکم سے مراد پوری ہوگی۔ کہا کہ یہ اسم لطیف مشکلات ومصائب کے وقت جتنا جلدی تکالیف دور کرتا ہے کسی اور کی اس کی نسبت نہیں کی جاسکتی۔ اس کے عجیب وغریب اثرات ظاہر ہوتے ہیں جس کے روح یا بدن میں تکلیف ہو وہ اس کا ورد کرے۔ اثنائے ورد میں ہی اللہ ازالہ فرمائے گا اور کسی ڈراؤنے ہیبت ناک واقعہ پر جو دل میں اس کا ورد کرے اور خوف کی کیفیت نگاہوں میں رکھے، اسے اس کیفیت کے کمزور کرنے اور اسے ختم کردینے کا مشاہدہ کروایا جائے گا۔ اپنی جگہ سے کھڑا ہونے سے پہلے اس سے خوف وڈر ختم ہو جائے گا۔ اس میں عجیب اسرار ہیں۔

بعض عارفین کا کہنا ہے کہ جو شخص ہر روز 9 بار پڑھے اَللّٰہُ لَطِیْفٌ بِعِبَادِہٖ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ وَھُوَ الْقَوِیُّ الْعَزِیْزُ، اللہ اس کے معاملات میں لطف فرمائے گا اور اس کیلئے اچھی روزی مہیا کرے گا۔ یہ حال اس شخص کا ہوگا جو کثرت سے اَللَّطِیْفُ کا ورد کرے۔ یہ بات مجرب ہے کہ جس کی روزی تنگ ہو زمانے کی تکالیف ومصائب اس پر آن پڑیں، وہ اس اسم مقدس کو 129 بار پڑھے یا ایک ہزار بار، اس تکلیف کے خاتمہ کیلئے، اللہ ضرور اس سلسلہ میں اس پر لطف وکرم فرمائے گا۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ نماز عصر کے بعد کوئی وظیفہ معمول ہے۔ تو پڑھے پھر اسم مبارک کا مذکورہ تعداد میں ورد کرے پھر سر بسجود ہو کر کہے یَالَطِیْفُ اللُّطَفَاءِ یَا رَحِیْمَ الرُّحَمَآءِ، پھر سر اٹھا کر یہی دعا 16 بار پڑھے۔ الربیع نے کہا امام شافعی رحمۃ اللہ کی دعاؤں میں سے ایک مقبول دعا یہ تھی اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ اللُّطْفَ فِیْمَا جَرَتْ بِهِ الْمَقَادِیْرُ، جو کوئی ہر روز 129 بار اس کو پڑھے، اللہ اس کو بدترین حادثات سے محفوظ فرمائے گا اور ہر حال میں اس پر لطف وکرم فرمائے گا۔

۵۔سختیوں سے نجات:

السہیلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا، جب حضرت یعقوب علیہ السلام کے پاس ان کے بڑے بیٹے یہودا حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیض اور خوشخبری لے کر آئے اور وہ قمیض آپ کے چہرہ اقدس پر ڈالی اور آپ کی بینائی لوٹ آئی تو بشارت سنانے والے یہودا کو آپ نے چند کلمات سکھائے جس کو آپ اپنے والد اور دادا علیہم الصلوٰت والتسلیمات

سے نقل فرمایا کہ وہ حضرات بھی سختیوں اور تکلیفوں میں ان کلمات سے دعائیں مانگا کرتے تھے۔ وہ کلمات یہ ہیں:

يَا لَطِيفًا فَوْقَ كُلِّ لَطِيفٍ اُلْطُفْ بِيْ فِيْ اُمُوْرِيْ كُلِّهَا كَمَا تُحِبُّ وَارْضِنِيْ فِيْ دُنْيَايَ وَ آخِرَتِيْ

بعض بزرگوں سے حکایت ہے کہ مجھے تنگی وخوف لاحق ہوئے میں ڈر کے مارے گھر سے نکل کھڑا ہوا اور مکہ معظمہ کی راہ لی۔ نہ زادراہ نہ سواری تین دن تک چلتا رہا۔ چوتھا دن ہوا تو مجھے سخت پیاس اور گرمی محسوس ہوئی اور ہلاکت کا خوف دامنگیر ہوا۔ صحرا میں کوئی درخت نظر نہ آیا جس کے سائے میں آرام کرتا قبلہ رخ ہوکر بیٹھ گیا۔ بیٹھے بیٹھے نیند کا غلبہ ہوا اور سو گیا، خواب میں ایک شخص کو دیکھا جس نے اپنا ہاتھ میری طرف بڑھایا اور مصافحہ کیا اور کہا مبارک ہو، محفوظ رہیں گے درخانہ خدا کی زیارت سے مشرف ہوگے۔ قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت بھی نصیب ہوگی۔ میں نے کہا، آپ کون ہیں؟ فرمایا میں خضر علیہ السلام میں نے کہا کہ اللہ سے میرے حق میں دعا فرمائے۔ فرمایا یہ پڑھو:

يَا لَطِيفًا بِخَلْقِهٖ يَا عَلِيمًا بِخَلْقِهٖ يَا خَبِيرًا بِخَلْقِهٖ اُلْطُفْ بِيْ يَا لَطِيفُ يَا عَلِيمُ يَا خَبِيرُ

تین بار زبان سے پڑھے۔ مجھے فرمایا یہ تحفہ ہے۔ اس کے ذریعے ہمیشہ کی غنا ملتی ہے۔ جب بھی تنگی یا دشواری آئے اسے پڑھا کرو کافی شفا ملے گی، پھر غائب ہوگئے۔ میں بیدار ہوا تو لب پر یہی کلمات تھے۔ جب بھی کوئی تنگی یا دشواری آئی اور میں نے ان کلمات کا ورد کیا۔ وہ لطف ملا جس کے بیان سے عاجز وقاصر ہوں۔

۶۔ یَالَطِیفُ کے مجرب فوائد:

روایت ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کو حبشہ کی طرف روانہ فرمایا، تو فرمایا میں تجھے چند کلمات زادراہ کے طور پر نہ دے دوں، انہوں نے عرض کیا کیوں نہیں یارسول اللہ! فرمایا یہ پڑھا کرو:

اَللّٰهُمَّ الْطُفْ بِيْ فِيْ تَيْسِيرِ كُلِّ عَسِيرٍ فَإِنَّ تَيْسِيرَ الْعَسِيرِ عَلَيْكَ يَسِيرٌ فَاسْئَلُكَ التَّيْسِيرَ وَالْمُعَافَاةَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ.

اس کے ہمیشہ ذکر کرنے کی خاصیت یہ ہے کہ روح کو قوت اور دل کو شجاعت حاصل ہوتی ہے۔ دشمن کے دل میں ہیبت اور تمام لوگوں میں آدمی مقبول ہوجاتا ہے۔ غریب ہے تو غنی ہوجاتا ہے۔ مقروض ہے تو اللہ اسے بار قرض سے نجات دیتا ہے۔ ڈرتا ہے یا قید میں ہے تو خلاصی ہوتی ہے۔ مغموم ہے تو اللہ اس کا غم دور فرمادیتا ہے، سفر میں ہے تو بخیر عافیت اپنے گھر واپس آئے گا۔ کسی سے جھگڑا ہے تو کامیاب ہوگا۔ اگر جابر حکمرانوں سے مقابلہ ہے تو وہ اس کی عزت وتوقیر کریں گے اور اس کی حاجات براری میں مدد دیں گے۔ اس میں عجیب تاثیر ہے۔ جابروں کے خاتمہ اور ظالموں کی جڑ کاٹنے کی۔ اگر ظالم غصے میں ہے، اس کے سامنے پڑھے اس کا غصہ وغضب ٹھنڈا پڑ جائے۔ جو اپنے اوپر پڑنے

والی مصیبت پر 133 بار اسے پڑھے جو اسم لَطِیْفُ کے اعداد ہیں، اللہ اس کی تنگی وسعت سے بدل دے گا اور ہر کام میں اس پر لطف وکرم کا نزول رہے گا۔

۷۔ دعائے حضرت خضر علیہ السلام:

سیدنا حضرت خضر علیہ السلام کی مشہور ومفید تر دعاؤں میں سے ایک یہ ہے ''الٰہی! جس طرح دوسرے لطف کرنے والوں سے الگ تو لطف میں عظیم ہے اور بڑے بڑوں سے اپنی عظمت کے لحاظ سے بلند تر ہے اور اپنی زمین کے نیچے حقائق کو بھی اسی طرح جانتا ہے جیسے اپنے عرش کے اوپر والے کو۔ دلوں کے وسوسے تیرے آگے ظاہر اور علانیہ بات تیرے علم میں، جیسے راز۔ ہر چیز تیری عظمت کے آگے سر خم کئے ہوئے ہے اور ہر بادشاہ تیری بادشاہی کے آگے جھکا ہوا، دنیا وآخرت تک ہر کام تیرے ہاتھ ہے۔ مجھے تمام غموں سے نجات بخش۔ الٰہی! میرے گناہوں کو تیرے معاف کرنے، میری اور میری خطاؤں سے تیرے درگزر کرنے اور میری بداعمالیوں پر تیری پردہ پوشی نے مجھے یہ امید دلائی کہ تجھ سے وہ کچھ مانگوں جس کا میں مستحق نہیں، اپنی کوتاہیوں کے باوجود تجھ سے دعا کروں قبولیت کے یقین سے اور مانوس ہو کر تجھ سے سوال کروں۔ بے شک تو میرا محسن اور میں اپنے تیرے تعلقات کے سلسلہ میں خود اپنے ساتھ برائی کرنے والا ہوں، تو محبت سے مجھ پر نعمتیں نازل کرتا رہا اور میں نافرمانی سے تجھے ناراض کرتا رہا۔ لیکن تیرے سہارے نے تیرے حضور مجھے یہ جرأت بخشی تو اپنے فضل واحسان سے مجھ پر کرم فرما۔ بے شک تو بہت توبہ قبول فرمانے والا، رحم کرنے والا ہے۔'' حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ دعا ''الاحیا'' کی کتاب ''الامر بالمعروف'' میں ذکر کی ہے اور اس کے متعلق ایک واقعہ بھی لکھا ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ابوجعفر منصور بادشاہ رات کو گشت پر تھا۔ اچانک ایک شخص کی آواز اس کے کانوں میں پہنچی۔ الٰہی! ظلم وفساد کا دور دورہ ہے میں اس کی فریاد تجھی سے کرتا ہوں۔ منصور نے اس شخص کو اپنی بارگاہ میں حاضر کرنے کا حکم دیا، اسے پیش کر دیا گیا، وہ شخص اس کے سامنے پیش ہوا، اس کے مظالم کا ذکر کیا، اور مؤثر نصیحت کی۔ منصور رو پڑا۔ پھر اس شخص کے متعلق دریافت کیا لیکن وہ نظر نہ آیا۔ لوگوں نے اسے تلاش کرنا شروع کیا، بادشاہ کے ایک خاص درباری کو مل گیا لیکن اس کے ہمراہ خلیفہ کے پاس جانے سے انکار کر دیا، درباری نے کہا، اگر تم میرے ہمراہ نہ گئے، خلیفہ مجھے قتل کر دے گا، اس نے کہا خلیفہ ایسا نہیں کر سکتا۔ ایک ورق نکالا جس پر یہ دعا لکھی تھی۔ کہا اسے لو اور اپنی جیب میں رکھ لو، اس میں مشکل حل کرنے والی دعا ہے، کہا کون سی مشکل حل کرنے والی دعا، کہا یہ صرف شہیدوں کو نصیب ہوتی ہے۔ جو کوئی صبح وشام یہ دعا مانگے، اس کے گناہ ختم ہوں گے۔ ہمیشہ خوشی حاصل ہوگی، خطائیں مٹائی جائیں گی، دعا قبول، رزق وسیع اور امید پوری ہوگی۔ دشمن پر مدد ہوگی، اللہ کے ہاں سچا لکھا جائے گا اور شہادت کی موت نصیب ہوگی۔ کہو اَللّٰھُمَّ کَمَا لَطُفْتَ فِیْ عَظْمَتِکَ دُوْنَ اللُّطَفَآءِ آخر

تک۔ کہامیں نے اسے لے کراپنی جیب میں رکھ لیا، پھرمیں سیدھا امیرالمومنین کے پاس گیا، سلام کیا، اس نے سر اٹھا کر میری طرف دیکھا اور مسکرایا۔ پھر کہا تیرا برا ہو، بہت اچھا جادوگر ہے، میں نے کہا نہیں، بخدا۔ پھر میں نے شیخ کے ساتھ ہونے والا سارا معاملہ اسے سنایا، کہا لاؤ اس کا رقعہ۔ اس کی نقل کا حکم دیا اور مجھے 10 ہزار درہم دیئے۔ پھر کہا، اس شخص کو پہچانتے ہو؟ میں نے کہا نہیں۔ کہا وہ حضرت خضر علیہ السلام تھے۔ احیاء العلوم کی عبارت کا خلاصہ ختم ہوا۔ یہی قصہ کتاب منہج الحنیف میں مع دعا ذکر کیا گیا ہے۔ اس کے آخر میں اتنا اضافہ ہے بے شک تو نے فرمایا اور تیری بات حق ہے۔

اَللّٰهُ لَطِيْفٌ بِعِبَادِهٖ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ وَهُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيْزُ. يَا لَطِيْفُ يَا خَبِيْرُ يَا حَفِيْظُ

الزبیدی نے شرح احیاء میں فرمایا، اگر اس کے بعد اتنا اضافہ اور کر دیا جائے تو کوئی حرج نہیں۔ (بہتر ہے)

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلِّمْ.

۲۴۔ اسم اعظم

يَا حَلِيْمُ يَا عَلِيْمُ يَا عَلِيُّ يَا عَظِيْمُ

اس کے بارے میں بیان کیا جاتا ہے کہ ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ خلیفہ منصور عباسی کے پاس علامہ ابوبکر بن الولید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تشریف لائے۔ دیکھا کہ خلیفہ بہت ہی فکر و غم میں مبتلا ہے۔ خلیفہ نے آپ کو دیکھا تو کہا کہ کیا آپ کے پاس کوئی ایسی دعا ہے جو میرے غم کو دور کرے۔ آپ نے فرمایا کہ میں آپ کو ایک ایسی دعا بتاتا ہوں جو مشکلات کا حل کرنے والی اور بلاؤں کو دور کرنے والی ہے۔ ایک مرتبہ بصرہ شہر میں کسی شخص کے کان میں مچھر گھس کر اس کے دماغ میں چلا گیا۔ وہ شخص بیچارہ بہت پریشان ہوا۔ رات دن مرغ بسمل کی مانند تڑپتا رہا۔ اتفاق سے حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ایک شاگرد اس کو دیکھنے کیلئے تشریف لائے۔ اس شخص کی تشویناک حالت کو دیکھ کر فرمایا کہ تم کیوں نہیں وہ دعا پڑھتے جو حضرت علاء حضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شدید مصیبت و پریشانی کے وقت پڑھی تھی۔ اس شخص نے کہا کہ حضور! جلدی ارشاد فرمایئے وہ دعا کیا ہے؟

انہوں نے فرمایا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب حضرت علاء حضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جہاد کیلئے بحرین کی طرف روانہ فرمایا تو اتفاق سے ان کا لشکر راستہ سے بھٹک کر کسی صحرا میں جا نکلا۔ دن کے وقت جب

دھوپ کی تمازت سے ریت کا میدان بہت زیادہ گرم ہوا اور لشکر کے پاس پانی بھی ختم ہو گیا تو پیاس کی شدت سے لوگ بے حال ہو گئے۔ اس وقت حضرت علاء حضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی سواری سے اترے اور دو رکعت نفل نماز ادا کرنے کے بعد بارگاہ الٰہی میں اس طرح سے دعا مانگی:

یَاحَلِیۡمُ یَاعَلِیۡمُ یَا عَلِیُّ یَا عَظِیۡمُ اسۡقِنَا

ترجمہ: اے نہایت بردبار! اے سب کچھ جاننے والے! اے سب سے برتر! اے سب سے بزرگ پانی پلا ہم کو۔

حضرت علاء حضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابھی یہ دعا مانگی ہی تھی کہ عین اسی وقت بادل کا ایک ٹکڑا ان کے دائیں طرف سے آیا اور سارے لشکر پر پھیل گیا اور پھر اس قدر موسلا دھار بارش ہوئی کہ تمام لشکر والے سیراب ہو گئے۔ اس کے بعد بادل کا ٹکڑا وہاں سے غائب ہو گیا۔ دوسرے دن ان کو یہ مشکل پیش آئی کہ اثنائے راہ میں ایک دریا حائل ہو گیا جس کے کنارے پر نہ کوئی کشتی تھی اور نہ ہی کہیں کوئی پل بنا ہوا تھا۔ حیرت میں مبتلا ہو گئے کہ اب کیا کیا جائے کس طرح دریا کے پار جایا جائے۔ اس صورتحال کو دیکھتے ہوئے حضرت علاء حضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پھر دو رکعت نفل نماز ادا کی اور نماز پڑھنے کے بعد اس طرح سے بارگاہ الٰہی میں دعا مانگی۔

یَاحَلِیۡمُ یَاعَلِیۡمُ یَا عَلِیُّ یَا عَظِیۡمُ اَجِرۡنَا

ترجمہ: اے نہایت بردبار! اے سب کچھ جاننے والے! اے سب سے برتر! اے سب سے بزرگ پار اتار ہم کو (اس دریا سے)۔

اس کے بعد سارا لشکر مع سامان گھوڑے، اونٹ، گدھے وغیرہ سب دریا میں سے پار ہو گئے۔ کسی کا پاؤں تک بھی گیلا نہ ہوا۔ پھر حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے شاگرد نے اس مریض سے فرمایا کہ اے اللہ کے بندے! تو بھی یہی دعا پڑھ (تاکہ تیری بھی مشکل آسان ہو جائے) مریض نے صدق دل کے ساتھ ابھی اس دعا کو ایک ہی مرتبہ پڑھا تھا کہ مچھر اس کے دماغ سے نکلا اور اس کو جاتے ہوئے سب نے دیکھا اور مریض اسی وقت تندرست ہو گیا۔ چنانچہ اے امیر المومنین! آپ بھی یہی دعا پڑھیں۔

یہ سن کر خلیفہ منصور عباسی نے وضو کیا۔ دو رکعت نفل نماز ادا کی اور پھر بارگاہ الٰہی میں یوں دعا مانگی:

یَاحَلِیۡمُ یَاعَلِیۡمُ یَا عَلِیُّ یَا عَظِیۡمُ اکۡشِفۡ عَنَّا الۡهَمَّ

ترجمہ: اے نہایت بردبار! اے سب کچھ جاننے والے! اے سب سے برتر! سب سے بزرگ دور کر ہم سے یہ غم۔

خلیفہ ابھی دعا سے فارغ ہوا ہی تھا کہ ایک دم سے ہنس کر اٹھا اور کہا، الحمدللہ! میرا تمام غم اللہ تعالیٰ نے دور کر دیا۔

خلیفہ اس قدر شدید غم میں مبتلا تھا کہ اس نے غم کے غلبہ اور شدت کے باعث کھانا بھی نہیں کھایا تھا۔ اس نے اسی وقت کھانا طلب کیا اور اپنے مصاحبین کے ساتھ بیٹھ کر کھانا تناول کیا۔ (حیات الحیوان)

مندرجہ بالا واقعہ کی بنا پر علماء کرام کی ایک جماعت کا کہنا ہے کہ پروردگار عالم کے یہ چار اسماء مبارکہ اَلْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ الْحَلِیْمُ الْعَلِیْمُ اسم اعظم ہیں۔ اس کی سند میں علامہ ناسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا یہ قول پیش کیا جاتا ہے کہ انہوں نے تحریر کیا ہے کہ اسم اعظم اللہ ہے۔ یَاھُوْ ہے یا اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ یَا ھُوَالْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ الْحَلِیْمُ الْعَلِیْمُ ہے۔

حضرت ابوالحسن شاذلی کی ایک دعا جو کہ دعائے حزب البحر کے نام سے مشہور ہے اور اولیاء کرام کے تمام سلسلوں میں اس کے پڑھنے کا معمول ہے بہت ہی فضیلت و برکت والی یہ دعا ہے۔ اس دعا سے بے شمار لوگوں کی مشکلات حل ہوئیں۔ دعاؤں کو قبولیت کی سند بارگاہ الٰہی سے عطا ہوئی۔ بیماروں کو شفائے کاملہ ملی۔ اس دعا کا آغاز بھی اسم اعظم یَا عَلِیُّ یَا عَظِیْمُ یَا حَلِیْمُ یَاعَلِیْمُ سے ہوتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اسماء مبارکہ بہت زیادہ فضیلت و خواص رکھتے ہیں جو حسب ذیل ہیں:

۱۔ مقدمہ میں کامیابی:

اگر کوئی شخص کسی سنگین مقدمہ سے دوچار ہو اور اس میں فتح یابی کا کوئی امکان اسے نظر نہ آتا ہو تو وہ اسمائے مبارکہ: یَاحَلِیْمُ یَاعَلِیْمُ یَا عَلِیُّ یَا عَظِیْمُ کا بکثرت ورد کرے۔ اللہ تعالیٰ عزوجل اپنے فضل و کرم سے سنگین سے سنگین مقدمے میں اسے فتح و کامرانی عطا فرمائے گا۔

۲۔ مرض کی شدت میں کمی:

اگر کوئی شخص کسی شدید مرض میں مبتلا ہو اور کوئی دوا اس مرض کے سلسلے میں کارگر نہ ہوتی ہو تو چاہیے کہ باوضو حالت میں مریض کے پاس بیٹھ کر کثرت سے یہ اسماء پڑھے: یَاحَلِیْمُ یَاعَلِیْمُ یَا عَلِیُّ یَا عَظِیْمُ اس سے مرض کی شدت میں کمی ہو جائے گی۔ بیمار کی کمزوری و نقاہت بہت کم مدت میں جاتی رہے گی، جس میں پہلے جیسی قوت اور توانائی پیدا ہو جائے گی۔

۳۔ مہم میں کامیابی:

اگر کسی شخص کو کوئی سخت مہم یا کام درپیش ہو اور اس میں کامیابی کا حصول اسے سخت دشوار نظر آتا ہو تو وہ اسمائے

مبارکہ یَاحَلِیْمُ یَاعَلِیْمُ یَا عَلِیُّ یَا عَظِیْمُ ایک لاکھ 51 ہزار مرتبہ بطور ختم پڑھے۔ان شاءاللہ تعالیٰ العزیز اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے اس کو اسی ہفتے میں کامیاب وکامران فرمائے گا۔

۴۔حصولِ بلند مرتبہ:

جو شخص مندرجہ بالا اسماء کا بکثرت ورد کرے گا اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے اس کا مقام ومرتبہ دنیا والوں کے نزدیک اس طرح بڑھائے گا کہ وہ ذلت کی پستیوں سے نکل کر عزت کی بلندیوں پر پہنچ جائے گا۔ادنیٰ ہوتو اعلیٰ بن جائے گا،فقیر ہوتو مالدار ہوجائے گا اور غریب الوطن ہوتو باعزت طریقے سے وطن واپسی کا سامان مہیا ہوجائے گا۔ان اسماء مبارکہ کے ورد کی برکت سے اس کے مراتب کی ترقی انتہائی جلد ایسے ایسے انداز میں ہوگی کہ لوگ حیران رہ جائیں گے۔

۵۔عاقبت اندیشی کا پیدا ہونا:

جو شخص مندرجہ بالا اسماء کا بکثرت ورد کرے گا وہ ہر کام کو سمجھنے کی اہلیت سے بہرہ ور ہوگا اور ہر کام کا انجام اسے جلد معلوم ہوجایا کرے گا۔اس عاقبت اندیشی کی بدولت وہ اکثر برے کاموں سے بچا رہے گا اور اچھے کاموں کی طرف زیادہ راغب ہوگا۔

۶۔قوت حافظہ میں اضافہ:

جو شخص چالیس روز تک نہار منہ اپنے بچے کو 141 مرتبہ مندرجہ بالا اسماء پڑھ کر پانی پر دم کرکے پلائے گا وہ بچہ صاحب علم ہوگا اور اللہ تعالیٰ عزوجل کی رحمت سے اس کا ذہن اور حافظہ روشن ہوجائے گا۔

۷۔اچھے اوصاف پیدا ہونا:

جو شخص مندرجہ بالا اسماء کا بکثرت ورد کرے گا اس میں اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اچھے اوصاف پیدا ہوجائیں گے۔وہ کبھی بھی نازیبا بات منہ سے نہ نکالے گا اور جھوٹ بولنے کو نہایت برا سمجھے گا۔راست بازی اس کا نمایاں وصف ہوگا اور وہ ہر حال میں سچ بولنا اور سچ سننا ہی پسند کرے گا غرضیکہ یہ ورد اچھے اوصاف پیدا کرنے کیلئے بہت ہی مؤثر ہے۔

۸۔آنکھوں کی تکالیف سے نجات:

اگر کسی شخص کی آنکھیں دکھنے آئی ہوں،ان میں سرخی یا کوئی اور تکلیف ہو اور وہ تکلیف کسی طرح بھی نہ جاتی ہوتو

وہ ان اسماء کو 700 مرتبہ پڑھ کر پانی پر دم کرے پھر اس پانی کو سلائی سے آنکھوں میں لگائے۔ اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے تین دن میں آنکھوں کی تکلیف جاتی رہے گی اور آنکھیں بالکل ٹھیک ہو جائیں گی۔

۲۵- ادائے قرضہ کی دعائیں اسم اعظم ہیں

اکثر علمائے کرام کا اس پر اتفاق ہے کہ ذیل میں موجود دعائیں اسم اعظم ہے اور یہ ہر طرح کے غم وفکر اور پریشانی سے نجات کیلئے فوری اثرات کا حامل ہے اور ہر مقصد میں کامیابی کیلئے بہت ہی خوب ہے جو کہ یہ ہے:

يَا اَللّٰهُ يَا اَللّٰهُ اَنْتَ اللّٰهُ اَنْتَ اللّٰهُ بَلٰى وَاللّٰهِ اَنْتَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَللّٰهُ اَللّٰهُ اَللّٰهُ اَللّٰهُ وَاللّٰهِ اِنَّهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ.

ترجمہ: اے اللہ! اے اللہ! تو اللہ ہے تو اللہ ہے، ہاں، قسم اللہ کی تو ہی اللہ ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں، اللہ اللہ اللہ اللہ بے شک نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے۔

۱- ادائیگی قرض کا وظیفہ:

پروردگار عالم کے اسم اعظم کے اثرات کا ایک حوالہ حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی شہرہ آفاق تصنیف ''غنیۃ الطالبین'' سے بھی ملتا ہے۔ ادائیگی قرض کے بیان میں اور فصل غم کو دور کرنے کے ضمن میں حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ اس کی بابت ایک دعا اور ہے جو کہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مروی ہے کہ ان کی خدمت میں ان کے ایک دوست تشریف لائے اور وہ ان کو بزرگ جانتے تھے اور ان کی بہت عزت کرتے تھے۔ انہوں نے آپ سے عرض کیا کہ اے ابوسعید! میں قرضدار ہوں اور اس بات کا خواہاں ہوں کہ آپ مجھے پروردگار عالم کا اسم اعظم سکھا دیں (تاکہ مجھے اس کے وسیلہ سے قرض سے نجات ملے) آپ نے فرمایا کہ اگر تم اسم اعظم سیکھنے کی خواہش رکھتے ہو تو اٹھو اور وضو کرو۔ چنانچہ انہوں نے اٹھ کر وضو کیا۔ اس کے بعد حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے دوست سے فرمایا کہ کہہ:

يَا اَللّٰهُ يَا اَللّٰهُ اَنْتَ اللّٰهُ اَنْتَ اللّٰهُ بَلٰى وَاللّٰهِ اَنْتَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَللّٰهُ اَللّٰهُ اَللّٰهُ اَللّٰهُ وَاللّٰهِ اِنَّهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اِقْضِ عَنِّي الدَّيْنَ وَارْزُقْنِي بَعْدَ الدَّيْنِ

یعنی اے اللہ! اے اللہ! تو اللہ ہے، تو اللہ ہے، ہاں قسم اللہ کی تو ہی اللہ ہے نہیں کوئی معبود مگر تو ہی اللہ ہے۔ اللہ اللہ، قسم اللہ کی، بے شک کوئی معبود نہیں سوائے اللہ کے میرا قرض ادا فرما اور مجھے ادائیگی قرض کے بعد روزی

عطا فرما۔

پھر جب فجر طلوع ہوئی تو ان کے دوست نے اپنی جائے نماز کے پاس ایک سربمہر تھیلی دیکھی جس میں ایک لاکھ درہم پڑے ہوئے تھے اور تھیلی پر تحریر تھا کہ اگر تم اس سے زیادہ بھی مانگتے تو ہم تجھے عطا کرتے، تم نے ہم سے جنت کیوں نہ مانگی۔ اس کے بعد وہ دوست حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس آئے اور آپ کو اس واقعہ کے بارے میں آگاہ کیا، آپ اپنے دوست کے ہمراہ اس کے گھر تشریف لائے اور اپنی آنکھوں سے اس رقم کو دیکھا۔ آپ کے دوست نے کہا کہ میں اس بات پر شرمسار ہوں کہ میں نے اللہ کریم سے جنت کیوں نہ مانگی۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ یہ اسم اعظم تجھے تیری بھلائی کی خاطر ہی سکھایا تھا، پس تم اس اسم اعظم کو پوشیدہ رکھو، کہیں ایسا نہ ہو کہ حجاج کو اس بارے میں معلوم ہو جائے تو پھر کسی کو اس سے نجات نہ ملے گی۔

۲-قرض اتارنے کیلئے قرآنی دعا:

اللہ تعالیٰ کے اسم اعظم کے وسیلہ سے قرض سے فوری نجات کے ضمن میں امام طبرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل فرماتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ (ایک دفعہ) حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے روز ان کو نہ پایا پھر جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جمعہ ادا کی تو میرے پاس تشریف لا کر فرمایا: اے معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ! کیا وجہ ہے کہ تم مجھے نظر نہیں آئے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے ذمہ ایک یہودی کا ایک اوقیہ سونا ہے، میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضری کی نیت سے نکلا (لیکن وہ یہودی راستے میں مجھے مل گیا) اور مجھے اس نے آپ کے پاس آنے سے روک دیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: اے معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ! کیا میں تمہیں ایک ایسی دعا نہ سکھاؤں کہ تم وہ دعا مانگو تو اگر تم پر صبیر (یمن کے ایک پہاڑ کا نام) کے برابر بھی قرض ہو تو اللہ تعالیٰ اس سے تم کو سبکدوش فرمائے گا۔ (اس کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) اے معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ! اللہ تعالیٰ سے دعا مانگ اور کہہ:

اَللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ ز وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ط بِيَدِكَ الْخَيْرُ ط اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○ تُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَتُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ ز وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ ز وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ○ رَحْمٰنَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَرَحِيْمَهُمَا تُعْطِيْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُمَا وَتَمْنَعُ مَنْ تَشَآءُ اِرْحَمْنِيْ رَحْمَةً تُغْنِيْنِيْ بِهَا عَنْ رَحْمَةِ مَنْ سِوَاكَ

ترجمہ: اے اللہ! مالک تمام ملک کے دیتا ہے تو ملک جس کو چاہے اور چھین لیتا ہے ملک جس سے چاہے اور

عزت دیتا ہے جس کو چاہے اور ذلت دیتا ہے جس کو چاہے۔ تیرے ہی اختیار میں ہے، سب بھلائی۔ بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے۔ تو داخل کرتا ہے رات کو دن میں اور داخل کرتا ہے دن کو رات میں اور نکالتا ہے زندے کو مردے سے اور تو نکالتا ہے مردے کو زندے سے اور تو روزی دیتا ہے جس کو چاہے بے شمار۔ اے رحمٰن دنیا و آخرت کے اور رحیم دونوں کے، تو عطا فرماتا ہے جس کو چاہے (دنیا و آخرت) دونوں میں سے اور منع فرماتا ہے جس کو چاہے۔ رحم فرما مجھ پر ایسی رحمت کہ تو مجھے اس رحمت کے ساتھ دوسرے کی رحمت (مہربانی) سے بے نیاز کر دے۔

اور ایک دوسری روایت میں اس طرح سے آتا ہے کہ حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ ایک شخص کا میں نے قرضہ دینا تھا۔ چنانچہ میں اس سے ڈرا اور دو دن تک ٹھہرا رہا اور (گھر سے باہر) نہیں نکلا۔ پھر (جب) نکلا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (مجھے دیکھا تو) فرمایا: اے معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ! تمہیں کس چیز نے پیچھے رکھا؟ میں نے عرض کیا کہ میرے ذمہ ایک شخص کا کچھ قرض تھا چنانچہ میں اس سے ڈر گیا یہاں تک کہ مجھے شرم آئی اور میں نے اس بات کو برا سمجھا کہ وہ مجھے ملے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کیا میں تمہیں ایسے کلمات کے بارے میں نہ بتاؤں کہ تم ان کو پڑھو، اگر تم پر پہاڑوں کے برابر (بھی قرضہ) ہو (تو) اللہ تعالیٰ اسے ادا فرمائے گا۔ میں نے عرض کیا، ہاں (ضرور بتائیے) یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ارشاد فرمائیے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکورہ بالا دعا کا ذکر فرمایا مگر اس کے آخر میں ان الفاظ کا اضافہ فرمایا:

اَللّٰهُمَّ اَغْنِنِيْ مِنَ الْفَقْرِ وَاقْضِ عَنِّي الدَّيْنَ وَتَوَفَّنِيْ فِيْ عِبَادَتِكَ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِكَ.

ترجمہ: اے اللہ! غنی کر دے مجھے فقر سے اور ادا کر میرا قرضہ اور وفات دے مجھے اپنی عبادت اور اپنی راہ میں جہاد کرنے میں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے روایت کی ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِسْمُ اللّٰهِ الْاَعْظَمُ الَّذِيْ اِذَا دُعِيَ بِهٖٓ اَجَابَ فِيْ هٰذِهِ الْاٰيَةِ

یعنی اللہ تعالیٰ کا وہ اسم اعظم کہ جب اس کے ساتھ دعا کی جائے تو وہ قبول فرماتا ہے۔ (سورۂ آل عمران کی) اس آیت مبارکہ میں ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ آپ کہیں (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم!) اے اللہ! مالک تمام سلطنت کے تو جسے چاہے سلطنت دیتا ہے اور جسے چاہے سلطنت چھین لیتا ہے اور جسے چاہے عزت دیتا ہے اور جسے چاہے ذلت دیتا ہے۔ تیرے ہی اختیار میں ہے سب بھلائی بیشک تو ہر چیز پر قادر ہے۔

۲۵-اسم اعظم حضرت امام زین العابدین رضؓ

اسم اعظم کی تحقیق کے ضمن میں علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ کہا گیا ہے کہ اسم اعظم ھُوَ اللّٰہُ الَّذِیْ لَآ اِلٰـہَ اِلَّاھُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمُ ہے کیونکہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادے حضرت علی بن حسین (امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ مجھے اسم اعظم سکھا دیجئے۔ شب کو خواب میں دیکھا کہ انہیں کوئی یہ الفاظ تعلیم کر رہا ہے:

هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآاِلٰـهَ اِلَّاهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ

ترجمہ: وہی اللہ ہے جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں، وہی بڑے عرش کا مالک ہے۔

اس ورد کے فیوض و برکات حسب ذیل ہیں:

۱-دشمن کے شر سے بچے رہنا:

اگر کوئی دشمن کے شر سے محفوظ رہنا چاہتا ہو تو وہ ہر نماز کے بعد توجہ و یکسوئی کے ساتھ 313 مرتبہ مندرجہ بالا وظیفہ کو پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ وہ دشمن کے شر سے محفوظ رہے گا۔ دشمن کسی طرح کا نقصان پہنچانے کی جرأت نہ کر سکے گا۔ غرضیکہ اس ورد کا ذاکر دشمن کے شر اور ظالم کے ظلم سے بچا رہتا ہے۔

۲-حصولِ ذریعہ معاش:

اگر کسی کا ذریعہ معاش نہ ہو، رزق کی سخت تنگی ہو تو وہ ہر روز نماز فجر کے بعد 100 مرتبہ پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے اور رزق کی تلاش میں نکل کھڑا ہو۔ ان شاء اللہ تعالیٰ اسے وافر مقدار میں رزق نصیب ہوگا اور بہت اچھا ذریعہ معاش مل جائے گا۔

۳-اللہ تعالیٰ کی حفظ و امان میں رہنا:

اگر کوئی شخص مندرجہ بالا وظیفہ کا ورد کثرت سے کرتا رہے گا تو ان شاء اللہ تعالیٰ اللہ کی مہربانی اور اس وظیفہ کے ورد کی برکت سے اس کے مال و اموال اور اہل و عیال ہر طرح کی ارضی و سماوی آفات و بلیات سے محفوظ رہیں گے اور اس سلسلے میں وہ ہر اندیشے، ہر فکر اور ہر پریشانی سے بچا رہے گا اور اللہ تعالیٰ اسے اپنی حفظ و امان میں رکھے گا۔

۴-ہر جائز حاجت کا پورا ہونا:

اگر کوئی شخص نہایت عاجزی اور انکساری کے ساتھ مندرجہ بالا آیت کا ورد بکثرت کرے گا اللہ تعالیٰ اس آیت مقدسہ کے ورد کی برکت اور اپنے فضل و کرم کے ساتھ اس کی جائز حاجت روائی فرمائے گا اور ان شاء اللہ تعالیٰ اس کے سب کام سرانجام پائیں گے۔

۵-صادق القول بننا:

جو شخص صبح صادق سے پہلے نصف شب میں مندرجہ بالا آیت کو سجدے کی حالت میں 41 مرتبہ پڑھے گا اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اسے صادق القول بنائے گا۔اس کی زبان پر ہمیشہ سچ جاری ہوگا اور سچ کے سوا اور کوئی بات اس کی زبان سے نہ نکلے گی اور وہ ہمیشہ راستی پر قائم رہے گا۔

۶-مشکلات سے نجات:

اگر کوئی شخص کسی مشکل یا ایسی آزمائش سے دوچار ہو کہ اپنے بے گانے، دوست اور احباب سب منہ پھیر کر الگ ہو جائیں اور دنیا میں کوئی اس کا ساتھ دینے والا نہ ہو تو اسے روزانہ عشاء کی نماز کے بعد خلوت میں بیٹھ کر مندرجہ بالا آیت کا بکثرت ورد کرنا چاہیے۔اس وظیفہ کے ورد کی برکت سے ان شاء اللہ تعالیٰ وہ وقت جلد آئے گا کہ اس کی مشکل دور ہو جائے گی اور وہی اپنے بے گانے اور دوست واحباب جو منہ پھیر کر الگ ہو گئے تھے کشائش زندگی میں کامیابی کے حصول پر اس کے ورد سے اس کے قریب ہو جائیں گے۔

۲۷-اسم اعظم يَامَالِكَ الْمُلْكِ

بعض اہل علم حضرات نے مَالِكَ الْمُلْكِ کو بھی اسم اعظم کہا ہے کیونکہ یہ اسم اللہ تعالیٰ کی کائنات میں اس کی بادشاہت کی عکاسی کرتا ہے اور اللہ اپنے ملک میں جس طرح چاہتا ہے تصرف کرتا ہے اور اس کے فیصلہ اور حکم کو کوئی رد کرنے والا نہیں ہے۔ مالک وہ ہوتا ہے جس کی قدرت کامل ہو اور تمام موجودات ایک کی مملکت ہوں اور جو اس تمام مملکت کا خود مختار ہو وہ مالک ہے اور جب یہ تمام عالم ایک ہی سلطنت و مملکت ہے کیونکہ بعض اشیاء بعض سے متعلق ہیں تو من وجہ یہ ایک ہوئیں اور چونکہ ہر شے اپنے وجود خلقت میں خدا کی محتاج ہے اس لحاظ سے بھی ان کا وجود در اصل

ایک ہے کیونکہ ان سب کا موجد ایک ہے اسے مثلاً یوں سمجھ لیجئے کہ بدن انسانی ایک مملکت ہے لیکن اس میں بہت سے اعضاء اور سینکڑوں ہڈیاں اس کے ساتھ متعلق ہیں جو اس کے وجود کی معاون ہیں اور ان اوصاف کے باوجود ایک ہی تصور کیا جاتا ہے۔ یہی تمام کارخانہ عالم کا حال ہے کہ چیز ایک ہے اور دنیا میں جتنی اشیاء موجود ہیں وہ سب اس کے اعضاو اجزا ہیں جو اصل شے یعنی عالم کے معاون ہیں اور یہ تمام اعضاء و اجزاء وجود خداوندی پر دال ہیں اور اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک ان کا مالک ہے اور وہ ہر شے کا بندوبست فرما رہا ہے۔ اس لحاظ سے وہ مَالِكَ الْمُلْكِ ہے۔

اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہمیشہ ہمیشہ کی ہے جبکہ انسان کی ملکیت اسی کی عطا کردہ ہے اور مقررہ وقت کیلئے ہے۔ اس کے علاوہ انسان چونکہ فانی ہے اور اس کی ملکیت بھی فانی ہے کیونکہ انسان جب دنیا میں آتا ہے تو بالکل خالی ہاتھ ہوتا ہے نہ اس کے قبضے میں کوئی زمین ہوتی ہے نہ باغ نہ دکان۔ وہ ایک پھوٹی کوڑی کا مالک بھی نہیں ہوتا اور جب اس دنیا سے جاتا ہے تو اس کے ساتھ نہ اس کی دکان جاتی ہے نہ مکان نہ روپیہ۔

جب بڑا ہو جاتا ہے تو مالک و مکان اور باغ کا مالک ہو جاتا ہے اور صرف انہی چیزوں کا نہیں بلکہ سینکڑوں چیزوں کا مالک بن جاتا ہے کیا وہ یہ چیزیں ساتھ لایا ہے؟ اور کیا اپنے ساتھ لے جاتا ہے؟ اگر جواب نفی میں ہے تو کیا پھر وہ ان چیزوں کا مالک ہوا؟ اگر وہ ان چیزوں کا مالک ہوتا تو انہیں ساتھ لے جاتا دوسروں کیلئے ہرگز نہ چھوڑتا اور اگر واقعی مالک ہوتا تو انہیں اپنے ساتھ لاتا۔ معلوم ہوا کہ مالک حقیقی کوئی اور ہی ہے۔ نہ انسان نہ اس کے باپ دادا اور نہ بیٹے پوتے۔ اصل مالک وہی تھا۔ وہی ہے اور وہی رہے گا۔ البتہ اس کے کارندے بدلتے رہتے ہیں۔ گویا اس ساری کائنات کا مالک وہی ٹھہرا کیونکہ اصل مالک تو وہ ہوتا ہے جس کی ملکیت کو سلب نہ کیا جا سکے اور جب انسان کی ملکیت اس کے مرتے ہی سلب کر لی جاتی ہے تو مالک نہ ہوا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ ہی حقیقی مَالِكَ الْمُلْكِ ہے۔

شیخ ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ تو ایک دروازے کو لازم پکڑ لے (یعنی اللہ کے دروازے کو) تیرے لئے تمام دروازے کھل جائیں گے اور تو ایک مالک واحد کے سامنے جھک جا۔ تمام دنیا کی گردنیں تیرے سامنے جھک جائیں گی۔

اس اسم اعظم کے وسیلے سے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی ان تمام دعاؤں کو قبول فرماتا ہے جو اس کی اس شان سے متعلقہ ہوتی ہیں۔ اس اسم کے وظائف حسب ذیل ہیں:

۱۔ حصولِ تعظیم و تکریم:

اگر کوئی شخص اسم مبارک یَامَالِكَ الْمُلْكِ کا بکثرت ورد کرے گا تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اسے دنیا اور آخرت یعنی دونوں جہانوں میں عزت اور وجاہت عطا فرمائے گا وہ جہاں جائے گا اس کی تعظیم و تکریم ہوگی غرضیکہ

اسے ہر جگہ عزت اور احترام کی نظروں سے دیکھا جائے گا۔

۲۔حصولِ جاہ واقتدار:

اگر کوئی جاہ وحکومت کا متمنی ہو تو اسے چاہیے کہ روزانہ کسی خالی مکان میں ترک حیوانات کے ساتھ ۵۰۰ بار پڑھتا رہے۔متواتر ایک سال پڑھے ان شاء اللہ تعالیٰ اپنے مقصد میں کامیاب ہوگا اور اسے حکومت میں اقتدار حاصل ہوگا۔

۳۔حصولِ صبر وسکون:

اگر کوئی شخص اسم مبارک یَامَالِكَ الْمُلْكِ کو دس ہزار مرتبہ پڑھے تو اسے اس کی کھوئی ہوئی چیز مل جائے گی یا پھر دل کو صبر آ جائے گا اور جو بے چینی چیز یا مال کے گم ہو جانے سے پیدا ہوئی تھی وہ جاتی رہے گی اور طبیعت میں سکون پیدا ہو جائے گا۔

۴۔جابر حاکم کا مہربان ہونا:

اگر کسی ظالم حاکم کے سامنے جانے کی ضرورت پیش ہو تو باوضو حالت ہو 212 مرتبہ یَامَالِكَ الْمُلْكِ پڑھ کر بارگاہ الٰہی میں دعا مانگے اور پھر حاکم کے سامنے اپنے کام کی غرض سے جائے ان شاء اللہ تعالیٰ حاکم مہربانی اور حسن سلوک سے پیش آئے اور جس مقصد کیلئے جائے اس میں کامیابی نصیب ہو۔

۵۔حصولِ غنی:

اگر کوئی شخص اس اسم پاک یَامَالِكَ الْمُلْكِ کو اس کے اعداد کے موافق یعنی 212 مرتبہ روزانہ مع طاق اعداد درود شریف کے پڑھنے کا معمول بنا لے تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے اسے غنی فرما دے گا اور وہ لوگوں کا محتاج نہ رہے گا۔اسے بے پناہ دولت ملے گی۔ایک اور قول کے مطابق اگر کوئی تنگدست بکثرت اس اسم مبارک کا ورد کرتا رہے تو خوشحال ہو جائے گا اور لوگوں کی محتاجی سے ہمیشہ محفوظ رہے گا۔

۶۔حصولِ شہرت دوام:

اگر کوئی شخص اسم مبارک یَامَالِكَ الْمُلْكِ کو سات ہزار مرتبہ روزانہ پڑھے گا اور ساری عمر پڑھنے کا عزم رکھے گا اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے اسے شہرت دوام سے نواز دے گا اور دنیا میں کوئی شخص اس کی عزت پر کبھی حملہ نہ کر سکے گا

اور نہ اس پر غالب ہو سکے گا۔

۷۔ حصولِ عہدہ:

اگر کوئی کسی خاص عہدہ یا مرتبہ کے حصول کیلئے صدق دل اور توجہ و یکسوئی کے ساتھ باوضو حالت میں ہر روز یَامَالِكَ الْمُلْكِ 1100 مرتبہ یہ اسم پاک پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے تو ان شاء اللہ تعالیٰ جلد ہی اسے اپنے مقصد میں کامیابی ہو۔

۲۸- سَلَامٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبِّ الرَّحِیْمِ اسم اعظم ہے

بعض اہل علم حضرات نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا قول اسم اعظم ہے۔ اس لئے قرآن مجید کی اس آیت کو بھی اسم اعظم قرار دیا ہے۔

سَلَامٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبِّ الرَّحِیْمٌ

رب کے قول میں سلامتی اور رحمت

یہ آیت سورۂ یٰسین کا دل ہے اور خواص کے لحاظ سے بہت مفید اور مجرب ہے۔ سلامتی روزگار اور اللہ کی رحمت کے حصول کیلئے یہ وظیفہ بہت ہی مؤثر ہے۔ اس وظیفہ کو پڑھنے والا ہمیشہ اللہ کی پناہ میں رہتا ہے۔ تندرست اور باعزت رہتا ہے۔ جس چیز کی جائز خواہش کرتا ہے اللہ پوری کر دیتا ہے، اسے روزانہ پڑھنے والا صاحب ایمان مرتا ہے۔ مخلوق خدا میں ہمیشہ باعزت رہتا ہے۔ حتیٰ کہ دشمن تک بھی اس کے گرویدہ ہو جاتے ہیں۔ اگر کوئی مشکل درپیش آ جائے تو اسے پڑھنے سے دور ہو جاتی ہے۔ اسے پڑھنے کے چند طریقے حسب ذیل ہیں:

۱- خاتمہ بالخیر:

بعد نماز فجر اور بعد نماز عشاء اسے روزانہ تاحیات کثرت سے پڑھنا خاتمہ بالخیر کا ذریعہ بنتا ہے اور اس کا انجام بخیر ہوتا ہے۔ عالم سکرات، قبر اور پل صراط کی منزلیں اس پر آسان ہو جاتی ہیں۔ قبر میں ہمیشہ راحت میسر آتی ہے۔

عبادت میں رغبت پیدا ہوتی ہے۔ اس وظیفہ کا سب سے بڑا فائدہ تو سکونِ قلب ہے کیونکہ اسے ہر نماز کے بعد چند مرتبہ پڑھتے رہنے سے سکون میسر رہتا ہے۔

۲-امن اور سلامتی:

جس گھر یا مقام پر جھگڑا رہتا ہو یا میاں بیوی میں سلوک اتفاق نہ رہتا ہو ذرا ذرا سی بات پر لڑائی جھگڑے کی نوبت پہنچتی ہو۔ تو اس صورت میں اس وظیفہ کو 111 مرتبہ روزانہ 90 دن تک پڑھنے سے سکون پیدا ہوتا ہے۔ لڑائی جھگڑا ختم ہوتا ہے ایسے ہی اگر ساس یا بہو میں جھگڑا رہتا ہو تو اسے 40 یوم تک روزانہ 3125 مرتبہ پڑھنے سے پیار اور محبت کی فضا قائم ہوتی ہے۔ لڑائی جھگڑا ختم ہو جاتا ہے۔ ویسے بھی اسے سوتے اور اٹھتے وقت چند بار پڑھ لینے کا معمول بنا لینے سے ہمیشہ پریشانیوں سے نجات رہتی ہے۔

۳-قضائے حاجت:

کسی خاص مقصد کو پیش نظر رکھ کر اسے پڑھنا حاجت پوری ہونے کا ذریعہ بنتا ہے۔ ایک بزرگ کا قول ہے کہ اگر کسی کو کوئی خاص حاجت درپیش ہو تو اسے چاہیے کہ تہجد کے وقت اپنے گھر میں کسی علیحدہ جگہ پر یا مسجد میں دو رکعت نفل پڑھے اور اس کے بعد کھڑے ہو کر اس وظیفہ کو 1111 مرتبہ پڑھے اور 40 دن تک یہ عمل جاری رکھے ان شاء اللہ اس کی حاجت پوری ہوگی۔

۴-شفائے امراض:

شفائے امراض کیلئے بھی یہ عمل بہت مؤثر ہے۔ اس لئے اگر کوئی شخص اکثر بیمار رہتا ہو تو اسے چاہیے کہ اسے روزانہ 2100 مرتبہ پڑھنا شروع کر دے اور تادم شفا پڑھتا رہے۔ ان شاء اللہ، اللہ تعالیٰ اسے صحت یاب کر دے گا۔ ایسے ہی اگر کوئی مریض شدید مرض میں مبتلا ہو تو اس کے لواحقین کو چاہیے کہ مریض کے سرہانے بیٹھ کر تسبیح پر اس طرح یہ وظیفہ پڑھیں کہ تسبیح مریض کے سر سے مس ہوتی رہے اور 700 کی تعداد پوری کریں پھر اس تسبیح کو مریض کے تکیہ کے نیچے رکھ دیں۔ دوسرے دن پھر اسی طرح پڑھیں حتیٰ کہ سات روز تک یہی عمل کریں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ مرض جاتا رہے گا۔ اگر ایسا نہ ہو تو پھر خاتمہ بالخیر ہو جائے گا۔

۵-دوسروں کا مہربان ہونا:

اس وظیفہ کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ جو شخص اسے بلا ناغہ 819 مرتبہ پڑھنے کا معمول بنا لیتا ہے۔ دوسرے لوگ اس پر مہربان ہونے لگتے ہیں۔ ہر امیر و غریب اسے پسند کرتا ہے یعنی اس وظیفہ میں تسخیر خلق کی تاثیر بھی بہت زیادہ

ہے۔ ایک بزرگ کا قول ہے کہ اس اسم کا ذاکر بوجہ علم وسخا مشہور ہوجاتا ہے اور شہر بہ شہر عوام و خواص اس کی مدح کرنے لگتے ہیں۔ لہٰذا ایسا عامل جو تسخیر خلق کی سوچ رکھتا ہو تو اسے چاہیے کہ اس آیت کا عمل کرے۔ اس آیت کو روزانہ 6250 مرتبہ پڑھے اور 40 دن تک اس کی پڑھائی جاری رکھے۔ اس کے بعد وہ شخص اس کا عامل بن جائے گا اور لوگ اس کی طرف رجوع کرنے لگیں گے۔

۶۔ ام الصبیان سے نجات:

جس عورت کے بچے ام الصبیان کے مرض سے مرجاتے ہوں تو عامل کو چاہیے کہ شروع حمل سے بچے کے دودھ پینے تک یہی عمل اس عورت کیلئے کرے۔ ایک روٹی کا ٹکڑا اور اس پر تین مرتبہ سَلَامٌ قَوْلًا مِّن رَّبٍّ رَّحِيمٍ لکھے اور پھر اس ٹکڑے کو حاملہ کو کھلائے اگر اس طرح نہ کر سکے تو زعفران سے اس آیت کو کاغذ پر لکھیں اور زعفران پانی میں گھول کر مریض کو پلائیں۔ اللہ تعالیٰ مہربانی فرمانے والا ہے۔

۷۔ نیک کاموں کی طرف راغب ہونا:

اگر کوئی شخص اس ورد کو کثرت سے پڑھے گا تو وہ اللہ کی رحمت کے باعث بری عادات اور برے کاموں سے محفوظ رہے گا اور وہ نیک کاموں کی طرف راغب ہوجائے گا۔ برائی سے اس کے دل میں نفرت پیدا ہوجائے گی۔

۸۔ مصیبت سے نجات:

اگر کوئی شخص کسی مصیبت میں پھنس گیا ہو اور اسے وہاں سے نکلنے کیلئے کوئی صورتحال نظر نہ آتی ہو تو اسے چاہیے کہ ہر نماز کے بعد اس ورد کو 313 مرتبہ پڑھنے لگے اور تا حصول مقصد اس عمل کو جاری رکھے۔ اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے مصیبت سے نجات ملے گی۔

۹۔ مرتے دم تک تندرست رہنا:

جو شخص اس وظیفہ کو روزانہ 1100 مرتبہ بعد نماز پڑھنے کا معمول بنالے گا وہ اللہ کے فضل و کرم کی بدولت ہمیشہ تندرست و توانا رہے گا اور وہ مرتے دم تک کسی کا محتاج نہ ہوگا۔

۱۰۔ علم اور قوت حافظہ میں اضافہ:

جو شخص اس ورد کو کثرت سے پڑھنے کا معمول بنائے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کے علم اور قوت حافظہ میں اضافہ فرمادے گا۔ اگر کسی کو مرض نسیان ہو تو وہ بھی درست ہوجائے گا۔

۲۹- مجموعہ اسم اعظم

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسم اعظم کے بارے میں ایک رسالہ تحریر فرمایا ہے۔ اس رسالہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ اس دعا میں وہ تمام الفاظ موجود ہیں جن کیلئے اسم اعظم ہونے کا قول پایا جاتا ہے اور وہ دعا یہ ہے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِاَنَّ لَكَ الْحَمْدُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ یَا حَنَّانُ یَا مَنَّانُ یَا بَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یَا ذَاالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ یَا خَیْرَ الْوَارِثِیْنَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ یَا سَمِیْعُ الدُّعَآءِ یَا اَللّٰهُ یَا اَللّٰهُ یَا اَللّٰهُ یَا عَالِمُ یَا سَمِیْعُ یَا عَلِیْمُ یَا حَكِیْمُ یَا مَالِكَ الْمُلْكِ یَا مَالِكُ یَا سَلَامُ یَا حَقُّ یَا قَدِیْمُ یَا غَنِیُّ یَا مُحِیْطُ یَا حَكِیْمُ یَا عَلِیُّ یَا قَاهِرُ یَا رَحْمٰنُ یَا رَحِیْمُ یَا سَرِیْعُ یَا كَرِیْمُ یَا مَخْفِیُّ یَا مُعْطِیُّ یَا مَانِعُ یَا مُحْیِ یَا مُقْسِطُ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ یَا اَحْمَدُ یَا حَمْدُ یَا رَبُّ یَا رَبُّ یَا رَبُّ یَا وَهَّابُ یَا غَفَّارُ یَا قَرِیْبُ یَا لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِیْنَ

ترجمہ: اے اللہ! میں آپ سے اس ذریعہ سے سوال کرتا ہوں کہ تمام تعریفیں آپ ہی کیلئے خاص ہیں، آپ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، اے احسان کرنے والے، اے آسمان وزمین کے بنانے والے، اے بڑائی والے، اے عزت والے، اے بہترین وارث، اے سب سے زیادہ رحم فرمانے والے، اے دعاؤں کے سننے والے، اے اللہ، اے اللہ، اے اللہ، اے جاننے والے، اے بہت سننے والے، اے بہت جاننے والے، اے بردبار، اے ملک کے بادشاہ، اے مالک، اے سلامتی کے مالک، اے سچے، اے ہمیشہ رہنے والے، اے مالدار، اے ہر شے کا احاطہ کرنے والے، اے حکمت کے مالک، اے بلند، اے زبردست، اے بہت رحم فرمانے والے، اے رحمت والے، اے کاموں کے جلدی کرنے والے، اے قابل عزت، اے چھپانے والے، اے دینے والے، اے روکنے والے، اے زندہ کرنے والے، اے انصاف کرنے والے، اے زندہ، اے عالم کا انتظام کرنے والے، اے لائق تعریف، اے سراپا تعریف، اے میرے پروردگار، اے میرے پروردگار، اے بہت دینے والے، اے بہت مغفرت فرمانے والے، اے قریب، اے وہ ذات کہ آپ کے سوا کوئی معبود نہیں، آپ کی ذات ہر عیب سے منزہ ہے، یقیناً میں گنہگار رہوں۔"

اللہ کا ہر نام اسم اعظم ہے

دلائل از روئے احادیث

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے ایک بار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان الفاظ میں دعا کرتے سنا:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِاسْمِکَ الطَّاھِرِ الطَّیِّبِ الْمُبَارِکِ الْاَحَبِّ اِلَیْکَ الَّذِیْ اِذَا دُعِیْتَ بِہٖ اَجَبْتَ وَاِذَا سُئِلْتَ بِہٖ اَعْطَیْتَ وَاِذَا اسْتُرْحِمْتَ بِہٖ رَحِمْتَ وَاِذَا سْتُفْرِجْتَ بِہٖ فَرَّجْتَ

ترجمہ: اے اللہ میں آپ سے تیرے پاک وصاف اور مبارک نام کے ذریعے سوال کرتا ہوں۔ وہ نام جو آپ کو بہت محبوب ہے اور جس کے ذریعے جب بھی آپ سے سوال کیا جاتا ہے تو آپ عطا فرماتے ہیں۔ جب آپ سے رحمت طلب کی جاتی ہے تو رحمت فرماتے ہیں اور جب بھی اس کے ذریعے آپ سے کشادگی طلب کی جاتی ہے تو آپ کشادگی فرماتے ہیں۔

اس دعا کے کچھ عرصہ بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا: اے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا! کیا تو یہ بات جانتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے وہ اسم اعظم سکھا دیا ہے جس کے ذریعے تمام دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں مجھے بھی سکھا دیجئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا وہ تیرے لئے مناسب نہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں میں یہ سن کر ایک طرف ہو کر بیٹھ گئی اور کچھ دیر کے بعد پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک کو بوسہ دیا اور پھر وہی سوال عرض خدمت کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اگر میں تجھے وہ اسم بتا دوں تو میں تیرے لئے یہ مناسب نہیں سمجھتا کہ تو اس کے ذریعے سے دنیا طلب کرے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں یہ جواب سن کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت سے اٹھی، جا کر وضو کیا، دو رکعت نماز پڑھی اور یہ دعا مانگنی شروع کی:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَدْعُوْکَ اللّٰہُ وَاَدْعُوْکَ الرَّحْمٰنُ وَاَدْعُوْکَ الْبَرُّ الرَّحِیْمُ وَاَدْعُوْکَ بِاَسْمَآئِکَ الْحُسْنٰی کُلِّھَا مَا عَلِمْتُ مِنْھَا وَ مَالَمْ اَعْلَمْ اَنْ تَغْفِرْلِیْ وَتَرْحَمْنِیْ

ترجمہ: اے اللہ میں تجھ کو اسم اللہ کے ذریعے اور اسم رحمٰن اور اسم بر کے ذریعہ پکارتی ہوں اور تجھے تیرے اسمائے حسنیٰ کے ذریعہ پکارتی ہوں۔ میں جانتی ہوں یا نہ جانتی ہوں کہ آپ میری مغفرت فرما دیجئے اور مجھ پر رحم کیجئے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا سنکر مسکرانے لگے اور ارشاد فرمایا وہ اسم اس دعا میں پوشیدہ ہے۔

(ابن ماجہ جلد دوم ابواب الدعا باب اسلم اللہ اعظم حدیث 1655۔)

اس حدیث سے ظاہر ہے کہ حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بعض اسماء کا ذکر کر کے بالاسماء الحسنٰی کا لفظ بھی فرمایا تھا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اسم اعظم انہی اسماء میں ہے جن سے تو نے دعا کی ہے۔ اسم اعظم جملہ اسماء حسنٰی کے اندر مخفی ہے۔ جو وظیفہ کا ورد کثرت سے کرتے ہیں اس سے ان کے درجات میں اضافہ ہوتا ہے۔

ا۔ عبادت کا شوق پیدا ہونا:

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبولیت حاصل کرنے کیلئے بعد نماز عشاء اوّل و آخر گیارہ مرتبہ درود پاک پڑھیں اور درمیان میں 3125 مرتبہ اس کا ورد کریں۔ اس سے اللہ تعالیٰ دل میں عبادت کا ذوق وشوق پیدا فرما دے گا اور بندے کی توجہ خدا تعالیٰ کی طرف مبذول ہو جائے گی۔

۲۔ جانی و مالی نقصان سے محفوظ رہنا:

زندگی میں حادثہ کا پیش آ جانا عقل سے بعید نہیں۔ اس لئے ایسے کام کرنا جن میں حادثہ ہونے کا خطرہ ہو، جیسے ڈرائیور کی ڈیوٹی دینا یا کسی مشین پر کام کرنا، فوجیوں کی سروس عموماً حادثات سے دوچار ہوتی ہے اس لئے فوجی سپاہیوں، دریا میں کشتی چلانے والے ملاحوں، بس، کار، رکشا اور انجن ڈرائیوروں کیلئے اس اسم کا ورد بہت مفید ہے۔ انشاء اللہ اسے پڑھنے والا ہمیشہ حادثات سے محفوظ رہے گا۔ جو شخص پہاڑی علاقے میں سفر پر جائے تو راستے میں اسے پڑھتا جائے انشاء اللہ زندہ اور صحیح سلامت اپنے گھر واپس آئے گا۔ اس کا ورد جانی اور مالی نقصان سے محفوظ رکھتا ہے اس لئے جو شخص اسے روزانہ 100 مرتبہ پڑھتا رہے وہ ہمیشہ پُرسکون اور بحفاظت رہے گا۔

۳۔ غربت اور تنگدستی دور ہونا:

ہر نماز کے بعد کثرت سے ذکر کرنے سے بگڑے کام سنور جاتے ہیں۔ غربت اور تنگدستی کو دور کرنے کیلئے بھی یہ اسم مبارک اکسیر کی حیثیت رکھتا ہے۔ ہر نماز کے بعد 174 مرتبہ پڑھیں اوّل و آخر تین تین مرتبہ درود پاک پڑھیں

انشاء اللہ تعالیٰ کبھی مفلسی وقلاش نہ رہے گا۔ اللہ تعالیٰ مال ودولت سے نوازے گا۔ اس کی جائز دلی مراد کو پورا فرمائے گا۔

۴۔ کاروبار اور ملازمت میں ترقی:

کاروبار کی ترقی اور ملازمت میں بلند مرتبہ حاصل کرنے کیلئے نماز فجر کے بعد اعداد کی تعداد کے مطابق یعنی 174 مرتبہ پڑھنے سے مطلوبہ مقصد میں کامیابی نصیب ہوتی ہے۔ ایک اور قول کے مطابق جو شخص اس اسم مبارک کا بکثرت ورد کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے خوشحال کر دیتا ہے اور اس کی کمائی میں خیر وبرکت بھی عطا فرماتا ہے۔ غرضیکہ یَـامَـالِكَ الْمُلْكِ کا ورد کرنے والا اسدا توکل علی اللہ کی نعمت سے فیض یاب رہتا ہے اور وہ اللہ کے سوا کسی دوسرے پر بھروسہ نہیں کرسکتا۔

۵۔ کسی کو اپنی طرف مائل کرنے کا عمل:

اگر کسی شخص کو اپنی طرف مائل کرنا مقصود ہو تو اس ورد کو خلوت میں بیٹھ کر سحری کے وقت 40 دن تک 1218 مرتبہ روزانہ پڑھیں۔ انشاء اللہ جس کسی کو اپنی طرف مائل کرنے کا تصور دل میں کریں گے وہی مائل ہو جائے گا۔ ایک اور عامل کا کہنا ہے کہ جو صبح صادق سے لے کر سورج نکلنے تک اس ورد کو کثرت سے پڑھے گا انشاء اللہ اسے تسخیر حاصل ہوگی۔

یَا اَللّٰہُ

یَا اَللّٰہُ (اے اللہ)

اے اللہ! تیرا نام اللہ ہے جو تیرے سوا کسی اور کیلئے نہیں اور یہ صرف تیرے لئے ہی ہے کیونکہ تیرے سوا اور کوئی اللہ ہوسکتا نہیں۔ تیرا نام ہی اسم اعظم ہے اور لفظ اللہ کا ایک ایک حرف کامل ہے اور تیری ذات پر دلالت کرتا ہے۔ اللہ وہ ہے کہ جسے روز ازل میں ہر روح نے مانا کہ تو ہمارا اللہ ہے۔ اے اللہ! تو اس لئے اللہ ہے کہ ہر کوئی تیرا طالب ہے اور تو اس کا مطلوب ہے اور کوئی تجھے کسی نہ کسی رنگ میں اپنا محبوب بنائے بیٹھا ہے۔ اے اللہ تو اس لئے اللہ ہے کہ ہر کوئی تیری تلاش میں شام وسحر سرگرداں ہے۔ اے اللہ! تو اس لئے بھی اللہ ہے کہ ہر بندے کی منزل تو ہی ہے۔ ہم تیرے ہیں اور تو ہمارا ہے۔ درمیان میں کچھ بھی نہیں۔ اے اللہ! تو اس لئے اللہ ہے کہ تجھے اللہ کہنے سے دل سکون کے سمندر میں ڈوب جاتا ہے اور ایسا سکون پاتا ہے جو تیرے سوا اور کہیں سے نہیں مل سکتا۔ اے اللہ! جسے تو نے چاہا اپنی معرفت سے مالا مال کر دیا تو اس لئے بھی اللہ ہے کہ تیرا نام لینے سے دل بیقرار قرار پاتا ہے۔ ہر دل تیرا شیدا ہے۔ ہر روح تجھ پر شیفتہ اور فریفتہ ہے۔ تیری شان اعلیٰ ہے تو اتنا حسین وجمیل ہے کہ ہمارے فہم وادراک سے بلند وبالا ہے۔ تو اس لئے بھی اللہ ہے کہ تو ہمارا معبود اور ہم تیرے بندے ہیں کیونکہ تیرے سوا اور کوئی معبود بننے کے لائق نہیں۔ ہر چیز تیری تسبیح خواں ہے اور ہر چیز تیری بارگاہ ہی میں سجدہ ریز ہوتی ہے۔

اللہ وہ ہے جو احد اور واحد ہے۔ اس کی ذات میں کوئی دوسرا اس کا شریک نہیں۔ وہ کائنات کی ہر شے کا خالق ہے۔ ہر شے کا رب اور ہر شے کا مالک ہے۔ اللہ وہ ہے کہ زمین وآسمان کے خزانے اسی کے قبضہ میں ہیں کیونکہ وارض وسماء کا مالک ہے۔ اللہ وہ ہے کہ جو ہمارے دلوں کی چھپی ہوئی چیزوں اور سینوں میں ڈھکے ہوئے رازوں کو جانتا ہے۔ اللہ وہ ہے جو تحت الثریٰ اور فوق ثریا تک کی تمام غائب حقیقتوں کو جاننے والا ہے۔ اللہ وہ ہے جو رات کو دن میں اور دن کو رات میں بدلتا ہے۔ اللہ وہ ہے جو آسمانوں سے بارش برسا کر زمین سے سبزہ اگاتا ہے۔ اللہ وہ ہے کہ جو خاکی بندوں کو اپنے نوری ملائکہ سے بڑھ کر شان عطا فرما دیتا ہے۔ اللہ وہ ہے جو سالکوں کو راہ حق دکھلاتا ہے اور طالبوں کی طلب پوری کرتا ہے۔ اللہ وہ ہے جو اپنی رحمت سے ہر چیز کو پال رہا ہے اور اپنے رحم سے اپنے بندوں پر فضل وکرم کی بارش کرتا ہے۔ اللہ وہ ہے کہ اپنے ملک میں جسے چاہتا ہے عزت بخشتا ہے اور جس سے چاہتا ہے عزت چھین لیتا ہے۔ جسے وہ عطا فرمائے اسے کوئی روک نہیں سکتا اور جس سے وہ چھینے اسے کوئی دے نہیں سکتا۔ وہ اپنے ملک کی ہر چیز کا

مالک ہونے کے ساتھ محافظ بھی ہے۔ اللہ وہ ہے کہ جب کسی چیز کو کرنے کا ارادہ فرماتا ہے تو کہتا ہے ''کن'' تو پس وہ اسی وقت جس طرح چاہتا ہے ہو جاتی ہے۔ گویا کہ اس کائنات کو گہری نظر سے دیکھ اس کے جلوہ کے سوا کچھ نظر نہیں آئے گا۔ اس لئے میرے دوست! اسے دل و جان سے مان لے اور اس کے میخانہ میں سے توحید کا پہلا گھونٹ پی کر دونوں عالم سے بے خبر اور بیگانہ ہو جا اور زندگی کا ہر لمحہ اسی کی یاد میں گزار دے اور یہی سب سے بڑی خوش قسمتی ہے اور چونکہ یہ اسم اسم اعظم ہے اس لئے اس کا ورد تمام اسرار و رموز کا خزانہ ہے۔ ہر قسم کے فیوض و برکات کا منبع ہے اس لئے جو اس اسم کا ہمیشہ ورد کرے اسے دین و دنیا میں کسی چیز کی کمی نہ رہے گی۔ یہ اسم جمال کا مظہر ہے۔ لفظ اللہ قرآن مجید میں 2360 مرتبہ آیا ہے۔

حضرت امام غزالی نے لکھا ہے کہ اللہ اس موجودہ حق کا نام ہے جو صفات الٰہیت کا جامع، اوصاف ربوبیت سے موصوف اور وجود حقیقی سے ممتاز ہے۔ اس کے سوا کوئی موجود وجود بذاتہٖ کا مستحق نہیں ہے اور ہر موجود نے اسی سے وجود حاصل کیا ہے۔ لہٰذا وہ بذاتہٖ ھالک ہے اور دوسری جہت سے موجود ہے۔ فَکُلُّ مَوْجُوْدٍ ھَالِكٌ اِلَّا وَجْھَهٗ۔ نتیجہ یہ نکلا کہ ہر موجود خدا کی ذات کے سوا فانی ہے۔ ٹھیک بات یہ ہے کہ یہ اسم اس معنیٰ پر دلالت کرنے کیلئے اسمائے اعلام کا کام دے رہا ہے اور اس کے اشتقاق و تعریف کے متعلق جو بعض نے لکھا ہے وہ محض تکلف و تعسف ہے۔

یہ نام ننانویں ناموں سے بڑا ہے کیونکہ وہ ایسی ذات پر دلالت کرتا ہے جو بلا استثنیٰ تمام صفات الٰہیت کی جامع ہے۔ باقی تمام نام ایک ایک معنیٰ پر دلالت کرتے ہیں۔ مثلاً علم، قدرت اور فعل وغیرہ میں سے کسی ایک پر۔ اور اس لئے وہ تمام اسماء کی بہ نسبت اس کے ساتھ زیادہ خصوصیت رکھتا ہے کیونکہ وہ اس کے سوا اور کسی کیلئے حقیقۃً یا مجازاً استعمال نہیں کیا جاتا۔ باقی اسماء کے ساتھ اور کو بھی موسوم کر دیا جاتا ہے۔ جیسے قادر، علیم، رحیم وغیرہ۔ انہیں دو وجوہ سے ظن ہوتا ہے کہ یہ نام اسم اعظم ہے۔

تمام اسماء کے معانی کی نسبت خیال کیا جا سکتا ہے کہ بندہ ان کے ثبوت سے متصف ہو سکتا ہے۔ یہاں تک کہ اس پر رحیم، علیم، حلیم، صبور اور شکور کا اسم بولا جا سکے۔ اگرچہ اس قسم کے اسماء کا اطلاق بندہ پر کسی اور وجہ سے ہو اور اللہ پر ان کا اطلاق اور وجہ سے مگر اللہ کا معنیٰ اس قسم کا نہیں ہے۔ وہ خاص اللہ سے مخصوص ہے۔ اس میں کوئی حقیقی یا مجازی شرکت نہیں پائی جاتی اور اسی خصوص کی وجہ سے تمام اسماء کی نسبت کہا جاتا ہے کہ وہ اللہ کے نام ہیں۔ چنانچہ یوں کہیں گے کہ الصبور اور الشکور اور الجبار اور الملک، اللہ کے نام ہیں۔ یوں نہیں کہتے کہ اللہ صبور یا شکور کا نام ہے کیونکہ اسم اللہ من حیث ہو معانی الٰہیت پر سب سے زیادہ دلالت کرتا ہے اور سب کی بہ نسبت اللہ کے ساتھ زیادہ خاص ہے۔ لہٰذا سب سے زیادہ مشہور اور ظاہر بھی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کی تعریف کیلئے دوسرے اسماء کی ضرورت نہیں اور دوسرے اسماء کی تعریف کیلئے اس کی نسبت لازم ہے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے لکھا ہے کہ اللہ اس موجود اور حق ذات کا نام ہے جو الوہیت کی صفات کی جامع ہے۔منفرد ہے اور وجود حقیقی سے موجود ہے۔اس کے سوا جو کچھ بھی موجود ہے اسے اسی موجود حقیقی کی ذات سے وجود عطا ہوا ہے کیونکہ اس کے ماسوا جو کچھ بھی ہے وہ اپنی حد ذات میں معدوم ہے۔اس کا وجود اس وجہ سے ہے کہ اس کی نسبت ذات حق سے ہے اور اس کا منہ اس ذات برحق کی جانب ہے اس تشریح کے مطابق یہ آیت کُلُّ شَیْءٍ هَالِکٌ اِلَّا وَجْهَه ' (ترجمہ: اس کی ذات کے سوا ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے۔) بالکل مطابق ہے اور یہ کہنا بھی بالکل ٹھیک ہو جاتا ہے کہ فی الحقیقت اور بالذات اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی چیز موجود نہیں اور لفظ اللہ ذات واجب الوجود کا علم ہے جو کہ معبود بحق ہے اور لفظ الٰہ بمعنی معبود مطلق ہے۔حق ہو یا باطل لفظ اللہ کے مفہوم میں تمام صفات کی جامعیت ملحوظ ہے۔باقی اسماء صرف ایک ایک صفت پر دلالت کرتے ہیں۔اسم اللہ کا اطلاق بطریق حقیقت مجاز کسی طرح بھی غیر حق پر نہیں بولا جا سکتا جس کے برعکس دوسرے اسماء کا اطلاق بطریق مجاز غیر حق پر بھی کر لیا جاتا ہے۔اس گفتگو سے واضح ہوا کہ اسم مبارک اللہ اس کے تمام اسماء سے اعظم ہے۔دوسرے اسماء کو اسماء اللہ کہتے ہیں۔اس کا عکس نہیں ہو سکتا باقی اسماء کے معانی بندے کیلئے بھی متصور ہو سکتے ہیں جو کہ ان معانی سے متخلق ہو۔مگر اسم اللہ بندے کے ساتھ تعلق کیلئے ہے۔تخلق اور موصوف ہونے کیلئے نہیں۔اس اسم سے بندے کا حصہ یہ ہے کہ بندہ اس کی محبت میں سرگردان رہے اور اپنے دل کو مکمل طور پر اس کی یاد میں متفرق کر دے اس کے غیر کی طرف کوئی توجہ نہ کرے اور نہ اس کے غیر سے کوئی امید رکھے نہ ہی غیر خدا سے ڈرے اور اپنے دیدہ شہود سے اس کے غیر کو نہ دیکھے جبکہ اس اسم کا مفہوم ہی یہ ہے کہ وہ موجود حقیقی و برحق ہے اور باقی سب اس کے سوا فانی اور ہالک اور باطل ہیں پس وہ اپنے آپ کو سب سے پہلے ہالک و باطل سمجھے گا۔

جو شخص بلا ناغہ یَا اَللّٰہُ ایک ہزار مرتبہ پڑھے گا تو وہ یاد الٰہی کی طرف مائل ہو جائے گا اور دل سے شکوک وشبہات دور ہو جائیں گے۔اگر لا علاج مریض ہو تو اس وظیفہ کی بدولت انشاء اللہ تعالیٰ مکمل صحت یاب ہو جائے گا۔نماز جمعہ سے پہلے سو مرتبہ پڑھنے سے تمام اُمور آسان ہو جائیں گے۔جو شخص ہر نماز کے بعد کثرت سے اس اسم کو پڑھنے کا معمول بنا لے تو وہ کچھ عرصہ کے بعد صاحب کشف بن جائے گا۔

یَارَحْمٰنُ

یَارَحْمٰنُ (اے رحمت والے)

رحمٰن کا لفظ رحمت سے بنا ہے۔ اللہ کی رحمت دو طرح کی ہے۔ ایک عام اور دوسری خاص۔ اللہ کی عام رحمت ہر ایک کیلئے ہے یعنی بلا مذہب کی قید، خواہ مسلمان ہو یا کافر، یہودی ہو، نصرانی، خدا کا دوست ہو یا دشمن، انسان ہو یا حیوان، درخت ہو یا پتھر، ہر ایک پر رحمت نازل ہوتا ہے۔ مثلاً جب بارش نازل ہوتی ہے تو وہ ہر امیر غریب، نیک و بد کے کھیت پر پڑتی ہے یعنی وہ سب کیلئے یکساں ہوتی ہے۔ اس طرح ہر ایک پر رحمت کرنے کے اعتباد سے اللہ کو رحمٰن کہا جاتا ہے۔

قرآن مجید میں اللہ کے بعد اکثر رحمٰن کا لفظ کثرت سے استعمال ہوا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ لفظ رحمٰن بھی اسم ذاتی کا درجہ رکھتا ہے۔

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ لفظ رحمٰن رحمت سے مشتق ہے مگر الرحمٰن بہ نسبت الرحیم کے خاص ہے اسی لئے اللہ کے سوا اور کسی کیلئے استعمال نہیں کیا جاتا اور رحیم کا غیر اللہ پر بھی اطلاق کیا جاتا ہے۔ پس اس وجہ سے وہ اسم اللہ کے قریب ہے اور علم کا کام دے رہا ہے۔ اگر چہ وہ رحمت سے مشتق ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ان دونوں اسموں کو اس آیت میں جمع فرمایا ہے کہ قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ ؕ اَيًّامَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى (یعنی کہہ دو اے محمد ﷺ کہ خواہ اللہ کو پکارو یا رحمٰن کو جس کو پکارتے ہو (پکارو) بہر صورت (یہ) اسی کے نام اچھے ہیں۔

پس اس وجہ سے بھی اور ہمارے اس بیان سے بھی کہ خدا کے شمار کردہ اسماء میں ترادف نہیں ہے۔ لازم آتا ہے کہ ان دونوں اسموں کے معنوں میں فرق کیا جائے۔ چنانچہ مناسب یہ ہے کہ رحمٰن سے ایک خاص رحمت مفہوم ہو۔ جو بندوں کی مقدورات سے بالکل بعید ہو اور یہ وہ ہے جو سعادت اخرویہ سے تعلق رکھتی ہے۔ پس رحمٰن وہ ہے جو بندوں پر مہربانی کرتا ہے۔ اول تو ان کو پیدا کر کے۔ دوم ان کو ایمان اور اسباب سعادت کی طرف ہدایت کر کے۔ سوم آخرت میں ان کی بہتری کے سامان کر کے۔ چہارم ان کو اپنے دیدار سے بہرہ ور کر کے۔

اسم رحمٰن سے بندہ کا خاص حصہ یہ ہے کہ وہ اللہ کے غافل بندوں پر رحم کر کے ان کو وعظ و نصیحت کے ذریعے سے نرمی کے ساتھ غفلت کے راستے سے پھیر کر خدا کی راہ دکھائے۔ اور نافرمان لوگوں کو رحمت کی نظر سے دیکھے۔ استحقار کی نگاہ سے نہ دیکھے۔ اور جو برائی دنیا میں واقع ہو اس کو ایسا سمجھے کہ خود اسی کے نفس سے وقوع پذیر ہو رہی ہے۔ لہٰذا مقدور بھر اس کے ازالہ میں کوتاہی نہ کرے۔ محض اس عاصی کے حال پر ترس کھا کر کہ بیچارہ کہیں خدا کے غضب میں گرفتار نہ ہو جائے اور اس

کے قرب سے محروم نہ رہے۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے تحریر کیا ہے کہ رحمٰن اور رحیم دونوں رحمت سے مشتق ہیں مگر رحمٰن میں زیادہ مبالغہ ہے کیونکہ یہ دنیا اور آخرت کی رحمت کو شامل اور اللہ تعالیٰ کی ذات مقدس کے ساتھ خاص ہے۔ لفظ رحمت کا معنی ہے محتاجوں تک خیر و بھلائی کا پہنچانا اور ان کیلئے خیر کا ارادہ کرنا حق تعالیٰ کی رحمت عام ہے جو دنیا اور آخرت کی نعمتوں اور ہر قسم کی ضرورتوں و حاجتوں کو شامل ہے اور ہر اسم کی جود و عنایت کی خصوصیات اور فضلیتوں کو شامل ہے۔ اس کی عنایت بندے کے شامل حال بغیر کسی غرض و عوض کے ہوتی ہے۔ ان دو اسموں سے بندے کا حصہ یہ ہے کہ جب وہ پہچان لیتا ہے کہ منعم حقیقی اور مطلق ولی نعمت وہی ہے تو پھر بندے کو چاہئے کہ اسی پر توکل کرے اور اپنے سب کام اسی کے سپرد کرے اور کلیتہً اس کی جناب رحمت کی طرف متوجہ ہے۔ اس کے غیر سے حقیقتاً مدد طلب نہ کرے اور اس کے غیر کی طرف رخ بھی نہ کرے۔ ان معنی کے مطابق تو ان دو اسموں سے یہ تعلق ہے اور ان دو اسموں سے خود متخلق ہونے کا معنی یہ ہے کہ بندہ بندگان خدا پر رحمت کرے سب کو نظر رحمت سے دیکھے۔ برائی کے دور کرنے میں کوشش کرے۔ محتاجوں کی حاجت حتی الامکان پوری کرے۔ یہ سب کچھ بطریق مہربانی اور ارادہ خیر و بھلائی کرے کسی غرض اور عوض کو ذہن میں نہ رکھے۔ اگر چہ واقع میں حقیقتاً انسان کی رحمت دوسرے پر کسی غرض اور عوض کے بغیر نہیں ہو سکتی۔

جو شخص روزانہ یَارَحْمٰنُ کو ایک سو مرتبہ پڑھے گا تو وہ دنیا کی بلاؤں سے محفوظ رہے گا۔ اگر مشک و زعفران سے لکھ کر کسی دشمن یا بدخلق کے گھر دفن کر دیا جائے تو اس میں شرم و حیا، شرافت اور نرمی پیدا ہو جائے گی۔ اگر کوئی شخص رشتہ ملنے کی غرض سے اس اسم کو ۳۱۲۵ مرتبہ چالیس روز پڑھے تک پڑھے گا تو اسے مناسب رشتہ مل جائے گا۔ انشاء اللہ

یَارَحِیْمُ

یَارَحِیْمُ (اے رحم کرنیوالے)

رحیم وہ ذات ہے جو اپنے بندوں پر بے کسی، مصیبت، ناتوانی، درماندگی اور مظلومی میں رحم کرتی ہے کیونکہ جب بھی کوئی اس سے رحم مانگتا ہے تو وہ ہر دم رحم کرنے کو تیار ہے اور جو رحم کی التجا کرتا ہے اس پر رحم کی نظر التفات کر دیتا ہے۔ اگر کسی کا کوئی کام بگڑا ہوا ہو تو اسے درست کر دیتا ہے۔ دراصل صفت رحیم، رحمٰن ہی کی ایک مخصوص صورت ہے اور اس صورت میں اللہ تعالیٰ اس وقت رحم کرتا ہے جبکہ اس سے رحم مانگا جاتا ہے۔

اللہ کی رحمت تامہ بھی ہے اور عامہ بھی۔ اس کی رحمت کا تامہ ہونا تو اس حیثیت سے ہے کہ وہ محتاجوں کی حاجت

روائی کا ارادہ بھی کرتا ہے اور اس کو پورا بھی کر دیتا ہے اور اس کا عآمہ ہونا اس حیثیت سے ہے کہ وہ مستحق اور غیر مستحق سب کو شامل ہے اور دنیا و آخرت میں عام ہے اور ضرورت و حاجات اور ان سے زائد امور پر مشتمل ہے۔ غرض کہ وہ رحیم مطلق و برحق ہے۔

رحمت کیلئے ایک ایسی پردرد رقت لازم ہے جو رحیم کو محسوس ہو اور اسے محتاج کی حاجت پورا کرنے پر اکساتی ہے اور اللہ تعالیٰ اس (تأثیر و انفعال) سے پاک ہے۔ شاید تم خیال کرو کہ یہ رحمت کے معنی میں نقص ہے۔ سو واضح ہو کہ یہ امر رحمت کے معنی کیلئے نقصان نہیں بلکہ کمال ہے۔ نقصان اس لئے نہیں ہے کہ کمال رحمت کمال ثمرہ پر موقوف ہے اور جب کسی محتاج کی حاجت کو بکمالہا پورا کر دیا جائے تو محتاج کو راحم کے دردِ دل سے کوئی خاص نفع نہیں ملتا۔ راحم کا دردِ دل اس کے ضعف قلب اور کمزوری نفس کے باعث ہوتا ہے اور یہ ضعف محتاج کی دعا میں کوئی اضافہ نہیں کر دیتا جبکہ اس کی حاجت پوری طرح مہیا ہو چکی ہو۔

کمال اس لئے ہے کہ جو رحیم رقت اور دردِ دل کے باعث رحم کر رہا ہے ممکن ہے اس کا فعل اپنے نفس سے رقت دور کرنے کی غرض سے ہو۔ تو اس کا یہ معنیٰ ہوگا کہ اپنے نفس کی رعایت کی اور نفس ہی کی غرض کیلئے سعی کی۔ اور یہ امر کمال رحمت کیلئے نقص ہے۔ کمال رحمت یہ ہے کہ راحم کی نظر مرحوم کی طرف مرحوم کی خاطر ہو۔ نہ کہ خود رقت کے درد سے آرام پانے کی غرض سے۔

اسم رحیم سے بندے کا حصہ یہ ہے کہ حسب وسعت بھوکے کا پیٹ بھرے۔ اپنے پڑوس یا شہر میں فقیر کی حاجت پوری کرے اور اس کی محتاجی دور کرے۔ خواہ اپنے مال سے یا اپنے رسوخ و وجاہت کے ذریعے سے۔ یا اس کیلئے دوسرے سے سفارش کر کے۔ اگر ان ساری باتوں سے عاجز ہو تو ایسی شفقت و عنایت کے ساتھ دعا اور اظہار ہمدردی سے اس کا ہاتھ بٹائے کہ گویا اس کی تکلیف و مصیبت میں شریک ہے۔

تسخیر قلوب کے لیے اس کا ورد انتہائی مجرب ہے۔ کسی مصیب یا خوف سے بچنے کے لئے اس کا وظیفہ کرنا چاہئے اللہ تعالیٰ دشمن سے پناہ دے گا۔ اگر الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ لکھ کر درخت پر باندھا جائے تو پھلوں میں برکت پیدا ہو گی۔ سچی محبت کے لیے بھی اس کا عمل نہایت آزمودہ ہے۔ جو شخص اسے روزانہ پانچ سو مرتبہ پڑھے گا وہ دنیاوی مشکلات سے چھٹکارا پائے گا۔

یَامَالِکُ

یَامَالِکُ (اے بادشاہت والے)

اللہ مالک ہے کائنات کی ہر چیز اس کی ملک ہے مگر وہ بذات خود کسی کی ملک میں نہیں۔ اس لحاظ سے وہ بادشاہ مطلق ہے کیونکہ اسی نے ہر چیز کو بنایا ہے۔ انسانی ملکیت مجازی ہے مگر اس کی ملکیت دائمی ہے۔ یعنی وہ ایسا بادشاہ ہے کہ دونوں عالم کی ملکیت اس کے احاطہ قدرت وتصرف میں ہے۔ بادشاہ حقیقی وہی ہے تمام اشیاء پر غالب ہے ہر چیز میں اسی کا تصرف کارفرما ہے۔ اشیاء کو وجود میں لانے اور وجود سے عدم کی طرف لے جانے زندہ کرنے مارنے تکلیف دفع کرنے اور عطا کرنے کی قدرت بھی اسی کو ہے۔ اپنی ذات وصفات میں ہر موجود سے بے نیاز ہے اس کے سوا ہر موجود چیز اپنی ذات وصفات میں وجود بقا، افعال وآثار میں اس کی محتاج ہے تو جو چیز بھی اس کے ماسوا ہے وہ اس کی مملوک اور تابع فرمان ہے وہ ہر چیز سے بے نیاز ہے۔ اپنی تقدیر وتدبیر میں یگانہ ہے۔ اس کے حکم کو کوئی رد کرنے والا نہیں اس کے ارادے سے کوئی سرکشی نہیں کرسکتا۔ پس وہی ذات بادشاہ اور حاکم علی الاطلاق ہے پھر ملک مالک کی نسبت زیادہ خاص اور زیادہ بلیغ ہے ہر ملک مالک ہوتا ہے مگر ہر مالک ملک نہیں ہوتا۔

اسماء الحسنٰی غزالی میں ہے کہ ملک وہ ہے جو اپنی ذات وصفات میں موجود سے مستغنی ہے۔ اور ہر موجود اس کا محتاج ہے بلکہ کوئی چیز اپنی ذات میں، صفات میں، وجود میں، بقا میں، غرض کسی بات میں اس سے مستغنی نہیں۔ موجود کا وجود اس سے ہے یا اس کے ساتھ منسوب ہونے والی کسی دوسری شے سے ہے۔ اس کے سوا ہر چیز اپنی ذات وصفات میں اس کی مملوک ہے اور وہ ہر چیز سے مستغنی ہے۔ الغرض ایسی ذات ملک مطلق ہے۔

بندہ ملک مطلق نہیں ہوسکتا کیونکہ وہ ہر چیز سے مستغنی نہیں ہے۔ اگر باقی موجودات سے مستغنی ہے تو خدا کا ضرور ہمیشہ کیلئے محتاج ہے۔ اور ہر چیز اس کی محتاج بھی نہیں ہے بلکہ اکثر موجودات اس سے مستغنی ہیں لیکن جس صورت میں کہ وہ بعض سے نہیں تو بعض دیگر سے مستغنی ہو۔ اس وقت وہ کسی نہ کسی حیثیت سے ملک کہلا سکتا ہے۔

الغرض بندوں میں سے ملک وہ ہے جس پر خدا کے سوا کسی کا تسلط نہ ہو بلکہ وہ خدا کے سوا سب سے مستغنی ہو اور وہ بعینہ اپنی سلطنت پر ایسا قابض ہو کہ فوج اور رعایا اس کی اطاعت کا دم بھرتی ہوں۔

سچ پوچھو تو بندہ کی خاص سلطنت اس کا دل اور قالب ہیں اور فوج اس کی شہوت، غضب اور خواہشات اور رعیت اس کی زبان، آنکھیں، ہاتھ اور تمام جوارح ہیں۔ جب وہ ان پر قابض ہو جاتا ہے اور وہ اس کے مطیع ہو جاتے ہیں تو

وہ اپنے عالم وجود میں بادشاہ بن جاتا ہے۔ اگر اس کے ساتھ ہی وہ لوگوں سے مستغنی بھی ہو جائے اور لوگ اپنی فانی و باقی زندگی میں اس کے محتاج ہوں تو وہ روئے زمین کا بادشاہ ہے اور یہ رتبہ انبیاء علیہم السلام کا ہے۔ وہ ابدی زندگی کی ہدایت پائے ہیں۔ خدا کے سوا کسی دوسرے کے محتاج نہیں ہیں اور دوسرے تمام لوگ ان کے محتاج ہیں۔

اس شاہی سلسلے میں انبیاء کے بعد علماء کا درجہ ہے۔ جو انبیا علیہم السلام کے وارث ہیں۔ ان کی بادشاہی اس قدر ہوتی ہے جس قدر وہ بندوں کو ہدایت کرنے کی قدرت رکھتے ہیں اور جس قدر طلب ہدایت میں لوگوں سے مستغنی ہوتے ہیں۔

ان صفات کی بدولت بندہ فرشتوں سے جا ملتا ہے اور خدا کا قرب حاصل کر لیتا ہے۔ یہ بادشاہی اس ملک برحق کی طرف سے جس کی بادشاہی میں مثل و نظیر نہیں ہو سکتی بندے کیلئے بڑا عطیہ ہے۔

جب بندے نے یہ جان لیا کہ علی الاطلاق وہی بادشاہ ہے بندہ تو اس کی درگاہ اور اس کے کوچے کا ایک گدا ہے عزت کی طلب اسی کے آستانہ خدمت و طاعت سے کرتا ہے بندہ جب یہ بھی جان لیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا جو کچھ ہے اسی کا محتاج اسی کے تابع اور اسی کے زیر حکم ہے تو بندے کو لازم ہے کہ اس کی بارگاہ میں اپنی التجائیں پیش کرے اور لوگوں سے بالکل یہ بے نیاز ہو جائے کسی کے سامنے اپنی حاجت ظاہر نہ کرے۔ مخلوقات میں سے کسی سے کوئی ڈر اور امید وابستہ نہ کرے پھر بندے کا اس اسم سے متخلق ہونے کا معنی یہ ہے کہ بندہ اپنے نفس دل اور جسم کے ملک میں حکمرانی کرے۔ اس میں منشاء خداوندی کے مطابق تصرف کرے اور ہر چیز کا مالک بنے اپنے اعضا اور قوتوں کو خدائے تعالیٰ کی اطاعت اور حکم شرع کے تابع کرے یہاں تک کہ اپنے وجود کے جہاں کا بادشاہ بن جائے طالبان حق اور اس راستے پر چلنے والوں میں تصرف کرے۔ کسی بزرگ سے لوگوں نے وصیت کی درخواست کی تو اس نے فرمایا دنیا و آخرت کا بادشاہ بن یعنی اپنی ہر دنیوی حاجت اور خواہش کو اپنے اندر سے الگ کر دے کیونکہ بادشاہی اور حکمرانی کیلئے آزادی اور بے نیازی ضروری ہے۔

اس اسم کو روزانہ ایک سو مرتبہ پڑھنے سے صفائی قلب حاصل ہوگی، دل میں نور پیدا ہوگا۔ مال و دولت کے لیے فجر کی نماز کے بعد ۲۱۰۰ سو مرتبہ پڑھ جائے تو عزت و مرتبہ میں اضافہ ہوگا۔ اگر اسے قدوس کے ساتھ ملا کر پڑھا جائے تو صاحب جائیداد بن جائے گا۔

یَاقُدُّوْسُ

یَاقُدُّوْسُ (اے منزہ و پاک)

قدوس کا لفظ قدس سے بنا ہے اس کا مطلب پاکیزگی ہے۔ اس لئے قدوس سے یہ مراد ہے کہ وہ اس سے بدرجہا بالا و برتر ہے کہ اس کی ذات میں کوئی کمی یا نقص ہو بلکہ وہ پاکیزہ ترین ہستی ہے یعنی اللہ تعالیٰ ہر عیب، نقص اور آفت سے پاک اور منزہ ہے۔ منزہ سے یہ مراد ہے کہ جو غلط خیالات یا تصورات ہمارے دل میں پیدا ہوتے ہیں اللہ ان سے بالکل پاک ہے۔ اس لئے اسے قدوس کہا جاتا ہے۔

اس کے بارے میں ایک اور قول ہے کہ قدوس سے مراد وہ ذات ہے جو نقص و عیب کے ہر نشان اور حدوث و امکان کے ہر شائبے سے انتہائی پاک و منزہ ہے بلکہ ہر ایسے وصف سے بھی منزہ اور پاک جو حسن و خیال اور وہم میں آ سکتی ہے یا جس وصف کا عقل احاطہ کر سکتی ہے جیسا کہ بزرگوں نے فرمایا ہے ہر وہ شے جو تیرا دل محسوس کرے یا ہر وہ صورت جو دل یا خیال میں ابھرے اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے۔

بعض نے کہا ہے کہ قدوس کا معنی ہے کہ اللہ تعالیٰ ان تمام اوصاف کمال سے پاک ہے جنہیں اکثر لوگ اوصاف کمال سمجھتے ہیں۔ مثلاً ان کا علم، ان کی قدرت، ان کے سمع و بصر (سننا، دیکھنا) ان کا کلام، ان کا ارادہ، سو اللہ تعالیٰ ان کے اوصاف کمال سے پاک ہے۔ بالکل اسی طرح جس طرح ان کے اوصاف نقص سے پاک ہے بلکہ ہر وہ صفت جس کا تصور مخلوق کیلئے کیا جا سکتا ہے۔ اللہ اس سے پاک ہے، یونہی جو اس کے مشابہ و مماثل ہے۔

حضرت امام غزالیؒ نے فرمایا ہے کہ بندہ کا اختیار یہ ہے کہ اپنے ارادہ اور علم کو منزہ کرے۔ علم کو متخیلات، محسوسات، موہمات سے اور تمام ادراکات سے جن میں چوپائے شریک ہیں پاک کرے بلکہ اس کی جولانی نظر اور انتہائے علم، ان ازل امور کیلئے ہو جو نہ قریب ہیں کہ حس کے ساتھ محسوس ہوں۔ نہ بعید ہیں کہ حس سے غائب ہوں بلکہ وہ فی نفسہ محسوسات اور متخیلات سے پاک ہو جاتا ہے اور علوم سے اس طرح مستفید رہتا ہے کہ اگر اس کی حس و تخیل کا آلہ مفقود بھی ہو جائے تو پھر بھی وہ ان علوم شریفہ وکلیہ والیہہ سے سیراب ہوتا رہتا ہے جو ازلی و ابدی معلومات سے تعلق رکھتے ہیں اور ان شخصی حیثیات سے جدا ہیں جو سدا متغیر و مستحیل ہوتی رہتی ہیں۔

اپنے ارادہ کو کون انسانی لذات کے ساتھ تعلق رکھنے سے پاک کرے جو شہوت اور غضب کی مقتضیات اور خوراک، جماع، لباس، نظارہ کی لذائذ کہلاتی ہیں اور ان لذتوں سے بھی پاک کرے جو صرف حسن اور قلب کے واسطہ

سے حاصل ہوتی ہیں۔ غرض کہ خدا کے سوا کوئی اس کے ارادہ کا مطمع نظر نہ ہو۔ خدا کی ذات کے سوا کسی چیز میں اس کو لذت نہ ملتی ہو۔ خدا کیدیدار کے سوا کسی چیز کا اس کو شوق نہ ہو۔ خدا کے قرب کے سوا کسی چیز سے اس کو مسرت نہ ہوتی ہو۔ اگر اس کے بجائے اس کو جنت اور اس کی تمام نعمتیں بھی دلائی جائیں تو وہ آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھے اور گھر والے کو چھوڑ کر خالی گھر پر کبھی راضی نہ ہو۔

الغرض حسی وخیالی ادرکات میں تو چوپائے بھی اس کے شریک ہیں۔ لہٰذا اس کو چاہئے کہ اس رتبہ کو چھوڑ کر اس درجہ پر ترقی کرے، جو انسان سے مخصوص ہے۔ بشری شہوانی لذات میں بھی چوپائے مقابلہ کرتے ہیں لہٰذا ان کو ترک کر دینا چاہئے۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ صاحب ارادہ کی عظمت اس کی مراد کی عظمت کے موافق ہے۔

چنانچہ جس شخص کا منتہائے ہمت وہی ہے جو پیٹ میں ٹھوس لیا تو اس کی قیمت بھی وہی ہوگی جو اس سے نکلتا ہے اور جس شخص کا منتہائے ہمت خدا کے سوا کوئی نہ ہو تو اس کا درجہ بھی حسب ہمت ہے۔ جس شخص کا علم محسوسات وتخیلات کے درجہ سے ترقی کر گیا اور ارادہ مقتضائے شہوات سے پاک ہو گیا وہ بارگاہ قدس میں باریاب ہوا۔

جو شخص یَا سُبُّوحُ یَا قُدُّوسُ روٹی کے ٹکڑے پر لکھ کر کبھی کبھی کھالیا کرے تو اس کے دل میں عبادت کا ذوق وشوق پیدا ہوگا۔ یہ اسم عزت کے لیے خاص مخصوص ہے۔ اگر کوئی شخص ۹۰ مرتبہ پڑھے تو اُس کا دل اللہ روشن اور منور کر دیتا ہے۔ جو شخص ہزرا مرتبہ پڑھے تو وہ سب سے بے نیاز ہو جائے گا۔ دوران سفر پڑھنے سے تھکان اور محتاجی سے محفوظ رہے گا۔ اگر کسی چیز پر ۳۱۹ مرتبہ پڑھ کر کسی کو کھلا دے تو وہ دوست ہو جائے گا۔

یَاسَلَامُ

یَاسَلَامُ (اے سلامتی والے)

السلام کا معنی سلامتی ہے یہاں بمعنی سالم اور محفوظ ہے یعنی وہ ذات کہ اس کی ذات اور صفتیں ہر قسم کے عیب و نقصان سے سالم اور محفوظ ہوں اور اس کے افعال میں کسی قسم کا شر نہ ہو یعنی ایسا شر جس کے ضمن میں کوئی خیر یا حکمت نہ پائی جاتی ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ کے تمام افعال بالذات خیر ہی خیر ہیں ان میں کوئی شر نہیں۔

ایک اور قول کے مطابق سلام وہ ہے جس کی ذات عیب سے اور صفات نقص سے اور افعال شر سے محفوظ ہے اور جب ایسا ہے تو جونسی بھی سلامتی موجود ہے وہ اس کے ساتھ منسوب یا اس سے صادر شدہ ہے اور تمام اوپر یہ بات بخوبی سمجھ آئے ہو کہ خدائے تعالیٰ کے افعال شر سے محفوظ ہیں یعنی اس شر مطلق سے لذات مراد ہو اور اس کے ضمن میں کوئی

خیر اس سے بڑھ کر نہ ہو۔ اور کوئی شر اس قسم کا موجود نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ ہر قسم کی کمی اور نقص سے سلامت ہے اور اپنے بندوں کو سلامتی دینے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کائنات کی تمام چیزوں کو سلامتی کی حالت میں پیدا فرمایا ہے اور جب ان میں شیطانی قوت فتنہ وفساد پیدا کرنے کی کوشش کر لی ہے تو اللہ تعالیٰ اپنی اس صفت کی بنا پر اس میں پھر سلامتی پیدا کر دیتا ہے۔ جہاں امن خراب ہونے لگے وہاں بدامنی کے بعد پھر امن وسلامتی پیدا کر دیتا ہے۔ انسان کو عموماً چار چیزوں میں سلامتی کی از حد ضرورت درپیش رہتی ہے یعنی ایمان سلامت رہے۔ اس دنیا سے جب جائے تو ایمان کی حالت میں جائے۔ جان سلامت رہے۔ مال سلامت رہے اور مکان سلامت رہے۔ جب ان چیزوں کی سلامتی کو خطرہ درپیش ہو تو اللہ تعالیٰ کو اس اسم سے پکارنے سے سلامتی قائم ہو جائے گی۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ اسم سلامتی کیلئے بہت مجرب ہے۔

جس بندہ کا دل بدظنی، کینہ، حسد اور ارادہ شر سے محفوظ رہے اور اس کے اعضا معصیات ومنہیات سے سلامت رہیں اور اس کے صفات کجی اور برگشتگی سے بچے رہیں۔ وہ صحیح وسالم دل کے ساتھ خدا کو ملے گا اور یہ وہ بندہ ہے جو السلام کے خطاب کا مستحق اور اپنی صفات کے لحاظ سے اس السلام حقیقی کے اوصاف سے قریب ہے جس کی صفات کی مثل ونظیر نہیں ہو سکتی۔

صفات کی کجی سے ہماری یہ مراد تھی کہ عقل غضب وشہوت کے پنجہ میں گرفتار ہو کیونکہ حق تو یہ تھا کہ اس کے برعکس ہوتا یعنی شہوت اور غضب دونوں عقل کے قابو میں ہوتے۔ جب حالت اس کے برعکس ہوئی تو کجی وبرگشتگی لازم تھی۔ جب بادشاہ رعیت بن جائے اور مالک غلام ہو جائے تو سلامتی کیسی؟

سلام سے وہ شخص متصف ہو سکتا ہے جس کی زبان اور ہاتھوں سے لوگ سلامت ہوں اور جو شخص خود اپنے آپ سے سلامت نہیں ہے وہ اس خطاب کا کیونکر مستحق ہو سکتا ہے؟

جو شخص فجر کی نماز کے بعد اسے ایک ہزار بار پڑھے گا تو وہ صاحب علم ہو جائے گا۔ اگر ایک سو اکتالیس بار پڑھ کر مریض پر دم کیا جائے تو صحت یاب ہو جائے گا۔ اس کا وظیفہ خوان خوف سے نڈر ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے دونوں جہان کی سلامتی کا امیدوار بنتا ہے۔ جھگڑے کی صورت میں پڑھنے سے امن قائم ہو جائے گا۔

یَامُؤْمِنُ

یَامُؤْمِنُ (اے امن دینے والے)

ہر قسم کا امن وامان دینے والی ذات اللہ تعالیٰ کی ہے اس لئے اسے مؤمن کہا جاتا ہے۔

مؤمن سے مراد وہ ذات ہے جو اسباب امن مہیا کرنے اور خوف وخطر کی راہیں بند کرنے والا ہو۔ اور اسی لیئے امن وامان اس سے منسوب کیا جائے۔

امن، خوف ہی کے مقام میں متصور ہوسکتا ہے۔ اور خوف ہمیشہ ہلاکت یا نقصان کے احتمال سے ہوتا ہے اور مؤمن مطلق وہ ذات ہے کہ جس قدر امن وامان تصور میں آسکتا ہے وہ اسی سے مستفاد ہو۔ وہ ذات پاک اللہ تعالیٰ ہے۔ پس معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا نام مؤمن امن سے بنا ہے یعنی مؤمن وہ ہے امن عطا فرمائے اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے بیت اللہ کو باعث امن بنا دیا اس لئے وہ مؤمن ہے

اللہ تعالیٰ نے بندے کو امن عطا کرنے کیلئے اعضاء حواس وغذائیں، دعائیں، مکانات، قلعے، ہتھیار ولشکر، معاون ومددگار دنیا میں عطا فرمائے کہ بندہ ان کے ذریعے دنیوی آفات سے امن میں رہتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ بندے کو آخرت کی آفات سے کلمہ توحید کے ساتھ بچانے والا ہے جیسا کہ اس نے فرمایا کہ کلمہ لا الہ الا اللہ میرا قلعہ ہے جو شخص میرے اس قلعے میں داخل ہوگا وہ میرے عذاب سے امن میں رہے گا بلکہ یہ کلمہ دنیوی اور آخرت کی سزا سے امن میں رہنے کا مضبوط قلعہ ہے۔ امن کے یہ اسباب تو جانداروں کیلئے ہیں۔ غیر جانداروں میں بھی اللہ تعالیٰ نے بندے کو ایسے اسباب سے مربوط کر دیا جو اسے ہلاکت وفنا آفات وحوادث کے مقامات اور ہلاکت اور فساد کے امور سے امن میں رکھتے ہیں۔ پس خلاصہ کلام یہ ہوا کہ جہاں میں کسی کو جناب حق کی ذات کے سوا کہیں بھی امن حاصل نہیں ہوتا تو کامل طور پر مؤمن یعنی امن عطا کرنے والا وہی ہے اسی طرح یہ بات بھی بندے کو امن عطا کرنے والی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندگان مؤمنین کو اپنے دین کی سچائی پر واضح دلیلیں سکھلا دیں اور ایمان کی حفاظت کیلئے اسے یقین کے انوار عطا فرمائے۔ پھر اسے ہر قسم کے گناہوں سے بچنے کیلئے اور ان سے حفاظت کیلئے اپنی تائید اور توفیق عطا فرمائی۔ مؤمن کا معنی مصدق کا بھی کیا گیا ہے یعنی اپنے کلام سے اپنے رسولوں کی تصدیق کرنے والا۔ اسی طرح معجزات عطا کر کے اپنے نبیوں کی تائید فرمانے والا مؤمن کے موجودات کو وجود میں لا کر اور کائنات کو ظاہر کر کے اپنی تصدیق کرنے والے کے بھی کیے گئے ہیں۔ لفظ مؤمن کی یہ تحقیق جان لینے کے بعد بندے کو چاہئے کہ وہ اس چیز کا

یقین رکھے کہ شرِنفس اور مکرِ شیطان سے اللہ تعالیٰ شانہٗ ہی مجھے امن میں رکھنے والا ہے تو بندے کو چاہئے کہ اس کی جناب میں التجا کرے اور تمام آفات اور ظاہری و باطنی ڈرانے والی چیزوں سے اسی سے امن طلب کرے پھر اس اسم کے ساتھ بندے کے متخلق اور متصف ہونے کا یہ معنیٰ ہے کہ اپنے شر سے مخلوق کو بچائے اور ان کیلئے خوف و ہلاکت کی چیزوں سے دفع کرنے کا سبب بنے یاد رہے کہ دین و دنیا میں اس نام کا مستحق ترین وہ ہے جو مخلوق کیلئے اللہ کے عذاب سے امن کا سبب بنے اور وہ اس طرح کہ ان کی ہدایت کا ذریعہ بنے۔ انہیں حق وارشاد کے راستے پر ڈالے جو کہ نجات کا راستہ ہے اور یہ اصل میں انبیاء کرام علیہم السلام کا مشن اور پیشہ ہے اور ان انبیاء اکرام میں سب سے بزرگ ترین ہستی سیدالانبیاء حبیب کبریا علیہم الصلوٰۃ والسلام اجمعین اس کے بعد انبیاء علیہم السلام کے متعبین اور پیروکار علمائے دین ہیں۔

اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ ہمیں صاحب ایمان بننے کی توفیق عطا فرماتا ہے۔ اس لئے بھی وہ مؤمن کہلاتا ہے مگر جب اس لفظ کی نسبت انسانوں کی طرف ہوگی تو اس کے معنی ایمان لانے والے کے ہوں گے۔

ظاہر اور باطن کی دولت حاصل کرنے کے لیے ،شیطان سے تحفظ کے لیے اللہ تعالیٰ کی امان میں رہنے کے لیے یَامُؤمِنُ بہترین وظیفہ ہے۔ اگر اس کو لکھ کر ٹوپی میں رکھا جائے تو جس سے بھی ملاقات ہوگی تو وہ مہربان ہوگا۔ شوہر کو بد اخلاقی سے روکنے کے لیے اسے ۶۰۰۰ مرتبہ روزانہ ۲۱ مرتبہ پڑھا جائے تو شوہر کا رویہ درست ہو جائے گا۔

یَامُهَيْمِنُ

یَامُهَيْمِنُ (اے نگہبان)

اس کا مطلب اصل میں اپنی رحمت میں چھپانا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کی روزی کی نگہبانی کرتا ہے، دوسروں کے خوف سے ہم کو اپنی رحمت میں چھپا کر مامون کرتا ہے پھر کسی کا حق ضائع نہیں ہونے دیتا۔ اس کے علاوہ ہر قسم کے خوف کو دور کرتا ہے۔ اس لئے وہ ذات اپنے بندوں کیلئے مہیمن ہے۔

لغت میں اس کا معنی گواہ اور نگہبان آتا ہے اور اس ذات کیلئے جو دوسرے کو ہر خوف وخطرے سے بے خوف کر دے یہی معنی لفظ رقیب کا ہے مگر رقیب میں حفاظت کا معنی زیادہ پایا جاتا ہے۔ رقیب سے ہی لفظ مراقبہ بنا ہے جس کا معنی ہے اپنے دل کی حفاظت کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے فیضان کا منتظر رہنا۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کیلئے اس لفظ کا معنی ہے وہ ذات جو مخلوق پر اس کے اعمال اس کے

رزق اور اس کی اجل پر ہر وقت نگران ونگہبان ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ اپنے علم اپنے غلبے اور اپنی حفاظت سے ہر چیز پر حاوی ونگہبان ہے اور ہر وہ شخص جو کسی چیز کی حقیقت سے واقف اور آگاہ ہو اللہ تعالیٰ اس پر بھی غالب ہے اور اس کا بھی محافظ ونگران۔ یہی معنی لفظ مھیمن کا ہے۔ یہ تمام معانی مکمل اور مطلق طور پر اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کے سوا کسی میں نہیں پائے جاتے۔

هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَیْمِنُ الْعَزِیْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا یُشْرِكُوْنَ ○ (پ28 حشر 23)

ترجمہ: اللہ وہ ہے جس کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ وہ بادشاہ ہے، قدوس ہے، سلامی دینے والا ہے، امان دینے والا ہے، نگہبانی کرنے والا ہے، عزیز، جبار ہے، کبریائی والا ہے۔ اللہ ان کے شرک سے پاک ہے۔

بندے کو چاہئے جب اس نے خدائے تعالیٰ کو پہچان لیا کہ وہ ہر معاملے میں مھیمن ورقیب ہے اور میرے ظاہری اور باطنی جملہ حالات کا نگہبان اور ان سے واقف وآگاہ ہے تو اپنے تمام حالات میں اس معنی کو پیش نظر رکھے اور ہر ناشائستہ حرکت کرنے میں اس سے شرم کرے۔ یاد رہے کہ اس گروہ کی زبان میں اپنے حالات کی طرف اس طرح دھیان رکھنے کو مراقبہ کہتے ہیں۔

اس اسم کے ساتھ بندے میں متخلق ومتصف ہونے کا معنی یہ ہے کہ بندہ اپنے دل کا محافظ ونگران بنے۔ اپنے باطنی اسرار اور دل کی کیفیات سے مطلع رہے۔ قلبی حالات اور اوصاف کے درست اور ٹھیک رکھنے میں گویا مھیمن اور گاہ بنا رہے اور جب کوئی شخص بندے کے حالات کو درست ونیکی کی جانب لگانے اور انہیں برائی سے محفوظ رکھنے میں ان کی پوری طرح حفاظت کرے گا تو بندے میں اس قسم کا معنی مکمل طور پر جلوہ گر ہو جائے گا۔

جو شخص یَا مُهَیْمِنُ کو پڑھا کرے گا اُس کے ظاہر وباطن میں نور پیدا ہوگا۔ اگر دو رکعت نماز نفل پڑھ کر ایک سو مرتبہ پڑھ جائے تو ہمیشہ آفتوں سے محفوظ رہے گا۔ سفر میں پڑھنے سے مسافر بخیریت واپس منزل مقصود پر پہنچے گا۔

یَاعَزِیْزُ

یَاعَزِیْزُ (اے غلبے والے)

سب سے زیادہ عزت والی ذات صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ اس لئے العزیز اس کی صفت ہے۔ یہ اسم عزت سے مشتق ہے جس کا مطلب قوت اور غلبہ ہے۔ بعض صوفیاء کا قول ہے کہ عزیز سے مراد وہ ذات ہے کہ جس کا مقام اتنا

اعلیٰ اور ارفع ہو کہ جس کا حصول ناممکن ہو اور عوام الناس کے فہم سے بالاتر ہو اور اس کا ادراک ممکن نہ ہو۔ نہ وہ ذات مادی آنکھوں سے دیکھی جا سکے اور نہ ہاتھوں سے چھوئی جا سکے۔ اس لئے ایسی ذات کو عزیز کہا گیا ہے۔ صفت عزیز کا غلبہ مثبت معنوں میں ہے جبکہ صفت جبار کا غلبہ نفی کے معنوں میں ہے۔ صفت عزیز کے غلبہ میں محبت ہے جبکہ صفت جبار میں جبر وابستہ ہے۔

امام غزالیؒ نے فرمایا ہے کہ عزیز کے معنی وہ عالی قدر شے جس کی مثل شاذ و نادر مل سکتی ہو جس کی از حد حاجت ہو اور جس کا حاصل ہونا بھی مشکل ہو کسی شے میں جب تک یہ تینوں معانی جمع نہ ہوں اس پر اسم عزیز کا اطلاق نہیں ہو سکتا۔ بہت سی اشیاء ایسی ہیں کہ ان کی نظیر تو کم ملتی ہے لیکن چونکہ نہ ان کی شان بڑی ہے اور نہ ان سے چنداں زیادہ نفع ملتا ہے.. اس لئے وہ عزیز نہیں کہلاتیں۔ بہت سی چیزیں ایسی بھی ہیں کہ ان کی شان بھی بڑی ہے۔ فائدہ بھی ان سے بہت ہے اور ان کی نظیر بھی کوئی نہیں۔ لیکن چونکہ ان کا حصول چنداں دشوار نہیں۔ ہے اس لئے ان کو عزیز نہیں کہا جاتا۔ مثلاً سورج اور زمین جن کی کوئی نظیر نہیں ہے اور دونوں سے اپنی اپنی جگہ نفع بھی بہت ملتا ہے۔ اور ان کی حاجت بھی اشد ہے لیکن ان کو عزیز نہیں کہا جا سکتا کیونکہ ان کو دیکھنا کوئی مشکل بات نہیں ہے۔ غرض عزیز ہونے کیلئے ان تینوں اوصاف کا جمع ہونا لازم ہے۔

ان تینوں معنوں میں کمال ونقصان کے مراتب بھی پائے جاتے ہیں۔ عزیز کی قلت وجود کا کمال یہ ہے کہ وہ صرف ایک ہو کیونکہ ایک سے کم کوئی عدد نہیں ہو سکتا اور اس کی مثل کا وجود محال ہو۔ اسی ذات خدا ہی کی ہے مثلاً سورج اگر چہ وجود میں ایک ہی ہے لیکن امکان میں ایک نہیں ہے۔ اس کی مثل کا وجود بھی ممکن ہے۔

عزیز کی شدت حاجت کا کمال یہ ہے کہ ہر چیز ہر بات میں اس کی محتاج ہو۔ یہاں تک کہ اپنے وجود و بقاء اور صفات میں بھی۔ یہ کمال صرف خدا تعالیٰ میں ہے اور اس میں کوئی شے اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ دشوار حصول ہونے کا کمال یہ ہے کہ تمام مخلوق اپنی استدلالی نظر اور قیاسی رائے کے ساتھ اس کی ذات وصفات کا پورا پورا پتا لگانے سے بالکل عاجز ہو۔ یہ بات بھی خدا ہی سے خاص ہے۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے شرح مشکوٰۃ میں تحریر فرمایا ہے کہ عزیز بمعنی غالب، قوی اور بے مثل آتا ہے اور وہ ذات جس تک پہنچنا آسان نہ ہو اسے عزیز کہتے ہیں۔ یہ صفات تمام وکمال صورت میں صرف پروردگار تعالیٰ شانہ کیلئے ہی ثابت ہیں۔ ہاں اللہ تعالیٰ اپنے فیض سے کسی کو اپنی عزت سے حصہ عطا کرے تو یہ دوسری بات ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعِزَّةَ فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ جو شخص چاہتا ہے کہ اسے عزت ملے تو عزت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اور مؤمنین کیلئے ہی ہے۔ جو شخص یہ جان لیتا ہے کہ عزت والا وہی ہے تو وہ اسی سے عزت چاہتا ہے اور حقیقی عزت بندے کو اس وقت ملتی ہے جبکہ وہ اس کی طاعت اور خدمت کر کے اس سے عزت چاہتا

ہے۔مخلوق میں سے کسی کی طرف بھی عزت و بزرگی کی نگاہ سے نہیں دیکھتا مگر اسے جسے اللہ تعالیٰ نے عزت بخشی ہو اور عزیز بنایا ہو۔

عزیزی و خواری تو بخشی و بس   عزیز تو خواری نہ بیند ز کس

تو ہی عزت و ذلت بخشنے والا ہے اور بس۔ جسے تو نے عزت دے دی وہ کسی سے ذلت و خواری نہ دیکھے گا۔
بندے کا اس صفت سے موصوف ہونا اس طرح ہے کہ بندہ اپنے نفس و خواہش پر غالب ہو اس کی قوت اور اس کا حملہ نفس اور شیطان پر سخت ہو اور اپنی عزت و آبرو طمع اور سوال کے ذریعے اہل دنیا کے دروازوں پر نہ گرائے اور نہ اس طرح ذلت کے گڑھے میں گرے اپنی محتاجی سوائے اللہ تعالیٰ کی ذات کے کسی کے سامنے ظاہر نہ کرے۔ نیز علم و عمل میں اس قدر بلند ہو جائے کہ دوسرے اس کی مثل نہ بن سکیں اور دوسروں کو اس کے مرتبے تک پہنچنا مشکل ہو جائے جیسا کسی شے کی حقیقت کو پانا مشکل ہوتا ہے۔

بندوں میں سے عزیز وہ ہے کہ بندگان خدا اپنی حیات اخروی اور سعادت ابدی کیلئے اس کے محتاج ہوں۔ ایسا رتبہ بلاشبہ بہت کم لوگوں کو میسر ہوتا ہے۔ یہ رتبہ انبیاء صلوٰۃ اللہ علیہم کا ہے۔ پھر ان کے بعد عزت میں مشارک وہ لوگ ہیں جو ان کے قرب زمانہ سے ممتاز ہیں۔ جیسے خلفائے راشدین اور انبیاء علیہم السلام کے وارث علمائے کرام۔
یہ اسم چالیس دن تک مسلسل بلاناغہ نماز فجر کے بعد اکتالیس سو مرتبہ پڑھا جائے تو اس کو اللہ تعالیٰ اتنا اعزاز بخشے گا کہ وہ کسی کا محتاج نہ ہوگا اور دوسروں کی نظروں میں ہمیشہ باعزت رہے گا اور ہر ایک پر غلبہ حاصل ہوگا کیونکہ یہ اسم بہت ہی لاجواب ہے۔

يَا جَبَّارُ

يَا جَبَّارُ (اے جبروت والے)

اللہ جبار ہے یعنی اپنی مرضی سے جو چاہے کر دے اور اس کے سامنے کوئی دوسرا دم نہ مارے اور ہر کوئی اس کا حکم ماننے پر مجبور ہو کیونکہ کائنات کی کوئی چیز بھی اس کے قبضہ قدرت اور اختیار سے باہر نہیں اور اس کی بارگاہ میں ہر چیز محکوم اور مجبور ہے۔ اس لئے اللہ کو جبار کہا جاتا ہے کیونکہ ہر کسی کیلئے اس کی اتباع ضروری ہے اور اس کا حکم ہر ایک پر زبردستی سے جاری ہے۔ قرآن مجید میں سخت گیر لوگوں کیلئے استعمال ہوا ہے۔
جبار وہ ذات ہے جس کا حکم ہر ایک پر جاری ہو سکے اور اس کے حکم میں کسی اور کا دخل نہ ہو اور نہ ہی کوئی اسے رد

کر سکے اور کسی کا حکم اس پر جاری نہ ہو سکتا ہو۔ اور اس کے قبضہ قدرت سے کوئی چیز باہر نہ ہو بلکہ اس کے سامنے ہر شے مجبور ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ جبار مطلق اللہ تعالیٰ ہی ہے کیونکہ ہر کوئی اس کا دست نگر ہے۔

بعض علماء نعت کا کہنا ہے کہ جبار کا لفظی مطلب ہے ٹوٹی ہوئی چیز کو جوڑنا اور باندھنا اور کسی کا حال درست اور ٹھیک کرنا اور زور و غلبہ سے کسی کو کام پر لگانا۔ یہ لفظ بلندی اور اونچائی کے معنی میں بھی آتا ہے۔ چنانچہ کہتے ہیں نخلتہ جبار۔ یعنی اسی اونچی کھجور جس کی بلندی تک کسی کا ہاتھ نہ پہنچ سکے۔ لفظ جبار میں مبالغہ پایا جاتا ہے یعنی بہت ہی درستی فرمانے والا اور بہت ہی بلند و بالا یہ معنی مکمل طور پر ذات پاک خدائے قدوس کیلئے ہے اور حقیقت و کمال کے اعتبار سے اسی میں منحصر ہے کیونکہ ہر قسم کی شکستگی کو جوڑنے والا وہی ہے۔ صلاح و درستی کرنے والا بھی وہی ہے اہل زمانہ کے خراب حالات کو بہتر کرنے والا بھی وہی ہے۔ اسی طرح تمام موجودات اس کی مشیت کے غلبہ و فرمان کے نیچے ہیں۔ کسی کو بھی اس کے خلاف کرنے کی مجال نہیں۔ چاہئے کہ بندہ ہمیشہ ذات جبار جل شانہ کے حضور شکستہ دل اور نیاز مند رہے اور اس کی جناب میں اس بات کا ملتجی رہے کہ اس کی ہر طرح کی شکستگی میں بہتری اور اچھائی رہے اور اس کا حال صلاح و بہتری کی طرف رخ کرے اور اس کے تشریعی و ارادی اوامر و محکام میں بجا آوری کرے اور ان کے آگے اپنا سر تسلیم خم کرے اور اپنی قوت و طاقت سے اظہار بیزاری کرے۔ اپنی تدبیر و اختیار کو ترک کر دے تاکہ عبادت اور عبودیت کی صفت سے موصوف ہو جائے۔ اس اسم سے بندے کے موصوف ہونے کی کیفیت یہ ہے کہ بندہ اپنے نقائص نفس کی شکستگی کو کمال کی تحصیل اور فضائل کی تکمیل سے جوڑے اور پر کرے اور مقام اصلاح میں بیٹھ کر دلوں کے حالات کے صحن کو ہر قسم کے فساد سے پاک کر دے اور اپنے نفس سرکش پر مسلط اور غالب ہو جائے اور اسے ہمیشہ تقویٰ اختیار کرنے اور طاعات کی پابندی کرنے پر آمادہ کرتا رہے۔ اسی طرح مخلوق خدا کی ہر طرح کی کمی پوری کرے۔ ان کے حالات کی اصلاح کرے شکستہ دلوں کا دستگیر بنے۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے ذریعے امور شریعت کے جاری کرنے میں غالب ہو۔ اس سارے میں کوشش سے کام لے اور ہمت بلند رکھے۔

حضرت امام غزالیؒ نے فرمایا ہے کہ بندوں میں سے جبار وہ ہے کہ اتباع کے درجہ سے ترقی کر کے دوسروں کو اپنا تابع بنائے اور سب سے بڑا رتبہ حاصل کرے۔ حتیٰ کہ لوگوں کو اپنی ہئیت و صورت سے اپنی عادت و سیرت کے مطابق چلنے پر مجبور کرے۔ غرض وہ لوگوں کو فائدہ پہنچائے اور خود چنداں فائدہ نہ اٹھائے۔ لوگوں کا فائدہ مقدم سمجھے۔ اپنے فائدے کی حرص نہ کرے۔ لوگوں کو اپنا مطیع بنائے۔ خود کسی کی اطاعت نہ کرے۔ جو شخص اس کی زیارت کرے وہ اس کے دیدار میں ایسا محو ہو کہ اپنے آپ کو بھول جائے۔ اس کا ایسا شوق ہو کہ خود اپنی طرف آنکھ اٹھا کر نہ دیکھے اور کوئی شخص اس کو دھوکا دینے اور اپنا تابع بنانے کی جرأت نہ کر سکے۔ اس وصف سے خاص سید البشر صلی اللہ علیہ وسلم بہرہ ور ہوئے ہیں۔ چنانچہ فرمایا "لو کان موسیٰ حیاً ما وسعہ الا اتباع و انا سید ولد ادم ولا فخر" (یعنی

اگر موسیٰ علیہ السلام بھی زندہ ہوتے تو ان کو میرے تابع ہوئے بغیر چارہ نہ ہوتا)۔اور میں اولاد آدم علیہ السلام کا سردار ہوں اور میرے لئے یہ بات باعث فخر نہیں۔''

ظالم اور دشمن سے نجات کے لئے مسبعات عشر پڑھنے کے بعد ۲۳۶ مرتبہ اس اسم کو صبح وشام پڑھا جائے تو اللہ اس کے عامل کو دشمن سے نجات دے گا اور مال و دولت سے نوازا جائے گا، عزت دے گا۔ دنیا والوں کی نظروں میں معزز کردے گا۔ یہ اسم کالے علم کے وار کو روکنے کے لیے بہت ہی مؤثر ہے لہٰذا جادو اور کالے علم کے وار سے بچنے کے لیے اسے گیارہ روز ۱۱۵۰۰ مرتبہ پڑھ جائے تو جادو کے اثرات ختم ہو جائیں گے۔

یَامُتَکَبِّرُ

یَامُتَکَبِّرُ (اے بڑائی والے)

کبر یعنی عظمت اور برتری صرف پرودگار کی ذات کو زیب دیتی ہے کیونکہ وہ حقیقت میں بڑا ہے۔ مخلوق میں سے کوئی بڑا نہیں اور نہ ہی کوئی اس کے جوڑ کا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کی ذات ہی متکبر ہے کیونکہ فی الواقع بڑائی اسی کیلئے ہے اور کائنات کی ہر چیز اس کے مقابلے میں کم حیثیت رکھتی ہے۔ اس لئے اسی ذات کو بڑا ماننا چاہیے۔

متکبر وہ ہے جو اپنے مقابلہ میں سب کو حقیر سمجھتا ہو اور بزرگی وعظمت کا حقدار صرف اپنے آپ کو جانتا ہو۔ اس لئے دوسروں کو غلاموں کی حیثیت سے دیکھتا ہو۔ اگر یہ بات صحیح ہو تو وہ تکبر حق اور اس کا فاعل متکبر برحق ہوگا اور یہ بات علی الاطلاق خاص خدا کیلئے متصور ہے۔ اگر وہ تکبر اور استعظام باطل ہو اور اس متکبر کو فی الحقیقت امتیازی عظمت جو اس کے زعم میں ہے حاصل نہ ہو تو اس کا تکبر بے جا اور مذموم ہوگا۔ خدا کے سوا جو شخص خاص اپنے آپ کو عظمت و بزرگی کا مستحق قرار دے اس کا قیاس غلط اور اس کی نظر باطل ہے۔

تکبر و استکبار کا معنی ہے اپنی بڑائی ظاہر کرنا اور سرکشی دکھلانا۔ لفظ کبریا کا معنی ہے بزرگی اور بڑائی۔ یہاں اسم متکبر سے بڑائی اور بزرگی میں مبالغہ اور کمال مراد ہے کوئی بھی چیز اللہ تعالیٰ کے سوا اس طرح کی بڑائی و بزرگی کی مستحق نہیں کبیر علی الاطلاق وہی ہے بندہ جب حق تعالیٰ کی کبریائی اور اس کی بلندی شان کو پہچان لیتا ہے تو اسے چاہیے کہ دل کو اس کی کبریائی میں متفرق رکھے۔ تواضع وتذلل کا طریقہ اپنائے۔ اس کی بندگی میں اپنی گردن نرم رکھے۔ اس کے اوامر واحکام سے سرتابی نہ کرے۔ اس اسم سے بندے کے موصوف ہونے کا معنی یہ ہے کہ تمام چیزوں کو جو کہ اس کی جناب قدس کے وصول اور وصول کے اسباب کے علاوہ ہیں جیسے دنیا کی خواہشات بلکہ آخرت کی لذیذ چیزیں، ان

سب کو چھوٹی اور حقیر جانے اور دنیا و اہل دنیا اور دنیا کی زینت وزیبائش کی چیزوں کی طرف نہ جھکے بلکہ انسانیت کی بلندی شان اور دین کے مرتبے کی رفعت کا لحاظ کرتے ہوئے دنیا کی بے حقیقت اور پست چیزوں پر قدم نہ رکھے۔ اپنی ذات کو عظیم جانتے ہوئے اپنے نفس کو اپنی عظمت و تکبر میں مبتلا نہ کرے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَیْمِنُ الْعَزِیْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا یُشْرِكُوْنَ ○ (پ28 حشر 23)

ترجمہ: وہ اللہ ہی ہے جس کے سوا کوئی اور معبود نہیں، بادشاہ ہے، قدوس ہے، سلام ہے، امان دینے والا ہے، نگہبانی کرنے والا ہے، غالب ہے جبار ہے، کبریائی والا ہے۔ اللہ ان کے شرک سے پاک ہے۔

امام بونی کا قول ہے کہ متکبر کا مطلب اپنی ذات کے سامنے ہر چیز کو حقیر دیکھنا ہے اور اپنی ہی ذات کیلئے کبریائی کو مخصوص کرنا ہے اور غیر کی طرف ایسے دیکھے جیسے بادشاہ غلاموں کو دیکھتا ہے۔ واضح رہے کہ یہ ذات صرف اللہ تعالیٰ کی ہے۔ اس کے سوا جو کوئی اپنے لئے کبریائی کا خیال کرے وہ جاہل و گمراہ ہے کیونکہ متکبر مطلق صرف پروردگار ہے۔ (شمس المعارف) معلوم ہوا کہ اصل عظمت اللہ تعالیٰ کی ہے اور جو اس کی عظمت کو تسلیم کرتے ہوئے اسے اس صفت یعنی یا متکبر سے پکارے گا اللہ تعالیٰ اسے اپنا بندہ بنالے گا۔

لاولد اور بانجھ عورت کے لیے یہ اسم نہایت ہی مجرب ہے۔ بیوی کے پاس جاتے وقت دس مرتبہ یہ اسم پڑھا جائے تو انشاء اللہ فرزند نیک صالح عطا ہوگا جو شخص اسے روزانہ ۶۶۰ مرتبہ پڑھنے کا معمول بنالے تو اس کے ہر کام میں برکت پیدا ہوگی۔

یَا خَالِقُ

یَا خَالِقُ (اے پیدا کرنے والے)

اللہ تعالیٰ کائنات کی ہر چیز کا خالق ہے یعنی جب کوئی چیز نہ تھی بلکہ صرف اس کی ذات تھی تو اس نے زمین و آسمان، جنت، دوزخ، عرش، کرسی، گویا کہ کائنات کی ہر چیز کی تخلیق کی۔ اس لئے اسے خالق کہا جاتا ہے۔ انسان جو تخلیق کرتا ہے یا کر رہا ہے اس کی اصل اللہ تعالیٰ ہی کی پیدا کردہ ہے۔ یعنی ہم اللہ تعالیٰ ہی کی بنائی ہوئی چیزوں کو مزید بناتے اور سنوارتے ہیں۔ اس چیز کو عدم سے نہیں بنا سکتے۔ عدم سے (یعنی جب کچھ بھی نہ ہو تو اصل چیز) پیدا کرنا صرف خدا ہی کا اختیار ہے۔ اس لئے صحیح معنوں میں ہر چیز کا خالق اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے فرمایا ہے کہ پیدا کرنے سے پہلے کسی چیز کے خاکے اور ڈھانچے کا اندازہ کرنا خلق ہے اور برء کا معنی ایجاد کرنا اور پیدا کرنا ہے۔تصور کا معنی صورت بنانا اور کسی شے کو شکل اور ہیئت عطا کرنا ہے۔ ہر چیز جو عدم سے وجود میں آتی ہے اولاً اس کی محتاج ہوتی ہے کہ اس کا اندازہ کیا جائے۔ اس کے بعد وہ پیدا کرنے کی محتاج ہے۔اس کے بعد اس امر کی محتاج ہوتی ہے کہ اسے کوئی صورت عطا کی جائے اس کی مثال یوں سمجھئے کہ ایک عمارت ہو۔ پہلے اس کے خاکے کا اندازہ کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد وہ وجود میں آتی ہے۔ پھر ایک صورت اختیار کرتی ہے۔ اگر چہ حق سبحانہ وتعالیٰ کے کسی چیز کو پیدا کرنے میں یہ تینوں حالتیں بیک وقت موجود ہوتی ہیں۔ مگر ایک کا رتبہ دوسرے سے مقدم ہے یعنی پہلے شے کا اندازہ پھر اسے پیدا کرنا اور پھر صورت عطا کرنا۔ جو کچھ عالم علوی اور سفلی میں عرش سے زمین کے نیچے تک ہے پیدا ہو چکا ہے یا پیدا ہوگا۔ ملک وملکوت میں اس کا ظہور ہو چکا ہے یا ہوگا۔ سب اللہ تعالیٰ کی خلق اس کی تقدیر اس کی ایجاد اور اس کی تصویر کشی ہے۔سب چیزوں کا پیدا فرمانے والا وہی تعالیٰ شانہ ہے جس نے محکم ترتیب بہترین صورت پر حکمتوں ومصلحتوں سے لبریز کر کے اشیاء کو پیدا کیا اور ہر چیز کو مناسب ترتیب کے مطابق پیدا فرمایا چنانچہ فرمایا (فَتَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِينَ) بہت برکت والا ہے اللہ تعالیٰ جو سب سے بہتر پیدا کرنیوالا ہے۔ بندے کو چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی جس چیز پر بھی نگاہ ڈالے اس سے اس کے پیدا کرنے والے کی یاد دل میں لائے اور جس صورت کو بھی دیکھے اس سے تصویر بنانے والے کا مشاہدہ کرے اور ہمیشہ بیدار چوکس اور عبرت ونصیحت کی آنکھ سے اشیاء کو دیکھے۔ان صفات سے بندے کے موصوف ہونے کا معنی یہ ہے کہ بندے میں یہ صفتیں بطور مجاز پائی جاتی ہیں کیونکہ حقیقتاً تمام اشیاء کا خالق اللہ تعالیٰ ہی ہے۔صرف اتنی بات ہے کہ انسان کو قصد وافعال میں اعضاء کو حرکت میں لانے کی قوت دی گئی ہے۔جن سے وہ کمالات وطاعات کا کسب و اکتساب کرتا ہے۔ نیز اپنی ذات میں جسمانی وروحانی چیزوں کی صورتوں کو حاصل کرتا اور حضور وتوجہ قلبی سے اللہ تعالیٰ کی قدرتوں اس کی حکمتوں اور اس کے اسرار ورموز کے جھونکوں سے سرشار ہوتا ہے۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ بندے کا ان اسماء سے موصوف ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جس وقت عبادت کی ذمہ داریوں سے فراغت پائے تو اپنی معیشت اور روزی کیلئے بھی کچھ نہ کچھ کسب وکار کرے خصوصاً ایسا کام جس کا اثر اس کی موت کے بعد بھی باقی رہے تا کہ اس کا فیض تا دیر لوگوں کو پہنچتا رہے۔

شمس المعارف میں لکھا ہے کہ خالق نام ہے اس صانع کا جو ہمیشہ پیدا کر رہا ہے۔اس کا کوئی لمحہ خالی نہیں ہے۔ خلق کے معنی ابداع کے اور ابداع بغیر مثال اور نمونہ پیدا کرنے کو کہتے ہیں۔ عالم ملک وملکوت ہی اختراع ہے۔اس کی تفصیل یہ ہے کہ عالم اسرار اور علوی ہی عالم رتق ہے اور عالم غیب وسفلی عالم فتق ہے اور یہ سب اسماء اسرار الٰہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ۔

خبردار خلق اور امراسی کیلئے یہ اسم بہت بڑا ذکر ہے۔اس کا ذکر مخلوقات کے اصول مبادی میں غور کر کے مقام کشف حاصل کرتا ہے اور ترقی کرتے ہوئے اس کے قلب میں سب حالات آ جاتے ہیں۔اس کے بعد ترتیب، روحانیات اور ان کی غایت ترتیب کا راز ظاہر ہوتا ہے اور یہ ذاکر زمین و آسمان کی ہر چیز معلوم کر لیتا ہے۔اور وہ مراتب عالی پاتا ہے جو نفس کیلئے مراتب ثابت ہیں۔نفس کے اندر اور قلب کے مطابق یہ دنیا صورت معلوم ہے اور علم الٰہی وعلویات اپنے وجود کے موافق موجود ہیں اور ان کا وجود ہی حصول کا سبب ہے۔اللہ کے ملنے سے یہ سب مل جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ساتوں آسمان پیدا کر کے ان کو نورانی حجاب اور حالات کرامات سے نوازا ہے اور ساتوں زمینوں کو پیدا کر کے اپنی نعمتوں کا خزانہ بنایا۔جس طرح علویات کے چار مراکز ہیں اس طرح سفلیات بھی چار ہیں۔علویات کا پہلا مرکز عقل ہے جو مدارک عقول ہے۔دوسرا مرکز روح جو مدارک نفوس ہے۔تیسرا مرکز قلب جو مدارک قلوب ہے۔ چوتھا مرکز کرسی ہے جو وسیع ہے۔اسی طرح زمینوں میں اپنے خزانے اور جہنم کے طبقات اور اپنی رحمت کے ظلمانی حجاب رکھے ہیں۔نیز ہر زمین کو گنہگاروں کیلئے ایک طرح کے عذاب کا حامل بنایا ہے۔

صفائی قلب کے لیے آدھی رات کو ۳۰۰ بار پڑھا کرے تو اللہ اس کے دل کو نورانی بنا دے گا۔اس کے چہرہ پر ایسی چمک پیدا ہوگی کہ دیکھنے والا اس کا گرویدہ ہو جائے گا۔

يَابَارِئُ

يَابَارِئُ (اے وجود میں لانے والے)

باری کا لفظ عربی زبان کے لفظ بَرَ سے بنا ہے جس کا مطلب کسی چیز کو وجود میں لے آنا ہے۔اللہ تعالیٰ جس کو بنانے کا منصوبہ بناتا ہے اس کے بعد اسے اپنے منصوبے کے مطابق کم عدم سے وجود میں لے آتا ہے۔اس لحاظ سے وہ باری کہلاتا ہے۔بَرَ کا اصل مطلب جدا کرنا، چاک کرنا، پھاڑ کر الگ کرنا بھی ہے چونکہ اللہ تعالیٰ اشیاء کو وجود میں لاتے وقت اپنی طاقت سے چیز کو بنا ڈالتا ہے اس لئے وہ باری ہے۔قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ○ (پ28 حشر 24)

ترجمہ: وہی اللہ سب کا خالق ہے ہر چیز کو ایجاد کر کے اسے صورت دینے والا ہے۔اچھے نام سب اسی کے ہیں آسمانوں اور زمین کی ہر چیز اس کی تسبیح کرتی ہے اور وہی غلبے والا حکمت والا ہے۔

خدا کے پیدا کردہ مختلف عناصر کائنات میں بعض کو ایک دوسرے کے ساتھ ایک خاص توازن یا تناسب کے ساتھ اس طرح ملانا کہ اس سے ایک نئی چیز وجود میں آ جائے۔قدرت کے اس ''کن فیکون'' والے عمل میں ایک مرحلہ باری ہے۔

اللہ تعالیٰ نے جب مادی مخلوق کو بنایا تو اس کیلئے مادہ بھی خود ہی بنایا اور جب غیر مادی مخلوق کو بنایا تو اس کیلئے ارواح بھی خود ہی بنائیں۔اس لئے انسان کا اپنا وجود اور اس کے اردگرد کائنات کی بے شمار مخلوق اللہ تعالیٰ کی صفت باری ہی کی مظہر ہے۔اس لئے بعض اہل علم نے تخلیق ارواح کے لحاظ سے بھی اللہ تعالیٰ کو باری کہا ہے۔اللہ تعالیٰ اپنی صفت کے اظہار میں تمام طاقت کا مالک خود ہی ہے۔

اسماء الحسنیٰ غزالی میں لکھا ہے کہ جو چیز عدم سے وجود میں آتی ہے وہ پہلے تقدیر کی محتاج ہے۔پھر تقدیر کے موافق ایجاد کی۔اس کے بعد تصویر کی اور اللہ تعالیٰ اس حیثیت سے کہ وہ ایک شے کی تقدیر کرتا ہے، اس کا خالق ہے۔اور اس حیثیت سے کہ اس کا اختراع کرتا ہے اس کا باری ہے اور اس حیثیت سے کہ وہ مخترعات کی صورتوں کو باہم عمدہ ترتیب دیتا ہے، مصور ہے۔

مثلاً ایک عمارت کا بنانا منظور ہو تو پہلا کام انجینئر کا ہوگا جو اس عمارت کی نوعیت وصورت تجویز کر کے ایک نقشہ تیار کرتا ہے اور اس پر اینٹ، پتھر، چونہ، لکڑی وغیرہ صرف ہونے والے مصالحہ کی مقدار کا اندازہ لگا کر اس کے اخراجات کا تخمینہ کرتا ہے۔اس کے بعد معمار کا کام شروع ہوتا ہے جو اس نقشہ کے موافق عمارت کی بنیاد ڈالتا ہے اور مصالحہ کی تجویز کردہ مقدار کے اندر اندر پوری عمارت بنا کر کھڑی کرتا ہے۔ابھی تک وہ عمارت غیر مکمل اور ناقابل سکونت ہوتی ہے کہ ایک تیسرے صناع یعنی مصور کے ہاتھ سے وہ ایک شاندار قصر اور شاہی ایوان بن جاتی ہے۔

یہ تو انسانی کاموں کی مثال تھی۔خدا کا کام اس سے برتر ہے۔وہ خود ہی اندازہ قائم کرتا ہے خود ہی بناتا ہے اور خود ہی اس کی ظاہری صورت کو آراستہ کرتا ہے یا یوں کہو کہ وہی خالق وہی باری اور وہی مصور ہے۔

مثال کے طور پر انسان کو لو۔جو اس کی مخلوقات میں سے ایک مخلوق ہے۔اس وجود کیلئے سب سے پہلے ایک مجسمہ ضروری تھا جس کو انسانی صفات سے متصف کیا جا سکے۔یہ مجسمہ مٹی اور پانی دونوں کی ترکیب سے تیار ہونا ضروری تھا کیونکہ صرف مٹی ایک خشک اور ٹھوس چیز ہے جس میں نرمی اور لچک نہیں ہے اور صرف پانی ایک تر اور سیال شے ہے جو قائم پکڑنے والا نہیں ہے۔لہٰذا دونوں خشک اور تر چیزوں کا مرکب اور معتدل مادہ اس مجسمہ کیلئے مناسب تھا۔اس کے بعد آگ کا جز بھی ان میں شامل ہونا بہتر تھا جس سے مٹی اور پانی کا قوام مستحکم ہو جائے۔اس کے بعد ضروری تھا کہ اس پانی مٹی کی خاص مقدار معین ہو کیونکہ اگر تھوڑی سی مقدار ہو تو اس مجسمہ سے انسانی افعال سرزد نہیں ہو سکتے اور ضعف وہلاکت سے اس کا وہی حال ہو جو کیڑے مکوڑے کا ہوتا ہے۔اتنی بڑی مقدار بھی فضول تھی کہ یہ مجسمہ پہاڑوں اور

ٹیلوں کے برابر بن جاتا کیونکہ اتنے بڑے قدر اور جسامت کی کوئی حاجت نہ تھی۔ یہ ساری باتیں اندازہ اور تجویز ہیں۔ جن کو دوسرے لفظوں میں تقدیر کہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ان امور کی تقدیر اور تقدیر کے موافق ایجاد کرنے کے لحاظ سے خالق ہے اور محض ایجاد کرنے اور عدم سے وجود میں لانے کے لحاظ سے باری ہے۔ محض ایجاد اور چیز ہے اور ایجاد بوفق تقدیر اور چیز۔

الخالق اور الباری میں بندہ کا کوئی حصہ نہیں ہے۔ مگر بمجاز بعید، جس کی توجیہہ یہ ہے کہ خلق اور ایجاد کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اپنی قدرت کو اپنے علم کے مطابق کام میں لایا جائے اور اللہ تعالیٰ نے بندہ کیلئے علم اور قدرت پیدا کی ہے اور اس کو اپنی تقدیر اور علم کے موافق مقدرات کے حاصل کرنے کا موقع میسر ہے اور امور موجودہ دو قسم کے ہیں۔ ایک تو وہ جن کا حصول ہرگز بندوں کی قدرت میں نہیں ہے جیسے آسمان، ستارے، زمین، حیوانات اور نباتات وغیرہ۔ دوسرے وہ جن کا حصول صرف بندوں کی قدرت سے وابستہ ہے اور یہ وہ ہیں جو اعمال عباد کہلاتے ہیں۔ جیسے صناعات، سیاسات، عبادات، اور مجاہدات۔ چنانچہ بندہ ریاضتوں کے ساتھ اپنے نفس کے مجاہدہ میں اور اپنی مخلوق کی سیاست میں ایسے مدارج پر پہنچ جائے جن میں وہ ایسے امور کے استنباط کا امتیاز حاصل کرلے جن کو پہلے کسی نے استنباط نہ کیا ہو اور ساتھ ہی وہ ان کے کرنے اور ان کی ترغیب دینے پر قادر بھی ہو تو اس کو اس چیز کا مخترع کہا جائے گا جس کا پہلے وجود نہ ہو۔ چنانچہ شطرنج وضع کرنے والے کے حق میں کہا جاسکتا ہے کہ وہ اس کا واضع اور مخترع ہے کیونکہ اس نے ایک ایسی چیز وضع کی ہے جو پہلے کسی نے نہ کی تھی۔ ہاں اتنی بات ہے کہ اگر اس نے کوئی ایسی چیز وضع کی جس میں کوئی نیکی نہیں ہے تو وہ مدح وستائش کا مستحق ہوگا۔ اسی طرح ریاضات، مجاہدات، سیاسات اور صناعات میں جو نیکیوں کا سرچشمہ ہیں، صور اور ترتیبات ملحوظ ہیں جن کو لوگ ایک دوسرے سے سیکھ لیتے ہیں۔ اور پہلے استنباط کرنے والی کی طرف ترقی کرتے ہیں۔ گویا یہ واضع ان صور کا مخترع اور خالق ہے حتیٰ کہ اس پر یہ اسم مجازاً اطلاق کیا جاسکتا ہے۔

شمس المعارف میں ہے کہ اسم باری اسم خالق ایک ہی ذات کے نام ہیں جس نے مٹی سے کچھ پیدا کیا جس پر یہ آیت دلیل ہے هُوَ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِنْ تُرَابٍ' تراب کو اہل عرب ثری البریہ کہتے ہیں۔ ثری کے معنی مٹی اور بریہ کے معنی مخلوق۔ لیکن ان اسماء میں تھوڑا سا فرق ہے یہ اسمائے مترادفہ بھی نہیں ہیں جب کہ فرمایا لِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا یاد رہے ایجاد اور ابداع کا لفظ ذوات مکنونات کو قدم سے وجود میں لانے پر کہا جاتا ہے اور اسم خالق ہر مخلوق پر شامل وحاوی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے عقل پیدا کر کے اسے علم اول میں رکھا۔ پھر دنیا کو لطیف خاکہ میں رکھ کر عالم ظہور میں منتقل کیا۔ یہ تینوں باطنی پیدائش میں عالم ترکیب میں ہیں پھر ان کے اجسام پیدا کیے۔ اجسام کو قوالب میں ڈھالا اور پیدا کر کے ان پر مہر لگادی کہ ایک فریق جنت میں ایک فریق دوزخ میں اور دوزخی ہی اصحاب شمال ہیں حالانکہ شکل حرکت اور سکون

سبھی ہیں اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ بتائن دراصل علویات میں ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ جو نفس قالب نورانی میں صاف اور شفاف نکلا وہ مطمئنہ کہلایا جو قالب ظلمت میں سرکش ہوا وہ امارہ کہلایا اور جو قالب نورانی میں جلوہ ریز ہوا وہ لوامہ بن کر کہلاتا ہے۔

بعض لوگوں کے دل اللہ تعالیٰ نے جانوروں کی طرح بنائے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو شہوات میں بندروں اور سوروں کی طرح ڈوبے ہوئے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دل مسخ کر دیئے ہیں جن سے مہر کرنا مراد ہے

اہل سعادت کی ارواح کی سر بسط میں اہل شقاوت کی ارواح سر قبض میں پیدا کی گئی ہیں۔ اہل سعادت کے دل قالب ایمان ہیں اور اہل شقاوت کے دل کفر کے سانچہ میں ڈھالے گئے ہیں۔ اہل سعادت کے اجسام خدمت کیلئے اور اہل کفر کے اجسام شقاوت کیلئے ہیں۔ جو شخص اہل سعادت کے موافق رہا وہ علیین ہوگا اور جس شخص نے شقاوت پر سبقت کی وہ اسفل السافلین میں رہ کر غضب الٰہی میں داخل رہے گا۔ اہل سعادت کیلئے ہے فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ اور اہل غضب کیلئے فرمایا ہے وَمَنْ يُّرِدْ اَنْ يُّضِلَّهٗ يَجْعَلْ صَدْرَهٗ ضَيِّقًا حَرَجًا قوت بشری میں قوت ترکیب جسمانی و ترکیب روحانی دونوں ہیں۔ ذاتی سعادت و شقاوت وغیرہ سے ہر انسان اس کا ادراک نہیں کر سکتا اور اللہ تعالیٰ یہی توفیق دیتا ہے۔

جو شخص یہ اسم روزانہ سات مرتبہ نماز پنجگانہ کے بعد پڑھتا رہے گا تو انشاء اللہ عذاب قبر سے محفوظ رہے گا۔ امید ہے کہ اگر اللہ نے چاہا اس کی لاش بھی محفوظ رہے گی۔

يَامُصَوِّرُ

يَامُصَوِّرُ (اے صورت بنانے والے)

المصور کا مطلب بنیادی طور پر صورت بنانے والا ہے چونکہ اس نے تمام موجودات کی تصویریں بنائی ہیں۔ ہر چیز کو خاص صورت علیحدہ و شناخت اور حقیقت عطا کی ہے اور اسے ایک خاص ساخت دی ہے۔ اس لحاظ سے وہ مصور ہے۔ اللہ تعالیٰ نے لاکھوں کروڑوں اور اربوں انسان بنائے ہیں اور ہر انسان کے چہرے کے نقش و نگار ایک دوسرے سے منفرد ہیں۔ انہیں تمیز اور شناخت کیلئے جداگانہ صورت اور شخصیت عطا فرمائی ہے۔ یہ اسی مصور لایزال کا کمال ہے۔ قرآن مجید میں بیان ہوا ہے کہ:

هُوَ الَّذِىْ يُصَوِّرُكُمْ فِى الْاَرْحَامِ كَيْفَ يَشَآءُ ؕ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ

ترجمہ: وہی ہے جو ماؤں کے پیٹ میں جیسی چاہتا ہے تمہاری صورت بنا دیتا ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں جو غالب حکمت والا ہے۔ (پ 3 آلِ عمران 6)

شرح اسماء الحسنٰی میں لکھا ہے کہ اللہ المصور وہ ہے کہ جو اپنی مرضی اور مشیت کے ساتھ جس طرح کی بھی چاہتا ہے صورت سازی فرماتا ہے۔ اس آیت مبارکہ میں "هُوَ الَّذِيْ يُصَوِّرُكُمْ" کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ یہاں "یصور" تصویر بنانے کے کام کیلئے ہے اور صورت وہ ہے جس سے کسی چیز کے عین کا نقش ہوتا ہے اور اس کی وجہ سے وہ دوسری اشیاء سے الگ ہوتی ہے اور پھر یہ دو طرح پر ہے۔ ایک محسوس جسے خاص و عام بلکہ حیوان بھی پہچان سکتے ہیں اور دوسرے معقول جسے صرف خواص ہی پہچان سکتے ہیں۔ جیسے وہ صورت جس سے انسان مخصوص ہے، یعنی عقل اور رویہ اور وہ معانی جن سے ایک شے دوسری سے مخصوص ہوتی ہے اور امام راغب نے مفردات میں لکھا ہے کہ جہاں اللہ تعالٰی کے انسان کی صورت بنانے کا ذکر ہوتا ہے وہاں یہ دونوں صورتیں مراد ہوتی ہیں۔

ایسے ہی حدیث پاک میں بیان ہوا ہے کہ "اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ اٰدَمَ عَلٰى صُوْرَتِهٖ" اللہ تعالٰی نے انسان کو اپنی صورت پر بنایا ہے۔ اس حدیث میں بقول امام راغب وہ صورت مراد ہے جس سے انسان مخصوص ہے یعنی وہ ہیئت جس کا ادراک آنکھ اور عقل سے ہوتا ہے اور جس سے انسان کو دوسری مخلوقات پر فضیلت ہے اور صورت کی ضمیر اللہ تعالٰی کی بھی کوئی صورت ہے بلکہ علیٰ سبیل الملک ہے۔ یعنی اس کی ملک ہونے کے لحاظ ہے۔

اسماء الحسنٰی امام غزالی میں لکھا ہے کہ اسم مصور خدا پر اس حیثیت سے صادق آتا ہے کہ اس نے تمام اشیاء کی صورتوں کو نہایت خوبی سے مرتب کیا ہے اور ان کو اچھی صورت پر بنایا ہے اور یہ اوصاف فعل سے ہے۔ اس کی حقیقت وہی شخص جان سکتا ہے جو تمام عالم صورت کو پہلے بالا جمال اور پھر بالتفصیل جانتا ہو کیونکہ تمام عالم ایک شخص کا حکم رکھتا ہے جو باہم ایک دوسرے کو کسی غرض مطلوب پر مدد دینے والے اعضاء سے مرکب ہو۔ اس کے اعضا و اجزاء آسمان اور ستارے اور زمین اور ان کے مابین کی اشیاء مثلاً پانی اور ہوا وغیرہ ہیں۔ اس کے اجزاء ایسی محکم ترتیب سے مرتب ہیں کہ اگر اس ترتیب میں تغیر آجائے تو نظام میں خلل آجائے۔ اس لئے جو جز و اوپر رہنا چاہئے وہ بالائی سمت سے مخصوص ہے۔ اور جو نیچے وہ نا مناسب ہے وہ زیریں سمت سے خاص ہے۔ جیسے کہ معمار دیواروں کی بناد میں پتھر اور ان کے بالائی حصے پر لکڑی رکھتا ہے۔ نہ اتفاقاً بلکہ اس کے نزدیک یہ ترتیب مکان کی مضبوطی کیلئے ضروریات سے ہے۔ اگر اس ترتیب کے خلاف پتھر کو اوپر اور لکڑی کو نیچے رکھا جائے تو عمارت ضرور منہدم ہو جاتی ہے اور ہیئت ہرگز قائم نہ ہو سکتی۔ اسی پر ہم کرہ ارض و کرہ ماد وغیرہ کا نیچے ہونا اور ستاروں کا اوپر ہونا قیاس کر سکتے ہیں۔

اگر تھوڑے سے اجزائے عالم کا ذکر اور ان کی ترتیب کی حکمت بیان کرنے لگیں تو ایک دفتر ہو جائے گا۔ اس تفصیل کا جتنا کسی کو علم ہوگا اتنا ہی زیادہ وہ مصور کے معنی سے واقف ہوگا۔ یہ ترتیب و تصوری اجزائے عالم میں سے ہر

جزو میں موجود ہے۔ اگر چہ وہ چھوٹا سا ہی ہو۔ یہاں تک کہ چیونٹی اور کیڑے میں بلکہ چیونٹی اور کیڑے کے ہر عضو میں موجود ہے۔ ہر ایک جاندار کا ایک چھوٹا سا عضو آنکھ ہے۔ اگر اس کی صورت کی تفصیل لکھیں، کلام ختم نہ ہوگا۔ جو شخص آنکھ کے طبعات ان کی ہیئت، شکل، مقدار، رنگ اور ان کی وجہ حکمت سے واقف نہیں وہ ان کی صورت سے واقف نہیں۔ اور نہ ان کے مصور سے واقف ہے۔ صرف نام ہی نام جانتا ہے۔ یہی حال ہر حیوان و نبات کی صورت بلکہ ان کے ہر جز کی صورت کا ہے۔

اسم مصور کے بارے میں شمس المعارف میں لکھا ہے کہ ہر چیز کا مصور وہی ہوتا ہے جو اس کی تصویر کھینچے اور غیر سے اس کو تمیز دے اور اللہ تعالیٰ ہی حقیقی مصور ہے۔ خلق کے معنی ایجاد اور تصویر کے معنی تشکیل اور اختصاص نوعی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ''ولقد خلقکم'' اس سے قدرت کا اظہار اول ہے۔ جو عالم رتق ہے۔ اور فرمایا ''ثم صورنکم'' عطف مہلت پر ہے کیونکہ یوم ایجاد یوم ابراز کے درمیان جو وقت گزرا اس کا اندازہ بجز اللہ کے کسی اور کو نہیں۔

يٰٓاَيُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيْمِ الَّذِىْ خَلَقَكَ

اس سے مراد ایجاد قدرت ہے۔ ''فسواک'' سے مراد باطن ہے۔ جو محل تسویہ و تبدیل ہے۔ یوم ثانی یوم ثالث میں طور ثالث ہے جس کا ذکر اس آیت میں ہے۔

''فِىْٓ اَىِّ صُوْرَةٍ مَّا شَآءَ رَكَّبَكَ ط''

اسی سے مصورات کا راز واضح ہے۔ ارواح حق کی اشکال ہیں۔ اور شکلیں ہی روح کی صورت ہے اور روح دراصل اللہ کا حکم ہے۔ تعمیل حکم ہی زندگی کا رزاز ہے اور سرمایا ہے۔

صورتوں کی اقسام

صورتیں دو قسم کی ہیں: ایک تو ظاہری ہیں دوسری باطنی۔ ظاہری وہ جس سے شکل کا اظہار ہوا اور باطنی وہ جو بصیرت کی آنکھ سے ادراک کی گئی۔

عالم اسماء افلاک وجود اور صورت باطنی دراصل فطرت سے عبارت ہے اور فطرت اسماء و افعال کے درمیان برزخیں ہیں۔ حقائق اور افعال کا احاطہ وجود سے ظاہر ہوا ہے اور وہ دائمی شہور میں ہے۔ جو مبداول کا کشف کرنے والا ہے اور منتہیٰ مالی ہے۔ یہی روح کا راز ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جملہ موجودات کو اپنے اسماء اور افعال سے متفری طور پر پیدا کیا ہے اور اجمالی و تفصیلی طور سے فطرت زوجیت کے ساتھ یوم ازل میں ودیعت کا اسی لئے سب اس کی طرف متوجہ اور اس کی معرفت کے مشتاق ہیں۔ اس کے احکامات وہ بجالاتے ہیں جس پر ملکوت کے اسرار منکشف ہوتے ہیں اور وہ

اس کا مشاہدہ کرتے ہیں جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کیا:

"وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِیْمُ رَبِّ اَرِنِیْ كَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰىؕ قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْؕ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ لِّیَطْمَىٕنَّ قَلْبِیْ."

جسم میں روح باقی رہتی ہے:

اس آیت میں تین معنی ہیں۔ ایک تو جسم میں روح باقی رکھنا، دوسرے معنی صور پھونکنے پر آخرت میں دوبارہ زندہ ہونے کا ظہور اور تیسرے معنی عالم جسمی اور معنوی میں مردوں کا زندہ ہونا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا سوال ان ہی تین باتوں پر محمول تھا۔ "فخذ اربعةً من الطیر فصرهن الیك" یہ حکم اسمائے ذات واسمائے صفات اور اسمائے معانی کی وضاحت کر رہا ہے کہ ایک پہاڑ پر ان میں سے ایک ایک حصہ رکھ دے۔

پہاڑوں سے رواسخ واصول مراد ہیں۔ چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پہلے دن ایک حصہ جبل الذر پر رکھا اور دوسرے حصہ جبل فطرت پر یوم تصویری میں اور تیسرا حصہ یوم برزخ پر اور چوتھا جبل یوم البعث پر "یاتینك سعیاً واعلم ان الله عزیز حکیم" حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب فطرت کا راز مشاہدہ کیا تو تمام عالم کو انہیں طور سے مرکب پایا۔ اور ان ہی اسماء کی برکت سے دنیا کو قائم دیکھا اور ان کو حق الیقین حاصل ہوا۔ بعد اللہ تعالیٰ کے ملکوت کے عجائب دیکھے جب کہ ارشاد ہے "وَكَذٰلِكَ نُرِیْۤ اِبْرٰهِیْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔" انسانی اور فطری صورت ہی حقائق شہود اور اسرار وجود ہیں۔ اسمائے آذات کے کمال معارف کا مقام حضرت ابراہیم کو حاصل تھا۔

کچھ ستارے روشن اور بعض روشن نہیں ہیں۔ وہ لوگ جن پر اسمائے الٰہی نے تجلی کی ہے روشن ستاروں کی طرح ہیں مگر ان میں بھی مختلف درجے ہیں۔ کوء ستارہ زیادہ روشن ہے جس سے لوگ راستہ پاتے ہیں اور کوئی چھوٹا اور کم روشنی والا ہے۔ یہی فرق لوگوں کے درجات میں ہے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جنت میں داخل ہونے والے میری امت کے پہلے گروہ کے چہرے مثل آفتاب روشن ہوں گے، ان کے چہرے کا نور حسب اعمال اور ایمان ہوگا۔

صورت کی تجلی:

صورتوں کی تجلی دارین میں باقی اور دونوں جہان میں قائم رہتی ہے۔ اسی باعث فطرت نے حقائق اسماء کو اجمال اور تفصیل سے انسان میں ودیعت کیا ہے۔ تم جنت کو نہیں دیکھتے کہ وہ بھی اسم خائق کو ظاہر کرتی ہے کہ جنت کی نعمتوں کی انتہاء نہیں ہے۔ تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ جنت ایک بازار ہے جس میں حسین وجمیل صورتیں ہیں جو شخص ان میں سے جو صورت پسند کرے وہ اس کو مل جاتی ہے اور چونکہ فطرت الٰہی قوالب اسمائے میں ودیعت ہے اسی لئے بقا لازم

ہوئی ہے۔

نشاۃ عالم میں چار پیدائش ہیں۔ پہلی نشاۃ ازل ہے اور یہی باطمنہ العمی ہے، دوسری نشاۃ ابد ہے جو باطن فطرت البتہ نشاۃ جوعمی سے متصل ہے۔ اس کا تذکرہ آیت میں ہے ''اولا یذکر الانسان انا خلقناہ من قبل ولم یك شیئاً''

یہی عالم صغیر ہے جسے انسان کہتے ہیں جس کیلئے کائنات پیدا کی گئی ہے۔ اور یہی حق معلوم کا نتیجہ ہے۔ اور یہی روح عالم متحرق ہیں۔ ہر فرقہ اپنے حال کے نقش خوب جانتا ہے۔ یہ اشارہ ہے مومنوں کیلئے خواہش اور کافر کیلئے بدبختی اور دوزخ کا نشاء ابد حقیقتہ الہبا ہے۔ اور یہی اس کا فرمان ہے ''لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مَّذْكُورًا '' تیسری نشاۃ سرمدیہ اور وہی حقیقت فی الذر ہے جو اس فرمان میں ہے ''الست بلی '' چوتھی نشاۃ کا یہ فرمان ہے ''نقر فی الارحام ما نشاء اور هُوَ الَّذِي يُصَوِّرُكُمْ فِي الْأَرْحَامِ كَيْفَ يَشَآءُ

اس مصور سے بندہ کا حصہ یہ ہے کہ اس کے نفس میں تمام وجود کی صورت بہ ترتیبہ حاصل ہو حتیٰ کہ وہ تمام ہیئت عالم کو محیط ہو۔ گویا کہ تمام عالم اس کے زیر نظر رہے۔ پھر تمام پر تفصیلی غور کرے۔ چنانچہ انسانی صورت کے بدن اور اعضائے جسمانی کا حال معلوم کرے۔ ان کے انواع، عدد، ترکیب اور انسان کی آفرینش و ترکیب کی حکمت کو سمجھے۔ پھر اس کی معنوی صفات اور معانی شریفہ کو معلوم کرے جن سے اس کے ادرکات اور ارادے وابستہ ہیں اور اسی طرح حیوانات اور نباتات کی صورتوں کو اپنے مقدور بھر ظاہر و باطن سے ملاحظہ کرے۔ یہاں تک کہ تمام اشیاء کا نقش اور صورت اس کے ذہن میں منقش ہو جائے۔

یہ حال تو صور جسمانیہ کی معرفت کا تھا اور یہ سلسلہ روحانیات کی ترتیب کی بہ نسبت بہت مختصر ہے۔ جس میں ملائکہ اور ان کے مراتب اور ان کے مقررہ تصرفات کی معرفت داخل ہے۔ ملائکہ کے یہ تصرفات وہ ہیں جو وہ آسمانوں اور ستاروں میں کرتے ہیں۔ پھر قلوب بشریہ میں ہدایت و ارشاد کا تصرف کرتے ہیں اور حیوانات میں ان کو اپنی حاجات کا احساس دلانے کا تصرف کرتے ہیں۔

غرض کہ اس اسم سے بندہ کا یہ حصہ ہے کہ وہ صور علمیہ کا جو صور وجودیہ کے مطابق ہوں اکتساب کرے کیونکہ علم اس صورت میں منقش فی النفس کا نام ہے۔ جو صورت معلوم کے مطابق ہو اور صور کے متعلق اللہ تعالیٰ کا علم صور کے ایعان میں موجود ہونے کا سبب ہے۔ اور وہ صور جو ایعان میں موجود ہوں وہ انسان کے دل میں صور علمیہ کے حاصل ہونے کا سبب ہیں اور اس طرح بندہ خدا کے اسماء میں سے اسم مصور کے معنی سے علم حاصل کرتا ہے اور نیز وہ اپنے نفس میں صور حاصل کرنے کے باعث گویا کہ وہ مصور ہے۔ اگر چہ بطور مجاز ہو کیونکہ یہ صورت اس میں بالتحقیق اللہ تعالیٰ کی ایجاد و اختراع سے پیدا ہوتی ہے نہ کہ بندہ کے فعل سے لیکن بندہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے فیضان کو حاصل کرنے کی

کوشش کرتا ہے۔

بانجھ عورت کو چاہیئے کہ سات دن روزہ رکھے۔افطار کے وقت اکیس مرتبہ **یَا مُصَوِّرُ** پڑھ کر پانی پر دم کرے اور اُسی پانی سے افطار کرے انشاء اللہ تعالیٰ حمل قرار پائے گا اور فرزد صالح پیدا ہوگا۔

یَا غَفَّارُ

یَا غَفَّارُ (اے گناہ معاف کرنے والے)

غفار کا مطلب سب سے زیادہ بخشنے اور مغفرت کرنے والا ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ ایک صفت غفار ہے چونکہ وہ گناہوں کو معاف فرما دیتا ہے، بخش دیتا ہے اور بڑی سے بڑی خطائیں معاف فرما دیتا ہے۔اس لئے اسے غفار کہا جاتا ہے۔غفار کا لفظ عربی لفظ غفر سے بنا ہے جس کے معنی چھپانے اور ڈھانپنے کے ہیں۔اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے گناہوں کو چھپا دیتا ہے اس لئے بھی اسے غفار کہا جاتا ہے۔

اسماء الحسنٰی غزالی میں ہے کہ غفار وہ ذات ہے جو خوبی کو ظاہر کرتی ہے اور برائیوں اور گناہوں کو دنیا میں پردہ ڈال کر اور آخرت میں بخش کر رفت وگزشت کر دیتی ہے۔

غفر کے معنی ستر۔اللہ کا پہلا ستر اپنے بندے کے عیوب پر یہ ہے کہ اس کے بدن کے بدعا اور گھناؤنے حصے پر جو آنکھوں کو برے معلوم ہوتے ہیں اس کے باطن میں چھپا دیئے۔جو اس کے جمال ظاہری کے رنگ وروغن میں پنہاں ہیں۔سب جانتے ہیں کہ بندہ کے باطن اور ظاہر کی صفائی اور عدم صفائی اور خوبصورتی اور بدصورتی میں کس قدر فرق ہے۔غور کرنا چاہیئے کہ خدا نے انسان کے جسم کا کون سا حصہ دکھایا ہے اور کون سا چھپایا ہے۔

دوسرا ستر یہ کہ اس کے برے خیالوں، مذموم ارادوں اور مکروہ عقیدوں کو اس کے دل کی اندھیری کوٹھڑی میں بند کیا ہے تا کہ کوئی شخص ان شرمناک بھیدوں سے واقف نہ ہو۔اگر خلقت کو اس کے دل کا حال معلوم ہو جاتا ہے اور اس کے وسوسوں اور دل کے کھوٹ، خیانت اور بدظنی کا پتا لگ جاتا تو لوگ اس کے دشمن بن جاتے بلکہ اس کو جان سے مار ڈالنے کی کوشش کرتے۔غور کرنا چاہیئے کہ خدا نے اس کے اسرار اور مخفی امور کو کس طرح دوسرے لوگوں سے محفوظ رکھا ہے۔

تیسرا ستر یہ ہے کہ وہ بندہ کے ایسے گناہ بخش دیتا ہے جن سے وہ سرِ عام رسوا ہونے کا مستوجب ہوتا ہے اور اس نے وعدہ کیا ہے کہ اگر بندہ ایمان پر ثابت رہا تو اس کے چھوٹے گناہوں کو نیکیوں سے بدل دے گا تا کہ ان نیکیوں کے

ثواب سے اس کے بڑے بڑے گناہ دب جائیں۔

شیخ عبدالحق دہلوی نے فرمایا ہے کہ مغفرت اور غفران کا معنی ہے بخش دینا۔ خداوند تعالیٰ بندوں کے گناہوں کو بخشنے والا ہے۔ لفظ غفار میں یہ معنی بہت زیادہ پایا جاتا ہے لفظ غفور میں اس سے بھی زیادہ مبالغہ پایا جاتا ہے جیسا کہ نیچے شرح میں آ رہا ہے غفر کا معنی چھپانے کا بھی آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں گناہوں کو چھپاتا۔ نیز قبیح چیزوں کو چھپاتا اور جمیل چیزوں کو ظاہر کرتا ہے اور گناہ بھی قبیح اشیاء میں سے ہیں تو اللہ تعالیٰ انہیں بھی اپنی رحمت سے چھپاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی صفت پردہ پوشی میں سے یہ بھی ہے کہ بندے کے ظاہری بدن پر جو چیزیں قبیح دکھائی دیتی ہیں اسی طرح جو چیزیں اس کے شکم میں ہوتی ہیں یعنی آلائشیں وغیرہ اللہ تعالیٰ اسے ظاہری جمال وحسن عطا کر کے نگاہوں سے قبیح چیزوں کو پوشیدہ کر دیتا ہے۔ برے برے خیالات و قبیح ارادے جو اس کے دل میں ہوتے ہیں۔ مخلوق کے علم سے پوشیدہ رکھتا ہے تاکہ کوئی بھی اس کے باطنی حالات و ارادوں سے مطلع نہ ہو۔ نعوذ باللہ اگر جو کچھ آدمی کے دل میں وسوسے خطرات اور قبیح ارادے موجود ہوتے ہیں مخلوق پر ظاہر ہو جاتے تو مخلوق میں اس کا جو سب سے زیادہ دوست ہو وہ اسے سب سے زیادہ دشمن اور بدتر محسوس ہوتا اور سب لوگ اس کی دشمنی اور ہلاکت میں کوشش کرتے۔ یہ جو کچھ بیان کیا گیا ہے اس کے مطابق غفار اور ستار کا معنی ایک ہی بن جاتا ہے لیکن حدیث کی اس روایت میں لفظ ستار مذکور نہیں ہے۔ لہٰذا ان دونوں اسموں کے معنوں میں یہاں فرق بیان کرنے کی ضرورت نہیں اور اگر اسم ستار بھی مذکور ہوتا تو غفار کے معنی یہ ہوتے وہ ذات جو گناہوں کو بخشنے والی ہے اور ستار کے معنی یہ کئے جاتے ہیں عیبوں کو چھپانے والا جیسا کہ بعض دعاؤں میں آیا ہے یا غفار الذنوب و یا ستار العیوب۔ بندہ جب یہ جان لیتا ہے کہ حق سبحانہ و تعالیٰ غفار الذنوب ہے تو اس کی مغفرت اور رحمت سے ناامید نہیں ہوتا اور رد کے ہاتھ مجرم کے سینے پر نہیں مارتا اور جب یہ جان لیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ستار العیوب ہے تو اس نعمت کے شکرانے سے کسی وقت بھی غافل و فارغ نہیں ہوتا لیکن یہ بات ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفت غفاریت پر بھروسہ کر کے مغرور نہ ہو جائے اور توبہ و انابت سے غفلت نہ کرے اور اس میں تاخیر کو جائز نہ رکھے کیونکہ عرفانی پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔

الغرض اللہ غفار ہے یعنی اپنے بندوں کے گناہ معاف کرنے والا ہے۔ غفار کا مطلب ڈھانپنا اور چھپانا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کے عیبوں اور گناہوں کو اپنی رحمت میں چھپا لیتا ہے ان کی نافرمانیاں، خطائیں اور لغزشیں غرضیکہ ہر قسم کی کوتاہی اور بے ادبی کو دیکھ کر فوراً انہیں پکڑتا بلکہ ڈھیل دے دیتا ہے مگر جب انسان کو اپنے گناہوں کا احساس ہوتا ہے اور وہ اللہ کے حضور میں آ کر معافی طلب کرتا ہے تو وہ اسے معاف کر دیتا ہے۔ اس لحاظ سے وہ غفار ہے۔ لہٰذا غفار وہ ذات ہے جو اپنے بندوں کی خوبیوں کو تو ظاہر فرمائے مگر برائیوں پر پردہ ڈال دے اور آخرت میں اس کے گناہوں سے درگزر فرمائے۔ اللہ کی یہ صفت بہت وسعت والی ہے۔ اس لئے جو شخص اس صفت کو کثرت سے

پڑھے گا وہ اللہ کا شیدائی بن جاتا ہے اور اس کے دل میں ہر وقت توبہ اور مغفرت حاصل کرنے کا احساس اٹھتا ہے۔ اس لئے یہ اسم پڑھنے والا ہمیشہ گناہوں سے بچا رہتا ہے۔

نماز جمعہ کے بعد جو شخص یہ اسم ایک سو مرتبہ پڑھے تو وہ مقبولوں میں شامل ہوگا۔ تنگی ختم ہوگی۔ بے حساب رزق ملے گا۔ اگر یہ اسم یَا غَفَّارُ اِغْفِرْ لِیْ ذُنُوْبِیْ کے ساتھ پڑھا جائے تو مزید فوائد حاصل ہونگے۔

یَاقَھَّارُ

یَاقَھَّارُ (زبردست)

یہ لفظ قہر سے بنا ہے قہر کا معنی ہے غلبہ کرنا اور کسی پر تسلط ظاہر کرنا۔ اللہ تعالیٰ قاہر و غالب ہے کہ جابروں اور متکبروں کی پشتیں توڑنے والا اور انہیں خوار و ہلاک کرنے والا ہے۔ تمام مخلوقات اس کے حملہ قہر کے آگے مقہور مغلوب اور عاجز و خوار ہے اور اس کے قبضہ قدرت وعظمت کے سامنے حیران اور اس کی وادی قہر و جلال میں سرگرداں ہے۔ اللہ تعالیٰ کے قھار ہونے کے بارے مندرجہ ذیل آیات دلالت کرتی ہیں:

سُبْحٰنَهٗ ؕ هُوَ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ (پ23 زمر 4)

ترجمہ: وہ پاک ہے وہ اللہ واحد ہے قھار ہے۔

لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ؕ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ (پ24 مؤمن 16)

ترجمہ: آج کس کی حکومت ہے صرف اللہ کی جو واحد ہے قھار ہے۔

وَّمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ج (پ23 ص 65)

ترجمہ: اور اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو واحد قھار ہے۔

جو شخص اس کی قہاریت کو پہچان لیتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی خفیہ تدبیروں اور اس کے اچانک قہر سے ترساں و لرزاں رہتا ہے اور انتہائی خوف وڈر کے تحت اس کی جناب لطف وکرم میں ملتجی رہتا ہے۔ اس کے بندوں میں سے قہار کا وصف اس میں پیدا ہوتا ہے جو اپنے باطنی غلبہ حال اور حملہ عزت و بزرگی سے دین کے دشمنوں یعنی جنوں، انسانوں اور شیاطین پر غالب آتا ہے۔ اپنے وقت و حال کے دروازے ان سے بند رکھتا ہے تاکہ وہ راہ حق سے ادھر ادھر نہ بھٹکیں اور طریقت وسلوک میں سالک کے چلنے میں رکاوٹ نہ بن سکیں۔ جاننا چاہئے کہ انسان کا بدترین دشمن اس کا نفس ہے جو اس کے دونوں پہلوؤں کے درمیان چھپا بیٹھا ہے۔ بندے کا یہ نفس قلب کی نورانیت کے غلبے سے ہی حق

کے تابع اور حالت اطمینان سے بہرہ ور ہوسکتا ہے اور اسی صورت میں یہ نفس طاعت و بندگی میں آرام پذیر ہوسکتا ہے۔ اسی طرح یہ کامل شخص مخلوق کو زدوکوب، زجروڈانٹ، قتل وغارت، حدودشرع کے ترک پران سے سختی سے پیش آتا ہے اور نفس کو بھی آداب وسنن کے ترک پر اور لایعنی وبے ہودہ امور میں مشغول ومصروف ہونے پر اس کی سرزنش کرتا ہے۔ قاہر مردوں کے گروہ میں سے وہ مرد بھی ہے کہ جو شخص بھی اس کے مقابلے اور مزاحمت کی جرأت کرتا ہے مغلوب ومقہور ہوجاتا ہے۔ صاحب فتوحات مکیہ قرآن مجید کی ہر آیت کو کسی نہ کسی ولی کی طرف منسوب کرتے اور فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مناسب حال یہ آیت ہے "ھُوَ الْقَاھِرُ فَوْقَ عِبَادِہٖ" وہ ذات غالب ہے اپنے بندوں پر۔

بندوں میں سے قھار وہ ہے جو اپنے دشمنوں کو موردقہر بنائے۔ انسان کا سب سے زیادہ سرکش دشمن نفس ہے جو اس کے پہلو میں موجود ہے۔ شیطان سے بھی بڑھ کر اس کی دشمنی پر آمادہ ہے جو اس کو دھوکا دیا کرتا ہے۔ جب بندہ اپنے نفس کی خواہشوں کو قابو میں کر لیتا ہے تو شیطان بھی دب جاتا ہے کیونکہ شیطان انہیں خواہشات کے ذریعے سے انسان کو ہلاکت کی طرف لے جاتا ہے۔ شیطان کا ایک جال عورتیں ہیں جس شخص میں شہوت کی قوت نہ ہو۔ وہ اس پھڈے میں نہیں پھنستا۔ اسی طرح جو شخص دین کی اطاعت اور عقل کی تابعداری سے اس خواہش کو روکے وہ اس سے امن میں رہتا ہے۔ جب آدمی اپنے نفس کی خواہشات پر قابض ہوجاتا ہے وہ تمام لوگوں کو قابو کر لیتا ہے پس اس پر کسی کا داؤ نہیں چل سکتا کیونکہ اس کے دشمنوں کا بڑے سے بڑا مدعا یہ ہوگا کہ اس کے جسم کو ہلاک کردیں اور یہ گویا اس کی روح کو زندہ کرتا ہے کیونکہ جو شخص اپنی زندگی میں خواہشات کو مار لیتا ہے وہ موت کے بعد ابدی زندگی پاتا ہے۔ خدا فرماتا ہے "وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتاً بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّھِمْ یُرْزَقُوْنَ" یعنی جو لوگ اللہ کی راہ میں کام آئے ہیں ان کو مردہ نہ سمجھو بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے اللہ کے پاس سے رزق پاتے ہیں۔

اگر کوئی شخص دنیا کی محبت میں گرفتار ہو تو یہ اسم پڑھتا رہے اللہ اور اُس کے رسول کی محبت سے اُس کا دل معمور ہوگا۔ دشمنوں پر فتح ہوگی، جادو، ٹونہ، آسیب کو ختم کرنے کے لیے یہ اسم چینی کی پلیٹ پر لکھ کر اس کو پلایا جائے تو انشاء اللہ فوراً شفا ہوگی۔ اگر گھر میں آسیب یا موذی جانور ہو تو اس اسم کو روزانہ گیارہ روز تک گیارہ ہزار مرتبہ پڑھ کر پانی دم کرکے دیواروں پر چھڑکائیں تو آسیب کا اثر ختم ہوجائے گا۔

یَاوَهَّابُ

یَاوَهَّابُ (بہت کچھ دینے والا)

وہاب کا مطلب بہت زیادہ دینے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر کسی کو بہت کچھ دے دیتا ہے اس لئے وہاب اس کی صفت ہے۔ وہاب کا لفظ ہبہ سے ہے جس کے معنی کوئی چیز بخشنا یا عطا کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کثیر الھبہ اور دائم العطا ہے جس کی بخشش کی کوئی حد نہیں اور جس کا فیض کبھی بھی منقطع نہیں ہوسکتا۔ یاد رہے کہ حقیقی ہبہ وہ عطیہ ہے جو غرض وعوض سے خالی و پاک ہو کیونکہ غرض وعوض کے تحت کوئی چیز عطا کرنے والا ہے۔ حقیقت میں بخشنے اور عطا کرنے والا نہیں بلکہ وہ تو کوئی چیز بیچنے والا ہے یعنی اپنی غرض کے عوض جب کوئی چیز دی تو فی الواقع وہ عطیہ اور ہبہ نہیں ہے پس وہاب کا معنی بہت ہی سخاوت کرنے اور عطا کرنے والا ہے۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے وہاب کے بارے لکھتے ہوئے یوں بیان کیا ہے کہ بندہ جب اس بات کو جان لیتا ہے کہ وہاب مطلق اس کی بلند ذات ہے تو پھر وہ سب کچھ اسی سے چاہتا اور اسی سے ہر قسم کا طمع وابستہ کرتا ہے۔ ہر قسم کی امید بھی اسی سے رکھتا ہے۔ اس کے سوا باقی سب سے طمع کاٹ لیتا ہے۔ غیر سے منہ پھیر لیتا ہے۔ غیر سے ہر قسم کی توقع بھی ختم کر لیتا ہے اور اپنی ہر خواہش چاہے کتنی بھی دشوار بلکہ ناممکن محسوس ہو اس کے طلب کرنے میں نہیں شرماتا۔ بندہ عاجز مسکین کی دعا اپنی ابتدائی پیاس کی حالت میں جبکہ وہ نادانی اور ناعاقبت اندیشی سے ملی ہوتی تھی، یہ ہوتی تھی کہ "رَبِّ هَبْ لِي مُلْكًا لَّا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ مِّنْ بَعْدِي" اے میرے رب مجھے ایسا ملک عطا فرما جو میرے بعد کسی اور کے لائق نہ ہو۔" اگر چہ یہ دعا اپنے عموم واطلاق کے اعتبار سے محال دکھائی دیتی ہے لیکن حال کی خصوصیت اور واستعداد کے ملاحظہ کرنے کی صورت میں ایک قسم کی تاویل کے طور پر انشاء اللہ تعالیٰ قبول ہونے کے لائق ہے۔ اس اسم سے متخلق ہونے کا مفہوم یہ ہے کہ بندے کے ہاتھ میں جو کچھ ہو اسے خرچ کرے۔ اگر چہ اپنی جان ہی کیوں نہ ہو اور راہ حق میں خرچ کرنے میں کسی قسم کے دینوی حصے، آخرت کے ثواب اور اچھی شہرت خیال میں لانے کے بغیر ہونی چاہئے اگر چہ ہبہ اور جود کی حقیقت آدم زاد سے ممکن نہیں کیونکہ بندہ جو فعل بھی کرتا ہے، اسی وجہ سے کرتا ہے کہ اس کے نزدیک اس کا کرنا چھوڑنے سے بہتر ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ اس کی نگاہ میں جب تک کوئی غرض و غایت نہیں ہوتی اس کام کے کرنے کی طرف متوجہ نہیں ہوتا۔ ہبہ اور عطا میں سب سے اکمل حضور سید بشر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات پاک ہے جنہوں نے باذن خدا عطا کرنے اور انعام فرمانے میں انتہا کر دی۔ اس میں غرض وعوض کا

شائبہ تک نہ تھا بلکہ محض اللہ تبارک وتعالیٰ وتقدس کے حکم کی بجا آوری کے تحت آپ کا جود وعطا تھا۔اسی طرح تمام انبیاء مرسلین صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہم اجمعین کی حالت ہوتی تھی۔

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے تفصیل سے صفت وہاب پر روشنی ڈالی ہے جو حسب ذیل ہے: ہبہ کے معنی عوض اور غرض کے بغیر بخشش۔ جب اس قسم کی بخششیں بکثرت ہوں تو ان کے فاعل کو جَوَّاد اور وَہّاب کہتے ہیں اور حقیقی جود وعطا اور ہبہ صرف اللہ تعالیٰ سے متصور ہوسکتا ہے کیونکہ وہی ہر محتاج کی حاجت بلا معاوضہ اور بلا کسی فوری یا بہ دیر اصل ہونے والی غرض سے پوری کرتا ہے۔ جو کوئی کسی غرض کیلئے کچھ عطا کرے جو فی الفور یا بدیر حاصل ہونے والی ہو اور وہ غرض یا محض مدح وستائش ہو یا باہمی دوستی، یا رفع الزام، یا حصول رتبہ وشہرت ہو تو وہ اپنی عطا کا عوض پا رہا ہے۔ وھاب یا جواد کے لقب کا حقدار نہیں کیونکہ عوض ہمیشہ عین ہی نہیں ہوتا بلکہ جو امر کہ ابھی حاصل نہیں اور عطا کرنے والے کا مدعا اس عطا سے وہی ہو، وہ عوض ہے۔ پس جس شخص نے اس لئے عطا وبخشش کی کہ اس کی عزت ہو یا اس کی تعریف کی جائے یا اس لئے کہ اس کی بہ نسبت بدگوئی نہ کی جائے تو وہ شخص گویا ایک قسم کا لین دین کر رہا ہے۔ حقیقی جواد وہ ہے جس سے طالب کو بلا معاوضہ فائدے حاصل ہوں بلکہ وہ جو کچھ کرتا ہے بخلوص نیت کرتا ہے اور وہ کام اس کی اصلی غرض اور وہی اس کا عوض ہے۔

بندہ سے جود وبخشش متصور ہی نہیں ہوسکتی کیونکہ تاوقتیکہ وہ اس کام کے کرنے کو اس کے ترک سے اولیٰ خیال نہیں کرتا۔اس وقت وہ اس کو ہاتھ نہیں لگاتا۔ پس اس کا فعل کسی ذاتی غرض پر مبنی ہوگا لیکن جو شخص اپنا تمام مال حتیٰ کہ اپنی جان بھی خاص اللہ کیلئے دے ڈالے نہ بہشتی نعمتوں کے حصول کیلئے۔ نہ عذاب دوزخ کے خوف سے اور کسی فوراً یا بدیر حاصل ہونے والے مطلب کے لیے جو بشری مطلب میں سے ہو البتہ یہ شخص ایک طرح سے وھاب اور جواد کے خطابات کا مستحق ہے اس سے کم رتبہ وہ شخص ہے جو اس غرض سے بخشش کرے کہ بہشت کی نعمتیں حاصل ہوں اور اس سے نیچے اس شخص کا درجہ ہے جو اپنے ذکر خیر کی خاطر سخاوت کرے۔

جو شخص اپنے جود وعطا کے عوض میں ایسی چیز کا طالب ہو جس کا دست بدست لین دین نہیں ہوسکتا تو وہی لوگ اس کو جواد کے لقب کا حق دار سمجھتے ہیں جن کے نزدیک صرف مادی چیزیں عوض ہوسکتی ہے۔اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ جو شخص اپنا تمام مملکو کہ مال بلا کسی عاجل وآجل غرض کے خالصتاً لوجہ اللہ دے ڈالتا ہے اس کو کیوں جواد نہیں کہا جاتا حالانکہ وہ کوئی حظ نہیں پاتا؟ اس بارے میں عرض یہ ہے کہ اس کا حصہ خاص خدا کی ذات، اس کی رضا اور اس کا دیدار اور اس کا وصال ہے اور یہ حصہ وہ سعادت عظمیٰ ہے جس کو انسان اپنے افعال اختیاریہ کی بدولت حاصل کرتا ہے اور یہ وہ حصہ ہے جس کے آگے سارے حصے ناچیز ہیں۔

یہ جو کہا کرتے ہیں کہ خدا کا عارف جو اس کی عبادت کرتا ہے تو خدا کی ذات کے سوا اور کوئی غرض اس کو مدنظر نہیں

ہوتی۔ اس کا کیا مطلب ہے؟ اگر بندہ کا فعل غرض سے خالی ہو نہیں سکتا تو خاص خدا کی خاطر عبادت کرنے والے اور کسی دوسری غرض کیلئے عبادت کرنے والے میں کیا فرق ہے؟

جمہور کے نزدیک حظ (غرض) سے مراد لوگوں کے مشہورہ اغراض ہیں جو شخص ان سے دست بردار ہو جاتا ہے اور اس کا مقصد خدا کی ذات کے سوا اور کوئی شے نہیں رہتی تو کہا جاتا ہے کہ اس نے اغراض کو ترک کر دیا۔

یہ ایسا ہے جیسے کہا جاتا ہے کہ غلام اپنے آقا کا لحاظ نہ خاص آقا کیلئے کرتا ہے بلکہ اس انعام و اکرام کیلئے کرتا ہے جو اس کو اپنے آقا سے حاصل ہوتا ہے اور آقا اپنے غلام کے ساتھ حسن سلوک کوئی خاص اس کی ذات کیلئے نہیں کرتا بلکہ اس خدمت گزاری کی خاطر کرتا ہے جو اپنے غلام سے مطلوب ہوتی ہے مگر باپ جو اپنے بیٹے کی پرورش اور اس کے ساتھ ہر طرح حسن سلوک کرتا ہے تو خاص اسی کی ذات کیلئے کرتا ہے۔ کسی غرض کیلئے نہیں جو بیٹے سے مطلوب ہو بلکہ اگر بالکل کوئی فائدہ بیٹے سے حاصل نہ ہوتا ہو تو بھی اس کے مصالحہ میں برابر مدد دیتا رہے گا۔

جو شخص کوئی چیز طلب کرے جس سے خاص اس چیز کی ذات مطلوب نہ ہو بلکہ اس کے ذریعے سے کوئی اور شے حاصل کرنا منظور ہو تو گویا وہ اس چیز کا طالب نہیں ہے کیونکہ اس کی طلب کا وہ اصلی مدعا نہیں ہے بلکہ اصلی مدعا اور شے ہے جیسے ایک شخص سونے کی جستجو میں ہے تو سونا اس کا مطلب لزاتہٖ نہیں ہے بلکہ اس لئے مطلوب ہے کہ اس کے ذریعہ سے پوشاک اور خوراک کا سامان حاصل کرے اور پھر یہ امور بھی مطلوب لذات نہیں ہیں بلکہ اس لئے مطلوب ہیں کہ ان کے ذریعے سے آرام اور دفع تکلیف کا مقصد حاصل ہو۔ یہ امور البتہ مطلوب لذات ہیں۔ ان سے آگے اور کوئی شے حاصل کرنا مقصود نہیں ہے۔ غرض سونا طعام کا ذریعہ ہے اور طعام آرام کا وسیلہ ہے اور آرام ہی اصل مقصود ہے۔ یہ آگے کسی اور چیز کا واسطہ نہیں ہے۔ اسی طرح بیٹا والد کے حق میں واسطہ نہیں ہے بلکہ باپ کو بیٹے کی سلامتی خاص بیٹے کی خاطر مطلوب ہے کیونکہ بیٹے کی ذات ہی اس کی ملحوظ خاطر ہے اور اسی طرح جو شخص اللہ تعالیٰ کی عبادت جنت کی خاطر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس کی عبادت کو طلب جنت کا واسطہ بنایا ہے۔ اس کا آخری مقصد نہیں بنایا۔ واسطہ کی علامت یہ ہے کہ اگر مطلوب اس کے بغیر ہی حاصل ہو جائے تو اس واسطہ کو طلب نہیں کیا جاتا جیسے کہ اگر مذکورہ مقاصد سونے کے بغیر حاصل ہو جائیں تو کوئی سونے کا نام بھی نہ لے کیونکہ اصلی غرض کا حاصل کرنا منظور ہے سونے کا حاصل کرنا منظور نہیں۔

اگر اس شخص کو جو جنت کی خاطر عبادت کرتا ہے یونہی جنت حاصل ہو سکتی تو وہ کبھی خدا کی عبادت نہ کرتا کیونکہ اس کی محبوب و مطلوب صرف جنت ہے نہ کہ کوئی اور شے، لیکن جس کا اصلی مطلوب و محبوب خاص خدا کی ذات ہے اور کوئی نہیں بلکہ خدا کے دیدار اس کے قرب اور ملاءِ اعلیٰ کی مرافقت سے مسرور رہنا اس کی غرض ہے اس کی نسبت جو کہا جائے گا کہ وہ خدا کی عبادت خدا ہی کیلئے کرتا ہے تو اس کا یہ معنی نہیں ہوگا کہ وہ کسی مدعا کا طالب نہیں ہے بلکہ یہ منی ہوگا کہ اس

کا مدعا خاص خدا کی ذات ہے۔اس کے سوا اور کوئی غرض اس کو مدنظر نہیں ہے اور جو شخص دیدار الٰہی اور اس کی معرفت اور مشاہدہ اور قرب کے سرور کی لذت پر ایمان نہیں رکھتا وہ اس کا شائق نہیں ہو سکتا۔اور جو اس کا شائق نہیں اس کی نسبت یہ تصور ہی نہیں ہو سکتا کہ ذات خداوند اس کی مقصود ہو۔لہٰذا اس کی عبادت کی وہی کیفیت ہو گی جیسے کوئی مزدور اجرت کی طمع پر کام کرتا ہے۔اکثر لوگ اس لذت سے نا آشنا اور اس کے معنی سے ناواقف ہیں۔وہ نہیں سمجھتے کہ مشاہدہ ذات باری کی کیا لذت ہے۔وہ زبان ہی زبان سے اس پر ایمان رکھتے ہیں۔ان کے دلوں کا میلان صرف بڑی آنکھوں والی پیاری پیاری حوروں کی طرف ہے۔

اس بیان سے ثابت ہوا کہ اگر خدا کی لذت یعنی اس کے دیدار اور قرب کو غرض و مدعا کہا جا سکتا ہے تو اغراض و مقاصد سے بری ہونا محال ہے اور اگر غرض و مقصد سے وہ معنی مراد ہو جو عموماً مشہور ہے اور لوگ اس کی طرف مائل ہوتے ہیں تو وہ غرض نہیں ہے اور اگر اس سے مراد وہ شے ہو جس کا حصول بندہ کے حق میں عدم حصول سے بہتر ہو تو اس کو غرض میں شمار کیا جائے گا۔

اگر کوئی شخص تنگ دست ہو تو نماز چاشت کے آخری سجدے میں یہ اسم چالیس مرتبہ اکیس دن تک پڑھے فقر و فاقہ دور ہو گا۔رزق کے دروازے کھل جائیں گے۔اگر کوئی اور مقصد ہو تو آدھی رات میں ننگے سر کھلی جگہ میں پڑھیں انشاءاللہ مدّعا حاصل ہو گا۔جس شخص کا ذاتی مکان نہ ہو تو وہ اسے روزانہ کثرت سے پڑھتا رہے انشااللہ اُسے ذاتی مکان مل جائے گا۔

یَارَزَّاقُ

یَارَزَّاقُ (اے رزق دینے والے)

الرزاق سے مراد روزی دینے والا ہے۔رزق ہر مخلوق کی بنیادی ضرورت ہے کیونکہ زندگی کیلئے خوراک کا مہیا ہونا لازم ہے۔اس کے بغیر کوئی ذی روح زندہ نہیں رہ سکتا ہے۔اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی تمام مخلوقات کیلئے رزق پیدا فرمایا ہے اور پھر اسے پہنچانے کے ذرائع بھی بنائے ہیں۔اللہ تعالیٰ نے اپنے رازق ہونے کے بارے میں خود فرمایا ہے کہ:

امام غزالیؒ نے فرمایا ہے کہ رزاق سے مراد وہ ذات ہے جس نے روزی کی محتاج مخلوق کو پیدا فرمایا ہے اور ساتھ ہی اس کا رزق بھی پیدا کیا ہے اور رزق پہنچانے کے ذرائع بھی پیدا کئے ہیں۔رزق کی دو اقسام ہیں ایک رزق جسم کا

مثلاً اناج، میوہ جات وغیرہ، دوسرا رزق روح کا اور وہ علوم و معارف ہیں۔ دوسری قسم کا رزق پہلی قسم سے بدرجہا بہتر ہے کیونکہ پہلی قسم جسم فانی کو تقویت دیتی ہے اور چند روزہ زندگی میں اسے راحت پہنچاتی ہے اور دوسری قسم کا رزق ابدالآباد کی زندگی کا زادراہ ہے۔ اس کی مزید وضاحت میں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے لکھا ہے کہ رزق کی دو قسمیں ہیں رزق محسوس اور رزق معقول۔ رزق محسوس تو وہ رزق ہے جو ہر چیز کے بدن کو پہنچتا ہے اور رزق معقول روحوں کا رزق ہے پھر یہ بات بھی یاد رہے کہ رزق ایسی چیز ہے جس کا اللہ تعالیٰ ضامن بن چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی خاص مہربانی سے رزق کی ضمانت اپنے ذمے لے لی ہے۔ یہ رزق وضمانت تمام جانداروں کو شامل ہے کیونکہ قرآن مجید میں فرمایا: زمین میں کوئی چلنے والی شے نہیں مگر اس کا رزق اللہ تعالیٰ کے ذمے ہے۔ رزق کی ایک قسم وہ ہے جسے رزق موعود کہتے ہیں یعنی جس کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے متقی بندوں سے کر رکھا ہے جو انہیں بغیر تھکاوٹ اور مشقت کے اس جگہ سے ملتا ہے جہاں سے کوئی وہم وگمان نہیں ہوتا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے سے وعدہ کر رکھا ہے جس کا ذکر اس آیت میں ہے "مَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ" جو شخص اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرتا ہے وہ اس کیلئے راستہ نکال دیتا ہے اور اسے وہاں سے رزق عطا کرتا ہے جہاں سے اسے گمان بھی نہیں ہوتا۔ اسی طرح ایک رزق رزقِ مقسوم ہے جو کہ قسمت میں کر دیا گیا ہے۔ وہ بہر حال پہنچ کر رہتا ہے چاہے رزق مضمون ہو یا رزق موعود (جس کا وعدہ کیا گیا ہے) اور جب بندہ جان لیتا ہے کہ رزق عطا کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے تو اپنے رزق کی انتظار اللہ تعالیٰ سے ہی رکھتا ہے غیر سے توقع نہیں رکھتا نہ ہی اپنا کام کسی اور کے حوالے کرتا ہے بلکہ وہ اسی پر توکل و بھروسہ کرتا ہے اور جب جان لیتا ہے کہ روزی مقدر ہو چکی ہے تو روزی کی فکر میں دل تنگ نہیں ہوتا۔ نہ ہی مخلوق سے کوئی گلہ شکایت کرتا ہے۔ اس اسم سے متخلق ہونے کا معنی یہ ہے کہ اپنے ہاتھ کو لوگوں کے بدنوں کی روزی کا خزانہ بناتا اور زبان کو دلوں کی روزی کا خزانہ بناتا ہے۔ ایسا شخص خدائے تعالیٰ اور اس کے بندوں کے درمیان جسمانی وروحانی روزیوں کے پہنچنے کا واسطہ ہوتا ہے کہ وہ تعلیم وہدایت دینے اور دعائے خیر کرنے میں لوگوں پر سب کچھ خرچ کرتا ہے۔ اس اسم کے ساتھ متخلق ہونے کی وجوہ میں سے ایک وجہ یہ ہے کہ اپنے اہل وعیال اور جن کی پرورش اس کے ذمے ہے روزی کی وسعت اور کشادگی کرتا ہے۔ ان کیلئے خرچ میں تنگی نہیں کرتا مہمان کے آنے پر ترش رو نہیں ہوتا کیونکہ مہمان تو تیرے دسترخوان پر بیٹھ کر اپنی روزی کھاتا ہے۔

نماز فجر سے پہلے اگر کوئی شخص مکان کے چاروں کونوں میں دس دس مرتبہ یہ اسم پڑھے تو انشاءاللہ وہ مکان ہر بلا سے محفوظ رہے گا اور غیب سے روزی آئے گی۔ دوکان، دفتر، مکان اور باغات وغیرہ کی حفاظت وبرکت کے لیے بھی یہ اسم مجرب ہے۔ اگر کسی کی دوکان چلتے ہوئے بند ہو گئی ہو تو اس اسم کو روزانہ دوکان پر کثرت سے پڑھے انشاءاللہ دوکان کا کاروبار دوبارہ جاری ہو جائے گا۔

یَافَتَّاحُ

یَافَتَّاحُ (اے کھولنے والے)

الفتاح سے مراد وہ ذات ہے کہ جس کی مہربانی سے ہر بندش کھل جاتی ہے جس کی رہنمائی سے ہر مشکل حل ہوجاتی ہے کبھی تو ممالک کو دشمنوں کے ہاتھ سے آزاد فرماتا ہے اور کبھی عارفوں کے دلوں سے پردے ہٹا کر زمین و آسمان اور غیب کی کنجیاں ان کے سامنے رکھ دیتا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس فتاح ہے کیونکہ اس کی نظر عنایت سے ہر مصیبت، آفت اور وبا دور ہوجاتی ہے اور اس کی مہربانی سے ہر مشکل آسان ہوجاتی ہے اور سختی ختم ہوجاتی ہے اور تنگی راحت میں بدل جاتی ہے۔ اس کی مدد سے دشمنوں پر فتح کے دروازے کھل جاتے ہیں غرضیکہ وہ ہر قسم کی تکلیف دینے والی چیز کو دور فرما کر راحت ورافت کا باب کھولنے والا ہے۔ پہلے اس نے اپنے انبیاء کرام کے ذریعے انسانوں کیلئے رشد وہدایت کے دروازے کھولے۔ پھر سب سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم ﷺ کے ذریعے اپنی رحمت کو اور کشادہ کیا اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق پر اپنی رحمت کے خزانے کھولنے والا ہے اس لئے اسے الفتاح کہا جاتا ہے۔

مختصر یہ کہ اسم فتاح جامع اسم ہے جو خیرات کے تمام دروازوں اور ہر قسم کی برکتوں کو کھولنے والا ہے۔ جب بندہ جان لیتا ہے کہ وہی ذات فتاح ہے یعنی رحمتوں اور برکتوں کے دروازے کھولنے والی ہے تو اسے چاہئے کہ فتاح اور کشادگی کی امید لئے ہوئے اس کے دروازہ کرم پر بیٹھ جائے اس کے افضال کے حصول کے انتظار میں بغیر کسی تھکاوٹ وجلد بازی کے رہے اور اس کے حکم کے تحت سکون وتسلیم سے اپنے شب وروز بسر کرے۔

امام قشیری نے فرمایا ہے کہ جس شخص نے یہ جان لیا کہ اللہ تعالیٰ رزق اور رحمت کے دروازے کھولنے والا، اسباب میسر کرنے والا اور تمام چیزوں کو درست کرنے والا ہے تو اب وہ اللہ کے علاوہ کسی اور میں دل نہیں لگائے گا۔

بندے کو محنت کر کے ایسا ہوجانا چاہئے کہ اس کی زبان سے خدا سے متعلق مشکل مسائل حل ہوں اور دین ودنیا کے جو مسائل دوسروں کیلئے مشکل ہوں اللہ کی مدد سے اس کیلئے آسان ہوجائیں تاکہ اسم فتاح کا فیض اسے بھی حاصل ہو۔

جو شخص یہ اسم بعد نماز فجر سینے پر دونوں ہاتھ رکھ کر ستر مرتبہ پڑھے تو اس کا دل نور ایمان سے منور ہوجائے گا اور اس کی قسمت کھل جائے گی، ہر کام میں آسانی پیدا ہوگی، رکی ہوئی شادی کے لیے بھی یہ اسم بہت لاجوب ہے۔

یَاعَلِیْمُ

یَاعَلِیْمُ (اے علم والے)

اللہ تعالیٰ کو کائنات کے ذرے ذرے کا علم ہے۔ وہ ہر چیز کو جاننے والا ہے یعنی ازل تا ابد ہر چیز اس کے احاطہ میں ہے گویا کہ وہ ہر چھوٹی اور بڑی چیز کی ابتداء اور انتہاء کو جانتا ہے۔ اس لحاظ سے وہ علیم ہے۔

حضرت امام غزالیؒ نے فرمایا ہے علیم ذات کا کمال یہ ہے کہ وہ ظاہر و باطن اور دقیق و جلیل چیز کا علم اول سے آخر تک رکھتا ہو اور یہ علم وضوح و کشف کے سب سے زیادہ مکمل طریقے سے ہو جس سے زیادہ ظاہر کوئی بھی مشاہدہ اور کشف تصور میں نہیں آ سکتا۔ پھر یہ کہ وہ معلومات کے ذریعے سے حاصل نہ کیا گیا ہو بلکہ تمام معلومات اس کے ذریعے سے حاصل کی گئی ہوں۔

ایک اور قول کے مطابق یہ عالم کا مبالغہ ہے یعنی بہت ہی علم رکھنے والا اللہ تعالیٰ تمام ظاہر و پوشیدہ اور دل کے خیالات اور خطروں اور جو کچھ کہ ابھی دل میں نہیں گزرا سب کا جاننے والا ہے۔ اس کا علم تمام اشیاء کے ظاہر و باطن کی کلیات و جزیات اور ان کے حقائق کو محیط ہے اس کی معلومات غیر متناہی ہیں اور جب بندے نے یہ جان لیا کہ اللہ تعالیٰ ظاہر و باطن کے جملہ اسرار و رموز سے واقف ہے تو بندے کو چاہئے کہ ہر ایسے کام و خیال سے جو نہیں چاہئے پاک رکھے اور خالق کے علم کا ملاحظہ مخلوق کے علم سے پہلے کرے۔

علیم وہ ذات مطلق کہ جس نے اپنی صفت کمال سے ظاہر و باطن اور اول و آخر ہر چیز کا کامل نے احاطہ کیا ہے۔
اللہ تعالیٰ کے علم کا احصار نہیں ہوسکتا۔ مخلوق کا علم محدود ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جس کیلئے مقدر کیا ہے وہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرتا ہے۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس کیلئے اللہ تعالیٰ نے ملکوت انوار کو پیدا کر کے ان چیزوں کو پیدا کیا جن کو اپنے اسماء سے مستفیہ کیا ہے جو ملکوت میں قائم اور ایک دوسرے اسم کے مقابل ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو عرش کے نور سے پیدا کیا اور عرش کو اسماء ذات کے اسرار سے پیدا کیا ہے اور ملائکہ حروف کو انوار کرسی سے پیدا کیا۔
جو اسمائے صفات قائم اور عوالم کرسی میں ثابت ہیں اور عالم شہادت کے فرشتوں کو لوح سے پیدا کیا جو اسمائے افعال سے ثابت ہیں۔ ملائکہ ملک تصریف سے ملائکہ جبروت، تدبیر سے ملائکہ ملکوت، تدبیر اجازت سے ثابت قائم ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جب چاہا کہ عالموں کا اختلاف مختلف علوم کے ذریعہ ظاہر کرے تا کہ اس کا علم و حکمت، قدرت اس کے ارادہ سے ظاہر ہو تو حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کر کے معانی اس کے جسم میں رکھے اور اس کے عضو میں ایک اسم مقرر کیا اور

تمام اسماء آدم کو بتائے جب کہ فرمایا ہے "وَیَخْلُقُ مَالَا تَعْلَمُوْنَ" اوران کی بیوی حوا کو ان کی بائیں پسلی سے پیدا کیا اور اپنے انوار علوی سے مدد دی اوران کو زمین پر خلیفہ بنا کر اسمائے صفات، اسمائے افعال کی ان پر تجلی کی جس سے وہ مکمل ہوئے۔ ارشاد ہے "لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ" پھر ان کو عقل مرحمت فرمائی اوراعتقاد دے کر انسان بنایا۔ عالم ابدی یعنی عرش رحمانی سے رزق مقادیر اتصال تدابیر واضح ہے۔ اللہ کی طرف جانے کے بہت راستے ہیں اورارواح لطیف مصیبت ونعمت کو محسوس کرتی ہیں۔

حضرت امام غزالیؒ کا کہنا ہے کہ بندہ کا اسم علیم سے جو حصہ ہے وہ چھپا ہوا نہیں ہے لیکن بندے کا علم تین باتوں میں اصل علم سے کم درجہ ہے:

(1) ایک تو یہ کہ بندہ معلومات کو کتنی ہی زیادہ ہوں مگر وہ ایک محدود مقدار رکھتی ہیں۔ پس ان معلومات کے ساتھ ان کو کیا نسبت جو بے انتہا ہیں۔

(2) دوم یہ کہ بندہ کا کشف اگر چہ خوب روشن ہو مگر اس حد تک نہیں پہنچ سکتا جس کے بعد وضوع اور روشنی کا درجہ ممکن نہ ہو بلکہ اس کا مشاہدہ ایسا ہوگا جیسے ایک باریک پردے سے دیکھ رہا ہو اور پھر درجات مشاہدہ میں جو فرق ہے اس سے بھی انکار نہیں ہوسکتا کیونکہ باطنی بصیرت کا حال ظاہری بصارت کا سا ہے اور طلوع فجر کے وقت کسی چیز کے دکھائی دینے اور سورج نکلنے کے بعد دکھائی دینے میں بڑا فرق ہے۔

(3) سوم یہ کہ اللہ تعالیٰ کا علم اشیاء کے علم سے حاصل نہیں ہے بلکہ اشیاء اس کے علم سے مستفاد ہیں اور بندہ کو جو اشیاء کا علم ہے وہ اشیاء کے تابع اور اشیاء ہی سے حاصل ہے۔

اگر اس فرق کے سمجھنے سے ابھی تمہارا ذہن قاصر ہو تو شطرنج کی بازی سیکھنے والے کے علم کو واضع شطرنج کے علم سے ملا کر دیکھو اور غور کرو کہ واضع کا علم شطرنج کے وجود کا سبب ہے اور شطرنج کا وجود شطرنج سیکھنے والے کے علم کا سبب ہے اور واضع کا علم شطرنج کے وجود سے مقدم ہے اور سیکھنے والے کے علم کا سبب ہے اور واضع کا علم شطرنج کے وجود سے مقدم ہے۔ اور سیکھنے والے کا علم مؤخر ہے۔ اسی طرح اشیاء کے متعلق اللہ تعالیٰ کا علم سب سے مقدم اوران سب کا سبب ہے۔ اور ہمارا علم اس کے خلاف ہے۔

علم کی بدولت بندے کا شرف اس لئے ہے کہ وہ اللہ کی صفات سے ہے لیکن سب سے زیادہ شریف علم وہ ہے جس کا موضوع زیادہ شریف ہو۔ اور سب سے زیادہ شریف اللہ تعالیٰ ہے اس لئے اللہ تعالیٰ کی معرفت سب معرفتوں سے زیادہ افضل ہے بلکہ تمام اشیاء کی معرفت کو جو شرف حاصل ہے وہ اسی لئے ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے افعال کی معرفت ہے یا اس طریق کی معرفت ہے جو بندہ کو اللہ سے قریب کر دیتا ہے یا اس امر کی معرفت ہے جس سے اللہ تعالیٰ کی معرفت کی معرفت اوراس کے قرب کا حصول آسان ہو جاتا ہے جو معرفت اس سے خارج ہو اس میں زیادہ بھلائی

نہیں ہے۔

بندے کا حصہ اس اسم سے یہ ہے کہ دینی علوم کی تحصیل و تکمیل کرے۔ان حقائق و معارف کو حاصل کرے جو اس کے نفس کی تکمیل اور اسے عبادت پر آمادہ کرنے والے ہوں اور اس کے ظاہری و باطنی حال کی درستی کا سبب ہوں کیونکہ علم نافع ایسے ہی علم سے عبارت ہے اور رب زدنی علماً کی ندا و دعا میں مشغول و معروف ہے۔

اگر اس اسم کا ورد زیادہ کیا جائے تو معرفت الٰہی نصیب ہوگی۔صاحب کشف ہونے کے لیے ہر نماز کے بعد سو مرتبہ پڑھا جائے،قوت حافظہ کے لیے رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا کا ورد بعد فرض نماز حسب طاقت کرنا چاہئے۔کسی چیز کا اچھا یا بُرا انجام معلوم کرنے کے لیے اس اسم کو رات سوتے وقت ۱۰۰ مرتبہ ۱۱ روز تک پڑھے اسے معلوم ہو جائے گا۔

یَاقَابِضُ

یَاقَابِضُ (اے قبض کرنے والے)

قبض کا مطلب گھٹانا ہے۔اس لفظ سے اللہ تعالیٰ کا صفاتی نام قابض ہے جس سے مراد کسی چیز کو اپنے ہاتھ میں لے کر تنگ کر دینا یا روک دینا ہے۔یہ اللہ تعالیٰ کی صفت ہے کہ وہ کوئی چیز دے کر واپس لے لینے پر قادر ہے،اس لئے اسے قابض کے نام سے پکارا گیا ہے۔رزق انسان کی زندگی کی بنیادی ضرورت ہے اللہ تعالیٰ جسے چاہتا اسے بے پناہ رزق عطا فرماتا ہے اور جب چاہتا اس کو تنگ بھی کر دیتا ہے۔اس لحاظ سے وہ اپنی صفت قابض کا اظہار فرماتا ہے۔

رزق کے علاوہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے روح بھی قبض ہوتی ہے اس لحاظ سے بھی وہ قابض ہے۔بعض اوقات اللہ تعالیٰ کسی چیز کے عطا کرنے کو بھی روک دیتا ہے جس کا شمار قبض میں ہوتا ہے ایسے ہی بعض دفعہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بارش رک جاتی ہے وہ بھی قبض کے معنوں میں آتی ہے غرضیکہ اللہ تعالیٰ جس پر چاہتا ہے اپنی رحمتوں،نوازشوں اور عنایات کو تنگ کر دیتا ہے اور ایسا کرنے میں اس کی صفت قابض کا اظہار ہوتا ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاللّٰهُ يَقْبِضُ وَيَبْصُطُ ۖ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ (پ2بقرہ245)

ترجمہ:اور اللہ تنگی اور کشادگی کرنے والا ہے اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

اس آیت میں یہ بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ جس کا چاہے رزق بند کر لے جس سے چاہے نعمتیں چھین لے۔اس قبض کی ایک وجہ تو یہ ہوتی ہے کہ جب کوئی انسان گناہ کرتا ہے اور اس کی نعمت پر شکر نہیں کرتا تو اس سے وہ نعمت چھین لی جاتی ہے کیونکہ بندوں کے بعض اعمال ایسے بھی ہوتے ہیں کہ جن کی بنا پر روزی کم کر دی جاتی ہے۔قبض کی دوسری وجہ

آزمائش ہے کہ آزمائش کے طور پر بندوں کی روزی تنگ کردی جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ انہیں دیکھتا ہے کہ کیا اس تنگی کے حال میں بھی میرا شکر کرتے ہیں کہ نہیں، کیا مجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں، کیا ان کی زبان پر کوئی شکوہ تو نہیں آتا۔ اگر وہ پھر بھی یعنی تنگی میں بھی اللہ تعالیٰ ہی کا دامن پکڑے رکھیں تو اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو کر انہیں اپنے خاص بندوں میں شامل کر لیتا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کی صفت قبض انسان ہی کی بہتری کیلئے ہے۔

وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ۖ وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌ م بِيَمِيْنِهٖ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ○

ترجمہ: اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کی اس طرح قدر نہ کی جس طرح کہ قدر کرنے کا حق ہے اور قیامت کے روز تمام زمین اس کے قبضے میں ہوگی اور آسمان اس کے دائیں ہاتھ میں لپٹے ہوں گے اور وہ ان کے شرک سے بالاتر اور پاک ہے۔ (پ 24 زمر 67)

یہ اللہ تعالیٰ کا وہ صفاتی نام ہے جس کی بنا پر وہ موت کے وقت جانوں کو جسموں سے قبض کرتا ہے۔ زندگی کے وقت جسموں میں جانیں ڈالتا ہے اور اغنیاء سے خیراتیں بند کر لیتا ہے۔ محتاج لوگوں کیلئے رزق وافر کر دیتا ہے اور اغنیاء کیلئے رزق کشادہ کر دیتا ہے۔ یہاں تک کہ ان کو کبھی فاقہ کرنے کا موقع نہیں پڑتا۔ فقیروں کو تنگ دست بنا دیتا ہے۔ یہاں تک کہ بیچارے عاجز آجاتے ہیں۔ وہ دلوں کو قبض کرتا ہے اور اپنی بے نیاز، بزرگی اور جلال کا پورا پورا احساس دلا کر ضیق میں ڈال دیتا ہے اور پھر اپنے لطف واحسان اور جمال کے فیضان سے ان پر بسط کی حالت طاری کر دیتا ہے۔

صاحب شمس المعارف نے کہا ہے کہ قابض وہ خدا ہے جو ارواح کو اجسام سے قبض کرتا اور نفخہ دوم کے دن ان کو پھر جسم میں داخل کرے گا اور وہی ہر چیز کا موجد خالق ہے۔ اسکی وحدانیت بلا مثال اشیاء کی موجد ہے۔ تمام اشیاء اسی نے ظاہر کی اور اسی کی طرف واپس ہوں گی۔ عود اور ابداء اسی کی جانب سے ہے۔ اول وآخر اور ظاہر و باطن اسی کے نام ہیں۔ وہی فعل، فاعل، مفعول اور وہی قابل ومقبل ہے اور وہی سب ناموں والا ہے۔ واحد اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ہے۔

ایک مرتبہ رسول اکرم ﷺ سے عمران بن حصین نے ابتداء آسمان وزمین کا سوال کیا تو آپ نے فرمایا اس وقت اللہ تھا اور کچھ نہ تھا۔ وہی سب سے اول ہے اور آخر ہے۔ اس سے پہلے اور آخر میں کوئی نہیں ہے۔ اللہ نے سب سے پہلے قلم پیدا کیا ہے پھر لوح پیدا کر کے قلم سے فرمایا لکھ قلم نے عرض کیا لکھوں؟ فرمایا قیامت تک جو کچھ ہونیوالا ہے۔ سب لکھ تب اس نے لکھا پھر عرش پیدا کیا۔ بعد میں ذوات موجودات کو حاضر کر کے علم سے ان کا احاطہ اور گنتی شمار کی۔ پھر مشیت تدبیر حکمت سے فطرت پر پیدا کیا، پھر عقلوں کو توحید سے مالا مال کیا، پھر ارواح کو شاۃ احکام دیئے، پھر سینوں کو ارواح کے مرکز اور حیات کا مستقر بنایا، پھر ملکوت اجلی سے اور حروف کو انوار صفات سے مزین کر کے لوح محفوظ میں رکھا جس میں ذکر الٰہی تحریر ہے

”وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ“

پھر عالم ملکوت پیدا کر کے متعدد عالموں کے اسماء اور ارتقاء کے درجات مرتب کئے اور اپنے حکم سے کائنات ظاہر فرمائی۔ امرالٰہی سے تمام عالم قائم ہیں اس امر سے اور امر پیدا ہوئے۔ پہلا امر ایجاد اول سے اخذ مواثیق کے دن دونوں قبضوں اور ارواح اور سب عقول پر ہوا۔ یہ امر میثاق کے دن تھا۔ روز ے امر سے عرش قائم ہوا تا کہ تمام اہل اسلام وزمین کو استقلال حاصل ہو۔ تیسرے کرسی قائم ہوئی ہے جو تمام موجودات کائنات کی صورتوں کی حامل ہے۔ چوتھا امر حکم امر قائم ہے تا کہ ظہور کیلئے راز تصریف کو ان کے واسطے جاری کرے جو کہ اس میں ودیعت کے ہیں۔ پانچویں امر سے ظہور کیلئے روح قائم ہے۔ چھٹے امر سے اہل اسماء کی عقل ہے۔ ساتویں سے صورتیں قائم ہیں۔ آٹھویں امر سے آسمان وزمین قائم ہیں۔ نویں امر سے ایجاد کے اعلام قائم ہیں۔ دسویں امر سے نفخہ صور اور محشر کا قیام ہے۔ گیارہوں امر سے اہل جنت، دوزخ میں تصریف ہے۔ بارہویں امر سے خلود ہے جہاں مسلمان فرحت ومسرور رہیں گے۔

یہ اسم اگر چالیس دن تک روزانہ ایک ٹکڑے پر لکھ کر کھایا جائے تو رزق میں کشادگی ہوگی اور درد، چوٹ، زخم کی تکلیف محسوس نہ ہوگی۔ اگر کوئی بُری عادت چھڑانا درکار ہو تو اس اسم کو پانی پر سات مرتبہ سات یوم تک پلائیں بدعادت ختم ہو جائے گی۔

يَابَاسِطُ

يَابَاسِطُ (اے کشادہ کرنے والے)

باسط کا لفظ بسط سے بنا ہے اس کے معانی کشادہ کرنا، وسیع کرنا، اضافہ کرنا، کشائش کرنا، عطا کرنا، خوشحال کر دینا، خوشی عطا کرنا اور زندگی بخش دینا ہے۔

علماء کا کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ چونکہ اپنے بندوں کو بے حساب عطا فرماتا ہے اس لحاظ سے وہ اپنی صفت باسط کا اظہار فرما دیتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی عنایت ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ جس پر چاہے اپنی نعمتوں کو کشادہ کر دے اور جس پر چاہے اپنی نعمتوں کو تنگ کر دے۔ وہی ذات ہے جو قبض کو بسط میں بدلتی ہے جو لوگ اس کا شکر ادا کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان پر اپنی کشادگی کا دروازہ کھول دیتا ہے۔ ایسے ہی جو لوگ اسے رزق کی فراوانی طلب کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے رزق میں بے پناہ اضافہ فرما دیتا ہے۔

حضرت امام بونی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ اسم باسط ارواح کو اشباح میں رجعت کرتا ہے جو ذات پاک پروردگار ہے۔اس کا ظاہر ظہور یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سکون سے قبض کراتا ہے اور حرکت سے بسط کراتا ہے۔اسی کو قبض عموم کہا جاتا ہے۔ایجاد اول میں جس کے معنی یہ ہیں جس دن کافروں کے دلوں کو اس نے حقائق ایمان کے حاصل کرنے سے قبض کرلئے اور اصحاب یمین کے دل انوار ایمان وسلام کے حصول کیلئے کھول دیئے اور جمادات کو جاوید رہنے سے روکا اور رات کو زیادہ پڑھنے سے روکا اور دن کو ظہور حرکات کیلئے کھولا اور باطن کو عالم امر و ہیبت میں روکا اور خلق پر رحمت کے دروازے کھول دیئے۔تقرب الٰہی حاصل کرنے کیلئے شہوتوں سے اپنے نفس کو جسم کو حرام، زبان کو کلام سے نظر کو محرکات اور کان کو غیبت سے، ہاتھ کو حرام اور دل کو گناہوں سے، عقل کو خواہش سے، روح کو کرامات دکھانے سے، سر کو کشف اسراری الٰہی سے، باز رکھ کر اسم باسط کا ذکر کرو گے تو اللہ تعالیٰ باب انوار تم پر کھول دے گا اور تمہارے حواس خمسہ نور فراست سے معمور ہوں گے۔اور حقائق ملکوت معلوم ہوں گے۔اور حقائق علویات وسفلیات کا تم مشاہدہ کرو گے اور تمہیں تصرف بھی نصیب ہوگا۔

نماز فجر کی دعا کے بعد **یَا بَاسِطُ** دس مرتبہ پڑھ کر دونوں ہاتھ منہ پر پھیر لیا کریں۔محتاجی دور ہوگی، رزق میں وسعت ہوگی، اللہ کی رحمت اور فضل شامل حال رہے گا۔

یَا خَافِضُ

یَا خَافِضُ (اے پست کرنے والے)

اللہ تعالیٰ کی یہ شان ہے کہ وہ لوگوں میں سے جسے چاہے پستی کی طرف لے جائے اور اسے دوسروں کی نظروں میں گرا دے۔خافض چونکہ بلندی کی ضد ہے اور اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے بلندی سے گرا دیتا ہے۔دشمن کو ناکام کر دیتا ہے جسے چاہتا ہے پس پشت ڈال دیتا ہے۔اس لحاظ سے وہ خافض ہے۔

اس لفظ کا ایک مطلب زیر وزبر کرنے والا بھی ہے اور اپنی اس صفت کا اظہار عنایت کے روز یوں فرمائے گا کہ وہ لوگ جو دنیا میں کفر والحاد اور تکبر کے باعث غریبوں اور ناتوانوں میں معزز اور جابر بنے ہوئے تھے انہیں پست سے پست اور ذلیل سے ذلیل کر دے گا غرضیکہ اللہ متکبر لوگوں کے غرور اور گھمنڈ کو خاک میں ملا دے گا۔اللہ تعالیٰ غفور ورحیم ہے۔جو لوگ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتے ہیں اللہ انہیں پست نہیں بلکہ انہیں سربلند کرتا ہے اور آخرت میں بھی انہیں سربلند رکھے گا۔

بعض اوقات اللہ تعالیٰ تنبیہ کے طور پر اسے پست کرتا ہے اس کے اچھے حالات بدحال میں بدل جاتے ہیں۔ اس کی خوشحالی غربت میں تبدیل ہو جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ کا ایسا کرنے کا یہ مقصد ہوتا ہے کہ انسان سمجھ جائے اور اس کی نافرمانی والا راستہ چھوڑ کر اس کی اطاعت والے راستے پر آ جائے جونہی کوئی پستی میں مبتلا شخص اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہے اور توبہ کر کے اس کی اطاعت اور عبادت والی راہ اختیار کر لیتا ہے تو اس پر نرمی کر کے اسے پستی سے نکال دیتا ہے ایسا کرنا بھی اس کی صفت خافض میں شامل ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے دشمنوں کو سزا کے طور پر دنیا کی نظروں میں پست اور ذلیل وخوار کر دیتا ہے۔ اس کا ایسا کرنا اس کی صفت خافض کا اظہار ہے۔ اس لئے عقل کا تقاضا ہے کہ اللہ کی ناراضگی سے توبہ کی جائے اور اللہ کی عبادت والی راہ اختیار کی جائے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ الَّذِيْٓ اٰتَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا فَاَتْبَعَهُ الشَّيْطٰنُ فَكَانَ مِنَ الْغٰوِيْنَ ○ وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ بِهَا وَلٰكِنَّهٗٓ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ ۚ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ ۚ اِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ اَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ ؕ ذٰلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۚ فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ○ (پ9 اعراف 175-176)

ترجمہ: ان پر اس شخص کی خبر بیان کر دیں جسے ہم نے اپنی آیتیں عطا کیں پھر وہ ان سے نکل گیا تو شیطان نے اس کا پیچھا کیا تو وہ گمراہوں سے ہوگا۔ اور اگر ہم چاہتے تو اسے ان آیتوں کی بنا پر بلند کر دیتے مگر وہ پستی کی طرف جھک گیا اور ہوائے نفس کی پیروی کرنے لگا تو اس کی مثال کتے کی مانند ہے اگر اس پر حملہ کیا جائے تو وہ بھونکتا ہے اگر اسے چھوڑ دیا جائے تو پھر بھی وہ بھونکتا ہے۔ یہ اس قوم کی مانند ہے جس نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا تو آپ انہیں یہ قصہ سنائیں تا کہ وہ تفکر کرنے لگیں۔

قرآن مجید کی ان آیات میں بلعم بن باعورا کے واقعہ کی طرف اشارہ فرمایا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس شخص کو اپنی صفت خافض کی بنا پر پست کر دیا اور اس کا انجام بہت برا ہوا۔ تفاسیر میں اس کا قصہ یوں منقول ہے۔

بلعم بن باعورا اپنے دور کا بہت بڑا عالم اور عابد وزاہد تھا۔ اور اس کو اسم اعظم کا بھی علم تھا۔ یہ اپنی جگہ بیٹھا ہوا اپنی روحانیت سے عرش اعظم کو دیکھ لیا کرتا تھا۔ اور بہت ہی مستجاب الدعوات تھا کہ اس کی دعائیں بہت زیادہ مقبول ہوا کرتی تھیں۔ اس کے شاگردوں کی تعداد بھی بہت زیادہ تھی۔ مشہور یہ ہے کہ اس کی درسگاہ میں طالب علموں کی دواتیں بارہ ہزار تھیں۔

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام "قوم جبارین" سے جہاد کرنے کیلئے بنی اسرائیل کے لشکروں کو لے کر روانہ ہوئے تو بلعم بن باعورا کی قوم اس کے پاس گھبراتی ہوئی آئی اور کہا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بہت ہی بڑا اور نہایت ہی

طاقتور لشکر لے کر حملہ آور ہونے والے ہیں اور وہ یہ چاہتے ہیں کہ ہم لوگوں کو ہماری زمینوں سے نکال کر یہ زمین اپنی قوم بنی اسرائیل کو دے دیں۔ اس لئے آپ حضرت موسیٰ علیہ السلام کیلئے ایسی بددعا کر دیجئے کہ وہ شکست کھا کر واپس لوٹ جائیں۔ آپ چونکہ مستجاب الدعوات ہیں اس لئے آپ کی دعا ضرور مقبول ہو جائے گی۔ یہ سن کر بلعم بن باعورا کانپ اٹھا اور کہنے لگا کہ تمہارا برا ہو خدا کی پناہ! حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ کے رسول ہیں اور ان کے لشکر میں مومنوں اور فرشتوں کی جماعت ہے۔ ان پر بھلا میں کیسے؟ اور کس طرح بددعا کر سکتا ہوں؟ لیکن اس کی قوم نے رو رو کر اور گڑگڑا کر اس طرح اصرار کیا کہ اس نے یہ کہہ دیا کہ استخارہ کر لینے کے بعد اگر مجھے اجازت مل گئی تو بددعا کر دوں گا۔ مگر استخارہ کے بعد جب اس کو بددعا کی اجازت نہیں ملی تو اس نے صاف صاف جواب دے دیا کہ اگر میں بددعا کروں گا تو میری دنیا و آخرت دونوں برباد ہو جائے گی۔ اس کے بعد اس کی قوم نے بہت سے گراں قدر ہدایا اور تحائف اس کی خدمت میں پیش کر کے بے پناہ اصرار کیا۔ یہاں تک کہ بلعم بن باعورا پر حرص اور لالچ کا بھوت سوار ہو گیا اور وہ مال کے جال میں پھنس گیا اور اپنی گدھی پر سوار ہو کر بددعا کیلئے چل پڑا۔ راستہ میں بار بار اس کی گدھی ٹھہر جاتی اور منہ موڑ کر بھاگ جانا چاہتی تھی مگر یہ اس کو مار مار کر آگے بڑھاتا رہا۔ یہاں تک کہ گدھی کو اللہ تعالیٰ نے گویائی کی طاقت عطا فرمائی اور اس نے کہا کہ افسوس! اے بلعم بن باعورا! تو کہاں اور کدھر جا رہا ہے؟ دیکھ میرے آگے فرشتے ہیں جو میرا راستہ روکتے اور میرا منہ موڑ کر مجھے پیچھے دھکیل رہے ہیں۔ اے بلعم بن باعورا! تیرا برا ہو۔ کیا تو اللہ کے نبی اور مومنین کی جماعت پر بددعا کرے گا؟ گدھی کی تقریر سن کر بھی بلعم بن باعورا واپس نہیں لوٹا۔ یہاں تک کہ ''حسبان'' نامی پہاڑ پر چڑھ گیا اور بلندی سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لشکروں کو بغور دیکھا اور مال و دولت کے لالچ میں اس نے بددعا شروع کر دی لیکن خدا کی شان کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کیلئے بددعا کرتا تھا مگر اس کی زبان پر اس قوم کیلئے بددعا جاری ہو جاتی تھی۔ یہ دیکھ کر کئی مرتبہ اس کی قوم نے ٹوکا کہ اے بلعم! تم تو الٹی بددعا کر رہے ہو۔ تو اس نے کہا اے میری قوم! میں کیا کروں؟ میں بولتا کچھ ہوں اور میری زبان سے کچھ اور ہی نکلتا ہے پھر اچانک اس پر یہ غضب الٰہی نازل ہو گیا کہ ناگہاں اس کی زبان لٹک کر اس کے سینے پر آ گئی۔ اس وقت بلعم بن باعورا نے اپنی قوم سے رو کر کہا کہ افسوس! میری دنیا و آخرت دونوں برباد و غارت ہو گئی، میرا ایمان جاتا رہا اور میں قہر قہار و غضب میں گرفتار ہو گیا۔ اب میری کوئی دعا قبول نہیں ہو سکتی۔ مگر میں تم لوگوں کو مکر کی ایک چال بتاتا ہوں۔ تم لوگ ایسا کرو تو شاید حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لشکروں کو شکست ہو جائے۔ تم لوگ ہزاروں خوبصورت لڑکیوں کو بہترین پوشاک اور زیورات پہنا کر بنی اسرائیل کے لشکروں میں بھیج دو۔ اگر ان کا ایک آدمی بھی زنا کرے گا تو پورے لشکر کو شکست ہو جائے گی۔ چنانچہ بلعم بن باعورا کی قوم نے اس کے بتائے ہوئے مکر کا جال بچھایا اور بہت سی خوبصورت دوشیزہ لڑکیوں کو بناؤ سنگار کرا کر بنی اسرائیل کے لشکروں میں بھیجا۔ یہاں تک کہ بنی اسرائیل کا ایک رئیس ایک لڑکی کے حسن

و جمال پر فریفتہ ہوگیا اور اس کو اپنی گود میں اٹھا کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سامنے گیا۔ اور فتویٰ پوچھا کہ اے اللہ کے نبی! یہ عورت میرے لئے حلال ہے یا نہیں؟ آپ نے فرمایا کہ خبردار یہ تیرے لئے حرام ہے فوراً اس کو اپنے سے الگ کر دے اور اللہ کے عذاب سے ڈر مگر اس رئیس پر غلبہ شہوت کا ایسا زبردست بھوت سوار ہوگیا تھا کہ وہ اپنے نبی کے فرمان کو ٹھکرا کر اس عورت کو اپنے خیمہ میں لے گیا اور زنا کاری میں مشغول ہوگیا۔ اس گناہ کی نحوست کا یہ اثر ہوا کہ بنی اسرائیل کے لشکر میں اچانک طاعون (پلیگ) کی وباء پھیل گئی اور گھنٹے بھر میں 70 ہزار آدمی مر گئے اور سارا لشکر ناکام و نامراد واپس لوٹ آیا جس کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قلب مبارک پر بہت ہی صدمہ گزرا۔ بلعم بن باعورا پہاڑ سے اتر کر مردود بارگاہ الٰہی ہوگیا۔ آخری دم تک اس کی زبان اس کے سینے پر لٹکتی رہی اور وہ بے ایمان ہو کر مر گیا۔ (تفسیر ابن کثیر)

اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے نافرمان کو پست کر دیتا ہے۔ حضرت امام غزالیؒ نے فرمایا ہے کہ خافض مراد وہ موجود برحق ہے جو کفار کو بدبختی میں مبتلا کر کے پست کر دیتا ہے اور اپنے دشمنوں کو دوری کے گڑھے میں ڈالتا ہے۔ اور جو شخص اپنا مشاہدہ محسوسات پر اور اپنی ہمت کو ان خواہشات نفسانی پر جن میں چوپائے بھی اس کے شریک ہیں مائل رکھتا ہے تو اس کو وہ اسفل السافلین میں گرا دیتا ہے۔

اس اسم سے بندے کا یہ حصہ ہے کہ غلط بات کہنے والے کا ساتھ نہ دے بلکہ باطل کو پست کرنے کی کوشش کرے اور خدا کے دشمنوں کو اپنا دشمن سمجھے۔

اگر کسی شخص کو دشمن سے واسطہ پڑ جائے تو وہ اُس کو پست کرنے کے لیے سات ہزار مرتبہ یہ اسم تھوڑی سی مٹی پر پڑھ کر دم کر کے دشمن کے دروازے میں پھینک دے تو انشاءاللہ دشمن مغلوب ہوگا یا تین روزے رکھ کر چوتھے دن ایک ہی مجلس میں پانچ سو مرتبہ یَا خَافِضُ کا ورد کرے انشاءاللہ دشمن برف کی طرح پگھل جائے گا۔

یَارَافِعُ

یَارَافِعُ (اے درجے بلند کرنے والے)

الرافع کا لفظ رفع سے بنا ہے جس کا مطلب بلند کرنا، اونچا کرنا، رفعت بخشنا ہے۔ شان و شوکت اور رعب دبدبے میں اضافہ کرنا، درجات اور مراتب کو بلند کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی اس صفت کی بنا پر لوگوں کے درجات اور مراتب میں اضافہ کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے رفعت، بلندی، برتری اور عزت سے نواز دیتا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ لوگوں کو عزت و

شرف اور شان وشوکت اور برتری عا فرماتا ہے۔

دنیا اور آخرت میں انعام واکرام سے نوازنے والی ذات اللہ تعالیٰ ہی کی ہے اس لئے اسے الرافع کہا جاتا ہے۔ یہ صرف اسی کی شان ہے کہ اپنی مطیع وفرمانبردار مخلوق کی ذرا سی اطاعت پر خوش ہو کر اسے رفعت بخشتا ہے اور اپنی قربت سے نوازتا ہے اور اس پر اپنی رحمت کے دروازے کھول دیتا ہے۔ عبادت کرنے والے اور اس کی محبت کی آگ میں جلنے والوں کی روحوں کو اتنی رفعت اور سربلندی عطا فرماتا ہے کہ انسان سوچ بھی نہیں سکتا ہے۔ اس لئے اگر تو اللہ کی راہ میں سربلند ہونا چاہتا ہے تو اس کے ذکر کو اپنے سینے میں ڈال لے اور ہر دم کے ساتھ اسے پکارتا رہ پھر دیکھ کہ وہ تجھے کیسے سربلند کرتا ہے۔

حضرت امام غزالیؒ کا قول ہے کہ رافع سے مراد وہ ذات برحق ہے جو مومنوں کو کامیابی دے کر بلند کرتا ہے اور اپنے اولیاء کو قرب کی بلندی عطا فرماتا ہے۔ ایسے ہی جو شخص محسوسات اور متخیلات سے اپنا مشاہدہ اور بری خواہشات سے اپنی سوچ کو جدا کر لیتا ہے تو اس کو اللہ تعالیٰ ملائکہ مقربین کے مقام تک ترقی عطا فرماتا ہے۔

رافع رفع سے بنا ہے بمعنیٰ اوپر اٹھانا۔ اللہ تعالیٰ کافروں کو بدبختی کی طرف لاتا ہے اور مومنوں کو نیک بختی کی طرف بلند کرتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ اپنے دوستوں کو اپنے نزدیک کر کے بلندی عطا کرتا ہے۔ اپنے دشمنوں کو اپنے سے دور کر کے پستی میں ڈالتا ہے۔ نیز جسے چاہتا ہے اسے اس کی طبیعت کی سب سے ردی حالت میں نیچے ڈال دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے اپنی محبت کی بلند ترین فضاؤں میں اٹھا لے جاتا ہے۔ یوں یہ جسے چاہتا ہے دوزخ کے بالکل نچلے طبقات میں نیچے ڈال دیتا ہے جسے چاہتا ہے جنت نعیم میں بلندیوں پر فائز کرتا ہے۔ غرضیکہ اللہ تعالیٰ ہی بلندی اور پستی عطا کرنے والا ہے تو بندہ کو چاہئے کہ اسی کے پاس پناہ لے کہ کہیں بدبخت لوگوں کا ساتھی بن کر پستی میں نہ گر جائے۔ یہ بات بھی اسے کرنا چاہے کہ نیک بختوں کا ہم نشین بن کر درجات کی بلندی حاصل کرے۔ دونوں جہان میں اسی حالت کا طلب گار رہے۔

اس اسم سے متخلق ہونے کی شکل یہ ہے کہ بندہ باطل کو پست کرے حق کو بلند کرے دین کے دشمنوں کو زیر کرے ان سے دشمنی رکھے حق کے دوستوں کو بلند کرے اور ان سے دوستی رکھے کیونکہ بندے کا سب سے افضل عمل یہ ہے کہ اللہ کیلئے محبت کرے اور اسی کیلئے دشمنی رکھے جیسا کہ فرمایا (اَفْضَلُ الْاَعْمَالِ اَلْحُبُّ فِي اللّٰهِ وَالْبُغْضُ لِلّٰهِ) اسی طرح اپنے نفس کے مرتبے کو جو کہ تمام دشمنوں سے سے بڑھ کر بندے کا دشمن ہے، نیچے کرے۔ دل اور روح کے مقام کو بلند کرے۔ اسی طرح مشائخ اہل یقین اور اپنے دینی بھائیوں کے مرتبے بلند و بالا دیکھے۔ اپنے مقام کو ان سب سے نیچے جانے بلکہ اپنے آپ کو نہ ہی دیکھے اور اگر دیکھے تو ناقص وکمینہ دیکھے۔

جو شخص رات کو سوتے وقت سو مرتبہ یہ اسم پڑھے گا تو وہ ہر دلعزیز ہوگا اور روز بروز مخلوق میں اس کی عزت بڑھتی

جائے گی۔ آفت اور وباء سے بھی محفوظ رہے گا سخت حاکم کے سامنے یَـــا دَافِعُ پڑھتے جائیں انشاء اللہ اس کی سخت گیری رحم میں بدل جائے گی۔

یَا مُعِزُّ

یَا مُعِزُّ (اے عزت دینے والے)

المعز کا لفظ عزت سے ہے۔ اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ بزرگی اور عزو جاہ والا ہے۔ اس سے بڑھ کر کوئی اور صاحب عزۃ و جاہ نہیں۔ وہ اس قدر معزز ہے کہ کوئی اس کا ہمسر نہیں ہوسکتا۔ وہ اپنی اس صفت میں یکتا اور نایاب ہے۔ وہ اپنی اس صفت کی بنا پر جسے چاہتا ہے شان و شوکت اور عزت سے نواز دیتا ہے اس لئے المعز پروردگار کی وہ صفت ہے جس کی بنا پر وہ لوگوں کو عزت عطا فرماتا ہے۔ وہ سب پر غالب اور فائق ہے جس کی بنا پر وہی وقار اور آبرو بخشتا ہے اور لوگوں کو بزرگی عطا فرماتا ہے۔ اس لئے وہ اپنی اس صفت میں بےنظیر و بے مثال ہے۔

اہل دنیا کا دستور ہے کہ جس سے کوئی راضی ہو وہ اسے عزت دیتا ہے جتنا کوئی بڑے اختیارات کا مالک ہو۔ وہ اسے اسی مناسبت سے باعزت کرنے کی کوشش کرے گا۔ اگر کوئی بادشاہ کا دوست ہو تو وہ اسے کوئی انعام و اکرام دے کر باعزت کرے گا اور زیادہ خوشی ہو تو اسے کوئی منصب عطا کردے گا۔ غرضیکہ ہر لحاظ سے اسے نوازنے کی کوشش کرے گا تاکہ وہ دوسروں سے ممتاز ہو جائے۔ دوسرں سے ممتاز ہونا ہی دراصل عزت پانا ہے مگر یہ دنیا کی عزت بھی اس کی عطا کے بغیر نہیں ملتی کیونکہ درحقیقت اللہ ہی کسی کے دل میں یہ بات اٹھاتا ہے تو پھر ہی دوسرے عزت کرتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ اصل عزت عطا کرنے والا اللہ ہی ہے اور اس کا اپنے بندوں کو معزز کرنا دراصل اس سے دوستی لگانا ہے کیونکہ اصل عزت اس کی دوستی ہے اور جسے اس کی دوستی کا شرف حاصل ہو جاتا ہے وہی سب سے معزز ہوتا ہے۔ اس لئے عزت پانے کا راز اس اسم کے ورد میں ہے جو اسے معز کہہ کر پکارتا ہے وہ اسے ہمیشہ کیلئے معزز کر دیتا ہے۔

حضرت عبدالحق محدث دہلوی نے فرمایا المعز۔ اعزاز سے بنا ہے اعزاز بمعنیٰ کسی کو عزت دینا مذل ازلال سے بنا ہے بمعنیٰ ذلیل و خوار کرنا یعنی اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے دنیا میں توفیق طاعت و ہدایت دے کر اور معصیت و ضلالت کے راستے سے بچا کر عزت عطا کرتا ہے اور عقبیٰ میں بلندی مرتبہ، جنت کی نعمتوں اور اپنی ذات پاک کے دیدار سے عزت عطا فرماتا ہے جسے چاہتا ہے اسے مذکورہ صفات کے خلاف صفتوں میں مبتلا کر کے ذلت میں ڈالتا ہے۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا وہی اللہ ہے جسے چاہتا ہے ملک عطا کرتا ہے جس سے چاہتا ہے ملک چھین لیتا ہے۔

یاد رہے کہ دائمی عزت اور حقیقی بادشاہت، حاجت کی ذلت نفس کی اسیری غلبہ شہوت یا جہالت کے عیب سے نجات پانے میں ہے۔ پس وہ شخص جس کے دل سے حجاب اٹھالئے گئے حضرت عزت باری تعالیٰ کے مشاہدہ جمال سے سرفراز ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے ملک قناعت اور مخلوق سے بے نیازی کی بادشاہت عطا فرماتا ہے۔ نیز اس کے نفس پر غالب آنے میں اسے قوت دے کر اور اس کی تائید کر کے اس کی مدد فرماتا ہے تو حقیقت یہ ہوئی کہ اس نے عزت دی تو ایسے ہی شخص کو عزت دی اور اسے ہی دین و دنیا کی بادشاہی عطا فرمائی۔ اس کے برعکس جس شخص کیلئے مخلوق کی طرف اس کی چشم حاجت کو دراز کر دیا۔ اہل حاجت کو اس پر حاوی کر دیا۔ حرص کو اس پر مسلط کر دیا تو وہ قناعت سے محروم ہو گیا اور نفس و استدراج کے مکر و فریب کے دھوکے میں پڑ گیا اور جہالت کی تاریکی میں ہی پھنس کر رہ گیا اور اللہ تعالیٰ نے اس سے حقیقی ملک چھین لیا۔

واضح ہو کہ امام غزالیؒ نے جس اعزاز و ازلال کا ذکر کیا ہے وہ اعزاز و ازلال حقیقی روحانی ہے۔ وہ اعزاز و ازلال جو حسی و جسمانی ہے وہ بھی اللہ تعالیٰ کی صفات و افعال کا کرشمہ ہے جیسا کہ قوت، کمال، جاہ و جلال اور مال و اسباب شرف نسب لوگوں کا کسی کیلئے مدد و نصرت کیلئے مددگار و پیروکار بننا۔ اسی طرح ان کمالات کی ضو اگر کسی پر ظاہر ہو تو وہ بھی اللہ تعالیٰ کی صفات و افعال کا ظہور ہے۔ اسی طرح وہ تمام چیزیں جس کا دین میں نفع یا نقصان ظاہر ہوتا ہے اور جن کا اثر اہل دین میں باقی رہتا ہے بندہ جب یہ جان لیتا ہے کہ عزت و ذلت دینے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے تو وہ دنیا و آخرت کی عزت اس سے چاہتا اور اس کی درگاہ سے ذلت و خواری سے پناہ مانگتا ہے۔ وہ اس بات کو بھی جان لیتا ہے کہ عزت، فرمانبرداری میں ہے اور خواری نافرمانی و معصیت میں ذلت ہے۔ لہٰذا بندے کو چاہئے کہ حرص و طمع اور شہوت نفس میں گر کر اپنے آپ کو ذلیل و خوار نہ کرے۔

حکایت:

منقول ہے کہ دو بچے کھیل رہے تھے۔ ایک کے ہاتھ میں خشک روٹی تھی دوسرے کے ہاتھ میں اچھی اور تر روٹی۔ خشک روٹی والے بچے نے دوسرے سے کہا کہ مجھے بھی اپنی اچھی روٹی میں سے دے۔ اس نے کہا آ اور میرا کتا بن تا کہ میں تجھے یہ روٹی دوں۔ وہ بچہ راضی ہو گیا۔ دوسرے بچے نے اس کے گلے میں رسی ڈالی اور اسے کھینچا۔

حضرت فتح موصلی رحمۃ اللہ علیہ (جو ایک کامل بزرگ گزرے ہیں) نے جب یہ دیکھا تو فرمایا اگر یہ بچہ اپنی خشک روٹی پر قناعت کرتا تو اپنے دوست کا کتا بن کر ذلیل و خوار نہ ہوتا۔

بنان خشک قناعت کنیم و جامۂ دلق   کہ بار محنت خود بہ ز بار منت خلق

ہم خشک روٹی اور پھٹے ہوئے کپڑے پر قناعت کریں گے کیونکہ اپنی محنت کا بوجھ اٹھانا مخلوق کے احسان کا بوجھ اٹھانے سے بہتر ہے۔

اس اسم سے متخلق ہونے کا مطلب یہ ہے کہ بندہ ان بندوں کو عزیز جانے جنہیں اللہ تعالیٰ نے علم و معرفت اور مخالفت نفس و ہوا سے عزت عطا فرمائی اور انہیں خوار جانے جنہیں اللہ تعالیٰ نے کفر و ضلالت کمینی دنیا سے میل ملاپ موافقت نفس اور جہالت و نفسانی شہوات کے گڑھے میں ڈال دیا۔

جو شخص جمعہ یا ہفتہ کی رات نماز مغرب کے بعد ۴۱ مرتبہ پڑھے تو مخلوق میں معزز ہو جائے گا۔ لوگوں میں اس کا رعب پیدا ہو جائے گا۔ فجر کی نماز کے بعد ۱۵۰ مرتبہ یہ وظیفہ پڑھنے سے حفاظت، اہل خانہ میں عزت و وقار، ہر کام میں آسانی اور تسخیر حاصل ہوگی۔

یَا مُذِلُّ

یَا مُذِلُّ (اے ذلت دینے والے)

مذل کے معنی ذلیل و خوار کرنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ اختیار رکھتا ہے کہ جسے چاہے دنیا میں غلط روش اختیار کرنے پر ذلیل و خوار کر دے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ جن لوگوں کو ذلیل کرتا ہے وہ دنیا میں پست حال اور محتاج ہو جاتے ہیں۔ ان پر ایسی غربت طاری ہوتی ہے کہ اس سے ان کا نکلنا دشوار ہو جاتا ہے۔ اس لحاظ سے اللہ تعالیٰ برے لوگوں کو ذلت سے ہمکنار کر دیتا ہے اور ان پر اپنی صفت مذل کا اظہار فرما دیتا ہے۔

اہل علم کا کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی اس صفت مذل کے باعث مغرور، متکبر اور گھمنڈ میں مبتلا لوگوں کو ذلالت میں گرائے رکھتا ہے جو قوم یا شخص اس کی اطاعت نہیں کرتی تو اللہ تعالیٰ اسے ذلت سے ہمکنار کر دیتا ہے اور جن پر اللہ کی صفت مذل کا اظہار ہو جائے تو انہیں عزت ملنا مشکل ہو جاتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ ز وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ط بِيَدِكَ الْخَيْرُ ط اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝

ترجمہ: اس طرح کہیں کہ اے اللہ ملک کے مالک تو جسے چاہے ملک عطا کرے اور جس سے چاہے ملک چھین لے تو جسے چاہے عزت عطا کرے اور جسے چاہے ذلت دے۔ بھلائی تیرے ہاتھ میں ہے۔ بے شک تو ہی ہر

چیز پر قادر ہے۔(پ3 ال عمران 26)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ ذلت دینا اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ اہل علم کا کہنا ہے کہ ذلت کی دو صورتیں ہیں۔ ایک مثبت اور دوسری منفی۔ جب اللہ تعالیٰ کسی شخص پر اپنی مہربانی فرماتا ہے اور اسے اپنے خاص بندوں میں شامل کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے نفس کی اصلاح کیلئے ظاہری طور پر اس پر غربت طاری کر دیتا ہے۔ آزمائش کے طور پر بعض نعمتیں چھین لیتا ہے۔ لوگ اس بنا پر اسے ذلیل تصور کرنے لگتے ہیں۔ آخر کچھ عرصے کے بعد وہ دور ختم ہو جائے گا اور جب اسے مکمل طور پر روحانیت حاصل ہو جاتی ہے تو سب لوگ اس کی دل سے عزت کرنے لگتے ہیں۔ یہ ذلت کا مثبت انداز ہے۔ اس کے برعکس بعض لوگوں پر اللہ تعالیٰ ناراض ہو کر انہیں ذلیل و رسوا کر دیتا ہے اور ایسی ذلت منفی ہوتی ہے۔ یہ ذلت دراصل سزا ہوتی ہے ایسے ہی آخرت میں کافروں کیلئے جو سزائیں مقرر ہیں ان سے مراد ان کی ذلت ہے۔ القصہ عزت کو ذلت میں بدلنا اور ذلت کو عزت میں بدلنا اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ اس بنا پر اس کی یہ صفت مذل ہے۔

اللہ کی ذات وہ ہے کہ جس کو چاہے بادشاہی دے جس سے چاہے چھینے۔ سچی بادشاہی یہ ہے کہ محتاجی کی ذلت اور شمولیت کی مجبوری اور نادانی کے عیب سے نجات حاصل ہو۔ پس اس نے جس شخص کے دل سے پردہ اٹھا دیا یہاں تک کہ اس نے اس ذات والاصفات کے جمال کا نظارہ کر لیا اور اس کو قناعت کی توفیق بخشی یہاں تک کہ وہ اس کی بدولت مخلوق سے بے پروا ہو گیا اور اس کو قوت و طاقت بخشی یہاں تک کہ وہ اپنے نفس کی صفات پر غالب آ گیا۔ تو اس کو اس جہان میں بھی عزت اور بادشاہی عطا کی اور پھر آخرت میں بھی تقرب کی عزت بخشے گا اور فرمائے گا :یٰۤاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَىٕنَّةُ ارْجِعِیْۤ اِلٰى رَبِّكِ (یعنی اے نفس مطمئنہ اپنے رب کی طرف جا)۔

اور جو شخص مخلوق پر نظر رکھتا ہے حتیٰ کہ اس کا محتاج بن جاتا ہے اور اس پر اس قدر حرص غالب ہو جاتی ہے کہ وہ کسی حد تک قناعت نہیں کرتا اور جہالت کے اندھیرے میں پڑا رہتا ہے۔ اس کو خدا نے بالکل ذلیل کر دیا اور اس سے ملک چھین لیا۔ یہ خدا کے کام ہیں جس طرح چاہے کرے۔ وہی عزت دینے والا ہے وہی ذلت دینے والا جس کو چاہتا ہے عزت دیتا ہے جس کو چاہتا ہے ذلت دیتا ہے۔

اگر کسی ظالم کا خوف ہو تو ۷۵ مرتبہ یہ اسم نفل نماز میں سجدے میں پڑھیں ان شاء اللہ ظالم ظلم کو چھوڑ دے گا یا تباہ ہو جائے گا۔ حاسد کے حسد سے بھی حفاظت ہو گی۔ اگر کسی نے حق روک لیا ہے تو ادا کر دے گا۔ روزانہ بعد نماز فجر ۷۰ ۷ مرتبہ پڑھنے سے بدکلام افسر سے نجات ملے گی اور مخالفت کرنے والا ہمیشہ پست ہو گا۔

یَاسَمِیْعُ

یَاسَمِیْعُ (اے سننے والے)

السمیع کا لفظ سمع سے بنا ہے جس کے معانی سننا ہے۔ اس لحاظ سے سمیع سے مراد بہت سننے والا ہے۔ سننے کا وصف اللہ تعالیٰ نے انسان میں بھی ڈالا ہے۔ انسان اپنے کانوں سے مختلف آوازوں کو سنتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا سننا اس لحاظ سے انسان سے مختلف ہے کیونکہ وہ سننے کیلئے کانوں کا محتاج نہیں اس کی قوت سمع بغیر کانوں کے ہے۔ انسان کی قوت سمع موت کے ساتھ ختم ہو جاتی ہے۔ اس کی اس قوت کا تعلق زندگی سے وابستہ ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کی قوت سمع ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گی۔ اسے فنا نہیں بلکہ اسے بقا ہے۔ بندے کو جو قوت سمع دی گئی ہے وہ صرف قریب سے سن سکتا ہے بہت دور سے سننے پر وہ قادر نہیں ہے۔ ایسے ہی وہ بلند آواز کو سن سکتا ہے اور آہستہ آواز کو نہیں سن سکتا لیکن اللہ تعالیٰ جس طرح قریب سے سنتا ہے اسی طرح دور سے بھی سنتا ہے جس طرح وہ بلند آواز کو بھی سنتا ہے اسی طرح وہ ہلکی سے ہلکی آواز کو بھی سنتا ہے۔ حتیٰ کہ وہ انسان کے دل کی آواز کو بھی سن لیتا ہے بندہ سننے میں اللہ تعالیٰ کا محتاج ہے لیکن اللہ تعالیٰ سمیع ہونے کی وجہ سے کسی کا محتاج نہیں۔

اسماء الحسنیٰ میں لکھا ہے کہ سمیع وہ ذات ہے جس کے ادراک سے کوئی سننے کی بات مخفی نہیں رہتی۔ خواہ باریک سے باریک ہو۔ وہ رات کے وقت صاف پتھر پر چلنے والی چیونٹی کے پاؤں کی آہٹ بھی سنتا ہے۔ حمد کہنے والوں کی حمد سن کر جزائے خیر دیتا ہے۔ دعا کرنے والوں کی دعائیں سن کر قبول کرتا ہے۔ اس کی شنوائی کانوں اور کان کے پردوں کے بغیر ہی ہے جس طرح کہ اس کے دوسرے افعال بلا اعضا کے اور کلام بے زبان کے ہیں اور اس کی شنوائی حدوث و تجدد سے پاک ہے۔

جب تم کو یہ معلوم ہو چکا کہ اس کی شنوائی ایسے تغیرات سے پاک ہے جو مسموعات کے تازہ وقوع کے وقت عارض ہو سکتے ہیں اور تم نے اس کو اس امر سے منزہ سمجھ لیا ہے کہ وہ کان یا کسی دوسرے آلہ سے سنتا ہو تو تم آپ سے آپ نتیجہ نکال سکتے ہو کہ اس کی شنوائی کیا ہے؟ ایک صفت ہے جس سے اشیاء کی صفات کی پوری کی پوری ماہیت اس پر منکشف ہو جاتی ہے۔ جو شخص اس امر پر غور نہیں کرتا۔ وہ تشبیہ کے خیال میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ تم اس سے بچو اور ذرا غور وفکر سے کام لو۔

بندہ کو حس کی حیثیت سے شنوائی کا جو حصہ حاصل ہے وہ ناقص ہے کیونکہ وہ تمام مسموعات کو ادراک نہیں کرسکتا۔

بلکہ صرف انہیں آوازوں کو محسوس کر سکتا ہے جو اس کے قریب ہوں۔ پھر یہ کہ اس کا ادراک ایک عضو کے ذریعے سے ہے اور وہ ایک ایسا آلہ ہے جو مختلف آفات میں گھرا ہوا ہے۔ اگر آواز دھیمی ہو تو وہ ادراک کر نہیں سکتا۔ اگر دور ہو تو بھی سن نہیں سکتا۔ اگر آواز بڑی ہو تو شنوائی کا پردہ بھی پھٹ جاتا ہے۔ اور شنوائی باطل ہو جاتی ہے۔

شنوائی سے بندہ کا دینی حصہ دو امر ہیں ایک تو یہ کہ وہ اس بات کا یقین رکھے کہ اللہ تعالیٰ سمیع ہے۔ لہٰذا اپنی زبان کو برے کلام اور بے ہودہ گوئی سے محفوظ رکھے۔ دوئم یاد رکھے کہ اس کو سننے کی طاقت اس لئے دی گئی ہے کہ خدا کا کلام سنے جو اس نے نازل فرمایا ہے اور اس کے ذریعے سے خدا کی راہ پر چلنے کی ہدایت حاصل کرے۔ غرض اس کے سوا اور کسی بات میں اپنی شنوائی استعمال نہ کرے۔

دعاؤں کی قبولیت کے لیے جمعرات کے دن نماز چاشت کے بعد پانچ سو مرتبہ پڑھا جائے۔ اگر ہمیشہ اس کا ورد رکھے تو مستجاب الدعوات ہوگا یعنی اس کی دعائیں قبول ہونگیں۔ اگر کوئی شادی کا خواہش مند ہو تو اُسے چاہئے کہ چالیس دن تک روزانہ ۱۰۰۰ امرتبہ پڑھ کر آخری دن اللہ کے حضور شادی کی دعا کرے انشاء اللہ قبول ہوگی۔

یَابَصِیْرُ

یَابَصِیْرُ (اے دیکھنے والے)

بصیر کا لفظ بصر سے بنا ہے اور بصر سے مراد دیکھنے کی قوت ہے۔ اللہ تعالیٰ چونکہ اپنی اس صفت کی بنا پر ہر شے کو ہر وقت دیکھ رہا ہے خواہ وہ شے دور ہے یا نزدیک، چھوٹی ہے یا بڑی۔ اللہ کی قوت بصارت سے باہر نہیں حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اپنے عرش سے لے کر تحت الثریٰ تک ہر وقت دیکھ رہا ہے غرضیکہ وہ ظاہر کو بھی دیکھتا ہے اور چھپی چیز کو بھی دیکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو جو دیکھنے کی طاقت دی ہے وہ اسی کی عطا کردہ ہے۔ انسان اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہے مگر اللہ تعالیٰ دیکھنے میں آنکھ کا محتاج نہیں اس کی قوت بصارت ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گی اور وہ لامحدود ہے۔ اللہ اپنی قوت بصارت میں اتنا قوی ہے کہ اگر کوئی چار دیواری کے اندر چھپ کر عمل کر کرے تو اس کو بھی اللہ تعالیٰ دیکھنے والا ہے غرضیکہ اللہ تعالیٰ سے کون ومکاں میں کوئی چیز پوشیدہ نہیں۔

حضرت امام غزالیؒ نے فرمایا ہے کہ بصیر وہ ذات پاک ہے جو ہر چیز کو صاف صاف دیکھ رہا ہے۔ یہاں تک کہ مٹی میں چھپی ہوئی چیزیں بھی اس کی نظر سے مخفی نہیں ہیں۔ اس کا دیکھنا بھی پتلی، ڈھیلے اور پپوٹے وغیرہ سے پاک ہے اور اس معنٰے سے بری ہے کہ اس کی ذات میں اشیاء کی صورتیں اور رنگ منطبع ہوتے ہوں۔ جیسے انسان کی آنکھ میں منطبع

ہوتے ہیں کیونکہ یہ امور ان تاثرات وتغیرات کی قبیل سے ہیں۔ جو تجدد وحدوث کے مقتضی ہیں۔ جب وہ ان امور سے پاک ہے تو اس کا دیکھنا ایک ایسی صفت ہے جس سے دیدنی اشیاء کی ٹھیک ٹھیک صفات منکشف ہوجاتی ہیں اور یہ بینائی اس بینائی سے کہیں زیادہ روشن اور تیز ہے جو آنکھوں کو حاصل ہے اور جو اکثر صاف اور ظاہر چیزوں کو محسوس کرنے سے بھی قاصر رہتی ہے۔

وصف بصر میں حس کی حیثیت سے جو حصہ بندہ کو حاصل ہے وہ ظاہر ہے لیکن وہ ضعیف وقاصر ہے کیونکہ اس کی طاقت دور تک کام نہیں کرتی اور نہ اشیاء میں جاتی ہے بلکہ صرف ظاہری اشیاء کو محسوس کرتی ہے چھپی ڈھکی باتوں سے قاصر ہے۔

دینی حصہ دو چیزیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ وہ یقین رکھے کہ اس کو بینائی اس لئے دی گئی ہے کہ وہ خدا کی نشانیوں اور عجائب ملکوت اور آسمانوں پر نظر کرے تاکہ اس کو عبرت حاصل ہو۔

کسی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پوچھا کہ کیا مخلوق میں سے کوئی شخص آپ جیسا ہوگا؟ فرمایا ہاں جس شخص کی نظر عبرت کیلئے ہو اور خاموشی غور وفکر کیلئے اور کلام خدا کے ذکر کیلئے! وہ مجھ جیسا ہے۔

دوم یاد رکھے کہ وہ ہر وقت خدا کی نظر میں ہے۔ لہٰذا اس کی نظر سے بے پروائی نہ کرے۔ جو شخص لوگوں سے ایسی باتیں چھپاتا ہے، جو اللہ تعالیٰ سے نہیں چھپاتا۔ وہ گویا خدا کی نظر سے بے پروائی کر رہا ہے۔

اس صفت پر ایمان لانے کا ایک ثمرہ مراقبہ ہے۔ پس جو شخص جانتا ہے کہ خدا اس کو دیکھ رہا ہے اور پھر کسی گناہ کے قریب جاتا ہے وہ کیسا دلیر اور گستاخ ہے! اور اگر یہ گمان رکھتا ہے کہ خدا نہیں دیکھتا تو وہ کتنا بڑا کافر ہے!!!

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے تحریر کیا ہے کہ سمیع اور بصیر کی صفات سننے اور دیکھنے سے تعلق رکھتی ہیں، منکشف ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کیلئے یہ انکشاف مکمل اور تمام ہوتا ہے اسے اس کیلئے کسی آلے اور قوت حاسہ کی کوئی محتاجی نہیں۔ وہ سنتا ہے مگر کان سے نہیں وہ دیکھتا ہے مگر آنکھ سے نہیں۔ اس طرح کا سننا اور دیکھنا بڑا اکمل وجامع ہوتا ہے کیونکہ اعضاء وآلات پر تغیر، حادثات وآفات کا اثر ہوسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کیلئے دور ونزدیک سب برابر ہیں۔ اس کی یہ بھی شان ہے کہ ایک چیز کا سننا اور دیکھنا اسے دوسری چیز کے سننے اور دیکھنے سے مزاحم نہیں۔ ان دو صفتوں کے اثبات کے مقام میں تشبیہ سے بچنا ضروری ہے اور جبکہ ثابت ہوچکا ہے کہ اللہ تعالیٰ جسمانی صفات سے منزہ ہے تو یہ بھی ثابت ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ تشبیہ سے بھی پاک ومنزہ ہے۔ قرآن مجید ان دونوں صفتوں کو ثابت کرتا ہے۔ ان دونوں صفتوں کی علم سے تاویل کرنا (یعنی یہ کہنا کہ سمیع وبصیر سے مراد اس کا علم ہے) اس کی یہ تاویل خلاف ظاہر ہے اور جب بندہ جان لیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سمیع وبصیر ہے تو وہ کوئی ایسی بات نہیں کرتا جس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو چنانچہ وہ جو کچھ کہتا ہے ادب واحترام سے کہتا ہے۔ غیبت، بہتان، گپ شپ، مدح نفس اور لعن طعن سے پرہیز کرتا ہے وہ نہیں دیکھتا اور نہیں سنتا مگر

خدا کا کلام۔ اور خدا کی پیروی کرنے والوں کا کلام۔ چنانچہ وہ اسی چیز سے راضی ہوتا ہے جس سے خدا راضی ہوتا ہے۔ وہ نظر کو بھی حرام سے بچاتا ہے اسی طرح آنکھ کو دنیا کی چمک دمک اور آرائش وزیبائش کے دیکھنے سے بھی بچاتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی مصنوعات اور اس کی عجیب عجیب مخلوقات کو دیکھتا اور عبرت حاصل کرتا ہے پھر اس کے نتیجے وہ دائمی مراقبہ دل کی کیفیت کو اپنے لئے لازم کر لیتا ہے اور محاسبے کی شکل میں ہر وقت اپنے نفس کا مطالعہ کرتا رہتا ہے

حضرت امام بونی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ بصیر وہ ذات اعلیٰ ہے جس سے کوئی ذرہ بھی پوشیدہ نہیں۔ وہ آنکھ اور پلک وغیرہ سے منزہ ومقدس ہے۔ جیسے انسان کی آنکھ میں صورتیں ہوتی ہیں وہ اس سے مقدس ہے کہ ذات میں بھی کوئی چیز سمائے۔ واقعہ یہ ہے کہ انسان کی آنکھ قاصر ہے۔ پوشیدہ اسرار کا مشاہدہ نہیں کر سکتی اور ارواح وضمائر اور خطروں کو بھی نہیں دیکھ سکتی۔ انسانی آنکھ میں بینائی صرف دو باتوں کیلئے ہے ایک تو یہ کہ عجائب الٰہی کا مشاہدہ کرے۔ دوسرے یہ جانے کہ آئینہ دار اصل اللہ تعالیٰ ہے۔ اس کو اپنی حرکات وسکنات پر حیرت نہ ہو اور یہ خیال بھی نہ کرے کہ اسماء میں دلالت کی طرف سے کوئی تغائر ہے بلکہ اعتقاد رکھے کہ سب کچھ معلومات کی جانب سے ہے کیونکہ صفات الٰہی مخالف نہیں ہیں اور اللہ ہی واحد احد فرد و صمد ہے۔

جو شخص جمعہ کی سنت اور فرضوں سے پہلے یہ اسم سو مرتبہ پڑھے وہ عارف باللہ ہوگا اور اُس کا دل نور ہدایت سے منور ہوگا۔ اسے روزانہ ۳۰۲ مرتبہ پڑھنے والا صاحب بصیرت بن جاتا ہے اور آنکھوں کی بنائی ہمیشہ قائم رہتی ہے۔ انشاءاللہ

یَاحَکَمُ

یَاحَکَمُ (اے حکم والے)

اللہ تعالیٰ کی صفت حکم کا مطلب یہ ہے کہ کائنات کی ہر چیز پر اس کا حکم چلتا ہے۔ یعنی وہ حاکم مطلق ہے۔ حاکم وہ ہوتا ہے جس کے حکم کو بلا چون وچرا تسلیم کرنا پڑے اور ہر کسی پر ہر حال میں ہر وقت لاگو ہو۔ کوئی بھی اس سے مبرا نہ ہو۔ جب چاہے اور جو چاہے حکم دے اور کسی کو بھی اس میں تامل نہ ہو۔ اس لحاظ سے اللہ ہمارا حاکم ہے اور ہم محکوم ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو جو حاکم بننے کا اختیار دیا ہے یہ حقیقی نہیں بلکہ اس احکم الحاکمین کے حکم کے ماتحت ہے۔ اس لئے دنیاوی حاکموں کیلئے یہ ضروری ہے کہ وہ اللہ کی قائم کردہ حدوں کے اندر رہ کر حکم چلائیں۔ اگر کوئی حاکم ان حدوں سے تجاوز کرے تو اس کیلئے اس فعل کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا۔ اس لئے دنیا میں حاکم بن کر یہ کوشش کرنی چاہئے کہ

ہر کام اللہ کی رضا کے مطابق کیا جائے چونکہ جو بندہ اللہ تعالیٰ کے حکم پر راضی نہ ہو تو اللہ تعالیٰ اس پر مشیت کا فیصلہ زبردستی جاری کرتا ہے جس سے اسے فائدہ کے بجائے نقصان ہوگا۔ اس کے برعکس جو شخص اللہ کا حکم خوشی کے ساتھ قبول کرلے تو اللہ تعالیٰ اسے اپنی رحمت اور کرم سے نواز دے گا اور ایسے شخص کی زندگی سکون اور خوشی میں گزرے گی۔

اگر سخت مہم درپیش ہو تو چلتے پھرتے اس اسم کا ورد کرے۔ انشاء اللہ کامیابی اور ہر مشکل آسان ہوگی، نیک کام میں کامیابی ہوگی، یہ اسم حصول اقتدار کے لیے مفید ہے۔

یَاعَدُلُ

یَاعَدُلُ (اے انصاف کرنے والے)

اللہ تعالیٰ سب سے بڑا عادل ہے کیونکہ اس کا ہر کام عدل و انصاف پر مبنی ہوتا ہے اور اس کے کسی بھی حکم میں ناانصافی نہیں ہوتی اور نہ ہی اس کے حکم میں کوئی ظلم یا زیادتی ہوتی ہے کیونکہ اس کے احکام اور افعال ظلم سے منزہ ہیں۔ اس لئے اللہ کی جانب ظلم یا زیادتی کی نسبت کرنا کفر ہے۔

ایک اور قول کے مطابق عدل کا معنی لغت میں انصاف اور انصاف کرنے والا ہے۔ عدل ظلم اور جور کی ضد ہے پھر یہ لفظ استقامت و اعتدال اور ایک چیز کو دوسری چیز کے ساتھ برابر کرنے کے معنیٰ میں بھی آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جور و ظلم سے منزہ ہے کیونکہ ظلم دراصل غیر کی ملک میں دخل دینے کا نام ہے اور کائنات کی کوئی بھی چیز اللہ تعالیٰ کی ملک سے باہر نہیں بلکہ سارا عالم اس کی ملک ہے۔ خداوند تعالیٰ کے تمام افعال مستقیم و معتدل اور لاتعداد حکمتوں اور مصلحتوں پر مشتمل ہیں۔

عدل کے معنی عادل اور یہ وہ ذات ہے جس سے عدل کا فعل صادر ہو، جو ظلم و ستم کے خلاف ہے۔ وہ شخص عادل کو نہیں پہچان سکتا، اس کے عدل کو نہیں پہچانتا لہٰذا جو شخص اس وصف کو معلوم کرنا چاہے۔ اس کو چاہئے کہ حتی المقدور اللہ تعالیٰ کے تمام افعال کا (جو بالائے آسمان سے لے کر زیر زمین تک تعلق رکھتے ہیں) علم حاصل کرے۔ حتیٰ کہ جب وہ خدا کی آفرینش میں باوجود اپنے مکر اور چالبازی غور و فکر کے کسی قسم کی کجی اور قصور نہ پائے گا تو بارگاہ رب العزت کی شان و عظمت اس کو دم بخود بنا دے گی۔ اور اس کے کاموں کا اعتدال و انتظام اس کو حیران کردے گا۔ اس وقت عدل خداوندی کے معانی کا کوئی حصہ اس کے ذہن میں آسکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے کئی قسم کی جسمانی و روحانی اور کامل و ناقص موجودات بنائی ہیں۔ اور ہر شے کو اس کی آفرینش عطا کی

ہے۔اس لحاظ سے وہ جواد (عالی حوصلہ) ہے اور اس نے ہر چیز کو اس کی مناسب ترتیب میں رکھا ہے۔اس لحاظ سے وہ عادل ہے۔چنانچہ عالم کے بڑے بڑے اجسام زمین، پانی، ہوا، آسمان اور ستارے ہیں۔خدا نے ان کو پیدا کر کے ایک مناسب ترتیب دی ہے۔

زمین کو سب سے نیچے رکھا ہے۔اس پر پانی کو جگہ دی ہے۔پھر پانی پر ہوا کا مقام بنایا ہے اور ہوا پر آسمان قائم کیئے ہیں۔اگر اس ترتیب کو الٹ دیا جائے تو سارا نظام باطل ہو جائے۔شاید یہ عدل و نظام کیلئے اس ترتیب کے مناسب ہونے کی شرح اکثر لوگوں کی سمجھ میں نہ آئے۔لہٰذا ہم عام لوگوں کے فہم و ادراک کا لحاظ رکھ کر کہتے ہیں کہ انسان کو چاہئے کہ اپنے بدن کے متعلق غور کرے، جو مختلف اعضاء سے مرکب ہے جیسے کہ عالم کا بدن مختلف اجسام سے مرکب ہے۔انسانی بدن کو پہلے تو خدا نے ہڈی، گوشت اور چمڑے سے مرکب کیا ہے۔ہڈیوں کو کھوکھلے ستون بنایا ہے اور گوشت کو ان کا غلام بنایا ہے۔اور چمڑے کو گشت کا غلاف قرار دیا ہے۔اگر یہ ترتیب الٹ العکس ہو جائے اور اندر کی چیز باہر رکھی جائے تو سلسلہ درہم برہم ہو جائے۔

اگر یہ بات بھی تمہارے نزدیک باریک ہے تو ایک اور مثال سنو۔اللہ تعالیٰ نے انسان کے مختلف اعضاء مثلاً ہاتھ، پاؤں، آنکھیں، ناک اور کان پیدا کیئے ہیں تو وہ ان اعضاء کے پیدا کرنے میں تو جواد ہے اور ان کو خاص مقامات پر رکھنے میں عادل ہے۔مثلاً آنکھ کو ایسے مقام پر رکھا ہے جو اس کیلئے بدن میں تمام مقامات کی بہ نسبت زیادہ مناسب ہے کیونکہ اگر اس کو گدی پر یا پاؤں پر، ہاتھ پر یا کھوپڑی پر بنایا ہوتا تو جس قدر اس کے نقصان کا اندیشہ تھا وہ مخفی نہیں اور اسی طرح اس نے ہاتھوں کو کندھوں سے معلق کیا ہے۔اگر ان کو سر کے ساتھ یا کوکھوں میں یا گھٹنوں پر لگا دیتا تو اس سے جو خلل آتا وہ محتاج دلیل نہیں۔اسی طرح اس نے تمام حواس سر میں جمع کیئے ہیں کیونکہ وہ جاسوس ہیں۔ان کا تمام بدن سے بلند مقام پر ہونا ضروری تھا۔اگر ان کو پاؤں پر رکھا ہوتا تو قطعاً ان کا نظام خلل پذیر ہو جاتا۔اس امر کی تفصیل ہر عضو کے متعلق کی جائے۔تو یہ بیان بہت لمبا ہو جائے گا۔بالا جمال اتنا سمجھ لینا چاہئے کہ اس نے جو چیز جس مقام پر پیدا کی ہے وہ اسی جگہ کیلئے مناسب ہے۔اگر اس جگہ سے دائیں طرف یا بائیں طرف یا اوپر یا نیچے بنائی جاتی تو ناقص یا باطل یا خراب یا بدنما اور غیر متناسب ہوتی۔ناک کو چہرہ کے وسط میں پیدا کیا ہے۔اگر اس کو ماتھے میں یا ایک رخسار میں بنایا ہوتا تو اس کے موجودہ فوائد میں ضرور کمی آ جاتی اور تجھے اس کی حکمت کا بخوبی پتہ لگ جاتا۔

واضح ہو کہ سورج کو جو خدا نے چوتھے آسمان پر بنایا ہے۔تو یہ کوئی لغو بات نہیں ہے بلکہ اس نے بجا کیا ہے اور اس کو ایسے مقام پر رکھا ہے جو اس کے مقاصد حاصل ہونے کیلئے مناسب ہے۔مگر تم اس کی حکمت کو سمجھنے سے قاصر ہو کیونکہ تم میں عالم بالا اور عالم سفلی میں غور و فکر کرنے کی کم استعداد ہے۔اگر تم ان میں نظر کرو تو ایسے عجائبات ملاحظہ کرو جن کے آگے تمہارے بدن کے عجائبات ہیچ ہیں اور کیوں نہ ہو جبکہ آسمان و زمین کی آفرینش لوگوں کی آفرینش سے

بڑی ہے۔کاش کہ تم کو اتنی توفیق ہوتی کہ اپنے نفس کی عجائبات کو سمجھتے اور اس میں اور اس کے اردگرد کے اجسام میں غور کرنے سے فراغت پاتے تاکہ اس زمرہ میں شریک ہوجاتے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:

سَنُرِيهِمْ اٰيَاتِنَا فِي الْاٰفَاقِ وَفِيْ اَنْفُسِهِمْ

ترجمہ: عنقریب ہم ان کو اپنے نشان زمانے میں اور خود ان کے نفسوں میں دکھائیں گے۔

یہ مرتبہ تو تم کو کہاں نصیب ہوسکتا ہے کہ ان لوگوں میں شامل ہو جن کے بارے میں خدا نے فرمایا ہے کہ:

وَكَذٰلِكَ نُرِيْ اِبْرَاهِيمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ

ترجمہ: اس طرح ہم ابراہیم کو آسمان و زمین کے عجائبات دکھاتے ہیں تاکہ وہ ارباب یقین میں شامل ہوجائے۔

اور اس شخص کیلئے آسمانوں کے دروازے کیونکر کھولے جائیں گے جس کو دنیا کے فکر و تردد نے اپنے دھندوں میں غرض کر رکھا ہو۔اور حرص و ہوا نے اپنا غلام بنالیا ہو۔

الغرض یہ بیان اس اکیلے اسم کی راہ معرفت کی پہلی منزل دکھانے کیلئے ایک اشارہ تھا۔اس کی پوری پوری شرح کیلئے کئی بڑے دفتر درکار ہوں گے اور اسی طرح ہر اسم کے معنی کی شرح کیونکہ تمام اسما افعال سے مشتق ہیں۔جن کا سمجھنا افعال اور ان اشیاء کے سمجھنے پر موقوف ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کے افعال سے موجود ہیں اور جو شخص ان کا مجمل یا مفصل علم نہیں رکھتا۔ پس اس کے پاس ان کے متعلق محض تفسیر ولغت کے سوا اور کچھ نہیں۔ان کا مفصل علم تو حاصل ہو نہیں سکتا کیونکہ اسکی کوئی انتہا نہیں۔رہا بالاجمال علم،سو وہ مقدور بھر حاصل ہوسکتا ہے اور اسی پیمانہ پر بندہ کو اسماء کی معرفت حاصل ہوتی ہے اور اتنی معرفت بھی تمام علوم کو حاوی ہے۔اس قسم کی کتاب سے مدعا یہ ہے کہ اس کی ابتدائی اور موٹی موٹی باتوں کی طرف اشارہ کیا جائے۔بس بندہ کا اپنی صفات کو اعتدال پر لانے کا پہلا حق یہ ہے کہ شہوت اور غضب کو عقل دین کے ارشاد کا پابند بنائے اور اگر اس نے عقل کو شہوت اور غضب کا خادم بنا دیا تو وہ ظلم کا مرتکب ہوگا۔ یہ تو اپنے نفس کے متعلق عدل کا خلاصہ تھا اور اس کی تفصیل تمام حدود شرع کی رعایت ہے اور ہر عضو کے متعلق عدل یہ ہے کہ ان کو ایسے کاموں میں استعمال کرے جن کی شریعت نے اجازت دی ہے اور اپنے عیال و اولاد کے متعلق اور اگر رئیس ہے تو اپنی رعیت کے متعلق جو عدل چاہئے وہ ظاہر ہے۔

لوگ خیال کیا کرتے ہیں کہ ظلم ایذا ہے اور عدل لوگوں کے حق میں نفع رسانی ہے لیکن حقیقت میں یہ درست نہیں بلکہ اگر کوئی بادشاہ ہتھیاروں، کتابوں اور اموال سے بھرا ہوا خزانہ کھولے اور اموال تو غنی لوگوں کو دے ڈالے، اسلحہ اہل علم کے حوالہ کرے اور ان کو قلعوں کی کنجیاں دے دے۔کتابیں فوجی لوگوں کو بخش دے اور ساتھ ہی مسجدیں ان کے حوالہ کردے تو اس نے نفع تو پہنچایا لیکن اس نے ظلم بھی کیا اور عدل سے کنارکشی کی کیونکہ ہر ایک چیز کو اس کے

غیر مناسب مقام میں استعمال کیا اور اگر مریض کو دوائیں پلانے، پچھنے لگانے اور فصد کھولنے میں ایذا دیا اور جبر کیا اور مجرموں کو مارنے، ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالنے اور قتل کر ڈالنے کی سزا دی تو وہ عادل سمجھا جائے گا کیونکہ ہر امر کو اس کے مناسب مقام میں رکھا ہے۔

دین کی جہت سے اس وصف کے مشاہدہ میں بندہ کا حصہ اس بات کا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ عادل ہے۔ اس کی تدبیر اور حکم اور تمام افعال کے متعلق اس پر اعتراض نہیں کیا جا سکتا۔ خواہ وہ بندہ کی مراد کے موافق ہوں یا نہ ہوں کیونکہ یہ ساری باتیں انصاف ہیں اور ایسی ہی ہیں جیسی چاہئیں۔ اگر وہ اس کام کو نہ کرتا جو اس نے کیا ہے تو اس سے کوئی اور خرابی پیدا ہو جاتی جو اس سے بھی زیادہ ضرر رساں ہوتی۔ جیسے کہ اگر مریض کو پچھنے نہ لگوائے جائیں تو ایسا نقصان پہنچے جو پچھنوں کی رو سے زیادہ تکلیف دہ ہو۔ اس لحاظ سے اللہ تعالیٰ عادل ہے اور اس بات پر ایمان لانا تمام ظاہری و باطنی انکار و اعتراض کی جڑ کاٹ ڈالتا ہے۔

زمانہ کو برا بھلا نہ کہنا چاہئے اور نہ اشیاء کو فلک سے منسوب کرنا چاہئے اور نہ اس پر اعتراض کرنا چاہئے جیسے عام لوگوں کی عادت ہے بلکہ یہ سمجھے کہ یہ تمام اسباب خدا کے حکم کے تابع ہیں اور سب کے سب ایک مناسب ترتیب سے اپنے مسببات کے ساتھ مرتب ہیں اور ان کی ترتیب اعلیٰ درجہ کے عدل و لطف پر مبنی ہے۔

اس صفت سے متخلق ہونے کا معنی یہ ہے کہ لوگوں میں عدل کا نظام کرے خصوصاً رعیت میں پورے انصاف سے کام لے۔ بندے کی حکومت کے نیچے اس کا اپنا وجود بھی ہے اور شہوت و غضب بھی تو چاہئے کہ عقل کی سیاست و تدبیر کے تحت اپنی ان قوتوں کو درست اور دین کی قید کے دائرے میں رکھے۔ اسی طرح یہ بھی چاہئے کہ اس صفت کی روشنی میں میانہ روی اور اعتدال کو اختیار کرتے ہوئے استقامت کے راستے پر چلے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے عدل میں صادق ہونے کی بنا پر انسان کو یہ ترغیب دی ہے کہ جب تجھ پر عدل و انصاف کی ذمہ داری سونپی جائے تو تُو بھی عدل و انصاف کر، جس میں کسی کے ساتھ زیادتی نہ ہو۔ اس کے باوجود ہم سے عدل و انصاف پر پورا اترنا مشکل ہے پس یہ جاننے کے بعد کہ اللہ تعالیٰ کی ذات عادل ہے تو بندوں کو چاہئے کہ اس کے احکام اور فیصلوں پر عمل کرنے میں کوتاہی نہ کریں بلکہ ہر بندے کو یہ یقین رکھنا چاہئے کہ اس کے بارے میں جو اللہ تعالیٰ نے فیصلہ کر رکھا ہے وہ عین انصاف پر مبنی ہے لہٰذا اس پر اعتماد اور کامل توکل کرنے سے اللہ کی مدد آپ کا ساتھ دے گی۔

اگر کوئی یہ چاہے کہ لوگ اُس کے تابعدار ہو جائیں تو جمعہ کی رات کو روٹی کے بیس ٹکڑوں پر لکھ کر کھا لے انشاء اللہ تمام مخلوق مسخر ہوگی۔ جو شخص اسے روزانہ ۱۰۴ مرتبہ پڑھتا رہے اس میں رضائے الٰہی کا جذبہ پیدا ہو جائے گا۔ اگر کوئی مقدمہ ہو تو اس میں کامیابی ہوگی۔

یَالَطِیْفُ

یَالَطِیْفُ (اے لطف وکرم کرنے والے)

اللہ لطیف ہے کیونکہ وہ اپنے بندوں پر مہربانی کرتا ہے۔ان سے نرمی سے پیش آتا ہے۔اس کے لطف وکرم کا کیا کہنا۔اس نے حکیموں کو حکمت سے علماء کو علم سے نوازا۔سالکوں کو شوق دیا، اولیاء کو ولایت سے سرفراز کیا، انبیاء کو نبوت سے سرفراز فرمایا، اہل تقویٰ کو بصیرت عطا فرمائی، اہل عقل کو شعور دیا یعنی جو جس کے قابل تھا اسے اسی قسم کی رحمت سے نواز دیا۔اس کے علاوہ لَطِیْفُ کا مطلب اتنی باریک چیز ہوتی ہے کہ جو محسوس کی جا سکے لیکن پکڑی نہ جا سکے۔اس معنوں کے لحاظ سے بھی اللہ لطیف ہے کیونکہ وہ آنکھ سے نظر نہیں آتا اور نہ ہاتھ سے چھوا جاتا ہے۔جیسے پھول کی خوشبو محسوس تو ہوتی ہے لیکن پکڑی نہیں جاتی، جسم کا سانس محسوس تو کیا جا سکتا ہے لیکن دیکھا نہیں جاتا اور نہ ہی ہاتھ سے چھوا جاتا ہے۔اس لئے اللہ اتنا لطیف ہے کہ جسم اور کون ومکان سے منزہ ہے۔اس کی نہ حد ہے نہ انتہا اور نہ ہی ہماری عقل اس کا ادراک کر سکتی ہے۔

لَاتُدْرِکُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ ○ (پ7انعام103)

ترجمہ: نگاہیں اس کا ادراک نہیں کر سکتیں مگر وہ نگاہوں کا احاطہ کر سکتا ہے وہ لطیف ہے خبیر ہے۔

اس اسم کی مستحق وہ ذات ہے جو مصلحتوں کی باریک باریک باتیں جانے اوران کوان کے مستحق کی طرف سختی سے نہیں بلکہ نرمی سے پہنچائے۔جب فعل میں نرمی اور علم میں باریک بینی جمع ہو جائے تو لطف کے معنی پورے ہو جاتے ہیں اور اس کا کمال علم وعمل میں خاص خدا کیلئے متصور ہے۔

خدا کا باریک اور دقیق باتوں پر جس قدر احاطہ ہے اس کی تفصیل ہو نہیں سکتی بلکہ ہر مخفی بات اس کے علم میں ویسی ہی ظاہر ہے جیسے کھلی بات۔کچھ بھی فرق نہیں افعال میں اس کی نرمی اور مہربانی بھی شمار میں نہیں آ سکتی کیونکہ فعل کی مہربانی کو وہ سمجھ سکتا ہے جو اس کے تمام افعال کی تفصیل بھی جانتا ہو اور اس میں مہربانی کے نکتے سمجھتا ہو جس قدر وہ ان کو جانتا ہوگا اسی قدر وہ اسم لطیف کے معنی سمجھتا ہوگا۔اس بات کی شرح بڑا طول چاہتی ہے اور امید نہیں کہ کئی دفتر اس کے دسویں حصے کو بھی کافی ہو سکیں۔ہاں اس کی بعض باتوں کا اشارہ کیا جا سکتا ہے۔

خدا کے بے انتہا لطفوں میں سے ایک لطف یہ ہے کہ وہ جنین کو ماں کے پیٹ میں پیدا کرتا ہے اور اس کی حفاظت کرتا ہے اور ناف کے ذریعے غذا پہنچاتا ہے۔یہاں تک کہ وہ پیدا ہوتا ہے تو منہ سے کھانے لگتا ہے۔تولد کے وقت

خدا اس کو سکھا دیتا ہے کہ پستان کو منہ میں پکڑے اور چوسے۔ خواہ رات کا اندھیرا ہو۔ نہ اور کوئی اس کو سکھاتا ہے اور نہ وہ کسی کو اس طرح کرتے دیکھتا ہے بلکہ وہ انڈے کو توڑ کر چوزہ نکالتا ہے اور اس کو دانے چگنے سکھاتا ہے۔ پھر یہ کہ وہ اس کے پیدا ہونے کے وقت دانت نہیں بناتا کیونکہ ابھی دودھ پینے کی عمر میں دانتوں کی ضرورت نہیں پڑتی۔ پھر جب اس کے بعد طعام چبانے کیلئے دانتوں کی ضرورت پڑتی ہے تو دانت اگاتا ہے۔ وہ یہ کہ وہ کئی طرح کے دانت بناتا ہے۔ ایک ڈاڑھیں ہیں جو طعام کو پیسنے کیلئے ہیں اور ایک کچلیاں ہیں جو توڑنے کی غرض سے ہیں اور ایک سامنے کے دانت ہیں جو کاٹنے کی خاطر ہیں پھر یہ کہ وہ زبان کو جس سے ظاہری غرض کلام ہے طعام کو دانتوں کی چکی میں ڈالنے کے کام پر مامور کرتا ہے۔

ایک لقمہ کے میسر ہونے کے متعلق خدا کی مہربانی کا مفصل ذکر کیا جائے۔ جو بندہ کو بلا مشقت ہاتھ آتا ہے اور جس کی اصلاح اور تکمیل میں ایک مخلوق نے جس کا شمار نہیں ہوسکتا مدد دی ہے۔ کسی نے زمین کو درست کیا، کسی نے بیج بویا، کسی نے سینچا، کسی نے فصل کو کاٹا کسی نے کھلیان سے غلہ نکالا، کسی نے اس کو پیسا، کسی نے گوندھا اور کسی نے پکایا وغیرہ وغیرہ۔ تو اس کی تفصیل اختتام کو پہنچی۔

الغرض اللہ تعالیٰ اس حیثیت سے کہ اس نے امور کی تدبیر کی ہے حکم ہے اور اس حیثیت سے کہ ان کو ایجاد کیا جواد ہے اور اس حیثیت سے کہ ان کو ترتیب دی مصور ہے اور اس حیثیت سے کہ ہر چیز کو اس کے مقام مناسب میں رکھا ہے عدل ہے۔ اور اس حیثیت سے کہ اس میں نرمی کے وجوہ کی کوئی باریکی نہیں چھوڑی۔ لطیف ہے اور جو شخص ان افعال کی حقیقت نہیں سمجھتا وہ ان اسماء کی حقیقت بھی نہیں سمجھ سکتا۔

بندوں پر اس کا ایک لطف یہ ہے کہ اس نے ان کو کفایت سے زیادہ توفیق دی ہے اور طاقت سے کم مجبور کیا ہے۔

ایک لطف یہ ہے کہ تھوڑی سی بہت یعنی دنیوی عمر میں خفیف کوشش کرنے پر ان کو ابدی سعادت حاصل کرنے کی توفیق دی ہے کیونکہ اس عمر کو ابد کے ساتھ کچھ بھی نسبت نہیں۔

ایک لطف یہ ہے کہ وہ لید اور خون میں سے صاف دودھ اور سخت پتھروں سے نفیس جواہر اور مکھی سے شہد اور کیڑے سے ریشم اور سیپ سے موتی پیدا کرتا ہے۔ ان سب سے زیادہ عجیب بات یہ ہے کہ وہ انسان کو گندے نطفے سے پیدا کر کے اس کو اپنی معرفت کا خزانہ، اپنی امانت کا حامل اور آسمانوں کے عجائبات کا نظارہ دیکھنے والا بناتا ہے اور یہ بھی وہ لطف ہے جو شمار میں نہیں آسکتا۔

یہ لفظ لطف سے بنا ہے جس کا معنی ہے نرمی اور کام و کردار میں نازک مزاجی دکھلانا اور کسی سے نیکی کرنا۔ بندے پر خدا کا لطف یہ ہے کہ وہ اسے طاعات کی توفیق دیتا اور معصیت سے بچاتا ہے۔ بندوں پر اس کے لطف و کرم میں یہ بات بھی ہے کہ وہ بندے کو کفایت و ضرورت سے بڑھ کر عطا کرتا اور اس کی طاقت سے کم اسے تکلیف دیتا ہے اور عمر کی

مختصر سی مدت میں معمولی سی سعی وکوشش سے اسے سعادت ابدی سے ہمکنار کرتا ہے بلکہ ایک ساعت کے اندر اسے سعادت ابدی سے بہرہ ور فرما دیتا ہے جیسا کہ ایک شخص ایمان لایا اور ایمان لاتے ہی دنیا سے رحلت کر گیا اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ لطف ونرمی کے تحت بندے کیلئے مشقت، مجاہدہ، محنت وریاضت میں آسانی مہیا کر دیتا ہے اور اگر چاہے تو بغیر ریاضت ومجاہدہ کی زحمت کے منزل مقصود تک پہنچا دیتا ہے اور اپنے قرب اور اپنی درگاہ میں قبول ہونے کے ساتھ مخصوص ومشرف کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے لطف وکرم کی تفسیر اس طرح بھی کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ مصلحتوں کی باریکیوں کا علم رکھتا ہے اور مخفی امور سے پوری طرح واقف ہوتا ہے جملہ امور کو پورے رفق ونرمی سے اپنے اپنے بہتر مقام تک لے جاتا ہے۔ یہ دونوں امور یعنی باریکیوں اور مخفی امور کا خدائے تعالیٰ کا احاطہ کرنا اور افعال میں رفق ونرمی کو بروئے کار لانا، احاطہ حصر وبیان سے باہر ہے۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے بعض مثالوں کے ضمن میں اس پر تنبیہہ کرتے ہوئے فرمایا کہ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا لطف اور اس کی نرمی بچے کے ساتھ شکم مادر سے لے کر آخر عمر تک ساتھ رہتی ہے پھر وہ شکم میں بچے کو غذا پہنچاتا ہے۔ اسی طرح شیر خوارگی کی حالت میں بھی اسے دودھ کی غذا مہیا فرماتا ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ اپنے لطف وکرم سے خون وگوبر کے درمیان سے صاف اور میٹھا دودھ نکالتا ہے اور پتھروں کے درمیان سے نفیس قسم کے موتی پیدا فرماتا ہے۔ شہد کی مکھی سے بہترین شہد پیدا کرتا ہے۔ کیڑوں سے ریشم پیدا کرتا ہے۔ اسی طرح لمبے لمبے اور عجیب سیپ پیدا کرتا ہے جس سے قیمتی موتی برآمد ہوتے ہیں۔ اس کے لطف وکرم کی عجیب تر کیفیت یہ ہے کہ وہ آدمی کے اندر معرفت کی امانت رکھتا اور حامل امانت بناتا ہے اور آسمانوں اور زمین کی بادشاہی کے مشاہدے کراتا اور بندے کو اپنی ذات وصفات کا عارف بنا دیتا ہے۔ یہ سب اس کے لطف وکرم کی مثالیں ہیں۔ اس طرح کی اور اتنی مثالیں ہیں جو حد وشمار میں نہیں آ سکتیں۔ جب بندہ یہ جان لیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ لطیف ہے دلوں کے پوشیدہ تمام اسرار ورموز جاننے والا ہے اور یہ بھی جان لیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی بندے کو بڑی بڑی نعمتوں سے سرفراز فرماتا ہے تو اسے چاہئے کہ اپنے ظاہر وباطن کو شیطانی مکر وفریب ظلم کرنے اور برے اخلاق سے محفوظ رکھے اس کی نعمت کا شکر ادا کرے اس سے بھلائی واطاعت کی توفیق مانگے۔ اپنی تقصیرات وکوتاہیوں کا اعتراف کرے اس کے حضور میں تائب ہو اور عذر خواہی کرے۔ اس صفت سے متخلق ہونے کا معنی یہ ہے کہ اللہ کی مخلوق سے لطف ونرمی سے پیش آئے چاہے ان کا تعلق حسی اور دنیوی جہان سے ہو چاہے روحانی و دینی منافع سے ہو اور حق تعالیٰ کے طریقہ کے مطابق لطف ونرمی سے مخلوق کو اللہ کی طرف بلائے ہدایت کا راستہ دکھلائے یونہی لطف وحکمت سے اچھی اچھی نصیحتوں، حقائق کا علم پوشیدہ دقائق کا فہم پورے رفق وسہولت اور نرمی سے لوگوں تک پہنچائے اور فائدے سے بہرہ ور کرے۔

اگر یہ اسم باوضو ۱۲۹ مرتبہ پڑھا جائے تو دلی مراد پوری ہوگی۔ خاص کر لڑکی کی شادی کے لیے اس کا وظیفہ بے حد

مجرب ہے۔ مسلسل ۲۱ روز تک بعد نماز عشاء باوضو پڑھا جائے اوّل و آخر تین مرتبہ درود شریف پڑھیں اس اسم کو کثرت سے پڑھنے سے اللہ کی مہربانیوں کے دروازے کھل جائیں گے۔ مزاج میں لطافت اور نفاست پیدا ہوگی۔

یَاخَبِیْرُ

یَاخَبِیْرُ (اے خبر رکھنے والے)

اللہ خبیر ہے کیونکہ اسے تمام اشیاء کی باریکیوں کی خبر ہے۔ وہ چھوٹی سے چھوٹی اور بڑی سے بڑی چیز کو ہر وقت پوری طرح جانتا ہے۔ کوئی چیز اس سے چھپی نہیں۔ وہ غیب کی تمام خبروں کو جانتا ہے۔ وہ دنیا اور آخرت کے ذرے ذرے کے حال سے باخبر ہے۔ اس لئے اسے خبیر کہا جاتا ہے۔

خبیر بمعنی آگاہ و دانا، زمینوں و آسمانوں کے مالک وملکوت میں کوئی متحرک و ساکن چیز نہیں ہے اور زمینوں و آسمان میں بھی کوئی چیز نہیں اور کوئی ذرہ بے چین یا مطمئن نہیں اور کون و مکان میں بھی کوئی شے نہیں اور نہ کوئی چیز سانس لینے والی مگر یہ اللہ تعالیٰ شانہ اس کے نزدیک اور اس سے باخبر ہے۔ اس معنی کے مطابق خبیر کا معنی علیم کے معنی کی طرف لوٹ جائے گا مگر یہ کہ خبیر کو خبر دینے سے مخصوص کیا جائے اور عالم کو تمام خبروں کا عالم قرار دیا جائے۔

کبھی خبیر کا معنی خبر دینے والا بھی کرتے ہیں یعنی اپنے کلام کے مخفی اسرار بتانے والا اللہ تعالیٰ اپنے کلام کے ساتھ گزشتہ اور آئندہ کی خبریں دینے والا ہے۔ اس معنی کے مطابق اس اسم کا معنی صفت کلام کی طرف لوٹ جاتا ہے۔ پھر خبرت اور اختبار کا معنی آزمانے کا بھی آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بندوں کو امر و نہی اور تکلیف شرعی سے آزماتا ہے جیسا کہ اس نے فرمایا (لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا) تاکہ وہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے اچھا عمل کرنے والا کون ہے۔ جب بندہ یہ جان لیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ خبیر ہے تو اسے چاہئے کہ اس کا مراقبہ اور اس کے علم کو ہاتھ سے نہ جانے دے اور انبیاء علیہ السلام نے جن اوامر و نواہی کی خبر دی ہے ان کی تصدیق کرے۔

خبیر وہ ہے جس سے کوئی باطنی خبر مخفی نہیں۔ عالم سفلی اور عالم بالا میں کوئی بات ہو۔ کوئی ذرہ حرکت کرے یا ساکن ہو۔ کوئی جان بے قرار یا مطمئن ہو۔ اس کو ہر بات کی خبر ہوتی ہے اور معنی کی رو سے علیم ہے لیکن علم کو جب باطنی بھیدوں سے منسوب کیا جائے تو وہ خبرۃ کہلاتا ہے۔ خبرۃ والے کو خبیر کہتے ہیں۔

اس اسم سے بندہ کا حصہ یہ ہے کہ وہ ہر بات سے جو اس کے اپنے بدن اور قلب کے عالم میں جاری ہوتی ہو، خبر رکھتا ہو۔ قلب جن چھپی ڈھکی برائیوں سے متصف ہو جاتا ہے مثلاً بد باطنی، خیانت، دنیائے دون کیلئے ہر وقت مارے

مارے پھرنا، برائی کی نیت رکھنا اور بھلائی ظاہر کرنا، اخلاص ظاہر کرنے میں زمین و آسمان کے قلابے ملا دینا اور اندر کچھ بھی نہ ہونا، ان کو پوری خبرت والا آدمی ہی معلوم کرتا ہے جو اپنے نفس کا خوب امتحان لیتا رہا ہو اور اس کے مکر و تلبیس اور فریب کو اچھی طرح تاڑتا رہا ہو۔ اور اس کے مقابلہ اور مخالفت کیلئے کمر بستہ ہو جائے۔ اور اس سے بچنے لگے۔ ایسا بندہ خبیر کہلانے کا پورا مستحق ہے۔

اس اسم سے متخلق ہونے کا معنی یہ ہے کہ وہ دین کے کاموں میں دانا اور باریک بین بنے اور جو کچھ بھی اس کے دل و جسم پر گزرے، بصیرت اور ہوش سے اس سے آگاہ رہے۔ نفس کی مکاریوں اور اس کے مکر و دھوکے سے پوری طرح محتاط رہے۔ نیز نجات کے راستے کی طرف لوگوں کو بلانے میں مصروف رہے اور لوگوں کو آزماتا رہے کہ وہ کس حد تک سراط مستقیم کو اختیار کرتے ہیں۔ اس اسم کے ذکر سے طبیعت میں یہ اثر پیدا ہوتا ہے کہ پڑھنے والے کا دل اپنی برائیوں سے باخبر ہو کر انہیں ختم کرنے کے درپے ہو جاتا ہے۔ آخر اللہ تعالیٰ اسے برائیوں سے بچنے کی توفیق عطا فرما دیتا ہے۔

جو شخص اس اسم کو ۷ روز تک پڑھے گا تو اس پر اسرار پوشیدہ ظاہر ہوں گے، حکمت و فراست سے نوازا جائے گا اور نفس کے شر سے رہائی پائے گا۔ اگر کسی مشکل میں ہوگا تو اس سے نجات پائے گا۔ اس اسم کو روزانہ ۸۱۲ مرتبہ سات روز تک سوتے وقت پڑھنے سے آئندہ ہونی والی باتوں سے اُس کو علم ہو جائے گا۔

یَا حَلِیْمُ

یَا حَلِیْمُ (اے حلم والے)

حلیم کا مطلب بردباری کرنے والا اور درگزر فرمانے والا ہے۔ اس کے مزاج میں کوئی تغیر و تبدل نہیں آتا کیونکہ وہ غضب میں قابو سے باہر نہیں ہوتا۔ وہ انسانوں کو اپنے احکام کی نافرمانی کرتے ہوئے دیکھ کر بھی فوراً مواخذہ نہیں کرتا بلکہ درگزر فرما کر ڈھیل دے دیتا ہے کہ اب بھی یہ اپنی اصلاح خود کر لیں۔

حلیم وہ ذات ہے جو نافرمان لوگوں کی نافرمانی اور اپنے حکم کی مخالفت ہوتے دیکھے پھر بھی وہ غضب میں بے قرار نہ ہو۔ نہ اس کو غصہ عارض ہو اور باوجود پورے اقتدار کے وبے حوصلگی کے ساتھ انتقام لینے میں جلدی نہ کرے جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور اگر خدا لوگوں کی بداعمالیوں پر گرفت کرنے لگے تو روئے زمین پر کسی جاندار کو زندہ نہ چھوڑے۔

حلیم وہ ذات رحمٰن الرحیم جو اپنے نافرمانوں کی سزا میں اور نافرمانوں پر غصہ میں جلدی نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ کی یہ

خاص صفت ہے۔اللہ تعالیٰ نے عقل کے نمو کو ایسا ہی باطنی بنایا ہے جس طرح اجسام کے نمو کو ظاہری بنایا ہے۔اطوار اسی طرح ترتیب دیئے ہیں جس طرح کہ ترتیبی اطوار مرتب کئے ہیں۔جو عقل وروح ونفس اور دل کی نشو ونما ہے۔عقل کے ساتھ جو چیز ادراک اور تمیز میں جاتی ہے تو اپنے نشو ونما کے ساتھ قالب علم میں اسماء اور عقل دونوں شریک ہوتے ہیں۔ اس کی نشو ونما میں اور صرف معانی ادراک اور اسمائے حقائق کا نمو روح کے نمو سے ملتا ہے۔جب روح کا نمو زائد ہوتا ہے تو قوت شوق زیادہ ہوتی ہے اور روح کی بصیرت کھلتی ہے تا کہ عقل سے انوار معلومات حاصل کرے۔عقل کا نمو معرفت کے میدان میں انوار ذات سے اور روح کا نمو انوار صفات سے مسلسل جاری رہتا ہے۔

حلم بمعنی آہستگی بردباری ہے حلیم اس ذات کو کہتے ہیں جسے اس کا غصہ راہ راست سے بھٹکنے نہ دے اور انتقام لینے اور سزا میں مبتلا کرنے میں جلدی نہ کرے اور قدرت رکھنے کے باوجود اگر بندہ توبہ کرے تو اسے معاف کردے اگر چاہے توبہ کے بغیر ہی رحمت کردے۔حلیم مطلق صرف اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے۔بندہ کبھی سزا دینے میں عملاً جلدی نہیں کرتا مگر اس کے دل میں کئی دفعہ اس کا ارادہ پیدا ہوتا ہے اور دل میں کینہ بھی چھپا کر رکھتا ہے تا کہ فرصت اور گنجائش کے وقت اپنا کینہ بروئے کار لائے۔اللہ تعالیٰ نے صفت انتقام بھی اپنے لئے ثابت فرمائی ہے پس بندے کا حق یہ ہے کہ اس کے انتقام سے ڈرتا رہے اور اس کے حلم سے معافی کا امیدوار رہے کیونکہ جب اللہ تعالیٰ نے اس سے اس وقت حلم ونرمی کا سلوک کیا ہے آئندہ بھی وہ مغفرت فرمائے گا اور چاہے کہ ایسے ذات جو سزا دینے پر کامل قدرت رکھتی ہے اس کے باوجود انتقام نہیں لیتی بلکہ اسے معاف کرتی ہے جو نعمتیں اس نے دی ہوتی ہیں انہیں واپس نہیں لیتی،اس کا شکر گزار بنے اور شرم کرے کہ ایسی کریم ذات کی نافرمانی کا مرتکب ہو۔

ایک اور عالم کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ اس اعتبار سے حلیم ہے کہ وہ انتقام کیلئے جلدی نہیں کرتا اور گناہوں کی سزا میں رزق بند نہیں کرتا۔اس لئے جو شخص اسے اس صفت کے ذریعے پکارتا ہے اللہ اسمیں بھی حلم پیدا فرما دیتا ہے۔

اس صفت سے متخلق ہونے کا معنی یہ ہے کہ کسی بھی غلط چیز کو دیکھ کر راستے سے نہ بھٹکے بلکہ سنجیدگی و وقار سے راہ راست پر قائم رہے اور اپنے ماتحت لوگوں کو سزا دینے میں جلدی نہ کرے بلکہ عفو ودرگزر کو اپنا وطیرہ بنائے۔ہاں حدود شریعہ کے جاری کرنے میں بالکل سستی اور نرمی نہ کرے۔

اس اسم کو روزانہ ۸۸ مرتبہ پڑھنے سے تحمل پیدا ہو جائے گا،فصل بوتے وقت یا پودا لگاتے وقت اس اسم کو ۸۸ مرتبہ پڑھ کر پانی پر دم کر کے فصل پر چھڑک دیں تو انشاء اللہ فصل بہت عمدہ پیدا ہوگی،صنعت وحرفت کی ترقی کے لیے بھی اسے روزانہ ۸۸ مرتبہ پڑھنا مفید ہے اور اس کی پڑھائی سے بداخلاق بچوں کی اصلاح بھی ہو جاتی ہے۔

یَاعَظِیْمُ

یَاعَظِیْمُ (اے عظمت والے)

اللہ اپنی شان میں ہر لحاظ سے بلند و بالا ہے۔اس کی عظمت اور غلبہ ہر چیز پر حاوی ہے۔اس کی عظمت اور کبریائی منفرد نوعیت کی ہے اور جو چیزیں اس کی ہیں وہ بھی عظیم ہیں۔اس کا ہر کام عظمت والا ہے۔اللہ عظیم ہے، ارض و سماء کا مالک ہونے میں اللہ عظیم ہے، مخلوق کو رزق دینے میں اللہ عظیم ہے، سب سے زیادہ پاک اور منزہ ہونے میں اللہ عظیم ہے، عزت اور غلبے میں اللہ عظیم ہے، جبار اور قہار ہونے میں اللہ عظیم ہے، گناہوں کے معاف کرنے میں اللہ عظیم ہے، اپنی رحمت نازل کرنے میں اللہ عظیم ہے، علم اور حلم میں اللہ عظیم ہے، عدل و انصاف میں کیونکہ اس جیسا انصاف کوئی نہیں کر سکتا اللہ عظیم ہے، حسن و تدبیر میں اللہ عظیم ہے، ہر چیز پر اختیار رکھنے میں اللہ عظیم ہے، اپنے کرم میں اللہ عظیم ہے، اپنے حسن میں گویا کہ وہ سب سے زیادہ جمیل ہے اس لئے وہ اپنی صفت کی بنا پر کائنات کے ذرے سے لے کر سب سے بڑی چیز سے بھی عظیم ہے۔

واضح ہو کہ عظیم کا اسم اپنی وضع اول میں اجسام پر بولا جاتا ہے چنانچہ کہا کرتے ہیں کہ یہ جسم عظیم ہے۔اور جب ایک جسم دوسرے جسم سے طول، عرض اور عمق میں زیادہ بڑا ہو تو کہتے ہیں یہ جسم اس جسم سے اعظم ہے۔

اسم عظیم دو قسم کی اشیاء پر بولا جاتا ہے ایک تو وہ شے جو ساری کی ساری نظر آ جاتی ہے۔دوسری وہ جس پر پورے طور سے نگاہ کا محیط اور حاوی ہونا متصور نہ ہو سکے۔جیسے زمین و آسمان وغیرہ۔دیکھو ہاتھی ایک عظیم مخلوق ہے۔پہاڑ بھی ایک عظیم شے ہے لیکن یہ چیزیں نگاہ میں پوری کی پوری سما سکتی ہیں۔لہٰذا وہ اپنے نیچے کی اشیاء کے مقابلہ میں عظیم ہیں۔اور زمین کی نسبت یہ امر متصور ہی نہیں ہو سکتا کہ نگاہ ہر سمت سے اس پر حاوی ہو سکے۔یہی حال آسمان کا ہے پس یہ چیزیں مدرکات بصر میں مطلقاً عظیم ہیں۔

مدرکات بصیرت (جو باتیں عقل میں آ سکتی ہیں) میں بڑا تفاوت ہے بعض کی کنہ و حقیقت پر عقل محیط ہو سکتی ہے۔اور بعض پر محیط ہونے سے قاصر ہے جن اشیاء کی حقیقت پر محیط ہونے سے عقل قاصر ہے ان کی دو قسمیں ہیں ایک تو وہ جن پر بعض عقول کا حاوی ہونا متصور ہو سکے اگرچہ اکثر عقول ان سے قاصر ہوں۔

دوم وہ جن کا عقل کے احاطہ میں آنا حقیقتاً کسی طرح متصور ہو ہی نہ سکے اور یہ وہ عظیم مطلق ہے جو تمام عقول کی حدود سے بڑھا ہوا ہے۔یہاں تک کہ اس کی حقیقت اور بھید کو پانا تصور میں آ سکتا ہی نہیں اور وہ اللہ تعالیٰ ہے۔

یہ لفظ العظم اور العظمۃ سے بنا ہے بمعنی بزرگ ہونا، عظمت کبھی تو اجسام میں پائی جاتی ہے جو آنکھوں سے دیکھی جاتی ہے۔ چنانچہ کہتے ہیں یہ جسم عظیم ہے اور وہ جسم اس سے بھی عظیم تر ہے۔ یہ اس وقت کہتے ہیں جب کہ دوسرا جسم طول عرض اور مٹاپے میں دوسرے سے زیادہ ہو پھر آگے اس کی دو قسمیں ہیں۔ ایک یہ کہ اس کی عظمت آنکھ کو بھر دے اور بندے کی آنکھ اس کا پورا احاطہ کر لے جیسا کہ کہا گیا ہے دوسری عظمت وہ ہے کہ نگاہ اس کی اطراف کا احاطہ نہ کر سکے جیسے زمین و آسمان اور یہ اول سے بھی عظیم تر ہے اور کبھی عظمت کا اطلاق باطنی بصیرتوں کے استعمال پر بھی کرتے ہیں۔ اس کی بھی بہت سی قسمیں ہیں۔ ایک قسم یہ ہے کہ عقل جس کی حقیقت کی تہہ کو پالے عظمت کی ایک قسم وہ ہے جس کے ادراک سے اکثر یا بعض عقلیں قاصر ہیں۔ ایک قسم وہ ہے کہ حقیقت کی تہہ کو پالے۔ عظمت کی ایک قسم وہ ہے جس کے ادراک سے اکثر یا بعض عقلیں قاصر ہیں۔ ایک قسم وہ ہے کہ حقیقت کی تہہ کو پانا اور اس کا احاطہ کرنا ادراک عقل سے باہر ہو اور عظیم مطلق وہ ہوتا ہے جو سب سے عظیم اور حد عقول کی دسترس سے باہر ہو اور دائرہ ادراک میں نہ آئے اور کوئی بھی عقل اس کی ذات وصفات کی تہہ تک نہ پہنچ سکے وہ ذات حق تعالیٰ وتقدس ہے جو شخص اللہ جل جلالہ کی عظمت جان لیتا ہے وہ اس کی ذات عظیم کے سامنے اپنی ذات کو حقیر وخوار جانتا اور اللہ تعالیٰ کے اوامر ونواہی اور احکام کے بجالانے میں پوری پھرتی دکھاتا ہے۔ بندے کو چاہئے کہ عظمت وجلال حق کو دل میں اس طرح لائے کہ کسی بھی شخص اور کسی بھی چیز کو ذات حق سبحانہ کے سامنے کچھ نہ جانے۔ اس صفت سے متخلق ہونے کی کیفیت یہ ہے کہ اپنی ہمت بلند رکھے اور کمینی دنیا کیلئے اپنا سر نیچے نہ جھکائے۔ دونوں جہاں کو عظمت الٰہی کے سامنے کوئی حیثیت نہ دے اور ایسے کمالات وصفات شریفہ کی تحصیل کرے جس سے کہ اس کی عظمت عظیم سے عظیم تر ہو جائے اور ایسے مرتبے تک پہنچ جائے کہ اکثر عقول انسانی اس کی شان وقدر کی حقیقت تک نہ پہنچ سکیں۔

ایک حدیث میں آیا ہے کہ ایک باعمل عالم جو لوگوں کو خیر ونیکی کی تعلیم دیتا ہے اس کا نام عالم بالا میں عظیم رکھا جاتا ہے۔ انسانوں میں عظیم ترین ہستیاں انبیاء اور علماء ہیں کیونکہ ایک صاحب عقل انسان جب ان کی صفات کا تصور کرتا ہے تو اس کی عقل ان کی کیفیت وعظمت سے پر ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوقات میں سے اعظم ترین مخلوق سید المرسلین حضرت جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس ہے کیونکہ مخلوق میں آپ سے عظیم تر کوئی ہستی وجود میں نہیں آئی اور عالم اجسام میں عرش سے بڑھ کر کوئی چیز پیدا نہیں کی گئی اور عالم معانی میں ارواح انسانی سے بڑھ کر کوئی چیز عظیم نہیں مگر ان سب کی عظمت عظمتِ روح محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب ہی رخ کرتی ہے۔

بندوں میں عظیم انبیاء وعلماء ہیں۔ جن کی تھوڑی سے صفات کا بھی اگر کوئی عقلمند تصور کرتا ہے تو ہیبت ورعب سے اس کا سینہ بھر جاتا ہے اور دل میں ان کی عظمت کے خیال کے سوا اور کسی بات کی گنجائش نہیں رہتی۔ اس لحاظ سے ہر نبی اپنی امت کے حق میں اور شیخ اپنے مرید کے حق میں اور استاد اپنے شاگردوں کے حق میں عظیم ہے۔ کیونکہ عقل اس کی

صفات کے احاطہ سے قاصر ہے تو اگر وہ اس کے برابر ہو جائے یا اس سے بڑھ جائے تو بھی اس کی طرف اضافت کرنے سے عظیم نہیں کہلائے گا۔

جو عظم خدا کے سوا کسی اور چیز کیلئے فرض کیا جائے وہ ناقص ہے۔ ایسا عظیم، عظیم مطلق نہیں ہوسکتا کیونکہ اس کی عظمت ایک شے چھوڑ کر دوسری شے کی طرف اضافت کرنے سے ظاہر ہوتی ہے۔ بخلاف خدا کی عظمت کے کیونکہ وہ عظیم مطلق ہے بطریق اضافت عظیم نہیں۔

اس اسم کو ۱۰۲۰ مرتبہ روزانہ کچھ عرصہ تک پڑھنا آفتوں سے نجات، حصول عزت و عظمت اور مال و دولت کے لیے بڑا ہی نفع بخش ہے یہ پڑھائی بیماری سے شفاء کا ذریعہ بھی بنتی ہے اگر کوئی مالی مشکل ہوگی تو وہ بھی حل ہو جائے گی اور ایک ہفتہ تک وَاللّٰہُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِیْمِ کا ورد بھی رکھیں انشاء اللہ ہر ایک کی نظر میں قابل تعظیم بن جائیں گے۔ فضل دارین حاصل ہوگا۔ اور عزت میں اضافہ ہوگا بھی پیدا ہوگی۔

یَاغَفُوْرُ

یَاغَفُوْرُ (اے بخشنے والے)

غفور کا مطلب بار بار معاف کرنے والا ہے یعنی وہ اپنے بندوں کے بار بار گناہ معاف کرنے والا ہے چونکہ وہ اپنی مخلوق کے گناہوں کو اپنی رحمت تلے ڈھانپ لیتا ہے۔ اس لئے اسے غفور کہا جاتا ہے۔ گناہ خواہ چھوٹے ہوں یا بڑے بخشش طلب کئے بغیر معاف نہیں ہوتے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرنا ہر ایک کیلئے ضروری ہے۔ یہ مغفرت تین طرح کی ہے۔ پہلی یہ کہ اپنے لئے گناہوں کی معافی مانگی جائے۔ دوسری یہ کہ دوسرے مسلمان بھائیوں کیلئے طلب کی جائے۔ تیسری یہ کہ جو مسلمان بھائی یا عزیز دنیا سے رخصت ہو گئے ہوں ان کیلئے اللہ سے مغفرت طلب کی جائے اور اپنی صفت غفور کے صدقے مغفرت طلب کرنے پر اللہ معاف کر دیتا ہے۔

یہ اسم غفار کا ہم معنی ہے لیکن اس میں ایک قسم کا مبالغہ پایا جاتا ہے جو غفار میں نہیں کیونکہ غفار کا مبالغہ متکرر مغفرت کے لحاظ سے ہے۔ چنانچہ فعال کا صیغہ کثرت فعل پر دال ہے اور فعول کا صیغہ فعل کی عمدگی اور کمال اور وسعت پر دلالت کرتا ہے۔ پس وہ غفور ہے۔ بایں معنی کہ وہ پوری اور مکمل غفران والا ہے حتیٰ کہ وہ مغفرت کے انتہائی درجوں کو پہنچا ہوا ہے۔

بمعنی غفار ہے یہ دونوں صیغے مبالغہ کیلئے آتے ہیں۔ غفور میں غفار سے زیادہ مبالغہ ہے یعنی غفار بمعنی ایسی ذات

جو بہت ہی بخشش فرمانے والی ہے اور بخشش اور مغفرت اس سے بہت زیادہ وجود میں آتی ہے اور وہ گناہوں کو بہت ہی بخشتی ہے۔ غفور وہ ذات جس کی بخشش تمام و کامل ہو اور وہ بڑے بڑے گناہوں کو بخشتا ہے۔ اس کی بخشش و مغفرت آخری درجے و مرتبے تک پہنچی ہوئی ہے۔ بعض نے کہا غفور وہ ذات ہے کہ جب بندے کے گناہوں میں سے کسی ایک قسم کے گناہ بخشے تو تمام لوگوں کے تمام گناہوں کو بخش دے اور جبکہ غفر پوشیدہ کرنے کے معانی میں بھی آتا ہے۔ غافر کا معنی یہ ہوگا کہ ایسی ذات جو بندوں کے اعمال ناموں میں گناہوں کو پوشیدہ رکھتی ہے اور غفور وہ ذات جو فرشتوں کے دلوں سے بھی بندوں کے گناہوں کے نشانات مٹا دیتی ہے اور پوشیدہ کر دیتی ہے تا کہ گناہوں کی ذلت پر پردہ پڑا رہے بلکہ گنہگار کے ذہن سے بھی اس کے گناہوں کو بھلا دے تا کہ گناہوں کو یاد کر کے شرمسار و خوار نہ ہوتا رہے۔

بخشش کیلئے یاغفور کا ورد بہت اکسیر ہے کیونکہ جو شخص اسے کثرت سے پڑھے گا اللہ اس کے تمام گناہ معاف فرما دے گا۔

یہ اسم زعفران سے کاغذ پر لکھ کر تین دن تک بیمار کو پلایا جائے انشاءاللہ صحت یاب ہوگا۔ اگر بخار ہو تو سات مرتبہ روشنائی سے کاغذ پر لکھ کر مریض کے گلے میں ڈال دیں اور ایک مرتبہ سید الاستغفار بھی لکھیں انشاءاللہ شفاء ہوگی۔ سید الاستغفار کا ورد خاتمہ بالخیر کے لیے اور مال و دولت میں برکت لیے اور تجارت میں ترقی کے لیے بے حد مجرب ہے۔ خلوص دل سے یاغفور کو کثرت سے پڑھ کر اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرے تو اس کے سابقہ گناہوں کی بخشش ہو جائے گی، ہر سختی اور شدت دور ہوگی اور جس شے کو طلب کرے گا تو حاصل ہوگی۔ اس اسم کو کثرت سے پڑھ کر پانی پر دم کر کے اگر باغ کے پودوں پر چھڑک دیا جائے تو پھل میں اضافہ ہوگا۔

يَاشَكُوْرُ

يَاشَكُوْرُ (اے قدر کرنے والے)

اللہ تعالیٰ شکور ہے کیونکہ وہ اپنے بندوں کے کام کو قبول کر کے اس پر راضی ہو جاتا ہے یعنی وہ شکور ہے کہ وہ اپنے بندے کو عبادت کی توفیق دیتا ہے۔ اللہ شکور ہے کیونکہ شکریہ کرنے والوں کا شکریہ قبول فرماتا ہے اور اس لحاظ سے بھی شکور ہے کہ وہ ذرا سے عمل سے کثیر عطا کرنے والا ہے۔ تھوڑے سے شکریے پر راضی ہو کر بے حد انعامات عنایت فرمانے والا ہے۔

شکر بمعنی کسی کی قدردانی کرنا اور اس کی صفت و ثنا کرنا کیونکہ اس نے اس پر انعام کیا ہوتا ہے۔ یہ معنی بندے

کے خدا کے شکر گزار ہونے کا ہے شکر کی نسبت خدائے تعالیٰ کی طرف بھی کرتے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کو شاکر اور شکور کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ شکور کا معنی ہے تھوڑے سے عمل پر بہت زیادہ ثواب عطا کرنے والا دنیوی زندگی کے چند گنے چنے ایام میں تھوڑے سے عمل پر آخرت کا عظیم ثواب دینے سے بڑھ کر اور کون سا ثواب بڑا ہو سکتا ہے۔

بعض نے کہا شکور کا معنی ہے فرمانبردار بندوں کی صفت وثنا کرنے والا یہ معنی شکر کے معنی کے قریب ہے بعض نے کہا بطریق مشاکلت شکر کی جزا کو بھی شکر کہہ دیتے ہیں چونکہ اللہ تعالیٰ بہت زیادہ ثواب عطا فرمانے والا ہے تو گویا اس طرح وہ بندے کی طاعت وفرمانبرداری پر بندے کی صفت وثنا فرماتا ہے۔ بندے کو چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی ثنا اس کے شکر اور اس کی طاعت میں ہر لحاظ آگے بڑھتا رہے اور صدق واخلاص سے کام لیتا رہے۔

شکور وہ ہے جو تھوڑی سی طاعات کے عوض میں بہت سے درجے عطا فرماتا ہے اور چند روز عملوں کے بدلے آخرت میں غیر محدود نعمتیں دیتا ہے اور جو کوئی نیکی کا کئی گنا عوض دے اس کی نسبت کہا کرتے ہیں کہ اس نے اس نیکی کا شکر کیا اور جو کوئی محسن کی تعریف کرے اس کی نسبت یہ کہا جاتا ہے کہ اس نے اپنے محسن کا شکریہ ادا کیا۔

اگر عوض وجزا کی زیادتی کے معنی کا لحاظ کرو تو اللہ تعالیٰ کے سوا شکور مطلق کوئی نہیں کیونکہ وہ عوض میں جس قدر زیادہ دیتا ہے اس کا شمار وحصر نہیں ہے۔ دیکھو بہشت کی نعمتیں کبھی ختم ہونے والی نہیں ہیں اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: (كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْئًا بِمَا اَسْلَفْتُمْ فِي الْاَيَّامِ الْخَالِيَةِ) یعنی "خوب مزے کے ساتھ کھاؤ پیو، بعض ان عملوں کے جو تم نے گزشتہ دنوں میں کئے۔" اور اگر تم تعریف کے معنی کا لحاظ کرو تو خدا کے سوا کسی چیز کی تعریف کرنے والے کی تعریف خدا ہی کی تعریف بن جاتی ہے اور پروردگار عالم جب اپنے بندوں کے عملوں کی تعریف کرتا ہے تو اپنے ہی فعل کی تعریف کرتا ہے کیونکہ ان کے اعمال اسی کے پیدا کردہ ہیں۔ اگر وہ شخص شکور کہلا سکتا ہے جس کو کچھ ملے اور شکر کرے تو وہ ذات جو بندہ کو عطا بھی کرے اور بندہ ہی کا شکریہ ادا کرے وہ تو شکور کہلانے ہی کا نہایت ہی حقدار ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی جو تعریف کرتا ہے وہ اس قسم کی ہے جیسے (وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ) "اور یاد کرنے والے اللہ کو بہت اور یاد کرنے والیاں" اور جیسے نِعْمَ الْعَبْدُ اِنَّهٗۤ اَوَّابٌ یعنی کیا اچھے بندے تھے کہ بات بات میں خدا کی طرف رجوع کرتے تھے وغیرہ اور یہ تمام خدا کا عطیہ ہے۔

بندہ دوسرے بندے کے حق میں شاکر یوں ہو سکتا ہے کہ کبھی اس کے احسان پر اس کی تعریف کرے۔ اور کبھی اس کی نیکی کا کئی گناہ عوض دے اور یہ بات اچھی خصلتوں میں سے ہے۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ من لم یشکر الناس لم شکر اللّٰہ یعنی (جو بندوں کا شکریہ ادا نہیں کرتا وہ خدا کا شکریہ کب ادا کرے گا۔)

خدا کے حق میں اس کا شکر بہر صورت مجاز اور توسع کی قسم سے ہوگا کیونکہ اگر وہ تعریف کرے گا تو اس کی پوری تعریف نہ ہو سکے گی۔ اگر اس کی اطاعت کرے گا تو اس کی اطاعت خود اللہ کی ایک دوسری نعمت ہے بلکہ قابل شکر نعمت

کے علاوہ عین اس کا شکر بھی ایک دوسری نعمت ہے۔

اللہ کی نعمتوں کے شکر کا سب سے اچھا طریقہ یہ ہے کہ ان کو اس کی نافرمانیوں میں استعمال نہ کرے بلکہ اس کی اطاعت کے کام میں لائے۔اور یہ بھی خدا کی توفیق اور رہنمائی کے ساتھ ہے۔

اس اسم سے متخلق ہونے کی وجہ یہ ہے کہ بندہ خدائے تعالیٰ کی نعمت پر اس کا شکر گزار رہے اور اس کا بھی شکر گزار رہے جو اس پر احسان کرے اور جہاں تک ہو سکے اچھائی کی شکل میں اس کا بدلہ دے اگر اس کا بدلہ اس کی طاقت سے باہر ہو تو اس کیلئے دعا کرے اور کچھ نہیں تو یوں کہے ''جزاک اللہ خیراً''

اس صفت کی بنا پر وہ چاہتا ہے کہ اس کے بندے بھی شکریہ ادا کرنے والے ہوں اور وہ اپنے رب کے انعام و اکرام اور احسان کرنے پر اس کا شکریہ ادا کریں۔یہ صفت بہت کم لوگوں میں پائی جاتی ہے کیونکہ بیشتر لوگ ہر وقت اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ طرح طرح کی نعمتیں کھاتے ہیں اور ان سے مستفید ہوتے ہیں لیکن اللہ کا شکر ادا نہیں کرتے۔اس لئے جو شخص اللہ تعالیٰ کو اس صفت کے ذریعے پکارے گا وہ صحیح معنوں میں شکریہ ادا کرنے والے صالحین اور عابدین سے بن جائے گا۔

اہل حقیقت کا کہنا ہے کہ ہر نماز کے بعد اسے ۵۲۶ مرتبہ پڑھنے سے مستجاب الدعوات بن جائے گا۔اگر کوئی رنج وغم میں مبتلا ہو یا معاش میں تنگی ہو تو روزانہ ۴۱ مرتبہ نماز فجر کے بعد ۲۱ روز تک پڑھے تو کامیاب ہوگا۔آنکھوں میں روشنی کم ہوگئی ہو تو یہ اسم ۴۱ مرتبہ پڑھ کر پانی پر دم کر کے آنکھوں میں لگایا جائے تو نگاہ ٹھیک ہو جائے گی۔

یَا عَلِیُّ

یَا عَلِیُّ (اے بلند مرتبے والے)

اللہ تعالیٰ کی یہ صفت علو سے مشتق ہے جس کا مطلب بلند مرتبہ اور بزرگ کے ہیں کیونکہ حقیقت میں اسی کی ذات بلند و برتر ہے اور اعلیٰ ترین ہے وہ رتبے میں اتنا بلند ہے کہ دوسرا اس کی انتہا کو نہیں پہنچ سکتا۔ہر چیز اس کے مقام اور مرتبے سے پست ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ اس لحاظ سے علی ہے کہ وہ سب سے غالب اور طاقتور ہے۔اس کے علاوہ ارتفاع کا مرتبہ صرف اسے ہی حاصل ہے۔یہ اللہ تعالیٰ کی ایسی صفت ہے جو اسے اس صفت سے پکارتا ہے اللہ اسے بھی بلند و برتر کر دیتا ہے اور اپنی مخلوق میں اسے بے پناہ بڑائی اور بزرگی عطا فرما دیتا ہے۔

وَلَا یَؤُدُهٗ حِفْظُهُمَا ۚ وَهُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ (پ3 بقرہ255)

ترجمہ: اوران کی حفاظت اس پر دشوار نہیں اور وہ عالی شان ہے عظیم ہے۔

علی وہ ہے جس کے رتبہ سے بڑا کوئی رتبہ نہیں اور اس کے مرتبہ سے تمام مراتب نیچے ہوں اور یہ اس لئے کہ علی، علو سے مشتق ہے اور یہ اس علو (بلندی) سے ماخوذ ہے جو سفل (پستی) کا مقابل ہے اور وہ یا تو محسوس درجوں میں ہوتا ہے۔ سیڑھیوں اور زینوں میں اور ان تمام اجسام میں جو ایک دوسرے سے نیچے اوپر ہوں اور یا موجوداتکے عقلی مراتب میں ہوں جو ایک قسم کی عقلی ترتیب سے مرتب ہوں۔ پس جس چیز کو مکان کی فوقیت ہو اس کو علو مکانی ہے اور جس کو رتبہ فوقیت ہے اس کو رتبہ کا علو ہے اور عقلی درجات، حسی درجات، درجات عقلیہ کی مثال وہ تفاوت ہے جو سبب و مسبب اور علت و معلول اور فاعل و مفعول اور قابل و مقبول اور کامل و ناقص کے مابین ہوتا ہے۔

چنانچہ تم ایک سبب فرض کرو تو وہ دوسری شے کا سبب ہو اور دوسری شے تیسری کی سبب ہو اور تیسری چوتھی کی اور مثلاً یہ دس درجوں تک چلا جائے تو دسویں شے آخری رتبے میں واقع ہوگی۔ لہٰذا وہ سب سے اسفل ہے اور پہلا سبب پہلے درجہ میں واقع ہے لہٰذا وہ سب سے اعلیٰ ہے۔ اور پہلا جو دوسرے سے اوپر ہوگا تو یہ فوقیت معنوی ہے مکانی نہیں۔ اور علو سے مراد فوقیت ہے۔

تدریج عقلی کے معنی سمجھنے کے بعد واضح ہو کہ موجودات کی تقسیم متفاوت درجات میں عقل کی روح سے جس طرح بھی کی جائے، اللہ تعالیٰ تمام اقسام کے درجوں سے بالاتر رہتا ہے۔ یہاں تک کہ اس سے برتر کوئی درجہ تصور میں بھی نہیں آ سکتا۔ وہ علی مطلق ہے اور جو اس کے سوا ہیں وہ اپنے سے نیچے والوں کی طرف سے نسبت کرنے سے علی ہیں اور اوپر والوں کے مقابلے میں سافل اور گھٹیا ہیں۔

عقلی کی تقسیم کی مثال یہ ہے کہ موجودات سبب اور مسبب پر منقسم ہیں۔ سبب مسبب سے ایک درجہ اوپر ہے۔ پس مطلق فوقیت صرف مسبب الاسباب کا حصہ ہے۔ اسی طرح موجودات مردہ اور زندہ ہیں منقسم ہے اور زندہ مخلوقات کی دو قسمیں ہیں۔ ایک تو وہ جن کو صرف حسی ادراک حاصل ہے اور وہ حیوان ہیں۔ دوسرے وہ جن کو حسی ادراک کے ساتھ عقلی ادراک بھی حاصل ہے اور ادراک عقلی والی موجودات کی پھر دو قسمیں ہیں۔ ایک وہ جن کے معلومات میں شہوت اور غضب رکاوٹ ڈالیں اور وہ انسان ہے۔ دوسرے وہ جن کا ادراک مکدرات میں مبتلا ہوتا ممکن ہے لیکن ہمیشہ سلامتی ہی حاصل رہی ہو جیسے کہ ملائکہ۔ دوسری قسم میں وہ ذات ہے جس کے حق میں ایسی باتیں محال ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ ہے۔

اس تقسیم میں تم کو معلوم ہو گیا ہوگا کہ فرشتہ انسان سے اوپر ہے اور انسان حیوان سے اوپر اور اللہ تعالیٰ سب سے اوپر۔ پس وہ علی مطلق ہے کیونکہ وہ خود زندہ اور جہان کو زندہ کرنے والا ہے۔ اور علماء کے علوم کو پیدا کرنے والا اور پاک اور ہر قسم کے عیوب سے منزہ ہے۔ ادھر بے جان چیز درجات کمال میں سب سے نیچے کے درجے میں واقع ہوئی

ہے۔ انتہائی رتبے میں خدا کے سوا اور کوئی چیز نہیں ہے۔ غرض اسی طرح اس کی فوقیت اور علو کو سمجھنا چاہئے کیونکہ یہ نام پہلے ادراک بصر کے لحاظ سے مقرر کیئے گئے ہیں اور عوام کا درجہ ہے پھر جب خواص لوگ عقلی ادراکات سے بہرہ ور ہوئے اور ان کو آنکھ کے ادراک اور عقل کے ادراک میں موازنہ محسوس ہوا تو اس سے مطلق الفاظ بطور استعارہ اخذ کر لئے جن کو خواص نے سمجھ لیا اور عوام نے نہیں سمجھا۔ جن کا ادراک حواس ظاہری سے آگے ترقی نہیں کر سکتا۔ جو جانوروں کا درجہ ہے۔ چنانچہ وہ کسی عظمت کا تصور محض طول وعرض کی روح سے اور علو کا تصور ظرف مکانی کی رو سے۔ اسی طرح فوقیت کا تصور بھی ظرف مکانی کی روح سے سمجھتے ہیں۔

اس بیان سے تم خدا کے عرش کے اوپر ہونے کا مطلب سمجھ گئے ہو گئے کیونکہ وہ تمام اجسام سے بڑا ہے۔ گویا وہ تمام اجسام کے اوپر ہے اور وہ ذات موجود جو اجسام کی حدود سے محدود ہونے اور مقادیر کے ساتھ متقدر ہونے سے منزہ ہے وہ رتبہ میں مستبب کے سبب اجسام کے اوپر ہے لیکن اس فوقیت کو عرش کے ساتھ جو ذکر کیا ہے تو اس کی وجہ یہ کہ عرش تمام اجسام سے بالا ہے۔ پس جو عرش سے بھی بالا ہوگا وہ سب سے بالا ہوگا۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی کہے کہ خلیفہ سلطان کے اوپر ہے۔ جس سے بتانا مقصود ہو کہ جب وہ سلطان سے بالا ہے تو ان تمام لوگوں سے بھی بالا ہوگا جو سلطان سے نیچے ہیں یا وہ گو آدمی جو فوق کے معنی صرف ظرف مکان سمجھتا ہے واقعی ہنسی کے لائق ہے اور باایں ہمہ اگر اس سے پوچھا جائے کہ فلاں دو معزز شخص مجلس میں کس کس درجہ پر بیٹھتے ہیں تو اس کو کہنا پڑے گا کہ یہ شخص اس شخص کے اوپر بیٹھتا ہے حالانکہ وہ جانتا ہے کہ یہ اس کے دائیں جانب بیٹھتا ہے۔ اور یہ بھی صحیح ہے کہ اس شخص کا اس شخص کے اوپر بیٹھنا یوں ہو سکتا تھا کہ اس کے سر پر بیٹھتا یا اس جگہ بیٹھتا ہے جو اس کے سر پر بنی ہوئی ہوتی۔ پھر اگر اس کو کہا جائے کہ تم جھوٹ بولتے ہو وہ نہ اس کے اوپر بیٹھتا ہے نہ اس کے نیچے بلکہ اس کے پہلو پر بیٹھتا ہوگا تو وہ اس اعتراض سے آگ بگولا ہو کر کہے گا کہ تم بھی کیا آدمی ہو کہ کچھ کا کچھ سمجھ جاتے ہو۔ اب اس فوقیت سے مراد رتبہ کی فوقیت اور صدر کا قرب تھا نہ کہ سر پر یا سر سے اونچے بیٹھنا۔ دیکھو صدر مدارج مجلس کا منتہیٰ ہوتا ہے جو شخص صدر سے قریب ہے وہ اس شخص کے اوپر ہے جو صدر سے دور ہے۔ اس بیان سے یہ نہیں سمجھا جاتا کہ جس ترتیب کی دو طرفیں ہوں اس میں بلاتعین ایک طرف کو فوق اور علو سے اور دوسری کو اس کے مقابل کے نام سے موسوم کر سکتے ہیں۔

بندہ کا علی ہونا ممکن نہیں کیونکہ وہ جو درجہ حاصل کر سکتا ہے اس سے اوپر کوئی نہ کوئی درجہ ضرور ہوتا ہے اور یہ انبیاء و ملائکہ کے درجے ہیں۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ بندہ کوئی ایسا درجہ حاصل کرے جو انسان کی جنس سے سب سے اونچا ہو اس کے اوپر کوئی درجہ نہ ہو۔ یہ درجہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے لیکن وہ علو مطلق کے مقابلہ میں قاصر ہے کیونکہ ایک تو وہ صرف بعض موجودات کے لحاظ سے علو ہے نہ کہ کل کے لحاظ سے۔ دوسرے وہ وجود واقع کے لحاظ سے علو ہے نہ کہ بطریق وجوب بلکہ یہ امکان اس کے مقارن ہے کہ کوئی ایسا انسان پایا جا سکے جو اس سے بھی بالا ہو۔

پس علی مطلق وہ ہے جس کو بحسب وجوب فوقیت حاصل ہو نہ کہ بالاضافت اور نہ کہ بحسب وجود جس کے ساتھ نقیض کا امکان مقارن ہو۔

یہ لفظ علو سے بنا ہے بمعنیٰ بلندی اور کسی جگہ کا بلند ہونا اور بلندی پر آنا اور کسی چیز کے اوپر ہونا پھر بلندی کی دو قسمیں ہیں۔ایک حسی جیسے ایک جسم کا دوسرے جسم پر بلند ہونا اور ایک عقلی جیسے ایک چیز کا رتبے میں دوسری چیز سے بلندتر ہونا اللہ تعالیٰ وتقدس مرتبے میں سب سے بالاتر ہے۔کوئی بھی رتبہ اس کے رتبے سے بلند نہیں ہے۔تمام مراتب اس کے مرتبے سے نیچے ہیں کیونکہ سبب اور علت مسبب اور معلول سے بلندتر ہوتا ہے۔اللہ تعالیٰ تمام مسبات اور معلولات کا سبب وعلت ہے اور علیت وفاعلیت کے تمام مراتب اس کی ذات پر ختم ہوتے ہیں۔لہٰذا کوئی چیز اس سے بالاتر نہیں بلکہ وہ سب سے بلند وبالا ہے۔نیز موجودات دو قسم کی ہیں۔ایک مردہ دوسری زندہ۔پھر زندہ چیزوں کی تقسیم اس طرح ہے کہ جس کا ادراک حس کی حد تک ہے وہ حیوانات ہیں اور کچھ زندہ چیزیں ایسی ہیں جن میں ادراک حسی کے علاوہ ادراک عقلی بھی ہوتا ہے۔جن چیزوں میں ادراک عقلی پایا جاتا ہے وہ پھر آگے منقسم ہوتی ہیں۔اس چیز کی طرف کہ اس کے معلومات کے بالمقابل ان میں شہوت وغضب بھی پائی جاتی ہے۔وہ انسان ہے اس کی دوسری قسم وہ ہے جو شہوت وغضب کے مقابلے سے سالم ومحفوظ ہے۔اس میں کسی قسم کی میل کچیل بھی نہیں ہے پھر جو چیزیں اس سے سالم اور محفوظ ہیں وہ یا تو ممکن ہیں مگر ان میں شہوت وغضب کی ملاوٹ پائی جاتی ہے۔مگر اللہ تعالیٰ نے اسے شہوت و غضب سے سلامتی عطا کر دی ہوتی ہے اور دوسری وہ چیز ہے جس کے حق میں شہوت وغضب میں مبتلا ہونا یا شہوت و غضب کا اس میں پایا جانا محال وناممکن ہے وہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے پس اللہ تعالیٰ مرتبے میں سب چیزوں سے بلند ہے کہ اس سے عالی تر اور کامل تر کوئی مرتبہ نہیں ہو سکتا اور عوام کی سمجھ میں جو کہ حیوانات کے مرتبے میں ہیں حسی بلندی کے سوا اور کوئی بلندی نہیں اس کے برعکس خاصان حق جو بصیرتوں کے ادراک کی بدولت معنوی بلندی سے آگاہ ہوتے ہیں اور بلند مراتب کو حسی بلندی سے اوپر سمجھتے ہیں۔عوام کے درجہ سے بالکل الگ ہیں۔یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے عرش سے اوپر ہونے کا کیا معنی ہے کیونکہ عرش تمام اجسام سے اوپر ہے اور وہ موجود جو حد میں ہونے اور اجسام کی حدود کے اندازے سے بھی منزہ ہے اور ان کی مقادیر سے بھی اونچا ہے وہ تمام اجسام سے مرتبے میں بلند ہوگا۔عرش سے تخصیص کرنے کی وجہ یہ ہے کہ وہ تمام اجسام سے اوپر ہے اور جبکہ اللہ تعالیٰ اس سے بھی اوپر ہے تو وہ سب سے اوپر ہوا۔پھر علو کسی پر غلبہ کرنے کے معنی میں بھی آتا ہے۔اللہ تعالیٰ سب پر غالب ہے جیسا کہ فرمایا (واللہ غالب علی امرہ) پس بندے کو چاہئے کہ قیاس عقلی اور ترتیب فطری کو اس کی ذات وصفات کی حقیقت کی جانب راستہ نہ دے اور معرفت کے راستے میں اس بات کو اپنے باطن سے نکال دے کہ اللہ تعالیٰ کیا ہے بلکہ اپنے عاجز ہونے کا اعتراف کرے کیونکہ معرفت کا کمال بھی یہی ہے اپنی عقل کو اس کے امر حکم کے غلبے کے سامنے بالکل نیست ونابود

کردے۔حکم کی بجا آوری اور سرتسلیم خم کرنے کے انداز میں اس کے سامنے آئے اس اسم سے موصوف ہونے کی صورت یہ ہے کہ علم وعمل کی تحصیل میں اس قدر کوشش کرے کہ اپنے بنی نوع افراد سے کمالات میں فائق و بلند ہو جائے۔ مراتب و مقامات میں عروج حاصل کرے لیکن بندے کیلئے کامل بلندی ممکن نہیں کیونکہ اس کے اوپر اپنے اپنے درجات کے مطابق انبیاء کے درجات ہیں تمام درجات سے بلندتر درجہ جس سے اوپر کوئی درجہ نہیں، حضور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا درجہ ہے اور مطلق اعلیٰ ذات خدائے تعالیٰ جل جلالہ وتعالیٰ شان کی ذات ہے۔اس صفت سے متخلق ہونے کی ایک شکل یہ بھی ہے کہ اپنے نفس وخواہش پر غالب رہے۔اہل دنیا کی صحبت سے بلندی اور علیحدگی اختیار کرے۔امرحق کے علاوہ کسی جانب بھی اپنی ہمت نیچے نہ لائے۔مشائخ رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جو شخص درگاہ حق کی جانب توجہ کرنے میں صادق ہوگیا اس کی ہیبت آسمان و زمیان والوں کے دل میں بیٹھ جاتی ہے کہ سب اس سے ڈرتے ہیں۔

عزت وحرمت کی بلندی، سفر سے بخریت واپسی، حصول دولت اور دیگر مقاصد کے لیے اس اسم کو روزانہ ۱۱۰ مرتبہ پڑھنا بڑا ہی نفع بخش ہے۔دوسروں پر غالب رہنے کے لیے ہر نماز کے بعد کثرت سے اس کی پڑھائی بڑی اکسیر ہے۔بیوی کو تابع کرنے کی غرض سے اسے گیارہ سو مرتبہ ۴۰ روز تک پڑھے اس کی بیوی اس کے تابع ہو جائے گی۔

یَا کَبِیْرُ

یَا کَبِیْرُ (اے بزرگی والے)

اللہ تعالیٰ اپنی ذات اور صفات میں کبیر ہے یعنی سب سے بڑا ہے۔اس کی ذات ہر لحاظ سے مکمل اور جامع ہے۔ ایسے اس کی صفات متعلقہ صفت میں اکمل اور کامل ہیں۔اس لئے اس کے برابر کا نہ کوئی ہے اور نہ کوئی ہوسکتا ہے اور جس کے مقابلے میں کوئی نہ ہو وہی کبیر ہوتا ہے۔اس لئے اللہ کی ذات کبیر ہے۔

سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يَقُوْلُوْنَ عُلُوًّا كَبِيْرًا (پ15 نبی اسرائیل 43)

ترجمہ: وہ پاک ہے اور جو یہ کہتے ہیں اس سے بالا ہے اس کا مرتبہ عالی بڑی شان والا ہے۔

ایک ولی اللہ کا قول ہے کہ کبیر وہ ہے جو کبریائی کی تمام صفات سے متصف ہو۔عزت، عظمت، قدرت اور ہیبت کا مالک ہو اور یہ صفت صرف خدا میں ہے، مخلوق میں نہیں ہوسکتی۔کبریائی اللہ ہی کو زیب دیتی ہے کیونکہ اس کے حضور میں کوئی بھی اس کی رضا کے بغیر کچھ درجہ نہیں رکھ سکتا۔

یعنی بزرگ اور صاحب کبریا، کبریا کامل ذات سے عبارت ہے اور کمال سے کمال وجود مراد ہے۔ اللہ تعالیٰ کا کمال وجود دو چیزوں سے تعلق رکھتا ہے ایک دوام وجود سے جب آدمی کے وجود کی مدل لمبی ہو جاتی ہے تو کہتے ہیں کہ وہ زیادہ عمر والا ہو گیا۔ جب طویل الوجود کو کبیر یعنی بڑا کہتے ہیں تو وہ ہستی جو دائم الوجود ہو پھر ازلی و ابدی بھی ہو تو وہ اس اسم کے ساتھ موسوم ہونے کے زیادہ لائق اور مستحق ہے۔ دوسری چیز یہ کہ اللہ تعالیٰ کا وجود وہ وجود ہے کہ اس سے سارے وجود سامنے آئے پس کبیر کا معنیٰ ہوگا کامل الذات تام الوجود اور عظیم کا معنیٰ ہوگا کامل الصفات رفیع القدر اور عالی مرتبہ۔

کبیر سے مراد صاحب کبریا اور کبریا سے مراد ذات کمال ہے اور کمال ذات کے معنیٰ کمال وجود اور کمال وجود میں دو باتیں شامل ہیں۔

پہلی بات اس کا ازلی و ابدی دوام ہے پس جس وجود کے شروع میں عدم ہو یا آخر میں وہ ناقص ہے اور اسی لئے جب کسی انسان کی عمر دراز ہو جاتی ہے تو اس کو کبیر کہتے ہیں جس سے مراد کبیر السن یا لمبی عمر والا ہوتا ہے۔ بخلاف اس کے اس کو عظیم السن نہیں کہتے۔ کبیر اس مقام میں استعمال ہوتا ہے جہاں عظیم استعمال نہیں کیا جاتا۔ پس جب وہ شخص کبیر کہلاتا ہے جس کے وجود کی مدت ایک محدود درجہ تک لمبی ہوتی ہے تو وہ ذات جو ازل سے ابد تک قائم و دائم ہے اور جس پر عدم کا طاری ہونا محال ہے وہ تو بطریق اولیٰ کبیر ہے۔

دوسری بات یہ کہ اس کا وجود وہ ہے جس سے ہر موجود کا وجود ہے پس جس شے کا وجود فی نفسہٖ مکمل ہو جب وہ کامل اور کبیر ہو تو وہ ذات جس سے تمام موجودات کا وجود ہو سب سے پہلے کامل اور کبیر ہے۔

بندوں میں سے کبیر وہ کامل شخص ہے جس کی صفات کمال صرف اس میں بند نہ ہوں بلکہ دوسروں پر بھی اثر کریں۔ پس جس شخص کے پاس بیٹھنے کا موقع ملے اس کو کچھ نہ کچھ اس کے کمال کا فیض پہنچے۔

بندہ کا کمال اس کی عقل، پرہیزگاری اور علم میں ہوتا ہے۔ پس کبیر وہ عالم اور پرہیزگار شخص ہے جو لوگوں کو ہدایت کرے اور اس قابل ہو کہ لوگوں کا پیشوا ہو جس کے نور اور علم سے لوگ روشنی حاصل کریں۔ اسی لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ "جو شخص صاحب علم ہو کر عمل بھی کرے وہ عالم بالا میں عظیم کہلاتا ہے۔"

جو شخص اس اسم کو ہمیشہ بعد نماز فجر اور بعد نماز عشاء ۲۳۲ مرتبہ پڑھ لیا کرے تو وہ ہمیشہ دشمن سے محفوظ رہے گا ہر بلاء اور آفت اس سے دور رہے گی۔ اگر کوئی زہریلا جانور کاٹ جائے تو زہر اثر نہ کرے گا۔ تنگی اور ذلت ختم ہو گی، عہدے پر برقرار رہے گا اور متعلقہ لوگ تابع رہیں گے اور عزت کریں گے۔

یَاحَفِیْظُ

یَاحَفِیْظُ (اے حفاظت کرنے والے)

اللہ تعالیٰ ہر چیز کی حفاظت کرتا یعنی ہر چیز کو برباد اور تباہ ہونے سے بچانے کی طاقت رکھتا ہے چونکہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو بنایا ہے اور اسے قائم ودوائم رکھنے کا ذمہ بھی خود ہی لیا ہے اس لئے وہ اپنی ہر بنائی ہوئی چیز کا محافظ ہے۔ اس لحاظ سے وہ مخلوق کا حفیظ ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

اِنَّ رَبِّیْ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ حَفِیْظٌ (پ12 ھود 57)

ترجمہ: بے شک میرا رب ہر چیز کی حفاظت کرنے والا ہے۔

وَرَبُّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ حَفِیْظٌ (پ22 سبا 21)

ترجمہ: اور تمہارا رب ہر چیز کی حفاظت کرنے والا ہے۔

حفظ نگاہ میں رکھنا جو کچھ کہ عالم میں ہے اسے ہر طرح کی آفتوں اور ضائع ہونے سے بچانے والا اور اس کی حفاظت کرنے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے کیونکہ وہ باقی رکھتا ہے ان تمام چیزوں کو جو ایک دوسرے کی ضد اور دشمن ہیں جیسا کہ وہ عناصر کو چیزوں کی پیدائش میں نگاہ رکھتا ہے۔ وہ ان کی ایک خاص ترکیب اور خاص مزاج اور قوتوں کو میانہ روی کی حالت میں رکھتا ہے۔ یونہی حیوانات کی حفاظت کرتا ہے وہ اس طرح کی حیوانات کی ذوات میں ان کی حفاظت کیلئے آلات واعضاء پیدا کرتا ہے۔ اسی طرح سینگ دار میں اور پنجے وغیرہ جیسے اسلحہ وہتھیار پھر وہ ان میں معرفت و ہدایت پیدا کر کے انہیں راہ راست پر قائم رکھتا ہے۔ نیز حیوانات میں حواس پیدا کرتا ہے جو کہ جاسوس کے فرائض انجام دیتے ہیں اور اس بات سے آگاہ کرتے ہیں کہ دشمن اور آفات اس کے قریب آ رہی ہیں جیسے کہ آنکھیں اور کان وغیرہ اسی طرح ملکوت وآسمان وزمین کا ہر ذرہ بھی اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں ہے حتیٰ کہ وہ گھاس جو زمین سے اگتی ہے اللہ تعالیٰ اس کے مغز کو چھلکے کے ذریعے اور اس کی طراوت کو رطوبت اور بخارات کے ساتھ جو کہ اس سے اٹھتے ہیں، حفاظت کرتا ہے پھر کانٹا نباتات اور پودوں کا ہتھیار ہے جس طرح کہ سینگ کاٹنے والے دانت اور پنجے حیوانات کا ہتھیار ہیں۔ اسی طرح پانی کے ہر قطرے کے ساتھ حفاظت کرنے والا ایک فرشتہ لگا ہوا ہے جو اس کی حفاظت کرتا ہے کہ وہ قطرہ ہوا کی شکل اختیار نہ کرے۔

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کا شکر کس طرح ادا کر سکتے ہیں کہ اس عالم میں مذاہب اور

دینوں کے اس قدر اختلافات کے باوجود ہمارے دلوں میں سچے دین کے بارے میں ذرا بھی کوئی خطرہ نہیں گزرتا نہ کسی قسم کا کوئی اشکال پیدا ہوتا ہے اور نہ ہی ایمان کی گرہ میں کسی قسم کا کوئی اختلاف یا شبہ پیدا ہوتا ہے بلکہ نور ایمان دل میں ثابت اور باقی رہتا ہے اے دلوں کو پھیرنے والے میرے دل کو ایمان پر ثابت رکھ۔ حفظ بمعنی کسی چیز کو یاد کرنے کا بھی آتا ہے جو نسیان اور بھول جانے کی ضد ہے۔ اس معنی کے مطابق بھی حفیظ کا اطلاق اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کیلئے درست ہے کیونکہ تمام چیزیں اس کے علم میں محفوظ ہیں اور سہو ونسیان کی بنا پر اللہ تعالیٰ کے علم سے کسی چیز کا مٹ جانا بالکل ناممکن ہے۔

حفیظ بہت بڑی نگہبانی کرنے والے کو کہتے ہیں۔ یہ معنی حفظ کے معنی کو سمجھنے ہی سے سمجھ میں آ سکتے ہیں اور حفظ دو طرح پر ہے۔ ایک تو موجودات کے وجود کو ہمیشہ قائم رکھنا۔ اس کے مقابلہ میں اعدام ہے اور اللہ تعالیٰ آسمان، زمین، ملائکہ وغیرہ لمبی زندگی والی موجودات اور حیوانات ونباتات وغیرہ چھوٹی عمر والی موجودات کا حافظ ہے۔

دوئم، جو حفظ کے زیادہ ظاہر معنی ہیں وہ متعدی اور متضاد چیزوں کو ایک دوسرے سے بچانا ہے اور اس متعدی سے وہ متعدی مراد ہے جو پانی اور آگ کے درمیان ہے کیونکہ وہ دونوں طبعاً ایک دوسرے کے مخالف اور ایک دوسرے پر تعدی کرنے والے ہیں۔ یا تو پانی آگ کو بجھا دیتا ہے اور یا آگ پانی کو بخارات کی صورت میں بدل کر ہوا بنا دیتی ہے اور حرارت و برودت کا باہمی تضاد اور معاندت ظاہر ہے جو ایک دوسرے کو دباتی رہتی ہیں۔ اس طرح رطوبت اور یبوست میں جو مخالفت ہے ظاہر ہے اور تمام اجسام ارضی انہیں مخالف ارکان سے مرکب ہیں کیونکہ جاندار کیلئے حرارت عزیزی کا ہونا ضروری ہے۔ اگر وہ نہ رہے تو زندگی نہ رہے اور رطوبت بھی ضروری ہے، جو اس کے بدن کی غذا ہوتی ہے جیسے خون وغیرہ۔ اور یبوست لازم ہے جس کے ساتھ اس کے اعضاء منضبط اور باہم پیوستہ وچسپاں رہتے ہیں۔ خصوصاً وہ اجزا جو سخت ہیں جیسے ہڈی اور برودت بھی ضروری ہے جو حرارت کی تیزی کو کم کرے تاکہ وہ معتدل رہے اور باطنی رطوبتوں کو فوراً جلانے اور تحلیل کرنے نہ پائے۔

یہ چاروں ارکان باہم متعادی اور متنازع ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کو انسان کے چمڑے اور جاندار کے بدن اور نباتات کے جسم میں اور تمام مرکبات میں جمع کر دیا ہے۔ اگر وہ ان کی حفاظت نہ کرتا تو وہ باہم بگاڑ پیدا کر کے ایک دوسرے سے پھٹ جاتے اور ان کی باہمی ترکیب، امتزاج باطل ہو جاتا ہے اور وہ معنی باطل ہو جاتا جس کو ترکیب و مزاج کے ساتھ مربوط کرنے کیلئے وہ مستعد ہوا تھا۔

اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت سے پہلے تو تعدیل قویٰ سے اور پھر امداد مغلوب سے کرتا ہے۔

تعدیل یہ ہے کہ مثلاً قوت بارد کا درجہ قوت حار کے برابر ہے تاکہ جب وہ دونوں جمع ہوں تو ایک دوسری پر غالب نہ ہو سکیں بلکہ ایک دوسری کی مدافعت کریں کیونکہ جب ان میں سے کوئی غالب نہیں ہوتی تو مغلوب کون ہو پس وہ

ایک دوسری کا مقابلہ کریں اور ان کے مقابلے اور برابری کے ساتھ ساتھ بدن کا قوام باقی رہے۔اسی سے مراد اعتدال مزاج ہے۔

دوم، مغلوب کو اس چیز کے ساتھ امداد دینا جس سے وہ اپنی طاقت تازہ کر کے غالب کا مقابلہ کرے مثلاً حرارت برودت کو فنا کرتی اور سوکھاتی ہے پس جب وہ غالب آتی ہے تو برودت اور رطوبت کمزور ہو جاتی ہے اور حرارت اور یبوست غالب آتی ہیں اور ضعیف کی امداد سرد و تر جسم کے ساتھ ہو سکتی ہے اور وہ پانی ہے پیاس کا مطلب یہی ہے کہ تر و تر چیز کی ضرورت پیش آتی ہے۔پس اللہ تعالیٰ نے سرو تر اشیاء برودت اور رطوبت کی مدد کیلئے بنائی ہیں کہ جب ایک ان میں سے غالب ہو تو اس کی مخالف چیز کو مقابلے میں کھڑا کر دیا جائے جس سے وہ دب جائے اور یہ امداد ہے اور یہ غذا دوا کے بنانے سے اور ایسے آلات و اوزار پیدا کرنے سے جو اس میں کام دیتے ہیں اور ان کو استعمال کی توفیق عطا فرمانے سے یہ امداد تکمیل کو پہنچی ہے۔اور یہ تمام امور حیوانات اور متضاد اجزاء کے مرکبات کے بدنوں کی حفاظت کیلئے ہیں اور یہی اسباب ہیں جن کی بدولت انسان اپنے جسم کی داخلی آفتوں سے محفوظ رہتا ہے۔اور وہ بعض خارجی اسباب سے بھی ہلاکت کا نشانہ بنا رہتا ہے جیسے خونخوار درندے اور جانی دشمن۔پس ان سے محفوظ رکھنے کیلئے چند ایسے جاسوس پیدا کئے ہیں جو دشمن کے قریب آنے کی اطلاع دیتے ہیں اور وہ اس کے مقدمۃ الجیش ہیں، جیسے آنکھ کان وغیرہ۔پھر اس کیلئے طاقتور ہاتھ اور اسلحہ عطا کئے ہیں جن میں سے بعض مدافعانہ کام دیتے ہیں جیسے زرہ اور ڈھال اور بعض جارحانہ جیسے تلوار، چھری، بندوق وغیرہ پھر بسا اوقات انسان دفع آفت سے عاجز آ جاتا ہے۔اس کو آلہ گریز سے مدد دیتی ہے اور پاؤں سے چلنے والے جانداروں کیلئے پاؤں ہیں اور پرندے کیلئے بازو ہیں۔

اسی طرح خدائے جلت قدرتہ کی حفاظت عالم علوی و عالم سفلی کے ذرے ذرے اور پتے پتے پر حاوی ہے۔ یہاں تک کہ میوے کے گودے کو سخت چھلکے اور پودے کی طراوت کو رطوبت کے ساتھ محفوظ رکھتا ہے اور جو میوہ صرف چھلکے سے محفوظ نہ رہے اس کی حفاظت کانٹوں کے ساتھ کرتا ہے جو اسی کے ساتھ پیدا ہوتے ہیں تاکہ ان سے بعض تلف کرنے والے جانداروں کا دفعیہ ہوتا رہے۔پس کانٹے نباتات کے ہتھیار ہیں جیسے حیوانات کے ہتھیار سینگ، پنجے اور کچلیاں ہیں بلکہ پانی کے قطرہ قطرہ کے ساتھ حفاظت اسباب ہیں جو ان کو مخالف ہوا سے بچاتے ہیں۔

دیکھو اگر پانی کو کسی برتن میں مدت تک پڑا رہنے دیا جائے تو وہ ہوا بن جاتا ہے اور ہوا اس سے تری کی صفت دور کر دیتی ہے۔

اگر تم پانی کے کسی برتن میں انگلی ڈبو دو اور پھر اس کو نکال کر الٹی کر دو تو اس سے ایک قطرہ نیچے کو ڈھلک جائے گا لیکن انگلی کے سرے پر آ کر رہ جائے گا۔انگلی سے جدا نہ ہو گا حالانکہ پستی کی طرف بہنا اس کا طبعی خاصہ ہے۔اگر وہ بہہ جائے تو چھوٹا ہونے کے باعث ہوا کے غلبہ سے فنا ہو جائے گا۔اسی لئے وہ برابر جھکا رہتا ہے حتیٰ کہ اس کے ساتھ باقی

تری بھی شامل ہو جاتی ہے جس سے وہ ایک بڑا قطرہ بن جاتا ہے۔ اور فوراً ہوا کو چیرتا ہوا نیچے گر جاتا ہے۔ ہوا اس کو اپنی جنس میں ملا لینے پر قادر نہیں ہو سکتی اور یہ اس کی حفاظت کی ایک صورت ہے جبکہ وہ کمزور اور اس کا مخالف (یعنی ہوا) طاقتور ہوتا ہے اور اس کو باقی تری کی امداد کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہ حفاظت ایک فرشتے کی طرف سے ہوتی ہے جو اس پر مامور ہے۔

حدیث شریف میں وارد ہوا ہے کہ مینہ کی ہر بوند کے ساتھ ایک فرشتہ ہوتا ہے جو اس کی حفاظت کرتا ہے یہاں تک کہ وہ بوند زمین میں اپنی قرارگاہ پر جا پہنچتی ہے۔

اور حق یہ ہے، ارباب بصائر کا باطنی مشاہدہ اس پر دلالت کرتا ہے۔ غرض اس حدیث پر نہ صرف تقلید کی رو سے یقین کرنا چاہئے بلکہ از روئے عقل بھی اس کو درست ماننا چاہئے۔

خدا کا آسمان و زمین اور ان کے درمیان کی اشیاء کو پیدا کرنا ایک ایسا مسئلہ ہے جس کے متعلق بحث کا سلسلہ بڑا طویل ہے جیسے کہ باقی تمام افعال کے متعلق ہے اور اسی سے اس اسم کے معنی معلوم کئے جاتے ہیں نہ صرف لغوی اشتقاق کے سمجھنے سے اور مجمل طور پر حفظ کے معنی معلوم ہو چکے۔

بندوں میں سے حفیظ وہ ہے جو اپنے اعضاء اور دل کی حفاظت کرتا ہے اور اپنے دین کو غضب کے حملے، شہوت کے فریب، نفس کے مکر، اور شیطان کے دھوکے سے محفوظ رکھے کیونکہ وہ تباہی کے گڑھے کے قریب ہے اور ان بربادی بخش بہکانے والی چیزوں نے اس کو چاروں طرف سے گھیر رکھا ہے۔

اس اسم سے متخلق ہونے کا معنی یہ ہے کہ بندہ احکام شرع کی حدود کی حفاظت کرے۔ اپنے اعضاء کو گناہوں سے بچائے اپنے دل کو غیر کے ذکر سے بچائے رکھے اور اپنے باطن کو ملاحظہ اغیار سے محفوظ رکھے۔ اپنے تمام حالات کو حد استقامت و اعتدال سے باہر نکلنے سے محفوظ رکھے اور بے بس و عاجز لوگوں کی دستگیری کرے۔ ان کی محافظت کرے۔ قرآن و حدیث کا حافظ بنے ان کے معانی و مطالب دل کے اندر بٹھائے۔

منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ایک بزرگ بندے کو وراثت میں بہت سا مال ملا۔ اس نے اس مال کو دیکھ کر عرض کیا یاالٰہی تو نے مجھے ان دراہم کا محتاج نہیں کیا ہے لیکن حضور قلب کے ساتھ اس دولت کی حفاظت میں نہیں کر سکتا کیونکہ اس سے میرے دل میں خلل پیدا ہونے کا اندیشہ ہے۔ اس لئے اے میرے خدا تو ہی میرا حفیظ بن اور تو ہی مجھے اپنی نگاہ میں رکھ۔ اس بزرگ نے یہ کہہ کر سارا مال درویشوں اور مسکینوں میں بانٹ دیا۔ اس کے بعد اس بزرگ کو جب بھی کسی چیز کی ضرورت پڑتی خدائے تعالیٰ غیب سے وہ چیز اسے عطا کر دیتا۔

جب بندے نے یہ جان لیا کہ میرا پروردگار میرا محافظ ہے تو اسے چاہئے کہ تمام آفات اور ڈر کی چیزوں اور نفس و ہوا کے غلبے سے اس کی حفاظت اور حمایت کی پناہ میں رہے۔

صوفیاء کے نزدیک انسان کی حفاظت دو طرح کی ہے۔ایک ظاہر جسم کی حفاظت اور دوسرے ایمان کی حفاظت۔ ان دونوں طرح کی حفاظت پر اللہ تعالیٰ کو پورا پورا اختیار ہے چونکہ جو بندہ اپنے آپ کو اس کے سپرد کر دیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے جسم اور ایمان کی حفاظت کرتا ہے اور یہ چیز اسے ''یا حفیظ'' کہہ کر پکارنے سے حاصل ہوتی ہے۔

جو شخص اس اسم کا بکثرت وظیفہ کرے اور اس کا تعویز بنا کر گلے میں ڈالے تو پوری زندگی بے خوف رہے گا اگر چہ وہ درندوں کے درمیان یا آگ میں گر گیا ہو یہاں تک کہ آسیب و جنات کا بھی اس پر کوئی اثر نہ ہوگا۔شر شیاطین سے ہر وقت اللہ کی پناہ میں رہے گا، مال واسباب گم نہ ہوگا اور حادثات اور نظر بد سے بھی محفوظ رہے گا۔

یَامُقِیْتُ

یَامُقِیْتُ (قوائے انسانی کو توانائی دینے والے)

المقیت ایک جامع لفظ ہے جس کے کئی معنی ہیں۔اس کا اصل مطلب ہر جاندار کو نفع بخش غذا مہیا کرنا ہے یعنی ایسی خوراک فراہم کرنا جو جزو بدن بن کر باعث نشو ونما اور جان فزا بنے۔اس سے معلوم ہوا کہ اللہ ہی در حقیقت روزی رساں ہے اور روزی پہنچانے میں نگہبان بھی ہے۔غرضیکہ اللہ تعالیٰ کی جس قسم کی بھی مخلوقات ہیں اللہ اسے روزی دے کر ان کے جسم میں قوت اور توانائی پیدا کرتا ہے جس سے ان کی جسمانی قوت برقرار رہتی ہے اور پھر انسانوں کیلئے ایسی خصوصیات میں قوت پیدا کر دیتا ہے جس سے روح میں قوت پیدا ہو جاتی ہے جیسے ہدایت زہد وتقویٰ اور علم وغیرہ۔ یہ تمام ایسی عبادات ہیں کہ جن سے انسانی روح میں توانائی پیدا ہوتی ہے اور وہ حق پر قائم رہتی ہے۔المختصر اللہ تعالیٰ اس لحاظ سے مقیت ہے کہ وہ ہمارے جسم میں توانائی پیدا فرماتا ہے اور پھر وہ اس لحاظ سے مقیت ہے کہ وہ ہماری روح میں تازگی پیدا کرتا ہے پھر وہ اس لحاظ سے مقیت ہے کہ وہ جمادات اور نباتات کو ان کی بناوٹ اور ساخت کے لحاظ سے قوت دے کر ان کی نشو ونما کرتا ہے۔

ایک اور قول کے مطابق مقیت یعنی روزی کا خالق اور ابدان تک ان کی خوراک پہنچانے والا ہے۔ یہ لفظ قوت سے بنا ہے۔قوت دراصل اس خوراک کو کہتے ہیں جس سے انسان کا بدن قائم رہتا ہے۔جیسے مختلف کھانے لفظ مقیت کا مصدر اقاتت ہے بمعنی خوراک عطا کرنا، مذکورہ خوراک بدن سے تعلق رکھتی ہے اور روح کی خوراک معرفت ایمان ہے۔لفظ مقیت بمعنی توانا، حفاظت کرنے والا اور گواہ وحاضر بھی آتا ہے۔بعض اوقات مقیت بمعنی قادر اور عالم بھی بولا جاتا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ مُّقِیْتًا (پ5نساء85)

ترجمہ: اوراللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔

پس اسم مقیت علم وقدرت کے دونوں معنوں کا جامع ہے بندے کو چاہئے کہ تن اور جان کی روزی اور قوت اس سے چاہے اور اس کے علم پر اکتفا کرے۔

حضرت سہل بن عبداللہ تستری رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ روزی کسے کہتے ہیں؟ آپ نے جواب دیا اس زندہ ذات کا ذکر کرنا جو موت سے پاک ہے بعض حضرات اس طرح حکایت بیان کرتے ہیں کہ لوگوں نے آپ سے پوچھا کہ آپ کی خوراک کیا ہے فرمایا اللہ لوگوں نے کہا ہم کھانے کی وہ مقدار دریافت کرتے ہیں جس کے بغیر چارہ نہیں۔ فرمایا اللہ کے بغیر چارہ نہیں۔ لوگوں نے کہا ہم اس چیز کے بارے میں پوچھتے ہیں جس سے لوگوں کے بدن اور جسم قائم ہیں۔ فرمایا تمام اجسام اللہ تعالیٰ کی ذات سے قائم ہیں اگر تم اللہ تعالیٰ کو پہچانتے ہو۔

اس اسم سے تخلق کرنے والوں کو چاہئے کہ بھوکوں کو کھانا کھلائیں۔ غافلوں کو راہ ہدایت بتائیں۔ اپنے نفس کے حالات پر خبردار رہیں۔ نیز یہ کہ اپنے تمام اعضاء کی صحت وطاقت جملہ قویٰ کی بقاوقوت کیلئے سوال اسی مالک سے کریں اور التجا کریں اے میرے رب میرے پروردگار میرے اعضا، میرے حواس، میری خدمات، میری معلومات، میرے مشاہدات کو تو ہی اپنی رحمت وطاقت سے بڑھا۔

اگر روزہ دار پر روزہ ناقابل برداشت ہو تو اس اسم کو مٹی پر لکھ کر سونگھا جائے تو قوت غذائیت حاصل ہو گی۔ دوران سفر پانی پر دم کر کے پئیں تو پیاس ختم ہو جائے گی۔ ۵۵۰ مرتبہ پڑھ کر پانی دم کر کے ضدی بچوں کو پلائیں انشاءاللہ بچے ضد ترک کر دیں گے۔

یَاحَسِیْبُ

یَاحَسِیْبُ (اے حساب لینے والے)

اللہ تعالیٰ قیامت کے روز حساب لے گا یعنی جو کچھ اس نے ہمیں دیا ہے اس کے متعلق وہ پوری طرح باز پرس کرے گا۔ اس لئے اسے حسیب کہا جاتا ہے۔ ایک بزرگ کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی اس صفت کی بنا پر اپنی ساری مخلوق سے حساب لینے کی طاقت رکھتا ہے۔ یعنی جو مال اس نے ہمیں دنیا میں دیا ہے اس کے متعلق ہم سے پوچھے گا کہ ہم نے اس مال کو اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق خرچ کیا ہے کہ نہیں۔ اسی طرح جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے علم دے رکھا

ہے اس کے متعلق دریافت کرے گا کہ تو نے علم کو میرے احکامات کے مطابق استعمال کیا تھا؟ اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ ذرّے ذرّے کا حساب لے گا۔

ایک اور قول کے مطابق حسیب بمعنی محاسب ہے یعنی حساب لینے والا اور خدائے تعالیٰ قیامت کے دن مخلوق سے حساب لے گا اور دنیا اور آخرت میں ان کے سانس تک گنے گا۔

وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا (پ4 نساء6)

ترجمہ: اور اللہ حساب لینے کیلئے کافی ہے۔

اس کہ علاوہ حسیب کافی کے معنوں میں بھی آتا ہے یعنی کفایت کرنے والا ہے کیونکہ وہ بندوں کو چیزیں عطا فرماتا ہے تا کہ وہ ان کی دنیا اور آخرت میں کفایت کرسکیں۔

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ حسیب سے مراد ہے کافی۔ جو کوئی اس کا ہوجائے، وہ اس کیلئے کافی ہو اور اللہ تعالیٰ سب کیلئے حسیب اور کافی ہے۔ اس وصف کی حقیقت خدا کے سوا اور کسی کیلئے متصور نہیں ہوسکتی کیونکہ کفایت کے محتاج کو جو اس کی حاجت ہوگی تو اپنے وجود اور دوام وجود اور کمال وجود کیلئے ہوگی۔ اور خدا کے سوا ایسی کوئی چیز موجود نہیں ہے جو تنہا کسی چیز کیلئے کافی ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کیلئے کافی ہے نہ کہ صرف اشیاء کیلئے یعنی وہ اکیلا ہی کافی ہے کہ اس کے ساتھ اشیاء کا وجود متصل ہو اور اس کے ساتھ ان کا وجود ہمیشہ رہے اور اس کے ساتھ ان کا وجود مکمل ہو اور تم کو یہ ظن بھی نہیں کرنا چاہئے کہ جب تمہیں کھانے، پینے کی اور زمین، آسمان اور سورج وغیرہ کی ضرورت ہوئی تو تم اس کے سوا کسی اور کے محتاج ہوئے اور وہ تمہارے لئے کافی نہ تھا کیونکہ اسی نے کھانے پینے کی چیزیں اور زمین و آسمان اور سورج وغیرہ چیزیں بنائی ہیں۔ وہی تمہارے لئے کافی ہیں اور یہ بھی خیال تک نہ کرو کہ جو بچہ ماں کا محتاج ہے جو اس کو دودھ پلاتی ہے اور پرورش کرتی ہے اللہ اس کا حسیب اور کافی ہے بلکہ اللہ ہی اس کیلئے کافی ہے جس نے اس کی ماں کو پیدا کیا اور اس کے پستانوں میں دودھ بنایا اور بچے کو دودھ پینے کی ہدایت کی اور ماں کے دل میں شفقت اور محبت ڈال دی۔ یہاں تک کہ اس نے بچے کو دودھ پینے دیا۔ پس انہیں اسباب سے کفایت حاصل ہوئی ہے اور اللہ اکیلا بچے کیلئے ماں کو پیدا کرنے والا ہے۔

اگر تم سے کہا جائے کہ اکیلی ماں بچے کیلئے کافی ہے تو تم فوراً ہاں میں ہاں ملا دو گے۔ اتنا کہنے کی توفیق نہ ہوگی کہ ماں اس کیلئے کافی نہیں ہے کیونکہ وہ دودھ کا محتاج ہے اور جب دودھ نہ ہو تو ماں کہاں کافی ہوگی۔ اگر کہو گے یہ کہ ہاں بچہ دودھ کا محتاج تو ہے مگر دودھ بھی تو ماں ہی سے پیدا ہوتا ہے۔ پس وہ ماں کے سوا اور کسی کا محتاج نہ ہوا۔ مگر تم کو یاد رکھنا چاہئے کہ دودھ ماں کی طرف سے نہیں ہے بلکہ کیا ماں اور کیا دودھ دونوں خدا کی طرف سے ہیں اور خدا کے فضل و کرم سے ہیں۔ پس وہ اکیلا ہر شخص کیلئے کافی ہے اور اس کے سوا اور کوئی ایسی شے نہیں ہے جو تنہا کسی چیز کیلئے کافی ہو بلکہ اشیاء

ایک دوسری سے متعلق ہوتی ہیں اور سب کی سب خدا کی قدرت سے تعلق رکھتی ہیں۔ (اسماء الحسنٰی)

کافی کیلئے حسیب کا لفظ قرآن مجید میں یوں استعمال ہوا ہے:

وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ۙ وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَرَسُوْلُهٗٓ ۙ اِنَّآ اِلَى اللّٰهِ رٰغِبُوْنَ ۝ (پ10 توبہ 59)

ترجمہ: اور کیا اچھا ہوتا کہ جو اللہ اور اس کے رسول نے انہیں دیا ہے اس سے راضی ہو جاتے اور کہتے کہ اللہ ہمارے لئے کافی ہے۔ ہمیں عنقریب اللہ اپنے فضل سے اور اس کا رسول دے گا بے شک ہم اللہ کی طرف رغبت کرنے والے ہیں۔

بندہ کو اس وصف میں کوئی دخل نہیں ہے مگر بطریق مجاز بعید اور بلحاظ سرسری نظر اور ظن عام کے مجاز ہونا اس لحاظ سے ہے کہ گو وہ اپنے بچے کی تعلیم و تربیت کیلئے ہے لیکن وہ فی الحقیقت کافی نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی فی الحقیقت کافی ہوسکتا ہے کیونکہ بنفسہ تو خود اس کا اپنا وجود بھی قائم نہیں ہے اور نہ بنفسہ اپنے آپ کیلئے کافی ہے تو غیر کیلئے کب کافی ہوسکتا ہے۔

بندہ کا کافی ہونا خلق عام کے لحاظ سے اس لئے ہے کہ اگر فرض کیا جائے کہ وہ مستقل بالکفایت ہے تو بھی وہ اکیلا کافی نہیں ہوسکتا کیونکہ وہ ایسے محل کا محتاج ہے جو اس کے فعل اور کفایت کو قبول کرسکتا ہو۔ کم از کم ایک کا محتاج ہوگا جو محل علم ہے تا کہ وہ تعلیم میں کافی بن سکے۔ اور ایک معدہ چاہئے جو کھانا پہنچنے کی جگہ ہوتا ہے تا کہ وہ بدن میں کھانا پہنچانے کیلئے کافی ہوسکے۔ علاوہ ان کے وہ اور بہت سی اشیاء کا محتاج ہوگا جن کا کوئی شمار نہیں ہے اور ان میں سے کوئی شے بھی اس کے اختیار میں نہیں ہے اور خدا کا کافی ہونا اس لئے صحیح ہے کہ وہ خالق فعل ہے اور خالق محل ہے اور شرائط قبول کا خالق ہے۔

بندہ کا کافی کہلانا سرسری نظر سے اس لئے ہے کہ بسا اوقات ایک فاعل پر نظر پڑتی ہے اور اس کے سوا اور کسی کا خیال بھی دل میں نہیں گزرتا۔ پس وہ دیکھتا ہے یہ فاعل ہی کافی ہے حالانکہ فی الحقیقت ایسا نہیں ہے۔

حضرت شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ جب بندے نے یہ جان لیا کہ اللہ تعالیٰ اس کیلئے کافی ہے تو چاہئے کہ اسی کو کافی جانے اور اسی کی تدبیر پر بھروسہ کرے اور تمام امور میں اسی پر توکل کرے۔ قرآن مجید میں فرمایا (وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ) جو شخص اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتا ہے تو وہ اس کیلئے کافی ہوتا ہے۔ بندہ جب یہ جان لیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ میری زندگی کے سانس بھی گن رہا ہے اور ایک ایک سانس کا حساب لے گا کہ میں نے اس میں کیا کیا تو چاہئے کہ اپنے افعال ضابطے کے اندر رکھے۔ اپنے اموال کو ٹھیک کرے جب وہ یہ بھی جان لیتا ہے کہ شرف و کمال تو اللہ تعالیٰ ہی کیلئے ہے تو اس پر اپنے نفس کی کمینگی اور عیب ظاہر ہو جاتا ہے۔ پھر وہ اپنی ذات پر تکبر نہیں

کرتا اور نہ اپنے افعال کو دیکھ کر خود پسندی میں مبتلا ہوتا ہے۔ اس اسم سے متخلق ہونے کا معنی یہ ہے کہ محتاج لوگوں کی حاجات کی کفایت کا ذریعہ بنے، اپنے نفس کا محاسبہ کرے، اس سے پہلے کہ اس کا حساب لیا جائے اور اپنے نفس کو معرفت وطاعت سے شریف اور نیک بنائے۔

رات میں سوتے وقت روزانہ اس اسم کو ستر مرتبہ پڑھا جائے تو دشمنوں کی دشمنی، چوروں کے خوف اور ہمسایہ کی برائی سے خلاصی حاصل رہے گی سات دن تک اسے جاری رکھیں۔ یہ وظیفہ جمعرات کو شروع کیا جائے اور اس دوران حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ اُٹھتے بیٹھتے، چلتے، پھرتے پڑھتے رہنے سے ہر مشکل سے نجات بھی ہوگی۔

یَا جَلِیْلُ

یَا جَلِیْلُ (اے جلال و جمال والے)

اللہ تعالیٰ کی شان اپنے ذاتی کمالات کی بنا پر جامع اور اکمل ہے اور اپنی صفات میں ہر لحاظ سے کامل اور عظیم ہے۔ اس میں جمال اور جلال کی خوبیاں بیک وقت موجود ہیں۔ اس لئے اسے جلیل کہا جاتا ہے۔ اللہ اپنی صفت جلال کی بنا پر مخلوق کے افعال کو سیدھے راستے پر قائم رکھتا ہے اور صفت جمال کی بنا پر ان پر رحمت اور کرم کرتا ہے اور انہیں نعمتیں عطا فرماتا ہے۔ کسی مخلوق کو اس کے حضور میں دم مارنے کی جرأت نہیں۔ اگر کوئی اس کے حضور میں اکڑنے کی کوشش کرے تو وہ اس کی گرفت میں آ جاتا ہے۔ اس لئے اس کے جلال اور عظمت سے ڈرنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ اپنے لطف وکرم اور سختی کی بنا پر جلیل ہے۔

جلیل وہ ذات ہے جس کی شان بہت بلند وارفع ہو اور جس کا حکم تمام مخلوق پر غالب ہو کہ کوئی اس کا مقابلہ نہ کر سکے اور کوئی اس کے حکم پر غالب نہ ہو سکے اور ذات وصفات خداوندی اور افعال میں کوئی اس کا ثانی اور ہمسر نہ ہو اور عظمت وجلال کی تمام صفات اس میں پائی جاتی ہوں اور صفات عظمت وجلال سے ہمارا مقصود یہ ہے کہ وہ تمام موجودات سے بے نیاز، شہنشاہ مطلق ہر عیب اور نقص سے پاک اور تمام موجودات سے زیادہ علم وقدرت کا مالک ہو اور وہ تمام اوصاف جو اسماء حسنیٰ میں مذکور ہوئے اس میں کامل طور پر پائے جاتے ہوں اور یہ تمام صفات مجموعی طور پر بجز ذات خداوندی کے کسی میں جمع نہیں ہو سکتیں کیونکہ تمام عالم میں جو بھی کمال وخوبصورتی اور حسن وجمال پایا جاتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی ذات یا صفات کا ایک نور ہے کہ نور خداوندی کے اثر سے وہ چیز جلوہ گر ہو رہی ہے۔ یعنی کوئی شے بھی جلوہ خداوندی سے خالی نظر نہیں آتی۔ وہ شے خود بخود جلوہ فرما نہیں ہے۔ نہ اس کا یہ جلوہ ذاتی ہے بلکہ وہ ایک جلوہ خداوندی کا

پرتو ہے اور اسی کے جلوہ سے اس میں حسن و جمال پیدا ہو گیا ہے۔ اسی لحاظ سے اللہ تعالیٰ کو جمیل بھی کہا جاتا ہے۔

اسماء الحسنٰی امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ میں ہے کہ جلیل کے معنی جلال کی صفتوں سے موصوف اور جلال کی صفتیں ہیں۔ غنی، ملک، تقدس، علم، قدرت وغیرہ

پس ان سب صفات کا جامع جلیل مطلق ہے اور جو ان میں سے بعض کے ساتھ موصوف ہو اس کی جلالت اسی قدر ہے جتنی صفتوں سے وہ موصوف ہو۔

جلیل مطلق صرف اللہ تعالیٰ ہے گویا کبیر کا مطلب کمال ذات ہے اور جلیل کا کمال صفات ہے اور صفات سب کی سب ادراک بصیرت کی طرف منسوب ہیں۔ بایں ہیئت کہ وہ بصیرت پر حاوی ہو جاتی ہیں۔ اور بصیرت ان پر حاوی نہیں ہوتی۔ صفات جلال جب اس بصیرت کی طرف منسوب کی جائیں جو اس کو ادراک کرتی ہے تو ان کو جمال کہتے ہیں اور ان سے متصف ہونے والا جمیل کہلاتا ہے۔

اسم جمیل اصل میں صورت ظاہری کیلئے موضوع ہے جو نظر سے محسوس ہوتی ہے جب کہ وہ اس طرز کی ہو کر نگاہ پسند کرے۔ پھر وہ صورت باطنی کیلئے منقول کیا گیا ہے جو بصیرت (عقلی نگاہ) سے ادراک کی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ کہا جاتا ہے فلاں شخص سیرت جمیلہ رکھتا ہے۔ اس میں خلق جمیل ہے اور صورت نظر عقلی سے ادراک کی جاتی ہے نہ کہ ظاہری نظر سے۔ غرض کہ باطنی صورت جب کہ کامل، متناسب اور ان تمام کمالات کی جامع ہو جو اس کے لائق ہوں اور جیسی چاہئیں تو وہ صورت بصیرت باطنہ کیلئے جو ادراک کرتی ہے، پسندیدہ اور دلکش ہے جس کے نظارے سے ایک ایسی لذت، لطف اور سرور حاصل ہوتا ہے جو بصارت ظاہری کے ذریعے سے ظاہری صبیح و بلیغ شکلوں کا نظارہ کرنے والے کو حاصل نہیں ہوتا۔

جمیل مطلق خاص اللہ تعالیٰ ہے کیونکہ دنیا میں جو جمال و کمال اور حسن و دلربائی ہے وہ اسی کی ذات کے انوار اور صفات کے آثار سے ہے اور ایسا موجود اس کے سوا اور کوئی نہیں ہے جس کو کمال مطلق حاصل ہو اور اس کا کوئی ثانی وجوداً یا امکاناً نہ ہو۔ اسی لئے اس کا عارف اور اس کے جمال کا مشاہدہ کرنے والا، اس قسم کی لذت اور سرور محسوس کرتا ہے جس کے آگے جنت کی نعمتیں اور ظاہری صورتوں کی خوش نمائیاں ہیچ ہیں بلکہ صورت ظاہری کے جمال کو معانی باطنہ کے جمال سے جو کہ بصیرت کے ذریعہ سے ادراک میں آ سکتا ہے کوئی مناسبت نہیں ہے۔ اس امر کو ہم نے احیاء العلوم کی کتاب المحبۃ میں بیان کیا ہے۔

پس ثابت ہوا کہ وہ جلیل اور جمیل ہے اور ہر جمیل دیدار کرنے والے کیلئے محبوب و معشوق ہوتا ہے تو اس کا لازمی نتیجہ ہے کہ وہ محبوب ہو مگر ان لوگوں کے نزدیک جو اس کی معرفت سے بہرہ رکھتے ہیں جیسے ظاہری دلپسند صورتیں محبوب ہوتی ہیں مگر ان لوگوں کے نزدیک جو آنکھیں رکھتے ہیں نہ کہ اندھوں کے نزدیک۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے شرح مشکوٰۃ میں لکھا ہے کہ جلال اور جلالت بمعنی بزرگی اور بزرگ درجے والا ہونا اللہ تعالیٰ جلیل مطلق ہے۔ جلال و کمال کی صفتوں کا جامع ہے۔ گروہ اولیاء کی اصطلاح میں صفات قہریہ کے آثار کے ظہور کو جلال، صفات لطیفہ کے آثار کے ظہور کو جمال کہتے ہیں۔

جمیل بھی اسماء حسنٰی میں آیا ہے اگرچہ اس روایت میں مذکور نہیں ہے۔ لفظ جمیل دراصل اس خوبصورتی کیلئے وضع کیا گیا ہے جو ظاہری صورتوں میں پائی جاتی ہے اور آنکھ سے محسوس ہوتی ہے جس کا حسن بڑا نمکین اور آنکھ کو بڑا پسند آتا ہو اور دل کے بہت موافق ہو۔ اصل میں جمیل کا معنی یہ ہے جو بیان ہوا اس کے بعد اس لفظ کا استعمال باطنی صورتوں کی خوبصورتی کیلئے ہونے لگا جو بصیرت سے محسوس ہوتی ہے۔ چنانچہ کہتے ہیں سیرت جمیل و خلق جمیل اور جمیل مطلق صرف اس کی ذات ہے جس طرح جلیل مطلق بھی وہی ہے کیونکہ عالم میں جس جگہ بھی کوئی حسن یا جمال یا کمال یا جلال پایا جاتا ہے اسی کی تو وہ صرف اس کی تعظیم کرتا اور صرف اسی کو دوست رکھتا ہے۔ بزرگی میں اس کی قدر کو سب سے ارفع جانتا ہے اور اپنے وجود مجازی میں اسی کے انوار جلال و جمال اور اس کی عظمت اور کبریائی کو اپنا ورد زبان بناتا ہے اور اس کے آگے درست دعا و راز کرتا ہے۔ اس کے آگے مطلق نیست بن جاتا ہے تاکہ اس میں ہست مطلق ظہور پذیر ہو جائے جیسا کہ ایک شاعر کہتا ہے ؎

شرقنی و غربنی — اخرجنی عن وطنی
اذا تغیبت بدا — وان بدا غیبنی

ترجمہ:

(1) مجھے وہ مشرق کی جانب لے گیا اور مغرب کی جانب لے گیا حتیٰ کہ مجھے اپنے وطن سے ہی نکال کر لے گیا۔

(2) جب میں غائب ہو گیا تو وہ ظاہر ہو گیا اور اگر وہ ظاہر ہوا تو مجھے غائب کر دیا۔

گم شدم درگم شدن دین منست — نیستی از ہستی آئین منست!
تو دروگم شوکہ تجرید ایں بود — گم شدن گم کن کہ تفرید ایں بود

ترجمہ:

(1) گم ہونے میں گم ہو جانا میرا دین ہے، ہست سے نیست ہو جانا میرا دستور ہے۔

(2) تو اس میں گم ہو جا کہ تجرید یہ ہے۔ گم ہونے کو بھی گم کر دے کیونکہ تفرید یہ ہے۔

اس صفت سے موصوف ہونے کا معنی یہ ہے کہ اپنے نفس کو صفات کمال سے آراستہ کرے اپنی صفات باطنہ کو نیک کرے اخلاق ذمیمہ کو مہذب بنائے تاکہ خود بھی جلیل و جمیل بن جائے اور خدا و مخلوق سب اس سے دوستی کرنے لگیں۔

جو شخص اس اسم کو بکثرت ہر نماز کے بعد پڑھتا رہے تو لوگوں کے دلوں میں اس کی ہیبت پیدا ہو جائے گی۔ اگر اس کا تعویذ بنا کر گلے میں ڈالے تو لوگوں میں صاحب عزت ہو گا۔ شب عروسی میں گیارہ سو مرتبہ اس اسم کو پڑھ کر کسی چیز پر دم کر کے دلہن کو کھلانا میاں بیوی میں محبت کا موجب بنے گا اور آئندہ زندگی خوشحال گزرے گی۔

یَاکَرِیْمُ

یَاکَرِیْمُ (بے انتہا عطا کرنے والا)

اللہ کریم ہے کیونکہ اس سے جو مانگتا ہے اسے عطا کر دیتا ہے۔ جتنا مانگتا ہے اتنا ہی دے دیتا ہے۔ مانگنے سے بھی دیتا ہے اور بلا مانگے بھی دیتا ہے۔ ہر کسی کو دیتا ہے۔ ہر وقت دیتا ہے۔ کسی کو اس کے فطری حق سے محروم نہیں رکھتا۔ اس کی عطا کے خزانے بھرپور ہیں، کبھی ختم نہیں ہوں گے۔ اس کے در سے کوئی خالی نہیں لوٹتا۔ بار بار مانگنے سے کبھی نہیں اکتاتا۔ مخلوق کی کوتاہیوں کو دیکھتے ہوئے بھی درگزر کر دیتا ہے۔ گویا کہ اس کے کرم کی کوئی حد نہیں۔ اس لئے ہر وقت اللہ تعالیٰ سے کرم کی التجا کرتے رہنا ضروری ہے۔

کریم کا لفظ کرم سے ہے کرم کا مطلب عظمت، شرف، عزت اور جود وسخا کے ہیں۔ سعادت دارین میں ہے کہ کریم کا مطلب ہے وہ ذات جو انتقام پر قدرت رکھتے ہوئے معاف کر دے۔ وعدہ پورا کرے اور دیتے وقت امید سے بڑھ کر دے۔ یہ پروا نہ کرے کہ کتنا دیا کسے دیا حساب نہ کرے۔ یہ پسند نہ کرے کہ حاجت مند اپنی حاجت کسی اور کے پاس لے جائے۔ پس کریم مطلق اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ کریم، وہ ہے کہ جب قدرت پائے، تو معاف کرے اور جب وعدہ کرے تو اس کو پورا کر دکھائے اور جب دینے لگے تو توقع سے بڑھ کر دے۔ یہ نہ دیکھے کہ کس کو دیتا ہے اور کتنا دیتا ہے۔ جب اس کو چھوڑ کر کسی اور کے سامنے حاجت پیش کی جائے تو اس کو منظور نہ کرے۔ جو شخص اس سے التجا کرے اس کو یوں ہی نہ ٹالے بلکہ ان کو وسیلوں اور سفارشوں کا بھی محتاج نہ رکھے۔ پس جس میں یہ تمام صفات سچ مچ جمع ہوں، بناوٹی نہ ہوں وہ کریم ہے اور وہ صرف اللہ تعالیٰ ہے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے لکھا ہے کہ کریم وہ ذات ہے کہ جب کوئی غلطی کرے تو اس سے درگزر کرے جب وعدہ کرے تو پورا کرے اور جب کسی کو عطا کرے تو امید سے زیادہ دے اور اس کی پروا بھی نہ کرے کہ کتنا دیا ہے اور کسے دیا ہے اور اس کے علاوہ اگر اور سے حاجت کا طلب گار ہو تو وہ ناراض ہوتا ہو اور جب کوئی اس کی نافرمانی کرے تو

عتاب کرے اور جو اس سے التجا کرے اور اس کی درگاہ میں گڑگڑائے تو اسے ضائع نہ ہونے دے اور تمام وسیلوں اور سفارشیوں سے مخلوق کو بے پروا کردے اور ہر ایک اس کا قرب حاصل کرسکتا ہو۔ ابن عطا فرماتے ہیں جو مخلوق کو اس کی آرزوؤں سے ناامید نہ کرتا ہو اور مجموعی طور پر یہ صفات بجز ذات خداوندی کے کسی میں نہیں پائی جاتیں۔

منقول ہے کہ ایک اعرابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن ہمارا حساب کون لے گا۔ فرمایا اللہ تعالیٰ خود ہی حساب لے گا۔ یہ سن کر اعرابی خوش ہوا اس کے منہ پر تبسم بکھر گیا۔ لوگوں نے پوچھا تمہارے تبسم کرنے کی کیا وجہ ہے۔ اس نے کہا کہ کریم جب عیب دیکھتا ہے تو انہیں چھپا دیتا ہے۔ جب قادر ہوتا ہے تو معاف کردیتا ہے۔ بندے کو چاہئے کہ شکر و کرم عفو درگزر اور جود و سخاوت کو اپنا دستور بنائے اور دل میں ایسے کریم کی محبت و دوستی کو بٹھائے۔ اس اسم سے متصف ہونے کا معنی یہ ہے کہ ان صفات کے حاصل کرنے کی کوشش کرے اور ان صفات کے ساتھ متصف ہونے کیلئے زور لگائے تا کہ اسے بھی ان صفات میں سے کچھ یا زیادہ حاصل ہوجائے۔ اس طور پر جو اس کے حال کے لائق ہے۔ ان صفات سے باقی تمام لوگوں سے بڑھ کر انبیاء علیہم السلام متصف ہوتے ہیں اور سید الانبیاء علیه من الصلوات افضلها و من التحیات اکملها سب سے کامل تر و کریم تر ہستی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے بعد آپ ہی سب کریموں سے بڑھ کر کریم ہیں پھر آپ کی امت کے اولیاء و علماء اپنے اپنے درجات و مراتب کے مطابق اہل کریم ہیں۔ (اشعۃ اللمعات مترجم جلد سوم)

حضرت امام غزالی کا فرمان ہے کہ ان صفات سے مزین ہونے کا فخر کبھی کبھی بندہ بھی حاصل کرلیتا ہے لیکن صرف بعض امور میں اور ایک قسم کی تکلیف سے حاصل کرتا ہے۔ اسی لئے کبھی کبھی وہ کریم کی صفت سے موصوف کیا جاتا ہے لیکن کریم مطلق کی نسبت سے وہ ناقص ہے اور بندہ اس صفت سے کیوں نہ موصوف ہو جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ''انگور کی بیل کو کرم نہ کہو کیونکہ کرم مسلمان آدمی ہوسکتا ہے۔''

کہتے ہیں کہ انگور کی بیل کو کرم اس لئے کہتے ہیں کہ وہ ایک پاکیزہ اور اچھے پھل والا درخت ہے جس کا پھل قریب ہی سے باآسانی ہاتھ آجاتا ہے، نہ کانٹے ہیں اور نہ کوئی اور آزار رساں چیز ہے بخلاف کھجور کے۔

شمس المعارف میں ہے کہ کریم وہ ذات ذوالمنن ہے جو قادر ہونے کے باوجود معاف کردیتی ہے اور وعدہ کو وفا کرتا ہے اور اتنا دیتی ہے کہ غنی کردیتی ہے۔ یہ امور صرف اللہ تعالیٰ کے ہیں۔ فعل تکرم سے پہلے کرم رب العالمین ہے جو ایک نعمت اور اس کی ایجاد ہے جس سے روح کا امتداد میثاق گری اور عالم کو عدم سے وجود میں لانا ہے اور دوسرا کرم عقل سے مقید کرنا ہے پھر اور کرم نبیوں کی دعوت اور حکمت کا ظہور ہے جو ہمارے دلوں میں ودیعت کی جس طرح ہم سب مسلمان ایمان لائے۔ اگر اللہ کا کرم ہم پر نہ ہوتا تو ہماری مجال نہ تھی کہ ہم ایمان لاسکتے۔ یہ اس کا بے حد کرم ہے کہ ہمیں مسلمان بنایا ہے۔ کفار اس کے غیر کی پرستش کرتے اور اس کی نافرمانیاں کرتے ہیں لیکن وہ عذاب میں جلدی

نہیں کرتا ہم پر اس کا خصوصی کرم ہے کہ ہمیں ایک نیکی کے بدلے دس نیکیوں کا ثواب دیتا ہے اور ایک بدی کرنے پر ایک ہی بدی کا گناہ دیتا ہے۔ جب گنہگار اس کی طرف رجوع ہو کر توبہ کرتا ہے تو کریم اس کی جملہ برائیاں نیکیوں سے بدل دیتا ہے۔ میرے کریم بہت آپ کے کرم پر ہم۔

بعض کتب نازل شدہ میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے میرے بندہ نے انصاف نہیں کیا۔ مجھے اس پر عذاب کرتے شرم آتی ہے لیکن وہ میری نافرمانی کرتے ہوئے شرم نہیں کرتا۔

ایک بزرگ عارف نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اے اللہ ایک بہت ہی حقیر ایک چیز کی مجھے ضرورت ہے۔ مجھے شرم آتی ہے کہ تجھ سے ایسی حقیر حقیر چیز کا سوال کروں لیکن تیرے سوا کسی اور سے مانگتے ہوئے شرم آتی ہے حکم ہوا مجھ ہی سے مانگو۔ اگرچہ آٹے کیلئے نمک اور بکری کیلئے چارہ کی ہی حاجت ہو۔ اس اسم کے دوامی ذاکر کی اللہ حفاظت کرتا اور ابواب رزق مفتوح کرتا ہے۔

عزت و کرامت کے لیے یہ اسم بے حد مؤثر ہے۔ سوتے وقت اس اسم کو پڑھتے پڑھتے سو جائیں بہت جلد اثر ہو گا۔ اگر کسی کو کوئی حاجت درپیش ہو تو اُسے چاہئے کہ اس اسم کو ۱۰۰۰ امرتبہ روزانہ چالیس دن تک پڑھے انشاء اللہ جائز مراد پوری ہو گی۔

یَارَقِیْبُ

یَارَقِیْبُ (اے نگہبان)

حفاظت کی غرض سے نگہبانی اور نگرانی کرنے والے کو رقیب کہا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ رقیب ہے کیونکہ وہ اپنی مخلوق کی ہر چیز کا نگہبان اور محافظ ہے۔ ہر ادنیٰ اور پوشیدہ چیز کی نگہبانی کرتا ہے۔ کوئی چیز کسی وقت بھی اس کی نظر سے اوجھل نہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ○ (پ4 نساء1)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ تم پر نگرانی کر رہا ہے۔

اس سے معلوم ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہی ہر چیز کو جانتی ہے اور ہر چیز کی حفاظت کرتی ہے اور اس سے ایک لمحہ بھی غافل نہیں۔ اس لئے اسے رقیب کہا جاتا ہے۔ اس لے رقیب، علیم اور حفیظ کا مجموعہ ہے۔ جو شخص اس اسم کی مداومت کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے اپنے نفس کی نگہبانی کی توفیق عطا فرماتا ہے۔

رقیب کے معنی علیم وحفیظ یعنی ہر شے کی حالت سے بخوبی واقف اور اس کا نگہبان۔ پس جو ذات کسی شے کی ایسی نگہبان ہو کہ اس سے کسی وقت بھی غافل نہ ہو اور اس پر لازمی اور ہمیشہ نظر رکھے، اس کو رقیب کہتے ہیں۔ گویا اس صفت کے مفہوم میں علم اور حفظ داخل ہیں لیکن اس اعتبار سے کہ وہ لازم ودایم ہیں اور اس شے سے نسبت رکھتے ہیں جس سے خدا آفات کو دفع کرتا ہے۔

صراح میں ہے رقیب بمعنی نگہبان و نگاہ میں رکھنے والا کام بنانے والا علامہ طیبی نے کہا رقیب بمعنی حفیظ ہے کہ تمام اشیاء کی نگہبانی کرتا اور ہر ایک شے کا ملاحظہ کرتا ہے تو زمین و آسمان میں ایک ذرے کی مقدار چیز بھی اس سے غائب نہیں۔

رقابت میں مبالغے کا مفہوم بھی ہے یعنی بہت زیادہ حفاظت کرنے والا اس اعتبار سے دونوں کے درمیان فرق ہوگا۔ بندے کے اس صفت سے متعلق اور محقق ہونے کی وجہ ظاہر ہے یعنی بندہ اپنی نگہبانی کرے اپنے آپ کو نفسی و قلبی عوارض یعنی فریب وزبردستی وغیرہ سے بچائے۔ ہمیشہ حق تعالیٰ کی نگاہ میں باادب رہے اور نامناسب امور سے پوری طرح پرہیز کرے اور یہ بات ذہن میں رکھے کہ اللہ تعالیٰ میرے ہر ظاہری اور باطنی حال پر رقیب و گواہ ہے اور اس بات کی فکر میں رہے کہ نفس وشیطان تاک میں بیٹھے ہیں۔ فرصت کی تلاش میں ہیں اور مجھے غفلت میں ڈالنا چاہتے ہیں تاکہ جب میں غافل ہو جاؤں تو اپنا کام کر دیں اور اپنے غصے کا نشانہ بنائیں تو بندے کو چاہئے کہ ان سے ہمیشہ محتاط رہے۔ ان کے مکروفریب سے ہوشیار رہے اور دل میں ان کے آنے کے راستے بند کر دے مراقبے کا یہی معنی ہے۔

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ بندہ کیلئے مراقبہ کا وصف اس وقت محمود ہے جبکہ وہ خدا کیلئے اور اپنے دل کیلئے ہو۔ اور یہ اس طرح ہے کہ مراقبہ کرنے والا یقین رکھے کہ اللہ تعالیٰ ہر امر میں اس کا قریب اور شاہد ہے اور یقین رکھے کہ نفس بھی میرا دشمن ہے اور شیطان بھی۔ اور یہ دونوں موقع کے انتظار میں ہیں کہ اس کو غفلت اور دین کی مخالفت پر آمادہ کریں۔ لہٰذا وہ ان سے بچنے کی تدبیر کرے کہ ان کی گھاتوں، مکروں اور جست کرنے کے موقعوں کو تاڑتا رہے حتیٰ کہ ان کے تمام راستے اور سوراخ بند کر دے۔ یہ مراقبہ ہے۔

حضرت امام بونی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ رقیب وہ محافظ حقیقی ہے جو پوشیدہ اور ادنیٰ چیز کی بھی حفاظت کرتا ہے۔ وہ دائم الوجود ہے۔ زمانہ اور مکان اسے محدود نہیں کر سکتے۔ یہ صفت بھی اللہ تعالیٰ کی ہے۔ باری تعالیٰ نے آسمانی مخلوق پیدا کر کے ان میں فنا کے رقیب کو توحید میں عطا کیا اور ان کو برزخ کی طرح منتقل کیا یہاں بھی ان پر رقیب مقرر کیا پھر ان کو عالم فطرت میں لا کر امانت کو ان پر رقیب کیا پھر حشر کی طرف لے جا کر وہاں تجلی کو ان پر رقیب کیا فرماتا ہے (الیہ یرجع الامر کلہ) اسی کی طرف سب کام واپس جاتے ہیں۔

اس اسم کا ورد خاص کر حفاظت حمل کے لیے ہے، مال و دولت اور اولاد کی حفاظت کے لیے بھی انتہائی مجرب

ہے۔ دشمنوں اور چوروں کے خطرات سے بھی محفوظ رہے گا۔ اگر کوئی شخص سفر پر جاتے ہوئے اس اسم کو ۳۱۲ مرتبہ پڑھ کر پانی دم پر کرے اپنے مکان کی دیواروں پر چھڑک جائے تو واپسی تک اس کا مکان بحفاظت رہے گا۔

یَامُجِیْبُ

یَامُجِیْبُ (دعائیں قبول فرمانے والا)

اللہ اپنی مخلوق کی دعاؤں کو سنتا ہے اور قبول فرماتا ہے۔ اس لئے اسے مجیب کہا جاتا ہے کیونکہ وہ ہر سائل کے سوال کا جواب دیتا ہے اور ہر پکارنے والے کی پکار کا جواب دیتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَیَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَیَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ قَلِیْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ؕ (پ20 نمل 62)

ترجمہ: بھلا کون ہے جو بے قرار کی دعا سنتا ہے اور اس سے مصیبت کو دور کرتا ہے، جب وہ دعا کرتا ہے اور تمہیں زمین کا خلیفہ بنا دیا کیا اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی اور معبود ہے۔ بہت تھوڑے نصیحت حاصل کرتے ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ مجیب ہے کہ وہ مظلوموں کی پکار کو سن کر ان کے ظلم کا تدارک کرتا ہے۔ اللہ مجیب ہے کہ وہ دکھیوں کی صدا کو سن کر ان کے دکھ کا ازالہ کرتا ہے۔ اللہ مجیب ہے کہ جب کوئی پریشان حال اسے مدد کیلئے بلاتا ہے تو وہ اس کی مدد فرما دیتا ہے۔ اللہ مجیب ہے کہ وہ اپنے ولیوں کو اپنا بنا کر ان کی ہر صدا پر لطف و کرم کا اظہار فرماتا ہے۔ اللہ مجیب ہے کہ وہ اپنے فقیروں کے اٹھے ہوئے ہاتھوں کی لاج رکھتا ہے۔ اللہ مجیب ہے کہ وہ اس کی بھی سنتا ہے کہ جو اسے مانتا ہے اور اس کی بھی سنتا ہے جو اسے نہیں مانتا۔ اس لئے میرے دوست! پہلے اسے مجیب کہہ کر پکار پھر اس کے حضور اپنے دل کی التجا کر ان شاء اللہ تعالیٰ قبول ہو گی۔

سعادت دارین میں لکھا ہے کہ بندے کو چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کے حکموں پر عمل پیرا ہو۔ منع کرے تو باز آ جائے بلائے تو حاضر ہو پھر اللہ تعالیٰ کی عطا شدہ قدرت سے ہر سائل کو عطا کرنے کی عادت اختیار کر لے۔ اگر اختیار نہیں تو لطف و کرم سے جواب دے۔ کتنے ہی متکبر کمینے ہر ہدایت قبول کرنے سے گریزاں رہتے اور کوئی دعوت دی جائے حاضر نہیں ہوتے بلکہ اپنی شان و بڑائی کی حفاظت کرتے اور دعوت دینے والے سائل کے دل کی پرواہ نہیں کرتے اگر ان اسباب پر غور کرے اور اس اسم مبارک کو دیکھے تو پتہ چلے۔

معارف الاسماء میں لکھا ہے کہ وہ لوگ جو نافرمانی اور سرکشی سے دور رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے قریب و مجیب ہونے

پر ایمان رکھتے ہیں اور جو احکام الٰہی کو فراخ دلی اور استحکام سے قبول کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کا مجیب ہونا ان پر سراسر ظاہر ہو جاتا ہے۔ اس اسم پاک سے تخلق حاصل کرنے والوں کیلئے لازم ہے کہ جب بھی موقع ملے دل کھول کر یا ہاتھ اٹھا کر پوری توجہ، پوری رغبت اور پورے یقین قبولیت سے دعا کیا کریں۔ نامنظوری یا عدم قبولیت کا وہم بھی دل میں نہ آنے دیں۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے لکھا ہے کہ مجیب کا لفظ اجابت سے بنا ہے بمعنی جواب دینا۔ اجابت کا معنی دعا کرنے کا بھی آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے جواب دیتا ہے جو بھی اسے پکارتا ہے وہ ہر دعا کو قبول فرمانے والا ہر سوال پر عطا فرمانے والا اور وہی پریشان حال لوگوں کی دعاؤں کو سننے والا ہے جبکہ وہ قال اور حال کی زبان سے دعا کرتا ہے بلکہ دعا کرنے سے پہلے ان کی دعائیں قبول فرمانے والا اور طلب کرنے سے پہلے انہیں عطا کرنیوالا، اجابت میں یہ بھی ہے کہ وہ مخلوق کی دعائیں سنتا اور ان کی حاجتوں کیلئے کافی ہوتا ہے جو اس نے بندوں کے کاموں کی تدبیر کیلئے تدبیریں کردی ہیں ان کی پیدائش سے پہلے وہ اس طرح کہ اس نے اسباب پیدا کر دیئے ان کے رزق کے انتظامات کئے زمین و آسمان میں ایسے آلات پیدا فرمائے جن سے بندوں کی ضرورتیں پوری ہوتی ہیں تو بندے کیلئے چاہئے کہ امر و نہی میں حق تعالیٰ کی دعوت قبول کرے۔ بندوں کی حاجات کے پورا کرنے میں کوشش کرے جہاں تک اس سے ہوسکتا ہے ان کی ضروریات کو پورا کرے اگر عاجز اور بے بس ہو تو نرمی اور نرم بات سے ان کو جواب دے ان کی باتیں سنے ان کی طرف سے ہدیہ قبول کرے جیسا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کرتے تھے۔

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ مجیب وہ ہے جو سائل کے سوال کو پورا کرے۔ دعا کرنے والے کی دعا کو قبول فرمائے۔ لاچار لوگوں کی ضرورت مہیا کرے بلکہ التجا سے پہلے انعام دے اور دعا سے پیشتر بخشش کرے اور وہ صرف اللہ تعالیٰ ہے کیونکہ وہی حاجت مندوں کی حاجت کو ان کے سوال سے پہلے جانتا ہے بلکہ ازل ہی سے اس کو اس کا علم ہے۔ مخلوقات کی حاجت روائی کیلئے کھانے اور غذائیں بنائی ہیں۔ اور تمام کے تہ کیلئے اسباب و آلات میسر کر دیئے۔

بندہ کو چاہئے کہ سب سے پہلے خدا کے امر و نہی کیلئے مجیب بنے۔ پھر بندوں کیلئے مجیب بنے۔ یعنی خدا نے جو اس کی نعمتیں عطا کی ہیں ان میں سے سائل کا سوال پورا کرے۔ اپنے مقدور بھر سائل کی مدد کرے یا اگر کچھ بھی مقدور نہ ہو تو نرمی سے جواب دے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ (اور سائل کو نہ جھڑکنا) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ لَوْ دعیت الی کراعٍ لَاَجَبْتُ ولو اهدی الی ذراع لقبلت یعنی ''اگر بکری کے پائے پکا کر بھی مجھے دعوت دی جائے تو میں قبول کرلوں اور اگر ایک ذراع (جانور کی پنڈی) بھی مجھے ہدیہ میں دی جائے تو میں بخوشی لے لوں۔''

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دعوتوں میں تشریف لے جانا اور ہدیئے قبول فرمانا محض دلداری کی غرض سے تھا۔ بعض لوگ جو ہر قسم کے ہدیئے کے قبول کرنے اور دعوت کے منظور کرنے سے اپنی شان کو برتر سمجھتے ہیں اور اپنی شان و عظمت کو اس سے بچانا چاہتے ہیں اور التجا کرنے والے کے دل کی کوئی پروانہیں کرتے خواہ اس کو سخت صدمہ پہنچے۔ ایسے لوگوں کا اس اسم کے معنی میں کوئی حصہ نہیں ہے۔

دل بدست آور کہ حج اکبر است
از ہزاراں کعبہ یک دل بہتر است

جو شخص اس اسم کو ۵۵ مرتبہ روزانہ ہر نماز کے بعد پڑھنے کا معمول بنائے گا انشاء اللہ اس کی ہر جائز دعا قبول ہوگی، اگر حمل ضائع ہونے کا خطرہ ہو تو عورت سات روز تک اپنے پیٹ پر ہاتھ رکھ کر سات مرتبہ پڑھے انشاء اللہ بچہ ضائع نہ ہوگا۔ اگر مسافر کی پیٹھ پر ہاتھ رکھ کر سات مرتبہ پڑھ جائے تو دوران سفر محفوظ رہے گا۔ اس اسم کو قیدی قید میں کثرت سے پڑھنا شروع کر دے تو قید سے خلاصی کا کوئی نہ کوئی ذریعہ بن جائے گا۔ اس اسم کی کثرت سے پڑھائی ناراض بیوی کو راضی کرنے کے لیے بہت مفید ہے۔

یَاوَاسِعُ

یَاوَاسِعُ (اے وسعت دینے والے)

واسع کا مطلب وسعت اور کشادگی والا ہے چونکہ اللہ کی وسعت کی کوئی انتہا نہیں اس لئے اسے واسع کہا جاتا ہے کیونکہ اس کا علم وسیع ہے۔ اس کی بادشاہت لامحدود ہے اس کے غنا کی کوئی حد نہیں۔ اس کی ذات کے پاس سب کچھ ہے۔ اس کی حکومت لازوال ہے۔ اس کی نعمتیں بے پناہ ہیں۔ اس کے انعام واکرام لاتعداد ہیں۔ اس کا احسان سب احسانوں سے عظیم ہے۔ اس کی عطا ہر ایک کیلئے یکساں ہے۔ اس کے وجود کی کوئی انتہا نہیں۔ اس کا غلبہ سب پر غالب ہے۔ وہ اپنے حسن و جمال میں یکتا ہے۔ وہ اپنے جلال میں سب سے بڑھ کر ہے۔ اس کی بزرگی سب سے اعلیٰ ہے۔ وہ اپنے کمالات قدرت میں اتنا وسیع ہے کہ اس کا کوئی کنارہ نہیں۔ وہ اپنے نور میں اتنی وسعت رکھتا ہے کہ انسانی عقل وہاں تک پہنچ نہیں سکتی۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ اپنی ذات اور صفات میں ہر لحاظ سے بے پناہ وسعت کا حامل ہے۔ اسی لئے وہ اپنی اس صفت کی بنا پر ''یاواسع'' کہلاتا ہے۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اسماء الحسنٰی میں لکھا ہے کہ واسع، سعۃ (وسعت) سے مشتق ہے۔ اور وسعت کبھی علم

میں ملحوظ ہوتی ہے جبکہ علم وسیع ہو اور صاحب علم معلومات کثیرہ پر حاوی ہو اور کبھی احسان اور عطائے نعمت سے منسوب کی جاتی ہے۔ خواہ کوئی لحاظ کر دو اور کسی تقدیر کو لو، بہر حال واسع مطلق اللہ تعالیٰ ہے کیونکہ اگر اس کے علم کو لو تو اس کی معلومات کے سمندر کا کوئی کنارہ ہی نہیں۔ بلکہ اس کے کلمات لکھنے کیلئے سمندروں کو سیاہی کی جگہ استعمال کیا جائے تو سمندر ختم ہو جائیں گے۔ اگر اس کے احسان اور نعمت کو دیکھا جائے تو اس کی مقدورات کی کوئی انتہا نہیں۔ ہر وسعت تو کیسی ہی بڑی ہو وہ ایک نہ ایک طرف تک ضرور اختتام کو پہنچیں گی اور جو ذات کسی طرف بھی اختتام پذیر نہیں ہے وہ وسعت کے اسم کی زیادہ حقدار ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ ہی واسع مطلق ہے۔ کیونکہ ہر واسع اپنے سے زیادہ واسع کے مقابلہ میں غیر واسع یعنی تنگ ہے اور جو وسعت نہ کسی طرف پر منتہی ہو جائے ممکن ہے کوئی اور وسعت اس سے بھی زیادہ بڑی ہو لیکن جس ذات کی نہ کوئی نہایت ہو اور نہ کوئی طرف ہو اس سے زیادہ وسعت تصور ہی میں نہیں آ سکتی۔

شیخ عبدالحق کا کہنا ہے کہ یہ لفظ سعتؔ سے بنا ہے بمعنی فراخی و فراخ کرنا اور سب کو پہنانا اس فراخی کی نسبت علم کی طرف بھی کرتے ہیں۔ چنانچہ کہتے ہیں کہ اس کا علم تمام معلومات کو وسیع و محیط ہے۔ احسان کی طرف بھی اس کی نسبت کرتے ہیں چنانچہ کہتے ہیں اس کا احسان وسیع ہے اور اس کی نعمت ہر طرف پھیلی ہوئی ہے پھر اس کی نسبت قدرت، ملک و غنا کی طرف بھی کرتے ہیں۔ ان تمام صفات میں واسع مطلق اللہ تعالیٰ ہے اور وہ جو کہتے ہیں سعت بمعنی دولت مندی و توانائی و دسترس بھی آتا ہے تو وہ اسی تعلق کی بنا پر آتا ہے اور بندے کے ذمے لازم ہے کہ جب اس نے خدا کو پہچان لیا اور اس کے علم قدرت ملک اور بے نیازی کو بھی جان لیا کہ جہالت بے بسی، فقر اور محتاجی کی تنگی میں نہ پڑا رہے بلکہ بے نیاز ہو جائے اور تمام کاموں میں اسی کے حضور التجا کرے اور تنگی کے وقت اسی سے پناہ چاہئے اس اسم سے متخلق ہونے کا معنی یہ ہے کہ علوم و معارف میں وسعت پیدا کرے۔ اخلاق جود و سخاوت اختیار کرے۔ سینے کو کشادہ کرے دل کو فراخ کرے اس پر جو حوادث بھی نازل ہوں اور جو اذیت بھی پہنچے اس سے دل تنگ نہ ہو اور کوئی چیز کسی سے ہٹا کر نہ رکھے۔ سب کے ساتھ ہر لحاظ سے کشادہ رو رہے۔

بندے کی وسعت علوم اور اخلاق میں ہوتی ہے۔ پس اگر اس کے علوم بکثرت ہوئے تو اپنے وسعت علم کے موافق وہ واسع ہے اور اگر اس کے اخلاق وسیع ہو گئے حتیٰ کہ نہ محتاجی کا خوف اس کو تنگدل کر سکے نہ حاسد کا غصہ اور نہ حرص کا غلبہ تو وہ بھی واسع ہے مگر یہ سب وسعتیں کسی نہ کسی حد پر ختم ہو جاتی ہیں۔ حقیقی واسع اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

صبر و قناعت، مال و دولت کے حصول کے لیے یہ اسم بے حد مجرب ہے لہٰذا نماز عصر کے بعد ایک سو مرتبہ اس اسم کو پڑھا جائے۔ اگر کوئی شخص اپنی دوکان کا کاروبار بڑھانا چاہتا ہو تو اُسے چاہئے کہ نماز جمعہ کے بعد چند آدمی اکٹھے کر کے اس اسم کو ۳۱۲۵۰ مرتبہ پڑھائے اور چار جمعوں تک اسی طرح کرے انشاء اللہ اس اسم کی برکت سے کاروبار میں بے پناہ اضافہ ہوگا غرضیکہ اس کی آمدن میں اضافہ ہو کر اضافہ ہو جائے گا۔

یَاحَکِیْمُ

یَاحَکِیْمُ (اے حکمت والے)

حکیم وہ ہوتا ہے جس کے حکم میں سراسر حکمت ہو۔ اعمال میں افضلیت ہو۔ اس لئے اللہ کا ہر حکم جو وہ اپنی مخلوق کیلئے جاری کرتا ہے اس میں سراسر مخلوق کی بھلائی مقصود ہوتی ہے۔ اگر چہ بعض اوقات اللہ تعالیٰ کے احکامات بظاہر بھلے معلوم نہیں ہوتے لیکن ان میں انسانی بہتری کیلئے بے شمار اچھائیاں ہوتی ہیں۔ انسان کی عقل اور فکر محدود ہے۔ اس لئے وہ اللہ تعالیٰ کی ہر حکمت کو نہیں سمجھ سکتا مگر اس کے باوجود جسے اللہ تعالیٰ کسی حد تک علم کی باریکی عطا فرماتا ہے وہ حکیم کہلواتا ہے۔ مگر انسان کی حکومت ایک حد تک محدود ہوتی ہے۔ اس لئے انسان اپنی حکمت میں اللہ تعالیٰ کا محتاج ہے لیکن اللہ تعالیٰ حکمت کے عطا کرنے میں محتاج نہیں۔ انسانی حکمت زوال پذیر ہے لیکن اللہ کی حکمت کو کبھی زوال نہیں۔ اللہ تعالیٰ جسے حکمت عطا فرماتا ہے اسے دنیا میں دوسروں سے برتر و بلند کر دیتا ہے۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا حکیم کے معنی صاحب حکمت اور حکمت سے مراد ہے افضل چیز کو افضل علم سے جاننا اور تمام اشیاء سے بزرگ اللہ تعالیٰ ہے۔

لہٰذا وہ حقیقی حکیم ہے کیونکہ وہ سب سے بڑی شے کو افضل علم کے ساتھ جانتا ہے یعنی سب سے بڑی ذات خدا کی ہے اور افضل علیم وہی ہے جو ازلی و دائم ہو اور اس کا زوال متصور نہ ہو۔ واقع کے ایسا مطابق ہو کہ اس میں کسی قسم کے خفا اور شبہ کا دخل نہ ہو۔ ایسے علم کے ساتھ خاص خداوند تعالیٰ متصف ہے۔

اس شخص کو بھی حکیم کہہ دیا کرتے ہیں جو عجیب عجیب صنعتی اشیاء بنائے اور ان کی بناوٹ میں خوبیاں اور استحکام پیدا کرے۔ اس صفت کا کمال بھی خاص خدا کیلئے ہے لہٰذا وہ حکیم مطلق ہے۔

شیخ عبدالحق دہلوی نے فرمایا ہے کہ حکیم، حکمت سے بنا ہے۔ حکمت کمال علم اور حسن عمل، ایقان اور علم و عمل کے احکام سے عبارت ہے۔ علم محکم کو بھی حکمت کہتے ہیں۔ پس یہ لفظ احکام کے اضافے کے ساتھ علیم کے معنی میں آتا ہے۔ بعض فرماتے ہیں حکیم حاکم کا مبالغہ ہے اور حکیم اسے کہتے ہیں جو حقائق اشیاء کا عالم ہو اور جو مصنوعات کی باریکیوں کو بہتر طور پر جانتا ہو اور کسی چیز کے بنانے میں بہت محکم اور پائیدار ہو ان تمام معنی میں کمال صرف خدائے تعالیٰ کی ذات پاک کیلئے ہے۔ چنانچہ وہ جو کام بھی کرتا ہے بہ تقاضائے حکمت کرتا ہے اور دانش اور بینش سے کرتا ہے وہ اپنے کاموں میں سستی و کمزوری سے منزہ و مبرا ہے۔ و اسرار کے حقائق و دقائق کو جاننے والا ہے اور جو شخص جان لیتا

ہے کہ پروردگار تعالیٰ حکیم ہے اس پر لازم ہو جاتا ہے کہ اس کے حکم سے راضی ہو اور اس بات کو جانے کہ ہر بات میں اس نے بہت اعلیٰ اعلیٰ حکمتیں رکھی ہیں۔ اگرچہ ظاہراً معلوم نہیں ہوتیں تو اسے چاہئے کہ کسی بات پر اعتراض نہ کرے نہ غصہ کرے اور یہ جانے کہ وہ فاعل مختار اور حاکم علی الاطلاق ہے۔

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ جو شخص تمام اشیاء کو جانتا ہو، مگر خدا کو نہ جانتا ہو وہ حکیم کہلانے کا مستحق نہیں ہے کیونکہ وہ سب سے بڑی اور سب سے زیادہ افضل شے کو نہیں جانتا اور حکمت کے تمام علوم سے زیادہ افضل علم ہے اور علم کی بزرگی اس چیز کی بزرگی پر موقوف ہے۔ جس کی نسبت علم ہو اور خدا سے بڑھ کر کوئی شے بزرگ نہیں ہے۔ لہٰذا جو شخص خدا کو پہچانتا ہے وہ حکیم ہے گو باقی تمام مروجہ علوم سے بے بہرہ ہو اور ان کے متعلق کچھ بیان کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو۔

یاد رکھو کہ خدا کی حکمت اور بندے کی حکمت میں فرق ہے۔ جو خدا کی نسبت بندے کے علم اور خود خدا کے علم میں فرق ہے خیال کر و ان دونوں علموں میں کس قدر فرق ہے اور اس سے سمجھ سکتے ہو کہ ان دونوں حکمتوں میں کس قدر فرق ہے۔ تاہم یہ علم تمام علوم سے زیادہ نفیس اور زیادہ موجب خیر ہے (وَمَنْ اُوْتِیَ الْحِکْمَۃَ فَقَدْ اُوْتِیَ خَیْرًا کَثِیْرًا) یعنی جس شخص کو حکمت دی گئی، اس کو خیر کثیر دی گئی۔

جو شخص خدا کو پہچان لیتا ہے تو اس کا طرز کلام دوسرے لوگوں سے ممتاز ہو جاتا ہے۔ وہ جزئیات اور گھٹیا باتوں میں بہت کم غور و خوض کرتا ہے بلکہ اس کا ہر کلام مجمل اور کلی اور معنی خیز ہوتا ہے۔ وہ دنیوی فوائد کا کم خیال کرتا ہے۔ جو کچھ کہتا ہے عاقبت میں فائدہ دینے والی بات کہتا ہے اور چونکہ اس کی یہ حالت لوگوں کے نزدیک اس کی معرفت الٰہی کی نسبت زیادہ ظاہر ہوتی ہے۔ لہٰذا لوگ اس کے کلمات کلیہ کو اکثر حکمت کہا کرتے ہیں اور ان کے قائل کو حکیم کا خطاب دیتے ہیں۔

اس اسم سے متخلق ہونے کی صورت یہ ہے کہ قوت نظریہ کی تکمیل اور قوت عملیہ کی تحسین میں پوری پوری کوشش کرے اور ان علوم و فنون کو اچھی طرح جانے جو اس کے نفس کی تکمیل سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس اسم کے مطابق بندے کو یہ بھی چاہئے کہ بے وقوفی اور لغو باتوں سے پرہیز کرے۔ کوئی بھی کام حقانی اشارے اور ربانی تقاضے کے بغیر نہ کرے تاکہ اسم الحکیم کے اطلاق کا مستحق بنے۔

حضرت ذوالنون مصری قدس اللہ سرہ سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا میں نے علاقہ مغرب کے بارے میں سنا کہ وہاں ایک شخص ہے جو علم و حکمت میں مشہور ہے میں اس کی زیارت کیلئے گیا میں چالیس دن اس کے دروازے پر پڑا رہا۔ وہ شخص وقت نماز مسجد میں آتا اور پھر حیرانی اور گم سم حالت میں گھر واپس چلا جاتا۔ میری طرف کوئی توجہ نہ کرتا۔ اس کی اس حالت سے مجھے تنگی لاحق ہوئی۔ میں نے کہا اے جوانمرد میں چالیس دن سے یہاں کھڑا ہوں میری

طرف تونے کوئی توجہ نہیں کی اور مجھ سے کوئی بات نہیں کی۔ مجھے کوئی نصیحت کر اور حکمت و نصیحت کی بات سکھا تاکہ میں اسے یاد رکھوں۔ اس نے کہا تو اس پر عمل کرے گا۔ میں نے کہا ہاں اگر خدا نے توفیق دی اس نے فرمایا دنیا کو دوست نہ رکھ فقر کو دولت مندی شمار کر۔ مصیبت کو نعمت جان اور روک رکھنے کو عطا سمجھ۔ غیر حق سے انست کر نہ ہی غیر حق سے محبت کر دین کیلئے خواری کو عزت سمجھ۔ زندگی کو موت سمجھ اور طاعت کو حرمت و عظمت جان اور توکل کو اپنا ذریعہ معاش بنا۔

علم کی زیادتی اور حکمت کے دروازے کھولنے کے لئے آدھی رات میں یہ اسم ۸۷ امرتبہ اکیس دن تک روزانہ پڑھا جائے تو انشاء اللہ کامیابی ہوگی اور ہر مصیبت سے نجات بھی ملے گی، جو حکیم اس اسم کو روزانہ ۱۰۰ امرتبہ پڑھنے کا معمول بنالے تو اللہ تعالیٰ اُس کی روزی میں اضافہ فرمادے گا اور اس کی عقل و فرست میں دانائی پیدا ہو جائے گی۔

یَاوَدُوْدُ

یَاوَدُوْدُ (اے محبت کرنے والے)

اللہ ودود ہے کیونکہ وہ اپنے بندوں کے دلوں میں اپنی محبت پیدا کر کے پھر ان سے محبت کرتا ہے۔ عام طور پر محبت اس طرح ہوتی ہے کہ پہلے محبوب اپنے محبّ پر تھوڑا سا مہربان ہوتا ہے جس سے محبّ محبوب سے محبت کرنے لگتا ہے۔ اگر محبوب محبّ کی محبت کا جواب محبت میں دے تو محبت میں گہرائی پیدا ہو جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب اللہ اپنے کسی بندے پر مہربان ہوتا ہے تو وہ اللہ کی محبت میں گرفتار ہو جاتا ہے۔ دراصل یہ بندے کی محبت نہیں ہوتی بلکہ اللہ ہی بندے سے محبت کرنے لگتا ہے۔ چنانچہ اللہ کی محبت اپنے نیک بندوں کیلئے مخصوص ہے۔

ودود، وہ ہے جو تمام مخلوق کیلئے بہتری چاہتا ہو۔ لہٰذا ان کے ساتھ بھلائی کرے اور ان کی تعریف بھی کر دیا کرے۔ یہ اسم رحیم کے معنی کے قریب قریب ہے لیکن رحمت کی نسبت مرحوم کی طرف ہوتی ہے اور مرحوم وہ ہوتا ہے جو محتاج اور لاچار ہو۔ رحیم کے افعال تو مرحوم کو ضعیف چاہتے ہیں۔ ودود کے افعال نہیں چاہتے بلکہ ودّ (دوستی) کا نتیجہ یہ ہے کہ بلا تحریک۔ آپ سے آپ نعمت بخشی جائے پس جس طرح خدا کی رحمت کے معنی یہ ہے کہ وہ مرحوم کیلئے بھلائی اور حاجت روائی کا ارادہ کرتا ہے اور رحم کے باعث درد دل کے عارض ہونے سے وہ منزہ ہے۔ اس طرح اس کی مودت (دوستی) یہ ہے کہ وہ بخشش، نعمت، احسان اور انعام کا ارادہ کرتا ہے اور وہ دوستی کیلئے اختیار سیلان سے مبرا ہے۔ اس کی رحمت و مودّت جو مرحوم و مودود کے حق میں صادر ہوتی ہے۔ تو رقت یا دوستی کے میلان کی وجہ سے نہیں بلکہ صرف اس کے ثمرہ اور فائدہ کیلئے ہوتی ہے۔ پس فائدہ ہی رحمت و مودّت کا نچوڑ ہے اور یہ خاص خدا کا حق ہے۔ مرحوم

ومودود کانہیں۔خدافائدہ رسانی کا ذمہ دار نہیں ہے۔

وَاسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ ؕ اِنَّ رَبِّىْ رَحِيْمٌ وَّدُوْدٌ ○ (پ12 ھود90)

ترجمہ: اور اپنے رب سے استغفار کرو اور اسی کے حضور توبہ کرو بے شک میرا رب رحیم ہے اور محبت کرنے والا ہے۔

وَهُوَ الْغَفُوْرُ الْوَدُوْدُ ۙ○ (پ30 بروج14)

ترجمہ: اور وہ غفور ودود ہے۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے لکھا ہے کہ وکی پیش وز بروز یر ہے۔اس سے مودت بھی بنا ہے یعنی دوستی کرنا، بعض نے فرمایا کہ مضبوط دوستی قائم کرنے کا نام مودت ہے۔اللہ تعالیٰ مومنوں سے دوستی کرتا ہے اور مومن اس سے دوستی رکھتے ہیں۔چنانچہ فرمایا (يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗ) یعنی وہ ان سے محبت کرتا ہے اور وہ ان سے محبت کرتے ہیں۔مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان پر رحمت کرتا ہے ان کیلئے خیر چاہتا ہے انہیں نعمت سے سرفراز کرتا ہے ان پر احسان فرماتا ہے اور ان کی صفت وثنا کرتا ہے اور ایمان والے اس سے دوستی رکھتے ہیں یعنی اس کی فرمانبرداری کرتے اس کی تعظیم بجالاتے اور اس کی ہیبت دل میں رکھتے ہیں اور اس کی ذات میں مستغرق رہتے ہیں اور فرمایا (وَهُوَ الْغَفُوْرُ الْوَدُوْدُ) الودود یہاں اسم غفور کو اسم ودود سے پہلے بیان فرمایا تا کہ عاصی گناہ گار جو غبار معصیت سے آلودہ ہوتے ہیں۔وہ بھی ناامید نہ ہوں یعنی اللہ تعالیٰ پہلے عاصیوں کے حال کے رخسار پر سے غفور ومغفرت کے ساتھ غبار معصیت صاف کرتا ہے اور ان کے اوپر معصیت کا گرد وغبار جھاڑتا اور انہیں پاک کرتا ہے اس کے بعد اپنے محبوبوں اور معشوقوں کے دائرے میں لاتا ہے۔

ازمن گناہ آید ومن آنم   وزتو کرم آید وتو آنی

مجھ سے ہی گناہ ہی سرزد ہوتا ہے اور میں وہی گناہ گار ہوں تجھ سے کرم ہی سامنے آتا ہے اور تو وہی کرم نواز ہے۔

اس اسم سے ہونے کی وجہ ظاہر ہے پھر اس سے متخلق ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اہل دین سے دوستی کرے خیر و بھلائی میں سے جو کچھ اپنے لئے چاہتا ہے دوسرے مسلمانوں کیلئے بھی پسند کرے بلکہ اپنے نفس پر ایثار کرنے میں انہیں ترجیح دے۔اس اسم میں کمال پیدا کرنے کی صورت یہ ہے کہ اسے ایثار واحسان سے کوئی چیز بھی نہ روک سکے اور غضب و کینہ وایذا، ایثار کے راستے میں رکاوٹ نہ بنے اور جو شخص اس سے تعلق کاٹے یہ اس سے تعلق جوڑے جو اسے محروم کرے یہ اسے عطا کرے جو اس پر ظلم کرے یہ اس سے درگزر کرے اس محبت کا فرد اعلیٰ یہ ہے کہ محبوبان حق کی محبت میں بالکل ثابت قدم رہے اور محبوں کے طریقے کے مطابق چلنے میں پوری کوشش صرف کرے۔استقامت و پامردی دکھائے اور اس کے دوستوں کی دوستی کو اپنی نجات کا وسیلہ عظمیٰ جانے۔خصوصاً اللہ تعالیٰ کے تمام محبوبوں سے محبوب ترین

اور تمام محبوں سے محبت ترین حضرت جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و طاعت کو لازم جانے کیونکہ وہ عین محبت حق و طاعت حق ہے۔

ایک عجیب حکایت مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقوں میں سے ایک عاشق کو 70 ہزار دینار بطور وراثت ملے۔ اچانک اس کے سامنے حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک بال مبارک کسی کے ہاتھ میں سامنے آیا۔ اس عاشق نے وہ 70 ہزار دینار دے کر آپ کا موئے مبارک خرید لیا۔

جمادے چند دادم جان خریدم بحمد اللہ عجب ارزان خریدم

میں نے چند پتھر دیئے اور جان خرید لی۔ الحمد اللہ کہ میں نے عجیب سستا سودا کر لیا۔

علماء فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی محبت کے صحیح ہونے کی نشانی یہ ہے کہ اس کے رگ و ریشے میں حضرت جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سرایت کر چکی ہو۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی دوستی کا نشان یہ ہے کہ آپ کے اہل بیت سے محبت ہو اور ان تمام سے بھی جو آپ سے نسبت رکھتے ہیں۔

دوستے را دوست داری دوستش را دوست دار

دوست را بر دیدہ دار و دیدہ را بر دوست دار

اگر تو دوست سے دوستی رکھتا ہے تو اس کے دوست سے بھی دوستی کر۔ دوست کو آنکھ پر رکھ اور آنکھ کو دوست پر رکھ۔

ایک کتے نے دو تین دن اللہ تعالیٰ کے دوستوں کا ساتھ اختیار کیا تو اسے انسانی صورت مل گئی اور ہمیشہ کی نعمتیں مل گئیں تو آدمی کیوں ناامید ہو۔ پیر ہرمی قدس اللہ سرہ العزیز فرماتے ہیں جب پتھر کو پھل لگ سکتا ہے اور کتے کو دیدار نصیب ہو سکتا ہے تو عبداللہ کو ناامیدی سے کیا سروکار۔

اسماء الحسنیٰ میں لکھا ہے کہ اللہ کے بندوں میں سے ودود وہ ہے جو مخلوق کیلئے وہی چاہے جو اپنے لئے چاہتا ہے اور اس سے بھی اعلیٰ وہ شخص ہے جو ان کو اپنے پر مقدم سمجھے۔ چنانچہ کسی بزرگ نے فرمایا ہے کہ کاش میں دوزخ کا پل بن جاتا تاکہ لوگ مجھ پر سے صحیح و سلامت گزر جاتے۔ اس صفت کا کمال یہ ہے کہ غصہ، کینہ اور جو تکلیف پہنچی ہو۔ وہ اس ایثار احسان کا مانع نہ ہو۔ جیسے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جنگ میں جب کہ کسی کور باطن کافر کے پتھر مارنے سے آپ کا اگلا دانت ٹوٹ گیا تھا اور چہرہ مبارک خون آلودہ ہو گیا تھا کہ (اللھم اھد قومی فانھم لایعلمون) یعنی الٰہی میری قوم کو ہدایت دے کیونکہ وہ کچھ جانتے نہیں۔ پس ان لوگوں کی بدسلوکی آپ کو اس ارادہ سے باز نہ رکھ سکی جو آپ ان کی فائدہ رسانی کے متعلق رکھتے تھے اور جیسے کہ آنحضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو ارشاد فرمایا تھا کہ "اگر تم چاہو کہ مقربین سے بھی سبقت لے جاؤ تو بدسلوکی کرنے والے سے نیک سلوک کرو۔"

نہ دینے والے کو دے، ظلم کرنے والے کو معاف کر۔

یہ اسم ایک ہزار بار کھانے پر پڑھ کر بیوی کے ساتھ کھانا کھایا جائے تو میاں بیوی میں بے پناہ محبت پیدا ہوگا اور ساتھ ہی اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے دل بھی سرشار ہوگا۔ جو شخص اس اسم کو روزانہ ۱۲۵۰۰ مرتبہ پڑھنے کا معمول بنالے اور تین سال تک پڑھتا رہے انشاء اللہ اس کے دل میں حُب الٰہی پیدا ہو جائے گی اور ہر کوئی اس کی طرف مائل ہوگا اور تسخیر خلق میں خوب کامیابی بھی حاصل ہوگی۔

یَامَجِیْدُ

یَامَجِیْدُ (اے بزرگی والے)

مجید کا مطلب انتہائی بزرگی والا ہے یعنی اللہ اپنے مرتبے اور مقام کے لحاظ سے سب سے بلند پایہ ہے اور اپنے شرف کے لحاظ سے بھی سب سے اعلیٰ ہے اس لئے اسے مجید کہا جاتا ہے یہ لفظ مجد سے بنا ہے جس کا مطلب عالی مرتبت ہے۔

ایک اور قول کے مطابق مجید ماجد کا مبالغہ ہے یعنی جو انتہائی عزت وشرف کا مالک ہو کہ اس کے بعد عزت وشرف کا کوئی مقام نہ ہو۔ جو اعلیٰ قدر، سب سے زیادہ عطا فرمانے والا اور بلحاظ ذات سب سے زیادہ اشرف ہو گویا کہ مجید میں جلیل، وھاب اور کریم تینوں اسماء کے معنی پائے جاتے ہیں۔

امام بونی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ مجید وہ ذات بزرگ ہے جو بے انتہاء ہی بخشش والی ہے، جس کے شرافت ذاتی کے ساتھ ساتھ افعال بھی شریف ہوں۔ اسے مجید کہتے ہیں۔ العدۃ مجد الا ماجد اور مجید ہے مجید اسم مبالغہ ہے، جس کے معنی جلیل اور کریم ہیں سعادت دارین میں ہے کہ مجید وہ ہے جس کی ذات شریف، افعال خوبصورت اور جود وعطا وسیع ہو، گویا شرف ذات کے ساتھ جب حسن افعال مل جائے، اسے مجد اور ماجد بھی کہہ لیتے ہیں۔

قرآن پاک میں مجید کا لفظ اللہ تعالیٰ کی ذات کیلئے آیا ہے اس کے علاوہ قرآن پاک کیلئے استعمال ہوا ہے کہ قرآن بلند شان والا ہے پھر عرش عظیم کو عرش مجید کہا گیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ تینوں برتر و عالی ہیں۔ اس لئے ان کے مقام کو ظاہر کرنے کیلئے ان کیلئے مجید کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ بعض علماء لغت کا کہنا ہے کہ مجید کے معنوں پر اگر غور کیا جائے تو یہ اسم اپنے مفہوم میں جلیل، وہاب اور کریم کے اسماء کا جامع ہے۔

سورت ھود میں مجید کا لفظ اللہ تعالیٰ کیلئے یوں آیا ہے:

قَالُوْٓا اَتَعْجَبِيْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ ؕ اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

ترجمہ: فرشتے بولے کیا تمہیں اللہ تعالیٰ کے حکم پر تعجب ہے۔ حضرت ابراہیم اور ان کے گھر والوں پر اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہوں بے شک وہ تعریف کیا گیا بزرگی والا ہے۔ (پ 12 ھود 73)

قرآن مجید کے بارے میں ارشاد الٰہی ہے کہ:

بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ ۙ فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ ۠ (پ بروج 21-22)

ترجمہ: بلکہ یہ قرآن بڑی عظمت والا ہے جو لوح محفوظ میں موجود ہے۔

قٓ، وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ (پ 26 ق 1)

ترجمہ: ق، قسم ہے قرآن مجید کی۔

عرش کو بھی مجید کہا گیا ہے۔

ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيْدُ (پ 30 بروج 15)

ترجمہ: وہی عرش مجید والا ہے۔

اگر غور کیا جائے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ مجید کے لفظ میں جو وسعت اور گہرائی ہے اس کا مصداق اللہ کی ذات کے سوا اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ قرآن کریم چونکہ پروردگار کا کلام اور اس کی صفت ہے اس لحاظ سے اس کے ساتھ اس لفظ کا استعمال اصل میں موصوف کی وجہ سے ہے۔ اسی طرح پروردگار کا عرش وہ اگرچہ مخلوق ہے لیکن پروردگار سے اپنی نسبت خاص اور قرب کی وجہ سے وہ ان بلندیوں کا حصہ ہے جو پروردگار کی صفات بن گئی ہیں۔ اس لحاظ سے اس کے ساتھ اس لفظ کا استعمال درحقیقت پروردگار کے ساتھ ہی استعمال ہے ورنہ کسی اور مخلوق کیلئے چاہے وہ اپنے مرتبہ اور فضیلت میں کتنی بھی بلند کیوں نہ ہو اس لفظ کا استعمال نہیں ہوا۔ اب جہاں تک پروردگار کے بلند مرتبہ ہونے کا تعلق ہے اس کے فضائل و کمالات کی وسعت کا تعلق ہے اور اس کی عطا و بخشش کے ہمہ گیر ہونے کا تعلق ہے تو یہ ایک ایسی بدیہی چیز ہے کہ جو شخص بھی خدا کی ذات پر یقین رکھتا ہے اس کیلئے اس کو محسوس کرنا کوئی مشکل بات نہیں۔ آسمان، زمین، سورج، چاند، ستارے، سیارے اور پھر اس کائنات کی وہ وسعتیں جہاں تک ابھی انسان کا علم نہیں پہنچ سکا اور خود انسان کی قوت ادراک جو قدرت کا سب سے بڑا عطیہ ہے اور جس نے اس دنیا کو ایجادات سے مالا مال کر دیا انسان تمام چیزوں کے احاطہ سے اپنے آپ کو قاصر پاتا ہے۔ چہ جائیکہ وہ اس تمام کائنات کے خالق و مالک کی وسعتوں اور اس کے مراتب کی بلندی کا احاطہ کر سکے۔ اس لئے یہ کہہ کر آدمی عقل و خرد کے ہتھیار ڈال دیتا ہے کہ الٰہی تو مجید ہے اور تیری مجد و عطاء پر ہم یقین رکھتے ہیں لیکن اس کی وسعتوں کو جاننے سے قاصر ہیں۔

اگر کسی شخص کو جزام یعنی کوڑھ ہو جائے تو وہ ایام بیض یعنی ۱۳-۱۴-۱۵ کو روزے رکھے اور افطار کے بعد مسلسل یَا مَجِیْدُ کو نماز عشاء تک پڑھتا رہے انشاء اللہ تین دن میں اس کا اثر دیکھ لے گا۔ اس اسم کو پڑھنے والا متقی اور پرہیز گار بن جاتا ہے اور اُسے صالح اعمال کی توفیق بھی مل جائے گی اور وہ ہمیشہ باعزت رہے گا۔

یَابَاعِثُ

یَابَاعِثُ (اے مبعوث فرمانے والے)

الباعث بعث سے بنا ہے جس کا مطلب معبوث کرنا اور اٹھانا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کی صفت باعث سے مراد اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس ہے جس نے لوگوں کی ہدایت کیلئے پیغمبروں کو مبعوث فرمایا جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ توفیق سے لوگوں کو توحید خداوندی پر آمادہ کیا۔ اللہ تعالیٰ اس لحاظ سے بھی باعث ہے کہ وہ روز قیامت مردوں کو زندہ کر کے اٹھائے گا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مقام محمود پر فائز فرمائے گا۔ ان باتوں کا مفہوم قرآن کی حسب ذیل آیات سے ظاہر ہوتا ہے۔

بعض نے یہ بھی کہا ہے کہ اس کا مطلب مردوں کو قبروں سے اٹھانے والا ہے یا دنیا میں جو واقعات اور حادثات پیدا ہوتے ہیں ان کا محرک وہی ہے۔ اس اعتبار سے یہ لفظ بڑا پر معنی ہے یعنی یہ لفظ اللہ کی شان قدرت کا مظہر ہے اس لئے اسے پڑھنے والا اللہ کے ہر اس راز سے آگاہ ہو جاتا ہے جس کا کسی چیز کو دوبارہ قائم کرنے سے تعلق ہے۔

علاوہ ازیں اللہ تعالیٰ کو اس صفت سے پکارنے والا زندہ دل ہو جاتا ہے۔ اس کا دل حقیقت کی طرف مائل ہو جاتا ہے اور نیک کاموں کی طرف سے جو شیطان غفلت پیدا کرتا ہے اس اسم کی بدولت سستی اور غفلت دور ہو جاتی ہے۔

جو شخص سوتے وقت اپنا ہاتھ سینے پر رکھ کر سو اس اسم کو روزانہ کثرت سے پڑھنے کا معمول بنائے تو اس کا دل علم و حکمت سے منور ہو گا۔ گناہوں سے نفرت ہو گی نیکی کی طرف دل راغب ہو جائے گا۔ اگر پریشانی کے عالم میں اس اسم کو روزانہ ۳۱۲۵ مرتبہ چالیس یوم تک پڑھے تو اس کی پریشانی ختم ہو جائے گی۔ گم شدہ بچے کو واپس لانے کے لیے اس اسم کو مل کر سوا لاکھ مرتبہ پڑھا جائے تو گم شدہ بچہ مل جائے گا۔

یَاشَہِیْدُ

یَاشَہِیْدُ (اے حاضر اور گواہی دینے والے)

شہید وہ ہوتا ہے جو حاضر و ناظر ہونے کی وجہ سے ہر چیز کا شاہد یعنی گواہ ہو۔ شہید کا لفظ شہود سے بنا ہے جس کا مطلب گواہی دینا ہے مگر بعض کا کہنا ہے کہ حاضر، ظاہر اور باطن پر مطلع کیلئے شہید کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ علامہ یوسف نبہانی کا قول ہے کہ اس کا معنی خصوصی اضافت کے ساتھ علیم کی طرف رجوع کرتا ہے۔ جب مطلق علم کا اعتبار کیا جائے تو علیم ہے اور جب اس کو غیب اور امور باطنہ کی طرف منسوب کیا جائے تو خبیر ہے اور جب اس کو امور ظاہرہ کی طرف منسوب کیا جائے، شہید ہے۔

امام بونی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے اسم شہید بھی اسم علیم ہی کی طرح ہے۔ اس لئے کہ اس میں غیب اور شہادت دونوں صفات موجود ہیں۔ غیب سے باطن اور شہادت سے ظاہر مراد ہے۔

قرآن مجید میں اسم شہید اللہ تعالیٰ کیلئے صفاتی طور پر 22 جگہ پر آیا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہر چیز کو دیکھ رہا ہے۔ اس لئے وہ اس کے حالات کے مطابق اس کا گواہ ہے کیونکہ دنیا کی کوئی چیز کوئی سکوت، کوئی حرکت اس کی شہادت کے باہر نہیں۔ اس لئے وہ شہید ہے۔ بعض علماء کا کہنا ہے کہ شہادت غیب کی ضد ہے کیونکہ ہر پوشیدہ چیز کیلئے غیب کا لفظ استعمال ہوتا ہے جبکہ سامنے موجود چیزوں کیلئے شہادت کا لفظ بولا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ چونکہ ہمارے ظاہری امور سے اچھی طرح واقف ہے اس لئے اسے شہید کہا جاتا ہے۔

شہید کا لفظ شہود سے نکلا ہے بمعنی حاضر آنا یا شہادت سے نکلا ہے بمعنی گواہی دینا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ظاہر و باطن اور غیب وشہادت سب پر حاضر و مطلع ہے اور قیامت کے دن مخلوق کے اعمال وافعال پر گواہی دینے والا ہے۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ مراد یہ ہو کہ وہ اپنی وحدانیت پر شاہد و گواہ ہے جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے کہ بے شک وہی معبود ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں یا اپنے رسول کو مدد دینے اور یوم میثاق میں پیغمبروں سے ایمان پر گواہی لینے والا ہے کہ جب تمہارے بعد میرا رسول آئے تو اس پر ایمان لانا اور اس کی مدد کرنا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

جب اللہ تعالیٰ نے نبیوں سے عہد لیا یہ آیت اس عہد پر دلالت کرتی ہے۔ بعض نے فرمایا شاہد بمعنی ظاہر کرنے والا بھی آیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے کلام سے بطریق وحی والہام احکام دین اسلام کو ظاہر کرنے والا ہے۔ بعض نے شہید بمعنی مشہود لہ بھی کیا ہے یعنی انبیاء واولیاء، علماء اور ملائکہ اس کی ذات کی وحدانیت اور اس کی صفات کے کمال کی گواہی

دیتے ہیں۔اگر چہ اس کی ذات وصفات کی حقیقت پانے سے عاجز وقاصر ہیں۔

بندے کو چاہئے کہ مراقبے کے ذریعے خدائے تعالیٰ کے حضور اطلاع اور اعمال پر اس کی شہادت سے غافل نہ ہو اور رسول کے تشریف لانے پر اللہ تعالیٰ کی شہادت اور اس کے صدق کی تصدیق کرے اور دین اسلام کے احکام کا متبع بنے۔اس کی ذات وصفات کے کمال کا اعتراف کرے۔اس اسم سے متخلق ہونے کا معنی اول معنی کے لحاظ سے علیم و خبیر کی طرف رجوع کرتا ہے اور دوسرے معنی کے لحاظ سے بندے کو چاہئے کہ اہل شہادت سے تزکیہ وتصفیہ اور عدل و انصاف کا نور دنیا وآخرت میں حاصل کرے اور اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور میثاق انبیاء پر شاہد بنے تا کہ اللہ تعالیٰ کے خاص بندوں میں سے ہو جائے۔(شرح مشکوٰۃ)

یہ اسم صبح کے وقت آسمان کی طرف منہ کر کے اکیس مرتبہ پڑھا جائے تو اولا د نیک کردار اور پرہیز گار ہو جائے گی۔اگر بیوی کے سر پر ہاتھ رکھ کر پڑھے تو اس کے دل میں بے حد محبت پیدا ہو جائے گی۔اگر کسی پر کسی نے تہمت لگا دی ہو تو اس اسم کو کثرت سے پڑھے انشاء اللہ تہمت سے بری ثابت ہو جائے گا بشرطیکہ سچائی پر ہو۔

یَا حَقُّ

یَا حَقُّ (اے سچے، ثابت اور موجود)

اللہ حق ہے اور حق کا مطلب حق ہی ہے یعنی جو ہر لحاظ سے سچا ہو اور اس کا وجود ہر لحاظ سے موجود ہو اور اسے ایک لمحہ کیلئے بھی زوال اور عدم نہ ہے۔ہر شے کا ظہور اسی ذات سے وابستہ ہے اور ہر شے اسی پر منتہیٰ ہو۔اس سے معلوم ہوا کہ حق ذات صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے کیونکہ وہ ازل تا ابد ہر وقت حقانیت سے بھر پور ہے اور اس کے سامنے کوئی باطل قوت نہیں ٹھہر سکتی۔حق کو نہ فنا ہے نہ زوال نہ عدم ہے نہ تغیر۔البتہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ ہر چیز فانی ہے۔

ثُمَّ رُدُّوْا اِلَى اللّٰهِ مَوْلٰـىهُمُ الْحَقِّ ؕ اَلَا لَهُ الْحُكْمُ ۟ وَهُوَ اَسْرَعُ الْحٰسِبِيْنَ ۝

ترجمہ: پھر اللہ ہی کی طرف لوٹائے جائیں گے جو ان کا برحق والی ہے۔حکم اسی کا ہے اور وہ بہت جلد حساب لینے والا ہے۔(پ7 انعام 62)

فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْاٰنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّقْضٰۤى اِلَيْكَ وَحْيُهٗ ۫ وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِىْ عِلْمًا ۝ (پ 16 طٰهٰ 114)

ترجمہ: پس اللہ بلند و بالا ہے جو سچا بادشاہ ہے اور قرآن پڑھنے میں عجلت نہ کی جائے جب تک کہ اس کی وحی

آپ کی طرف پوری نہ ہو جائے اور عرض کیجئے کہ اے میرے رب میرے علم میں اضافہ فرمادے۔

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ یہ لفظ باطل کے مقابلے میں ہے اور تمام اشیاء اپنی اضداد کے مقابلے میں ظاہر ہوتی ہیں۔

جس چیز کی نسبت خبر دی جاتی ہے، وہ یا تو مطلقاً باطل ہوگی یا مطلقاً حق ہوگی یا ایک وجہ سے حق اور ایک وجہ سے باطل ہوگی۔ پس بذات ممتنع وہی ہے جو مطلقاً باطل ہو اور واجب بذات وہی ہے جو مطلقاً حق ہو اور ممکن بذات مگر واجب بغیرہ وہ ہے جو ایک وجہ سے باطل او ایک وجہ سے حق ہو۔ پس چونکہ اپنی ذات کی حیثیت سے اس کا وجود نہیں ہے اس لئے وہ باطل ہے اور غیر کی جہت سے وجود کا استفادہ کرتا ہے اس لئے وہ اس وجہ سے وجود کا افادہ کرنیوالے سے متصل ہے، موجود ہے۔ لہٰذا وہ اس وجہ سے حق ہے اور اپنے نفس وذات کی جہت سے باطل ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ كل شيءٍ هالك الا وجهه یعنی ''اس کی ذات کے سوا باقی ہر شے ہلاک ہونے والی ہے۔'' اور وہ اسی طرح ازلاً وابداً ایک ہی حال پر قائم ہے۔ مختلف حالات قبول نہیں کرتا کیونکہ اس کے سوا ہر شے ازل سے ابد تک من حیث الذات وجود کی مستحق نہیں ہے اور اپنے غیر کی جہت سے مستحق ہے۔ لہٰذا وہ بذاتہٖ باطل ہے اور لغیرہٖ حق ہے۔ اب صاف ظاہر ہے کہ حق مطلق وہ ہے جو موجود حقیقی بذاتہٖ ہے اور جس سے ہر حق اپنی حقیقت اخذ کرتا ہے۔

حق کے ایک اور معنی بھی ہیں یعنی وہ امر معقول جس کی عقل تصدیق کرے اور وہ موجود ذہنی ہے جس کی نسبت یہ کہنا صحیح ہوتا ہے کہ وہ حق ہے۔ پس وہ اپنی ذاتی حیثیت سے امر موجود کہلاتا ہے او جب عقل سے اس کو نسبت دی جائے جس نے اس کی حالت معلوم کی ہے تو اس کو حق کہتے ہیں۔ اس لحاظ سے بھی تمام موجودات میں سے حق کہلانے کا زیادہ حقدار اللہ تعالیٰ ہے اور معلومات میں سے حق کہلانے کی زیادہ حقدار خدا کی معرفت ہے کیونکہ وہ فی نفسہٖ حق ہے۔ یعنی ازلاً وابداً معلوم کے مطابق ہے۔ اور اس کی مطابقت لذاتہٖ ہے۔ لغیرہٖ نہیں ہے۔ اس کا علم ایسا نہیں ہے جیسے اس کے غیر کے وجود کا علم کیونکہ غیر کے وجود کا علم اسی وقت تک رہتا ہے جب تک کہ وہ غیر موجود رہتا ہے۔ جب وہ معلوم ہو گیا تو اس کے وجود کا اعتقاد بھی باطل ہو گیا۔

اقوال کو بھی حق کہہ دیتے ہیں۔ چنانچہ کہا کرتے ہیں کہ فلاں قول حق ہے اور فلاں قول باطل ہے۔ اس لحاظ سے تمام اقوال سے زیادہ حق لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہے۔ کیونکہ وہ ازلاً وابداً لذاتہٖ صادق ہے، نہ کہ لغیرہٖ۔

غرض کہ خارجی موجودات کو حق کہیں یا ذہنی موجودات کو جن کو معرفت کہتے ہیں خواہ زبانی موجود کو حق کہیں جس کو نطق کہتے ہیں۔ بہرحال حق کہلانے کی زیادہ حقدار وہی شے ہے جس کا وجود ازلاً وابداً لذاتہٖ ثابت ہو اور اس کی معرفت ازلاً وابداً لذاتہٖ حق ہو اور اس کی شہادت ازلاً وابداً لذاتہٖ حق ہو اور یہ تمام امور موجود حقیقی کی ذات سے تعلق رکھتے ہیں اور کسی سے نہیں۔

اس اسم سے بندہ کا حصہ یہ ہے کہ اپنے آپ کو باطل سمجھے۔ خدا کے سوا کسی کو حق نہ جانے۔ بندہ اگر چہ حق ہے مگر بنفسہٖ حق نہیں ہے بلکہ خدا کے ساتھ حق ہے کیونکہ وہ اسی کے ساتھ موجود ہے۔ بذاتہ موجود نہیں ہے بلکہ بذاتہ باطل ہے کہ حق تعالیٰ نے اس کو نہ بنایا ہوتا تو اس کو خود بخود بن جانے کا کوئی حق نہ تھا۔

سعادت دارین میں لکھا ہے کہ اس کا معنی باطل کا مقابل جس چیز کی خبر دی جا سکتی ہے یا مطلقاً باطل ہے۔ یا مطلقاً حق، یا من وجہ حق اور وجہ باطل۔ پس جو ممتنع بذاتہ ہے وہ مطلقاً باطل ہے۔ واجب بذاتہ مطلقاً حق ہے کیونکہ حقیقت میں موجود بذاتہ وہی ہے جس سے ہر حقیقت اپنا وجود پاتی ہے اور جو اپنی ذات میں ممکن اور غیر کی وجہ سے واجب ہے وہ ایک وجہ سے حق اور دوسری وجہ سے باطل ہے۔ اپنی ذات کے لحاظ سے اس کا کوئی وجود نہیں لہٰذا باطل ہے اور غیر کی وجہ سے اس کا وجود ہے۔ لہٰذا اس لحاظ سے حق ہے اور کبھی عقل میں آنے والی چیز جو عقل کے مطابق ہو، حق کہلاتی ہے۔ اس کا ذاتی نام موجود اور اسی کو جب اس عقل کی طرف منسوب کریں جس نے اس کی حقیقت کو جانا اسے حق کہا جاتا ہے۔ صفت حق اقوال پر بھی بولی جاتی ہے اور کہا جاتا ہے قول حق۔ قول باطل۔

شمس المعارف میں ہے کہ اسم حق دراصل اللہ تعالیٰ کی زمینی تلوار ہے جس سے باطل کے پہاڑ قطع کئے جاتے ہیں۔ باطل کی ضد کا نام حق ہے۔ حق تعالیٰ نے موجودات کو جس طرح چاہا ظاہر کیا اور ہر موجود کیلئے اپنے اسماء میں سے ایک اسم ظاہر پر حق کو محیط کر کے توحید فطرت کی جانب متوجہ ہوا اور اپنے اسم حق کے معانی و مفاہیم موجودات پر بسط فرمائے الحاصل اسم حق کا ذاکر عجائبات الٰہی مشاہدہ کرتا ہے۔

شرح اسماء الحسنٰی تاج میں ہے کہ کبھی حق باطل کے مقابلہ پر بھی استعمال ہوتا ہے یعنی جو شے صحیح اور درست ہو کیونکہ ہر شے اپنی ضد سے پہچانی جاتی ہے۔ دن کے وجود کا علم اس وقت ممکن ہے جبکہ رات کے وجود سے واقفیت ہو۔ اسی طرح حق اسی وقت پہچانا جا سکتا ہے جبکہ انسان باطل سے واقف ہو۔ آدمی صدق کو اسی وقت پہچان سکتا ہے جبکہ اسے کذب و افترا کا علم ہو۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ صدق کے ساتھ کذب کا حق کے ساتھ باطل کا اور نیکی کے ساتھ بدی کا ذکر فرماتے ہیں۔ لہٰذا کوئی شے ایسی نہیں جو ہر لحاظ سے حق ہو یا ہر لحاظ سے باطل ہو کیونکہ ہر باطل میں کچھ نہ کچھ خوبیاں بھی ضرور ہوتی ہیں۔ اسی طرح ہر حق میں کوئی نہ کوئی خامی ضرور ہوتی ہے۔ اگر وہ ایک وجہ سے حق ہے تو ایک اعتبار سے باطل ہے اور یہ ناممکن ہے کہ کوئی شے ہر لحاظ سے باطل ہو اور اس میں کوئی فائدہ نہ ہو۔ لیکن ہر لحاظ سے حق ہونا یہ ممکن ہے اور خدا تعالیٰ کا خاصہ ہے۔ اس لئے کہ خدا تعالیٰ واجب الوجود ہے اور ہماری بحث ممکنات سے ہے نہ کہ واجب الوجود ہے۔

بندے کا اس اسم میں یہ حصہ ہے کہ اپنے آپ کو باطل (فانی) سمجھے اور اللہ کے سوا کسی کو حق (باقی) نہ سمجھے کیونکہ بندہ اپنی ذات میں حق (دائمی) نہیں بلکہ اللہ کے وجود سے موجود ہے۔ اپنی ذات سے نہیں اور اہل تصوف پر جبکہ اپنی

ذاتی فنا غالب ہوتی ہے تو ان کی زبانوں پر اکثر حالات میں اسمائے باری تعالیٰ میں سے حق جاری رہتا ہے کیونکہ وہ فانی کے بجائے ذات حقیقی کا لحاظ کرتے ہیں اور متکلمین چونکہ ابھی تک افعال سے دلیل پکڑتے ہیں لہٰذا ان کی زبان پر اکثر اسم الباری جاری رہتا ہے جو خالق کا ہم معنی ہے۔

حضرت شیخ عبدالحق نے لکھا ہے کہ حق بمعنی ثابت وہست ہے۔ اس کے بالمقابل لفظ باطل آتا ہے بمعنی نیست و ناچیز ومعدوم۔ یاد رہے ثابت وہست مطلق اللہ تعالیٰ ہے۔ باقی موجودات امکان کی حیثیت سے معدوم ناچیز اور نیست ہیں اور حد ذات میں ان کیلئے کوئی وجود وثبوت نہیں جیسا کہ کہا گیا ہے (الا کل شیءٍ ما خلا اللہ باطل) سنو اور آگاہ رہو کہ اللہ تعالیٰ کے سوا ہر چیز باطل وفانی ہے۔

تفصیل کلام یہ ہے کہ یہاں تین چیزیں ہیں۔ حق مطلق و باطل مطلق۔ ایک اعتبار سے حق دوسرے اعتبار سے باطل۔ پس ممتنع بالذات باطل مطلق ہے اور ممکن لذاتہ ایک اعتبار سے حق ہے اور ایک کے اعتبار سے باطل۔ اس ممکن کا اپنی ذات کے لحاظ سے بالکل کوئی وجود نہیں۔ پس ممکن اپنی ذات میں باطل ہے اس کا وجود غیر سے حاصل ہوتا ہے۔ اس وجہ سے کہ اس میں جانب وجود کو لگا دیا گیا ہے۔ پس اس اعتبار سے ممکن بھی حق ہے یہی معنی ہے۔ اللہ تعالیٰ سجانہ کے قول مبارک (کل شیءٍ ھالك الا وجھه) اس کے سوا ہر چیز فانی ہے، کا۔ پس معلوم ہو گیا کہ حق مطلق وہی موجود حقیقی ہے کیونکہ وہی اپنی ذات سے موجود ہے۔ یعنی اس کا وجود کسی سے مستعار نہیں ہر چیز اسی سے وجود حاصل کرتی ہے۔ حق مطلق خدائے عز وجل تعالیٰ وتقدس ہے۔ پھر حق بمعنی صدق وراستی اور اقوال واعتقاد میں درستی کے معنی میں بھی آتا ہے اور مذاہب کو بھی حق کے ساتھ موصوف کرتے ہیں کیونکہ ان کی نسبت بھی چونکہ ثبوت کے اعتبار سے حق کے ساتھ ہوتی ہے۔ اس وجہ سے انہیں بھی حق کہہ دیا جاتا ہے۔ حق بمعنی لائق ومستحق کے بھی آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ الوہیت کے لائق ومستحق ہے۔ اس کے اقوال وافعال بطلان وکذب کے شے سے بھی منزہ ومبرا ہیں۔ اس اسم سے متخلق ہونے کا معنی یہ ہے کہ بندہ متابعت حق پر شریعت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے سے موصوف ہو جائے تاکہ اس شریعت کا نور وحضور اس کے دل پر غالب آ جائے اور وہ اس نور وحضور کی وجہ سے حق تعالیٰ کے وجود اور اس کے ذکر وحضور میں مستغرق ہو جائے یہاں تک کہ حقانیت سے متصف ہو جائے۔

اگر کوئی چیز گم ہو گئی ہو تو کاغذ کے چاروں کونوں پر اس اسم کو لکھ کر آدھی رات کے وقت ہتھیلی پر رکھ کر آسمان کی طرف دیکھتا رہے اور ۵۰۰ مرتبہ یا حق پڑھے تو انشاء اللہ وہ چیز مل جائیگی یا اس کا پتہ چل جائے گا۔ جو شخص مقدمہ میں کامیابی کی نیت سے سے ۶۲۵۰ مرتبہ ۴۰ دن تک اس اسم کو پڑھے گا تو وہ اللہ کی رحمت سے کامیاب ہو گا۔

یَاوَکِیْلُ

یَاوَکِیْلُ (اے کارساز)

انسانی زندگی کا سارادارومدار اللہ تعالیٰ کی عنایات پر ہے۔اس لئے وہی ہمارے تمام معاملات کو درست فرماتا ہے۔خواہ وہ ظاہری ہوں یا باطنی۔دینی ہوں یا دنیوی۔یعنی ہمارے ہر کام کو احسن طریقے سے سرانجام دیتا ہے۔اس وجہ سے اللہ تعالیٰ ہماراوکیل ہے۔اللہ کے سوا کسی کا کوئی اور کارساز نہیں۔

بندوں کے کاموں کو قائم فرمانے والا اور ان کیلئے ان اشیاء کو مسخر فرمانے والا جن چیزوں کی انسانوں کو ضرورت پیش آتی ہے۔یا بندوں کے ذمہ کاموں کو سپرد فرمانے والا یا ان کے تمام امور کا ذمہ دار۔انسان کو بھی وکیل اسی لئے کہا جاتا ہے کہ اس کے ذمہ کام سپرد کیا جاتا ہے اور چونکہ خدا تعالیٰ نے تمام مخلوقات کے امور کا آپ ذمہ لیا ہے اسی لئے وہ ہر لحاظ سے وکیل ہے۔

وَقَالُوْا حَسْبُنَااللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ (پ4آل عمران 173)

ترجمہ:اورانہوں نے کہا کہ ہمارے لئے اللہ کافی ہے اوروہ بہتر کارساز ہے۔

وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا (پ5نساء81)

ترجمہ:اوراللہ پر بھروسہ کریں اوراللہ کارسازی کیلئے کافی ہے۔

وکیل وہ ہے جس کے سپرد امور کئے جائیں لیکن اس کی دو قسمیں ہیں۔

ایک تو وہ جس کے سپرد بعض امور ہوں،اوروہ ناقص ہے۔

دوم،جس کے سپرد تمام امور ہوں اوروہ اللہ تعالیٰ کے سوااورکوئی نہیں۔

ایک اورطریق سے بھی اس کی دو قسمیں ہیں

ایک تو وہ جو بذاتہ موکول الیہ (جس کے سپرد کیا جائے) ہونے کا مستحق نہ ہو بلکہ وہ موکول الیہ بنانے سے بنا ہو۔اوروہ ناقص ہے کیونکہ وہ اس بات کا محتاج ہے کہ امور اس کے سپرد کئے جائیں اوراس کو مختار بنایا جائے۔

دوم،وہ جو بذاتہ اس بات کا مستحق ہے کہ امور اس کے سپرد ہوں اوردل اس پر آسرا رکھتے ہوں۔کسی دوسرے کے اختیار دینے اورسپرد کرنے سے نہیں بلکہ (وہ (خوداوربذاتہ وکیل ہو) وہ وکیل مطلق ہے۔

ایک اورلحاظ سے وکیل کی دو قسمیں ہیں۔

ایک تو وہ وکیل جو سپرد شدہ امور کو بلا کسی قسم کی کمی کے پورا کر دے۔

دوم، وہ جو پورا نہ کرے۔

وکیل مطلق وہ ہے جس کے سپرد تمام اشیاء ہیں او وہ تمام کے اہتمام میں لگا ہوا ہے اور سب کو اپنی اپنی جگہ پورا کر رہا ہے اور وہ صرف اللہ تعالیٰ ہے اور اس سے تم خود سمجھ سکتے ہو کہ بندہ کو اس اسم کے معنی میں کس قدر دخل حاصل ہے۔

شرح مشکوۃ میں ہے کہ وکیل اسے کہتے ہیں جس کے ذمے کوئی کام لگا دیں اور عمل دخل کی باگ ڈور اس کے ہاتھ میں دے دیں۔ خداوند تعالیٰ نے خود بخود ہی بندوں کے کام اپنے ذمے لے رکھے ہیں اور دنیا کی ابتداء وانتہا میں بندوں کے کاموں کیلئے خود ہی سرپرست بن چکا ہے وہ اس طرح کہ بندے جس چیز کے محتاج ہیں وہ انہیں عطا کرتا اور سب کی ضروریات اپنی عنایت وکرم سے پوری کرتا ہے بغیر اس کے کہ کوئی اپنا کام اس کے حوالے کرے یا اسے اپنا وکیل بنائے اور وکیل ایسا بھی ہوتا ہے جس کی قدرت جس کام کیلئے وہ بنا ہوتا ہے پوری نہیں اترتی۔ وکیل مطلق جس کے حوالے تمام کام ہوں اور جو تمام کاموں کیلئے کافی دوانی ہو اور کرم وعنایت سے ہر کام پورا کرے، صرف ذات باری تعالیٰ ہے۔ اس لئے بندے کو چاہئے کہ اپنے تمام کام اس کے حوالے کرے اور خود کلیتہً اس پر متوکل ہو جائے اور اس کی استعانت اور مدد پر اعتماد کرتے ہوئے غیر سے بالکل کٹ جائے۔

توکل کی حقیقت یہ ہے کہ حق تعالیٰ کے ضامن ہونے پر اعتماد رکھا جائے۔ اکثر طور پر توکل کا استعمال رزق کے بارے میں ہوتا ہے مگر مفہوم اور معنی عام ہے۔ اس اسم سے متخلق ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ضعیفوں ودرماندہ لوگوں کے کام کرنے میں سعی کرے ان کی مشکلات حل کرنے کی کوشش کرے۔ اس کے مطالب ومقاصد پورا کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھے گویا کہ ان کا وکیل وہی ہے۔ نیز خدائے تعالیٰ کو نفس کے خلاف اپنا وکیل بنائے اور حقوق الٰہی اور اس کے اوامر ونواہی کے پورا کرنے میں اپنے نفس کا دشمن بنا رہے۔

اور اسی نام سے بندے کا نصیب بھی ظاہر ہے کہ تمام امور اسی کے سپرد کیے جائیں اور ہر کام میں اسی پر توکل کیا جائے اور دوسرے انسانوں کی مدد کرے اور ان کی حاجت روائی میں گریز نہ کرے کیونکہ ہر ایک خدا کی جانب سے ایک دوسرے کا وکیل ہے۔

اگر کوئی آندھی طوفان میں پھنس جائے تو بکثرت اس اسم کا ورد کرے اور ساتھ ہی حَسْبِیَ اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ بھی پڑھے انشاء اللہ چھٹکارا مل جائے گا۔ جو شخص اس اسم کو کثرت سے پڑھتا رہے گا تو اس کے ہر کام میں آسانی پیدا ہوگی اور دلی حاجات بھی پوری ہوں گی اور رزق میں اضافہ بھی ہو جائے گا۔

یَاقَوِیُّ

یَاقَوِیُّ (اے قوت والے)

اللہ قوی ہے کیونکہ اس کی طاقت سب سے برتر اور مضبوط ہے یعنی اس کی ذات اور صفات میں کوئی ضعف اور کمزوری نہیں۔ وہ اپنے افعال اور اختیارات میں ہر لحاظ سے قوت والا ہے کیونکہ اس کی قوت ہمیشہ ایک سی رہتی ہے کبھی کم نہیں ہوتی اور ہر کسی پر حاوی ہے لیکن اللہ کے سوا ہر شے ضعیف اور ناتواں ہے اس لئے صرف اللہ ہی قوی ہے اللہ تعالیٰ نے جو قوت مخلوق کو عطا کر رکھی ہے وہ عارضی اور فانی ہے کیونکہ وہ جب چاہئے جس سے چاہے اس سے اپنی عطا کردہ قوت چھین سکتا ہے۔ اس لحاظ سے بھی اللہ قوی ہے۔

شمس المعارف میں ہے کہ قوی وہ ذات مستحکم جو پوری قوت رکھتا ہو یقین کرلیا جائے۔ قوت اور قدرت یہ دونوں اپنے موصوف کی صفتیں ہیں۔ اللہ نے فرمایا ہے (وَكَانَ اللّٰهُ قَوِيًّا عَزِيْزًا ۚ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا) اللہ تعالیٰ نے جس امر کا ارادہ کیا، اسے اپنی حکمت سے وجود کی حیثیت دے کر ایجاد کیا اور وجود شے پر پر قوت احسان کر کے اس کے مزاج میں بھی ایک مناقب قوت ودیعت کی جس کی وجہ سے توحید اور امانت کا بار اٹھانے کے قابل ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے عرش کو عظمت اور رفعت کے ساتھ پیدا کر کے اپنی عظمت وجلال کی اس پر تجلی کی اور توحید پر قائم رہنے کی اسے قوت دی پھر لوح کو پیدا کر کے اسے بھی توحید کا جسم دیا پھر آسمان و زمین پیدا کر کے ان کو بھی توحید کا حکم فرمایا جو توحید کی تاب لاسکے وہ دریائے جبروت میں سرگزشت ہو گئے۔ ان سرگشتگان کو پھر اللہ کریم نے انوار الٰہی کی تب و تاب سے انہیں توحید کی دولت دی جس کے باعث یہ سرگشتہ و گم ہو گئے۔ اس نے اپنے انوار سے ان کو ایک نور بخشا تب انہوں نے توحید کی نفس اور اجسام کی صورت میں جلوہ گر ہوئے۔ اللہ کی ہیبت سے آسمان و زمین، پہاڑ، دریا اور ہوا سب کے سب اپنے محل اور مقام پر قائم ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کے احکام کی تعمیل کیلئے رات اندھیری اور دن روشن ہے۔ جنت درخشاں اور دوزخ مشتعل ہے۔ کان سنتے اور آنکھیں دیکھتی ہیں۔ زبانیں گویا اور حواس حرکت کرتے ہیں۔

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں قوت، قدرت تامہ کاملہ بالغہ پر اور متانت شدت قوت پر دلالت کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس اعتبار سے کہ قوت بالغہ کاملہ رکھتا ہے قوی ہے اور اس حیثیت سے کہ شدید القوت ہے متین ہے کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اپنا وصف اس طرح بیان فرمایا (ذو القوۃ المتین) یعنی بڑی سخت قوت اور طاقت

والا یہ معنی قدرت کی طرف رجوع کرتا ہے۔قدرت کا ذکر آگے آ رہا ہے پھر اللہ تعالیٰ عجز، بے بسی، ضعف اور فرو ماندگی سے منزہ ومبرا ہے۔بعض کہتے ہیں قوی متین بمعنی خالق قوت ومتانت ہے۔اس اعتبار سے فعیل بمعنی مفعل ہوگا۔جب یہ حقیقت بندے پر منکشف ہوگئی تو چاہئے کہ تمام کاموں میں قوت ونصرت اسی سے چاہئے اور اپنے آپ کو بلکہ سب کو بلکہ تمام چیزوں کو اسی کا مسخر ومطیع جانے اور جرأت و بے ادبی کی حالت میں اس کی قوت وقدرت سے ڈرے۔اس اسم سے متخلق ہونے کا معنی یہ ہے کہ اپنے نفس کی خواہش پر قوی وغالب ہو۔اس بارے میں سخت مضبوط ہو کر یقین میں قوی اور متین بن جائے۔شرع کے احکام جاری کرنے میں سستی اور کاہلی کو بالکل قریب نہ آنے دے۔

اگر دشمن کا خوف ہو تو اس سے خلاصی پانے کے لیے بعد نماز عشاء ایک ہزار مرتبہ اس کا ورد کرے دشمن سے نجات ملے گی، جو شخص اسے باطنی قوت کے حصول کے لیے ۲۱۰۰ مرتبہ پڑھنے کا معمول بنالے تو اس کی باطنی قوت میں بے پناہ اضافہ ہو جائے گا۔

یَامَتِیْنُ

یَامَتِیْنُ (اے مضبوط طاقت والے)

متین کا مطلب کمال قوت والا ہے یعنی طاقت میں اتنا مضبوط ہو کہ اس کے مقابلے میں طاقت میں ہر دوسری چیز کم ہو۔اس کی مضبوطی کو کوئی روکنے والا نہ ہو اور نہ ہی اس کی قوت کو ضعف آئے۔یہ صفت صرف اللہ تعالیٰ کی ہے کیونکہ ہر صفت میں کمال صرف اللہ تعالیٰ کو ہے۔اس لئے وہی ذات متین ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

وَاُمْلِیْ لَهُمْ ۚ اِنَّ كَیْدِیْ مَتِیْنٌ (پ9اعراف183)

ترجمہ: اور میں انہیں مہلت دیتا ہوں بے شک میری تدبیر زبردست مضبوط ہے۔اللہ تعالیٰ کا متین ہونا قوت کی شدت پر دلالت کرتا ہے اگر وہ اپنی قوت کا اظہار کرنا چاہے تو زبردست طریقے سے کرسکتا ہے۔اسی بات کو اللہ تعالیٰ ایک اور مقام پر دہراتا ہے۔

متین اللہ تعالیٰ کا اسم اس لئے بھی ہے کہ وہ مستقل بالذات ہے۔قائم بالذات خود ہے۔وہ کسی دوسری ذات کا محتاج نہیں۔قرآن مجید میں یہ اسم قوت کے ساتھ بھی آیا ہے

اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِیْنُ (پ27ذریت58)

ترجمہ: بے شک اللہ ہی رزاق ہے قوت والا زبردست مضبوط ہے۔

متین وہ ذات ہے جسے قوت میں اتنا کمال حاصل ہو کہ اس کے کسی کام میں بھی کوئی معارض و مقابل نہ ہو سکے اور اس کے حکم کو کوئی روکنے والا نہ ہو اور کبھی اس کی قوت میں ضعف نہ آئے اور یہ صفت اللہ تعالیٰ کا خاصہ ہے کیونکہ ہر صفت میں کمال صرف اسی کو حاصل ہے اور قوت قدرت کاملہ کو ثابت کرتی ہے اور متانت شدت قوت پر دلالت کرتی ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کامل القوت اور جامع القدرت ہے۔

ایک اور قول کے مطابق قوی وہ ذات ہے جسے اپنے افعال میں مشقت و کلفت اور تعب لاحق نہ ہو۔ قوی اور متین میں تھوڑا سا فرق ہے۔ قدرت میں بالغ و تام کو "قوی" کہتے ہیں اور قدرت میں مضبوط اور شدید کو متین بولتے ہیں۔

اس اسم پاک سے تخلق کرنے والوں کو عقائد میں پختگی، اعمال میں مواظبت حاصل کرنی چاہئے۔ باوجود ہر قسم کی طاقت و حکومت وغیرہ کے اللہ تعالیٰ کے حضور میں خود کو کمتر اور ذلیل و کمزور سمجھنا چاہئے۔ (معارف الاسماء)

اس اسم کے تخلق کے بارے میں سعادت دارین میں لکھا ہے کہ جس کو اللہ تعالیٰ کے قوی ہونے کا یقین ہے وہ ہر چیز میں اس کی قوت و طاقت کی طرف رجوع کرے گا اور اس کی طاقت و قدرت سے ہر دوسری قوت و طاقت سے غائب ہو جائے گا کیونکہ ہر شے کی طاقت اسی سے ہے۔ اس اسم پاک سے قربت حاصل کرنے سے ایسا تعلق پیدا ہو جاتا ہے کہ تدبیر و تقدیر کے بکھیڑوں سے جان چھوٹ جاتی ہے۔ دعویٰ ختم ہو جاتا ہے۔ اللہ کا احسان نظر آتا ہے۔ مخلوق کا ڈر اور دنیا کے غم و الم ختم ہو جاتے ہیں۔ اللہ کی ذات سے تعلق مضبوط ہو جاتا ہے۔ یہاں تک اس سلسلہ میں تم کسی ملامت گر کی ملامت سے ڈرتے نہیں اور کسی صورت اس تعلق میں کمزوری نہیں آتی جو اس کی عظیم قوت اور اس کی مضبوطی کو پہچان لے اور نہ کسی سے ڈرتا ہے اور نہ اس کے سوا کسی کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ اسی پر اعتماد و یقین رکھتا ہے۔ اس اسم سے قربت حاصل کرنا، اس کے تعلق و تخلق سے اعلیٰ ہے کیونکہ اس میں تاکید معنوی پائی جاتی ہے۔

اگر ماں کا دودھ کم ہو گیا ہو تو یہ اسم کاغذ پر لکھ کر پانی میں گھول کر خود پئے اور کچھ چھاتیوں پر لگایا جائے تو انشاء اللہ دودھ میں زیادتی ہو گی۔ اگر اولاد فسق و فجور میں مبتلا ہو جائے تو دس مرتبہ پڑھ کر اس پر دم کریں اور بچوں سے بھی اس کا ورد کروائیں۔

یَا وَلِیُّ

یَا وَلِیُّ (اے دوستی والے)

اَلْــوَلِــیُّ لفظ ولا سے بنا ہے جس کا مطلب محبت، دوستی، نزدیکی رشتہ داری، مدد اور ملکیت ہے۔ یہ لفظ کثیر المعانی

ہے۔اس طرح الولی کے معنی محبت کرنے والا، دوستی کا حق ادا کرنے والا اور مدد کرنے والا ہوں گے۔اللہ تعالیٰ اس لحاظ سے ولی ہے کہ وہ اپنے دوستوں کی مدد کرتا ہے اور دوستوں کے دشمنوں کا قلع قمع کر دیتا ہے۔لہٰذا اللہ تعالیٰ کے ولی ہونے سے مراد دوست اور مددگار ہے۔اللہ تعالیٰ چونکہ مومنوں اور متقیوں کا دوست ہے اس لئے اسے اس صفت سے پکارا جاتا ہے۔

دنیا میں اعتقادی لحاظ سے دو قسم کے انسان ہیں۔ایک اہل ایمان اور دوسرے منکرین ایمان۔اللہ پر ایمان لانے کا مقصد ہی ہر لحاظ سے اللہ پر بھروسہ کرنا ہے۔جب اہل ایمان کو منکرین ایمان تنگ کرتے ہیں ان سے زندگی کا اسباب چھینتے ہیں ان سے جنگ کرتے ہیں گویا کہ زندگی کے ہر شعبے میں انہیں نیچا اور بے یار و مددگار کرنے کی کوشش کرتے ہیں تو ایسے حالات میں اللہ تعالیٰ اپنے اہل ایمان کی مدد کرتا ہے۔ان کی زندگی کا کارساز بنتا ہے۔دشمنوں سے ان کو اپنی حفاظت میں رکھتا ہے، ان کے مال کی حفاظت کرتا ہے۔اس لحاظ سے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کا ولی یعنی دوست ہے، کارساز ہے۔لہٰذا جو بندہ اسے اس صفت سے پکارتا ہے وہ اسے اپنا دوست اور کارساز بنا لیتا ہے۔

حضرت شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے ولی بمعنی محبّ و ناصر حق سبحانہ تعالیٰ مومنوں و متقیوں کا محب ہے۔ ان کی مدد فرماتا اور ایمان والوں سے دوستی لگاتا ہے۔چنانچہ فرمایا اللہ تعالیٰ ایمان والوں کا دوست ہے۔ولی بمعنی متولی یعنی امورات کی سرپرستی کرنے والا بھی آتا ہے۔حق تعالیٰ صالحین کے امور کا لطف و اصلاح کے ساتھ متولی اور کارساز ہے کیونکہ انہوں نے اسی پر توکل کیا ہوتا ہے۔اپنے سارے کام اسی کے حوالے کئے ہوتے ہیں۔اسی طرح اللہ تعالیٰ تمام مخلوق کے سب امور کا متولی ہے اور جس جس چیز کے محتاج ہیں ان کی حاجتیں پوری کرتا ہے جیسے دنیا میں روزی پہنچانا اور آخرت میں نجات و سرفرازی عطا کرنا ولی بمعنی قریب بھی آتا ہے۔اس کی رحمت اس کے مخلص بندوں کے قریب ہے۔چنانچہ فرمایا:

اور جب میرے بندے تجھ سے میرے متعلق پوچھیں تو بے شک میں قریب ہوں۔ بندے کو چاہئے کہ اپنے ایمان کے تمام شعبوں کو مکمل کر کے اپنے آپ کو خدائے تعالیٰ کی دوستی کے مزید لائق بنائے۔تمام کاموں میں اس سے مدد و نصرت چاہے اور اس کی سرپرستی و محبت پر شکرگزار رہے۔اس کے قریب سے آگاہی حاصل کرے دل کو غیر کی طرف متوجہ نہ ہونے دے۔اس اسم سے متخلق ہونے کا معنی یہ ہے کہ خدائے سبحانہ و تعالیٰ اور اس کے دوستوں سے دوستی کرے اس کے دین کی اشاعت میں مدد کرے، اس کے دوستوں کی بھی مدد کرے۔مخلوق کی حاجتیں پوری کرنے میں پوری کوشش سے کام لے۔مخلوق کے انتظامات کرنے میں چستی دکھائے تاکہ وہ بھی اس اسم سے مشرف ہو جائے اور اس کا نام بھی ولی اللہ ہو جائے۔

ولایت کے نشانات میں سے ایک نشان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی توفیق و نصرت ہمیشہ اس کے ساتھ رکھے، اسے

ذلیل وخوار نہ کرے۔ یہاں تک کہ بندہ اگر معصیت و برائی کا ارادہ بھی کرے تو اسے بچالے اور اگر اچانک کسی گناہ میں پڑ بھی جائے تو اسے فوراً توبہ وانابت کی توفیق دے اور برائی سے نکال کر نیکی کی طرف لے آئے یہ معنی ہے اس حدیث کا (اِذَا اَحَبَّ اللّٰہُ عَبْدًا لَمْ یَضُرَّہٗ ذَنْبٌ) جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو اپنا محبوب بنالیتا ہے تو گناہ اسے ضرر نہیں پہنچا سکتا۔

ولایت کے نشانات میں سے ایک نشان یہ بھی ہے کہ اسے اپنے دوستوں کے دلوں میں جگہ دیتا ہے کیونکہ ان کے دل خدا کی نگاہ کا مرکز ہوتے ہیں اور بندہ جب اللہ تعالیٰ کی ذات کو ان کے دلوں میں پاتا ہے تو اس کا پرتو اس پر بھی پڑتا ہے۔

بندوں میں سے ولی وہ ہے جو اللہ اور اس کے دوستوں سے پیار کرے اور ان کو مدد دے اور اللہ کے دشمنوں سے بغض رکھے۔ اللہ کے دشمن نفس اور شیطان ہیں۔ پس جو شخص ان دونوں سے تعلق توڑ دے اور اللہ کے کام میں مدد دے اور اس کے اولیاء کو دوست رکھے اور اس کے دشمنوں سے دشمنی رکھے وہی بندوں میں سے ولی ہے۔

حُسن عمل کی توفیق کے لیے جمعہ کی شب میں ایک ہزار مرتبہ پڑھا جائے۔ دشمن کی بدنیتی بھانپنے کے لیے بھی اس کا ورد مجرب ہے۔ اگر بیوی یا اولاد بدکاری کی طرف مائل ہو تو اُن کے سامنے چالیس روز تک اس اسم کو پڑھتے رہیں۔ انشاءاللہ پارسائی اور پرہیزگاری پیدا ہوگی۔

یَاحَمِیْدُ

یَاحَمِیْدُ (اے حمد والے)

حمید، حمد سے مشتق ہے چونکہ حمد کے لائق صرف وہی ذات ہے اس لئے اسے حمید کہا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ کوئی ایسا نہیں جو تعریف کا مستحق ہو کیونکہ وہ ہر کمال اور خوبی سے متصف ہے۔ غرضیکہ حمید وہ ہے جس کی صفت وثناء بیان کی جائے۔ اللہ تعالیٰ ہی حمید ہے کیونکہ ازل سے ابد تک اپنی صفت وثناء کررہا ہے اور کرتا رہے گا اور اس کے بندے بھی ہمیشہ ثناء گو ہیں اور اس کا تعلق ان صفات جلال، بلندی اور کمال سے ہے جو ذکر کرنے والوں کے ذکر کی طرف منسوب ہوتی ہیں کیونکہ حمد کا مفہوم ہے، صفات کمال کا صفات کمال کی حیثیت سے ذکر کرنا۔

حمید، وہ ہے جو تعریف کے لائق ہو اور جس کی ثنا کی جائے۔ اللہ تعالیٰ ازل سے خود اپنی تعریف کے ساتھ حمید ہے اور اب تک اپنے بندوں کی تعریف کے ساتھ حمید رہے گا۔ اور یہ معنی جلال وکمال کی صفتوں سے ذکر کرنے والوں کے

ذکر کے لحاظ سے پیدا ہوتے ہیں کیونکہ حمد اسی کو کہتے ہیں کہ اوصاف کمال کا اس حیثیت سے کہ وہ کمال ہیں ذکر کیا جائے۔

حمد و محمدۃ بمعنی صفت کرنا اور صفت کیا جانا۔ اللہ تعالیٰ اپنی ذات کی صفت کرتا اور ازل میں اپنے کلام سے اپنی ثنا کرنے والا ہے۔ اسی طرح اپنی آیات قدرت بکھیر کر ہمیشہ اپنی صفت کرتا رہے گا۔ (لا احصی ثناء علیك انت کما اثنیت علی نفسك) ترجمہ: میں تیری ثنا کی گنتی نہیں کر سکتا جیسی کہ تو نے خود اپنی ذات کی ثنا کی ہے۔ یہ حدیث اس امر کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی صفت خود کرنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ انبیاء اور حضرات اولیاء کی بھی ثنا کرنے والا ہے۔ وہ اس طرح کہ انہیں ایمان احسان اور عرفان کی دولت عطا فرماتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ خود اپنی ذات کی ثنا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ساری مخلوق بھی اس کی صفت وثنا کرتی ہے۔ قرآن پاک میں فرمایا (وان من شیءٍ الا یسبح بحمدہٖ) ترجمہ: نہیں ہے مخلوقات میں سے کوئی چیز مگر وہ اللہ تعالیٰ کی حمد و تسبیح کرتی ہے یا حمید بمعنی وہ ذات جو تمام حمدوں کی مستحق ہے کیونکہ وہ ہر کمال سے موصوف ہے اور ہر نعمت عطا کرنے والا ہے اور ہر حمد وثنا اس کی ذات اقدس کی جانب رجوع کرتی ہے۔

اس اسم سے متخلق ہونے کا معنی یہ ہے کہ بندہ تمام اوقات و حالات میں ہمیشہ حق کی تعریف کرے اور اس امر کی کوشش کرے کہ دوسروں کو بھی کمال تک پہنچائے اور انہیں بھی نعمتیں عطا کرے تاکہ خدا کے نزدیک محمود ممدوح بن جائے اور اس کے بندوں کی نگاہوں میں بھی محمود ممدوح وہ ہے جس کی صفات، اخلاق و عادات، اعمال و اقوال اور عادات و اطوار اچھے ہوں۔ ان میں نقصان و سرکشی کا شائبہ تک نہ ہو تو ایسی کامل ہستی وہ سید رسل ہیں جن کا نام پاک محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے پھر وہ ہستیاں جو اپنے اپنے مقامات و مراتب کے مطابق درجات قرب پر فائز ہیں جیسے انبیاء، اولیاء علماء و صلحا کہ ان میں سے ہر ایک اندازہ کمال و فیضان کے مطابق محمود و ممدوح ہے اور حمید مطلق اللہ تعالیٰ ہے جل جلالہ و عم نوالہ

بندوں میں سے حمید وہ ہے جس کے عقائد و اخلاق اور اعمال و اقوال سب کے سب بلا شائبہ قابل تعریف ہوں اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان سے قریب کے انبیاء اور ان کے سوا اولیاء و علماء ہیں اور ان میں سے ہر ایک اپنے عقائد و اخلاق اور اعمال و اقوال کی خوبی کے موافق حمید ہے چونکہ کوئی شخص گو اس کے محامد کتنے ہی بکثرت ہوں مذمت اور نقص سے خالی نہیں ہے۔ لہٰذا حمید مطلق خاص اللہ تعالیٰ ہے۔

اگر طبیعت نیکی کی طرف مائل نہ ہو اور برائی کی عادت نہ چھوٹتی ہو تو چالیس دن تک تنہائی میں یہ اسم پڑھا جائے جلد ہی اخلاق اچھے ہو جائیں گے۔ جو شخص بعد نماز فجر بکثرت اس اسم کو پڑھے گا تو اللہ اُس کے دل میں اپنی محبت ڈال دے گا اور وہ دنیا سے بے نیاز ہو جائے گا۔

یَامُحْصِیُ

یَامُحْصِیُ (شمار کر کے احاطہ کرنے والا)

محصی کا لفظ حصار سے بنا ہے جس کا مطلب گھیر لینا ہوتا ہے۔اس لئے کوئی چیز اللہ تعالیٰ کے قبضہ قدرت سے باہر نہیں اور ہر چیز کی حدود، انتہا، تعداد اور کیفیت اس کے علم میں ہے۔ یہ صفت اللہ کے سوا کسی میں نہیں کیونکہ انسانی علم محدود ہے اور اللہ کا علم لامحدود ہے۔اس لئے اس کی ذات نے ہمارے ہر طرف ہر چیز کو گھیرے میں لیا ہوا ہے اور اس کی یہی صفت محصی ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

اِنَّا نَحْنُ نُحْيِ الْمَوْتٰى وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَاٰثَارَهُمْ ۗ وَكُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ فِيْٓ اِمَامٍ مُّبِيْنٍ ۝

ترجمہ: بے شک ہم فوت شدہ کو زندہ کریں گے ان کے آگے اور پیچھے کی باتوں کو لکھ لیتے ہیں اور ہم نے ہر چیز کو روشن کتاب میں محفوظ کر رکھا ہے۔(22 یٰسین 12)

اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ اللہ کیلئے حساب لینا مشکل نہیں بلکہ جو کام انہوں نے کئے ہیں انہیں ہم نے شمار کر رکھا ہے یعنی شمار کے اعتبار سے ہر بات اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے۔ایک اور مقام پر فرمایا کہ:

اِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلَّآ اٰتِي الرَّحْمٰنِ عَبْدًا ۝ لَقَدْ اَحْصٰىهُمْ وَعَدَّهُمْ عَدًّا ۝

ترجمہ: تمام جو آسمانوں اور زمین میں ہیں سب رحمٰن کے بندے بن کر اس کے سامنے حاضر ہوں گے۔اس نے انہیں شمار کر رکھا ہے اور ان کی گنتی گن رکھی ہے۔(پ 16 مریم 93-94)

''محصی وہ ذات ہے جو اپنی معلومات کا پورے طور پر احاطہ کرے اور محصی مطلق وہ ہے جس کے علم میں ہر معلوم کی حد، اس کی گنتی، غرضیکہ ہر حالت کا پورا نقشہ ہو چونکہ انسان اپنی معلومات میں اس قسم کا علم پہنچانے سے عاجز ہے اس لئے اس کو محصی نہیں کہا جائے گا۔''

اللہ تعالیٰ وہ ہے کہ ہر شے کا اعداد و شمار اس کے علم میں ہے۔آسمان کے تارے، زمین کے ذرے، سمندر کے قطرے، درختوں کے پتے، نفوس اور نفوس کے انفاس، اشخاص کے افعال و حرکات و سکنات غرض کہ ہر ایک چیز جو شمار میں آنے والی ہے اللہ تعالیٰ ان سب کو گن لینے والا شمار کرنے والا ہے۔اعداد و شمار کے متعلق ''محصی'' کا وہی تعلق ہے جو معلومات سے ''علم'' کا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے علم میں ہر شے کی حد و انتہا اور اس کی تعداد و کیفیت موجود ہے اور یہ صفت اللہ تعالیٰ کے سوا کسی میں

بھی نہیں پائی جاتی کیونکہ انسان بعض اشیاء کے علم کا تو احاطہ کر سکتا ہے لیکن اکثر اشیاء کے احاطہ سے وہ عاجز ہوتا ہے اوران سے جاہل ہوتا ہے کیونکہ احاطہ علم پر موقوف ہے اور علم انسانی محدود ہے جبکہ علم ربانی کی کوئی حد نہیں۔ یہی باعث ہے کہ انسان بہت سی اشیاء کو بھول جاتا ہے اور قیامت کے دن بھی بھولے گا لیکن اللہ تعالیٰ ایک چھوٹے سے چھوٹا عمل بھی ظاہر کردے گا۔

علامہ نبہانی کا قول ہے محصی سے مراد عالم ہے لیکن جب علم کو معلومات کی طرف اس طرح منسوب کریں کہ تمام معلومات کو شامل ہو اور شمار کرے اور ان کا احاطہ کرے اسے احصاء کہا جاتا ہے اور محصی مطلق وہ ذات ہے جس کے علم میں ہر چیز کی حقیقی تعریف اس کی تعداد اور حد واضح ہو۔

اصل میں اس صفت کا تعلق چیزوں کو شمار کرنے سے ہے یعنی کائنات میں جو بھی اشیاء ہیں ان کی گنتی اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے۔ وہی جانتا ہے کہ ان کی لمبائی چوڑائی اور کیفیت کیا ہے۔

بندہ کیلئے اس میں یہ درس ہے کہ وہ اپنے اعمال کا محاسبہ کرے اور یہ سوچے کہ اس نے آج کتنے افعال بد کئے ہیں جن کا ترک کرنا ضروری ہے۔

بندے کے اس اسم سے متخلق ہونے کا معنی یہ ہے کہ جیسا کہ اس صفت علم کو اپنے اندر پیدا کرتا ہے جس قدر ہو سکے کمال پیدا کرے۔ اس اسم سے موصوف ہونے کی ایک صورت یہ ہے کہ اپنے اعمال گنتا رہے۔ قبل اس کے کہ اس کے اعمال کو گنا جائے۔ محاسبہ شروع ہونے سے پہلے اپنے نفس کا محاسبہ کرے۔ اس محاسبے میں سستی سے کام نہ لے بلکہ کوشش کرے تاکہ اپنے اعمال و احوال کی باریکی اور اپنے ظاہر اور باطن سے آگاہ رہے۔ اس لئے جو شخص اللہ تعالیٰ کو اس کی صفت سے پکارتا ہے اللہ تعالیٰ اس میں عقل کی قوت کو زیادہ کر دیتا ہے۔

اگر طبیعت نیکی طرف مائل نہ ہو اور برائی کی عادت نہ چھوٹتی ہو تو سوتے وقت اپنا ہاتھ سینے پر رکھ کر یہ اسم پڑھے بہت جلد عبادت و ریاضت کا شوق پیدا ہوگا۔ عذاب قبر کا خطرہ ہو تو اس سے بھی محفوظ رہے گا۔ جمعہ کی رات کو ایک ہزار مرتبہ پڑھ لیا کرے تو بغیر حساب جنت میں داخل ہوگا اور قوت حافظہ میں اضافہ بھی ہو جائے گا۔ انشاء اللہ

یَامُبْدِئُ

یَامُبْدِئُ (اے اول بار پیدا کرنیوالے)

مبدی کا لفظ ابد سے بنا ہے جس کا مطلب نئی چیز کو وجود میں لانا ہے چونکہ ہر چیز کا اس کی خلقت سے پہلے وجود نہ

تھا مگر اللہ نے اسے پہلی مرتبہ وجود دیا اس لئے وہ مبدی ہے۔ لوگوں کو ابتداً پیدا کرنے والا اللہ ہے پھر ہر انسان کو وجود عطا کرنے والا اللہ ہے۔ ماں کے پیٹ میں بچے کا حمل ٹھہرنا پھر وہاں بچے کو خوراک پہنچنا، اس کے بعد بچے کا پیدا ہونا پھر بچے کے اندر قوت اور صلاحیت کا پیدا ہونا سب اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے یعنی انسان کو سالم اور صحیح انسان بنانا اللہ تعالیٰ کی صفت مبدی کا کمال ہے۔ قرآن مجید کی مندرجہ ذیل آیات میں اللہ تعالیٰ کی اس صفت کا اظہار ہوا ہے۔

اِنَّهٗ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ

ترجمہ: بے شک وہ پہلی بار پیدا کرتا ہے پھر دوبارہ بنائے گا۔ (پ 11 یونس 4)

اَمَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَمَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ

ترجمہ: بھلا کون تخلیق کے سلسلے میں پہلی بار پیدا کرتا ہے پھر اسے دوبارہ زندہ کرے گا اور کون ہے جو آسمانوں اور زمین سے تمہیں رزق دیتا ہے۔ (پ 20 نمل 64)

اَلَّذِيْٓ اَحْسَنَ كُلَّ شَيْءٍ خَلَقَهٗ وَبَدَاَ خَلْقَ الْاِنْسَانِ مِنْ طِيْنٍ (پ 21 سجدہ 7)

ترجمہ: اسی نے ہر چیز کو کیا خوب طریقے سے پیدا کیا ہے اور انسان کی تخلیق کی ابتدا مٹی سے کی ہے۔

اِنَّهٗ هُوَ يُبْدِئُ وَيُعِيْدُ

ترجمہ: بلاشبہ وہ پہلی مرتبہ پیدا کرتا ہے اور وہی دوبارہ زندہ کرے گا۔ (پ 30 بروج 13)

ان آیات سے معلوم ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ مبدی ہے کیونکہ وہ انسان کو پہلی مرتبہ پیدا کرتا ہے۔ اس کے علاوہ اس نے تمام اشیاء کو عدم سے وجود دیا اور پیدا کیا۔ ہر چیز کی ہیئت، صورت اور بناوٹ جدا جدا ہے اور اول بار جس طرح کا کسی کو اللہ نے بنا دیا ہے اس جیسا اسی چیز کو پہلی مرتبہ کوئی نہیں بنا سکتا جبکہ پہلے اس کا وجود نہ ہو اس لحاظ سے اسے مبدی کہا جاتا ہے۔

اسماء الحسنٰی غزالی میں لکھا ہے کہ اس کا معنی ہے موجد۔ لیکن اگر اس ایجاد سے پہلے ویسی ایجاد نہ گزر چکی ہو تو اس کو ابداء کہتے ہیں اور اگر اس سے پہلے بھی ویسی ایجاد گزر چکی ہو تو اس کو اعادہ کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہی نے لوگوں کو ابتدا سے پیدا کیا ہے اور وہی ان کو دوبارہ پیدا کرے گا۔ اور تمام اشیاء کا اسی سے آغاز ہوا اور اسی تک انجام ہوگا۔

ایک اور قول کے مطابق ابداء کے معنی لغت میں نئی شے کو وجود میں لانے کے ہیں اور چونکہ مخلوقات کی خلقت سے قبل اس کا وجود نہ تھا اس لئے خدا کا نام مبدی ہوا اور اسی باعث انسان کو مبدی نہیں کہا جاتا کہ وہ ہمیشہ اپنی صنعت و حرفت میں معمولی سی ترمیم کے ساتھ اپنے سے اول کی نقل کرتا ہے اور جب کسی شے سابق کو توڑ دینے کے بعد بعینہٖ اسی طرح وجود میں لایا جاتا ہے تو اسے اعادہ یعنی لوٹانا بولتے ہیں جس سے معید بنا ہے یعنی ہر شے کو اس کی حالت اول پر لوٹانے والا۔ اسی اسم سے یہ بات بھی حل ہوگئی کہ قیامت کے روز اسی جسم کو لوٹایا جائے گا کوئی نیا جسم نہ ہوگا۔

اس اسم کا ذکر انسان میں یہ خاصیت پیدا کرتا ہے کہ اس کا ذاکر جس کام کا بھی آغاز کرے وہ اللہ کا تصور ذہن میں لاتا ہے اور اللہ پر بھروسہ کرتا ہے۔ اس لحاظ سے یہ اسم توکل کی خوبی پیدا کرنے کیلئے بہت ہی بے نظیر ہے۔

نئے کاروبار کو قائم کرنے کے لیے اس اسم کی بکثرت پڑھائی بہت مفید ہے حمل ظاہر ہونے کے بعد جو شخص اپنی بیوی یا محرم کے پیٹ پر ہاتھ رکھ کر ایک ہفتہ تک ننانوے مرتبہ یہ اسم پڑھ کر دم کرے تو حمل محفوظ رہے گا اور انشاء اللہ اولاد نرینہ پیدا ہوگی

یَامُعِیْدُ

یَامُعِیْدُ (اے دوبارہ پیدا کرنے والے)

معید وہ ذات ہے جو کسی شے کو فنا کرنے کے بعد دوبارہ اسے پہلے کی طرح زندہ کرنے پر قادر ہو۔ چونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمیں موت آئے گی اور پھر زندہ کرے گا اس لئے اسے معید کہا جاتا ہے۔ یہ نام قرآن مجید کی مندرجہ ذیل آیات سے مشتق ہے۔

اِنَّهٗ یَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ یُعِیْدُهٗ (پ 11 یونس 4)

ترجمہ: بے شک وہ پہلی بار پیدا کرتا ہے پھر دوبارہ پیدا کرے گا۔

قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ یَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ یُعِیْدُهٗ ؕ قُلِ اللّٰهُ یَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ یُعِیْدُهٗ فَاَنّٰی تُؤْفَكُوْنَ ○ (پ 11 یونس 34)

ترجمہ: فرمائیے کہ کیا تمہارے شریکوں میں کوئی ہے جو مخلوق کی پیدائش کی ابتدا کرے پھر اسے دوبارہ لوٹا دے۔ فرما دیجئے کہ مخلوق کی ابتدائی پیدائش اور اس کا اعادہ کرنا اللہ کے اختیار میں ہے پھر تم کدھر جاتے ہو۔

اَمَّنْ یَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ یُعِیْدُهٗ وَمَنْ یَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ؕ (پ 20 نمل 64)

ترجمہ: بھلا کون ہے جو تخلیق کے سلسلے میں پہلی مرتبہ پیدا کرتا ہے پھر وہ اسے دوبارہ زندہ کرے گا کون ہے جو آسمان اور زمین سے تمہیں رزق دیتا ہے۔

یَوْمَ نَطْوِی السَّمَآءَ كَطَیِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ ؕ كَمَا بَدَاْنَاۤ اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِیْدُهٗ ؕ وَعْدًا عَلَیْنَا ؕ اِنَّا كُنَّا فٰعِلِیْنَ ○ (پ 17 انبیاء 104)

ترجمہ: جس دن آسمان کو اس طرح لپیٹیں گے جس طرح بوریاں لپیٹی جاتی ہیں جیسے کہ ہم نے پہلے پیدا کیا

ہے۔اسی طرح ہم بنادیں گے۔۔ یہ ہم پر وعدہ پورا کرنا ضروری ہے۔ہم اس کو پورا کرنے والے ہیں۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے فرمایا ہے کہ معیدؔ اعادت سے بنا ہے بمعنی کسی چیز کو واپس کرنا، عدم سے وجود میں لانا اور طرح طرح کی مصنوعات اور عجیب چیزوں کو اپنے فیض سے باہر لانے والا اور عدم کے بعد دوبارہ زندگی کی طرف لانے والا۔ یہ صفت اللہ تعالیٰ ہی کی ہے اس کی قدرت تمام کو شامل ہے وہ ہستی جو اشیاء کو عدم سے وجود میں لاسکتی ہے مارنے کے بعد دوبارہ زندہ کرنے پر بھی قادر ہے۔

غرضیکہ وہ ذات جس نے ہمیں اولاً خاک سے پیدا کیا اور اس طرح شائستہ اور پاک پیدا کیا۔ اگر وہ ہمیں مرنے کے بعد درست اور ٹھیک طور پر پیدا فرمادے تو اس کی قدرت کے آگے ابتدأ پیدا کرنے سے عجیب تر نہیں ہے اور معید کو پروردگار تعالیٰ کے انعامات، فوائد، اپنے الطاف و افضال پر جو وہ بندے پر کرتا ہے پھر بندے کی بعض کوتاہیوں و مجبوریوں کی بنا پر عدم و انحطاط کی جانب لے جاتا ہے پھر عفو و کرم و احسان سے بندے کی جانب دوبارہ رجوع فرماتا ہے، پر بھی حمل کیا گیا ہے۔سنت الٰہی اسی طرح جاری ہے کہ اللہ تعالیٰ بندے کو دیتا پھر لے لیتا ہے تاکہ نعمت کی قدر پہچانے اور اس کا شکر ادا کرے۔اس معنی کے مطابق مبدی کا معنی ہوگا انعامات کو پیدا کرنے والا یعنی بندے کو وجود اور لوازم وجود عطا کرنے والا۔ اللہ تعالیٰ بندے پر اس کے پیدا ہونے سے پہلے اپنی نعمتوں کی بارش برسا رہا ہے۔لہٰذا بہر تقدیر اور بہر صورت بندے کو چاہئے کہ حق تعالیٰ کی نعمت کا شکر ادا کرتا رہے اور ہر حالت میں اس کی رضا کا متلاشی رہے اور اس زندگی کی نعمت کے شکریے کے طور پر جو اسے اس جہاں میں نصیب ہوئی ہے آخرت کی زندگی کو سازگار و تابناک بنائے۔اس اسم سے متخلق ہونے کا معنی یہ ہے کہ خیرات کے ابتداء کرنے اور احسانات کی بنیاد رکھنے میں سعی و کوشش کرے اور جو کچھ اس کی کوتاہی اور بے اعتدالی کی بنا پر اس سے ضائع ہو چکا ہے واپس لانے کی کوشش کرے۔

معید میں چونکہ دوبارہ واپس لوٹانے کا فلسفہ مضمر ہے اس لئے اللہ تعالیٰ کو اس صفت سے پکارنے سے ہر ایسا کام جس کا تعلق لوٹنے سے ہوگا فوراً ہوگا۔

اگر کوئی شخص غائب ہو جائے یا کوئی چیز گم ہو جائے تو گھر کے صحن میں یہ اسم ایک ہزار مرتبہ سوتے وقت پڑھا جائے اور گم شدہ چیز کا تصور کیا جائے تو جلد واپس آجائے گا یا خبر مل جائے گی۔نسیان یعنی بھول چوک اور بیماری سے شفاء کے لیے اس کا ورد کرنا بے حد مجرب ہے۔

يَامُحْيِ

يَامُحْيِ (اے زندگی دینے والے)

اللہ محی ہے، وہی ہر شے میں زندگی اور روح پیدا کرنے والا ہے۔ اللہ کے سوا کسی میں یہ صفت نہیں کہ وہ کسی چیز میں سوائے اللہ کے حکم کے زندگی ڈال دے۔ المحی کا لفظ احیاء سے ہے جس کا مطلب زندگی دینا ہے۔ اس لئے اس کا مطلب زندگی عطا کرنے والا ہوگا۔ زندگی کا عطا کرنا چونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اس لئے وہ محی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی اس صفت احیاء کا بیان مندرجہ ذیل آیات میں ہوا ہے۔

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّهٗ يُحْيِ الْمَوْتٰى وَاَنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۙ (پ 17 حج 6)

ترجمہ: یہ اس لئے ہے کہ اللہ ہی حق ہے اور بے شک وہ مردوں کو زندہ کرتا ہے اور بلاشبہ وہی ہر چیز پر قادر ہے۔

فَانْظُرْ اِلٰۤى اٰثٰرِ رَحْمَتِ اللّٰهِ كَيْفَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ اِنَّ ذٰلِكَ لَمُحْيِ الْمَوْتٰى ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○ (پ 21 روم 50)

ترجمہ: پس اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کی علامتوں کو دیکھو وہ زمین کو مردہ ہونے کے بعد زندہ کیسے کرتا ہے۔ بے شک وہی ہے جو مردوں کو زندہ کرنے والا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

قُلْ يُحْيِيْهَا الَّذِيْۤ اَنْشَاَهَاۤ اَوَّلَ مَرَّةٍ ؕ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيْمُ ۙ (پ 23 یٰسین 79)

ترجمہ: فرما دیں کہ ان کو وہی زندہ کرے گا جس نے انہیں پہلی مرتبہ پیدا کیا اور وہی ہر چیز کی پیدائش کو جاننے والا ہے۔

محی بمعنی جسم میں زندگی کو پیدا کرنے والا، ممیت بمعنی زندگی کو جسم سے دور کر دینے والا۔ یاد رہے کہ زندہ کرنا اور مارنا دو قسم کا ہے۔ ایک صوری و جسمانی دوسرا دلوں کو ایمان و معرفت سے زندہ کرنے والا اور کفر و ظلمت سے مارنے والا کہ یہ روحانی و معنوی زندگی و موت ہے۔ دونوں طرح کی زندگی عطا کرنے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ بندے کو چاہئے کہ اس زندگی کی نعمت کے شکرانے میں مشغول رہے۔ اس فانی زندگی کو حیات ابدی حاصل کرنے میں صرف کرے اور کسی بھی سبب کو حیات و موت میں موثر حقیقی نہ جانے۔

اس اسم سے متخلق ہونے کا معنی یہ ہے کہ اپنے دل کو معارف الٰہیہ کے ساتھ زندہ کرے اور نفس کی قوت غضبیہ و

شہویہ کے مارنے میں لگا رہے۔ پھر طالبوں و مریدوں کے دلوں کو انوار ہدایت سے زندہ کرنا اور گمراہی کی ظلمتوں سے ان کے نفوس کو مارنا کہ شیخ و مرشد کامل وہ ہوتا ہے جو زندہ کرتا اور مارتا ہے۔ تو یہ بھی اسی باب میں سے ہے اور بھوکوں کو غذا دینا جو ابدان کے باقی اور زندہ رہنے کا سبب ہے نیز کافروں کے خلاف جہاد کرنا جو ناپاک لوگوں کو نیست کرنے کے مترادف ہے، بھی ان دو عظیم الشان اسماء کے ساتھ متخلق ہونے میں داخل ہے۔

کسی بھی بیمار پر ۹۹ مرتبہ پڑھ کر دم کرنے سے شفاء حاصل ہوگی۔ عذاب قبر سے تحفظ کے لیے اسے جمعہ کے روز نماز جمعہ کے بعد سو مرتبہ کر لیا کریں۔ اگر گرفتاری یا جیل کا ڈر ہو تو سات روز تک ہر نماز کے بعد سو مرتبہ پڑھیں۔ بعض عاملوں کا قول ہے کہ یہ اسم شوگر کے مرض کو کنٹرول رکھنے کے لیے بہت لاجواب ہے۔

يَامُمِيْتُ

يَامُمِيْتُ (اے مارنے والے)

اَلْمُمِيْتُ کا لفظ موت سے ہے جس کا مطلب مارنے والا ہے۔ اس کا عام معنی تو زندگی کو ختم کر دینا ہے لیکن جب اس لفظ کا اطلاق صفات باری پر کیا جاتا ہے تو اس سے یہ مراد ہوتی ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ زندگی کا خالق ہے اسی طرح موت کا بھی خالق ہے جسے اللہ تعالیٰ نے بنایا ہے اور قیامت آ جانے کے بعد اللہ تعالیٰ اس موت کو بھی ختم کر دے گا جیسا کہ حدیث میں ہے کہ موت کو ذبح کر دیا جائے گا۔ اس کے بعد ہمیشہ کی زندگی شروع ہو جائے گی اور اس کے بعد کسی کو موت نہ ہوگی۔

موت کی مختلف کیفیات ہیں۔ موت کی پہلی کیفیت عدم کا طاری کرنا ہے یعنی تخلیق سے پہلے کا وقت ہے جبکہ ابھی اللہ تعالیٰ نے زندگی کو وجود نہ دیا تھا کائنات پر عدم کی حالت تھی گویا موت کا سناٹا تھا جس میں اللہ تعالیٰ کے سوا اور کچھ نہ تھا اس کے بارے میں قرآن میں فرمایا گیا ہے کہ:

كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَكُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ○

ترجمہ: تم خدا کے کس طرح منکر ہوتے ہو کیونکہ تم بے جان تھے اس نے تمہیں زندگی دی پھر تم پر موت طاری کرے گا پھر تمہیں زندہ کرے گا پھر اسی کی طرف لوٹ کر جاؤ گے۔ (پ البقرہ 28)

موت کی دوسری صورت ہر ذی روح پر وارد ہوتی ہے جس سے انسان پر موت آتی ہے۔ اس کے بارے میں بیان ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے انسان پر موت وارد ہوتی ہے اس کے بارے میں حسب ذیل آیات ہیں:

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِیْ حَآجَّ اِبْرٰهٖمَ فِیْ رَبِّهٖۤ اَنْ اٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ ۘ اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّیَ الَّذِیْ یُحْیٖ وَ یُمِیْتُ ۙ (پ 3 بقرہ 258)

ترجمہ: اے محبوب آپ نے اسے نہیں دیکھا جو اپنے رب کے بارے میں حضرت ابراہیم علیہ السلام سے جھگڑا یہ کہ اللہ نے اسے بادشاہت دے رکھی تھی جب ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ میرا رب وہ ہے جو مارتا ہے اور زندہ کرتا ہے۔

قُلِ اللّٰهُ یُحْیِیْكُمْ ثُمَّ یُمِیْتُكُمْ ثُمَّ یَجْمَعُكُمْ اِلٰى یَوْمِ الْقِیٰمَةِ لَا رَیْبَ فِیْهِ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ۠ (پ25 جاثیہ 26)

ترجمہ: آپ فرما دیجیے کہ اللہ ہی تمہیں زندگی عطا کرتا ہے پھر وہی تمہیں مارتا ہے پھر وہی تمہیں قیامت کے دن جس کے متعلق شک نہیں ہے تم سب کو جمع کرے گا لیکن ان کی اکثریت لاعلم ہے۔

ان آیات سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی صفت ممیت شان قدرت سے تعلق رکھتی ہے یعنی اللہ تعالیٰ ہی اپنی مخلوق کو زندہ کرتا ہے اور پھر مارتا ہے کیونہ اللہ کے سوا کوئی اور نہ موت دے سکتا ہے اور نہ زندگی عطا کر سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ممیت ہے کیونکہ وہی حیات اور موت کا مالک ہے، موت اس کی مخلوق ہے، ملک الموت اسی کے احکام کی تکمیل کرنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ ممیت ہے اور موت وحیات پر اسی کا قادرانہ حکم نافذ ہوتا ہے، موت کو اس کے دامن جلال تک پہنچنے کا چارا نہیں۔

اس اسم کی رو سے بندے کے ذمے یہ ہے کہ وہ ہر شے میں مولیٰ کا تابعدار بن جائے اور تمام امور خدا تعالیٰ کے سپرد کرے اور آرام و تکلیف کو اسی کی جانب سے سمجھے اور اسی سے تکلیف کے دفعیہ کی درخواست کرے۔

ہر نماز کے بعد سینے پر ہاتھ رکھ کر سات مرتبہ پڑھ کر اپنے گریبان میں دم کرے بری عادت چھوٹ جائے گی، عبادت کا ذوق پیدا ہوگا۔ اگر کسی کا نفس برائی کی طرف مائل رہتا ہو تو اس اسم کو گیارہ دن تک گیارہ ہزار مرتبہ پڑھ کر پانی پر دم کر کے اُسے پلائیں تو انشاء اللہ اس کا نفس نیکی کی طرف مائل ہو جائے گا

یَا حَیُّ

یَا حَیُّ (اے ہمیشہ زندگی والے)

حی وہ ذات ہوتی ہے جس میں زندہ رہنے کی قوت بہ نفس نفیس موجود ہو۔ اس لئے حی صرف اللہ تعالیٰ کی ذات

ہے کیونکہ وہ ذات ہمیشہ سے زندہ ہے اور ابد تک زندہ رہے گی اور ہر چیز کی زندگی اسی کی عطا سے ہے چونکہ اللہ بذات خود حی ہے اور کائنات کی ہر چیز کو حیات بخشنے والا ہے۔اللہ کی اس صفت سے ہر شے میں حیات ہے۔

ایک اور قول کے مطابق حی حیات سے ہے۔اللہ تعالیٰ کا نام الحی اس لئے ہے کہ وہ لوازم حیات، علم وقدرت سمع و بصر اور ارادت وکلام والا ہے۔وہ حیات ذاتیہ کا مالک ہے۔اسی نے ان کمالات کا مظاہرہ عالم ظہور میں دکھلایا ہے۔

حضرت امام بونی کا قول ہے کہ حیات کے معنی سر الٰہی کے ساتھ گویائی کے ہیں۔وہی ظاہراً اور باطناً حرکت ہے اسی سے لطف حرارت اجرائی اہواء حرارت نفس ومعدن سر اور تدریج قدیم سر طور ترابی ملکوت اور حیات جمادات وغیرہ کی ہے۔حکمت اور قدرت الٰہی ظاہر ہوتی ہے۔اثبات توحید اور اقرار اللہ کا یہ راز دار ہے۔حی کے فاعل مدرک کے بھی آتے ہیں۔بشروط اسم کا ذاکر اگر اپنی سانس جاری رکھے اور کھانا کم کھائے کیونکہ سیر شکمی کے باعث نور وحکمت کی گنجائش نہیں ہوتی۔

علامہ یوسف نبھانی کا قول ہے کہ الحی وہ ذات ہے جو فاعل اور بہت علم والی ہو۔یہاں مل کہ جس میں فعل وعلم بالکل نہ ہو وہ مردہ ہے اور علم وادراک کا کمتر درجہ یہ ہے کہ صاحب علم اپنے آپ کو جانتا ہو اور جو اپنا شعور بھی نہ رکھے وہ جماد ہے، مردہ ہے۔پس کامل ومطلق زندہ وہ ذات ہے جس کے علم میں تمام معلومات اور جس کے فعل میں تمام موجودات ہوں اور وہ اللہ سبحانہ تعالیٰ ہے۔

اللہ تعالیٰ کی صفت حی کے متعلق ایک عالم دین کا قول ہے کہ حی وہ ذات ہے جو تمام امور انجام دیتی ہے اور ادراک کرتی ہے کیونکہ جس میں نہ کوئی ادراک ہو اور نہ کوئی فعل انجام دیتی ہو، وہ مردہ ہے اور اللہ تعالیٰ کیلئے موت وفنا محال ہے۔حی کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے خود ارشاد فرمایا ہے کہ:

اَللّٰہُ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ (پ3 آل عمران 2)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں جو زندہ قائم ہے۔

یہی بات ایک اور آیت میں یوں بیان ہوئی ہے کہ:

ھُوَ الْحَیُّ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا ھُوَ فَادْعُوْہُ مُخْلِصِیْنَ لَـہُ الدِّیْنَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○

ترجمہ: وہ زندہ ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں پس اس کے دین کو اخلاص کے ساتھ اختیار کرتے ہوئے اس کی عبادت کرو تمام تعریفیں اللہ ہی کیلئے ہیں جو رب العالمین ہے۔(پ24 مومن 65)

اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی زندہ اور جاوید ذات ہے جس کی وجہ سے تمام دنیا کا نظام قائم ہے اور حقیقت میں وہی معبود برحق ہے۔ایک اور مقام پر ارشاد ہوا ہے کہ:

وَتَوَکَّلْ عَلَی الْحَیِّ الَّذِیْ لَا یَمُوْتُ وَسَبِّحْ بِحَمْدِہٖ وَکَفٰی بِہٖ بِذُنُوْبِ عِبَادِہٖ خَبِیْرًا ○

ترجمہ: اور آپ ہمیشہ زندہ رہنے والے پر بھروسہ کریں اور اس کی تعریف کے ساتھ تسبیح اور اُس کا اپنے بندوں کے گناہوں سے آگاہ ہونا کافی ہے۔ (پ19 فرقان 58)

یہاں بھی یہی بتایا گیا ہے کہ بھروسہ صرف اس ذات پر کیا جائے جو زندہ و جاوید ہے۔ زندگی اور موت کے بارے میں بتایا گیا کہ وہ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

تُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَتُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ ز وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ ز وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ○ (پ3 آل عمران 27)

ترجمہ: اے اللہ تو رات سے دن کو ظاہر کرتا ہے اور دن کو رات میں تبدیل کرتا ہے اور زندہ کو مردے سے پیدا کرتا ہے اور مردے کو زندہ سے نکالتا ہے اور جسے چاہے بغیر حساب کے رزق دیتا ہے۔

غرضیکہ الحی وہ ذات ہے جو حیات دائمہ کے ساتھ متصف ہو جسے کبھی کوئی آفت لاحق نہ ہو جسے ازل وابد کبھی فنا نہ ہو جس کے وجود کے بغیر اس عالم کا وجود باقی نہ رہتا ہو۔

بندے کا اس میں یہ حصہ ہے کہ درجہ شہادت حاصل کرنے کی کوشش کرے کیونکہ شہداء اپنے رب کے ہاں زندہ اور رزق پاتے ہیں۔ ایک اور قول یہ ہے کہ اس اسم میں بندہ کا نصیب یہ ہے کہ اللہ کے سامنے ایسا بن جائے جیسا کہ نہلانے والے کے ہاتھ میں مردہ ہوتا ہے، جیسے جی چاہے تصرف کرے۔

وَعَنَتِ الْوُجُوْهُ لِلْحَيِّ الْقَيُّوْمِ ط (پ16 طٰہٰ 110)

ترجمہ: اور زندہ قائم رہنے والے کے آگے چہرے جھکے ہوں گے۔

ازل وابد سے اللہ تعالیٰ شانہٗ ہی زندہ ہے جس پر کبھی موت نہیں آسکتی نہ ہلاک اور زوال پذیر ہوسکتا ہے۔ حیات ایک صفت ہے جو علم وفعل ارادی کا موجب ہے جس میں کامل مطلق وہ ہوتا ہے کہ تمام مدرکات اس کے ادراک کے نیچے اور تمام موجودات اس کے فعل کے تحت ہوں تاکہ اس کے مدرکات سے کوئی مدرک باہر اور کوئی مفعول اس کے فعل سے خارج نہ رہے۔ وہ خدا تعالیٰ ہے تو وہی حی مطلق ہے۔ اس کے سوا جو حی وزندہ ہے اس کی حیات اور اس کے ادراک فعل کے بقدر ہے۔

حضرت امام غزالی نے فرمایا ہے کہ حی وہ ہے جو فعل کی اعلیٰ طاقت رکھنے والا اور اعلیٰ درجہ کا صاحب ادراک ہو حتیٰ کہ جس میں بالکل فعل وادراک نہیں ہے وہ میت (مردہ) ہے اور ادراک کا ادنیٰ درج یہ ہے کہ صاحب ادراک اپنے آپ کو جانتا ہو۔ پس جو شے اپنے آپ کو نہ جانتی ہو وہ جماد اور میت ہے۔ حی کامل ومطلق ہے جس کے ادراک کے تحت میں تمام مدرکات اور اس کے فعل کے تحت میں تمام موجودات درج ہوں یہاں تک کہ کوئی قابل ادراک شے اس کے علم سے اور کوئی مفعول اس کے فعل سے خارج نہ رہے اور یہ ساری باتیں خاص اللہ کیلئے ہیں۔ لہٰذا وہ حی مطلق ہے

اور اس کے سوا جو شے حی ہے اس کی حیات اس کے ادراک اور فعل کے موافق ہے اور ایسی تمام اشیاء قلت میں محصور ہیں۔ واضح ہو کہ احیاء (زندہ چیزیں) متفاوت ہیں۔ پس ان کے مراتب ان کے تفاوت کے موافق ہیں جیسے کہ ملائکہ، انسان اور چوپائیوں کے مراتب میں اشارہ کیا جا چکا ہے۔

اس اسم سے متخلق و موصوف ہونے کا معنی یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ اور اس کی یاد سے زندہ رہے تاکہ پھر کبھی مر نہ سکے۔ بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ فَرِحِيْنَ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں انہیں رزق ملتا ہے وہ بڑے خوش باش ہیں۔

جو شخص اسے کثرت سے پڑھتا ہے اس کے ہر مردہ کام میں زندگی پڑ جائے گی اور اس کا دل ہمیشہ زندہ رہے گا اور اس کی روح اپنے پیدا کرنے والے کی طرف متوجہ رہے گی۔

لا علاج مریض کے لیے روزانہ تین ہزار مرتبہ پڑھ کر پانی پر دم کر کے مریض کو پلانے سے شفاء ملے گی۔ عام بیماری میں چینی کے برتن میں گلاب و مشک سے گیارہ مرتبہ لکھ کر پانی دھو کر بیمار کو پلایا جائے یا اکیس مرتبہ پڑھ کر دم کریں، جو شخص اسے کثرت سے پڑھتا رہے ہمیشہ تندرست رہے گا اور اس کا دل اور ضمیر زندہ رہے گا

يَاقَيُّوْمُ

يَاقَيُّوْمُ (اے ہمیشہ قائم رہنے والے)

قیوم وہ ہوتا ہے جو اپنی ذات میں خود بخود قائم ہو اور اپنے قیام میں کسی کا محتاج نہ ہو اور دوسرا اس کے بغیر قائم نہ رہ سکتا ہو بلکہ ہر چیز اپنے آپ کو قائم رکھنے کیلئے اس کی محتاج ہو۔ اس لئے اللہ قائم ہے، دائم ہے موجود ہے، لازوال ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَۚ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ۚ (پ3 بقرہ 255)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں وہی زندہ قائم ہے۔

وَعَنَتِ الْوُجُوْهُ لِلْحَیِّ الْقَیُّوْمِ ؕ (پ16 طٰہٰ 111)

ترجمہ: زندہ قائم اللہ کے سامنے سب چہرے جھک جائیں گے۔

اس سے معلوم ہوا کہ معبود ہونے کا وصف یہ ہے کہ وہ ہمیشہ کیلئے قائم ہے۔ یعنی جو ذات ہمیشہ کیلئے قائم نہ ہو وہ معبود کیسے بن سکتی ہے۔ اللہ ہمیشہ سے قائم ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ اس لئے معبود ہونے کا حق بھی صرف اس کو پہنچتا

ہے۔

شمس المعارف میں ہے کہ اسم قیوم لفظ قیام سے اسم مبالغہ ہے اور قائم و قیوم وہ ذات مستجمع الکمال ہے جس سے تمام موجودات قائم ہیں بغیر وجود قیوم کے کسی چیز کا بھی تصور نہیں کیا جا سکتا۔ اللہ ہی قیوم ہے۔ اس لئے کہ اس کا قوام ذاتی ہے اور ہر چیز کا قوام اس کے ہاتھ میں ہے۔

اسم قیوم کی تجلی دنیا و آخرت میں ظاہر ہے۔ اس کا ظاہر ایک دائرہ ہے جو وجود میں ظاہر ہے۔ اسی نے ملکوت آسمان و زمین کے عوالم اپنی قیومیت سے قائم اسی نے عقول اور عالم ملکوتی اطوار کی تدبیر بھی اسی کی قیومیت قائم ہے۔ اسی نے عقول اور عالم ملکوتی فطرت کو قائم کیا اور عہد لیا اور تمام اجسام وارواح و جنت و دوزخ وغیرہ کو قائم کیا۔ اللہ تعالیٰ مشہود و شہود جمع کے ساتھ قائم ہے۔ سال دنوں سے دن ساعات سے ساعات درجوں سے درجے دقیقوں سے اور دقیقے ثانیوں سے مرتب و قائم ہیں۔

اللہ قیوم لطائف عوالم میں ذات سے ظاہر ہے اور یہی طریقہ قائم ہے۔ علقہ نطفہ سے قائم ہوا علقہ سے گوشت و ہڈیاں اور غصلیے اور عصلیے روابط سے اور اغشیہ شباک سے اور شباک عروق سے اور عروق گوشت خون سے قائم ہوا اور خون کی صفت قومیت سے قائم ہے۔ اللہ تعالیٰ کی صفت اختراعی یہ ہے کہ غذا جسم سے اور پانی رحمت سے اس کی ذاتی صفت ہے اور ان سب چیزوں سے قائم مجموعہ کا نام انسان ہے یعنی انسان اپنے عوالم سے قائم ہے جس کی وجہ اعمال علم سے قائم ہیں اور طلب علم دراصل طلب ترک سے ہے قائم اور دوائر عالم مع اطوار واحکام وافعال و دوائر مقام صرف راز قیومیت سے قائم ہیں۔ اسم قیوم دار آخرت میں بھی ظاہر ہوتا ہے۔ اس دنیا میں اس راز کے ساتھ جو اللہ تعالیٰ نے کرسی میں ودیعت کیا ہے جس کی وجہ سے وہ آسمان و زمین کو اٹھائے ہوئے ہے۔

ایک اور قول ہے کہ الحی جو ہمیشہ سے موجود اور ہمیشہ سے صفت حیات سے موصوف ہے۔ نہ کبھی عدم اس کے سابق حال ہوا اور نہ کبھی موت اس کی لاحق حال ہوگی۔ دیگر مخلوقات کیلئے ''كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ'' کا فرمان روا ہے۔

سعادت دارین میں القیوم کے بارے میں ہے کہ جوہر اگر چہ خود بخود قائم ہوتا ہے اور کسی ایسے محل سے بے پروا ہوتا ہے جو اسے قائم رکھے بخلاف اغراض واوصاف کے (کہ وہ اپنے قیام و وجود میں کسی جوہر کے تابع ہوتے ہیں) لیکن ان امور سے مستغنی نہیں ہوتا، جو اس کے وجود کیلئے ضروری ہیں۔ پس وہ امور اس کے وجود کیلئے شرط ہیں، سو جوہر بھی خود بخود قائم نہ ہوا کیونکہ وہ اپنے قیام میں دوسرے کے وجود کا محتاج ہے۔ اگر چہ کسی مکان و محل کا محتاج نہیں۔ اب اگر وجود میں ایسا موجود ہے جس کی ذات ہی اس کے وجود کیلئے کافی ہے اور اس کا قیام کسی غیر سے نہیں اور اس کے دائمی وجود کیلئے کسی اور کا وجود شرط نہیں تو یہ مطلقاً قائم بنفسہ ہے، پھر اس کے ساتھ ساتھ اگر ہر موجود اس کے ساتھ

اس طرح قائم ہے کہ اشیاء کا وجود اور دوام وجود اس کے بغیر متصور ہی نہیں، وہ قیوم ہے کیونکہ اس کا قیام اس کی ذات سے ہے اور باقی تمام چیزوں کا قیام اس سے وابستہ ہے اور وہ صرف اللہ تعالیٰ ہے۔

عن ابی هریرة ان النبی صلی الله علیه وسلم کان اذا اهمه الامر دفع راسه الی السمآءِ فقال سبحان الله العظیم و اذا اجتهد فی الدعآءِ قال یاحی یاقیوم

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی معاملہ میں مغموم ہوتے تو سرِ انور آسمان کی طرف اٹھاتے اور یہ کلمات کہتے "سُبْحَانَ اللهِ الْعَظِيم" اور جب دعا میں زیادہ کوشش فرماتے تو کہتے "يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ۔"

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی حاجت سے بے چین ہوتے تو یہ دعا مانگتے يَاحَيُّ يَاقَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِيْثُ (اے زندہ اور قائم رکھنے والے میں تیری رحمت کے ساتھ دعا مانگتا ہوں) (ترمذی جلد دوم کتاب الدعوات حدیث 1453)

ابوداؤد کی حدیث میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار جگر گوشۂ رسول سیدۃ النساء حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو پڑھنے کیلئے فرمایا:

يَاحَيُّ يَاقَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِيْثُ وَلَا تَكِلْنِيْ اِلٰى نَفْسِيْ طُرْفَةَ عَيْنٍ

ترجمہ: اے زندہ رہنے والے، اے قائم رہنے والے میں تیری رحمت کا فریادی ہوں مجھے میرے نفس پر ایک چشم زدن کیلئے بھی مت چھوڑنا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ پڑھا کرتے تھے يَاحَيُّ يَاقَيُّوْمُ يَاحَيُّ حِيْنَ لَاحَيُّ يَامُحْيِيْ يَامُمِيْتُ يَا ذُوالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ

ترجمہ: اے زندہ توانا جب کوئی بھی زندہ نہ رہے گا اس وقت بھی تو ہی زندہ ہوگا اے زندگی اور موت دینے والے اور اے جلال واکرام والے۔ (زرین)

صوفیاء نے اس کے متعلق یہ بتایا ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کو اس کی اس صفت سے پکارتا ہے اللہ اس کے نہ ہونے والے کاموں کو قائم کر دیتا ہے اور اسے اسم اعظم قرار دیا گیا ہے۔

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ تمام اشیاء کی دو قسمیں ہیں ایک تو وہ جو کسی محل کی محتاج ہیں جیسی اعراض اور اوصاف۔ پس ان کی نسبت کہا جاتا ہے کہ وہ بنفسہ قائم نہیں ہیں۔

دوم وہ جو کسی محل کی محتاج نہیں ہیں۔ پس کہا جاتا ہے کہ وہ بنفسہ قائم ہیں۔ جیسے جوہر لیکن جوہر گو قائم بنفسہ اور اپنے قیام کے محل سے مستغنی ہے۔ تاہم ایسے امور سے مستغنی نہیں ہے جو اس کے وجود کیلئے لازم ہیں۔ پس وہ قائم

بنفسہ نہیں ہے کیونکہ وہ اپنے قیام میں گومحل کی محتاج نہیں ہیں مگر کسی اور شے کے وجود کی محتاج ہیں۔ پس اگر کوئی ایسا موجود پایا جاتا ہے جس کی ذات بذاتہ مکتفی ہے اور اس کا قیام کسی اور شے کے ساتھ نہیں ہے اور نہ اس کے سوا کسی اور چیز کا وجود اس کے وجود کے دوام کیلئے شرط ہے وہ مطلقاً قائم بنفسہ ہے۔ اگر اس کے ساتھ ہی تمام موجودات اس کے ساتھ قائم ہوں یہاں تک کہ تمام اشیاء کا وجود اور دوام وجود اسی کے ساتھ ہو تو قیوم ہے کیونکہ اس کا اپنا قیام بذاتہ ہے اور ہر شے کا قیام اس کے ساتھ ہے اور وہ اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ بندہ کا دخل اس وصف میں اتنا ہوتا ہے جتنا وہ غیر اللہ سے مستغنی ہے۔

قیوم یعنی اپنی ذات سے قائم اور اپنے غیر کو قائم اور زندہ رکھنے والا۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اشیاء کا وجود بقا اس کی ذات کے بغیر ممکن و متصور نہیں ہوسکتا اور لوگوں کی بقا اس کی قیومیت سے وابستہ ہے۔ علماء فرماتے ہیں کہ قیوم قیم کا مبالغہ ہے در قیم مصلح امور کو کہتے ہیں اور اسے جو لوگوں کے امور کو صلاح و تدبیر کی جانب لاتا ہے اور جو صلاح و درستی کا راستہ بھولنے والا اور بندوں کے مسائل معاش و مفاد کو درست کرنے والا ہے جو شخص جان لیتا ہے کہ اشیاء کو قائم رکھنے اور امور کی اصلاح کرنے والا وہ ہے جو وہ خود تدبیر کرنے کی مشقت سے نجات پا جاتا اور اپنی زندگی کو راحت میں کر لیتا ہے اور اس کے سایہ توکل و تفویض میں اپنی زندگی بسر کرتا ہے۔ اس صفت سے بندے کا حصہ اس قدر ہے کہ جتنا وہ غیر خدا سے بے نیاز ہوتا ہے۔ بندے کیلئے اس صفت سے یہ بھی حصہ ہے کہ وہ لوگوں کی مدد کرتا اور ان کے امور کی اصلاح کرتا ہے۔

تسخیر قلوب کے لیے بعد نماز فجر پانچ سو مرتبہ اُونچی آواز سے یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ کا ورد کریں۔ ہر مصیبت میں یہ وظیفہ کارساز ہے اور پڑھنے والے کا ہر کام قائم ہو جاتا ہے اور ہر جائز مراد پوری ہوگی، اسے بکثرت پڑھنے سے مصائب سے نجات بھی ملے گی۔

یَاوَاجِدُ

یَاوَاجِدُ (ہر چیز کو اپنے ہاں پالنے والے)

اللہ کی ایک صفت یہ ہے کہ وہ واجد ہے اور واجد وہ ہوتا ہے جس کے حضور میں ہر شے ہر وقت حاضر رہے اور کوئی بھی شے کسی وقت اس کے سامنے سے غائب نہ ہو یعنی واجد وہ ذات ہے کہ وہ جس کام کا ارادہ کرے تو اسے اپنے سامنے موجود پائے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ ایک بے پرواغنی ہے جس کے پاس سب کچھ ہے اور اسے کسی چیز کو

پانے کیلئے کسی کو کہنا نہیں پڑتا۔

امام بونی کا قول ہے کہ واجد وہ ذات کامل ہے جس سے ایسی بات فوت نہ ہو جو اس کیلئے صفات الٰہیہ میں سے ضروری ہو۔ واحد، واجد مطلق اللہ تعالیٰ ہے اس کے سوا کوئی معبود اور موجود نہیں ہے۔

سعادت دارین میں ہے کہ واجد وہ ذات جس کے پاس ہر لازمی چیز موجود ہو اور اللہ تعالیٰ کی جتنی صفات کمال لازمی ہیں وہ ذات باری تعالیٰ میں موجود ہیں، اس اعتبار سے وہ واجد ہے۔ وہی واجد مطلق ہے۔ اس کے سوا دوسرے اگرچہ کچھ صفات کمال اور ان کے اسباب رکھتے ہیں لیکن دیگر سے محروم ہیں۔

صفت واجد کا مطلب قرآن مجید کی حسب ذیل آیات سے لیا گیا ہے:

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ○ (پ5 نساء 64)

ترجمہ: پھر جب اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھیں اور آپ کے پاس آئیں اللہ سے مغفرت چاہیں اور رسول ان کیلئے استغفار کریں تو اللہ تعالیٰ کو تواب اور رحیم پائیں گے۔

وَوَجَدَكَ عَآئِلًا فَاَغْنٰى ○ (پ30 والضحیٰ 8)

ترجمہ: اور آپ کو ضرورت مند پا کر غنی کر دیا۔

پس اللہ تعالیٰ اس لئے واجد ہے کہ موجود حقیقی اور ہستی مطلق اسی کو حاصل وزیبا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس لئے واجد ہے کہ جملہ موجودات پر اسے احاطہ حاصل ہے۔

انسان کا فرض ہے کہ وہ بھی اپنی ذات میں وجدان وحضور کی کیفیت پیدا کرنے کی سعی کرے یعنی کوئی کام مرضی مولیٰ کے بغیر نہ تو کرے اور نہ اسے اس کی منشاء کے بغیر ترک کرے تا کہ اپنی مراد اور مقصود کا واجد ہو اور بفضل اللہ تعالیٰ ماسوا اللہ سے مستغنی ہو جائے۔

واجد وہ ہے جس کیلئے کوئی شے نایاب ہو اور وہ فاقد (تنگدست) کا مقابل ہے۔ اغلب یہ ہے کہ جس کو وہ شے ہاتھ نہ آئی ہو جو اس کے وجود کیلئے ضروری نہیں اس کو فاقد نہیں کہا جاتا اور جس کو وہ شے حاصل ہو سکتی ہے جو اس کی ذات سے اور اس کی ذات کے کمال سے کوئی تعلق نہیں رکھتی اس کو واجد (غنی) نہیں کہتے بلکہ واجد وہ ہے جس کیلئے کوئی بھی ضروری شے نایاب نہ ہو اور جو امر صفات الٰہیہ اور ان کے کمال کیلئے لازمی ہے وہ اللہ تعالیٰ کیلئے موجود ہے۔ پس وہ اس لحاظ سے واجد ہے اور واجد مطلق ہے اور اس کے سوا دوسری موجودات اگر صفات کمال اور ان کے اسباب میں سے کسی شے کے لحاظ سے واجد ہیں تو بہت سی اشیاء کے لحاظ سے فاقد ہیں۔ اس لئے وہ صرف اضافی طور پر واجد کہلا سکتی ہیں۔

شرح مشکوۃ میں لکھا ہے کہ واجد موجود سے بنا ہے وجود بمعنی ہستی اور مطلوب کو پانا۔ وجد اور وجدہ بمعنی دولت مند ہونا۔ اللہ سبحانہ تعالیٰ واجب الوجود ہے۔ کوئی مراد اور کوئی مقصود اس سے گم نہیں ہوسکتا اور کوئی چیز بھی اس کے وجود کے بغیر موجود نہیں ہوسکتی۔ وہ غنی علی الاطلاق ہے کہ کسی چیز اور کسی شخص کی جانب محتاج نہیں اور نہ وہ کسی کا نیاز مند ہے۔ اس کا غیر جو بھی ہے وہ ایک لحاظ سے شے کو پانے والا اور دوسرے لحاظ سے شے کو گم کرنے والا ہے۔ بعض چیزوں سے بے نیاز ہے اور بعض کا محتاج ہے۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ وجد بمعنی علم بھی آیا ہے۔ تمام چیزیں جس صفت اور جس کیفیت میں بھی ہیں اس کے علم میں ثابت اور موجود ہیں۔ پھر واجد غنی اور علیم میں یہ فرق بیان کیا جاسکتا ہے کہ غنی میں دو چیزیں ہیں ایک تو جس چیز کو وہ چاہئے وہ اسے حاصل ہو اور غیر کی جانب محتاج نہ ہو۔ پہلے اعتبار سے واجد ہے دوسرے اعتبار سے غنی۔ اسی طرح علم میں انکشاف وحصول ہے۔ پہلی حیثیت سے علیم ہے دوسری حیثیت سے واجد ہے۔ واللہ اعلم۔

بندے کو چاہئے کہ حق کی مراد کے تابع رہے اور اسی کا اپنے آپ کو محتاج جانے اور اس کے علم سے آگاہ رہے۔ اس صفت سے متخلق ہونے کا معنی یہ ہے کہ ضروری کمالات کے حاصل کرنے میں پوری کوشش کرے تاکہ اپنی مراد کو پالے اور اپنا مقصود حاصل کرے اور ماسوائے حق سے خدا سے خدا کے فضل کے ساتھ بے نیاز ہو جائے۔

جو شخص اس نام کو بہت پڑھے اس کا دل غنی ہو جائے گا اور جو چیز اللہ سے مانگے ضرور ملے گی۔ اہل طریقت کو اس اسم کے ذکر سے معرفت نفس حاصل ہوتی ہے۔

صفائی قلب اور نور ایمان کے لیے کھانے کے دوران ہر ایک دو لقمہ کے بعد پڑھ لیا جائے تو دل میں وجد پیدا ہو گا اور معرفت کا مقام حاصل ہوگا۔ جس کی شادی نہ ہوتی ہو وہ اسے ۱۴۱۴ مرتبہ سوتے وقت پڑھے انشاءاللہ شادی ہو جائے گی۔

یَامَاجِدُ

یَامَاجِدُ (بزرگی اور عزت والے)

ماجد کا مطلب انتہائی عزت و شرف والا ہے۔ سب سے زیادہ بزرگی اور عزت والا اللہ تعالیٰ ہی ہے اور تمام انسانوں کی عزت اور بزرگی اس کی ذات سے وابستگی کی بنا پر ہے۔

ماجد مجد سے مشتق ہے جس کے معنی انتہائی عزت و شرف کے ہیں اور یہ خدا تعالیٰ کا نام اس باعث ہے کہ وہ تمام موجودات میں سب سے بلند قدر ہے اور سب سے زیادہ شرف کا مالک ہے بلکہ تمام موجودات کا شرف اسی کی ذات

سے وابستہ ہے اور یہ اسم دراصل مجید کے معنی میں ہے لیکن مجید کے معنی میں اس سے زیادہ مبالغہ پایا جاتا ہے۔ مجد لفظ کا ذکر ترمذی کی ایک طویل حدیث میں ہوا لیکن یہاں صرف متعلق اقتباس پیش کیا جاتا ہے۔

عن عبدالله بن عباسٍ قال سمعت رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم سبحن الذى تعطف بالعزوقال بهٖ وسبحان الذى لا ينبغى التسبيح الاله سبحان ذى الفضل والنعم سبحان ذى المجدوالكرم سبحان ذى الجلال والاكرام

''حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پاک ہے وہ ذات جو مہربانی فرماتا ہے اپنے عزوجلال کے ساتھ اور فرمایا یہی پاک ہے وہ ذات جس نے لباس بزرگی کا پہنا اور اسی کے ساتھ کریم ہوا۔ پاک ہے وہ ذات کہ تسبیح نہیں لائق مگر اسی کیلئے۔ پاک ہے وہ ذات جو فضل اور نعمتوں والی ہے۔ پاک ہے وہ ذات جو بزرگی اور کرم والی ہے۔ پاک ہے وہ ذات صاحب جلال اور صاحب کرم ہے۔

(ترمذی جلد دوم کتاب دعوات حدیث 1343)۔

بندے کا اس میں یہ حصہ ہے کہ مخلوق سے ارادہ اٹھا کر حقائق سے رابطہ قائم کرے۔ اس طرح بلند ہمتی اور اچھے حال سے وہ بزرگ ہوگا۔

ماجد بمعنی مجید ہے جس طرح عالم بمعنی علیم ہے لیکن مجید میں مبالبہ و تاکید ہے۔ اللہ تعالیٰ کی تمام صفات بالغ و کامل ہیں لیکن کبھی الفاظ میں مبالغے اور تاکید سے خبر دی جاتی ہے اور کبھی اصل معنی پر اکتفا کر دیتے ہیں جو کہ اصل ذات میں ہوتا ہے کسی اور لفظ کے دلالت کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔

جو شخص اللہ تعالیٰ کو اس نام سے پکارتا ہے اللہ اسے ہمیشہ کیلئے باعزت کر دیتا ہے۔

اس اسم کی کثرت سے حال طاری ہوگا اور نور عرفان بھی حاصل ہوگا۔ اگر کوئی ذلت کی حالت میں اسے بکثرت پڑھے تو وہ صاحب عزت بن جائے گا۔ اگر کوئی صاحب اقتدار اسے ۷۹ مرتبہ روزانہ پڑھے تو اس کا اقتدار طویل ہو گا۔ کفار اور مشرکین پر دھاک بٹھانے کے لیے یا ظالم کو مرغوب کرنے کے لیے بے حد مجرب ہے۔

یَاوَاحِدُ

یَاوَاحِدُ (اپنی ذات میں اکیلا)

اللہ واحد ہے اور واحد وہ ہوتا ہے جس کا کوئی شریک نہ ہو۔ اس جیسا کوئی نہ ہو صرف وہی اپنی ذات کے اعتبار

سے اکیلا ہو۔اس کی صفات بے مثل ہوں یعنی واحد وہ ذات ہے جو کسی بھی معاملہ میں کسی دوسرے کی محتاج نہ ہوالبتہ ہر کوئی اس کا محتاج ہواور وہ اپنی مخلوق کی ہر حاجت کو پورا کرنے کا اختیار رکھتا ہو۔یعنی اللہ تعالیٰ ہر لحاظ سے واحد ہے اور ہر کوئی اس کے کرم کا محتاج ہے۔

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ واحد وہ ہے جو نہ تقسیم ہو، نہ دو ہو سکے۔تقسیم نہ ہونے والی چیز کی مثال جیسے جوہر واحد (جز ولا یتجزے) اور جو تقسیم نہ ہو اس کو واحد کہتے ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ اس کا کوئی جز و نہیں۔اسی طرح نقطہ کا کوئی جز و نہیں اور اللہ تعالیٰ کے واحد ہونے کا یہ مطلب ہے کہ اس کی ذات کا انقسام محال ہے اور جو چیز دو نہ ہو سکے یہ وہ ہے جس کی نظیر نہیں ہے۔مثلاً سورج کیونکہ وہ اگرچہ جسم کی قبیل سے ہونے کے باعث وہ وہماً منقسم ہوسکتا ہے لیکن اس کی نظیر نہیں ہے مگر ممکن ہے کہ اس کی نظیر ہو پس اگر کوئی ایسا موجود پایا جائے جو اپنے وجود کی خصوصیت میں اس طرح منفرد ہو کہ کسی اور کا اس میں شریک ہونا متصور ہی نہ ہو سکے وہ ازلاً وابداً واحد مطلق ہے۔

وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ۝ (پ2 بقرہ163)

ترجمہ: اور تمہارا معبود وہی معبود واحد ہے، نہیں ہے کوئی دوسرا معبود مگر وہی رحمان ہے رحیم ہے۔

اِنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ (پ16 کہف110)

ترجمہ: بے شک تمہارا معبود واحد معبود ہے۔

قُلْ اِنَّمَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝

ترجمہ: آپ فرمادیں کہ میری طرف وحی آتی ہے کہ بے شک تمہارا معبود واحد معبود ہے تو کیا تم اس کو تسلیم کرتے ہو۔(پ17 انبیاء108)

واحد بمعنی ایک وحدت ایک ہونا، اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنی ذات میں ایک ہے اور اپنی صفات کمال میں بھی یگانہ ہے۔یاد رہے یہ وہ ایک نہیں جو کہ عدد کی ابتداء ہوتی ہے کیونکہ عدد محدود ہوتا ہے اور ایک انتہا پر جا کر ختم ہو جاتا ہے اور خداوند تعالیٰ سبحانہ ایسا واحد ہے جس کی کوئی انتہا نہیں اور ضدوں کو جمع کرنے والا بھی ہے۔عرف میں واحد کے دو معنی آتے ہیں ایک وہ ذات جو جز جز اور بعض بعض نہ ہو سکے جو ہر فرد دوسرا معنی ہے وہ ذات جو بے مثل اور بے مثال ہو جس طرح آفتاب جس کی نذیر نہیں ہے مگر ممکن ہے کہ اس کی نذیر پیدا ہو جائے مگر اللہ تعالیٰ ایسا منفرد اور موجود ہے جس کے وجود کی تقسیم نہیں ہوسکتی اور اس کے وجود کی نظیر ممکن نہیں ازلاً وابداً واحد مطلق وہی ہے بندہ کبھی واحد ہوتا ہے جبکہ انسانوں میں کوئی شخص اس کی خصلتوں میں سے کسی خصلت میں اس جیسا نہ ہو کسی وقت بھی اس کی مثل اور کوئی نہ ہو باوجودیکہ دوسری خصلت میں اس جیسا کوئی دوسرا موجود ہوتا ہے پس ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بھی واحد علی الاطلاق نہیں ہے اور جو شخص یہ جان لیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی صفات کمال میں واحد ہے کہ اس کا کوئی شریک نہیں تو

چاہئے کہ اس کی جانب متوجہ رہے اور کسی بھی غیر کو اس کا شریک نہ بنائے۔ اس اسم سے متخلق ہونے کا معنی یہ ہے کہ ممکنات کے اندر فضل وکمال میں متوحد اور یگانہ بنے۔ یہ بھی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے میں بھی یکتا رہے جس طرح کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ الوہیت میں ایک ہے۔ بندے کو چاہئے کہ یکجہت و یک روح اور یک دل ہوکر ذات واحد کی جانب متوجہ رہے تاکہ وحدت کے فیض سے مشرف اور توحید کی گہرائی میں ڈوب جائے اور اس کی حالت یہ ہوجائے کہ ایک ہی زبان سے کہے۔ ایک ہی جانے ایک ہی دیکھے اور ایک کو ہی تلاش کرے جو کچھ دیکھے اس کی طرف سے دیکھے اور اسی کی طرف سے جانے۔

از بہر آں یکے دوجہاں دادہ ام بباد
عیبم مکن کہ حاصل ہر دو جہاں یکے ست

ترجمہ: میں نے اس ایک ذات کیلئے دونوں جہان کو قربان کردیا مجھے عیب نہ لگا کہ دونوں جہان کا حاصل اور خلاصہ وہی ایک ذات ہے۔

منقول ہے کہ حضرت شبلی قدس سرا اللہ العزیز ایک رنگریز کی دکان کے پاس سے گزرے جو کہ یہ آواز لگا رہا تھا لوگو! میرے پاس ایک ہی رنگ باقی رہ گیا ہے۔ حضرت شبلی یہ سن کر وجد میں آ گئے اور فریاد کرنے لگے کہ ایک کے سوا اور کیا باقی ہوسکتا ہے۔

واضح ہو کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں جو جامع ترمذی وعوات بیہقی اور شرح السنۃ میں آئی ہے اس میں اسم الاحد نہیں آیا لیکن جامع الاصول میں الواحد الاحد دونوں اسم آئے ہیں۔ ان دونوں میں یہ فرق کیا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ذات کے اعتبار سے احد اور صفات کے اعتبار سے واحد ہے۔ بعض اس کا الٹ بیان کرتے ہیں اور کبھی یوں بھی کہتے ہیں کہ واحد بمعنی ایسی ذات جس کی جزیں جزیں نہ ہوسکتی ہوں اور احد ایسی ذات جس کی نظیر ممکن نہ ہو۔
(شرح مشکوٰۃ)

جو شخص دیدار الٰہی کا طالب ہو تو اُسے چاہئے کہ ۱۹۰۰۰ مرتبہ اس اسم کو روزانہ پڑھنے کا معمول بنالے ان شاء اللہ اسے خواب میں دیدار الٰہی نصیب ہوگا۔ اولاد صالح کے لیے اس کا تعویز بنا کر گلے میں ڈالے۔ اگر تنہائی میں ڈر لگتا ہو تو اس کو پڑھتا رہے دل سے خوف جاتا رہے گا۔ دل میں قوت اور ہمت پیدا ہوگی۔

یَااَحَدُ

یَااَحَدُ (اے یکتا و یگانہ)

اللہ تعالیٰ احد ہے جس کا مطلب یہ ہے اللہ تعالیٰ یکتا اور یگانہ ہے۔ یہ صرف اس کی ذات ہی ہے جو احد ہے۔ اس کی ذات میں کوئی شریک نہیں۔ اس لئے احد کا لفظ کسی اور کیلئے متصف نہیں کیا جا سکتا۔ اللہ احد ہے اس کے مثل کوئی اور نہیں ہے۔ قرآن مجید میں اس کا واضح طور پر اعلان کیا گیا ہے کہ قل ھواللہ احد یعنی آپ فرما دیں کہ اللہ ایک ہے اور اسلام کے عقیدہ توحید میں بھی اس بات پر بڑا زور دیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو احد تسلیم کیا جائے کیونکہ وہ معبود برحق ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ ہی اصل میں ایک معبود ہے جس کی عبادت کی جائے۔ اللہ تعالیٰ ہی ہمارا خالق اور مالک ہے۔ تخلیق کے اس کام میں اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ لہٰذا وہ تخلیق کرنے میں بھی احد ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا اس سے پہلے کوئی خدا نہ تھا اور نہ ہی اس کے بعد کوئی خدا ہوگا۔ وہی صرف ہمارا اکیلا خدا ہے۔ اس کی ذات ہر لحاظ سے یکتا اور ایک جیسی ہے اس لئے اللہ تعالیٰ کو احد تصور کرنا مسلمانوں کے عقیدہ ایمان کا لازمی جزو ہے۔

اہل تصوف کے نزدیک احدیت کا مقام انتہائی بلند ہے اور اللہ تعالیٰ کی اس شان احدیت کا مشاہدہ اہل باطن ہی کرتے ہیں اور احدیت کی تعلیم پر بہت زور دیتے ہیں۔ حدیث میں ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز میں دو انگلیوں سے اشارہ کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ احد احد تو جب مشار الیہ اور ہے تو اس کیلئے بوقت اشارہ ایک انگلی ہی سے اشارہ کیا جائے لہٰذا اہل توحید کیلئے لازم ہے کہ احدیت کی تسلیم سے مکمل کریں اور دل میں احدیت کے مسئلے پر اپنے دل میں نیت افعال و اعمال میں اخلاص اور صدق پیدا کیا جائے اور ان کی مواصبت حفاظت بندہ کو اسم احد کے انوار سے فیض یاب کر سکتی ہے۔

شیخ محقق عبدالحق نے فرمایا ہے کہ فضل و کمال میں یگانہ روزگار ہو کر رہے جس طرح اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک الوہیت میں یکتا ہے اسی طرح یہ فرائض عبودیت ادا کرنے کیلئے بھی یکتا ہونا چاہئے۔

اہل لغت نے اگرچہ احد اور واحد میں تھوڑا سا امتیاز کیا ہے اور ان کا کہنا ہے کہ احد وہ ہے کہ جس کی ذات میں کوئی شریک نہ ہو اور واحد وہ ہے جس کی صفات میں کوئی اس کے سوا کوئی اور نہ ہو۔ اس لئے اللہ تعالیٰ صفات کیلئے واحد کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے مگر بعض علماء نے یوں بھی کہا ہے کہ واحد وہ ذات ہے کہ جسے دو نہیں کیا جا سکتا اور احد وہ ذات ہے اس جیسا کوئی اور نہیں بن سکتا۔ یعنی کوئی دوسری ذات اس میں شریک نہیں ہو سکتی۔ اس انفرادیت کی بنا پر اللہ تعالیٰ احد

ہے۔اس اسم کو کثرت سے پڑھنا اللہ سے دوستی قائم ہونے کا ذریعہ بنتا ہے۔

اس کو کثرت سے پڑھنے سے خوف الٰہی پیدا ہوگا اور اللہ تعالیٰ کی مدد حاصل ہوگی۔اسے کثرت سے پڑھنے سے نفسانی خواہشات محدود ہو جاتی ہیں اور حب الٰہی میں اضافہ ہوگا۔جو شخص اسے بعد نماز فجر گیارہ سو مرتبہ ہمیشہ پڑھتا رہے وہ عذاب قبر سے محفوظ رہے گا۔اس اسم کی بکثرت پڑھائی مشکلات میں آسانی کا باعث بنے گی۔

یَاصَمَدُ

یَاصَمَدُ (اے بے نیازی والے)

صمد کا مطلب ہے کہ سب کچھ اللہ تعالیٰ ہے۔ ہر چیز اسی کی عطا سے وابستہ ہے، اسے بذات خود کسی چیز کی ضرورت نہیں، اس لحاظ سے وہ بے نیاز ہے۔ساری دنیا کو اس کی احتیاج ہے، وہ سیادت کا مرکز ہے، اس سے بڑھ کر کسی کو شرف بالا حاصل نہیں۔اس لفظ کا مطلب بہت ہی وسعت والا ہے۔صمد ہر اس چیز کو کہا جاتا ہے جس سے بالا کوئی چیز نہ ہو۔

ایک قول کے مطابق صمد وہ ہے جس کی طرف حاجات میں رجوع کیا جاتا ہے اور ضروریات کیلئے جس کی درگاہ کا قصد کیا جاتا ہے کیونکہ پیشوائی کے مراتب اس پر ختم ہو جاتے ہیں۔

اسی کا ایک اور مطلب یوں بھی بیان ہوا ہے کہ صمد یعنی ایسا سید و سردار جس کے تمام مطالب و آرزوئیں اس کی اس درگاہ کی جانب رخ رکھتی ہوں۔صمد بمعنی قصد بھی آتا ہے۔اللہ تعالیٰ تمام نقائص اور آفات سے منزہ اور تمام کمالات کا جامع ہے۔اس اعتبار سے صمد بمعنی مصمد ہوگا اور وہ چیز جس کا اندر خالی نہیں ہوتا یہ لفظ مصمد میں ایک لغت ہے۔اس اسم کی روشنی میں بندے کو چاہئے کہ ہمیشہ اسی کی درگاہ کی جانب دوڑنے کا قصد کرے۔اپنے تمام مقاصد و حاجات اسی سے حاصل کرے اور اسے تمام نقائص اور آفات سے منزہ جانے۔اسی سے مدد اور اپنا کمال چاہئے اور اپنا چہرہ اس سے ہٹا کر دوسری طرف نہ کرے۔

صمد کے بارے میں یوں بھی کہا گیا ہے کہ صمد وہ ہے جس کی طرف حاجتوں میں رجوع اور مرغوبات میں قصد کیا جائے اور جس ذات کو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی دینی و دنیاوی مشکلات کے حل کا مرکز بنائے اور اس کے ہاتھ وزبان سے مخلوق کی حاجت براری فرمائے۔یقیناً اس کو اس وصف کا فیضان نصیب ہوا لیکن مطلق وہی ہے جس کی طرف تمام حاجات میں رجوع کرے اور وہ اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ صمد وہ ہے جس سے بالاتر کوئی نہ ہو۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ صمد وہ ہے جو سب سے بے نیاز ہے مگر سب اسی کے محتاج ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ صمد سے مراد وہ سردار ہے جس کی سیادت کامل ہو۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ صمد وہ ہے جس کی طرف لوگ مصیبت کے وقت رجوع کریں۔

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ صمد وہ ہے جو اپنی تمام صفات اور اعمال میں کامل ہو۔

حضرت علی بن ابی طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ الصمد وہ سید ہے جو سیادت میں کامل ہو۔ وہ مالک شرف جو شرف میں کامل ہو وہ عظیم جو عظمت میں کامل ہو، وہ حلیم جو حلم میں کامل ہو، وہ علیم جو علم میں کامل ہو، وحکیم جو حکمت میں کامل ہو۔ یہاں تک کہ وہ جملہ انواع شرف وسیادت میں کامل ہو۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی بھی صمد ہونے کی شان نہیں رکھتا۔ اس کا کوئی کفو نہیں۔ اس کی کوئی مثل نہیں واحد القھار وہی ہے۔

حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ الصمد وہ حی القیوم ہے جسے زوال نہیں۔

غرضیکہ الصمد وہ ہے جو پیدا شدہ نہ ہو جس سے کوئی پیدا نہ ہو کیونکہ ہر ایک پیدا کیلئے موت ہے۔ ہر ایک مرنے والے کیلئے ورثہ ہے، اللہ تعالیٰ کیلئے نہ موت ہے نہ وارث، کوئی اس کا کفو نہیں ہے، کوئی اس کا مشابہ نہیں، کوئی اس کے برابر کا نہیں اور کوئی اس کی مثال نہیں۔

اللہ تعالیٰ جس شخص کو دینی و دنیوی مہمات میں اپنے بندوں کا مرجع بنا دیتا ہے اور اس کی زبان اور ہاتھوں سے اپنے بندوں کی حاجتیں پوری کراتا ہے تو اس کو اس اسم کے معنی سے اس نے حصہ بخشا ہے لیکن صمد مطلق وہ ہے کہ تمام حوائج میں اس کی طرف رجوع کیا جاتا ہے۔ اور وہ خاص اللہ تعالیٰ ہے۔

اس اسم سے متخلق ہونے کا معنی یہ ہے کہ محتاج لوگوں کی کارسازی اور طالب کی حاجات کے پورا کرنے میں کوشش کرے۔ بری عادتوں اور لذات وشہوات کی جانب جھکنے سے نفرت کرے تاکہ تمام حاجات بندگان خدا کا مصدو مرجع بن جائے اور تمام آفات ونقائص سے محفوظ و مامون ہو جائے اور احکام دین کی رعایت کرنے میں پختہ۔ وسخت ہو جائے نیز علم ویقین کے راستے میں متمکن و مستقیم بن جائے۔

الختصر صمد اللہ کی وہ صفت اور شان ہے جس کی بنا پر اللہ تعالیٰ اپنے خاص بندوں پر لطف وکرم کی بارش کرتا ہے اور ان کی زبان میں صداقت پیدا کرتا ہے اور ان کی ذات کو دوسروں کیلئے اظہار محبت کا مرکز بنا دیتا ہے۔

بھوک وافلاس سے نجات، ظالم سے حفاظت، مخلوق سے بے پرواہ اور صدیقوں میں شمولیت کے لیے نماز فجر کے بعد ۱۱۱ مرتبہ یَا صَمَدُ پڑھا جائے، انشاء اللہ بہت فائدہ ہوگا جو شخص اَللّٰہُ الصَّمَدُ ۲۵۰۰۰ مرتبہ روزانہ پڑھنے کا

معمول بنالے وہ سیف زبان ہو جائے گا اور صاحب کشف بن جائے گا اور لوگوں سے بے نیاز بھی ہو جائے گا

یَاقَادِرُ

یَاقَادِرُ (اے زبردست قدرت والے)

اللہ تعالیٰ اپنے ارادے میں ہر لحاظ سے بااختیار ہے جو چاہے کرلے۔ اس کا حکم بغیر کسی واسطے کے نافذ ہوتا ہے جو چیز موجود نہ ہو اسے وجود میں لانے پر پوری طرح اختیار رکھتا ہے اور جو چیز موجود ہو اسے یکدم ختم کرنا بھی اسی کے قبضہ میں ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ قادر ہے۔ کلام الٰہی میں اس صفت کے اظہار کے بارے میں فرمایا ہے کہ:

قُلْ اِنَّ اللّٰهَ قَادِرٌ عَلٰٓى اَنْ یُّنَزِّلَ اٰیَةً وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ (پ 7 انعام 37)

ترجمہ: آپ فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ قادر ہے جو نشانی چاہے اتارے لیکن ان میں سے اکثر نہیں جانتے۔

اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ معجزہ دکھانے پر پوری طرح قادر ہے۔ ایک اور مقام پر تخلیق پر قادر ہونے کے بارے میں فرمایا ہے کہ:

اَوَلَمْ یَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ قَادِرٌ عَلٰٓى اَنْ یَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ وَجَعَلَ لَهُمْ اَجَلًا لَّا رَیْبَ فِیْهِ ؕ فَاَبَى الظّٰلِمُوْنَ اِلَّا كُفُوْرًا ۝ (پ15 اسرائیل 99)

ترجمہ: کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے ہی آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے۔ وہ اس پر قادر ہے کہ وہ ان جیسا پیدا کردے اور اس نے ان کیلئے عرصہ کی حد مقرر کردی ہے جس میں شک نہیں ہے پس ظالموں نے ناشکری کے طور پر اس کا انکار کردیا۔

اللہ تعالیٰ زندگی اور موت پر قادر ہے اس کے بارے میں فرمایا گیا ہے:

اَوَلَمْ یَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَمْ یَعْیَ بِخَلْقِهِنَّ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ یُّحْیِۦَ الْمَوْتٰى ؕ بَلٰٓى اِنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝ (پ26 احقاف 33)

ترجمہ: کیا انہوں نے یہ نہیں سوچا کہ اللہ جس نے آسمانوں اور زمین کو بنایا اور ان کی تخلیق میں اسے ذرا بھی تھکن نہ ہوئی وہ قادر ہے کہ مردوں کو زندہ کردے بے شک وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

اِنَّهٗ عَلٰى رَجْعِهٖ لَقَادِرٌ ۝ؕ (پ30 طارق 8)

ترجمہ: بے شک وہ اسے دوبارہ پیدا کرنے پر قادر ہے۔

ان آیات سے معلوم ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ قادر ہے، جملہ ممکنات کی اسی کی قدرت کا جلوہ ہے۔ جملہ تغیرات ارضی و سماوی روحی و مادی اسی کی قدرت کا کرشمہ ہے۔ اس کی قدرت کے سامنے سب کی طاقتیں ہیچ ہیں اور اس کی قدرت کے سامنے سب کے دعوے ہیچ ہیں۔

اس کی طاقت کے اظہار کا کوئی اندازہ نہیں۔ اللہ قادر ہے کہ اس نے ہر چیز کو اپنی قدرت کے اندازے سے پیدا کیا ہے۔ اللہ قادر ہے کہ اس کی قدرت کا جلوہ ہر چیز سے عیاں ہے۔ اللہ قادر ہے کہ تیز دھوپ میں ٹھنڈی ہوا چلا دیتا ہے۔ اللہ قادر ہے کہ جسے چاہتا ہے زندگی عطا کر دیتا ہے جسے چاہتا ہے موت کی وادی میں اتار دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قادر ہے، زمین و آسمان اس کے بنائے ہوئے ہیں۔ اس کی قدرت اتنی وسعت والی ہے کہ کوئی اس کا اندازہ نہیں لگا سکتا۔
یہ اسم جلالی ہے اس کے اعداد 305 ہیں۔ اس اسم کو کثرت سے پڑھنے والا اپنے نفس پر قادر ہو جاتا ہے یعنی اس کا نفس پوری طرح اس کے قبضہ میں آ جاتا ہے اور اس طرح اپنی خواہشات نفس پر قابو پانے کے بعد قادر مطلق کی اطاعت میں آ جاتا ہے۔

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ قادر وہ ہے جو اگر چاہے کرے، اگر چاہے نہ کرے اور اس کیلئے یہ شرط نہیں کہ ضرور کرنا ہی چاہئے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ اسی وقت قیامت برپا کرنے پر قادر ہے۔ اگر وہ چاہے ابھی برپا کر دے۔ اگر برپا نہیں کرتا تو اس لئے کہ وہ برپا کرنا نہیں چاہتا کیونکہ پہلے ہی اس کے علم میں اس کی میعاد اور وقت مقدر ہو چکے ہیں۔ پس اس سے قدرت میں کوئی نقص نہیں آتا اور قادر مطلق وہ ہے جو ہر موجود کو از سر نو بناتا ہے اور اس میں کسی دوسرے کی امداد سے مستغنی ہوتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ ہے۔
بندہ کو بھی کچھ نہ کچھ قدرت ہے لیکن وہ ناقص ہے کیونکہ وہ صرف بعض ممکنات کو حاوی ہوتی ہے اور کسی چیز کو پیدا کرنے کی اس میں صلاحیت نہیں ہے بلکہ بندہ کے مقدور میں جو امور ہیں وہ بھی اللہ تعالیٰ اپنی قدرت سے پیدا کرتا ہے جبکہ اس کے مقدور کے تمام اسباب وجود مہیا ہو جاتے ہیں۔
شرح مشکوٰۃ میں لکھا ہے کہ قادر حقیقی وہ ذات ہے جو ہر موجود کا اختراع کر سکتی ہے اور اس اختراع اور بنانے میں وہ یگانہ اور بے نیاز ہو۔ اسے کسی کی مدد لینے کی محتاجی نہ ہو۔ ایسی ذات صرف خداوند تعالیٰ جل جلالہ ہے۔ بندے میں اگر چہ قدرت ہے مگر خدا کے عطا کرنے سے ہے وہ بھی بعض چیزوں میں بعض حالات میں ناقص قدرت کے تحت پھر بندہ جن چیزوں کو بناتا ہے وہ خدا کی قدرت کے تابع ہیں۔ لہٰذا بندہ اس لائق ہے کہ اسے قادر نہ کہا جائے گا بصورت مجاز اور کسی خاص چیز کیلئے ثابت ہوا کہ قادر علی الاطلاق صرف وہی ہے جو شخص پہچان لیتا ہے کہ بطریق کمال قادر علی الاطلاق وہی ذات ہے جس کو چاہے کر سکتا ہے چاہے تو نیست کو ہست کر دے۔ چاہے تو ہست کو نیست۔ تو بندے کو چاہئے کہ ہمیشہ اس کے قہر سے ڈرتا رہے اور اس کے لطف کا امیدوار رہے۔ اس کے حکم وارادے کے تحت اپنے آپ کو

رکھے جب یہ بھی بندے کو معلوم ہو جائے کہ مولائے قدوس انتقام لینے پر قادر ہے تو وہ خود اپنے اوپر ظلم کرنے والے سے انتقام نہ لے اور اسے رنج نہ پہنچائے۔ اس اعتقاد کے تحت کہ خدا کی قدرت اور اس کا انتقام نفس کیلئے میرے انتقام لینے سے زیادہ سخت اور زیادہ کامل ہے۔ اس اسم سے متخلق ہونے کی صورت یہ ہے کہ بندہ نفس کو شریعت کی مخالفتوں سے روک کر رکھے۔ شیطان کی گمراہیوں سے بھی اپنے آپ کو محفوظ رکھے اور اپنی طبعیت اور خواہش کو شہوتوں اور لذتوں کی جانب میلان کرنے سے روکے۔

دشمن سے محفوظ رہنے کے لیے وضو کے دوران اس اسم کو پڑھتا رہے پھر دو رکعت تحیۃ الوضو کے بعد ایک سو ایک مرتبہ پڑھ کر دشمن کا تصور کر کے اس کی طرف دم کرے فوراً اثر ہوگا۔ یہ اسم ہر مشکل سے مشکل کام کو آسان کرنے کے لیے بھی بہت مجرب ہے۔

یَامُقْتَدِرُ

یَامُقْتَدِرُ (اے اقتدار والے)

اللہ مقتدر ہے یعنی کائنات میں سب سے زیادہ اقتدار اور طاقت والا اللہ ہی ہے۔ تمام چیزیں اس کے قبضہ قدرت میں ہیں۔ کوئی بندہ اور کوئی مخلوق اس کے حکم اور توفیق کے بغیر کسی کام پر اختیار اور کوئی قدرت نہیں رکھتی کیونکہ ہر چیز پر اللہ کی طاقت مسلط ہے۔ اس لحاظ سے تمام موجودات کا انتظام اللہ کے ہاتھ میں ہے اور جو وہ کرنا چاہتا ہے کر لیتا ہے۔ مقتدر قدر سے بنا ہے معنی کے لحاظ سے اس کا مطلب قدرت رکھنے والا ہے۔

البتہ المقتدر میں بمقابلہ اسم قادر مبالغہ پایا جاتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ کو قدرت نامہ و کاملہ حاصل ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے ارادہ میں ہر لحاظ سے بااختیار ہے جو چاہے کرے اس کا حکم بغیر کسی واسطے کے نافذ ہوتا ہے۔ عدم سے وجود میں لانے اور وجود کو ختم کرنے میں اسی کو قدرت حاصل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو اپنی قدرت کے اندازے سے پیدا کیا۔ کوئی انسان اور کوئی مخلوق اس کے حکم اور توفیق کے بغیر کسی کام کا اختیار نہیں رکھتی کیونکہ ہر چیز پر اللہ تعالیٰ کی قدرت مسلط ہے۔ تمام موجودات کا نظام بھی اسی کے ہاتھ میں ہے چونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ:

وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ مُّقْتَدِرًا ۝ (پ 15 کہف 45)

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔

اس اسم کے ذاکر کو اللہ تعالیٰ اپنی قدرتوں کا مشاہدہ کرواتا ہے اور ایسے کاموں میں جب اللہ سے مدد مانگتا ہے کہ

جن کا تعلق اللہ تعالیٰ کی قدرت سے ہوتا ہے تو اس کی فوراً مدد ہوتی ہے اور وہ کام سرانجام پا جاتے ہیں۔
جو شخص اس اسم کو صبح بیدار ہوتے ہی پڑھنے کا معمول بنائے گا تو اس کے لیے دن بھر کے تمام کام اچھے اور آسان ہو جائیں گے، عبادت الٰہی کا شوق پیدا ہوگا، غفلت دور ہوگی اور ہر کام کے ہونے کا اللہ کوئی نہ کوئی ذریعہ بنا دے گا اور مشکلات بھی آسان ہوں گی۔

یَامُقَدِّمُ

یَامُقَدِّمُ (اے مقدم)

اللہ کی ایک صفت یہ ہے کہ وہ اپنی مخلوق میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دیتا ہے اور انہیں اپنے قرب سے نوازتا ہے۔ یعنی مقام اور قرب میں آگے کر دینا مقدمہ کہلاتا ہے اس لحاظ سے اللہ مقدم ہے کیونکہ وہ بعض کو بعض پر مقدم کر دیتا ہے۔

ایک اور قول ہے کہ مقدم وہ ذات ہے جو بعض اشیاء کو بعض پر وجود میں مقدم فرماتی ہو جیسا کہ اسباب کو مسببات پر، باپ کو بیٹے پر مقدم کیا جاتا ہے یا اپنی قربت اور عزت میں ایک کو دوسرے پر فضیلت عطا فرمائی ہو جیسے انبیائے کرام اور صالحین کو دوسروں پر فضیلت عطا فرمائی اور موخر وہ ذات ہے جو اپنے دشمنوں کو اپنے قرب سے دور فرماتی اور بعضوں سے موخر کرتی ہے اور گناہگاروں کی سزا میں تاخیر فرماتی ہے اور وہ صرف ذات خداوندی ہے جسے چاہے دنیا و آخرت میں درجات عالیہ عطا فرما کر مقدم فرما دے اور جسے چاہے موخر فرما دے۔ وہ ہر شے پر قادر ہے۔
صاحب شمس المعارف نے اس کی تشریح یوں فرمائی ہے کہ حاکم اعلیٰ جب کسی کو اپنے قرب میں مقام عطا فرماتا ہے تو لوگ کہتے ہیں کہ حاکم اعلیٰ نے فلاں شخص کو مقدم کیا ہے۔ یہ تقدیم کبھی مکانی ہوتی ہے اور کبھی درجات میں۔ مثال کے طور پر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو کافروں پر مقدم کر رکھا ہے۔

قرآن مجید میں مقدم کے لفظ کا مفہوم بیان ہوا ہے کہ:

قَالَ لَا تَخْتَصِمُوْا لَدَیَّ وَقَدْ قَدَّمْتُ اِلَیْكُمْ بِالْوَعِیْدِ ○ (ق 26-28)

ترجمہ: اللہ فرمائے گا کہ میری بارگاہ میں جھگڑا نہ کرو میں تو پہلے ہی تمہیں وعید سے باخبر کر چکا ہوں۔ یہاں مقدم کا لفظ پہلے سے باخبر کرنے کے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔

سعادت دارین میں لکھا ہے کہ مقدم سے مراد وہ ذات ہے جو قریب کرے اور دور کرے جس کو اس نے قریب کیا اسے آگے کیا جس کو دور کیا اسے پیچھے کر دیا۔ اس میں ایک مقصود مرکز لازمی ہے جو غایت ہو، اسی کی نسبت آگے ہونے والا آگے ہو اور پیچھے ہونے والا پیچھے ہو۔ وہ مقصد اللہ تعالیٰ ہے اور اللہ کے نزدیک مقدم وہ ہے جو اس کے قریب ہے، ہر پیچھے والا، اپنے سے آگے والے کی بہ نسبت پیچھے اور اپنے پیچھے والے کی بہ نسبت آگے ہوتا ہے اور آگے پیچھے کرنے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ مراد یہ کہ وہ مرتبہ میں کسی کو آگے اور کسی کو پیچھے کرنے والا ہے۔

مقدم تقدیم سے بنا ہے بمعنی آگے کرنا، تاخیر، پیچھے ڈالنا۔ اللہ تعالیٰ ہی وہ ذات ہے جو اپنے دوستوں کو اپنی درگاہ عزت کے نزدیک کرتا اور اپنے قرب کی درگاہ کا راستہ دکھاتا ہے۔ اسی طرح دین کے دشمنوں کو پیچھے ڈالتا اور دور پھینکتا ہے اور ان کے اور اپنے درمیان پردہ ڈال دیتا ہے تو جسے اس نے نزدیک کیا اسے گویا اس نے آگے کیا اور جسے اس نے دور کیا اسے شرف و رتبے سے پیچھے کر دیا۔ یاد رہے تقدیم و تاخیر کبھی تو جگہ کے اعتبار سے ہوتی ہے کبھی زمانے کے اعتبار سے اور کبھی شرف و رتبہ کے لحاظ سے سب کو خدا کی طرف سے رتبہ ملتا ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اس جہان میں وجود عطا فرما کر پہلے ظاہر کیا اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب انبیاء کے بعد مگر قیامت کے دن اس کا الٹ ہوگا اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی نسبت دوسری امتوں کا حال ہوگا جیسا کہ فرمایا ''نحن الآخرون السابقون'' یعنی ہم سب سے آخر ہیں دنیا میں، سب سے آگے ہوں گے یعنی آخرت میں قرآن مجید میں فرمایا ''والسابقون السابقون اولئك المقربون'' اور سبقت لے جانے والے ہی سبقت لے جانے والے ہوں گے۔ یہی لوگ مقرب ہوں گے۔ جب بندے نے جان لیا کہ تقدیم و تاخیر خدا کی طرف سے ہے تو چاہئے کہ اپنی قوت و طاقت سے اظہار بیزاری کرے۔ اپنے عمل پر اعتماد نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم پر اپنی نگاہ منحصر کر دے۔ اس اسم سے متخلق نہ ہونے والے کو پیچھے کرے۔ ایسے لوگوں کو بھی پیچھے ڈال دے جو خیر سے لوگوں کو روکنے والے ہیں اس کے برعکس ان لوگوں کو مقدم و معظم رکھے جنہیں خدائے تعالیٰ نے بھی مقدم اور مقرب بنایا ہے اور ان لوگوں کو پیچھے جانے اور حقیر سمجھے جنہیں خدائے سبحانہ و تعالیٰ نے پیچھے کیا اور دور ڈال دیا ہے۔ (شرح مشکوٰۃ)

نوٹ: جو شخص اس نام کو کثرت سے پڑھے گا اس میں نیک کام کرنے کی خصلت پیدا ہو جائے گی۔ دینی فرائض ہمیشہ اول وقت پر ادا کرنے کی کوشش کرے گا۔

تنہائی میں ڈر لگتا ہو تو اس اسم کو کثرت سے پڑھتا رہے بے خوف ہو جائے گا اور ہر اذیت و بلاء سے محفوظ رہے گا، دشمن پر فتح حاصل ہوگی، ہنگامی حالات میں بھی اس کا ورد کرنا بہت مفید ہے۔ ۲۱۵ مرتبہ روزانہ پڑھنے سے مقدم حیثیت حاصل ہوگی۔

یَامُؤَخِّرُ

یَامُؤَخِّرُ (اے پیچھے کرنے والے)

مؤخر کا مطلب اپنی رحمت سے دور کرنا ہے۔ اللہ اس اعتبار سے مؤخر ہے کہ وہ اپنے دشمنوں کو اپنی رحمت اور قرب سے دور کر دیتا ہے۔ ایسے ہی ایک مفہوم یہ بھی ہے کہ وہ لوگوں کو ڈھیل دے دیتا ہے کہ اب بھی راہ راست کی طرف آ جائیں۔ اس طرح گناہگاروں کی سزائیں تاخیر کر دیتا ہے۔ اس لحاظ سے وہ مؤخر ہے۔

مؤخر کا مطلب مہلت دینا بھی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

یَدْعُوْكُمْ لِیَغْفِرَ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَیُؤَخِّرَكُمْ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ (پ13 ابراہیم 10)

ترجمہ: وہ تمہیں اس لئے بلاتا ہے تاکہ تمہارے گناہ معاف کر دے اور تمہیں مقررہ مدت تک مہلت دیتا ہے۔

ایک اور مقام پر یوں ارشاد ہوا ہے کہ:

وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا یَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ ؕ۬ اِنَّمَا یُؤَخِّرُهُمْ لِیَوْمٍ تَشْخَصُ فِیْهِ الْاَبْصَارُ ۙ

ترجمہ: اور یہ خیال نہ کرو کہ اللہ تعالیٰ ظالموں کے اعمال سے بے خبر ہے۔ بے شک وہ انہیں اس دن تک مہلت دے رہا ہے جس دن آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جائیں گی۔ (پ13 ابراہیم 42)

یہی بات سورت نوح میں یوں بیان ہوئی ہے کہ:

یَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَیُؤَخِّرْكُمْ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ اِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ اِذَا جَآءَ لَا یُؤَخَّرُ ۘ لَوْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ (پ29 نوح 4)

ترجمہ: وہ تمہارے گناہ بخش دے گا اور مقررہ وقت تک تمہیں دنیا میں رہنے کا موقع دے گا۔ بے شک اجل جب آتی ہے تو ٹلتی نہیں کیونکہ وہ اللہ کی طرف سے ہوتی ہے کاش کہ تم یہ جانتے ہوتے۔

پس ان آیات کی روشنی سے یہ بات اخذ ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ مؤخر ہے کیونکہ بعض چیزوں کے خاتمہ اور انجام کو مؤخر کر رکھا ہے جس میں اس کی قدرت کاملہ کی حکمت شامل ہے۔

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ مقدم و مؤخر وہ ہے جو قریب و بعید کرتا ہے جس کو قریب کرتا ہے اس کو مقدم کرتا ہے جس کو دور ہٹاتا ہے اس کو مؤخر کرتا ہے۔ وہ انبیاء و اولیاء کو قرب بخشنے اور راہ راست پر چلانے کیلئے مقدم کرتا ہے اور اپنے دشمنوں کو دور ہٹا کر اور اپنے اور ان کے درمیان پردہ ڈال کر مؤخر کر دیتا ہے۔

مثلاً ایک بادشاہ جب دو شخصوں کو اپنا قرب بخشے لیکن ان میں سے ایک کو اپنی طرف زیادہ قریب کرلے تو کیا ہوتا ہے کہ اس کو مقدم کیا، یعنی اس کو دوسرے شخص کے آگے رکھا۔

یہ تقدیم کبھی مکان میں ہوتی ہے اور کبھی رتبہ میں۔ اور بہرحال پیچھے رہنے والے کے لحاظ سے ہوتی ہے اور ایک ایسے مقصد کا ہونا بھی لابدی ہے جو اصلی غرض وغایت ہو جو مقدم ہوتا ہے اسی کے لحاظ سے ہوتی ہے اور ایک ایسے مقصد کا ہونا بھی لابدی ہے جو اصلی غرض وغایت ہو جو مقدم ہوتا ہے اسی کے لحاظ سے اور جو متاخر ہوتا ہے اسی کی طرف سے ہے۔

اس نے پہلے ملائکہ کو تقدیم بخشی ہے پھر انبیاء کو، پھر اولیاء کو اور ہر متاخر اپنے ماقبل کے لحاظ سے مؤخر ہوتا ہے اور اپنے مابعد کی نسبت سے مقدم ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہی یہ تقدیم وتاخیر دینے والا ہے کیونکہ اگر آپ ان کے تقدیم وتاخر کو ان کے فضائل کی کثرت وقلت اور ان کی صفات کے کمال ونقصان پر موقوف سمجھو تو آخر وہ ذات بھی کوئی ہے جس نے ان کو علم وعبادت کی ترقی کیلئے اکسایا ہے یا جس نے صراط مستقیم کے برخلاف چلنے پر ان کو آمادہ کیا ہے اور یہ تمام باتیں اللہ تعالیٰ ہی کے بس کی ہیں لہٰذا وہ مقدم اور مؤخر ہے اور اس میں رتبہ کی تقدیم وتاخیر مراد ہے۔

اس اسم کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اسے پڑھنے والے سے برائی دور ہوتی چلی جاتی ہے اور اس کا دل نیک کاموں کی طرف رغبت کرنے لگتا ہے۔ اللہ اس سے گناہوں کو دور کر دیتا ہے۔ اس اسم کا ذاکر ہمیشہ اللہ کے نیک بندوں کی تلاش میں رہتا ہے اور انہیں دل سے چاہتا ہے۔ اللہ کے دشمنوں سے دور رہنے کی کوشش کرتا ہے۔

اس اسم کو جو شخص روزانہ ۱۸۴ مرتبہ پڑھے گا تو اس کا خاتمہ بالخیر ہوگا، توبہ نصیب ہوگی، نفس امّارہ راہ راست پر آجائے گا، دشمن دور رہے گا، نیکی کی توفیق ملے گی۔

یَااَوَّلُ

یَااَوَّلُ (اے سب سے اول)

اللہ اوّل ہے، اس سے اول کچھ نہ تھا بلکہ وہ بذات خود ہی تھا اور نہ اس کا کوئی آغاز ہے کہ کسی کو معلوم ہو کہ وہ کب سے ہے۔ یاد رکھو کہ جب کچھ نہ تھا تو وہی تھا اس لئے ہر لحاظ سے وہی اول ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ کو اس صفاتی نام سے یاد کرنے سے انسان کو اولیت حاصل ہوگی۔

ایک اور قول کے مطابق الاول کا معنی ہے سب سے پہلے۔ یعنی وجود کے اعتبار سے تمام موجودات وکائنات سے

مقدم اور پہلے یعنی جب کچھ نہ تھا تو وہ تھا کیونکہ ساری موجودات اسی کی پیدا کی ہوئی ہے اس لئے وہ سب سے اول ہے۔

هُوَالْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝ (پ27 حدید3)

ترجمہ: وہی اول اور وہی آخر اور وہی ظاہر ہے اور وہی باطن ہے اور وہی ہر چیز کو جاننے والا ہے۔

غرضیکہ اول وہ ذات ہے جو ہر شے پر مقدم ہو اور آخر وہ ذات ہے جو تمام موجودات کے فنا ہو جانے کے بعد باقی رہ جائے۔ اس کی اولیت ازلی ہے کہ اس کے وجود اور ہستی کی کوئی ابتداء نہیں اور اس کے بقاء کی کوئی انتہا نہیں۔

هُوَالَّذِیْٓ اَخْرَجَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ دِیَارِهِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ ؕ

ان آیات میں بعض کاموں کا ذکر ہوا ہے جو پہلی مرتبہ ہوئے اور ان کا فاعل یعنی اللہ پہلے ہی سے موجود ہے۔ اس لحاظ سے بھی وہ اول ہے۔ (پ26 حشر2)

حضرت شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ نے اول کے بارے میں فرمایا ہے کہ وہ ایسا اول، ازلی ہے جس کے وجود کی ابتداء اور جس کی ہستی کا آغاز نہیں وہ ایسا آخر دائمی وابدی ہے کہ اس کی بقا کیلئے کوئی انتہا نہیں۔ اس کا دوام کبھی ختم نہ ہوگا یا اول کا معنی یہ ہے کہ تمام اشیاء سے اس کا وجود پہلے تھا۔ اللہ تعالیٰ اس وقت بھی موجود تھا جبکہ اس کے ساتھ کوئی چیز موجود نہ تھی اور وہ ایسا آخر ہے کہ فنائے خلق کے بعد بھی باقی رہے گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (كل من عليها فان ويبقى وجه ربك) "جو کچھ بھی زمین کی سطح پر ہے سب فنا ہونے والا ہے اور تیرے رب ذوالجلال والاکرام کی ذات ہی باقی رہنے والی ہے) یا وہ اول ہے وجود کے اعتبار سے آخر ہے سلوک کے اعتبار سے سب کی ابتدا اس سے ہے۔ سب کی انتہا آخر کار اس ذات تک ہے یا اللہ تعالیٰ احسان کے اعتبار سے اول اور غفران کے لحاظ سے آخر ہے یا اللہ تعالیٰ اپنے عارف بندوں کو ہدایت واحسان کی راہ پر ڈالنے میں اول اور اپنی یگانگی سے جلد واقف کرنے والا بھی وہی ہے اور اس لحاظ سے آخر ہے کہ اپنے لطف وامتنان کے کمال سے بندگان عارفین کے کام پورے کرتا ہے پس ابتدائے صرف کے لحاظ سے اول اور کمال لطف کے لحاظ سے آخر ہے اور جسے اللہ تعالیٰ نے ابتدا میں ہی ہدایت سے نوازا انتہا میں بھی وہی اس کیلئے کافی ہوگا۔

حضرت امام بونی رضی اللہ عنہ نے اول وآخر کے تحت لکھا ہے کہ اول کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ ایسا قدیم ہے جس کی ابتدا اور انتہا نہیں ہے۔ اس کا وجود اتفاق نہیں ہے۔ اس کے اول ہونے سے یہ امر بھی ثابت ہو جاتا ہے کہ اس کے ساتھ کوئی غیر نہیں ہے اور اس کی ازلیت کا کوئی ابتداء نہیں ہے۔ نیز اس کی ابدیت دائمی ہے۔ اللہ واحد مشابہت سے بری اور اس کی احدیت برتر از ہمہ ہے۔ اللہ احد کی احدیت میں کوئی شریک نہیں ہے اور اس کی توحید اس کے سوائے کوئی اور بیان کر سکتا ہی نہیں۔ اسی لئے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کیلئے

اپنی معرفت کی صرف ایک راہ رکھی ہے کہ اس کی معرفت کے ادراک سے بندہ عاجز رہے۔

بعض صوفیائے کرام نے کہا ہے کہ اللہ کو نہیں پہچانا مگر اللہ نے اس اسم کے ذاکر کو لازم ہے اپنے خطرات کو ہمیشہ میزان اصول اور قواعد میں ظاہراور باطناً وزن کرتا رہے۔ دنیا پر نظر رکھے اور مقام آخرت کو دیکھتا رہے اور اس آیت میں غور کرے التائبون الحامدون۔

اگر ایمان میں کمی ہوئی تو اسفل السافلین میں گر پڑے گا۔ وہاں بھی اللہ تعالیٰ تیرے لئے اولیت اور اخرویت جمع کرے گا اور حساب کتاب ہوگا۔ نتیجہ نکلے گا۔ مسلمانوں کیلئے فرمایا ثلة من الاوّلین وثلة من الاٰخرین۔ ان دونوں اسماء کا کوئی ذکر خاص نہیں بلکہ یہ اسم اعتقاد صحیح کرنے کے ہیں۔ مرید ابتداء میں ان دونوں اسماء کا ذکر کرے گا تا کہ اپنی ذات میں توحید دیکھنے لگے۔

غرضیکہ اس اسم سے اسے یاد کرنے سے نیکی میں انسان اول ہو جاتا ہے اور اللہ کی رضا کے کاموں میں سب سے مقدم ہو جاتا ہے اور سب سے بڑی خوبی یہ پیدا ہوتی ہے کہ وہ ہر عبادت کو اول وقت میں بجالانے کا عادی ہو جاتا ہے۔

دوران سفر اس اسم کا وظیفہ بے حد مفید ہے، پوری کامیابی کے ساتھ اپنے اہل وعیال میں واپس آئے گا۔ بھاگے ہوئے کو واپس لانے کے لیے بعد نماز عشاء ایک ہزار مرتبہ پڑھیں بعد نماز فجر ایک سو مرتبہ پڑھتے رہنے سے حاجت پوری ہوگی، خلقت مہربان ہوگی، نماز میں خوب دل لگے گا اور حب الٰہی میں اضافہ ہوگا۔

یَااٰخِرُ

یَااٰخِرُ (اے آخر والے)

اللہ کی ذات ہی آخر ہے جو تمام موجودات کے فنا ہونے کے بعد آخر میں باقی رہے گی، اسے کبھی فنا نہیں۔ اس کے علاوہ ہر چیز ختم ہو جانیوالی ہے اور اس کی آخرت کی کوئی انتہا نہیں۔ اہل علم کا قول ہے کہ الآخر کا مطلب ہے سب سے پیچھے رہنا یعنی جب کچھ نہ ہوگا تو اللہ ہی رہے گا۔ اس کے علاوا گر کوئی چیز باقی رہے گی تو وہ اللہ تعالیٰ کے رکھنے ہی سے باقی رہے گی۔ اللہ تعالیٰ کے آخر ہونے کے بارے میں قرآن مجید میں ارشاد ہوا ہے کہ:

هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝ (پ 27 حدید 3)

ترجمہ: وہی اول اور وہی آخر وہی ظاہر اور وہی باطن ہے اور وہ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اول و آخر کی شرح کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ اول کسی شے کی نسبت سے اول

ہوتا ہے اور آخر بھی کسی شے کی نسبت سے آخر ہوتا ہے اور یہ دونوں ایک دوسرے سے متناقض ہیں۔ پس ایک ہی چیز ایک ہی جہت سے ایک ہی چیز کی نسبت سے اول اور آخر نہیں ہوسکتی بلکہ جب تم وجود کی ترتیب پر نظر کرو اور موجودات کے باترتیب سلسلہ کو غور سے دیکھو تو اللہ تعالیٰ ان کے لحاظ سے اول ہے کیونکہ تمام موجودات نے اس سے وجود حاصل کیا ہے اور وہ خود موجود بذاتہ ہے اور اس نے کسی سے وجود حاصل نہیں کیا اور جب ترتیب سلوک پر نظر کی جائے اور خدا کی طرف سیر کرنے والوں کی منزلوں کو دیکھا جائے تو وہ آخر ہے کیونکہ اس کی درگاہ عارفین کے مدارج ترقی کی سب سے آخری منزل ہے اور اس کی معرفت سے جو معرفت حاصل ہوتی ہے وہ اس کی معرفت کا زینہ ہے اور آخر منزل اللہ تعالیٰ کی معرفت ہے۔ اس لئے وہ اولیاء کے سیر وسلوک کے لحاظ سے آخر ہے اور موجودات کے وجود کے لحاظ سے اول ہے پس اول اسی کی طرف سے آغاز ہے اور آخر اسی کی طرف انجام اور انتہا ہے۔

ایک اور مقام پر یوں فرمایا گیا ہے:

وَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۘ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۟ كُلُّ شَیْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ ؕ لَهُ الْحُكْمُ وَاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝ (پ20 قصص88)

ترجمہ: اور اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہ پکارو اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس کے سوا ہر چیز فانی ہے۔ اصل حکومت اسی کی ہے اور اسی کی طرف واپس لوٹ کر جانا ہے۔

اس آیت میں یہ بتایا گیا ہے کہ اللہ کے سوا ہر چیز فانی ہے مگر اس کی ذات ہی آخر رہنے والی ہے۔

حضرت امام بونی رحمۃ اللہ علیہ نے اول و آخر کی یوں شرح بیان فرمائی ہے کہ اول وہ ذات ازل ہے جو ہر چیز سے اول ہے اور آخر بھی وہی ہے جو ہر چیز سے آخر ہے۔ یہ دونوں اسماء اگرچہ متناقض ہیں اور یہ تصور کیسے ہوسکتا ہے کہ ایک ہی چیز اول بھی ہو اور آخر بھی ہو لیکن جب ترتیب وجود اور سلسلہ موجودات اسی کے وجود سے موجود ہیں اور سالکوں کے سلوک کی ترتیب پر نظر کرو گے تو اللہ ہی کو آخر پاؤ گے کیونکہ ارتقا کا آخری مقام وہی ہے جس کی جانب عارف ترقی کرتا ہے اور جو معرفت اللہ تعالیٰ کی معرفت سے پہلے ملتی ہے وہ دراصل اللہ تعالیٰ کی معرفت کی ابتدائی سیڑھی ہے۔ سلوک کی اضافت کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ ہی اول ہے اور وجود کی اضافت کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ ہی مبداء اول ہے اور اسی کی طرف کل امور رجوع کئے جاتے ہیں۔ ابتداء ہوں یا انتہا موجودات کی طرف نظر کرنے سے ان میں قدرت الٰہی صاف نظر آتی ہے کیونکہ ان کا وجود اللہ تعالیٰ ہی کے وجود سے ہے۔ وہی سب چیزوں کا موجد ہے اور خود کسی وجود سے استفادہ نہیں کیا ہے۔ مقامات عارفین پر نظر کرنے سے اللہ تعالیٰ ہی آخر میں ملتا ہے جبکہ فرمایا ہے ان الی ربک الرجعٰی وجود کی اضافت کے لحاظ سے وہی اول ہے اور سعود کی اضافت سے وہی آخر ہے۔ یہ حقیقت معلوم ہونے پر یقین کامل کرلو وہی اول ہے، وہی آخر، وہی ظاہر، وہی باطن ہے۔ اس کی اولیت اس کی صفت ذاتی

ہے اور اس کے وجود کی توحید ہے اور اس کی اخرویت اس کی خلق کیلئے صفت قائم ہے جو بقا دیتا ہے اور فنا کرتا ہے۔ وہ فنا اشیاء کے وجود سے بھی قبل موجود تھا۔ اس کی ولایت ترتیب مقامی اور تعدادی نہیں ہے۔ اس لئے اس کی اولیت و آخریت میں کسی غیر کی شرکت ممکن نہیں ہے کیونکہ وہ امر ایسا ہے جس کی جانب عارفوں کے عوارف منتہیٰ ہوتے ہیں۔ وہی اول و آخر ہے۔ ہر اس امر سے جس کا اس نے ارادہ کیا اور اس کی قدرت مقدرہ سے اس کی قدامت کی اور اس کی اخرویت اس کے استحالہ عدم کی خبر دے رہی ہے۔ (شمس المعارف)

دوران سفر اس اسم کا وظیفہ بے حد مفید ہے، پوری کامیابی کے ساتھ اپنے اہل و عیال میں واپس آئے گا۔ بھاگے ہوئے کو واپس لانے کے لیے بعد نماز عشاء ایک ہزار مرتبہ پڑھیں بعد نماز فجر ایک سو مرتبہ پڑھتے رہنے سے حاجت پوری ہوگی، خلقت مہربان ہوگی، نماز میں خوب دل لگے گا اور حب الٰہی میں اضافہ ہوگا۔

یَاظَاهِرُ

یَاظَاهِرُ (اے ظاہر)

الظاہر سے مراد وہ ذات جو اپنے ظہور میں ساری چیزوں سے فائق اور برتر ہے اور ظہور چونکہ وجود کی فرع ہے تو جب حق تعالیٰ کا وجود سب موجودات پر فائق اور مقدم ہے اس کا ظہور بھی سب پر فائق ہے کہ اس سے زیادہ اس عالم میں کوئی چیز ظاہر نہیں کیونکہ دنیا میں جو کچھ بھی ظاہر ہے اسی کی صفات اسی کے افعال اور اسی کے نور کا ظہور ہے اور اس کی حکمت و قدرت کے مظاہر دنیا کے ہر ذرہ میں نمایاں ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی صفت ظاہر کے بارے میں قرآن مجید میں آیا ہے کہ:

هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ○ (پ 27 حدید 3)

ترجمہ: وہی اول ہے، وہی آخر ہے، وہی ظاہر ہے، وہی باطن ہے اور وہی ہر چیز کو جاننے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ ظاہر ہے کہ اس کا وجود اور اس کی ہستی غالب نشانیوں کے ساتھ زمین و آسمان میں ظاہر موجود ہے۔ وہ باطن بھی ہے کہ اس ذات مقدس کی حقیقت اس کے جلال و کبریا میں پوشیدہ ہے یا وہ نعمت کے ساتھ ظاہر رحمت کے ساتھ باطن ہے نیز اپنی قدرت کے ساتھ ظاہر اور غور کے لحاظ سے باطن ہے۔ دل کی آنکھوں سے ظاہر ہے ظاہری آنکھوں سے باطن ہے۔ ظاہر ہے بغیر قرب کے اور باطن ہے حجاب کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ کا پوشیدہ ہونا اس کی شدت ظہور کی وجہ سے ہے اور اس کا ظہور سبب بن چکا ہے۔ اس کے پوشیدہ ہونے کا اس کا نور اس کے نور کا حجاب ہے۔

پاک ہے وہ ذات جو اپنے شدت ظہور کی وجہ سے مخفی اور اپنے نور کے نور کی وجہ سے حجاب میں ہے تو اللہ تعالیٰ ہی ایسا ظاہر ہے کہ اس سے ظاہر تر کوئی چیز نہیں اور وہ ایسا باطن ہے کہ اس سے بڑھ کر کوئی باطن نہیں۔ ان دو اسماء سے بندے کا حصہ یہ ہے کہ اپنے حال کی درستی کا اہتمام کرے۔ اپنی اول حالت میں غور کرے۔ اپنی آخری حالت میں فکر و تدبر کرے، اپنے ظاہر و باطن کی اصلاح کرے، عالم کے حدوث و فنا کو جانے اور دل اس سے نہ لگائے اور ظاہر اشیاء کو نظر تدبر سے دیکھے۔ ان سے اپنے صانع (اللہ تعالیٰ) کا راستہ تلاش کرے اور دین کے کام میں پیش پیش اور سب سے آگے رہے۔ دنیا کے کاموں میں پیچھے اور دور رہے۔ اپنے آپ کو شریعت کے احکام سے ظاہر کرے اور اسرار حقیقت کے ساتھ باطن رہے۔ اسی طرح ظاہراً مخلوق کے ساتھ رہے اور باطناً خدا کے ساتھ جیسے کہ کہا گیا ہے (الصوفی کائن و بائن) صوفی ساتھ بھی ہوتا ہے اور جدا بھی ہوتا ہے یعنی ظاہراً لوگوں کے ساتھ اور باطناً ان سے الگ ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کائنات کی ہر چیز سے ظاہر ہے بلکہ کائنات کا موجود ہونا ہی اس کے ظاہر سے ہے۔ اللہ تعالیٰ ظاہر ہے کیونکہ ہر چیز اس کے موجود ہونے پر دلالت کرتی ہے۔ اللہ ظاہر ہے اپنی ذات سے، اللہ ظاہر ہے اپنی صفات سے، اللہ ظاہر ہے ہر چیز کے بنانے سے، اللہ ظاہر آفاق کی نشانیوں سے غرضیکہ کائنات کا ذرہ ذرہ اس کے ہونے کو ظاہر کرتا ہے۔ یاد رکھئے کہ اس نے کارخانہ حیات اپنے ظہور ہی کیلئے بنایا ہے۔

حدیث پاک میں بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک دعا منقول ہے جس میں اللہ کی صفت ظاہر بیان ہوئی ہے کیونکہ ترمذی میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو یہ دعا پڑھنے کی تلقین فرمائی جس میں ظاہر کا ذکر ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ جَائَتْ فَاطِمَةُ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تَسْأَلُهُ خَادِمًا فَقَالَ لَهَا قُوْلِی اللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوَاتِ السَّبْعِ وَرَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ رَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَیْءٍ مُنْزِلَ التَّوْرَاةِ وَالْاِنْجِیْلِ وَالْقُرْاٰنِ فَالِقَ الْحَبِّ وَالنَّوٰی اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ شَیْءٍ اَنْتَ اٰخِذٌ بِنَاصِیَتِهٖ اَنْتَ الْاَوَّلُ فَلَیْسَ قَبْلَكَ شَیْءٌ وَّاَنْتَ الْاٰخِرُ فَلَیْسَ بَعْدَكَ شَیْءٌ وَّاَنْتَ الظَّاهِرُ فَلَیْسَ فَوْقَكَ شَیْءٌ وَّاَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَیْسَ دُوْنَكَ شَیْءٌ اقْضِ عَنِّی الدَّیْنَ وَاَغْنِنِیْ مِنَ الْفَقْرِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں، سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی خادم مانگیں تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: تم یہ پڑھو ”اے اللہ! اے سات آسمانوں کے پروردگار! اے عظیم عرش کے پروردگار! اے ہمارے پروردگار! اے ہر چیز کے پروردگار! اے تورات، انجیل اور قرآن نازل کرنے والے! اے دانے اور

گٹھلی کو چیرنے والے، میں ہر اس چیز کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں' جو تیرے قبضہ قدرت میں ہے۔ تو سب سے پہلے ہے' تجھ سے پہلے اور کچھ نہیں ہے' تو سب کے بعد ہے تیرے بعد اور کچھ نہیں ہوگا' تو ظاہر ہے تجھ سے زیادہ ظاہر اور کوئی نہیں ہے' تو باطن ہے تجھ سے زیادہ باطن اور کوئی نہیں ہے' تو میرا قرض ادا کردے اور مجھے غربت سے بے نیاز کردے۔'' (جامع ترمذی جلد سوم حدیث ۳۴۰۳)

لَقَدِابْتَغَوُا الْفِتْنَةَ مِنْ قَبْلُ وَقَلَّبُوْا لَكَ الْاُمُوْرَ حَتّٰى جَآءَ الْحَقُّ وَظَهَرَ اَمْرُاللّٰهِ وَهُمْ كٰرِهُوْنَ (پ10 توبہ 48)

ترجمہ: بے شک وہ پہلے بھی فتنہ پھیلانے میں سرگرم رہے اور آپ کے کئی کاموں میں تبدیلی کی۔ یہاں تک کہ حق آ گیا اور اللہ کا حکم ظاہر ہو گیا اور وہ اسے نہیں چاہتے تھے۔

اگر کسی شخص نے زندگی بھر نیک عمل نہ کیا ہو تو اس اسم کو ہر نماز کے بعد ایک سو مرتبہ پڑھنے سے توبہ قبول ہوگی، خاتمہ بالخیر ہوگا، عزت میں اضافہ ہوگا، دشمن پر غلبہ رہے گا۔

جو شخص نماز اشراق کے بعد اس اسم کو پانچ سو مرتبہ پڑھے تو اُس کی آنکھوں میں چمک پیدا ہوگی، دل میں روشنی ہو گی، جو شخص اسے کثرت سے پڑھتا رہے اس پر پوشیدہ چیزیں ظاہر ہوں گی اور اس کا ظاہری حال ہمیشہ درست رہے گا۔

يَابَاطِنُ

يَابَاطِنُ (اے ظاہری آنکھوں سے پوشیدہ)

باطن کا لفظ بطن سے بنا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ جو بہت پوشیدہ ہو اور حس میں نہ آئے۔ اللہ تعالیٰ ہماری آنکھوں سے پوشیدہ ہے اور نہ ہی یہ مادی آنکھیں اسے دیکھنے کی طاقت رکھتی ہیں۔ اس کی ذات تک عقل و فکر اور خیال سے نہیں پہنچا جا سکتا۔ وہ ذات لامحدود ہے اور انسان کی عقل محدود ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے خود کو مخفی کر رکھا ہے اور وہ ہر مخفی سے بڑھ کر مخفی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں اس صفت کو یوں بیان کیا ہے۔

هُوَالْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ○ (پ 27 حدید 3)

ترجمہ: وہ اول اور آخر اور باطن ہے اور وہی ہر چیز کو جاننے والا ہے۔

اَلَمْ تَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهٗ

ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً (پ21 لقمن 20)

ترجمہ: کیاتم نے نہیں دیکھا کہ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے بے شک اللہ نے اسے تمہارے لئے مسخر کر دیا ہے اور تم پر اپنی ظاہر و پوشیدہ نعمتوں کو پورا کر دیا ہے۔

ظاہر ایک شے کیلئے ظاہر اور دوسری شے کیلئے باطن ہوتا ہے۔ اور ایک ہی جہت سے ظاہر و باطن نہیں ہوتا بلکہ ادراک کی طرف نسبت کرنے سے ایک جہت سے ظاہر اور دوسری جہت سے باطن ہوتا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ ظاہر و باطن ہونا ادراکات کی طرف نسبت کرنے سے ہوا کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کو اگر حواس کے ادراک سے طلب کیا جائے تو وہ باطن ہے اور اگر عقل سے بطریق استدلال معلوم کرنے کی کوشش کی جائے تو وہ ظاہر ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ادراک حواس کی نسبت سے باطن ہونا ظاہر ہے لیکن عقل کی جہت سے ظاہر ہونا ذرا باریک بات ہے کیونکہ ظاہر تو وہ بات ہوتی ہے جس کے ادراک میں لوگ اختلاف نہ کرتے ہوں۔ بخلاف اس کے خدا کی ذات کو معلوم کرنے میں بہت سے لوگ شک میں گرفتار ہیں۔ پس اس کو کیونکر ظاہر کہا جا سکتا ہے۔

اللہ کا ظہور اس کے باطن ہونے کا موجب ہے۔ گویا اس کا نور ہی اس کے نور کا حجاب ہے۔ شاید تم اس کلام سے تعجب ظاہر کرو۔ لہٰذا ہم ایک مثال سے تم کو سمجھاتے ہیں دیکھو اگر تم کسی حرف پر نظر ڈالو، جو کسی کاتب نے لکھا ہو تو اس سے تم کو ایک ایسے کاتب کے وجود کا پتہ ملے گا جو عالم، قادر، سمیع اور بصیر ہے اور اس سے تم کو کاتب کی ان صفات کا یقین کامل ہو جائے گا اور جس طرح اس ایک حرف نے کاتب کے اوصاف کی فیصلہ کن شہادت دی ہے۔ اسی طرح آسمان و زمین جو چیز ستارے، سورج، چاند، حیوان، نباتات اور صفت و موصوف وغیرہ ہے۔ وہ خود بخود اپنے ایک ایسے مدبر کا پتہ دے رہی ہے جس نے اس کا اہتمام کیا ہے اور اس کو خاص اندازے پر اور خاص صفات کے ساتھ بنایا ہے بلکہ انسان اپنے جس عضو اور جس ظاہر یا باطن جزو بلکہ جس اختیاری یا جبری صفت و حالت کو دیکھتا ہے۔ وہ چلا چلا کر اپنے خالق، اپنے مالک، مختار اور اپنے مدبر کا پتہ بتا رہی ہے۔ اسی طرح ہر چیز اس کی شہادت دیتی ہے جس کو انسان اپنی ذات سے خارج دیکھتا ہے۔ اگرچہ ان اشیاء کی شہادتوں میں اختلاف ہو۔ بعض شہادت دے رہی ہوں اور بعض نہ دیتی ہوں تاہم سب کو ان شہادتوں سے یقین حاصل ہو سکتا ہے۔ لیکن چونکہ یہ شہادتیں بکثرت ہیں جن کی کوئی انتہا نہیں۔ اس لئے وہ امر شدت ظہور کے باعث خفی اور باریک بن گیا ہے جس کی مثال یہ ہے کہ جو اشیاء حواس کے ذریعہ سے محسوس کی جاتی ہیں۔ ان میں سے زیادہ ظاہر وہ چیزیں ہیں جو آنکھ سے محسوس ہوں اور آنکھ کی محسوسات میں سے بھی زیادہ۔ روشن اور ظاہر سورج کا نور ہے جو تمام اشیاء پر منعکس ہو کر ان کو روشن کر رہا ہے اور جو شے دوسری اشیاء کو روشن کر رہی ہے وہ خود نہ روشن ہوگی مگر اس کا روشن ہونا بہت سے لوگوں پر مخفی ہے۔ حتیٰ کہ وہ اس بات کے قائل ہیں کہ رنگ دار اشیاء میں صرف سرخ و سیاہ رنگ ہے اور کچھ نہیں۔ وہ اس بات کو ہرگز تسلیم نہیں کرتے کہ رنگ کے ساتھ روشنی

اور نور بھی شامل ہے اور یہ لوگ رنگین اشیاء کے ساتھ روشنی کا قائم ہونا اس وقت تسلیم کرتے ہیں جب ان کو سایہ اور اندھیرے میں اور روشنی میں اشیاء کی مختلف حالتوں کا فرق دکھا دیا جاتا ہے۔ چنانچہ رات کے وقت جب سورج چھپ جاتا ہے اور اس کی روشنی رنگین چیزوں سے منقطع ہو جاتی ہے تو معلوم ہو جاتا ہے کہ اس وقت ان چیزوں کی کیا صورت ہے اور دن میں کیا تھی۔ گویا نور کی غیر موجودگی میں نور کے وجود کا پتہ لگتا ہے اور نور کے وجود وعدم میں صاف فرق معلوم ہو جاتا ہے۔

فرض کرو کہ ایک شخص سورج کی روشنی تمام شیائے عالم پر پڑتی دیکھتا ہے اور سورج اس کی زندگی کے اندر اندر کبھی غروب نہیں ہوتا حتیٰ کہ کبھی اس کو یہ موقع نہیں ملا کہ ان اشیاء کو اندھیرے میں دیکھے اور روشنی اور اندھیرے میں فرق سمجھے۔ اس شخص کیلئے محال ہے کہ نور کو کوئی خاص چیز سمجھے جو موجودہ اشیاء کی رنگت سے زائد ہے۔ تمام اشیاء سے زیادہ ظاہر وہ چیز ہے بلکہ وہی تمام اشیاء کو ظاہر کرتی ہے اور اگر خدا کا بعض امور کیلئے (معاذ اللہ) معدوم یا غائب ہونا فرض کیا جائے تو آسمان وزمین اور ہر چیز جس سے وہ بے تعلق ہے منہدم ہو جائے گی اور پھر ان دونوں حالتوں کا فرق بخوبی معلوم ہو جائے گا اور اس کا وجود قطعی طور پر معلوم ہو جائے گا لیکن چونکہ تمام اشیاء شہادت اور حالات میں متفق ہیں اور سب ایک ہی نظم ونسق پر اپنی آواز اٹھا رہی ہیں اس لئے وہ عام نظروں سے مخفی ہے۔

قربان جایئے اس ذات پاک کے جو اپنے نور ہی کے باعث مخلوق کی نظروں سے نہاں اور اپنے شدت ظہور کے سبب سے مخفی ہے وہ ایسا ظاہر ہے جس سے بڑھ کر کوئی شے ظاہر نہیں۔ وہ ایسا باطن ہے جس سے زیادہ کوئی چیز باطن نہیں ہو سکتی۔

اوپر کی باتوں سے تم کو خدا کی صفات کے متعلق تعجب میں مبتلا نہ ہو جانا چاہئے کیونکہ خود انسان جس امر کی بدولت انسان کہلاتا ہے وہ ظاہر بھی ہے باطن بھی۔ اگر اس کو انسان مناسب ومرتب افعال کے ذریعے سے سمجھا جائے تو وہ ظاہر ہے اور اگر حق کے ادراک کے ذریعے سے طلب کیا جائے تو وہ باطن ہے کیونکہ حس صرف اس کے ظاہری بشرہ بلکہ اس کے تمام اجزاء بدل جائیں تو بھی وہ وہی انسان رہے گا جو پہلے تھا اور تعجب نہیں کہ انسان کے بدنی اجزاء بچپن میں اور ہوتے ہوں اور پھر بڑھاپے میں اور ہوتے ہوں کیونکہ وہ طول زمان سے گھستے مٹتے جاتے ہیں اور ان کی جگہ نئے اجزا جو غذا کے ذریعے سے پیدا کئے جاتے ہیں شامل ہوتے جاتے ہیں۔ تاہم انسان کی سابقہ ہویت نہیں بدلتی۔ پس یہ ہویت حواس سے باطن ہے اور عقل کیلئے ظاہر ہے جو اس کو اس کے آثار وافعال سے سمجھ لیتی ہے۔

اس نام کی تاثیر یہ ہے کہ اسے پڑھنے والا اہل باطن میں شمار ہونے لگتا ہے اور اس پر پوشیدہ اسرار اور حقائق کھل جاتے ہیں یعنی مشاہدے کا خاصا تعلق اس صفت کے ساتھ ہے۔ معرفت تلاش کرنے والوں کیلئے یہ اسم نہایت ہی اعلیٰ قسم کا تحفہ ہے۔

اگر کسی شخص کے دل میں برے وسوسے پیدا ہوں تو اس اسم کو ہر نماز کے بعد سو مرتبہ پڑھ لیا کرے تو دل پاکیزہ ہو جائے گا، یہ چار اسماء ایک آیت میں موجود ہیں هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ ۚ وَهُوَ عَلٰى بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ اگر یہ آیت تلاوت کی جائے تو بیک وقت چار اسماء کے فائدے حاصل ہوں گے۔

یَاوَالِیُ

یَاوَالِیُ (اے کارساز اور مالک)

مادہ ولایت یا ولایت ہے اس کے مختلف معنی ہیں حاکم مقرر ہونا، متصرف ہونا، مدد دینا، کسی جگہ پر تسلط پانا، کسی شخص سے محبت کرنا، انتظام سنبھالنا، انتظام کرنا۔ ان تمام معنی کو پیش نظر رکھا جائے تو الوالی وہ ذات والا صفات ہے جو سب سے بلند اور سب سے برتر ہے جو تمام امور کی تدبیر کرتی ہے۔ پوری کائنات پر اسے تصرف کا حق حاصل ہے اور تمام موجودات پر اس کا تسلط ہے۔ وہ اپنی تمام مخلوقات کو مشکلات میں مدد بہم پہنچاتی ہے۔ اسے ہر طرح کے فعل پر اور ہر طرح کی جواب طلبی پر قدرت تامہ حاصل ہے اور اسی کی حکومت تمام کائنات پر ہے۔ اس کے علاوہ حقیقت میں کوئی اس کائنات کا حاکم نہیں، انسانوں کے دلوں پر بھی وہی حکمران ہے اور ان کے معاملات کی رہنمائی کا حق بھی اسی کو حاصل ہے اور پھر وہ اپنے بندوں سے محبت بھی کرتا ہے یعنی ایک ایسا حاکم کہ جس کی قدرت بھی مکمل، جس کا تصرف بھی کامل، جس کا حق سب پر فائق، لیکن اس کے باوجود وہ نہ کسی سے زیادتی کرے نہ بلاوجہ انتقام لے نہ پکڑنے میں جلدی کرے اور اس کی ذات میں اور اس کے احکام میں حتیٰ کہ اس کی گرفت اور جواب طلبی میں بھی بندوں کیلئے محبت کا جذبہ شامل ہو تو ایسی ذات کو الوالی کہتے ہیں۔

ایک اور قول کے مطابق والی وہ ذات ہے جو ساری مخلوقات کے سارے امور کی تدبیر کرے اور اس تدبیر کی اسے قدرت تامہ ہو اور اسی کی قدرت تامہ جہان میں کام کر رہی ہو جب تک یہ ساری طاقتیں جمع نہ ہوں اس کو والی نہیں کہا جا سکتا اور یہ معنی سوائے احکم الحاکمین، مالك الملك عزاسمہ، وجل مجدہ کے اور کسی میں نہیں پائے جاتے لہٰذا حقیقت میں والی فقط اسی کی ذات ہے کیونکہ کلام الٰہی میں ارشاد ہوا ہے کہ:

وَمَا لَهُمْ مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّالٍ (سورت الرعد، آیت 11)

ترجمہ: اور اس کے سوا ان کا کوئی والی نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ والی ہے۔ اسی کو تولیت امور حاصل ہے اور اسی کا تصرف جمہور پر مسلم، نصرت و استقامت، سلطنت و

قدرت، تدبیر وتصرف اسی کو حاصل ہے، لہٰذا اللہ تعالیٰ ہی صحیح ترین معنی میں والی ہے، ہر شے پر اسی کی قدرت فرمانروا ہے۔

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ والی وہ ہے جو تمام خلقت کے ہر قسم کے امور کا مدبر اور متولی ہے اور ولایت تدبیر اور قدرت اور فعل چاہتی ہے اور جب تک اس کیلئے یہ تمام اوصاف جمع نہ ہوں اس پر اسم والی صادق نہیں آسکتا اور تمام امور کا والی خاص اللہ تعالیٰ ہے کیونکہ پہلے وہ اکیلا تدبیر کرتا ہے اور پھر اکیلا ہی اس تدبیر کو جاری کرتا ہے۔اس کے بعد خود ہی اس کو جاری رکھتا ہے۔

شرح مشکوٰۃ میں لکھا ہے کہ والی کا لفظ ولایت سے بنا ہے یعنی واؤ کی زیر سے بمعنی تصرف کرنا اور قبضہ کرنا۔اس لفظ کو واؤ کی زبر سے بھی پڑھا گیا ہے بمعنی دوستی کرنا اور حکومت چلانا سیبو یہ نے کہا کہ ولایت یعنی واؤ کی زبر سے مصدر ہے اور واؤ کی زیر سے اسم ہے والی وہ ہوتا ہے جو جملہ امورات کرنے والا اور سب کا مالک ہوتا ہے۔لفظ ولایت تدبیر قدرت اور فعل کو ظاہر کرتا ہے جب تک یہ تینوں معانی کسی میں جمع نہ ہو جائیں اسے والی نہیں کہہ سکتے۔والی امور علی الاطلاق اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے سوا کوئی نہیں کیونکہ وہ اولاً تدبیر کرنے والا ہے اور اس تدبیر کرنے میں یگانہ ہے اور ثانیاً احکام کو نافذ کرنے والا ہے۔اشیاء اس کی ذات کے ساتھ قائم ہیں۔تیسری بات یہ کہ بندے کو چاہئے کہ امر ونہی میں فرمانبرداری ظاہر کرے اور اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کو اپنے اوپر لازم جانے اپنے وجود کی مملکت کو حسن تدبیر وتنفید احکام شریعت سے مضبوط کرے۔شیاطین وجن وانس کی تباہ کاریوں سے اپنے آپ کو محفوظ رکھے۔اللہ تعالیٰ کے امر اور اس کے حکم سے اپنے وجود کی مملکت کا والی بنے۔اس پر حکمرانی کرے۔

اس اسم پاک سے تخلق پیدا کرنے والے کو لازم ہے کہ خود کو مملوک اور اپنی اشیاء کو ملک رب العالمین سمجھتا رہے۔احسان وخیر کا موقع غنیمت سمجھے اور قانون الٰہی کا پابند رہے۔المختصر کہ اللہ ہر ایک کا والی ہے کیونکہ اسی نے سب کو پیدا کیا ہے۔اس کے سوا ہمارا کوئی والی نہیں۔اس اسم کے ذاکر مرید باصفا، خلفائے طریقت، اولیاء اللہ اور قطب و ابدال ہوئے ہیں کیونکہ وہ دل سے اللہ تعالیٰ کو اس حد تک اپنا والی سمجھتے ہیں کہ اپنی ہر چیز اور معاملہ اسی کے سپرد کر دیتے ہیں۔اس لئے جب اللہ کو اس اسم سے پکارتے ہیں تو اللہ ان کی مدد کرتا ہے۔

اگر کوئی شخص بارش یا سیلاب میں پھنس گیا ہو تو یا والی کا ورد کرے ہر آفت سے محفوظ رہے گا۔اگر آفات کا خطرہ ہو تو ایک ہزار مرتبہ پڑھ کر پانی پر دم کر کے گھر میں چھڑکے سیلاب سے محفوظ رہے گا۔ویران جگہ پر پڑھنے سے ویران جگہ آباد ہو جاتی ہے۔

یَامُتَعَالِیُ

یَامُتَعَالِیُ (اے بلند و برتر)

علمائے لغت کا کہنا ہے کہ متعالی علو سے بنا ہے جس کا مطلب بلند ہونا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ اپنی عظمت اور کبریائی میں سب سے بلند و بالا ہے اور تمام نقائص اور عیوب سے منزہ اور پاک ہے۔ اس کی بلندی ہماری عقل اور فہم سے بھی بالاتر ہے۔

سعادت دارین میں ہے کہ اس کا معنی کسی قدر مبالغے کے ساتھ وہی ہے جو علی کا ہے اور العلی سے مراد وہ ذات ہے جو تمام موجودات سے بلند ہے۔ تمام مکانوں سے ارفع اور تمام جسموں پر حاوی ہے لیکن المتعالی وہ ذات ہے جس کا تعلق صرف اجسام، مکانات اور محسوسات سے ہی نہیں بلکہ ہر طرح کی بلندی جو چاہے تصورات میں ہو اور چاہے اوصاف میں وہ ان سب سے بلند ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ جہاں جہاں علو اور بلندی کا گمان ہوتا ہے وہ سب اسی کی عطا کردہ ہے بلکہ تمام بلندیوں والوں کو سرنگوں کرنا اور اپنے سامنے جھکانا اس کا وصف ہے۔

ایک اور قول کے مطابق متعالی کا مطلب ہے سب سے زیادہ بلند قدر نیز سب والیوں کا والی تمام نقائص و آفات سے بلند۔ یاد رہے کہ لفظ عالی اور متعالی میں اعلیٰ سے زیادہ مبالغہ پایا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا یہ صفاتی نام قرآن مجید میں سورت رعد میں یوں آیا ہے:

عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْكَبِيرُ الْمُتَعَالِ (پ13 رعد9)

ترجمہ: وہ عالم الغیب ہے اور ظاہر کو بھی جانتا ہے سب سے بڑا عالی مرتبت ہے۔

اس آیت سے معلوم ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ عالی شان ہونے کی وجہ سے متعالی ہے۔ اس کیلئے یہ لفظ قرآن پاک میں تعالیٰ کی صورت میں آیا ہے۔ جس کا مطلب بھی بلند و برتر ہے۔

سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يَقُوْلُوْنَ عُلُوًّا كَبِيْرًا ۝ (پ15 بنی اسرائیل 43)

ترجمہ: وہ پاک ہے اور جو یہ کہتے ہیں اس سے بالا ہے اس کا مرتبہ عالی بڑی شان والا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی بالادستی کو تسلیم کرنا ضروری ہے، اس کے بغیر ایمان کی تکمیل نہ ہوگی۔

مختصر یہ کہ وہ ذات جو ہمارے وہم و گمان سے بھی اور ہمارے خیال و قیاس سے بھی بلند ہے بلکہ تمام بلندیاں جس

کے سامنے سجدہ ریز ہیں اور ہر بڑی شان والا جس سے اپنے لئے شان کی بھیک مانگتا ہے وہ ''متعالی'' ہے۔

اس اسم پاک سے تخلق کرنے والوں کو خشوع وخضوع جسمی وقلبی کا التزام کرنا چاہئے اور بارگاہ قدس کے حضور عاجز و درماندہ رہنا چاہئے لیکن اس کی ہردم اطاعت کیلئے کمربستہ رہیں اور اپنی ہمت کو پست نہ ہونے دیں۔

پس کائنات میں سب سے بلند و برتر اللہ تعالیٰ ہے جو شخص اسے اس صفت سے پکارتا ہے وہ اسے دنیا میں بلند و برتر، عالی مرتبت اور صاحب عزت بنادیتا ہے۔

مقدمے سے نجات کے لیے اسے کثرت سے پڑھیں انشاء اللہ مقدمے میں کامیابی ہوگی۔ اگر کوئی مشکل درپیش ہو تو وہ بھی آسان ہو جائے گی۔ اگر حیض تکلیف سے آتا ہو تو حیض والی عورت اس اسم کا وظیفہ پڑھتی رہے تکلیف سے نجات ملے گی، شوہر کے دل میں بے پناہ محبت پیدا ہوگی۔

یَابَرُّ

یَابَرُّ (اے نیکی والے)

اللہ تعالیٰ بذات خود سراسر نیکی والا ہے اس کی ذات، صفات، افعال اور اختیارات سے حکمت اور نیکی عیاں ہوتی ہے۔ اس لئے اسے بَرّ کہا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق پر ہر قسم کی نیکی کرتا ہے اور اپنے بندوں کو نیکیاں کرنے کی توفیق عطا فرماتا ہے کیونکہ کوئی نیک عمل اس کی عطا کردہ توفیق کے بغیر سرانجام نہیں پا سکتا۔ اس لحاظ سے بھی وہ بَرّ ہے جن بندوں کو اللہ تعالیٰ اپنی اس صفت کی بنا پر نیکی کا مظہر بناتا ہے انہیں ابرار کہا جاتا ہے ایسے لوگوں کے ہر قول اور فعل سے نیکی پھوٹتی ہے۔

اللہ تعالیٰ بَرّ ہے کیونکہ وہ اپنے بندوں پر گوناگوں احسان فرماتا ہے۔ دنیا و آخرت کی نعمتیں عطا فرماتا ہے۔ وہی ہے جس نے انواع بَرّ واحسان کو بیان فرمایا اور ورع و تقویٰ کی پابندی کا حکم دیا۔ لہٰذا اصل نیکی کندہ، نیکی دہندہ وہی ہے۔

یہ لفظ با کی زیر سے بھی پڑھا گیا ہے بمعنی نیکی کرنا با کی زبر سے بھی پڑھا گیا ہے بمعنی نیکی کرنے والا فی الحقیقت نیکی کرنے اور احسان جتلانے والا اللہ جل جلالہ، وعم نوالہ ہی ہے کوئی نیکی و احسان نہیں مگر اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہی اس کا متولی ہے۔ خدا کا فضل واحسان مخلوق پر حصر و بیان کی حد سے باہر ہے۔ جیسا کہ فرمایا (وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا) ترجمہ اگر تم لوگ اللہ کی نعمت شمار کرنے لگو تو نہیں شمار کر سکتے۔

بَرّ کے معنی محسن، اور بَـرّ مطلق وہی ہے جس کی طرف سے تمام نیکیاں اور احسانات ظہور میں آتے ہیں اور بندہ اسی قدر بَرّ ہے جس قدر کہ نیکی کرتا ہے خصوصاً اپنے والدین استاد اور اپنے شیوخ کے ساتھ۔

روایت ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پروردگار نے بات جیت کی تو انہوں نے پایہ عرش کے سامنے ایک شخص کو کھڑے ہوئے پایا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اس شخص کی بلندی منزلت سے متعجب ہوئے اور عرض کیا الٰہی! یہ بندہ کون سے عمل کی بدولت اس درجہ تک ترقی کر گیا۔ فرمایا یہ شخص میرے کسی بندے کے حق میں میری دی ہوئی نعمتوں پر حسد نہیں کرتا تھا اور اپنے ماں باپ کے ساتھ نیکی کرتا تھا۔

یہ تو بندے کی نیکی کی تفصیل ہے، اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کے ساتھ جو احسان بے پایاں کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہی برالرحیم ہے جس نے عاجزوں کو ابرار کا خطاب عطا فرمایا۔ ان کو نعیم کا عطیہ دیا۔ ان کو تخت رفعت پر بٹھا دیا۔ ان کو معرفت ربانی سے ممتاز فرمایا۔

اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلُ نَدْعُوْهُ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْبَرُّ الرَّحِيْمُ ۠ (پ27 طور 28)

ترجمہ: بے شک اس سے قبل ہم اسی کو پکارتے تھے بلاشبہ وہ نیکی کی توفیق دینے والا رحم فرمانے والا ہے۔

رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ۚ (پ4 آل عمران 193)

ترجمہ: ہمارے رب ہمارے گناہ معاف کر دے اور ہم سے تمام برائیوں کو دور کر دے اور ہمیں ابراروں کے ساتھ موت دے۔

كَلَّآ اِنَّ كِتٰبَ الْاَبْرَارِ لَفِيْ عِلِّيِّيْنَ ؕ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا عِلِّيُّوْنَ ؕ كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ ۙ يَّشْهَدُهُ الْمُقَرَّبُوْنَ ؕ اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِيْ نَعِيْمٍ ۙ (پ30 مطففین 18-22)

ترجمہ: ہاں ہاں بے شک نیک لوگوں کے اعمال نامے علیین میں ہوں گے اور اس کا ادراک کیا ہے کہ علیین کیا ہے وہ ایک مہر کیا ہوا نوشتہ ہے جس پر اللہ کے مقربین حاضر رہتے ہیں۔ بلاشبہ ابرار اللہ کی نعمتوں میں ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ ہی برالرحیم ہے جس نے سیدالابرار صلی اللہ علیہ وسلم پر کلام پاک کو ''کرام بررہ'' (عزت والے، نیکوکار فرشتے) سفیروں کے ساتھ نازل فرمایا۔ بے شک اسی کی ذات دائم الاحسان اور کثیر الرحم ہے۔ اس کا استعمال صرف اسم رحیم کے ساتھ ہوا۔

شمس المعارف میں ہے کہ لفظ بَـرّ کے معنی حق کے ہیں نیز لفظ بَرّ اسم مطلق ہے جس سے تمام خوشیاں اور احسان معلوم ہوتے ہیں۔ بندہ بھی اپنی نیکی کے لحاظ سے بَرّ کہتا ہے خاص کر اپنے والدین اور اساتذہ سے بھلائی کرتے وقت بَرّ کہلایا جاتا ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے کلام کرنے کے بعد ایک شخص کو عرش کے پایہ کے پاس دیکھ کر تعجب کیا

اور پوچھا اے پروردگار یہ بندہ مرتبہ تک کس طرح پہنچا۔ جواب آیا یہ کسی سے حسد نہیں کرتا تھا، اپنے والدین سے بہتر سلوک سے پیش آتا تھا۔

دنیا میں اللہ تعالیٰ نے رسول اور کتابیں دے کر احسان کیا۔ ان رسولوں اور کتابوں کو قبولیت بھی عنایت کی اور انسان کو عمل کرنے کی ترغیب سمجھائی اور خواہشوں سے محفوظ رکھا۔ اللہ تعالیٰ نے بے حد احسان و اکرام کئے ہیں۔ برزخ میں اس کے احسان یہ ہیں کہ مسلمان اور شہداء کی روحیں سبز پرندوں کی صورت میں جنت میں کھاتی پھرتی ہیں۔ پھر مردوں کو اپنے کرم و احسان سے زندہ کرے گا اور صراط مستقیم پر ثابت رکھے گا تاکہ دوزخ میں گر نہ پڑیں۔ اس لئے کہ مسلمانوں نے ایمان کو ابتداء سلام دائیں جانب سے اور قرآن کریم کو آگے سے حاصل کیا اور سنت پر عمل کیا، پھر اس کا کرم ہوگا حوض کوثر سے ایک گھونٹ پلائے گا جس کے بعد کوئی پیاسا نہ رہے گا، پھر یہ احسان ہے کہ جنت میں داخل کر کے اپنے دیدار کا بہت بڑا احسان فرمائے گا اور مزید احسان یہ ہے کہ اس نعمت میں ہمیشہ رکھے گا اور اللہ تعالیٰ کا ایک احسان یہ کیا کم ہے کہ اپنے کلام میں اس نے ذاکر کا خادم بنایا فرمایا ہے (وَسَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا مِّنْهُ) تمام احسانات الٰہی اپنے بندوں پر فرمائے ہیں۔

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کئی دن آپ نے اپنی والدہ محترمہ کے ساتھ کھانا نہ کھایا۔ جب انہوں نے پوچھا بیٹا ہمارے ساتھ کھانا کیوں نہیں کھاتے تو عرض کیا اس بات سے ڈرتا ہوں کہ آپ کی نظر کسی چیز پر ہو اور میں کھالوں تو عاق ہو جاؤں گا۔ والدہ محترمہ نے فرمایا خوف نہ کرو تم کو کھانے کی اجازت ہے اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ والدہ کے ساتھ کھانا نوش فرماتے رہے۔ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس نے مسلمانوں کو دیگر امتوں پر قیامت کے دن شاہد بنایا اور استغفار کرنے والوں کے برّ سے اعمال کو فرشتوں سے پوشیدہ کر دیا ہے۔

مسلمانوں کو لازم ہے کہ جو اس سے نیکی چاہے اس سے نیکی کرے خصوصاً فقراء اور مساکین سے پورے خلوص کے ساتھ نیکی کرے تاکہ عجائب ملکوت کے کشف کا سبب بن سکے اور اپنی نفسانی خواہشوں سے مخالفت کرے جو نیک نیتی کے ساتھ متفرق ریاضتوں کے باعث رب کی معرفت کا ذریعہ ہو کیونکہ نفوس سے اپنے اعمال صالح کے ذریعہ نیکی کرو گے تو اس کے اوصاف تم پر ظاہر ہوں گے جس کی طرف حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے (مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ) روح کے ساتھ نیکی کرنا یہ ہے کہ حقوق الٰہی ادا کرتے رہو، امانت ادا کرو جو تم پر واجب ہے اور نماز پنجوقتہ پڑھتے رہو کیونکہ یہی اساس شرائع اور اسی سے موجودات میں اسرار قدرت کے کشف ہوں گے اور اس کے سبب سے دنیاوی غلامی اور جسمانی ظلمت سے پاک صاف ہو جاؤ گے۔

ذاکر کو لازم ہے ایسی چیزوں کو ترک کر دے جو نفس کو محبوب ہوں کیونکہ استعمال اشیاء دراصل ہلاکت روح و پاکیزگی ہے۔ عقل سے ہمیشہ کام لو اور نفس کو پاک و صاف بناتے رہو تاکہ فہم علم نصیب ہو کر علوم باطنی اور حقائق ایمانی

تم پر جلوہ گری کریں جن کے باعث تم دریائے عظمت اور مشاہدہ انوار میں تیراکی کر سکوں گے۔

متذکرہ بالا خوبیاں دراصل امہات اور اساس اعمال ہیں جب ان امہات کے ساتھ ہر اسم حاصل کرو گے تو کل مقامات اور راہ سلوک کے ساتھ بے چوں وچرا باغات معارف میں داخل ہو گے جہاں تم پر حقائق کی جلوہ گری ہو گی اور اللہ تعالیٰ کے کرم واحسان سے جنت میں رہو گے۔ جنت ماؤں کے پیر کے نیچے ہونے میں ماں سے یہی امہات مراد ہیں۔ اسم کا ذاکر والدین کے ادب کی طرف شریعت اسلامیہ کے موافق شروع کرو اور ظاہر و باطن میں شریعت کی مخالفت نہ کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ راہ شریعت پر چلنے والے کو پسند کرتا ہے۔

حضرت بایزید بسطامی رضی اللہ عنہ سے حکایت ہے: ابتدائی زمانہ میں جب میری عمر دس سال تھی میں رات کو سوتا نہ تھا۔ میری والدہ نے ایک شب مجھے قسم دی کہ میں ان کے بچھونے پر لیٹوں۔ میں اس طرح لیٹا کہ میرا ہاتھ ان کے سر کے نیچے دبا ہوا تھا۔ مجھے نیند نہ آئی۔ اس حالت میں دس ہزار مرتبہ قل ھو اللہ احد جو میرا معمول تھا پڑھا اور ان کے جاگنے کے خیال سے اپنا ہاتھ ان کے سر کے نیچے سے نہ نکالا۔

اپنے مرشد سے نیکی کرنا بڑا درجہ رکھتا ہے اور یہی بقاء کا سبب ہے۔ مرید کیلئے لازمی ہے کہ مرشد سے کوئی بات پوشیدہ نہ رکھے۔ تاج العارفین شیخ ابوبکر قرشی سے حکایت ہے میں اس وقت تونس میں تھا کہ آپ کا ایک مرید باقلا لئے آیا اور عرض کیا حضرت اس کا کیا کروں۔ فرمایا افطار کیلئے رکھو۔ میں نے کہا باقلا بھی ایسی چیز ہے جس میں آپ سے دریافت کی ضرورت ہے۔ فرمایا اگر مرید ایک بات بھی پوشیدہ رکھے تو کبھی فلاح نہیں پا سکتا۔

بندے کو چاہئے کہ خدائے تعالیٰ کی نعمت اور نیکی پر اس کا شکر ادا کرے۔ خلق خدا سے نیکی واحسان کرے خصوصاً ان سے جن کا حکم دیا جیسے ماں باپ رشتے دار، ہمسائے اور باقی اہل حقوق بلکہ مستحقین وغیر مستحقین سے نیکی کرے۔ بیان کرتے ہیں ایک شخص غوث الثقلین حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس کچھ مال زکوٰۃ لے کر آیا اور عرض کیا میں مستحق ونا مستحق کو نہیں جانتا۔ ان کے درمیان تمیز نہیں کر سکتا۔ آپ فرمائیں کہ میں یہ مال کس کو دوں۔ فرمایا مستحق وغیر مستحق دونوں کو دے تا کہ اللہ تعالیٰ بھی تجھے وہ کچھ عطا کرے جس کا تو مستحق ہے اور وہ کچھ بھی دے جس کا تو مستحق نہیں ہے۔

اس اسم کی سب سے بڑی خاصیت یہ ہے کہ جو شخص اسے اس اسم سے پکارتا ہے اللہ تعالیٰ اسے زندگی کے ہر شعبے میں نیک اعمال کرنے کی توفیق فرما دیتا ہے۔

جس شخص کا بچہ زندہ نہ رہتا ہو تو وہ اس اسم کو سات مرتبہ پڑھ کر بچے پر دم کر لیا کرے اور اللہ کے سپرد کر دے، بچہ تمام بلاؤں سے محفوظ رہے گا، شرابی اور زانی یہ اسم پڑھنا شروع کر دے تو اس کے دل سے گناہوں کی رغبت دور ہو گی اور نیکی کا جذبہ پیدا ہو گا۔

یَاتَوَّابُ

یَاتَوَّابُ (اے توبہ قبول کرنے والے)

تواب کا لفظ توبہ سے ہے جس کا مطلب بہت توبہ قبول کرنے والا ہے۔

تواب وہ ہے جو بندوں کیلئے ایسے اسباب مہیا کرتا ہے کہ وہ اس کی نشانیاں دیکھ کر بار بار اس کی طرف رجوع اور اپنے گناہوں سے توبہ کرتے ہیں اور جوان کو طرح طرح کی تنبیہات سے خبردار کرتا ہے اور ڈرا دھمکا کر اپنے راہ پر لاتا ہے۔ یہاں تک کہ جب وہ اس کو پہچان کر اپنی تقصیرات اور گناہوں کا احساس کرتے ہیں تو دھمکی سے خوف کھاتے ہیں اور توبہ کرنے لگتے ہیں اور خدا اپنے فضل سے ان کی توبہ قبول کر لیتا ہے۔

قرآن پاک میں اسم پاک "تَوَّابٌ" دس مرتبہ آیا ہے۔ سورۃ نور میں (وَاَنَّ اللّٰہَ تَوَّابٌ حَکِیْمٌ) باقی آٹھ مقامات پر (تَوَّابٌ رَّحِیْمٌ) اور ایک مقام پر توابا ہے۔

فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ ۚ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ۝ (پ30 نصر 3)

ترجمہ: پس اپنے رب کی تعریف کے ساتھ تسبیح کریں اور اس سے بخشش مانگیں۔ بے شک وہ بہت توبہ قبول کرنے والا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تواب ہے جسکی بنا پر وہ بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے۔ بندہ جب گناہ کرتا ہے پھر اللہ اسے توبہ کی توفیق بخشتا ہے تو بندہ توبہ کرتا ہے اور اللہ اسے بخش دیتا ہے پھر جب تک اللہ تعالیٰ توفیق عطا کئے رکھتا ہے تو وہ گناہ سے باز رہتا ہے مگر پھر بندہ گناہ کر بیٹھتا ہے اور اللہ اسے پھر توبہ کی توفیق بخشتا ہے بندہ توبہ کرتا ہے اور اللہ پھر اس کی توبہ قبول کر لیتا ہے۔ اس طرح ہر انسان کی زندگی گزرتی جا رہی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر وہ تواب نہ ہوتا تو پھر ہماری زندگی کیسے گزرتی۔

توبہ کا معنی ہے گناہ سے لوٹ آنا۔ اصل معنی رجوع ہے جب اس کی نسبت بندے کی طرف کرتے ہیں تو مراد یہ ہوتی ہے کہ گناہوں سے رجوع کر لینا اور اگر اس کی نسبت خدائے تعالیٰ کی جانب ہے تو اس کا معنی ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں کیلئے رحمت اور توفیق کا رادہ پھر اللہ تعالیٰ ہی توبہ کے اسباب پیدا کرتا اور بندے کو اس کی توفیق دیتا اور خواب غفلت سے بیدار کرتا ہے۔ وہ اس طرح کہ ڈر اور خوف کی چیزیں اس کے سامنے لاتا اور معاصی کے نتائج کی برائی پر متنبہ کرتا ہے۔ پس بندہ توبہ اور ندامت کے ذریعے رجوع کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس بندے پر فضل و کرامت

سے رجوع فرماتا ہے۔ بندے کو چاہئے کہ ہمیشہ امید کا دروازہ کھٹکھٹاتا رہے، ناامیدی کا دروازہ بند کر دے۔ اللہ تعالیٰ سے توبہ طلب کرے، گناہوں پر پشیمان ہو، اپنے عبرت کے دونوں کان کھلے رکھے۔ توبہ کرنے میں دیر نہ کرے اور موت سے پہلے توبہ کرنے میں جلدی کرے کہ حکم کی بجاآوری کرے۔

حکایت: عیسیٰ بن عیسیٰ وزیر اپنے درباریوں کے جمگھٹے میں جا رہا تھا اور لوگوں کو راستے سے ہٹایا جا رہا تھا جس طرح کہ وزیروں کی عادت ہوتی ہے۔ لوگوں نے پوچھا یہ کون ہے۔ اس وقت ایک بڑھیا راستے پر بیٹھی ہوئی تھی اس نے کہا کتنی مرتبہ کہو گے کہ یہ کون ہے؟ سنو، یہ ایک بندہ ہے جسے اللہ تعالیٰ کی عنایت کی آنکھ نے دور کر دیا ہے اور اس حال میں مبتلا کر دیا ہے۔ عیسیٰ بن عیسیٰ نے یہ بات سن لی اور اپنے محل کی طرف واپس آ گیا۔ وزارت چھوڑ دی توبہ کی دولت سے مشرف ہوا اور مکہ معظمہ میں آ کر خانہ کعبہ کا مجاور بن گیا۔ اس اسم سے متخلق ہونے کا معنی یہ ہے کہ لوگوں کی لغزشوں پر درگزر کرے۔ اگر وہ عذر خواہی اور توبہ کریں تو ان کی توبہ قبول کرے اور کرم وانعام کے ذریعے ان کی طرف رجوع کرے۔

جو شخص چاشت کی نماز کے بعد یہ دعا سو دفعہ پڑھتا ہے (اللھم اغفرلی وتب علی انك انت التواب الرحیم) یعنی اے اللہ مجھے بخش دے، میری توبہ قبول کر، بے شک تو التواب الرحیم ہے۔ اس کے سارے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سراپا رحمت ہیں۔ اس لئے اس کا توبہ قبول کرنا بھی ضروری ہوا۔ اسم تواب کے معنی اللہ تعالیٰ نے خود بیان فرمائے ہیں۔

إِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ لِلَّذِينَ يَعْمَلُونَ السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوبُونَ مِنْ قَرِيبٍ فَأُولٰٓئِكَ يَتُوبُ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيمًا حَكِيمًا ۝ وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِينَ يَعْمَلُونَ السَّيِّاٰتِ ۚ حَتّٰٓى إِذَا حَضَرَ أَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ إِنِّي تُبْتُ الْـٰٔنَ وَلَا الَّذِينَ يَمُوتُونَ وَهُمْ كُفَّارٌ ؕ أُولٰٓئِكَ أَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ۝ (پ4 النساء 17-18)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی توبہ قبول کرتا ہے جو نادانی سے ایسا کام کر بیٹھتے ہیں۔ پھر جلد توبہ کر لیتے ہیں تو ایسے لوگوں کی توبہ اللہ قبول کر لیتا ہے۔ اللہ جاننے والا حکمت والا ہے اور ایسے لوگوں کی توبہ قبول نہیں ہوتی جو ساری عمر برائی کرتے ہیں۔ جب ان میں سے کسی پر موت آنے والی ہو جاتی ہے تو وہ کہنے لگتے ہیں کہ ہماری توبہ۔ ایسی توبہ قبول نہیں اور نہ ہی کفر پر مرنے والوں کی توبہ قبول ہوتی ہے۔ ایسے لوگوں کیلئے بہت دردناک عذاب تیار کیا گیا ہے۔

وَهُوَ الَّذِي يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَيَعْفُوا عَنِ السَّيِّاٰتِ (پ25 شوریٰ 25)

ترجمہ: اور وہی ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور ان کے گناہ معاف کر دیتا ہے۔

غَافِرِ الذَّنۡبِ وَقَابِلِ التَّوۡبِ شَدِیۡدِ الۡعِقَابِ (پ24 مومن 3)

ترجمہ: گناہ بخشنے والا اور توبہ قبول کرنے والا، سخت عذاب دینے والا ہے۔

ان آیات سے معلوم ہوا کہ گناہ کا ترک کرنا، گزشتہ پر ندامت کا اظہار کرنا، آئندہ برے فعل کے نہ کرنے کا پختہ عزم کرنا، تدارک مافات کرنا ہے تو پھر ایسی توبہ کی قبولیت سے وہی شخص انکار کرسکتا ہے جس کے پہلو میں دردمند اور رحم آمیز دل نہیں ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ اگر بندہ دن میں سو بار گناہ کرے اور پھر توبہ کرے (لیکن شرط ہے کہ توبہ کرتے وقت گناہ کا ارادہ نہ ہو) تو اللہ تعالیٰ سو بار ہی توبہ قبول کرتا ہے۔

توبۃ النصوح یعنی خلوص دل سے توبہ یہی ہے کہ اس فعل کے دوبارہ کرنے کا ارادہ نہ ہو۔ حدیث میں آتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ اگر انسان گناہ نہ کرتا تو میں اور مخلوق پیدا کرتا جو گناہ کرتی اور مجھ سے مغفرت کی طالب ہوتی اور میں اس کی توبہ قبول کرتا اور یہ اس لئے کہ اگر انسان گناہ نہ کرے تو خدا تعالیٰ کی بہت سی صفات کا اظہار نہ ہو۔ مثلاً صفت توابیت، عفو و کرم، رحمٰن و رحیم وغیرہ۔ یہی مقصود اس حدیث قدسی کا ہے جس میں ارشاد ربانی ہے کہ میں ایک مخفی خزانہ تھا، میں نے جب اپنے ظہور کا ارادہ کیا تو انسان کو پیدا کیا۔

یعنی اگر مخلوق پیدا نہ کرتا تو خدا کے جاننے کا سوال ہی نہ پیدا ہوتا اور نہ اس کی صفت خلقت ظاہر ہوتی اور جب مخلوق نہ ہوتی تو بقیہ صفات کا بھی اظہار نہ ہوتا۔

اس اسم سے بندے کا نصیب یہ ہے کہ انسان گناہوں سے توبہ کرے اور ہر حال میں خدا سے رجوع کرے اور اپنے ماتحتوں اور دوستوں کے عذر قبول کرے اور ان کی غلطیاں یکے بعد دیگرے معاف کرتا رہے۔

نماز چاشت کے بعد جو شخص اس اسم کو تین سو ساٹھ مرتبہ پڑھے گا تو اس کو سچی توبہ کی توفیق ملے گی، خاتمہ بالخیر ہوگا اور قبر کی منازل میں کامیابی حاصل ہوگی۔

یَامُنۡتَقِمُ

یَامُنۡتَقِمُ (اے بدلہ لینے والے)

اَلۡمُنۡتَقِمُ کا مطلب انتقام لینے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ مجرموں کو سزا دیتا ہے، دین کے دشمنوں، سرکشوں اور کافروں سے خوب بدلہ لیتا ہے اس لحاظ سے وہ منتقم ہے۔

امام بونی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ منتقم وہ احکم الحاکمین ہے جو نافرمانوں اور سرکشوں کو عذاب کی تنبیہ کرتا اور عذاب سے قبل مہلت اور فرصت دیتا ہے۔ اس عرصہ میں ان کو خوف بھی دلاتا ہے تاکہ اپنے کرتوت سے باز آ جائیں۔ یہ طریقہ انتقام جلد عذاب دینے سے زیادہ دردناک ہے۔ لوگوں کو انتقام اس طرح لینا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کے دشمنوں یا سب سے بڑے اپنے دشمن نفس سے انتقام لیں۔ انتقام کا وقت وہ ہے جب وہ گناہ کا مرتکب ہو یا عبادت الٰہی میں خلل ڈالتا ہو۔

منتقم وہ ہے جو سرکشوں کی گردنیں توڑتا اور باغیوں کو عذاب میں مبتلا کرتا ہے اور اس کی یہ سخت گیری اس وقت ہوتی ہے جب وہ اتمام حجت کر چکتا ہے اور نافرمانوں کو باز آنے کیلئے مہلت وقدرت دے لیتا ہے۔ ایسا انتقام فوری عذاب کی بہ نسبت زیادہ سخت ہوتا ہے کیونکہ اگر فی الفور عذاب نازل کیا جائے تو نافرمان پورے طور پر گناہ میں غرق نہ ہوگا اور اس سے وہ انتہائی عذاب کا مستوجب قرار نہ پائے گا۔

انسان اللہ کے بدلہ لینے کی تاب کہاں لاسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ خود بھی معاف کرتا ہے اور درگزر کرنے والوں کو ہی پسند کرتا ہے۔ جب لوگ بڑی بڑی غلطیاں کرتے ہیں اس کے بندوں پر ظلم کرتے ہیں، حسد کی بنا پر انہیں تنگ کرتے ہیں تو وہ پھر انہیں ڈھیل دے دیتا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ اب بھی وہ برائیوں کو چھوڑ دیں مگر جب کسی بندے کا ظلم حد سے بڑھ جاتا ہے اور وہ حد سے گزر کر حد کو توڑ دیتا ہے تو پھر وہ انسان کو بار بار سمجھاتا بھی ہے لیکن پھر بھی اگر وہ انسان نافرمانی اور سرکشی سے باز نہ آئے اور نظام کائنات میں برے اثرات پیدا کرے تو اسے عبرت کے طور پر اللہ تعالیٰ پکڑ لیتا ہے اور ایسا بدلہ لیتا ہے کہ اس کی نسلیں بھی یاد کرتی ہیں۔ اس لئے اگر کوئی نیک انسان دوسروں کے ظلم سے تنگ آ کر اللہ کو اس صفت سے پکارے تو اللہ تعالیٰ ظالموں سے اس پر ظلم کرنے کا بدلہ لیتا ہے۔ اس لئے اس اسم کا ورد صرف اس صورت میں کرنا چاہئے جبکہ بات حد سے گزر جائے۔

سورۃ آل عمران، مائدہ، ابراہیم اور زمر میں ذوانتقام آیا ہے اور ان چاروں مقامات پر اسم عزیز کے ساتھ تو یہ ظاہر ہے کہ مجرم کو سزا دینے کیلئے غلبہ وطاقت کی ضرورت ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ ۗ وَاللَّهُ عَزِيزٌ ذُو انْتِقَامٍ ○

ترجمہ: بے شک جن لوگوں نے ہماری آیتوں کا انکار کیا ان کیلئے شدید عذاب ہے اور اللہ تعالیٰ زبردست بدلہ لینے والا ہے۔ (پ3 آل عمران 4)

وَمَنْ عَادَ فَيَنْتَقِمُ اللَّهُ مِنْهُ ۗ وَاللَّهُ عَزِيزٌ ذُو انْتِقَامٍ (پ7 مائدہ 95)

ترجمہ: اور جو پھر گیا تو اللہ اس سے انتقام لے گا اور اللہ غالب ہے، بدلہ لینے والا ہے۔

فَلَا تَحْسَبَنَّ اللَّهَ مُخْلِفَ وَعْدِهِ رُسُلَهُ ۗ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ ذُو انْتِقَامٍ ۗ

ترجمہ: پس ایسا خیال نہ کریں کہ اللہ اپنے رسولوں سے وعدہ پورا نہیں کرے گا بے شک اللہ غالب ہے بدلہ لینے والا ہے۔(پ13 ابراہیم 47)

وَمَنْ یَّهْدِ اللّٰهُ فَمَالَهٗ مِنْ مُّضِلٍّ اَلَیْسَ اللّٰهُ بِعَزِیْزٍ ذِی انْتِقَام

ترجمہ: اور جسے اللہ ہدایت کی راہ پر لگا دے تو اسے اور کوئی بہکانے والا نہیں کیا اللہ غلبے والا بدلہ لینے والا نہیں ہے۔(پ24 زمر 37)

اللہ تعالیٰ کا بندوں سے انتقام لینا انہیں ڈرانے اور مہلت دینے کے بعد نہایت سخت و شدید ہو جاتا ہے اور ان سے بدلہ لینے میں جلدی کرتا ہے حق سبحانہ تعالیٰ کافروں، سرکشوں سے ان کے کفر و سرکشی کی وجہ سے انتقام لیتا ہے مگر عاصی اور فاسق لوگوں کے بارے میں یہ ہے کہ اگر چاہتا ہے سزا دیتا ہے، چاہتا ہے تو درگزر کر دیتا ہے۔

فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَانْظُرْ كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِیْنَ (پ25 زخرف 25)

ترجمہ: تو ہم نے ان سے بدلہ لے لیا پس دیکھ لیں کہ جھٹلانے والوں کا انجام کیسا ہوا۔

فَلَمَّاۤ اٰسَفُوْنَا انْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَاَغْرَقْنٰهُمْ اَجْمَعِیْنَ (پ25 زخرف 55)

ترجمہ: پھر جب انہوں نے ہمیں ناراض کر دیا ہم نے ان سے بدلہ لے لیا اور تمام کو غرق کر دیا۔

بندہ کا مبارک انتقام یہ ہے کہ اللہ کے دشمنوں سے انتقام لے اور تمام دشمنوں میں سے زیادہ سخت دشمن نفس ہے پس جب وہ کسی گناہ کے قریب جائے یا کسی عبادت کے کام میں سستی کرے تو اس کو سزا دینی چاہئے جیسے کہ ابو زید سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ:

ایک رات میرے نفس نے بعض اپنے مقررہ اوراد و وظائف میں سستی کی تو میں نے اس کو یہ سزا دی کہ سال بھر اس کو پانی نہ پینے دیا اور پیاسے مارا۔

بندے کو چاہئے کہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کے انتقام سے بچتا رہے۔ معاصی سے اجتناب کرے۔ اس اسم سے متخلق ہونے کی صورت یہ ہے کہ حدود احکام شرع کی پوری پوری حفاظت کرے۔ نرمی اور چشم پوشی کو قریب نہ آنے دے بلکہ دشمنان دین سے انتقام لے۔ انسان کا دشمن ترین اس کا نفس امارہ ہے۔ اس کی سزا یہ ہے کہ جب وہ معصیت و نافرمانی کا ارتکاب کرے یا عبادت میں کوتاہی کرے تو اس سے انتقام لے اور اسے سزا میں ڈالے۔ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک رات میرے نفس نے ورد و وظیفہ میں سستی کی تو میں نے اسے سزا میں ڈالا۔ وہ اس طرح کہ پورا ایک سال اسے کھانے پینے کی چیز نہ دی۔

بندے کا نصیب یہ ہے کہ وہ اللہ کے دشمنوں سے عداوت رکھے اور ان سے انتقام لے اور جہاد اسی انتقام کا ایک نمونہ ہے اور اپنے نفس سے اس کے گناہوں پر مواخذہ کرتا اور اسے سزا دیتا رہے۔ نفس میں جس قسم کا عیب ہو اسی قسم کی

سزا بھی ہو اور یہ سزائے نفس وہ ہے جسے اصطلاح صوفیاء میں ریاضت ومجاہدہ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

اگر دشمن کو راضی کرنا مقصود ہو تو وہ اس اسم کو تین جمعہ تک راتوں کو نماز عشاء کے بعد سو مرتبہ پڑھے دشمن راضی ہو جائے گا۔ اگر کسی نے کسی پر جادو کر دیا ہو تو اس اسم کو ۶۴۰۰ مرتبہ روزانہ ۴۰ یوم تک پڑھا جائے جادو کے اثرات ختم ہو جائیں گے۔

یَاعَفُوُّ

یَاعَفُوُّ (اے درگزر کرنیوالے)

العفو سے مراد اللہ تعالیٰ کی وہ صفت ہے جس کی بنا پر اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے گناہوں کو معاف فرما دیتا ہے اور نافرمانیوں سے درگزر فرماتا ہے۔ اس لحاظ سے اس لفظ کے معنی غفور کے قریب قریب ہیں لیکن اس میں درگزر کرنے کی کثرت ہے کیونکہ غفر کا مطلب پردہ پوشی اور چھپانا ہے پس غفور وہ ہے جو گناہوں کو چھپائے اور ان پر پردہ ڈالنے اور عفو کا مطلب گناہوں کو مٹا دینا ہے۔

عفو وہ ہے جو گناہوں کو مٹا دیتا ہے اور تقصیرات سے درگزر کرتا ہے اور غفور کے قریب قریب ہے لیکن عفو میں زیادہ مبالغہ ہے کیونکہ غفران میں پردہ ڈالنے کے معنی شامل ہیں اور عفو میں مٹا دینے کے معنی داخل ہیں اور مٹا دینا پردہ ڈالنے کی بہ نسبت ابلغ ہے۔

سیئات کو معاف کرنے والا، معاصی سے درگزر کرنے والا۔ اس لفظ کا معنی غفور کے معنی کے قریب ہے لیکن غفور سے یہ زیادہ بلیغ ہے کیونکہ لفظ غفران ستر وکتمان کے معنی سے خبر دیتا ہے۔ پس غفار کا معنی ہوا گناہوں کو چھپانے والا اور عفو نمود اعدام کو ظاہر کرتا ہے۔ بندہ کتنا ہی گنہگار رہو اللہ تعالیٰ کی رحمت وبخشش کا امیدوار رہتا ہے۔ لہٰذا کسی مجرم کی پیشانی پر در کا ہاتھ نہیں رکھ سکتے (اسے مردود قرار نہیں دے سکتے) شاید کہ اللہ تعالیٰ کرم نوازی کرتے ہوئے بخش دے اور اسے شرع اور احکام دین قائم کرنے کی توفیق عطا کر دے۔

قرآن کریم میں یہ اسم پانچ مقامات پر آیا ہے۔ چار جگہ اسم غفور کے ساتھ اور ایک جگہ اسم قدیر کے ساتھ۔ ان استعمالات سے اس لفظ کی معنویت کے سمجھنے میں مزید مدد ملتی ہے اور عفو و درگزر کے مراتب کا بھی علم ہوتا ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَفُوًّا غَفُوْرًا (پ5 نسا،43)

ترجمہ: بے شک اللہ درگزر فرمانے والا بخشنے والا ہے۔

فَاُولٰٓئِكَ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّعْفُوَ عَنْهُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَفُوًّا غَفُوْرًا ○ (پ5نساء99)

ترجمہ: تو یہی لوگ ہیں کہ اللہ ان سے درگزر فرمائے گا اور اللہ درگزر فرمانے والا بخشنے والا ہے۔

ذٰلِكَ ۚ وَمَنْ عَاقَبَ بِمِثْلِ مَا عُوْقِبَ بِهٖ ثُمَّ بُغِيَ عَلَيْهِ لَيَنْصُرَنَّهُ اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ○

ترجمہ: حقیقت یہ ہے کہ جس نے تکلیف پہنچنے کے مطابق اپنا بدلہ اسی مثل لیا پھر اگر اس پر زیادتی کی گئی تو اللہ اس کو ضرور مدد فرمائے گا بے شک اللہ درگزر کرنے والا بخشنے والا ہے۔ (پ17 حج 60)

عفو و درگزر کا پہلا مرتبہ یہ ہے کہ گنہگار کو گناہ کی سزا دینے سے چھوڑ دیا جائے یعنی اسے مہلت دے دی جائے کہ وہ اپنی حالت درست کرلے اور سنبھلنے کے موقع سے فائدہ اٹھائے اور یا یہ مطلب کہ اسے معاف کردیا جائے یعنی اس کی سزا ساقط کردی جائے جو اس کے گناہوں کا لازمی تقاضا تھی۔ یا یہ مفہوم کہ بندہ سے عمل کے جو تقاضے تھے ان تقاضوں کو ساقط کردیا جائے اور کمزور عمل کو بھی قبول کرلیا جائے۔

عفو و درگزر کا دوسرا مرتبہ یہ ہے کہ گناہوں پر بھی پردہ ڈال دیا جائے۔ غفور کے ساتھ اس اسم کے استعمال سے شاید اسی طرف اشارہ ہے کیونکہ غفران کا معنی ڈھانپ دینا ہے۔

اور تیسرا مرتبہ یہ ہے کہ گناہ کو یکسر مٹا دیا جائے۔ غفور کے ساتھ اس لفظ کے اضافے سے یہ مفہوم ہی ہوسکتا ہے کہ وہ غفور ہے کہ بندوں کے گناہوں پر پردہ ڈالتا ہے اور ''عفو'' ہے کہ صرف پردہ ہی نہیں ڈالتا بلکہ گناہوں کو مٹاتا بھی ہے۔ مزید یہ کہ وہ صرف گناہوں کو مٹاتا ہی نہیں بلکہ گناہوں کے کانٹوں کو نیکیوں کے پھولوں میں تبدیل کرتا ہے۔

اس اسم سے بندہ کا حصہ مخفی نہیں ہے اور وہ یہ کہ جو شخص اس پر ظلم کرے وہ اس کو معاف کرے بلکہ اس کے ساتھ احسان کرے جس طرح اللہ تعالیٰ دنیا میں سرکشوں اور کافروں کے ساتھ احسان کررہا ہے اور ان پر فی الفور عذاب نازل نہیں کرتا بلکہ کبھی ان کو توبہ پر اکساتا ہے اور جب وہ لوگ توبہ کرتے ہیں تو ان کے گناہ مٹا دیتا ہے کیونکہ التائب من الذنب کمن لاذنب له یعنی گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسے اس نے گناہ کیا ہی نہیں اور گناہ معاف کرنے کا یہ انتہائی درجہ ہے۔

اس اسم سے موصوف ہونے کا معنی یہ ہے کہ لوگوں کی تقصیرات و جرائم جو تیرے ساتھ کئے، ان سے درگزر کرے تا کہ درجہ الکاظمین الغیظ و العافین عن الناس (غصہ پی جانے والے اور لوگوں کو معاف کردینے والے) کو پالے۔

اللہ تعالیٰ نے ہر بندہ کے ساتھ اس کے اعمال لکھنے کیلئے فرشتے معین فرمائے ہیں لیکن قیامت کے روز جس بندے کے ساتھ خدا تعالیٰ عفو و کرم کا ارادہ فرمائیں گے اور اس کے اعمال نامے اس کے ہاتھ میں دیئے جائیں گے تو وہ اعمال نامے صاف ہوں گے یعنی ان پر کچھ لکھا ہوا نہ ہوگا جس سے وہ یہ سمجھ لیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ساتھ

بھلائی کا ارادہ فرمایا ہے۔

ترمذی شریف کی حدیث پاک میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اگر مجھے شب قدر مل جائے تو اس وقت کیا دعا کروں، تو تاجدار انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا سکھلائی:

(اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفُوَ فَاعْفُ عَنِّی)

ترجمہ: یا اللہ تو عفو ہے معافی دینا تجھے بہت پیارا ہے لہٰذا مجھے معاف فرمادے۔

کوئی کام بھی اللہ تعالیٰ کی توفیق کے بغیر نہیں ہوسکتا۔ اس لئے اس اسم کا ذاکر ہمیشہ اللہ کی پناہ میں آجاتا ہے اور اس کی ہر قسم کی کوتاہیوں سے درگزر فرما کر معاف فرماتا ہے۔ یہ اللہ کا کتنا کرم ہے کہ ہمارے گناہ خواہ کتنے ہی زیادہ کیوں نہ ہوں وہ پھر بھی ہمیں معاف فرمادیتا ہے بشرطیکہ خلوص دل سے اس سے معافی طلب کی جائے۔

جو شخص مغفرت کا طالب ہو تو وہ اس اسم کو ہر نماز کے بعد سو مرتبہ پڑھے انشاء اللہ اُس کا خاتمہ بالخیر ہوگا، بغیر حساب و کتاب جنت میں داخل ہوگا، گرم مزاج خاوند کو نرم کرنے کے لیے اس اسم کو گیارہ دن ۱۲۵۰۰ مرتبہ روزانہ پڑھنا بہت مفید ہے۔

یَارَؤُفُ

یَارَؤُفُ (اے شفقت کرنے والے)

رؤف کا لفظ رافت سے بنا ہے اس کا مطلب انتہا درجے کی مہربانی اور شفقت کرنا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر کمال شفقت کرتا ہے، اس لحاظ سے وہ رؤف ہے۔ ایک اور قول کے مطابق بھی رؤف رافت سے مشتق ہے جس کے معنی زیادتی رحمت کے ہیں اور بعض نے رحمت کو عام اور رافت کو خاص بتایا ہے کیونکہ رحمت کے معنی میں دفع ضرر کے علاوہ افعال وانعام بھی شامل ہیں یعنی طبیعت کی ایسی نرمی اور مہربانی جس پر دوسرے کی تکلیف اور نقصان انتہائی شاق گزرے اور وہ رفع ضرر اور ازالہ مکروہات کیلئے بے چین ہوجائے۔ رحمت کا بھی تقریباً یہی مفہوم ہے لیکن اس میں عموم ہے اور رافت میں خصوصی یعنی رحمت ایک بارش ہے جو سب پر برستی ہے اور ہر کوئی بقدر ظرف اس سے حصہ پاتا ہے لیکن رافت کا مورد نقصان وضرر کے مواقع ہیں۔ مزید براں یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ رحمت کافر و مومن میں امتیاز نہیں کرتی بالخصوص دنیا میں کہ مومن بھی رزق پا رہا ہے اور کافر بھی۔ نعمتوں سے شادکام جس طرح مومن ہو رہا ہے

ویسے ہی کافر بھی مگر رافت مومنین کے ساتھ مخصوص ہے۔ دیکھئے کس طرح مومن کے حالات میں تغیر احکام میں تغیر کا سبب بن جاتا ہے۔ مثلاً حالت صحت وطاقت میں نماز کی کیفیت اور ہے اور بیماری میں ہمت اور طاقت کے مطابق حتیٰ کہ بیماری میں روزے قضا کرنے اور حج مؤخر کرنے کی اجازت دے دی گئی ہے۔ پانی نہ ملنے کی صورت میں تیمم مشروع کردیا گیا۔ حالت سفر میں نماز میں تخفیف کردی گئی اور روزے میں تاخیر روا رکھی گئی ہے۔ حالت جنگ میں پہنچنے والا زخم زادآخرت بنادیا گیا اور شہادت کو زندگی قرار دی گئی۔ یہ سب پروردگار کی صفت رافت کا ظہور ہے۔

قرآن پاک میں دومقامات پر ''رؤف بالعباد) یعنی رؤف کا استعمال انفرادی طور پر ہوا ہے جبکہ سات مقامات پر (رؤف رحیم) مرکب حالت میں۔ گویا رؤف رحیم بھی رحمٰن الرحیم کے معنی میں برابر ہوجاتا ہے۔ فرق یہ ہے کہ رحمٰن الرحیم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں کہہ سکتے مگر ان ہر دو اسماء کا اطلاق مومنین کے تعلق سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے بھی فرمایا گیا ہے جس سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان پاک کی عظمت آشکار ہے۔

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُ وْفٌ رَّحِيْمٌ ○ (پ 11 توبہ 128)

ترجمہ: بے شک تمہارے پاس تمہیں میں سے رسول پاک تشریف لائے، تمہارا مشقت میں پڑنا ان پر گراں گزرتا ہے۔ تمہاری بھلائی کے بہت خواہشمند ہیں۔ مومنوں پر مہربانی اور رحم کرنے والے ہیں۔

بندے کو چاہئے کہ جو اس پر ظلم کرے اسے معاف کردے اور اس سے پہنچنے والی تکلیف کی بنا پر اس سے اچھا برتاؤ ختم نہ کرے۔ جو ایسا کرے گا اللہ زیادہ حق رکھتا ہے کہ اس سے ایسا برتاؤ کرے کیونکہ کریموں سے بڑھ کر کریم اور مہربانوں سے بڑھ کر مہربان ہے۔

پس معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر بے پناہ شفقت اور مہربانیاں کرنے والا ہے۔ اس لئے جو شخص اسے رؤف کہہ کر پکارتا ہے اللہ اس پر اپنی مہربانیوں کے دروازے کھول دیتا ہے۔

ایسے مریدین اور سالکین جو اللہ کی محبت میں بے پناہ پریشانیاں برداشت کر رہے ہوں تو اس حالت میں اس اسم کو پڑھنے سے پریشانیاں کم ہوجاتی ہیں اور منزل پر پہنچنے میں آسانی پیدا ہوجاتی ہے۔ اس کے علاوہ اگر کوئی صاحب کشف اس کے اسرار دیکھنا چاہے تو اسے چاہئے کہ اس اسم کو رمضان المبارک کی راتوں میں کثرت سے پڑھے۔ انشاءاللہ تعالیٰ اس اسم کی معرفت اور اسرار کھول دے گا۔

اگر کسی حاکم، افسر کے پاس جانا ہو یا ظالم سے حق لینا ہو تو اس اسم کو پڑھتا ہوا اس کے سامنے جائے انشاءاللہ کامیابی ہوگی۔ جب کوئی دلہن اپنے گھر سے شادی کے موقعہ پر رخصت ہو تو اُسے چاہئے کہ اس اسم کو پڑھتی جائے اور خاوند سے خلوت کے موقعہ تک پڑھتی رہے خاوند ہمیشہ مہربان رہے گا۔

يَامَالِكَ الْمُلْكِ

يَامَالِكُ الْمُلْكِ (اے ملکوں کے مالک)

مالک الملک وہ ذات ہے جو اپنے ملک میں جس طرح چاہے تصرف کرے اور اس کے فیصلہ اور حکم کو کوئی رد کرنے والا نہ ہو۔ وہ اپنے ملک میں اپنی مرضی سے جو چاہے، جیسے چاہے نافذ کرے، ایجاد کرے، معدوم کرے، باقی رکھے، فنا کرے۔ یہاں ملک سے مراد مملکت ہے اور مالک کا معنیٰ ہے قدرت والا۔ تمام موجودات ایک ہی مملکت ہے۔ اگر زیادہ ہوں تو بھی وہی ان کا مالک ہے۔

مالک وہ ہے جو مکمل قوت رکھتا ہے اور تمام موجودات اس کی مملوک ہیں۔ وہی سب کا مالک و مختار ہے اور قادر مطلق ہے۔ تمام موجودات ایک مملکت ہے جن میں سے بعض سے مربوط ہیں جیسے انسان جو ایک ہے لیکن جس کے اعضاء مختلف ہیں لیکن تمام اعضاء ایک ہی وجود کے حکم میں ہیں۔ اسی طرح کائنات کے اجزاء اعضاء انسانی کی طرح ہیں جو مقصود کی مدد کرنے میں ایک ہیں اور یہی کمال ملک ہے جس کی وجود الٰہی بسبب تعظیم متقاضی ہے۔ رالطہ واحدہ دراصل اللہ کی ملکیت ہے جس کا اللہ تعالیٰ مالک ہے۔ اسی طرح ہر انسان کی مملکت اس کے بدن میں ودیعت ہے اور اس کی مشیت انسان کے صفات قلب و جوارع میں نافذ ہوتی رہتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی مالک الملک اور قادر مطلق ہے۔

جب انسان دنیا میں آتا ہے تو بالکل خالی ہاتھ ہوتا ہے نہ اس کے قبضے میں کوئی زمین ہوتی ہے نہ باغ، نہ دکان۔ وہ ایک پھوٹی کوڑی کا مالک بھی نہیں ہوتا اور جب اس دنیا سے جاتا ہے تو اس کے ساتھ نہ اس کی دکان جاتی ہے نہ مکان اور نہ روپیہ۔ جب بڑا ہو جاتا ہے تو مالک و مکان اور باغ کا مالک ہو جاتا ہے اور صرف انہی چیزوں کا نہیں بلکہ سینکڑوں چیزوں کا مالک بن جاتا ہے۔ کیا وہ یہ چیزیں ساتھ لایا ہے؟ اور کیا اپنے ساتھ لے جاتا ہے؟ اگر جواب نفی میں ہے تو کیا پھر وہ ان چیزوں کا مالک ہوا؟ اگر وہ ان چیزوں کا ملک ہوتا تو انہیں ساتھ لے جاتا۔ دوسروں کیلئے ہرگز نہ چھوڑتا اور اگر واقعی مالک ہوتا تو انہیں اپنے ساتھ لاتا۔ معلوم ہوا کہ مالک حقیقی کوئی اور ہی ہے نہ انسان نہ اس کے باپ دادا اور نہ بیٹے پوتے۔ اصلی مالک وہی تھا، وہی ہے اور وہی رہے گا۔ البتہ اس کے کارندے بدلتے رہتے ہیں۔ گویا اس ساری کائنات کا مالک وہی ٹھہرا کیونکہ اصل مالک تو وہ ہوتا جس کی ملکیت کو سلب نہ کیا جا سکے اور جب انسان کی ملکیت اس کے مرتے ہی سلب کر لی جاتی ہے تو مالک نہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ کائنات کی ہر چیز کا مالک ہے۔ ہر چیز حقیقت میں اسی کی ہے۔ انسان کی ملکیت مجازی ہے اور چندروزہ ہے۔

مالک الملک یعنی اس کا حکم اور مشیت اس کے ملک میں نافذ ہے۔ وہ اس طرح کہ اللہ تعالیٰ بعض اشیاء کو وجود بخشتا ہے، بعض کو نیست و نابود کرتا، بعض کو باقی رکھتا اور بعض کو فنا کر دیتا ہے۔

تَبٰرَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ ز وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرُ نِ

ترجمہ: وہ بڑی برکت والا ہے جس کے اختیار میں مملکت ہے اور وہی ہر چیز پر قادر ہے۔ (پ 29 ملک 1)

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ مالک الملک وہ ہے جو اپنے ملک میں جس طرح چاہتا ہے حکم جاری کرتا ہے، جسے چاہتا ہے جلاتا ہے جسے چاہتا مارتا ہے۔

اس اسم میں ملک کے معنی مملکت ہیں اور مالک کے معنی پوری قدرت والا اور تمام موجودات ایک مملکت ہیں جن کا وہ مالک اور سب پر قادر ہے۔ موجودات سب کی سب ایک مملکت ہے کیونکہ وہ ایک دوسری کے ساتھ وابستہ ہیں۔ گویا ایک جہت سے وہ اشیاء بکثرت ہیں مگر دوسری جہت سے ان میں وحدت پائی جاتی ہے اور اس کی مثال بدن انسانی ہے جو انسان کی ایک مملکت ہے اور اس میں بہت سے اعضاء اور اجزا پائے جاتے ہیں لیکن وہ سب کے سب صرف اپنے ایک مدبر کی غرض پوری کرنے میں ایک دوسرے کی مدد و اعانت میں مصروف ہیں۔ لہٰذا ان سب کا مجموعہ گویا ایک مملکت ہے اسی طرح تمام عالم گویا ایک ہی وجود ہے اور عالم کے اجزاء اس کے اعضاء ہیں جو ایک ہی مقصود پر ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ وجود الٰہی کے موافق جس خیر کا حاصل ہونا ممکن ہو وہ حاصل ہو جائے اور وہ ایک ہی مملکت اس لئے ہے کہ اس کے تمام کاروبار ایک ہی نظم و نسق کے سلسلے میں مرتبط رہیں اور صرف اللہ اس مملکت کا مالک ہے اور ہر بندہ کی مملکت اس کا وجود ہے اور چونکہ صفات قلب اور جوارح میں اس کا حکم جاری رہتا ہے اس لئے وہ اپنی قدرت حاصلہ کے موافق اس اپنی مملکت کا مالک ہے۔

انسان کا اس اسم پاک میں نصیب یہ ہے کہ اسی ذات پاک کا غلام بن کر رہے اس کی اطاعت و فرمانبرداری میں اپنی عزت سمجھے۔ غیر اللہ سے اپنی حاجت کسی صورت بھی طلب نہ کریں کیونکہ حاجت روائی اور مشکل کشائی صرف اسی ذات پاک کا خاصہ ہے اور نفع نقصان کا صرف وہی مالک ہے۔

جو شخص اللہ تعالیٰ کو اس اسم سے پکارتا ہے اللہ تعالیٰ اسے صاحب ملک یعنی دنیاوی اسباب اور ذرائع کا مجازی مالک بنا دیتا ہے اور ہر لحاظ سے وہ صاحب عزت ہو جاتا ہے۔

نماز فجر کے بعد جو شخص اس اسم کو سو مرتبہ پڑھنے کا معمول بنائے گا تو وہ ہمیشہ با عزت رہے گا، نحوست دور ہو گی، تونگری بے حساب آئے گی، مال و دولت میں بے پناہ اضافہ ہوگا، اگر جائیداد کا مقدمہ ہو تو اس میں کامیابی ہوگی۔ اگر اس اسم کو ہر نماز کے بعد پانچ سو مرتبہ پڑھے تو بے گھر کو گھر ملنے کے اسباب پیدا ہو جائیں گے۔

یَاذُوالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ

یَاذُوالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ (اے جلال اور عزت والے)

اس اسم میں دو صفات یکجا ہیں ایک جلال اور دوسرا اکرام۔ جلال سے مراد بزرگی جلالت جاہ و حشم شان و شوکت، رعب، عظمت اور بے حد قوت والا ہے۔ اکرام کا مطلب عطا اور کرم کرنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ صاحب جلال ذات ہے یعنی دنیا میں جو تعظیم اور عزت ہے وہ اللہ تعالیٰ کی ہے، اصل جلالت اسی کی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

وَّیَبْقٰی وَجْهُ رَبِّكَ ذُوالْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ (پ 27 رحمٰن 27)

ترجمہ: اور آپ کے صاحب جلال اور اکرام والے رب کو بقاء ہے۔

تَبٰرَكَ اسْمُ رَبِّكَ ذِی الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ (پ 27 رحمن 78)

ترجمہ: آپ کے رب کا نام بڑی برکت والا ہے جو صاحب جلال اور صاحب اکرام ہے۔

وہ ذات ہے جو تمام جلال و کمال کی واحد سزاوار ہو اور تمام کرامت و مکرمت اسی سے صادر ہو۔ پس وہ جلال کی سزاوار فی ذاتہ ہے اور کرامت اس کی طرف سے خلقت کو پہنچتی ہے۔ خلقت کے حق میں اس کی جو کرامت ہے وہ شمار نہیں کی جاسکتی۔

شمس المعارف میں ہے کہ اکرام کے معنی انعام ہیں یعنی ہر مطیع اور گنہگار مومن و کافر پر اس کی مسلسل نعمتیں اور افضال و اکرام جاری ہیں جبکہ ولقد کرمنا بنی آدم یہیں فرمایا یہ کرم تمام عالم انسانی پر ہے لیکن وہ کرم جو مسلمانوں سے مخصوص ہے وہ یہ ہے کہ اس نے مسلمانوں کو اپنی خدمت کیلئے بنا کر اپنی قدرت کے اسباب اسے سکھائے اور حقائق مراتب پر مطلع کیا اور اپنے نبی مکرم کی زبان ان سے وعدہ کرم فرمایا ہے اور اس سے بڑھ کر اور کیا کرم ہوگا کہ اس نے ہمیں اصحاب یمین سے کیا ہے۔ اس کا دنیاوی کرم یہ بھی ہے کہ قلب کو مع اجزا کے معلق کیا ہے۔ آخرت کی نعمت یہ ہے کہ اجزائے اعمال کو پورا دیا جائے گا اور اس کا جلال تمام اکوان پر حاوی ہے جس کے باعث دنیا میں اس کا دیدار نہیں ہوسکتا۔ قیامت کے بعد جنت میں دیدار عام ہوگا اور ناظر کی نظر میں انوار روشنی جگمگ جگمگ کریں گے جن سے آنکھوں میں نئی قوت ادراک پیدا ہوگی جس سے نظر جنت میں کامیاب ہوگی۔ اللہ کریم کا وجود بذاتہ تاثیر ہے۔

جن و انس کیلئے عظمت و جلال ابتدائی حالتیں ہیں اور اللہ تعالیٰ کے احوال میں استغراق اور فنائے انتہائی کے

امکان ہیں جو اول حال ہے جس پر صفت جلال کی جلوہ گری ہوگی اور متوسط پر بسط ظاہر ہوگا اور جو انتہا میں ہو اس پر ظاہری و باطنی تمکین احوال کی صورت گری ہوگی۔

ابن جلال حکایت کرتے ہیں: میں اونٹ پر سوار تھا کہ اونٹ کا پاؤں ریت میں دھنس گیا تو میں نے کہا اللہ جل اللہ تو اونٹ نے بھی کہا جل اللہ اونٹ میں یہ کہنے کی قوت دو اسباب سے تھی ایک یہ کہ اونٹ اللہ کا قصد کرنے والا تھا جس پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث شاہد ہے لو کنتم فی جبل لجتم علی اللہ اور دوسرا سبب یہ تھا کہ اونٹ کثافت کے باوجود جب ابتدائی احوال جلال برداشت نہ کر سکا تو اللہ تعالیٰ نے حقیقت جال جل اللہ اس سے کہلوا دی جو شخص اللہ تعالیٰ کے کرم و فضل جانتا ہے۔ وہ اپنے دل و جان اللہ کے سپرد کر دیتا ہے اور اسی کے تصرف پر بھروسہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے ظاہری و باطنی دشمنوں سے نجات دیتا ہے

شرح مشکوٰۃ میں ہے کہ وہ ذات کہ ہر جلال و کمال اس کیلئے ثابت ہے اور ہر کرامت و مکرمت بھی اسی ذات جل جلالہ وعم نوالہ سے صادر ہے۔ پس جلال اس کی ذات کی صفت ہے اور کرامت اس کے فعل کی کہ اس کی طرف سے اس کے بندوں پر فائض ہوتی ہے بندوں پر اس کے اکرام کی انواع دائرہ حصر و شمار سے باہر ہیں۔

جو شخص اللہ تعالیٰ کے جلال کو جان لیتا ہے وہ اس کی درگاہ میں اظہار تذلل کرتا ہے اور جو بندہ اس کے اکرام کو دیکھتا ہے وہ اس کا شکر ادا کرتا ہے۔ پھر وہ صرف اسی کی خدمت گزاری کرتا ہے اور اسی ذات واحد سے سوال کرتا ہے۔ اس اسم سے متخلق ہونے کا معنی یہ ہے کہ بندہ اپنی ذات و نفس کیلئے جلال و شرف و کمال پیدا کرے۔ اس کے بندوں پر انعام و اکرام کرے۔ جیسا کہ وہ اس کے انعام و اکرام کا مستحق اور اس کے لائق ہے۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو دیگر مخلوقات پر مختلف چیزوں میں فضیلت عطا فرمائی۔ عقل و فہم، احسان و ادراک، رشد و ہدایت، بعثت انبیاء اور نزول قرآن کے ذریعہ اور وہ نعمتیں جداگانہ ہیں جو دیگر مخلوقات میں مشترک ہیں۔

اسی سے اس اسم کا نصیب بھی ظاہر ہو گیا کہ جس انسان کو خدا نے اشرف المخلوقات بنایا اور تمام دنیا اس کیلئے مسخر فرمائی اور جسے فرشتوں سے سجدہ کرایا اس کا فرض ہے کہ وہ اپنا چہرہ صرف ذات خداوندی کے سامنے جھکائے کیونکہ اور مخلوق یا اس سے کمتر ہوگی یا برابر ہوگی۔ اس سے بجز خدا کے کوئی اعلیٰ نہیں اور کمتر اور برابر کیئے سر جھکانا اور اس سے عاجزی کرنا اس کی ذلت و خواری کا باعث ہے۔

اس کے ذکر میں دنیاوی بزرگی اور بلندی روحانیت پوشیدہ ہے۔ اس اسم کو ہمیشہ پڑھنے والا دنیا میں باعزت اور خوش بخت ہو جاتا ہے۔ ہر کام میں ترقی اور عظمت پیدا ہوتی ہے۔ لوگ اس کی تواضع اور تعظیم کرتے ہیں لہٰذا جو شخص یہ چاہتا ہو کہ اس کو دین و دنیا میں سعادت مندی حاصل ہو تو وہ اس اسم کو بلا ناغہ پڑھے۔

اگر کوئی مہم درپیش ہو تو بعد نماز عشاء سو مرتبہ اس اسم کو روزانہ کچھ عرصہ پڑھے تو ہر مشکل آسان ہو جائے گی۔ جو

شخص اسے روزانہ کثرت سے پڑھنے کا معمول بنا لے گا تو اسے اسرار غیبی کا مشاہدہ ہوگا، ہر کام میں کامیابی ہوگی اور مخلوق مسخر ہوگی۔

یَامُقْسِطُ

یَامُقْسِطُ (اے انصاف کرنے والے)

مقسط کا لفظ قسط سے بنا ہے جس کا مطلب عدل وانصاف ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ چونکہ سب سے بڑھ کر انصاف کرنے والا ہے اس لئے اس لفظ کا اطلاق اس کیلئے ہے۔ قرآن مجید میں قسط کا لفظ کئی مقامات پر آیا ہے جس سے مراد انصاف ہے۔ اس کے علاوہ مقسطین کا لفظ بھی استعمال ہوا ہے۔

مقسط وہ ہے جو مظلوم کو ظالم سے داد دلاتا ہے اور اس کا کمال یہ ہے کہ مظلوم کی خوشنودی کے ساتھ ظالم کی خوشنودی بھی شامل کر دے اور یہ اعلیٰ درجہ کا عدل وانصاف ہے جس پر خدا کے سوا اور کوئی قادر نہیں۔

قسوط بمعنی ظلم وجور۔ اقساط بمعنی عدل وانصاف کو پھیلانا، مقسط اسی ہستی کو کہتے ہیں جو انصاف کرے، مظلوم کی دادرسی کرے اور ظالم سے اس کا بدلہ لے۔ اس معنی کا کمال یہ ہے کہ قیامت کے روز ظالم ومظلوم دونوں کو ایک دوسرے سے خوش کرے گا۔

امام بونی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ قسط وہ عادل ذات ہے جو مظلوم کا ظالم سے بدلہ دلانے میں انصاف کرے۔ اس امر کو عدل وانصاف کہا جاتا ہے اور اس پر صرف اللہ تعالیٰ قادر ہے۔ اللہ تعالیٰ ظالم سے مظلوم کا بدلہ لیتا ہے اس لئے اسے مقسط کہا جاتا ہے۔

اِنَّهٗ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ بِالْقِسْطِ

ترجمہ: بے شک وہ پہلی بار پیدا کرتا ہے پھر دوبارہ پیدا کرے گا تاکہ ایمان والوں اور صالح عمل کرنے والوں کو انصاف کے ساتھ بدلہ دیں۔ (پ 11 یونس 4)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا تعالیٰ کے اس قسط وعدل کی ایک مثال بیان فرمائی ہے:

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ اِذْ ضَحِكَ حَتّٰى بَدَتْ ثَنَايَاهُ فَقَالَ عُمَرُ بِاَبِيْ اَنْتَ وَاُمِّيْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَاالَّذِيْ اَضْحَكَكَ قَالَ رَجُلَانِ مِنْ اُمَّتِيْ جَثَيَا بَيْنَ يَدَيْ رَبِّ الْعِزَّةِ فَقَالَ اَحَدُهُمَا يَارَبِّ خُذْلِيْ

مَظْلَمَتِی مِنْ هٰذَا فَقَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ رُدَّ عَلٰی اَخِیْكَ مَظْلَمَتَهٗ فَقَالَ یَارَبِّ لَمْ یَبْقَ مِنْ حَسَنَاتِی شَیْءٌ فَقَالَ عَزَّوَجَلَّ لِلطَّالِبِ کَیْفَ تَصْنَعُ اَخِیْكَ وَلَمْ یَبْقَ مِنْ حَسَنَاتِهٖ شَیْءٌ فَقَالَ یَارَبِّ فَلْیَحْمِلْ عَنِّیْ مِنْ اَوْزَارِیْ ثُمَّ فَاضَتْ عَیْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِالْبُکَاءِ وَقَالَ ذٰلِكَ لَیَوْمٌ عَظِیْمٌ یَوْمٌ یَحْتَاجُ النَّاسُ اِلٰی اَنْ یُّحْمَلَ عَنْهُمْ مِنْ اَوْزَارِهِمْ قَالَ فَیَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لِلْمُتَظَلِّمِ اِرْفَعْ بَصَرَكَ فَانْظُرْ فِی الْجِنَانِ فَقَالَ یَارَبِّ اَرٰی مَدَائِنَ مِنْ فِضَّةٍ وَّ قُصُوْرًا مِّنْ ذَهَبٍ مُّکَلَّلَةً بِاللُّؤْلُؤِ لِاَیِّ نَبِیٍّ هٰذَا وَلِاَیِّ صِدِّیْقٍ هٰذَا وَلِاَیِّ شَهِیْدٍ هٰذَا فَیَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لِمَنْ اَعْطَی الثَّمَنَ فَیَقُوْلُ الْعَبْدُ یَارَبِّ وَمَنْ یَّقْدِرُ عَلَی الثَّمَنِ قَالَ اَنْتَ تَقْدِرُ عَلَیْهِ قَالَ بِمَاذَا یَا رَبِّ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی بِعَفْوِكَ عَنْ اَخِیْكَ قَالَ یَا رَبِّ قَدْ عَفَوْتُ عَنْهُ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی خُذْ بِیَدِ اَخِیْكَ فَاَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ ثُمَّ قَالَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِتَّقُوا اللّٰهَ وَاَصْلِحُوْا ذَاتَ بَیْنِکُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی یُصْلِحُ بَیْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ

حضرت عمر سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک آپ ہنسنے لگے حتی کہ آپ کے دندان مبارک ظاہر ہو گئے۔ حضرت عمر نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ کے ہنسنے کی وجہ کیا ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا، میری امت میں سے دو آدمی پروردگار کے سامنے جھگڑیں گے۔ پس ان میں سے ایک کہے گا اے میرے پروردگار اس شخص سے مجھ پر ظلم کا بدلہ لے۔ اللہ تعالیٰ اسے فرمائیں گے اس کے ظلم کا بدلہ دو۔ وہ عرض کرے گا اے میرے پروردگار میرے پاس تو کوئی بھلائی بھی باقی نہ رہی (کیونکہ اس کی نیکیاں مظلوم کو دے دی جائیں گی) اللہ عزوجل مظلوم سے فرمائے گا اب تو اپنے بھائی کے ساتھ کیا سلوک کرتا ہے اب تو اس کے پاس کوئی بھی نیکی باقی رہی نہیں۔ وہ عرض کرے گا اے میرے پروردگار میرے گناہ اس پر ڈال دیجئے۔ حضرت عمر فرماتے ہیں اس بات پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آنسو بہنے لگے اور فرمایا یہ بہت بڑا روز ہوگا اس دن لوگ اس کے بھی محتاج ہوں گے کہ ان پر دوسروں کے گناہ ڈالے جائیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ مظلوم سے فرمائے گا ذرا اپنی نگاہ اٹھا کر جنت کی طرف دیکھ تو دیکھ کر عرض کرے گا اے میرے پروردگار میں چاندی کے اور سونے کے وہ محل دیکھ رہا ہوں جس میں موتی جڑے ہیں۔ یہ محل کسی نبی یا صدیق یا شہید کا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا یہ محل اسی کا ہے جو اس کی قیمت ادا کرے۔ بندہ کہے گا اے میرے پروردگار اس کی قیمت کون ادا کر سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تو اس کی قیمت ادا کرنے پر قادر ہے۔ وہ عرض کرے گا اے میرے پروردگار کس طرح؟

اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے تو اپنے بھائی کو معاف کردے وہ عرض کرے گا اے میرے پروردگار میں نے معاف کیا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے اپنے بھائی کا ہاتھ پکڑ و اور جنت میں داخل ہو جا۔ اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور لوگوں کے درمیان صلح کراؤ کیونکہ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز مومنین میں صلح فرمائے گا۔

مقسط کا مطلب عدل وانصاف قائم کرنے والا ہے اور صحیح عادل بھی اللہ ہی کی ذات ہے۔ اگر کسی کو صحیح عدل کی ضرورت ہو تو وہ اللہ تعالیٰ کو اس اسم سے پکارے ان شاء اللہ تعالیٰ صحیح انصاف ملے گا۔ اس کے علاوہ اگر کسی کے ساتھ ظلم ہوا اور اس کے معاملے میں اسے صحیح انصاف نہ ملنے کی امید ہو تو اس صورت میں اس اسم کو پڑھنے سے اللہ تعالیٰ مظلوم کی مدد فرمائے گا اور اسے صحیح انصاف مل کے رہے گا۔

اس اسم میں سے بندہ کا اعلیٰ حصہ یہ ہے کہ پہلے اپنے نفس سے انصاف دلائے پھر کسی دوسرے شخص سے کسی اور شخص کو انصاف دلائے اور اپنے نفس کو کسی ذات سے انصاف نہ دلائے۔

دل میں شیطانی وسوسے پیدا ہوں تو اس اسم کو بعد نماز عصر روزانہ سو مرتبہ پڑھ لیں، دل روشن ہوگا اور ہر مقصد میں کامیابی ہوگی، اس اسم کا ورد رنج وغم سے نجات پانے کے لئے بھی بہت مفید ہے۔ جو کوئی حصول انصاف کے لیے اس اسم کو کثرت سے پڑھے گا تو اس اسم کی برکت سے اس کی حق تلفی نہ ہوگی اور وہ اللہ کی پناہ میں آجائے گا۔

یَاجَامِعُ

یَاجَامِعُ (اے جمع کرنے والے)

اللہ تعالیٰ کی ایک صفت الجامع ہے جس کا مطلب جمع کرنے والا ہے۔ اس کے علاوہ اس کے معنی تکمیل کرنے والا، مکمل کرنے والا، سب پر حاوی، سب کو شامل کرنے والا، سب کو اپنے احاطہ اور وسعت اختیارات میں رکھنے والا کے بھی ہوتے ہیں۔

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ جامع وہ ہے جو ملتی جلتی چیزوں، جدا جدا چیزوں اور ایک دوسرے کی مخالف چیزوں کو باہم ملا دے۔

ملتی جلتی چیزوں کو جمع کرنے کی مثال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بہت سے انسان زمین پر جمع کئے ہیں اور پھر سب کو حشر کے میدان میں جمع کرے گا۔

جدا جدا چیزوں کو جمع کرنے کی مثال جیسے کہ اس نے آسمانوں، ستاروں، ہوا، زمین، دریا، حیوانات، نباتات اور

مختلف معاون کو جمع کیا ہے اور یہ تمام اشیاء شکل میں، رنگ میں، ذائقہ میں اور دیگر تمام اوصاف میں ایک دوسرے سے متبائن ہیں۔ اس طرح اس نے ہڈی پٹھے، رگ، عضلہ، مغز، جلد، خون اور تمام اخلاط کو حیوان کے بدن میں جمع کیا ہے۔ یہ چیزیں بھی سب کی سب باہم متبائن ہیں۔

ایک دوسری کے مخالف اشیاء کو باہم ملانے کی مثال جیسے اس نے حرارت، برودت، رطوبت اور یبوست کو حیوانات کے مزاج میں جمع کیا ہے حالانکہ یہ اشیاء باہم متنافر اور ایک دوسرے پر غلبہ کرنے والی ہیں اور جمع کرنے کی صورتوں میں سے یہ اعلیٰ درجہ کی صورت ہے۔ خدا کے جمع کرنے کی تفصیل وہی شخص معلوم کر سکتا ہے جو اس کی پیدا کردہ اشیاء کی تفصیل جانتا ہو اور اس بات کی شرح طویل ہے۔

حضرت شیخ عبدالحق نے لکھا ہے کہ یہ لفظ جمع سے بنا ہے بمعنی اکٹھا کرنا۔ اللہ تعالیٰ ایک جیسی مخلوق کو اکٹھا کرنے والا ہے جیسا کہ انسانوں کو اس نے روئے زمین پر جمع کر دیا ہے۔ پھر محشر میں دوبارہ سب کو جمع کرے گا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ ایک دوسری کے متبائن و مخالف چیزوں کو بھی جمع کرنے والا ہے یعنی آسمانوں، زمینوں، ستاروں، ہواؤں اور دریاؤں، حیوانات، بناتات اور پتھروں کو جمع کرنے والا ہے اور مختلف معدنوں کو بھی جمع کرنے والا ہے۔ یہ تمام چیزیں مختلف شکلیں، مختلف رنگ، ذائقے اور اوصاف رکھتی ہیں مگر اپنی قدرت کاملہ سے اس نے ان سب کو زمین میں جمع کر دیا ہے اور سب کو جہاں میں اکٹھا کر دیا ہے۔ اسی طرح حیوانات میں اس نے ہڈیوں، انتڑیوں، رگوں، مغز اور دوسری چیزوں کو جمع کر دیا ہے اور اس نے متضاد اشیاء کو بھی جمع کر دیا ہے۔ جیسے عناصر اور ان کی مختلف کیفیات کو مزاج میں جمع کر دیا ہے۔ یہ جمع کی بلیغ ترین صورت ہے پھر اس نے عارفین کے دلوں کو تقدیر میں میدان شہود کے اندر جمع کر دیا تا کہ وہ پراگندگی کے اسباب درمیانی واسطوں کے دیکھنے اور حادثات سے نجات پا گئے اور اللہ تعالیٰ نے اپنی طلب میں ان کی فکر و سوچ کو ایک نکتے پر جمع کر دیا ہے۔ وہ نکتہ یہ ہے کہ ان کے دل ذکر الٰہی میں ڈوبے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ) اور اللہ تعالیٰ نے انبیاء، اولیاء اور علماء کے فضائل و کمالات کو بھی جمع کر دیا اور بعض کاملین اولیاء میں علم، سرداری کرامت اور عزت و قدرت کو بھی جمع کر دیا پھر اولین و آخرین کے فضائل حضور سید المرسلین میں جمع کر دیئے۔ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین۔

رَبَّنَآ اِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ۝

ترجمہ: اے ہمارے رب تو اس دن سب لوگوں کو جمع کرنے والا ہے جس میں شک نہیں بے شک مقررہ وقت نہیں بدلتا۔ (پ3 آل عمران 9)

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ؕ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا ۝

ترجمہ: اللہ وہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ تمہیں قیامت کے دن جمع کرے گا جس میں شک نہیں ہے

اور اللہ کی بات ہی ہر کسی سے بڑھ کر سچی ہوتی ہے۔(پ5 نساء 87)

بندوں میں سے جامع وہ ہے جو نشست و برخاست وغیرہ کے ظاہری آداب کے ساتھ قلب کے باطنی حقائق کو جمع کرے۔ پس جس شخص کی معرفت کامل اور سیرت پسندیدہ ہو وہ جامع ہے۔ اس لئے کہا جاتا ہے کہ کامل وہ ہے جس کا نور معرفت اس کے تقویٰ کے نور کو بجھا نہ دے۔

صبر اور بصیرت کو جمع کرنا تقریباً محال ہے۔ اس لئے ہم دیکھتے ہیں کہ جس شخص کو زہد و تقویٰ پر صبر حاصل ہے اس میں باطنی روشنی نہیں ہے اور جس میں باطنی روشنی ہے اس میں صبر نہیں۔ جامع وہ ہے جو اپنے آپ میں صبر اور بصیرت دونوں جمع کر لے۔

بندے کو چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے جو عجیب عجیب چیزوں اور مصنوعات کو جمع کر دیا ہے اس میں تفکر و تامل کرتا رہے اس کے غیر متناہی افعال میں بھی غور و فکر کرتا رہے۔ اس اسم سے موصوف ہونے کا معنی یہ ہے کہ اپنے اندر علم و عمل نفسانی و جسمانی کمالات اور حق تعالیٰ کی ذات و صفات کی معرفت اور اچھی اچھی صفتوں کو جمع کرے۔ پسندیدہ اخلاق عبادات کے وظائف خیرات اور باقی فضائل و کمالات کو اپنے میں جمع کرے۔ اپنے ارادوں کو یکجا کرے۔ سکون قلب حاصل کرے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنے آپ کو ملائے رکھے۔

اس اسم کی خصوصیت یہ ہے کہ اسے پڑھنے والے کے پاس اللہ تعالیٰ ان چیزوں کو جمع کر کے واپس لے آتا ہے جو اس سے جدا ہو گئی ہوں۔ عاملین کا اس کے متعلق یہ نظریہ ہے کہ اس اسم پر مداومت کرنے والے نیک اعمال کو جمع کرنے والے بن جاتے ہیں جس کی بنا پر باوقار اور صاحب تسکین ہو جاتے ہیں۔

جو شخص اس اسم کا وظیفہ ہمیشہ پڑھتا رہے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو اچھے دوست احباب عطا فرمائے گا۔ اگر کسی کے اہل و عیال جدا ہو گئے ہوں تو اتوار کی صبح غسل کرے اور اس اسم کو پڑھ کر ایک ایک انگلی بند کرتا جائے اور آسمان کی طرف دیکھتا رہے جب دسوں انگلیاں بند ہو جائیں تو ہاتھ منہ پر پھیر لے انشاء اللہ مقصد حاصل ہو گا۔

یَاغَنِیُّ

یَاغَنِیُّ (اے بے نیاز)

اللہ غنی ہے۔ عام طور پر غنی کا یہ مطلب لیا جاتا ہے کہ مال و اسباب اس قدر زیادہ ہوں کہ کسی کا دست نگر اور محتاج نہ ہونا پڑے۔ اللہ تعالیٰ ہر چیز کا خالق ہونے کی بنا پر اس کا مالک ہے۔ اس لئے ہر طرح کے خزانے اس کے پاس

ہیں۔اس بنا پر وہ اپنی مخلوق سے بے نیاز ہے یعنی اسے مخلوق سے اپنے لئے کسی چیز کی طلب نہیں کیونکہ وہ اپنی ذات و صفات اور افعال میں ہر ایک سے بے نیاز ہے بلکہ ہر مخلوق اس کی محتاج ہے۔اس لحاظ سے وہ غنی ہے۔اللہ اس لحاظ سے بھی غنی ہے کہ وہ ہر مانگنے والے کا سوال سنتا ہے اور اس کی حیثیت کے مطابق اسے عطا کر دیتا ہے۔اللہ تعالیٰ اس لئے بھی غنی ہے کہ وہ اپنے جود و کرم اور فضل میں سے سب کو سب کچھ عطا کرنے والا ہے۔

غنا بمعنی بے نیاز ہونا، اغنا بے نیاز کر دینا۔اللہ تعالیٰ غنی ہے کہ ذات و صفات اور افعال میں سب سے بے نیاز ہے اور بے نیاز ہونے کی وجہ سے دوسروں کو بے نیاز کر دیتا ہے یعنی اپنے بندوں کو بے نیاز کر دیتا ہے لیکن جو ہستی دوسرے کے بے نیاز کرنے سے غنی ہوتی ہے وہ غنی مطلق نہیں ہو سکتی۔بالفرض اگر اپنے جیسے افراد سے وہ بے نیاز بھی ہو پھر بھی حقیقتاً محتاج ہے اور غنی مطلق صرف حق تعالیٰ و تقدس ہے۔

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَنِیٌّ حَمِیْدٌ (3بقرہ267)

ترجمہ:اور جان لو کہ بے شک اللہ غنی ہے تعریف کیا گیا ہے۔

فَاِنَّ اللّٰهَ لَغَنِیٌّ حَمِیْدٌ (پ13ابراہیم8)

ترجمہ:بلاشبہ اللہ غنی ہے،حمید ہے۔

بندے نے جب یہ جان لیا کہ خدائے سبحانہ تعالیٰ بے نیاز ہے تو اس کے حضور میں اپنی نیازمندی ظاہر کرے اور جب اس نے یہ جان لیا کہ وہ بے نیاز کرنے والا ہے تو سب سے طمع کا تعلق کاٹ لے۔اگر سوال کرے تو صرف اسی سے سوال کرے۔اگر نیازمند بنے تو اسی کا نیازمند رہے۔مخلوق سے بے نیاز رہے۔اس اسم سے موصوف ہونے کا معنی یہ ہے کہ نیازمندوں کی دستگیری کرے اور جیسے بھی ہو سکے ان کی محتاجی کو دور کرے۔خدائے تعالیٰ کی جو نعمتیں اور کرم نوازیاں اس پر ہیں فقراء و مساکین پر انہیں تقسیم کرے اور انہیں فیض پہنچائے اور انہیں سوال سے بے نیاز کر دے تاکہ اسم المغنی سے بھی حصہ پا لے۔

اگر کوئی مصیبت یا بلاء یا مرض میں مبتلا ہو تو وہ اس اسم کو ستر مرتبہ پڑھ کر ہاتھوں پر دم کر کے تمام بدن پر مسح کرنے مقصد پورا ہوگا۔اگر کوئی اسے کثرت سے پڑھنے کا معمول بنا لے گا تو وہ غنی ہو جائے گا اور مال و دولت میں بے پناہ برکت ہوگی۔

یَامُغْنِیُ

یَامُغْنِیُ (اے بے نیاز کرنے والے)

اللہ مغنی ہے کیونکہ وہ اپنے بندوں کو اپنے لطف و کرم کی بنا پر غنی کر دیتا ہے۔ انہیں انسانوں کی محتاجی سے آزاد کر دیتا ہے اور اپنے فضل و کرم سے بے نیاز کر دیتا ہے۔ غنا میں تین امور یعنی علم میں غنا، رزق میں غنا اور اقتدار میں غنا شامل ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ اپنی اس صفت کی بنا پر جسے چاہتا ہے اور جس چیز میں چاہتا ہے غنی کر دیتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان سے قرآن مجید میں وعدہ کیا ہے کہ اہل ایمان اگر اب غریب ہیں، بے سامان ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کو اپنے فضل سے غنی کر دے۔ اس سے معلوم ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدے کی بنا پر انہیں غنی کر کے دکھایا کہ غنی کرنا صرف اللہ کے اختیار میں ہے۔ کیونکہ اللہ بذات خود مغنی یعنی غنی کرنے والا ہے۔ اس لئے انسان کو چاہئے کہ جس شعبے میں غنی بننے کی ضرورت درپیش ہو اسے مغنی کہہ کر پکارے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ، اللہ تعالیٰ پکارنے والے کو غنی کر دے گا۔

مغنی وہ ہے جس کو اپنی ذات و صفات میں کسی غیر سے تعلق نہیں ہے بلکہ اغیار کے ساتھ علاقہ رکھنے سے وہ پاک ہے۔ پس جس شے کی ذات یا صفات کسی ایسے امر سے متعلق ہوں جو اس کی ذات سے خارج ہو اس شئے کا وجود یا کمال اس خارجی امر پر موقوف ہے پس وہ محتاج اور فقیر ہے جس کو مطلب و کسب کی ضرورت ہے۔ ایسی بے تعلقی اللہ تعالیٰ کے سوا اور کسی کیلئے ممکن نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی مغنی بھی ہے۔ یعنی غنی بھی کر دیتا ہے مگر جس کو وہ غنی بناتا ہے اس کا مطلق غنی بن جانا متصور نہیں ہوسکتا۔ کم از کم وہ مغنی کا تو محتاج ہوا۔ پس غنی مطلق کہاں رہا بلکہ غیر اللہ سے بھی مستغنی ہوتا ہے تو اس لحاظ سے کہ اس کی تمام ضروریات خدا مہیا کر دیتا ہے۔ نہ بایں معنی کہ اس کو کوئی حاجت ہی نہیں رہتی اور غنی حقیقی تو وہ ہوتا ہے جس کو کسی کی حاجت قطعاً نہیں ہوتی اور جو شے محتاج ہے اور اپنی حاجت کی چیزیں حاصل کر رہی ہے وہ مجازاً غنی ہے۔ غیر اللہ کے حق میں زیادہ سے زیادہ جو صورت تسلیم کی جاسکتی ہے وہ صرف یہی ہے تاہم جب اس کو خدا کے سوا اور کسی کی حاجت نہیں رہتی تو اس کو غنی کہا جاتا ہے۔ اگر یہ ہوسکتا کہ اصل حاجت بھی اس کے ساتھ لگی نہ رہے تو خدا کا یہ فرمان (معاذ اللہ) صحیح نہ ہوتا کہ اللہ غنی وانتم فقراء ''یعنی اللہ غنی ہے اور تم محتاج ہو۔'' اور اگر یہ تصور کرنا صحیح نہ ہوتا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا باقی تمام اشیاء سے مستغنی ہو سکتے ہیں تو خدا کیلئے مغنی کا وصف (معاذ اللہ) درست نہ ہوتا۔

وَاِنْ خِفْتُمْ عِيْلَةً فَسَوْفَ يُغْنِيْكُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖٓ اِنْ شَآءَ ؕ

ترجمہ: اور اگر تمہیں تنگدستی کا خوف ہو تو عنقریب اللہ اپنے فضل سے تمہیں غنی کر دے گا۔ (پ 10 توبہ 28)

وَوَجَدَكَ عَآئِلًا فَاَغْنٰى ؕ (پ 30 والضحیٰ 8)

ترجمہ: اور آپ کو ضرورت مند پا کر آپ کو غنی کر دیا۔

اس اسم کو اگر بکثرت مسلسل پڑھا جائے تو مخلوق سے بے نیازی حاصل ہوگی۔ صبح و شام سو سو مرتبہ پڑھنے کا معمول بنا لینے سے تونگر ہو جائے گا اور روزی میں خیر و برکت ہوگی مال و دولت بھی بکثرت ملے گا۔ حسب منشاء شادی کے لیے اس اسم کو ۱۰۰ امرتبہ روزانہ نوے دن تک پڑھا جائے تو انشاء اللہ مرضی کے مطابق شادی ہو جائے گی۔

يَامَانِعُ

يَامَانِعُ (اے منع کرنیوالے)

اللہ تعالیٰ کی ایک صفت مانع ہے یعنی اللہ تعالیٰ کسی چیز کو روکنے کا پورا اختیار رکھتا ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ ہر تکلیف اور نقصان دہ چیزوں کو روک سکتا ہے۔ وہ شیطانی قوت جو برائی پیدا کرتی ہے اور اسے نیست و نابود اور تباہ کرنے کی پوری طاقت رکھتا ہے۔

حضرت شیخ نے فرمایا ہے کہ جو چاہتا ہے دیتا ہے جسے چاہتا ہے نہیں دیتا۔ ایک حدیث میں فرمایا (لَامَانِعَ لِمَا اَعْطٰى وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعَ) ''جو کچھ اللہ کسی کو دینا چاہتا ہے اسے کوئی روک نہیں سکتا اور جسے اللہ تعالیٰ روکنا چاہیے اسے کوئی عطا نہیں کر سکتا۔ بندہ جب جان لیتا ہے کہ خدائے تعالیٰ ہی دینے والا اور روکنے والا ہے تو وہ اس کی عطا کا امیدوار بن جاتا اور اس کے روک لینے کے خوف سے ڈرتا رہتا ہے۔ اس اسم سے موصوف ہونے کا معنی یہ ہے کہ صالحین و مستحقین کو عطا کرے اور فاسق اور ظالم لوگوں سے اپنی عطا روک کر رکھے یا دل اور روح کو حضور و طاعت کے انوار سے حصہ عطا کرے اور نفس و طبیعت کو ہوا و شہوت سے روک کر رکھے۔

اللہ تعالیٰ انسانی بدنوں کو ہلاک و نقصان کے اسباب سے روک کر رکھتا ہے اور دین کو عقل پیدا کر کے اور شرع کی روشنی سے فیضان عطا کرتا ہے۔ اس معنی کے مطابق یہ لفظ حفیظ کے معنی کی طرف رجوع کرتا ہے کیونکہ ہلاکت کے اسباب کو روک لینا حفظ کی ضروریات و لوازم میں سے ہے۔ یہ حفاظت اس کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی لیکن منع کی نسبت ہلاک کرنے والے سبب کی طرف کرتے ہیں اور حفظ کی نسبت ہلاکت سے محفوظ رہنے کی جانب کرتے ہیں۔ منع سے

مقصود اور غرض و غایت بندے کی حفاظت ہے پس اسم الحفیظ میں جس قدر بھی معنی ہیں وہ سب ان دو اسموں میں بھی پائے جاتے ہیں۔

الحفیظ کے معنی میں تعلق اور موصوف ہونے کا جو ذکر پیچھے گزرا ہے اسم المانع میں بھی ملحوظ ہوگا۔ دو معنوں کے درمیان فرق یہ ہے کہ معنی اول کے لحاظ سے عطا سے روکنا مراد ہوگا اور معنی ثانی کے لحاظ سے بلا و مصیبت سے روکنا۔ بعض دفعہ اللہ تعالیٰ کا لطف اور اس کا کرم ظاہر و علانیہ ہوتا ہے اور کبھی عطا سے روکنا بھی اللہ تعالیٰ کا لطف و کرم ہوتا ہے لیکن یہ لطف و کرم پوشیدہ ہوتا ہے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس بندے کو اس کی آرزؤں اور شہوتوں سے روک لیتا ہے جسے وہ اپنے فضل و کرم سے مخصوص کرنا چاہتا ہے اور اسے اپنے خاص بندوں سے کر لیتا ہے اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک بندے کے دل سے اس کے ارادوں اور اختیارات کو روک لیتا ہے جسے وہ اپنی ذات کیلئے خالص کرنا چاہتا ہے۔ یاد رہے اہل خلوص کا مقام اہل خصوص سے بلند تر ہے۔ بندہ جب جان لیتا ہے کہ میرا مولا ہلاکت و نقصان کے اسباب مجھ سے روک کر رکھتا اور اپنی حفاظت میں میری نگرانی کرتا ہے تو اسے چاہئے کہ اس نعمت پر خدائے تعالیٰ کا شکر ادا کرے۔

جو حفاظت کے خاص خاص اسباب مہیا کر کے ادیان وابدان سے، نقصان و ہلاکت کے اسباب دور کرتا ہے اور حفیظ کے معنی بیان ہو چکے حفظ کیلئے منع اور دفع ضروری ہے۔ پس جو شخص حفیظ کے معنی سمجھتا ہے وہ مانع کے معنی بھی سمجھ سکتا ہے فرق اتنا ہے کہ منع سبب مہلک کی طرف نسبت کرنے سے مستفاد ہے اور حفظ اس چیز کی طرف نسبت کرنے سے جو ہلاک سے محفوظ ہے اور وہ منع سے مقصود ہے۔

خلاصہ یہ کہ چونکہ منع کا فعل حفظ کیلئے کیا جاتا ہے اور حفظ کا فعل منع کیلئے نہیں کیا جاتا لہٰذا ہر حافظ وافع و مانع ہے لیکن ہر منع کا حافظ ہونا ضروری نہیں مگر اس وقت جبکہ وہ تمام اسباب ہلاک و نقص کا مانع مطلق ہو جس سے حفظ کا حاصل ہونا لازمی ہو جاتا ہے۔

جب منع عطا کی ضد ہے اس طرح المانع المعطی کی ضد ہوا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے بعد یہ دعا پڑھا کرتے تھے:

اللھم لامانع لمااعطیت ولامعطی لمامنعت ولاینفع ذاالجدمنك الجد

(صحیح بخاری کتاب الدعوات)

ترجمہ: اے اللہ جسے تو عطا کرے اسے کوئی روکنے والا نہیں اور جس سے تو ہاتھ روک لے اسے کوئی دینے والا نہیں اور کسی بھی کوشش کرنے والے کی کوشش آپ کے مقابلہ میں نفع نہیں پہنچا سکتی۔

''جب انسان کو معلوم ہوگا کہ اللہ تعالیٰ ہلاکت اور نقصان کے اسباب کو اس سے روکتا ہے اور اسے اپنی حفاظت میں رکھتا ہے تو محسن حقیقی جل مجدہ کا شکریہ بجالائے گا۔''

اس اسم سے موصوف ہونے کا معنی یہ ہے کہ فساد کے راستوں سے دور رہے اور اپنے آپ کو روک کر رکھے۔ اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالے اور جو لوگ دین میں صلاحیت پیدا کرنا چاہتے ہیں ان کی دین میں حفاظت کرے اور اہل دین کو آفات و بلیات سے حفاظت میں رکھے۔

پس اپنے آپ کو دوسروں کے سامنے دست سوال دراز کرنے سے روکیں اور اگر کوئی انسان اس کی مدد کرے تو اس سے دھوکا نہ کھائے کیونکہ وہ محض سبب ہے اصل معطی تو اللہ تعالیٰ ہے۔ اللہ تعالیٰ کو جو اس صفاتی نام سے پکارتا ہے تو وہ اس سے ہر قسم کی نقصان دہ چیزوں کو دور کر دیتا ہے اور ہر لحاظ سے اسے اپنی حفاظت میں لے لیتا ہے۔

دعا کے وقت یَا مُعْطِیِ السَّائِلِیْنَ کے ورد سے دعا قبول ہوگی، غنا حاصل ہوگا مخلوق سے بے نیازی ہو گی، طبیعت میں سخاوت پیدا ہوگی اور اس کا ورد کرنے والا سخی بن جائے گا۔ ہر کام میں کامیابی ہوگی اور مخلوق مسخر ہوگی، اگر کوئی اس اسم کو ۱۲۹ مرتبہ روزانہ پڑھنے کا معمول بنائے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے رزق میں برکت اور اضافہ فرمائے گا۔

یَاضَآرُّ

یَاضَآرُّ (اے نقصان پہنچانے والے)

صفت ضار اللہ تعالیٰ کی شان قدرت سے تعلق رکھتی ہے یعنی وہ لوگ جو یہ سوچیں کہ اللہ ہمارا کیا کر سکتا ہے یا ہمیں کیا نقصان پہنچا سکتا ہے تو اس صورت میں اللہ اپنی اس صفت کا اظہار کرتا ہے اور ضرر دے کر مخلوق کو راہ راست پر آنے کی تنبیہ کرتا ہے۔

امام بونی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ دراصل ضار اور نافع وہ ذات اعلیٰ ہے جس سے خیر و شر اور نفع و ضرر دونوں صادر ہوتے ہیں۔ اور یہ تمام امور اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہیں۔ فرشتوں، انسانوں اور جمادات کے ذریعہ یا بغیر ذریعہ اپنے احکام مبارک کرنا ہے ہرگز یقین نہ کرو کہ زہر بذاتہ مارتا یا نقصان پہنچاتا ہے یا فرشتہ، انسان، شیطان یا اور مخلوق اور ستارہ نیکی یا بھلائی پہنچاتا ہے بلکہ یقین رکھنا چاہئے کہ یہ اسباب ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جس کام کیلئے انہیں مقرر کیا ہے وہ انجام دیتے ہیں۔ اس اسم کا عمل قلم کی طرح ہے جو کاتب کی طرف منسوب ہے جس انسان کو کرامت یا عذاب ہو اسے قلم سے نہ نفع ہوگا نہ ضرر بلکہ جس کے ہاتھ میں قلم ہے اس سے جزا ملتی ہے اور یہی کیفیت تمام وسائط کی ہے۔ بہر ثبوت حضرت ابراہیم کا واقعہ ملاحظہ ہو کہ ان کے لڑکے حضرت اسماعیل پر چھری نے کوئی اثر نہ کیا۔ جاننا چاہئے کہ قلم اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ہے جو کاتب کا ہاتھ ہے۔ کاتب جو لکھتا ہے وہ اللہ ہی کا لکھا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ”واللہ

خلقکم وما تعملون ''اللہ تعالیٰ ہی نے قدرت جاریہ پیدا کی ہے جس سے انگلیاں حرکت کرتی ہیں۔ یہ وقائق سمجھو معرفت مکمل ہوگی اور موجودات کے ہر ذرہ میں خود کو موجود پاؤ گے۔

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ ضاروہ ہے جس سے خیر و شر اور نفع وضرر صادر ہوتے ہیں اور یہ تمام اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب ہیں یا تو وہ ان امور کا اجراء ملائکہ، انسان اور جمادات کے ذریعے سے کرتا ہے یا بلا واسطہ خود کرتا ہے۔ پس یہ نہ سمجھنا کہ زہر خود بخود مار ڈالتا ہے اور طعام خود بخود سیر کر دیتا ہے اور نہ یہ خیال کرنا کہ فرشتے، انسان، شیطان یا کوئی اور مخلوق۔ مثلاً فلک، ستارہ یا دوسری چیز خود بخود نفع یا نقصان پہنچا سکتی ہے بلکہ یہ تمام اشیاء اسباب مسخر ہیں جو صرف وہی کام کر سکتے ہیں جن پر وہ مامور ہیں اور یہ تمام امور قدرت ازلیہ کے تعلق سے ہیں۔ جیسے عام لوگوں کے اعتقاد میں قلم کاتب کے ساتھ تعلق رکھنے کی حیثیت سے ہے۔ مثلاً سلطان جب کسی انعام یا سزا کے حکمنامہ پر دستخط کرتا ہے تو اس کا ضرر یا نفع قلم کی طرف سے نہیں سمجھا جاتا بلکہ ان لوگوں کی طرف سے سمجھا جاتا ہے جن کے قبضے میں قلم ہے۔ اسی طرح تمام وسائط و اسباب کا حال ہے۔ ہم نے عام لوگوں کے خیال میں اس لئے کہا کہ جاہل آدمی ہی قلم کا کاتب مسخر سمجھتا ہے اور عارف جانتا ہے کہ قلم خدا کا مسخر ہے جس کی تسخیر میں خود کاتب بھی ہے کیونکہ جب اللہ تعالیٰ نے کاتب کو پیدا کیا اور اس کو لکھنے کی قدرت دی اور ساتھ ہی اس کے دل میں لکھنے کی ایسی پکی خواہش بھی ڈال دی جس میں کوئی تردد نہیں تو خواہ مخواہ اس کی انگلیوں اور قلم میں حرکت پیدا ہو جاتی ہے بلکہ وہ اس کے خلاف ہرگز نہیں کر سکتا۔ پس دراصل کاتب خدا ہے جو انسان کے قلم اور اس کے ہاتھ کے ذریعے لکھتا ہے۔ جب تم انسان کے متعلق یہ بات سمجھ چکے تو جمادات کے متعلق خود بخود سمجھ سکتے ہو۔

قُلْ اَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا ؕ وَاللّٰهُ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝

ترجمہ: فرمایئے کہ تم اللہ کے سوا کس کی عبادت کرتے ہو جو تمہارے نفع اور نقصان کا مالک نہیں اور اللہ وہ ہے جو سننے والا جاننے والا ہے۔ (پ6 مائدہ 76)

وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا هُوَ ؕ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ (پ 7 انعام 17)

ترجمہ: اور اگر کوئی تجھے اللہ کی طرف سے سختی پہنچے تو اس کے سوا کوئی دور کرنے والا نہیں ہے اور اگر وہ تجھے کوئی بھلائی پہنچائے تو وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

جس شخص کی بیوی نافرمان ہو تو سوتے وقت اس اسم کو سو مرتبہ پڑھنے سے بیوی کے دل میں خاوند کی محبت پیدا ہوگی، جائز محبت کے لیے بھی اس کا عمل کیا جا سکتا ہے، کسی بد خصلت کو اس کی بری عادت سے روکنے کے لیے اس کا ورد کر کے سات دن تک اسے دم شدہ پانی پلائیں انشاء اللہ بری عادت ختم ہو جائے گی۔

یَانَافِعُ

یَانَافِعُ (اے نفع پہنچانے والے)

نافع کا مطلب نفع دینے والا، فائدہ پہنچانے والا، مفید اور فائدہ مند، موجب بہتری، باعث بھلائی اور اچھائی کا جواز بننے والا۔ بہتر نتیجہ دینے والا، عمدہ ثمرہ دینے والا، منافع اور فائدے والا، گویا اپنی اس صفت کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ اپنے قانون وقاعدے کے مطابق نفع پہنچانے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات بابرکات ہر اعتبار سے مخلوقات کیلئے نافع ہی نافع ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنی تمام تر مخلوقات کیلئے قدم قدم پر فائدے اور بھلائیاں ہی رکھی ہوئی ہیں۔

پس معلوم ہوا کہ نفع پہنچانے کا اختیار اللہ کے ہاتھ میں ہے اس لئے اسے نافع کہا جاتا ہے۔ دنیا کا کاروبار لینے دینے سے چلتا ہے۔ لین دین میں کسی کو نفع ہوتا ہے اور کسی کو نقصان، اگرچہ لین دین میں ہر ایک کی خواہش یہی ہوتی ہے کہ اسے نفع حاصل ہو مگر اللہ تعالیٰ اپنے صفت نافع کی بنا پر جسے چاہتا ہے اس سے نفع بخش دیتا ہے کیونکہ آسائش اور آسانی پہنچانا اللہ کا کام ہے، لوگوں کا کام یہ ہے کہ اس سے مانگتے جائیں۔ اللہ کا نافع ہونا ساری مخلوق کیلئے ہے۔ اللہ اس کیلئے بھی نافع ہے جو اس پر ایمان لاتا ہے اور اسے بھی نفع پہنچاتا ہے جو اس پر ایمان نہیں لاتا گویا کہ نفع پہنچانے میں اس نے کوئی تخصیص نہیں رکھی کہ نفع صرف نیکوں کو ملے گا، بروں کو نہیں، یہ اس کے ہاتھ میں ہے کہ جسے چاہے نفع دے اور جسے چاہے نقصان میں مبتلا کردے۔ اس راز کو وہ بذات خود ہی بہتر جانتا ہے البتہ جو شخص اس پر ایمان لانے کے بعد اسے یانافع کہہ کر پکارے گا اللہ اس کو اپنی صفت نافع کی بنا پر ضرور نفع رسانی کرے گا۔

شرح مشکوٰۃ میں ہے کہ اللہ تعالیٰ خالق خیر وشر ہے اور خالق نفع وضرر ہے اور وہی درد و دوا کو پیدا کرنے والا ہے اور وہی خوشی اور تکلیف، گرمی وسردی وخشکی وتری کو پیدا کرنے والا ہے۔ یہ گمان نہ کرو کہ دوا بذات خود نفع دیتی ہے اور زہر بذات خود ہلاک کرتا ہے اور کھانا بذات خود بندے کو سیر کرتا ہے اور پانی بذات خود بندے کو سیراب کرتا ہے۔ یہ تمام چیزیں مادی اسباب ہیں۔ اس کا معنی یہ ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی عادت مبارکہ اس طرح جاری ہے کہ اس نے ان چیزوں کو اسباب بنایا ہے اور ان کے ذریعے چیزوں کو ظاہر فرماتا ہے۔ اگر وہ چاہے تو ان کے بغیر بھی چیزوں کو پیدا کرسکتا ہے اور اگر چاہے تو ان اسباب کے باوجود کچھ بھی نہیں ہوسکتا۔ اسی طرح عالم علوی وسفلی کے تمام اجزا میں یہی چیز کارفرما ہے۔ واسطے اور اسباب اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ وتامہ کے تابع ہیں۔ ان تمام اسباب کی نسبت قدرت ازلی کی جانب اس طرح ہے جیسے لکھنے والے کے ہاتھ میں قلم کہ وہ قلم بے توقف لکھتا چلا جاتا ہے حالانکہ اس قلم میں لکھنے

والے کی قدرت وارادہ کارفرما ہوتا ہے۔قدرت ایک ایسی صفت ہے جو اکثر صفات کو شامل ہے خصوصاً صفات فعلیہ کو۔ان میں فرق عموم وخصوص اور جہات وحیثیات کا ہے۔ بندے کو چاہئے کہ ضرر ونفع سب کچھ خدا کی طرف سے جانے اور عالم اسباب کو اس کی قدرت کے آگے مغلوب تصور کرے۔قضائے الٰہی کے آگے اپنے آپ کو ڈال دے اور اپنے تمام امور کو اس کے حوالے کردے اور ایسی زندگی بسر کرے کہ لوگوں کو اس سے راحت پہنچے اور لوگ اس سے آرام میں رہیں۔

لَكُمْ فِيهَا مَنَافِعُ إِلَى أَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ مَحِلُّهَآ إِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيقِ ۝ (پ17 حج33)

ترجمہ: تمہارے لئے ایک مقررہ مدت ان جانوروں سے فائدہ حاصل کرنا ہے پھر ان کے قربان ہونے کا مقام اللہ کے قدیم گھر کے پاس ہے۔

وَأَنزَلْنَا الْحَدِيدَ فِيهِ بَأْسٌ شَدِيدٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ (پ27 حدید25)

ترجمہ: اور ہم نے لوہا عطا کیا اس میں بڑی قوت ہے اور لوگوں کیلئے بہت سے فائدے ہیں۔

کہا جاتا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دانت درد کا عارضہ لاحق ہوا۔آپ اس درد سے خدا کے حضور میں پڑے۔حکم ہوا فلاں گھاس دانتوں پر رکھیں تاکہ آرام آجائے۔آپ نے وہ گھاس اپنے دندان مبارک پر رکھی تو فوراً آرام آگیا۔ایک مدت کے بعد دوبارہ آپ کو پھر دانتوں کا درد لاحق ہوا آپ نے پھر وہی گھاس دانتوں پر رکھی تو بجائے آرام آنے کے درد زیادہ ہوگیا۔عرض کیا یاالٰہی یہ وہی گھاس ہے جو تو نے مجھے بتلائی تھی۔اللہ تعالیٰ کی طرف سے جھڑک والا خطاب آیا کہ پہلی بار تیری توجہ میری جناب کی طرف تھی تو ہم نے شفا دے دی۔اس دفعہ تیری توجہ گھاس کی طرف تھی اس لئے ہم نے درد کو زیادہ کردیا تاکہ تو جان لے کہ شفا عطا کرنے والے ہم ہیں نہ کہ گھاس۔

اس اسم سے موصوف ہونے کا معنی یہ ہے کہ اگر کسی کو ضرر پہنچائے خدا کے امر وشہادت کے حکم کے مطابق پہنچائے۔دین کے دشمنوں کو ڈانٹے اور اللہ تعالیٰ کے دوستوں کو نفع پہنچائے،ان کی مدد کرے تاکہ ارادہ وعمل کے تحت دونوں عملوں کا تقاضا پورا کرے۔حقیقت وشریعت کو جمع کرنے کا طریقہ یہی ہے۔

اگر کوئی شخص کہیں ٹھہرنا چاہتا ہو اور یہ معلوم کرنا چاہتا ہو کہ اس کا ٹھہرنا مفید ہے یا مضر تو ایام بیض یعنی چاند کی ۱۳۔۱۴۔۱۵ تاریخ کے روزے رکھے اور افطار کے وقت اس اسم کو سو مرتبہ پڑھے اس کو معلوم ہوجائے گا کہ وہ جگہ اس کے حق میں اچھی ہے یا بری۔دشمن کے ضرر سے محفوظ رہنے کے لیے اسے ۱۰۰۱ مرتبہ چند دن تک پڑھیں

یَانُوْرُ

یَانُوْرُ (اے نور)

نور کا عام مطلب روشنی ہوتا ہے۔اس کے علاوہ نور کا لفظ فکر و بصیرت علم و عقل کی روشنی کیلئے بھی استعمال ہوتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب کو بھی نور کہا ہے کیونکہ یہ لوگوں کیلئے مشعل ہدایت ہے۔

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ نور ذات ظاہر ہے جس سے تمام اشیاء کا ظہور ہے کیونکہ جو چیز فی نفسہ ظاہر ہو اور دوسری اشیاء کو ظاہر کرنے والی ہو اس کا نام نور ہے اور جب وجود کا مقابلہ عدم سے کیا جائے تو یقیناً وجود ہی میں پورا ظہور پایا جائے گا اور عدم سے بڑھ کر کوئی اندھیرا نہیں ہوسکتا۔پس جو عدم کی تاریکی سے بلکہ عدم کے امکان سے بھی بری ہے اور تمام اشیاء کو عدم کی تاریکی سے نکال کر وجود کی روشنی میں لاتا ہے وہ سب سے زیادہ نور کہلانے کا مستحق ہے۔

وجود ایک نور ہے جو اس کی ذات کے نور سے تمام اشیاء کو حاصل ہے۔پس وہ آسمان و زمین کا نور ہے اور جیسے زمین کا ذرہ ذرہ سورج کے وجود پر وال ہے اسی طرح آسمان و زمین کی موجودات میں سے ذرہ ذرہ اپنے وجود کے جواز سے اپنے موجد کے وجود کے وجوب پر دلالت کرتا ہے۔

حضرت شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ عرف عام میں نور بمعنی روشنی ہے اور اسم الٰہی میں نور بمعنی منور ہے کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں کو ستاروں اور سیاروں سے روشن کرنے والا۔ زمین کو انبیاء، اولیاء، علماء، مومنین، مومنات، باغات اور پھولوں سے روشن کرنے والا ہے۔اس طرح مومنوں اور عارفوں کے دلوں کو نور ایمان، طاعات و اخلاق و معارف و حقائق سے روشن کرنے والا ہے۔

خاص لوگوں کے نزدیک نور ایسی چیز سے عبارت ہے جو خود بھی بہت ظاہر ہو اور غیر کو ظاہر کرنے والی ہو۔ جب وجود عدم کا مقابلہ کیا جاتا ہے تو وجود عدم سے ظاہر ہوتا ہے اور عدم پوشیدہ ہوتا ہے اور کوئی چیز عدم سے زیادہ تاریک نہیں ہے۔پس وہ ذات جو عدم سے پاک ہو بلکہ عدم کے امکان سے بھی پاک ہو اور جو اشیاء کی حقیقتوں کو ظلمت عدم سے باہر لانے والی ہو وہ باقی ہر چیز سے زیادہ مستحق ہے کہ اس کا نام نور رکھا جائے۔وجود بھی ایک نور ہے جو تمام اشیاء پر جلوہ گر ہوتا ہے تمام چیزوں کا وجود اس کی ذات کے نور سے ہے۔

بندے کو چاہئے کہ طبیعت کی تاریکی اور نفس کی میل کچیل سے باہر نکلے اور ہدایتوں سے سینے اور شریعت کے

چراغ سے نور حاصل کرے۔ علم وعمل کے نور سے نیک کو بد سے الگ کرے اور شیطانی ونفسانی خیالات ملکانی اور رحمانی خیالات سے جدا کرے۔ بزرگوں نے فرمایا ہے طریقت کا ہر وہ حال جو علم شریعت کا نتیجہ نہ ہو اگر چہ کتنا ہی عظیم حال کیوں نہ ہو اس کا ضرر اس کے نفع سے زیادہ ہے اور جو شخص ظاہر علم اور آداب شریعت کو نظر انداز کرتا ہے اس کے دل میں حقیقی نور نہیں آ سکتا۔ اس اسم سے موصوف ہونے کا معنی یہ ہے کہ بندہ ایمان وعرفان کے نور سے اپنے آپ کو منور کرے۔ دین کے احکام کو ظاہر کرے۔ ریاضت ومجاہدہ تزکیہ نفس تصفیہ قلب اور تجلیہ روح اور نور الانوار کے ذریعے بشری ظلمتوں کو فنا کرے۔ نیز نوروں کے نور سے اپنے آپ کو باقی کرے بلکہ عین نور بن جائے۔ (اللھم اعطنی نوراً واعظم لی نوراً واجعلنی نوراً) اے اللہ میرا نور زیادہ کر اور مجھے مجسم نور بنا دے۔

اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ مَثَلُ نُوْرِہٖ کَمِشْکٰوۃٍ فِیْھَا مِصْبَاحٌ ؕ اَلْمِصْبَاحُ فِیْ زُجَاجَۃٍ ؕ اَلزُّجَاجَۃُ کَاَنَّھَا کَوْکَبٌ دُرِّیٌّ یُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَۃٍ مُّبٰرَکَۃٍ زَیْتُوْنَۃٍ لَّا شَرْقِیَّۃٍ وَّلَا غَرْبِیَّۃٍ ۙ یَّکَادُ زَیْتُھَا یُضِیْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْہُ نَارٌ ؕ نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ ؕ یَھْدِی اللّٰہُ لِنُوْرِہٖ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَیَضْرِبُ اللّٰہُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ ؕ وَاللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ۙ (پ18 نور35)

ترجمہ: اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے۔ اس کے نور کی مثال یوں ہے جیسے کہ ایک طاق میں چراغ ہو اور وہ چراغ شیشے کے فانوس میں ہو۔ فانوس گویا کہ ایک چمکتا ہوا ستارہ ہے اور چراغ زیتون کے مبارک درخت کے تیل سے روشن کیا جاتا ہے جو مشرق اور مغرب کے رخ پر نہیں ہے۔ قریب ہے کہ اس کا تیل خود بخود آگ چھونے کے بغیر روشن ہو جائے۔ یہ نور پر نور ہے۔ اللہ جسے چاہتا ہے اپنے نور کے ساتھ ہدایت دیتا ہے اور اللہ لوگوں کیلئے طرح طرح کی مثالیں بیان فرماتا ہے اور اللہ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔

یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰہِ بِاَفْوَاھِھِمْ وَیَاْبَی اللّٰہُ اِلَّآ اَنْ یُّتِمَّ نُوْرَہٗ وَلَوْ کَرِہَ الْکٰفِرُوْنَ ○

ترجمہ: وہ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو پھونکوں سے بجھا دیں، مگر اللہ اپنے نور کو مکمل کئے بغیر نہ رہے گا خواہ کافر اسے ناپسند ہی کیوں نہ کریں۔ (پ10 توبہ 32)

یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰہِ بِاَفْوَاھِھِمْ وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْکٰفِرُوْنَ ○

ترجمہ: وہ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو پھونکوں سے بجھا دیں مگر اللہ اپنے نور کی تکمیل کر کے رہے گا خواہ کافروں کو یہ کتنا ہی ناگوار کیوں نہ ہو۔ (پ28 الصف 8)

حضرت امام بونی رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ نور وہ خالق کل ہے جس نے تمام چیزیں ظاہر کی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہی فی نفسہ مظہر ظاہر ہے جس کا نام نور ہے وجود دراصل عدم کے مقابل ہے۔ اس سے ثابت ہے کہ وجود ظاہر وروشن ہے اور عدم ظلمت کدہ وتاریک ہے۔ وجود کا نور درحقیقت ذات وجود پر نور ہے جو فیاض ہے اور وہی آسمان وزمین کا نور ہے

جو اللہ تعالیٰ ہے۔

نور کی دو قسمیں ہیں ایک حسی دوسری معنوی محسوس اور حسی نور آنکھ کا نور ہے جو اللہ تعالیٰ نے آنکھ میں ودیعت کیا ہے۔ اسی طرح مبصرین کیلئے ان کے قلوب میں تدبیر و اعتبار کا نور رکھا ہے جو بصارت کو ظاہر کرتا ہے اور یہ نور اقتدار نور سائل اور نور علیم کا نور ہے جو حقائق عالم پر سلوک معلوم سے حاصل ہوتا ہے۔ یہ سلوک چاہے سلوک عقلی ہو یا سلوک شرعی۔

شہود حکمت اور ظہور عبودیت کی حقیقت دراصل تنزیہ ربوبیت کی طرح ہے اور یہ نور آٹھ قسم کا ہے۔ نور قلب، نور ایمان، نور نفس، نور روح، نور عقل، نور سر، نور قلب اور نور کشف۔ ان میں سے ہر نور کے اسرار ہیں جو سب کے سب حقائق عرش ہیں اور ان ہی سے وہ آٹھ نورانی ہیں جو عرش اٹھائے ہوئے ہیں۔ (**ویحمل عرش ربك فوقهم يومئذٍ ثمانية**) قیامت کے دن تیرے رب کے عرش کو آٹھ فرشتے اٹھالیں گے۔ قلب کا نور ایمان کے نور سے ہے جس طرح ایمان نوری صفت ہے۔ جن لوگوں پر نور ایمانی کا فیضان ہے جو تمام تکالیف شرعیہ اور اوامر شہودیہ کو قبول کر کے ان ہی کی بابت اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے (**ان فی ذلك لایاتٍ للمتوسمین**)۔

جب دل کی آنکھیں نور ایمانی سے مقابل ہوئیں تو اللہ تعالیٰ نے علم ملک کو اجمالاً وتفصیلاً منکشف کر دیتا اور اسرار عالم ترکیب سے وہ واقف ہوگئیں اور اللہ تعالیٰ نے جو کچھ ان میں ودیعت کیا اس کے ایک ایک ذرہ میں نور حقانی انہوں نے دیکھ لیا۔ حقیقت انوار الٰہی میں سے ہر نور کا یہی عالم ہے جس نے اس کا نور دیکھ لیا وہ اگر دیواروں کو شعاع نور سے جل رہی ہیں تو کون سا تعجب ہے جبکہ دھوپ سے ہر چیز روشن ہو جاتی ہے اور ایسا مسلمان اپنے قلب جسم میں نور ہی نور دیکھتا ہے۔

نفس کا نور روح کے نور سے منور ہے جس کا نفس اطاعت الٰہی اور طہارت ظاہری و باطنی رکھتا ہے فکری کثافتوں سے الگ ہو گیا تو اس کا نور روح کے نور سے بہرہ مند ہو گیا اور جنت میں استغراق شہود سے مالا مال رہتا ہے۔ وہ مسلمان ہے جس کے نفس اور روح کو اللہ تعالیٰ نے جبروت کے انوار حقائق کا کشف دیا ہے۔ یہ مسلمان موجودات میں لطائف تصرف الٰہی ملاحظہ کرتا اور ملائکہ کو کلمہ طیبہ آسمان پر لے جاتے ہوئے دیکھتا ہے۔

عقل کا نور، اسرار کے نور کے منجملہ ہے جس شخص کی عقل معرفت مستقیم ہوگئی وہ سب سے الگ ہو کر اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر رہتا ہے جس کی وجہ سے اسرار الٰہی دیکھتا اور عجائبات ملکوتیہ مشاہدہ کرتا ہے۔ عالم علوی اور عالم سفلی میں جزوی وکلی روابط جو ایک کلمہ سے قائم ہیں ان کی حقیقت مفصل اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہے۔ اسرار کا نور قرآن کریم کے نور سے مستمد ہے جس مسلمان کے اسرار ملاحظہ ایمان سے بہ توسط الوان اور غناعن الحق ظاہر ہوتے ہیں جس کی حقیقت اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ظاہر کی ہے۔ انوار تحقیق وحقائق معارف اور انوار تجلیات کو حاصل کرتا ہے اور

قرآن کریم کے انوار میں غوطہ زن ہوکر موتی نکالتا ہے۔ قرآن کریم نور اسی کشف اعلیٰ کا نام ہے جیسا کہ ارشاد ہے۔ (وَاَنْزَلْنَا اِلَیْکُمْ نُوْرًا مُّبِیْنًا)۔ اس اسم کے ذاکر کا دل انوار افکار کے آئینے کو روشن کرتا ہے۔ اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الـــخ حلال روزی کھانا آرام کی چیزیں ترک کرنا ہمیشہ روزے رکھنا ہر وقت وضو اور طہارت سے رہنا اور پچاس دن اسی طرح ریاضت کرنا ذاکر کیلئے لازمی ہے۔ بشرائط بالا پچاسویں دن ذاکر اپنے منہ سے بوقت تلاوت نوری شعاعیں نکلتے دیکھے گا اور عرش و کرسی کی طرف دیکھے گا تو انوار جمال دیکھے گا تمام دنیا اور علویات اس پر ہویدا ہوں گے نور کشف کی تاثیر تھی جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مسجد مدینہ میں سے اسلامی لشکر مقیم نہاوند کے کمانڈر کو حکم دیا تھا۔ یاسارية الى الجبل۔

جو شخص جمعہ کی رات میں بعد نماز عشاء گیارہ مرتبہ سورۃ فاتحہ پڑھ کر اس اسم کو ہزار مرتبہ پڑھے تو اسرار الٰہی ظاہر ہونگے اور تمام جسم منور ہو جائے گا، آسیب زدہ جگہ پر اس اسم کو ۷ دن تک روزانہ اکیس ہزار مرتبہ پڑھا جائے تو انشاء اللہ آسیب کے اثرات ختم ہو جائیں گے۔ اسے بکثرت پڑھتے رہنے سے نور بصیرت و بصارت بھی حاصل ہوگی

یَاهَادِیُّ

یَاهَادِیُّ (اے ہدایت پر قائم کرنے والے)

ہدایت کا مطلب کسی کو صحیح راستے کی طرف گامزن کرنا ہے تاکہ اس راہ پر چلنے والا منزل مقصود پر پہنچ جائے۔ ہر طرح کی ہدایت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، اس لئے ہادی اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ ھادی وہ ہے جو اپنے خاص خاص بندوں کو اپنی ذات کی شناخت کا راستہ بتاتا ہے۔ حتیٰ کہ وہ اس کی ذات سے اشیاء پر دلیل قائم کرتے ہیں۔ اور عام بندوں کو مخلوقات کی طرف ہدایت دیتا ہے۔ حتیٰ کہ وہ مخلوقات سے اس کی ذات پر دلیل ٹھہراتے ہیں اور مخلوق کو اپنی ضرورتوں حاجتوں کے پوری کرنے کی سمجھ دیتا ہے۔ چنانچہ بچے کو پیدا ہوتے ہی پستان کو منہ میں لینے کا ڈھنگ بتا دیتا ہے اور پھر چوزے کو اس کے انڈے سے نکلتے ہی دانہ چگنے کا طریقہ سکھا دیتا ہے۔ شہد کی مکھی کو ایسے شش پہلو خانوں کے گھر بنانے کا طریقہ سکھاتا ہے جو اس کے جسم کے اس طرح سما جانے کیلئے اردگرد کچھ خالی جگہ نہ رہے، تمام صورتوں سے زیادہ مناسب ہے۔

حضرت شیخ کا قول ہے کہ یہ لفظ ہدایت سے بنا ہے بمعنی راستہ دکھانا اور منزل مقصود تک پہنچانا۔ تمام چلنے والوں کا

رہنما وہی ہے جو شخص دنیا کے راستے پر چلتا ہے۔ اس کا رہنما وہی ہے جو آخرت کے راستے پر چلتا ہے۔ اس کا رہبر بھی وہی ہے اور جو اس کی جناب قرب کے راستے پر اس کے وصل کیلئے چلتا ہے۔ اس کے جذبات محبت وعنایت کا ہادی بھی وہی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہادی ہے وہی بندوں کو اصلاح امور معاش کی ہدایت فرماتا ہے، انبیاء کو حقائق اصلیہ اور حق کی حقیقت سے آگاہ فرماتا ہے، کشف والہام سے مخلصین کی ہدایت فرماتا ہے۔ عقل وحکمت سے ارباب دانش کو ہدایت فرماتا ہے۔ مشکلات ومصائب میں جب عقل وہوش بے بس ہو جائیں اپنی طرف رجوع کرنے والوں کو ہدایت دیتا ہے، رشد ورضوان کی طرف مومنین کو ہدایت فرماتا ہے مگر فاسق، کاذب، کفار، خائن اور مسرف اس کی ہدایت سے محروم رہ جاتے ہیں۔

حضرت امام بونی رضی اللہ عنہ نے لکھا ہے کہ ہادی وہ ذات کمال ہے جس نے مخلوق پیدا کر کے اسے اپنی معرفت ذات کی ہدایت دی اور ہدایت کو اپنی ذات سے منسوب کیا۔ ہدایت یقیناً اللہ ہی کی ہدایت ہے جو ہدایت کی طرف چلتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو ہدایت نصیب کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نشاۃ اول میں وجود کو قدم سے پیدا کر کے اس کی دو قسمیں کی ہیں جیسا کہ فرمایا ہے۔ اول فریق جو اہل یمین ہے جنت میں ہے اور دوسرا فریق اہل یسار ہے، دوزخی ہے۔ ان کے وجود پر اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان شاہد ہے۔ اہل ایمان کو اللہ تعالیٰ نے توحید قبول کرنے کی ہدایت دی اور کافروں کو ان کے وجود کے تحت اضطرار دے کر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ہدایت دے دی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی ہادی حقیقی ہے دیگر معبودوں پر ہدایت کا اطلاق مجازاً بھی نہیں ہو سکتا کیونکہ اصل حقیقت میں اللہ تعالیٰ نے ان کو ان کے اعمال کے لحاظ سے اصل کی طرف ہدایت ہی نہیں کی جس پر وہ چلتے بلکہ وہ خود اصل ہدایت سے دور ہو گئے ہیں۔ یہ تمام امور اللہ تعالیٰ کی قضا وقدر ہے اس کے احکامات جور وظلم سے منزہ ہیں۔

قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰىؕ وَاُمِرْنَا لِنُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَۙ (پ7 انعام 71)

ترجمہ: فرمادیجئے کہ ہدایت جسے اللہ دیتا ہے وہی ہدایت ہے اور ہمیں حکم ہے کہ ہم رب العالمین کے سامنے سر تسلیم ختم کر دیں۔

وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدٰىنَا لِهٰذَا۫ وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِیَ لَوْ لَاۤ اَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُۚ

ترجمہ: اور وہ کہیں گے ساری تعریفیں اللہ کیلئے ہیں جس نے ہمیں اس کی راہ دکھلائی اگر وہ ہمیں ہدایت نہ دیتا تو ہم ہدایت نہ پا سکتے تھے۔ (پ8 اعراف 43)

وَاِنِّیْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰى (پ16 طٰہٰ 82)

ترجمہ: اور جو کوئی توبہ کرے ایمان لائے اور نیک عمل کرے پھر ہدایت کی راہ پر چلے میں بے شک اسے بخشنے

والا ہوں۔

وَهُدُوْٓا اِلَى الطَّيِّبِ مِنَ الْقَوْلِ ۚ وَهُدُوْٓا اِلٰى صِرَاطِ الْحَمِيْدِ ○

(پ17 ج24)

ترجمہ: اور پاکیزہ بات قبول کرنے کیلئے ان کی رہنمائی کی گئی تھی اور انہیں تعریف کئے گئے اللہ تعالیٰ کی طرف ہدایت بھی دی گئی تھی۔

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا مِّنَ الْمُجْرِمِيْنَ ۭ وَكَفٰى بِرَبِّكَ هَادِيًا وَّنَصِيْرًا ○

ترجمہ: اور اے میرے محبوب اسی طرح ہم جرم کرنے والوں کو ہر نبی کا دشمن بنا دیتے ہیں اور آپ کیلئے آپ کا رب ہدایت کرنے اور مدد کرنے میں کافی ہے۔ (پ18 فرقان 31)

چنانچہ بچے کو ماں کے شکم سے باہر آنے کے ساتھ ہی پستان سے دودھ چوسنے کی ہدایت دیتا ہے۔ مرغی کے بچے کو انڈے سے نکلنے کے فوراً بعد دانہ چننے کی رہنمائی کرتا ہے۔ شہد کی مکھی کو مسدس شکل میں گھر بنانے کی رہنمائی بھی وہی کرتا ہے۔ یہ مسدس شکل شہد کے ذخیرے کیلئے نہایت موافق اور بہترین شکل ہے۔ ہدایت کی شرح بہت لمبی ہے۔ افضل واعلم ہدایت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے طریق کی رہنمائی فرماتا ہے جو بندے کو جنات نعیم اور اس کی ذات کے چہرہ کریم کے دیدار تک پہنچاتا ہے پھر اپنے خاص بندوں کے باطن میں توفیق کے عجیب عجیب انوار پیدا کرتا اور ایسے اسرار و تحقیق سے بہرہ ور فرماتا ہے کہ اس کے سبب بندہ طاعت و معرفت کی طرف ہدایت پاتا ہے۔ ہدایت سے سب سے بڑھ کر موصوف ہونے والے اور اس اسم سے متخلق ہونے والے انبیاء، اولیا اور علماء ہوتے ہیں کیونکہ یہ حضرات مخلوقات کیلئے ہادی ہیں کہ صراط مستقیم و طریق قویم پر لوگوں کو چلاتے ہیں خصوصاً سید انبیاء ختم رسل صلی اللہ علیہ وسلم جو حق کے راستے کے ہادی اور دینی علوم کو زندہ کرنے والے ہیں اے اللہ ہمیں توفیق دے ہمیں صراط مستقیم پر چلا ان لوگوں کے راستے پر جن پر تو نے انعام فرمایا نہ اس کے راستے پر جو تیرے غضب کا نشانہ بنے اور نہ گمراہوں کا راستہ۔

حضرت ذوالنون مصری قدس سرہ فرماتے ہیں تین چیزیں عارفین کے اخلاق میں سے ہیں۔ غمزدہ لوگوں کی تنگ دلی کو کھولنا، غافل لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی نعمتیں عطا کر کے اللہ کی یاد میں مصروف کرنا اور توحید کی زبان سے مسلمان کو حق کا راستہ دکھانا یعنی ان کے دل کے چہرے کو دنیا سے موڑ کر دین کی طرف کرنا اور دنیوی زندگی سے دل ہٹا کر آخرت کی زندگی کی طرف متوجہ کرنا۔

بندوں میں ھادی انبیاء اور علماء ہیں جو مخلوقات کو سعادت اخرویہ کی طرف لے جاتے ہیں اور صراط مستقیم پر چلاتے ہیں بلکہ خود اللہ تعالیٰ ان کی زبانی ہدایت کرتا ہے اور وہ اس کی قدرت وتدبیر کے تحت میں کام کرتے ہیں۔

پس معلوم ہوا کہ اہل دنیا کا اصل اور حقیقی ہادی اللہ تعالیٰ ہے کیونکہ اصل ہدایت اللہ ہی کی طرف سے ہے۔ اس

لئے جو شخص اللہ تعالیٰ کو اس کے اس صفاتی نام سے پکارتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے راہ حق کی طرف ہدایت دیتا ہے اور وہ اللہ کا بندہ بھی بن جاتا ہے۔ اس لئے ہر شخص کو راہ ہدایت پر لانے کیلئے اور راہ ہدایت پر قائم رکھنے کیلئے یہ اسم بہت موثر ہے۔

جو شخص رات مین کسی وقت اُٹھ کر دعا کے لیے ہاتھ آسمان کی طرف اُٹھا کر پانچ سو مرتبہ اس اسم کو پڑھے تو اسے راہ ہدایت مل جائے گی اور استقامت بھی حاصل ہوگی۔

یَا بَدِیْعُ

یَا بَدِیْعُ (اے عجب چیز پیدا کرنے والے)

اللہ کی ذات کی ایک صفت بدیع ہے جس کا مطلب کسی چیز کو بغیر نمونے کے بنا دینے کے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنی ذات صفات اور افعال میں بے مثل ہے۔ اس لئے وہ بدیع مطلق ہے۔ بدیع کا لفظ ابداع سے بنا ہے جس کے معنی کسی چیز کو نیست وہست میں لانا ہے اور عدم محض کو وجود میں لانا ہے اور کسی چیز کو بنانے کیلئے پہلے سے کوئی مثال موجود ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ اس لحاظ سے بدیع ہے کہ اس نے جو کچھ بنایا ہے وہ پہلے موجود نہ تھا۔

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ بدیع وہ ہے جس کی کوئی مثال نہ گزری ہو۔ پس اگر ذات صفات اور فعال میں اور اس کے متعلقہ ہر امر میں اس کی کوئی مثل نہ گزری ہو تو وہ بدیع مطلق ہے اور اگر کوئی اس قسم کی شے گزر چکی ہو تو وہ بدیع مطلق نہیں رہے گا۔ یہ اسم مطلقاً خدا سے خاص ہے کیونکہ اس کے ساتھ قبل (پہلے) کا معنی کوئی بھی نسبت نہیں رکھتا۔ پس کوئی اس جیسی شے اس سے پہلے کیونکہ ہوسکتی ہے اور اس کے بعد جو چیز موجود ہوتی ہے وہ اس کی ایجاد سے بنی ہے اور وہ اپنے موجد سے کوئی مناسبت نہیں رکھتی۔ پس وہ ازلاً وابداً بدیع ہے۔ بندوں میں سے جو شخص ولایت یا علم میں ایسی فوقیت حاصل کرے کہ اس کی نظیر سابق میں نہ گزری ہو یا اس کے زمانہ میں کوئی اس کی نظیر موجود نہ ہو تو اپنے مخصوص اوصاف میں خاص زمانہ کے اندر بدیع ہے۔

ایک اور قول کے مطابق بدیع بمعنیٰ بے مثل و بے مثال جو ہستی اپنی ذات اپنی صفات اور افعال میں بے مثل و بے مانند ہو وہ بدیع المطلق ہوتی ہے اور وہ صرف ذات باری تعالیٰ ہے۔ اس کے سوا اور کوئی نہیں۔ اسم بدیع بمعنی مبدع بھی آتا ہے یعنی نئی شکل وصورت میں بنانے والا جس کا پہلے سے کوئی نمونہ نہ ہو۔ اس اسم کی دونوں طرح تفسیر کی گئی ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے قول مبارک (بَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ) میں مفسرین نے دونوں طرح تفسیر کی ہے۔

بندے کو چاہئے کہ جو کچھ بھی ہو عجیب عجیب اور نئی نئی خدائی مصنوعات پر نگاہ ڈالتا رہے تو دل کو خدائے بے مثل و مانند کی

جانب جواسے بھی نئی شکل وصورت میں لانے والا ہے لے جائے اور اس کے قدیم وجود پر نئے نئے حادثات کے رونما ہونے سے دلیل پکڑے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی نیا میوہ دیکھتے تو فرماتے تھے کہ یہ ابھی ابھی میرے رب کی طرف سے آیا ہے۔ اسی معرفت کا اثر ہے۔ ہر بندہ جو کہ نبوت کی خاصیت سے مخصوص ہوتا ہے اور ولایت وعلم جواس میں بے مثل و بے نظیر ہوتا ہے یا نئی سامنے آنے والی چیز جو بھی ہوتی ہے اور جو صفت کمال کی طرف لوٹتی ہے اپنے وقت وزمانے میں انوکھی شکل وصورت میں نمایاں ہوتی ہے اسے بھی بدیع کہتے ہیں۔

تمام مخلوقات میں بے مثل ذات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔ آپ ہی اللہ تعالیٰ کی صفات سے متصف ہونے میں فرد کامل اور واحد ذات ہیں اور اسمائے واجب تعالیٰ سے علی الاطلاق موصوف ہونے والے بھی آپ ہی ہیں۔ کوئی بھی ہستی آپ کی مثل اور نظیر نہیں۔ اللھم صل وسلم علی محمد بعدو کل ذرۃ۔

منزه عن شريك فی محاسنه فجوهر الحسن فيه غير منقسم

ترجمہ: آپ اپنے حسن و جمال میں شریک سے منزہ ہیں تو حسن کا ذخیرہ جو آپ میں پایا جاتا ہے تقسیم نہیں ہوسکتا۔ عليه من الصلوات افضلها من التحيات اتمهارا كملها

بدیع کے بارے میں قرآن مجید میں ہے کہ:

بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَاِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ○

ترجمہ: وہ یعنی اللہ آسمانوں اور زمین کا بنانے والا ہے اور جب وہ کسی چیز کے کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو کہتا ہے ہوجا، تو وہ ہوجاتی ہے۔ (پ 1 بقرہ 117)

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا ہے کہ:

بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ اَنّٰى يَكُوْنُ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَمْ تَكُنْ لَّهٗ صَاحِبَةٌ ۭ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ○ (پ 7 انعام 101)

ترجمہ: آسمانوں اور زمین کا بنانے والا ہے۔ اس کے ہاں اولاد کیسے ہوسکتی ہے جبکہ اس کی بیوی نہیں اور اسی نے ہر چیز کو پیدا کیا ہے اور وہی ہر چیز کو جاننے والا ہے۔

کوئی غم یا مصیبت یا مہم یا حاجت درپیش ہو تو بارہ روز تک بعد نماز عشاء بارہ سو مرتبہ يَا بَدِيْعُ الْعَجَائِبِ بِالْخَيْرِ يَا بَدِيْعُ پڑھے تو بارہ دن کے اندر جملہ مقاصد حاصل ہوں گے۔ استخارہ کرنا ہو تو سوتے وقت پڑھ کر سو جائے خواب میں صحیح بات معلوم ہوجائے گی، اس اسم کو بکثرت پڑھتے رہنے سے عجائبات کا بھی مشاہدہ ہوگا۔

یَا بَاقِیُ

یَا بَاقِیُ (اے ہمیشہ باقی رہنے والے)

باقی کا مطلب یہ ہے کہ جو چیز اپنی ابتداء کی حالت میں ہو ویسی ہی ہمیشہ کیلئے رہے۔ اللہ تعالیٰ کو اس لئے باقی کہا جاتا ہے کہ وہ ہمیشہ سے اپنی صورت پر قائم ودائم ہے اور ہمیشہ باقی رہے گا۔

غرضیکہ باقی وہ موجود ہے جو لذاتہ واجب الوجود ہے لیکن جب اس کو ذہن میں زمانہ مستقبل کی طرف منسوب کیا جائے تو وہ باقی کہلائے گا اور جب زمانہ ماضی سے نسبت دی جائے تو اس کو قدیم کہا جائے گا۔

باقی مطلق وہ ہے جس کے وجود کی تقدیر زمانہ مستقبل میں کسی آخری حد تک منتہی نہ ہو جس کیلئے یہ لفظ مقرر ہیں کہ وہ ابدی ہے اور قدیم مطلق وہ ہے جس کے زمانہ میں موجود کی درازی کا ماضی میں کوئی آغاز نہیں اور اس کیلئے یہ لفظ مقرر ہیں کہ وہ ازلی ہے۔

جب تم تسلیم کرتے ہو کہ وہ لذاتہ واجب الوجود ہے تو یہ تمام معنی اس میں آجاتے ہیں۔ یہ اسماء جو مقرر کئے گئے ہیں تو ذہن میں اس وجود کو ماضی و مستقبل کی طرف منسوب کرنے سے پیدا ہوئے ہیں۔ ماضی و مستقبل کے مفہوم میں متغیرات کا معنی شامل ہے اس لئے کہ وہ دونوں زمانے ہیں اور زمانہ میں حرکت و تغیر ہی داخل ہیں کیونکہ حرکت بذاتہا ماضی اور مستقبل کا مجموعہ ہے اور متغیر تغیر کے واسطہ سے زمانہ میں داخل ہوتا ہے پس جو ذات تغیر اور حرکت سے بالاتر ہے۔ وہ زمانہ میں سے نہیں ہے اور نہ اس میں ماضی و استقبال ہے۔ یہ امور تو ہمارے ہی لئے ہیں جن پر زمانہ گزرتا ہے۔ اب کچھ اور حالت ہے پھر کچھ اور ہوگی۔ اس کے بعد کچھ اور ہو جائے گی۔ یہاں تک کہ جو حالت گزر چکی ہے وہ ماضی، جو موجود ہے وہ حال اور جو آنے والی ہے وہ مستقبل کہلاتی ہے اور جہاں نہ آغاز ہے نہ انجام وہاں زمانہ ہی نہیں اور کیوں نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ ہی نے تو زمانہ کو پیدا کیا ہے۔ پس وہ زمانہ سے پیشتر ہے اور زمانہ سے بعد جوں کا توں رہے گا۔

کسی کا یہ خیال بالکل دور از عقل ہے کہ بقاء کی صفت باقی کی ذات سے زائد ہے اور اس سے بھی زیادہ بعید خیال یہ ہے کہ قدامت کی صفت قدیم کی ذات سے زائد ہے۔ ان خیالات کی بیہودگی سے ظاہر ہے کہ اس بنا پر بقاء کی بقاء اور صفات کی بقاء اور قدامت کی قدامت اور صفات کی قدامت کا خبط لازم آتا ہے۔

دوام ابدی اسی کیلئے ہے اللہ تعالیٰ اس لحاظ سے باقی ہے کہ وہ موت کا خالق ہے اور اس کی پیدا کی ہوئی موت اس پر غالب نہیں آسکتی۔ اس کے علاوہ ہر چیز کو فنا ہے مگر جس چیز کو وہ جتنی دیر رکھنا چاہے وہ باقی رہ سکتی ہے جس طرح

انسانوں کے نیک اعمال مرنے کے بعد قیامت تک باقی رہیں گے۔ روح اور جنت دوزخ کا باقی رہنا اس کی مرہون منت ہے یعنی وہ انہیں ختم کرنے پر اختیار رکھتا ہے اور اگر چاہے تو انہیں بھی جب تک چاہے باقی رکھے۔

مَا عِنۡدَكُمۡ يَنۡفَدُ وَمَا عِنۡدَ اللّٰهِ بَاقٍ (پ 14 نحل 96)

ترجمہ: جو تمہارے پاس ہے وہ فنا ہے اور جو اللہ کے پاس ہے وہ بقا ہے۔

اِنَّاۤ اٰمَنَّا بِرَبِّنَا لِيَغۡفِرَ لَنَا خَطٰيٰنَا وَمَاۤ اَكۡرَهۡتَنَا عَلَيۡهِ مِنَ السِّحۡرِ‌ؕ وَاللّٰهُ خَيۡرٌ وَّاَبۡقٰى ۝

بے شک ہم اپنے رب پر ایمان لائے تا کہ وہ ہماری خطائیں معاف کر دے اور جادو بھی معاف کر دے جس پر ہمیں مجبور کیا گیا اور اللہ بہتر ہے اور وہی باقی ہے۔ (پ 16 طٰہٰ 73)

كُلُّ مَنۡ عَلَيۡهَا فَانٍ ۝ وَّيَبۡقٰى وَجۡهُ رَبِّكَ ذُو الۡجَلٰلِ وَالۡاِكۡرَامِ ۝

ترجمہ: یہاں کی ہر چیز فانی ہے اور آپ کے صاحب جلال اور اکرام والے رب کو بقا ہے۔

(پ 27 رحمٰن 26-27)

دائم الوجود جو ہرگز فنا کو قبول نہ کرے۔ بندے کو چاہئے کہ حق تعالیٰ کی بقا کے عکس میں اپنے آپ کو فانی کر دے اور دل کو ماسوا کے تعلق سے محفوظ رکھے۔ اس اسم سے موصوف ہونے کا معنیٰ یہ ہے کہ ایسے کمالات حاصل کرنے کی کوشش کرے جن کے نشانات اس جہاں میں بھی باقی رہیں اور اس جہاں میں بھی اور بندے کو یہ بھی چاہئے کہ جلال حق میں فانی ہو جائے تا کہ اس طرح حیات ابدی پا کر ہمیشہ کیلئے باقی ہو جائے۔

شمس المعارف میں ہے کہ باقی وہ ذات مکمل باقی ہے جس کا وجود کبھی منقطع نہیں ہوتا اور واجب الوجود بذاتہ ہے۔ اس اسم کی ذہن کی طرف اضافت مستقل شاندار ہوتا ہے اور نام باقی رہتا ہے اگر ماضی کی طرف اضافت کی جائے تو قدیم نام رہتا ہے۔ دراصل باقی وہ ہے جس کی قسمت ماضی میں ختم نہ ہو۔ اسی کو اول ازلی اور واجب الوجود بذاتہ کہتے ہیں۔ اس کے یہ مختلف نام ماضی، مستقبل اور منقلبات ں اضافت کی وجہ سے کہے جاتے ہیں کیونکہ ماضی وغیر زمانہ ہے اور تغیر و حرکت زمانہ ہی میں ہوتا ہے اور حرکت بذاتہ ماضی و مستقبل پر منقسم ہے اور متغیر زمانہ میں تغیر و انقلاب کی وجہ سے آتا ہے اور جو چیز تغیر سے خالی ہو وہ زمانہ میں نہیں آ سکتی اور ماضی و مستقبل سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ اسی طرح امور متوجہ کا بھی وقت میں ہونا ضروری ہے جو تھوڑے تھوڑے ظہور پذیر ہوتے ہیں جو گزر گیا ماضی ہوا جس کا انتظار ہے وہ مستقبل ہوگا۔ ان تمام امور کے پیش نظر واقعہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ زمانہ کے پیدا کرنے سے پہلے بھی موجود تھا اور زمانہ کے فنا کرنے کے بعد بھی رہے گا اور در حقیقت اللہ ہی باقی ہے۔

بعد نماز فجر جو شخص اس اسم کو ایک ہزار مرتبہ پڑھے ہر قسم کے نقصان سے محفوظ رہے گا، صدقہ جاریہ کرنے کی توفیق ملے گی دولت کبھی ختم نہ ہوگی، اگر کوئی حاکم اس اسم کو ہمیشہ کثرت سے پڑھتا رہے تو اس کا اقتدار دیر تک باقی رہے گا۔

یَاوَارِثُ

یَاوَارِثُ (اے وارث)

الوارث کا لفظ ورث سے بنا ہے جس کا مطلب کسی کے بعد کسی چیز کا مالک ہونا ہے۔ مالک ہونے کے علاوہ اس لفظ کے معنی مددگار، حمایتی اور اختیار حاصل کرنے والے کے بھی ہیں۔ دنیا کی وراثت یعنی ملکیت فانی ہے۔ اس لفظ کا اطلاق جب اللہ تعالیٰ کی صفات پر کیا جاتا ہے تو اس سے مراد یہ ہوگا کہ کائنات کی ہر چیز کا اصل وارث اللہ تعالیٰ ہی ہے کیونکہ ایک وقت آئے گا کہ دنیا کا کوئی شخص زندہ نہ رہے گا بلکہ صرف اللہ ہی رہے گا۔ اس لحاظ سے اصل وارث اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے وارث ہونے کے بارے میں اپنے کلام میں خود ہی فرماتا ہے۔

لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ (پ24 مومن 16)

ترجمہ: آج ملک کس کا ہے۔

جب روز محشر ہوگا تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ آج ملک کس کا ہے جس کا کوئی جواب نہ دے سکے گا تو پھر اللہ تعالیٰ خود ہی فرمائے گا آج اللہ تعالیٰ واحد قہار ہے یعنی آج کے دن کا اصل مالک اور وارث اللہ ہی ہے جو قہار ہے۔

قرآن میں یوں آیا ہے (لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ) اللہ ہی واحد قہار ہے۔ (پ24 مومن 16) اس سے معلوم ہوا کہ صرف اللہ تعالیٰ ہی ہر چیز کا حقیقی مالک ہے اور مالک ہی اصل وارث ہوتا ہے۔ اس کے متعلق یوں بیان ہوا ہے کہ:

وَإِنَّا لَنَحْنُ نُحْيِ وَنُمِيتُ وَنَحْنُ الْوَارِثُونَ ۝ (پ14 حجر 23)

ترجمہ: اور ہم ہی زندہ کرتے ہیں اور ہم ہی مارتے ہیں اور ہم ہی وارث ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں خود وراثت کی وضاحت کی ہے کہ درحقیقت ہم ہی زندگی بخشتے ہیں اور ہم ہی موت بھی دیتے ہیں اور ہم ہی ہر چیز کے وارث بھی ہیں جس طرح زندگی اور موت میں کسی کو دخل نہیں ہے، اسی طرح زمین اور اہل زمین کی وراثت میں بھی کسی کا کوئی حصہ نہیں۔ سب کا مرجع مولیٰ اللہ ہی ہے۔ پھر فرمایا ہے کہ:

إِنَّا نَحْنُ نَرِثُ الْأَرْضَ وَمَنْ عَلَيْهَا وَإِلَيْنَا يُرْجَعُونَ ۝ (پ16 مریم 40)

بے شک ہم زمین اور جو کچھ اس کے اوپر ہے اس کے وارث ہیں اور سب نے ہماری طرف لوٹ کر آنا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ حقیقی وارث وہ ہے جو سب مالکوں کے فنا ہو جانے کے بعد تمام اشیاء کا مالک ہوگا۔

فقط اللہ تعالیٰ کیلئے مخصوص ہے کیونکہ سب مخلوقات کے فنا ہونے کے بعد وہی باقی رہے گا۔

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ وارث وہ ہے جو مالکوں کے فنا ہونے کے بعد مملوکات کا مالک قرار پاتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ ہے جو خلقت کے فنا ہو جانے کے بعد باقی ہے اور آخر ہر شے کا مرجع وہی ہے۔ اس وقت وہ یوں فرمائے گا لمن الملك اليوم (آج کس کی بادشاہی ہے) پھر خود ہی یوں جواب دے گا۔ اللہ الواحد القھار ''اللہ واحد وقہار کی بادشاہی ہے۔'' یہ سائلانہ ندا ان اکثر لوگوں کے غلط زعم کو دور کرنے کی غرض سے کی جائے گی جو خود بادشاہ اور صاحب ملک ہونے کا گھمنڈ رکھتے ہیں۔ اس وقت اصل معاملہ ان پر آئینہ ہو جائے گا لیکن جو لوگ صاحب بصیرت ہیں وہ ہمیشہ سے خود بخود اس ندا کا معنی سمجھے ہوئے ہیں بلکہ یہی ندا بلا حرف و آواز ہر وقت سن رہے ہیں اور دل سے یقین رکھتے ہیں کہ ہر وقت اور ہر لحہ میں اللہ واحد قہار کی بادشاہی ہے۔ اسی لئے وہ ازلی وابدی ہے۔ اس بات کو کچھ وہی شخص سمجھ سکتا ہے جو توحید فی الفعل کی حقیقت جانتا ہے اور بخوبی سمجھتا ہے کہ زمین و آسمان کی قلمرو میں فاعل واحد وہی واحد و یکتا ہے۔

حضرت شیخ عبدالحق کا قول ہے کہ وارث سے مراد وہ ذات ہے جو تمام موجودات کے فنا ہونے کے بعد بھی باقی رہے گی کیونکہ تمام املاک کے فانی ہونے اور تمام ملکوں کے فنا ہونے کے بعد سب ملکیتیں اسی کی جانب رجوع کر جائیں گی۔ یہ کلام ظاہر کے لحاظ سے ہے ورنہ ازل سے ابد تک مالک علی الاطلاق وہی ہے۔ اس کی ملکیت میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں آ سکتی اور تمام ملک وملکوت بلا کسی شرکت کے اس کی ملکیت میں ہیں۔ تمام اہل بصیرت گوش ہوش سے یہی ندا سنتے ہیں (لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ) جل جلالہ عظیم شانہ

پس بندے کو چاہے کہ مال وراثت کی فکر میں نہ پڑے اور یہ جانے کہ سب کچھ چھوڑ جانا ہے اور سب سے ہاتھ اٹھالینا ہے (مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا) مرنے سے پہلے مرجاؤ، یہ عارفوں کا دستور اور طریقہ ہے ۔

دل برین منزل فانی چہ نہی
رخت بر بند کہ انا اللہ

ترجمہ: اس فانی منزل پر کیا دل لگاتا ہے سامان باندھ لے کیونکہ ہم سب اللہ کی طرف جانے والے ہیں۔ اس اسم سے متخلق ہونے کا معنی یہ ہے کہ دین کے علوم ومعارف حاصل کرے تا کہ انبیاء کا وارث بن جائے۔

طلوع آفتاب سے پہلے اس اسم کو سو مرتبہ پڑھتا رہے عذاب قبر سے محفوظ رہے گا، شک وشبہ دل سے نکل جائے گا۔ اگر اس اسم کو ۲۸۲۸ مرتبہ روزانہ اکتالیس یوم تک مقدمہ وراثت میں پڑھنا بہت مفید ہے۔ جو شخص اسے کثرت سے پڑھتا رہے تو اس کے پاس جو جائیداد ہوگی تادم آخر اس کے پاس رہے گی۔ اگر کسی کے ہاں اولاد نہ ہوتی ہوتو وہ اس اسم کو کثرت سے پڑھا کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو اولاد عطا فرمائے گا اور ایسے ہی حاملہ عورت اس اسم کو ورد

کرے تو حمل محفوظ رہے گا۔

یَارَشِیْدُ

یَارَشِیْدُ (اے سیدھی راہ دکھلانے والے)

الرشید اللہ تعالیٰ کا صفاتی نام ہے جو رشد سے بنا ہے۔ رشید سے مراد رشد و ہدایت دینے والا ہے۔ اس لئے دنیا کا سب سے بہتر رہنما اللہ ہے۔ وہی ہر قسم کی مخلوق کو سیدھے راستے پر گامزن کرنے والا ہے۔ وہ بذات خود رشد و ہدایت کا منبع ہے اور اہل دنیا کو اسی کی توفیق اور نظر عنایت سے ہدایت ملتی ہے۔ اسی لئے اسے رشید کہا جاتا ہے۔ اللہ رشید ہے کہ وہ ہر ہدایت کی طلب رکھنے والے کی رہنمائی فرماتا ہے۔ اللہ رشید ہے کہ اس کے تمام افعال اور اختیارات رشد و ہدایت پر مبنی ہیں۔ اللہ اس لحاظ سے بھی رشید ہے کہ اس کے ہر حکم میں ہدایت پائی جاتی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تمام بندوں کی رہنمائی فرمانے والا ہے اور اس کی رہنمائی اور ہدایت تا قیامت جاری رہے گی۔ صحیح رہنمائی اور ہدایت اسی سے مل سکتی ہے اس لئے جسے صحیح ہدایت کی طلب ہو تو وہ اسے اس صفت سے پکارے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ اسے سیدھی رہ مل جائے گی۔ قرآن مجید میں مختلف مقامات رشد کیلئے استعمال ہوا ہے۔ رشد یعنی ہدایت چونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملتی ہے اس لئے وہ رشید ہے۔ ایک مقام پر ارشاد ہوا ہے کہ:

وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ ۭ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ۙ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ ○ (پ2 بقرہ 186)

ترجمہ: اور جب میرے بندے آپ سے سوال کریں تو میں بہت قریب ہوں جب کوئی پکارنے والا مجھے پکارتا ہے تو اس کی دعا قبول کرتا ہوں۔ پس میری بات مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں تاکہ ہدایت پائیں۔

اسی طرح حضرت ھود علیہ السلام کے واقعہ میں بیان ہوا ہے کہ حضرت ھود علیہ السلام کی قوم نے حضرت ھود علیہ السلام کو کہا تھا۔

اِنَّكَ لَاَنْتَ الْحَلِيْمُ الرَّشِيْدُ (پ12 ھود 87)

ترجمہ: بے شک آپ ہی حلم والے ہدایت والے ہیں۔

اس آیت میں لفظ رشید کا اطلاق تخلق کے لحاظ سے ہوا ہے مگر انسان کو اصل ہدایت اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ملتی ہے۔ قرآن میں ایک اور مقام پر یہ لفظ یوں آیا ہے:

وَّاَنَّا لَا نَدْرِیْٓ اَشَرٌّ اُرِیْدَ بِمَنْ فِی الْاَرْضِ اَمْ اَرَادَ بِهِمْ رَبُّهُمْ رَشَدًا ۝

ترجمہ: اور یہ کہ ہمیں اس کی وجہ کا پتہ نہیں کہ زمین والوں کے ساتھ کس سختی کا ارادہ کیا گیا ہے یا ان کے رب نے ان کیلئے ہدایت کا ارادہ کیا ہے۔ (پ 29 جن 10)

پس معلوم ہوا کہ ہر طرح کی رہنمائی دنیا اور راہ ہدایت پر چلانا اللہ ہی کے دائرہ اختیار میں ہے جس لحاظ سے وہ ذات رشید ہے۔

غرضیکہ رشید وہ ذات ہے جس کی تدبیریں ٹھیک ٹھیک اپنے مقاصد پر فائز ہوں۔ اس کے کوئی معاون ان کی اعانت کرے، یا کوئی رہنما ان کو راہ پر قائم رکھے اور وہ اللہ تعالیٰ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر بندے کو جتنی جتنی دینی و دنیوی تدبیرات کی ہدایت بخشی ہے۔ اتنی ہی تدبیرات کی ٹھیک راہ پر چلنے اور ان سے صحیح مقصد حاصل کرنے کی توفیق بھی دی ہے۔

ایک اور قول کے مطابق یہ لفظ رشد سے بنا ہے بمعنی صحیح راستے پر ہونا۔ یہ گمراہی کی ضد ہے۔ رشد یہ ہے کہ بندے کے اقوال صحیح و درست ہوں، اس کے افعال ٹھیک اور مناسب ہوں اور اس کے احکام مضبوط اور ٹھوس ہوں۔ ان میں خلل اور لغزش کا شائبہ نہ ہو۔ اس کی تمام تدبیرات صحیح نتائج تک پہنچانے والی ہوں اور غلطی و کجی سے محفوظ ہوں۔ علماء فرماتے ہیں کہ یہاں رشید بمعنی مرشد ہے یعنی بندوں کو دین و دنیا کے مقاصد میں اور اس جہاں میں کتاب و شریعت کے مطابق درستی کے راستے پر چلانے والا ہو۔ اس اسم سے تخلق کی وجہ ظاہر ہے۔

اگر کوئی چیز گم ہوگئی ہو یا کسی معاملہ میں فیصلہ نہ کرسکتا ہو تو اس اسم کو نماز مغرب و عشاء کے درمیان ۱۰۰۰ مرتبہ پڑھے تو گم شدہ چیز مل جائے گی قوت فیصلہ بھی پیدا ہوگی۔ اس اسم کو تہجد کے وقت ۳۰۰۰ مرتبہ روزانہ ۱۱ روز تک پڑھنے سے مرشد کامل مل جاتا ہے۔

یَاصَبُوْرُ

یَاصَبُوْرُ (اے برداشت کرنے والے)

صبر ایک بہت ہی اچھا وصف ہے اور صبور اللہ تعالیٰ کا صفاتی نام ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ سب سے زیادہ برداشت کرنے والا اللہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی صفت کے لحاظ سے صبور ہے۔

صبور اصل میں (ص ب ر) سے بنا ہے۔ عقل اور شریعت جن امور کا حکم دیتی ہے ان پر نفس کو جمائے رکھنا اور

جن سے منع کرتی ہے ان سے باز رہنا شریعت میں صبر کہلاتا ہے۔ صبور اسم مبالغہ ہے جس کا مطلب بہت زیادہ صبر کرنے والا ہے چونکہ اللہ تعالیٰ گنہگاروں کا جلد مواخذہ نہیں کرتا بلکہ نرمی کرتا ہے اور جلدی گرفت نہیں کرتا اس لحاظ سے اللہ تعالیٰ صبور ہے۔

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ صبور وہ ہے جس کو کوئی تیزی اور تندہی کسی کام کو جلد اور قبل از وقت کرنے پر مجبور نہیں کرتی بلکہ وہ تمام امور کو خاص اندازے پر قائم کر کے محدود راہ پر چلاتا ہے اور ان کو نہ کسی ست کارندے کی طرح مقررہ وقت سے پیچھے ڈالتا ہے اور کسی جلد باز کی طرح قبل از وقت کرنے لگتا ہے بلکہ وہ ہر کام کو اس کے مقررہ وقت پر، مناسب طریقے سے کرتا ہے۔ یہ تمام امور بلا کسی مخالفت کی مخالفت کے انجام پاتے ہیں۔

بخلاف اس کے بندے کا صبر مخالف کے مقابلے میں خالی نہیں ہے کیونکہ اس کے صبر کے معنی ہی یہ ہیں کہ عقل و دین کی خواہش، شہوت و غضب کی خواہش کے مقابلے میں ثابت قدم رہے۔ جب وہ مخالف خواہش یا باہم کھینچا تانی کرتی ہیں اور جلد بازی کی خواہش جیسی کرتا غیر احتیاطی ہے تو اس خواہش والا صبور کہلاتا ہے کیونکہ اس نے جلد بازی کی خواہش کو پست کر لیا ہے۔

اللہ تعالیٰ میں جلد بازی کا کوئی باعث ہی نہیں ہے۔ پس جب وہ شخص جس میں عجلت کا باعث موجود ہے (گو وہ کمزور ہی ہو گیا ہے) صبور کہلاتا ہے تو وہ ذات اس سے بھی زیادہ اس اسم کی حقدار ہے جس میں اس قسم کا کوئی بھی باعث موجود نہیں ہے۔

وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰمِ اللّٰهِؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ○ (پ13 ابراہیم 5)

ترجمہ: اور انہیں اللہ کے دن یاد کرواؤ بے شک ان میں ہر صابر اور شکر کرنے والے کیلئے نشانیاں ہیں۔

حضرت شیخ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ صبر کا معنی لغت میں ہے برداشت کرنا۔ صبور اسے کہتے ہیں جو گنہگاروں کی گرفت میں جلدی نہ کرے، انہیں سزا دینے اور ان سے انتقام لینے میں جلد بازی سے کام نہ لے۔ صبور حلیم کے معنی کے قریب ہے۔ دونوں میں فرق یہ ہے کہ صبور اس چیز کو ظاہر کرتا ہے کہ اگرچہ اس نے صبر کیا ہوا ہے لیکن آخر کار اسے گرفت میں لائے گا۔ حلیم اس سے مطلق ہے یعنی آخر کار گرفت میں لائے یا نہ لائے۔ بعض کہتے ہیں صبور بمعنی صبر دینے والا، بندے کو صبر دینے والا، بلا و مصیبت میں اس طرح امانت کا بوجھ اٹھانے میں بندے کو صبر دینے والا اور خواہش و شہوت کی مخالفت کرنے میں صبر کرنے والا۔ اسی طرح بندے کو عبادت کے ادا کرنے میں مشقت پر صبر دینے والا وہی سبحانہ وتعالیٰ ہے۔ بندے کو چاہئے کہ تمام مصیبتوں، تکلیفوں اور برائیوں میں اسی سے صبر چاہے اور اس کی نافرمانی سے دور رہے۔

حکایت:

بیان کرتے ہیں کہ اکابر اسلام میں سے ایک بزرگ نے فرمایا ''میں مکہ معظمہ میں تھا۔ میں نے ایک درویش دیکھا جو مسجد خانہ کعبہ میں داخل ہوا اور طواف کیا اور ایک رقعہ جیب سے نکالا۔ اسے دیکھا اور چلا گیا۔ دوسرے دن بھی اس نے اسی طرح کیا اور چلا گیا۔ میں چند دن اس کے اس حال کی نگرانی کرتا رہا۔ وہ اسی طور پر آتا اور چلا جاتا۔ ایک دن آیا اور طواف کیا اور رقعے پر نظر ڈالی اور جان اللہ کے حوالے کر دی۔'' میں اپنی جگہ سے اٹھا رقعے کو دیکھا اس میں لکھا ہوا تھا:

وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَإِنَّكَ بِأَعْيُنِنَا

ترجمہ: اپنے رب کے حکم پر صبر کر بے شک تو ہماری آنکھوں کے سامنے ہے۔

اس اسم سے موصوف ہونے کا معنی یہ ہے کہ کسی کام میں بھی جلد بازی اور شتابی نہ کرے بلکہ آرام و آہستگی اختیار کرے اور فراق کی تکلیف میں امید وصال سے پناہ حاصل کرے اور اپنے درد و اشتیاق کا علاج محبوب کے ذکر سے کرے تاکہ اپنے مقصود کو پالے اور کامیاب و بامراد بن جائے۔ (رَبَّنَا أَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ أَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ○)

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اصْبِرُوا وَصَابِرُوا وَرَابِطُوا وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ

ترجمہ: اے ہمارے پروردگار ہم پر صبر کو انڈیل دے۔ ہمیں ثابت قدمی عطا فرما اور کافروں پر ہماری مدد فرما۔

اے ایمان والو! صبر کرو۔ صبر کی تلقین کرو، جہاد کیلئے تیار رہو، اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو تاکہ تم فلاح پا جاؤ۔

(آل عمران ۲۰۰)

ایک بزرگ فرماتے ہیں صبر کا پیالہ پیتا رہ اگر تو قتل ہو جائے گا تو شہید ہوگا اور اگر زندہ رہے گا تو نیک بخت ہوگا۔

صبرے کنیم تا کرم او چہ میکند   با ایں دل شکستہ غم او چہ میکند

عیسیٰ دم است نفس و ہوا پیش او بکش   وانگہہ نظارہ کن کہ دم او چہ میکند

(1) ہم صبر سے کام لیں گے اور دیکھیں گے کہ اس کا کرم کیا سلوک کرتا ہے اور اس دل شکستہ سے اس کا غم کیا سلوک کرتا ہے۔

(2) میرا معشوق حضرت عیسیٰ کا سانس رکھتا ہے۔ نفس و خواہش اس کے آگے ختم کر دے پھر دیکھ کہ اس کی پھونک کیا کام کرتی ہے۔

صبر کرنے کے بارے میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ:

. لیس احدا ولیس لشیی ء اصبر علی ان یسمعه من اللّٰه انهم لیدعون له ولداً وانهم لیعافیهم ویرزقهم

ترجمہ: اس سے زیادہ اللہ کی جانب سے صبر کیا شے ہوسکتی ہے کہ لوگ تو اس کیلئے اولاد قرار دیں پھر بھی وہ ان سے درگزر کرے اور انہیں رزق بھی دیتا رہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ مخلوق کے گناہوں کو دیکھتے ہوئے بھی برداشت کر رہا ہے اور مہلت دے رہا ہے۔ اس لئے وہ صبور ہے۔

شمس المعارف میں لکھا ہے کہ صبور وہ ذات ہے جو وقت پر کام کرے اور جلدی نہ کرے بلکہ تمام امور کو مقدارات پر رکھے اور سنتوں کے موافق کام کرے اور مدت متعین میں پس و پیش نہ کرے اور ہر چیز میں حکمت الٰہی کو مقرر جانے کہ اللہ جیسے چاہتا ہے کرتا ہے۔

صبر کی کئی قسمیں ہیں۔ ایک صبر روح جو جنت کی نعمتوں کے حصول پر صبر کرنا اور ایک صبر قلب۔ ان چیزوں پر جو اللہ تعالیٰ نے انسان کو دی ہیں ایک صبر عقل ان امور پر صبر جنکی دلیل افعال متقاضی ہے۔ ایک صبر جسم یعنی امراض جسم پر صبر کرنا جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: ایک دن کا بخار ایک سال کے گناہوں کا کفارہ ہے۔

کسی شخص کا نام صبور نہیں رکھا جاتا اس لئے کہ جلدی کے وقت انسان صبر پر قائم نہیں رہ سکتا۔ اور اللہ تعالیٰ جلدی کرنے سے پاک ہے۔ اس سے زیادہ کوئی صبر کرنے والا نہیں ہے۔ گنہگاروں کو وہ مہلت دیتا ہے کہ توبہ کرلیں حالانکہ وہ ہلاک کرنے پر قادر ہے مگر پھر بھی دنیا میں کوئی ایسا عذاب نہیں دیتا جو ظاہر آنکھ فوراً دیکھ سکے۔ اسم صبور ہم معنی اس کے تواب ہے اور تواب وہ ہے جو گناہ کا فوراً مواخذہ نہ کرے تاکہ انسان کبھی تو اس کی رحمت سے توبہ کرے۔

اسم صبور کو جو شخص زیادہ سے زیادہ پڑھنے لگے اس میں صبر کرنے کی قوت بڑھ جاتی ہے۔ وہ سخت سے سخت مصیبت میں صابر ہو جاتا ہے۔ اس لئے بعض صوفیاء نے اہل طریقت کے ابتدائی مریدوں کو یہ اسم پڑھنے کی تلقین فرمائی ہے تاکہ راہ سلوک میں آنے والی پریشانیوں کو وہ خندہ پیشانی سے برداشت کرسکیں۔

دن نکلنے سے پہلے اگر کوئی شخص اس اسم کو سو مرتبہ پڑھ لے تو دن بھر اللہ کی حفاظت میں رہے گا۔ جو شخص اس اسم کو کثرت سے پڑھے گا تو وہ صابر بن جائے گا۔ اگر کسی کو کوئی عظیم صدمہ آجائے تو اس اسم کو نماز فجر اور عشاء کے بعد ۷۰ مرتبہ سات یوم تک پڑھے انشاء اللہ بے پناہ سکون حاصل ہوگا اور صدمے کا غم ختم ہو جائے گا۔

فیوض و برکات اسمائے الٰہیہ

اللہ تعالیٰ کے بعض بندوں نے اللہ تعالیٰ کے دو دو اسماء کو اکٹھا کر کے بھی پڑھا ہے جس سے اسمائے الٰہیہ کے فیوض و برکات میں بے پناہ اضافہ پایا ہے۔ ان دو دو اسماء کے خواص اور فوائد یہ ہیں۔

ا۔ یَامَالِكُ الْمُلْكُ

اے تمام ملکوں کے مالک

ا۔ خیالات فاسدہ کو دور کرنا

دل سے فاسد خیالات کو دور کرنے کی غرض سے کھانا کھاتے وقت ہر لقمہ پر ۷ مرتبہ یہ وظیفہ پڑھ کر کھائیں ان اسماء کی برکت سے دل میں نورانیت پیدا ہو جائے گی اور دل میں پاکیزگی کے جذبات پیدا ہو جائیں گے۔

۲۔ اللہ کی طرف سے روزی کا سبب بننا

اگر کوئی معاشی مشکلات کا شکار ہو اور اس وجہ سے بہت پریشان ہو تو اسے چاہئے کہ وہ ہر نماز کے بعد ۲۱۲ مرتبہ یہ اسماء مبارک پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے تو انشاء اللہ تعالیٰ غیب سے ان کی روزی کے اسباب پیدا ہوں گے اس کے رزق میں فراخی ہوگی اور کبھی بھی اسے رزق کی تنگی کی شکایت نہ ہوگی۔ اللہ تعالیٰ غیب سے وافر روزی عطا فرمائے گا۔

۳۔ غلط فہمی دور کرنے کا وظیفہ

اگر کسی کے دل میں کوئی غلط فہمی ہو اور اس وجہ سے وہ ناراض ہو تو اس کی ناراضگی دور کرنے کی غرض سے اس

وظیفہ کو گیارہ ہزار مرتبہ پڑھ کر پانی دم کریں اور ناراض دور کرنے کی غرض سے ناراض شخص کو پلا دیں انشاء اللہ تعالیٰ اس کے دل سے غلط فہمی دور ہونے کے اسباب پیدا ہو جائیں گے اور وہ راضی ہو جائے گا اور اس عمل کو تاوقت حصول مقصد تک جاری رکھیں۔

۴۔طبیعت میں سخاوت کا جذبہ پیدا کرنا

جس کسی شخص میں کنجوسی کی عادت کوٹ کوٹ کر بھری ہو اور اپنی اس بری عادت سے چھٹکارا پانا چاہتا ہو تو اسے چاہئے کہ وہ ہر روز باوضو حالت میں نماز فجر کے بعد روزانہ ۱۴۸۴ مرتبہ پڑھے۔انشاء اللہ تعالیٰ طبیعت میں سخاوت کا جذبہ پیدا ہو جائے گا۔کنجوسی کی عادت رفع ہو جائے گی اور اس ورد کو سات ماہ تک جاری رکھے۔

۵۔دشمن کے شر سے محفوظ رہنا

دشمن کے شر سے محفوظ رہنے کیلئے ہر روز باوضو حالت میں اس اسم مبارک کا پڑھنا دل سے دشمن کے خوف کو دور کرتا ہے۔دشمن کسی طرح کا نقصان پہنچانے کی جرأت نہیں کرتا۔

۶۔بلند مرتبہ پانا

اس وظیفہ کا بکثرت ورد کرنے والا بہتبلند مرتبہ پاتا ہے۔اللہ تعالیٰ اسے اس قابل کر دیتا ہے کہ وہ جس بھی گناہگار کی طرف نظر کرے گا وہ گناہوں سے تائب ہو جائے گا۔اولیاء اللہ اس وظیفہ کا ورد کثرت سے کرتے ہیں اس سے ان کے درجات میں اافہ ہوتا ہے۔

۷۔عبادت کا شوق پیدا ہونا

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبولیت حاصل کرنے کے لیے بعد نماز عشاء اول وآخر گیارہ مرتبہ درود پاک پڑھیں اور درمیان میں ۳۱۲۵ مرتبہ اس کا ورد کریں۔اس سے اللہ تعالیٰ دل میں عبادت کا شوق پیدا فرمادے گا اور بندے کی توجہ اللہ تعالیٰ کی طرف مبذول ہو جائے گی۔

۸۔مالی وجانی نقصان سے محفوظ رہنا

زندگی میں حادثہ کا پیش آجانا عقل سے بعید نہیں۔اس لئے ایسے کام کرنا جب بھی حادثہ ہونے کا خطرہ ہو، جیسے

ڈرائیور کی ڈیوٹی دینا یا کسی مشین پر کام کرنا، فوجیوں کی سروس عموماً حادثات سے دوچار ہوتی ہے اس لئے فوجی سپاہیوں، دریا میں کشتی دلانے والے ملاحوں، بس، کار، رکشہ اور انجن ڈرائیوروں کیلئے اس اسم کا ورد بہت مفید ہے۔ انشاء اللہ اسے پڑھنے والا ہمیشہ حادثات سے محفوظ رہے گا۔ جو شخص پہاڑی علاقے میں سفر پر جائے تو راستے میں اسے پڑھتا جائے انشاء اللہ زندہ اور صحیح سلامت اپنے گھر واپس آئے گا۔ اس کا ورد جانی اور مالی نقصان سے محفوظ رکھتا ہے اس لئے جو شخص اسے روزانہ ۱۰۰ مرتبہ پڑھتا رہے وہ ہمیشہ پرسکون اور بحفاظت رہے گا۔

۹۔ غربت اور تنگدستی دور ہونا

ہر نماز کے بعد ان اسماء کو کثرت سے ذکر کرنے سے بگڑے کام سنور جاتے ہیں۔ غربت اور تنگدستی کو دور کرنے کیلئے بھی یہ اسم مبارک اکسیر کی حیثیت رکھتا ہے۔ جو شخص ہر نماز کے بعد ۲۱۷ مرتبہ پڑھے گا اور اول و آخر تین تین مرتبہ درود پاک پڑھے انشاء اللہ تعالیٰ کبھی مفلس و قلاش نہ رہے گا۔ اللہ تعالیٰ مال و دولت سے نوازے گا۔ اس کی جائز دلی مراد کو پورا فرمائے گا۔

۱۰۔ کاروبار اور ملازمت میں ترقی

کاروبار کی ترقی اور ملازمت میں بلند مرتبہ حاصل کرنے کے لئے نماز فجر کے بعد اعداد کی تعداد کے مطابق یعنی ۲۱۷ مرتبہ پڑھنے سے مطلوبہ مقصد میں کامیابی حاصل ہوتی ہے۔ ایک اور قول کے مطابق جو شخص اس اسم مبارک کا بکثرت ورد کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے خوشحال کر دیتا ہے اور اس کی کمائی میں خیر و برکت بھی عطا فرماتا ہے۔ غرضیکہ يَامَالِكُ الْمُلْكُ کا ورد کرنے والا ہمیشہ توکل علی اللہ کی نعمت سے فیض یاب رہتا ہے اور وہ اللہ کے سوا کسی دوسرے پر بھروسہ نہیں کرسکتا۔

۱۱۔ کسی کو اپنی طرف مائل کرنے کا عمل

اگر کسی شخص کو اپنی طرف مائل کرنا مقصود ہو تو اس ورد کو خلوت میں بیٹھ کر سحری کے وقت ۴۰ دن تک ۱۲۱۸ مرتبہ روزانہ پڑھیں۔ انشاء اللہ جس کسی کو اپنی طرف مائل کرنے کا تصور دل میں کریں گے وہی مائل ہو جائے گا۔ ایک اور عامل کا کہنا ہے کہ جو صبح صادق سے لے کر سورج نکلنے تک اس ورد کو کثرت سے پڑھے گا انشاء اللہ اسے تسخیر حاصل ہوگی۔

۲۔ یَارَحْمٰنُ یَارَحِیْمُ

اے مہربان، اے رحم کرنے والے

ا۔ رقت قلبی

یَارَحْمٰنُ یَارَحِیْمُ کا ورد رقت قلبی پیدا کرنے کیلئے بڑا موثر اور مفید ہے۔ لہٰذا دل کی سختی دور کرنے اور اپنے اندر شفقت و رحمت کا مادہ پیدا کرنے کیلئے ہر نماز کے بعد ۳۰۰ مرتبہ ان اسماء کے پڑھنے سے مثبت اثرات پیدا ہوں گے اور اس سے مخلوق بھی اس پر مہربان ہو جائے گی۔ ایک اور قول کے مطابق کسی میٹھی چیز پر کثرت سے یارحمٰن یارحیم پڑھ کر دم کریں اور وہ چیز کسی سخت گیر اور درشت لہجے والے شخص کو بھی کھلا دیں تو نرم خو اور مہربان ہو جاتا ہے۔

۲۔ حصول رحمت

یَارَحْمٰنُ یَارَحِیْمُ کا ورد حصول رحمت کیلئے بہت مجرب ہے۔ جو شخص اسے روزانہ ۴۱۰۰ مرتبہ صبح یا شام پڑھنے کا معمول بنا لے تو خداوند کریم اس پر اپنی رحمت کے دروازے کھول دے گا۔ بیشمار بزرگان دین اور مشائخان طریقت نے اس اسم کو کثرت سے پڑھا اور ان پر اللہ کی رحمت نچھاور ہوئی۔ اسے پڑھنے سے دل عبادت کی طرف بھی بہت مائل ہوتا ہے۔

۳۔ مشکل کا آسان ہونا

اگر کوئی شخص یَارَحْمٰنُ یَارَحِیْمُ کو ۴۰ یوم تک، روزانہ ۱۱۰۰ مرتبہ سونے سے پہلے پڑھے تو اس کی تمام مشکلات آسان ہو جائیں گی اور جس کسی سے کوئی کام ہوگا وہ فوراً کر دے گا۔ دنیا اور آخرت میں اسے سعادت حاصل ہوگی۔ ایسے ہی کسی بھی مشکل میں پھنسے ہوئے شخص کو اگر خلوص نیت کے ساتھ ۵۵۶ مرتبہ یَارَحْمٰنُ یَارَحِیْمُ پڑھ کر دم کر کے اسے پانی پلا دیا جائے تو اس سے اس کے دل کی سختی نرمی میں بدل جائے گی اور اس میں مہربانی کا عنصر نمایاں دکھائی دینے لگے گا۔

ان اسماء کو ۴۱ مرتبہ لکھ کر اگر مدنظر رکھیں تو اس مزاج اور طبیعت میں نرمی اور متانت پیدا ہو جاتی ہے۔

۴۔ حافظے کی کمزوری کا دور کرنا

حافظے کی کمزوری کو دور کرنے اور مرض نسیان کی صورت میں ہر نماز کے بعد یَـارَحْـمٰنُ یَـارَحِیْمُ کثرت سے پڑھنا بہت فائدہ دیتا ہے۔ اس سے یادداشت میں بہتری پیدا ہو جائے گی۔ منقول ہے کہ اگر کوئی شخص چاہے کہ غفلت اور نسیان دور ہو کر نماز کی محبت پیدا ہو جائے تو اسے چاہئے کہ ان اسماء کو کثرت سے پڑھتا رہے اللہ تعالیٰ ان اسماء کے پڑھنے کی برکت سے نماز قائم کرنے کی توفیق عطا فرمادے گا۔

۵۔ پڑھائی سے بھاگنے والے بچوں کا علاج

جو بچے پڑھائی میں دل لگا کر پڑھتے نہ ہوں بلکہ بھاگتے ہوں ان کے والدین ان اسماء کو گیارہ روز تک روزانہ ۴۱۰۰ مرتبہ پڑھ کر پانی دم کر کے پلائیں انشاء اللہ تعالیٰ بچوں کا دل پڑھائی میں لگنے لگے گا اور بچے پڑھائی میں ہوشیار ہو جائیں گے۔

۶۔ غم خواری اور مونس کا پیدا ہونا

یَـارَحْـمٰنُ یَارَحِیْمُ کو ۷۰۰ مرتبہ پڑھنا عزت میں اضافے کا باعث بنتا ہے۔ اپنے بیگانوں میں ہر دلعزیزی پیدا ہوتی ہے۔ ہر ملنے والا محبت سے پیش آتا ہے اس کے سامنے دشمن بھی آ کر نرم پڑ جاتے ہیں۔ اس کا دل بذات خود بھی بڑا نرم ہو جاتا ہے اور وہ دوسروں کے ساتھ بڑی ہمدردی اور شفقت سے پیش آتا ہے اگر یَـارَحْـمٰنُ یَارَحِیْمُ کو ہر نماز کے بعد ۳۰۰ بار پڑھیں تو اس سے ہر شخص اس کا دوست، مونس، غم خوار اور مہربان ساتھی بن جاتا ہے۔

۷۔ نیک رشتہ ملنے کا ورد

اگر کسی کو اپنے بیٹے یا بیٹی کا رشتہ نہ ملتا ہو یعنی کوئی اچھا رشتہ اس کے دل کی حاجت پوری نہ ہوتی ہو تو اسے چاہیے کہ ان اسماء کو علیحدہ پاکیزہ جگہ پر بیٹھ کر باوضو روزانہ ۳۱۲۵ مرتبہ پڑھے اور ہر روز وظیفہ ختم ہونے پر اللہ کے حضور نیک رشتہ ملنے کی التجا کرے انشاء اللہ بہتر اسباب پیدا ہوں گے۔ اس وظیفہ کے شروع اور آخر میں گیارہ گیارہ مرتبہ استغفار ضرور پڑھے۔

۸۔ قید سے رہائی

بے جا اسیر ہونے والے لوگوں اور ناجائز طور پر قید و بند میں پڑے ہوئے قیدیوں کیلئے سوا لاکھ مرتبہ یارحمٰن یارحیم

کا اجتماعی طور پر وظیفہ اور ورد کر کے دعا مانگی جائے تو اللہ تعالیٰ ایسے قیدی کو جلد ہی آزاد کر دیتا ہے۔ ایک اور قول کے مطابق اگر کوئی شخص قید میں پھنسا ہوا ہو اگر وہ اسے کثرت سے پڑھنا شروع کر دے تو قید سے رہائی کے اسباب پیدا ہو جائیں گے۔

۹۔ حاجات کا پورا ہونا

یَـا رَحْـمٰنُ یَـا رَحِیْمُ کا ورد حاجات کے پورا ہونے کیلئے بڑا مفید ہے۔ اگر کوئی شخص ۴۱ روز ۱۰۰ مرتبہ کسی بھی وقت یَا رَحْمٰنُ یَا رَحِیْمُ کا ورد کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے تمام حاجتیں پوری کر دیتا ہے۔

۱۰۔ میاں بیوی میں سلوک پیدا کرنا

اگر میاں بیوی میں ناراضگی ہو اور شوہر اپنی بیوی سے سخت ناراض ہو تو ایسی صورت میں بیوی کو چاہئے کہ وہ ۵۵۶ مرتبہ ان اسماء کو پڑھ کر کسی میٹھی چیز پر دم کرے اور شوہر کو کھلائے۔ اس اسم کی برکت سے شوہر مہربان ہو جائے گا چند یوم کے اس عمل سے میاں بیوی میں بہت جلد صلح ہو جائے گی اور میاں بیوی آپس میں خوش مزاج رہنے لگیں گے۔

۱۱۔ بیماری سے شفا کا عمل

ان اسماء کے ذکر میں اللہ تعالیٰ نے شفا بھی رکھی ہے کیونکہ بیماری سے شفا ہمیشہ اللہ کی رحمت کی بدولت ہی حاصل ہوتی ہے جو شخص یَا اَللّٰهُ یَا رَحْمٰنُ یَا رَحِیْمُ کو نماز فجر کے بعد روزانہ ۵۵۶ مرتبہ پڑھے وہ تندرست و توانا رہے گا۔ اگر کسی بیمار کو یہی اسم سات دن کے اندر ۷۰۰۰ مرتبہ پڑھ کر پانی دم کر کے پلائیں انشاء اللہ تعالیٰ صحت یاب ہوگا۔ ہر بیماری کی شدت کو کم کرنے کے لیے یَـا رَحْـمٰنُ یَـا رَحِیْمُ کا دم کیا ہوا پانی بار بار ایک ایک گھونٹ پینے سے ضرور افاقہ ہو جاتا ہے۔

۱۲۔ انجام بخیر کا بہترین عمل

صاحب ایمان رہتے ہوئے اس دنیا سے جانا بڑے مقدر کی بات ہے۔ لہٰذا یَـا اَللّٰهُ یَـا رَحْـمٰنُ یَا رَحِیْمُ پڑھنے والا صاحب ایمان مرے گا اس کا خاتمہ بالخیر ہوگا۔ سکرات اور نزاع کے عالم میں آسانی پیدا ہوگی۔ قبر کی منازل بڑے آرام سے طے ہوں گی۔ اللہ اس پر حد سے زیادہ رحم کرے گا اور اس کی قبر کو کشادہ کر کے مثل جنت کر دے گا اور آخرت میں اس کی نجات ہوگی۔

۳۔ یَالَطِیْفُ یَاخَبِیْرُ

اے لطف وکرم فرمانے والے، اے خبر دینے والے

۱۔ دل کا نور ایمان سے منور ہونا

جو شخص یہ ورد بعد نماز فجر سینے پر دونوں ہاتھ رکھ کر ۱۵۱ مرتبہ پڑھے تو اس کا دل نور ایمان سے منور ہو جائے گا اور اس کی قسمت کھل جائے گی۔ ہر کام میں آسانی پیدا ہوگی رکی ہوئی۔

۲۔ ظہور لطائف

جس شخص کو اللہ کی معرفت کا راستہ نہ ملتا ہو وہ اللہ کے تصور میں ڈوب کر کثرت سے اس وظیفہ کو پڑھے اس پر باطن کی راہ کھل جائے گی اور ولی کامل بننے کیلئے اسے رہنمائی میسر آجائے گی۔ اس پر انوارات کا بھی ظہور ہوگا کیونکہ یَالَطِیْفُ یَاخَبِیْرُ کو پڑھنے سے اللہ کی رحمت پڑھنے والے کے شامل حال ہو جاتی ہے۔

۳۔ حصول کشف واسرار

جو شخص یہ چاہیے کہ اللہ تعالیٰ اسے کشف واسرار سے مطلع فرمائے تو وہ رات کو سونے سے پہلے باوضو حالت میں روزانہ ۱۵۱۰ مرتبہ اس ورد کو پڑھے اور پھر سو جائے۔ روزانہ کے معمول سے اس کا شمار صاحب کشف میں ہو جائے گا اور اس عمل کو تا حصول مقصد جاری رکھے۔

۴۔ حصول لطف وکرم

ان اسماء کو بکثرت پڑھنے والے کو اللہ تعالیٰ اپنی مہربانیوں اور نوازشات سے سرفراز فرماتا ہے۔ ان اسماء کے ذاکر سے مخلوق خدا لطف وشفقت سے پیش آتی ہے۔ اس کے کاموں میں کسی قسم کی رکاوٹ پیدا نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ اسے لطف وعنایت کا مظہر بنا دیتا ہے۔

۵۔ علمی دولت سے مالا مال ہونا

ان اسماء مبارکہ کا بکثرت ذکر کرنا طالب علموں کیلئے انتہائی نافع ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے ذاکر کو دینی ودنیاوی علوم

کی دولت سے مالا مال کر دیتا ہے۔ چشم خلائق میں مقبول و محترم ہونے کیلئے نماز فجر کے بعد ۷۰۰ مرتبہ پڑھیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ مخلوق میں اسے بلند مرتبہ حاصل ہوگا ہر کوئی اس کے ساتھ عزت و مہربانی سے پیش آئے گا۔

۶۔ نفس کا تابعدار ہونا

جو شخص اس وظیفہ یعنی یَا لَطِیْفُ یَا خَبِیْرُ کو بعد نماز چاشت ۱۵۱۰ مرتبہ روزانہ پڑھنے کا معمول بنا لے تو اللہ تعالیٰ اس کے نفس کو فرمانبردار کر دیتا ہے اور اس کا نفس ہمیشہ اللہ کے خوف کے باعث نیک اعمال کی طرف مائل رہے گا اور ان اسماء کی بدولت وہ برائیوں سے بچا رہتا ہے۔

۷۔ حصول رشتہ میں آسانی

لڑکیوں کے بہتر رشتے اور انتظامات شادی کیلئے ان اسماء مبارک کا ذکر بے حد مفید اور مؤثر ہوتا ہے۔ اگر کسی لڑکے یا لڑکی کے رشتے کے بارے میں پریشانی ہو، اچھا رشتہ نہ ملتا ہو یا شادی نہ ہوتی ہو تو ایسی صورت میں پاکیزہ جگہ پر باوضو حالت میں اول دو رکعت نفل نماز ادا کرے پھر اطمینان سے بیٹھ کر اول و آخر تین تین مرتبہ درود پاک پڑھے۔ اس کے بعد ۱۱۰۰ مرتبہ یَا لَطِیْفُ یَا خَبِیْرُ کا ورد کرے اور پھر تین مرتبہ درود پاک پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے انشاء اللہ تعالیٰ جلد ہی دلی مراد پوری ہو جائے گی اور بگڑے ہوئے کام سنور جائیں گے۔

۴۔ یَا عَلِیُّ یَا عَظِیْمُ

اے سب سے اعلیٰ، اے عظمت والے

۱۔ عزت و عظمت

جو شخص عزت اور عظمت حاصل کرنے کیلئے اس ورد کو روزانہ ۳۰ مرتبہ پڑھے گا اور تین سال تک اس کی پڑھائی جاری رکھے گا اللہ تعالیٰ اسے گھر بار، عزیز و اقارب، یار دوست اور تمام ملنے جلنے والوں میں معزز کر دے گا اور اس کی عزت کا سکہ لوگوں کے دلوں میں بیٹھ جائے گا۔ عزت حاصل ہونے کے ساتھ اسے حسب منشاء دولت بھی حاصل ہوگی اس لئے یہ وظیفہ اہل تقویٰ کیلئے پڑھنا بہت مفید ہے تاکہ وہ دوسروں کی نظر میں باعزت رہیں۔

۲۔حاجت پوری ہونا

اگر کسی شخص کو کوئی حاجت درپیش ہو تو اسے چاہیے کہ اس وظیفہ کو یوں پڑھے کہ پہلے روز ایک ہزار مرتبہ، دوسرے روز ۲ ہزار، تیسرے روز ۳ ہزار حتیٰ کہ گیارہویں روز ۱۱ ہزار مرتبہ پھر بارہویں روز ۱۰ ہزار مرتبہ تیرہویں روز ۹ ہزار مرتبہ یعنی جس ایک ایک ہزار بڑھایا تھا اسی طرح کم کرتا چلا جائے۔حتیٰ کہ اکیسویں دن ایک ہزار مرتبہ پڑھے۔اس کے بعد سجدے میں سر رکھ کر اللہ کے حضور اپنی حاجت پیش کرے۔انشاءاللہ اس کی حاجت پوری ہوگی۔

۳۔شادی ہونے کا عمل

ایسا لڑکا یا لڑکی جس کیلئے مناسب رشتہ نہ ملتا ہو یا شادی نہ ہوتی ہو تو اس کے والدین اس وظیفہ کو گیارہ ہزار مرتبہ روزانہ ۲۱ دن تک پڑھیں۔نماز فجر اور نماز عشاء کے بعد پڑھنا زیادہ مفید ہے۔جونہی وظیفہ مکمل ہوگا تو شادی کے پیغامات آنا شروع ہو جائیں گے۔انشاءاللہ تعالیٰ جلد شادی ہونے کے اسباب پیدا ہو جائیں گے

۴۔ملازمت میں پُرسکون رہنا

اگر کسی ملازم کا انچارج یا افسر اسے ہر وقت ذلیل کرتا رہے یا توہین آمیز الفاظ سے پکارتا رہے تو اسے چاہیے کہ کثرت سے اس وظیفہ کو ۴۰ دن اپنی سیٹ پر بیٹھ کر ڈیوٹی کے آغاز میں پڑھے۔اس وظیفہ کو خیر و برکت سے پڑھنے والے کا افسر یا انچارج اس پر مہربان ہو جائے گا اور اس کی ذہنی کوفت دور ہو جائے گی۔اس کی ملازمت پُرسکون اور خوشحال ہو جائے گی۔

۵۔حصول برکت ورحمت

دین و دنیا میں اللہ کی رحمت اور برکت حاصل کرنے کیلئے اس وظیفہ کو ۴۰ یوم میں سوا لاکھ مرتبہ پڑھیں انشاءاللہ اس وظیفہ کی برکت سے عزت حاصل ہوگی اور جائز خواہش پوری ہوگی۔

۶۔انگوٹھی میں کندہ کروانا

جو شخص ان اسماء کو اپنی چاندی کی انگوٹھی پر کندہ کروالے اور ہمیشہ اپنے پاس رکھے اور دن میں گاہے بگاہے روزانہ اس کا ورد بھی کرتا رہے تو وہ ہمیشہ معظم و مکرم رہے گا اور کبھی غریب نہ ہوگا۔افلاس اور بھوک اس سے دور رہے گی۔اس

کی روزی میں آہستہ آہستہ اضافہ ہوتا رہے گا۔ صاحب حیثیت لوگوں میں اس کے تعلقات قائم رہیں گے۔

۷۔ رزق میں کشادگی

ہر نماز کے بعد ۱۱۳۰ مرتبہ ان اسماء مبارکہ کو پڑھنے سے محتاجی دور ہو جاتی ہے۔ رزق میں تنگی نہیں رہتی۔ رزق میں وسعت و کشادگی پیدا ہو جاتی ہے اور تنگدستی سے ہمیشہ کیلئے نجات مل جاتی ہے اور جب اللہ تعالیٰ کشادگی پیدا کر دے تو اللہ کی راہ میں کمائی سے حسب توفیق خرچ کرتے رہنا بہت بہتر ہوگا۔

۸۔ امراض چشم سے شفا

امراض چشم کو دور کرنے کی غرض سے یہ اسم پاک اپنا فوری اثر دکھاتا ہے۔ جس کسی کی آنکھیں دکھتی ہوں اور کسی بھی طرح آنکھوں کی سرخی نہ جاتی ہو وہ باوضو حالت میں ان اسماء مقدسہ کو ۷۰۰ مرتبہ پڑھے اور پانی پر دم کرے۔ یہ پانی سلائی سے آنکھوں میں سرمے کی طرح لگائے انشاء اللہ تعالیٰ تین دن میں آرام آجائے گا۔ آنکھوں کی سرخی ختم ہو جائے گی۔

۹۔ سفر میں بخیریت رہنا

اگر کوئی شخص سفر پر جا رہا ہو تو وہ باوضو حالت میں کثرت سے اس وظیفہ کو پڑھتا رہے۔ راستے کی صعوبتوں اور مشکلات سے محفوظ رہے گا اور سفر بخیر و عافیت انجام پذیر ہوگا اور جس مقصد کیلئے سفر کیا ہوگا وہ پورا ہوگا اور اہل و عیال بھی عافیت سے رہیں گے۔

۵۔ یَاغَنِیُّ یَامُغْنِیُّ

اے غنا والے، اے دولت دینے والے

۱۔ فروغ تجارت

جس شخص کی تجارت یا دکان نہ چلتی ہو اسے چاہیے کہ دکان کھول کر اطمینان سے دکان میں بیٹھے اور گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھے اور بعد میں ۱۱۰۰ مرتبہ مندرجہ بالا وظیفہ کو پڑھنے کا ہمیشہ کیلئے معمول بنا لے انشاء اللہ جب تک وہ

اس وظیفہ کو پڑھنے پر کاربند رہے گا اس کی تجارت میں اضافہ ہوتا چلا جائے گا۔ جس شخص کی دکان نہ چلتی ہو اسے بھی اسی طریقہ سے اس وظیفہ پر عمل کرنا چاہیے انشاء اللہ اس کی دکان چل جائے گی۔

۲۔اضافہ رزق

ہر جمعرات کو رات کے وقت عشاء کی نماز کے بعد اور تہجد کی نماز سے پہلے اس وظیفہ کو ۲۱ جمعرات تک ۲۱ ہزار مرتبہ ہر جمعرات کو پڑھنا اضافہ رزق کا سبب بنتا ہے اور جو شخص نماز تہجد کے بعد اسے جمعرات ہی کی رات کو ایک ہزار مرتبہ پڑھنے کا معمول بنا لے تو اس کے مال و دولت میں اضافہ ہوتا چلا جائے گا۔ وہ تھوڑے ہی عرصے میں بہت امیر و کبیر بنتا چلا جائے گا۔ اضافہ رزق کیلئے اسی وظیفہ کو پڑھنے کا ایک طریقہ یہ ہے کہ ہر جمعہ کو صبح کی نماز کے بعد ۷۰ ہزار مرتبہ پڑھے اور ۲۱ جمعوں تک اس ورد کو جاری رکھے اللہ تعالیٰ اسے ہر لحاظ سے غنی کر دے گا۔

۳۔دشمن پر غلبہ

اس اسم میں دشمن پر غلبہ حاصل کرنے کے اثرات قوی اور نمایاں ہیں لہٰذا جو شخص اسے گاہے بگاہے پڑھتا رہے اللہ اسے دشمنوں سے محفوظ رکھتا ہے۔ اگر کوئی شخص انتہا درجے کی دشمنی پر اترا ہو تو اس صورت میں چاہیے کہ اس اسم کو روزانہ ۱۷۳۰ مرتبہ ۴۰ دن تک پڑھے انشاء اللہ دشمن دشمنی سے باز آ جائے گا۔ پڑھنے والا اللہ تعالیٰ کو قدم قدم پر حامی و مددگار پائے گا۔

۴۔مزدوروں اور ماتحتوں سے کام لینا

ایسا شخص جس کے ماتحت کوئی مزدور کام کرنے والا ہو یا چند مزدور ہوں اور وہ دل جمعی سے کام نہ کرتے ہوں تو اس صورت میں اسے چاہیے کہ وہ ۲۱۳۵ مرتبہ روزانہ اسے پڑھے اور ۶ ماہ تک اس کو جاری رکھے انشاء اللہ تعالیٰ کی رحمت سے تابعدار ہو جائیں گے۔

۵۔دولت مند بننے کا وظیفہ

اعتکاف میں بیٹھ کر اس وظیفہ کو ۲۰ ہزار مرتبہ روزانہ پڑھیں اور اللہ کے حضور حصول دولت کی دعا کریں اور خاص کر تہجد کی نماز پڑھنے کے بعد سجدے میں سر رکھ کر دعا کریں انشاء اللہ تعالیٰ اضافہ رزق ہوگا۔

۶۔ دلی مراد پورا ہونا

اگر کسی کی کوئی جائز دلی مراد پوری نہ ہورہی ہو تو اسے چاہیے کہ وہ نماز عصر کے بعد باوضو حالت میں ۲۱۶۰ مرتبہ اس ورد کو پڑھے پھر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا مانگے تو انشاء اللہ تعالیٰ اس کی دلی مراد جلد پوری ہوگی۔

۷۔ نفس کو قابو رکھنا

اپنے نفس کو قابو کرنے کی غرض سے ہر وقت باوضو حالت میں ان اسماء کو پڑھنا انتہائی فائدہ مند ہے۔ اس ورد کے خواص کی برکت سے برائیوں سے نفرت ہوجاتی ہے اور ہر قسم کی بری عادات سے چھٹکارا مل جاتا ہے۔ کثرت سے پڑھنا زیادہ مفید ہے۔

۸۔ نعمتوں کا حصول

یہ وظیفہ کثرت سے پڑھنے کا معمول بنانے والے کو اللہ تعالیٰ دین و دنیا کی نعمتوں سے اس قدر سرفراز کر دیتا ہے کہ پڑھنے والا خود غنی ہو جاتا ہے۔ صاحب نصاب ہو جاتا ہے اس کی تمام حاجات پردہ غیب سے پوری ہونے کے بہتر اسباب پیدا ہو جاتے ہیں۔ اسکے ہاں مال و دولت کی کمی نہیں رہتی۔ رزق کی فراوانی ہو جاتی ہے جس بھی کام میں ہاتھ ڈالتا ہے اللہ تعالیٰ اس میں خیر و برکت ڈال دیتا ہے اسے ہر کام میں فائدہ ہی ہاتھ آتا ہے۔ اس کی معاشی تنگی خوشحالی میں بدل جاتی ہے۔

۹۔ کمائی میں برکت

یہ اسماء مبارکہ ۲۱۶۰ مرتبہ روزانہ پڑھنے سے اللہ تعالیٰ رزق حلال میں برکت عطا فرماتا ہے اور حرام سے بچنے کی توفیق دیتا ہے اس مقصد کیلئے اول و آخر گیارہ گیارہ مرتبہ درود پاک پڑھیں۔ اس ورد کا یکسوئی اور خلوص دل کے ساتھ ورد کرنے سے ذاکر جس قدر چاہے گا اللہ تعالیٰ اسے عطا فرمائے گا۔

۱۰۔ امراض رحم سے بچے رہنا

اہل علم نے اس وظیفہ کی ایک یہ خاصیت بیان کی ہے جو شخص اپنی بیوی کے پاس جانے سے پہلے ۷۰ مرتبہ یہ اسم پاک پڑھے گا اس کی بیوی کبھی بھی رحم کے مرض میں مبتلا نہ ہوگی۔

۱۱۔ غیبی امداد

اس ورد کے بکثرت پڑھنے والے کو اللہ تعالیٰ مخلوقات میں کسی کا محتاج نہیں رکھتا۔ اللہ تعالیٰ اس کے ہر کام غیب سے پورا کرنے کا سامان مہیا فرما دیتا ہے۔

٦۔ یَاغَفُوْرُ یَارَحِیْمُ

اے بخشنے والے، اے رحم کرنے والے

۱۔ سچی توبہ

اگر کوئی شخص صدق دل سے توبہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگے اور اس کے ساتھ ہر نماز کے بعد ۳۰۰ مرتبہ یَاغَفُوْرُ یَارَحِیْمُ پڑھے۔ اول آخر گیارہ گیارہ مرتبہ درود پاک پڑھے پھر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے تو اس کی دعا اللہ تعالیٰ بہت جلد قبول فرمائے گا اور اس کی توبہ کو اپنی بارگاہ اقدس میں قبولیت کا شرف عطا فرمائے گا۔

۲۔ شدت مرض میں تخفیف

اگر کوئی مریض مرض کی شدت کو کم کرنے کیلئے باوضو ہو کر یَاغَفُوْرُ یَارَحِیْمُ کو ۱۵۴۴ مرتبہ پڑھے پھر پانی پر دم کرے اور صبح نہار منہ پی لے۔ انشاء اللہ تعالیٰ بیماری میں افاقہ ہوگا اور مرض جلد جاتا رہے گا۔ اس عمل کو تندرست ہونے تک پڑھتا رہے۔ ان اسماء کی پڑھائی کے باعث اللہ تعالیٰ گناہوں اور برے کاموں کی معافی عطا فرماتے ہوئے شفا عطا فرمائے گا۔ ہر نماز کے بعد اس وظیفہ کی ایک تسبیح پڑھنے سے اللہ تعالیٰ پڑھنے والے کے حال پر مہربانی فرماتا ہے۔

۳۔ تسخیر خلائق

اگر کوئی چشم خلائق میں مقبول ہونا چاہتا ہو کہ ہر کوئی اس کے ساتھ مہربانی سے پیش آئے تو وہ ہر فرض نماز کے بعد

۱۵۴۴ مرتبہ یَاغَفُوْرُ یَارَحِیْمُ پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے تو بفضل باری تعالیٰ مخلوق اس پر مہربان ہو جائے گی۔

۴۔ پریشانی اور مصیبت کا دور ہونا

اگر کوئی شخص کسی پریشانی میں مبتلا ہو تو اسے چاہیے کہ یَاغَفُوْرُ یَارَحِیْمُ کو نماز فجر کے بعد ۱۵۴۴ مرتبہ اور نماز عشاء کے بعد ۱۵۴۴ مرتبہ پڑھنا شروع کر دے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پریشانی ختم ہونے کی دعا کرتا رہے اور اس پڑھائی کو تاحصول مقصد جاری رکھے اللہ تعالیٰ اپنی خاص رحمت اور عنایت سے ان اسماء کو پڑھنے والے کی بڑی پریشانی بھی دور فرما دے گا۔

۵۔ بیماری سے شفا

اگر گلے کی خرابی کی وجہ سے آواز بیٹھ جائے، سر میں درد کی شکایت پیدا ہو جائے اور بخار کا عارضہ لاحق ہو جائے تو ایسی صورت میں یہ ورد اپنے شفائی اثرات دکھانے کیلئے اکسیر کی حیثیت رکھتا ہے۔ ایک صاف کاغذ پر سات مرتبہ یہ اسماء سبز روشنائی سے لکھیں اور پانی میں گھول کر پی لیں انشاء اللہ تعالیٰ شفا ہو جائے گی۔

۶۔ میاں بیوی میں اتفاق کرانا

اگر میاں بیوی کے مابین سخت ناچاقی پیدا ہو گئی ہو، خاوند اپنی بیوی کی شکل دیکھنا بھی پسند نہ کرتا ہو تو بیوی کو چاہیے کہ باوضو حالت میں یَاغَفُوْرُ یَارَحِیْمُ ۱۵۴ مرتبہ پڑھ کر کسی میٹھی چیز پر دم کر کے شوہر کو کسی طریقہ سے کھلا دے تو انشاء اللہ تعالیٰ دونوں میں صلح ہو جائے گی اور شوہر بیوی پر مہربان ہو جائے گا۔

۷۔ نیک اولاد کا ملنا

اگر کسی کو نیک اور صالح اولاد کی خواہش ہو تو وہ ہر نماز کے بعد اول آخر تین تین مرتبہ درود پاک پڑھے اور درمیان میں ۱۰۰ مرتبہ یَاغَفُوْرُ یَارَحِیْمُ کو خلوص نیت اور عاجزی کے ساتھ پڑھے انشاء اللہ تعالیٰ جو بھی دعا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مانگے گا قبول ہو گی اور اللہ تعالیٰ اسے اولاد عطا فرمائے گا۔ اس طرح اللہ سے طلب کی ہوئی اولاد نیک اور صالح ہو گی۔

۷۔ یَافَتَّاحُ یَارَزَّاقُ

اے کھولنے والے، اے رزق دینے والے

ا۔ مشکل میں آسانی کا عمل

اگر کسی کی کوئی جائز مشکل حل نہ ہو رہی ہو تو اس مشکل کو سلجھانے کی نیت سے نماز عشاء کے بعد اول و آخر تین مرتبہ درود پاک پڑھے اور درمیان میں ان اسماء کو ۷۹۷ مرتبہ خلوص نیت کے ساتھ پڑھے اور پھر اللہ تعالیٰ سے مشکل کے حل کیلئے دعا مانگے تو اللہ تعالیٰ ہر قسم کی مشکل بہت جلد آسان ہونے کے اسباب غیب سے پیدا فرما دے گا۔

۲۔ حصول دولت و برکت

اللہ تعالیٰ کے ان ناموں کی خصوصیت یہ ہے کہ انہیں پڑھنے سے غنا حاصل ہوتا ہے اور پڑھنے والا تھوڑے ہی عرصہ میں دولت مند بن جاتا ہے۔ اللہ کے ایک بندے کا قول ہے کہ حصول دولت کیلئے اس وظیفہ کو ۳۰۳ مرتبہ روزانہ صبح کے وقت پڑھنا بہت مفید ہے اور سات سال تک یہ وظیفہ جاری رکھنا چاہیے۔ اگر کچھ عرصہ پڑھنے کے بعد اس کے اثرات ظاہر نہ ہوں تو پھر اس کی تعداد بڑھا کر ۲۱۰۰ مرتبہ کر لینی چاہیے انشاء اللہ تعالیٰ مقصد پورا ہوگا اور خوب دولت ملے گی۔ عام طور پر روزانہ چند بار پڑھنے سے مال و دولت میں خیر و برکت رہتی ہے۔

۳۔ ترقی دکان

ترقی دکان کیلئے بھی یہ وظیفہ بہت مؤثر ہے۔ دکان کھول کر اسے ۱۱۰۰ مرتبہ روزانہ پڑھنا دکان میں ترقی کا باعث بنتا ہے۔ اور اگر دکان چلتے چلتے یکدم رک جائے تو پھر ہر جمعرات کو چند آدمیوں کو اکٹھا کرے اور سوا لاکھ مرتبہ ان اسماء کا ورد کروائے۔ اس کے بعد اللہ کے حضور کاروبار کھلنے کی التجا کرے انشاء اللہ تعالیٰ کاروبار کھل جائے گا اور دکان خوب چلنے لگے گی یا کاروبار کا کوئی اور ذریعہ بن جائے گا اور یہ عمل گیارہ جمعرات تک جاری رکھے۔

۴۔ ادائیگی قرض

ایسا شخص جو قرض سے تنگ آ گیا ہو اور ادائیگی قرض کا کوئی ذریعہ نظر نہ آتا ہو تو اسے چاہیے کہ ۴۰ روز تک اسے

بعد نماز عشاء گیارہ ہزار مرتبہ اس وظیفہ کو روزانہ پڑھے۔انشاء اللہ تعالیٰ اللہ اس کے قرض کی ادائیگی کا کوئی سبب پیدا کر دے گا اور مقروض قرض سے خلاصی پائے گا۔اگر ایک چلّے میں کام نہ ہو تو پھر اس وقت تک چلّے کرتا جائے جب تک کہ کام نہ ہو۔

۵۔مفلسی اور بیماری سے نجات

منقول ہے کہ اگر کوئی یہ چاہے کہ اس کے گھر میں مفلسی اور بیماری نہ آئے اور وہ مخلوق میں کسی کا محتاج نہ رہے تو اسے چاہیے کہ وہ نماز فجر ادا کرنے سے قبل اس وظیفہ کو ۱۱۱ مرتبہ پڑھ کر اپنے گھر کے چاروں کونوں میں پھونک مارے اس کے بعد جب نماز فجر پڑھ لے تو پھر نماز چاشت کے وقت بھی اسی طرح عمل کرے انشاء اللہ تعالیٰ اس کے گھر میں کبھی مفلسی و تنگدستی داخل نہ ہوگی اور اسے وافر مقدار میں رزق حاصل ہوگا۔

۶۔روزی میں خیر و برکت

اگر کسی کا کاروبار ٹھپ ہو گیا ہو اور آمدنی میں کمی واقع ہوگئی ہو تو وہ ہر نماز کے بعد ۷۹ مرتبہ یہ وظیفہ پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے تو انشاء اللہ تعالیٰ اسکی روزی میں خیر و برکت پیدا ہو جائے گی۔

۷۔حافظے کا قوی ہونا

اگر کسی شخص کو بھول جانے کا عارضہ لاحق ہو، یا داشت کمزور ہو اسے چاہیے کہ وہ نماز فجر کی ادائیگی کے بعد ۹۹ مرتبہ اس وظیفہ کو پڑھ کر اپنے سینے پر پھونک مارے چند یوم کے عمل سے ہی اس کی دماغی حالت بہتر ہو جائے گی۔ حافظہ قوی ہو جائے گا اور بھول جانے کی عادت رفتہ رفتہ ختم ہو جائے گی۔

۸۔یَاقَوِیُّ یَاعَزِیْزُ

اے طاقتور، اے غلبہ والے

۱۔مالی اعتبار سے مضبوطی

اگر کسی شخص کو محتاجی سے واسطہ رہتا ہو وہ اس وظیفہ کو ۱۰۰۰ مرتبہ روزانہ پڑھنے کا معمول بنا لے تو انشاء اللہ تعالیٰ وہ

کبھی کسی کا محتاج نہ ہوگا اور ظاہری و باطنی طور پر غنی ہو جائے گا بلکہ اللہ اسے مالی اعتبار سے اتنا مضبوط کر دیتا ہے کہ لوگ سے اپنی اغراض پوری کرتے ہیں اور یہ عمل تین سال تک جاری رکھے۔ تب اثرات مکمل طور پر ظاہر ہوں گے۔ اسکے علاوہ مفلسی و تنگدستی کو دور کرنے کیلئے ہر نماز کے بعد ۲۱۰ مرتبہ پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے انشاء اللہ تعالیٰ رزق میں برکت پیدا ہوگی۔

۲۔ تقویت حافظہ

یہ وظیفہ نسیان کے علاج کیلئے بھی بہت مفید ہے۔ جس کا حافظہ کمزور ہو اور اسے فوراً بات بھول جاتی ہو تو اسے چاہیے کہ جمعہ کے دن اسے صبح کے وقت تین ہزار مرتبہ پڑھے اور پانی پر دم کر کے پی لے۔ اگر کسی دوسرے کو پلانا چاہے تو بھی دے سکتا ہے۔ اسی طرح گیارہ جمعہ تک یہ عمل جاری رکھے نسیان دور ہو جائے گا اور حافظہ درست ہو جائے گا۔

۳۔ قضائے حاجت

اگر کسی شخص کو ایسی حجت در پیش ہو جس کا کوئی خاطر خواہ حل نکلتا نظر نہ آتا ہو تو اسے چاہیے کہ ۴۰ روز تک اس وظیفہ کو دس ہزار مرتبہ روزانہ پڑھے انشاء اللہ تعالیٰ اللہ اپنی رحمت سے اس کی حاجت کو پورا کر دے گا۔

۴۔ دشمن پر غلبہ

دشمن پر غلبہ حاصل کرنے کیلئے یہ وظیفہ بہت مؤثر ہے ایسا دشمن جو تنگ کرتا ہو اور مخالفت سے باز نہ آتا ہو۔ چھوٹی چھوٹی باتوں پر دل آزاری کرتا ہو تو اس سے چھٹکارا حاصل کرنے کیلئے اس وظیفہ کو سات ہزار مرتبہ بعد نماز فجر ۲۱ دن تک پڑھیں انشاء اللہ تعالیٰ، اللہ کی رحمت اور مدد سے بہت جلد دشمن سے چھٹکارا مل جائے گا۔ اس کے علاوہ ہر نماز کے بعد ۲۱۰ مرتبہ روزانہ پڑھنا دشمنوں سے محفوظ رہنے کا ذریعہ بنتا ہے۔

۵۔ اللہ کی توفیق کا حصول

عزت، غلبہ حاصل کرنے کیلئے اور اللہ کی مدد کے حصول کیلئے اور ہر حال میں پروردگار کی طرف سے تائید و توفیق کو اپنے حالات میں شامل کرنے کیلئے اس وظیفہ کو روزانہ کثرت سے پڑھنا بہت مفید ہے اگر سوا سوا لاکھ کے دو نصاب پڑھ لے تو زیادہ بہتر ہے انشاء اللہ تعالیٰ حسب منشاء فوائد حاصل ہوں گے۔

۶۔ ظالم حاکم سے بحفاظت رہنا

اگر کسی شخص کو ظالم حاکم کا سامنا ہو اور ظالم حاکم کی طرف سے ہر وقت خطرہ موجود رہتا ہو کہ وہ کسی بھی وقت نقصان پہنچائے گا تو ایسی صورت میں ہر روز نماز فجر کے بعد ۲۱۰ مرتبہ یہ اسماء پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے۔ انشاء اللہ تعالیٰ دشمن کسی قسم کا نقصان پہنچانے کی جرأت نہ کرے گا اور اس کے دل پر اس کی ہیبت قائم ہو جائے گی۔ ظالم حاکم بھی نقصان پہنچانے سے گریزاں ہوگا۔

۷۔ تقویت قلب

اگر کسی کا دل کمزور ہو معمولی معمولی باتوں پر خوفزدہ ہو جاتا ہو بزدلی اور کم ہمتی کا شکار ہو تو وہ ہر روز نماز عصر کے بعد ۷۰۰ مرتبہ یہ اسماء پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگا کرے انشاء اللہ تعالیٰ اس کا دل قوی ہو جائے گا اور وہ اپنے آپ میں دلیری محسوس کرے گا۔

۸۔ ملازمت میں ترقی

کسی عہدہ کو حاصل کرنے یا ملازمت میں ترقی حاصل کرنے کیلئے ہر نماز کے بعد ۲۱۰ مرتبہ ان اسماء کو پڑھ کر اول و آخر تین تین مرتبہ درود پاک پڑھے اور اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے انشاء اللہ تعالیٰ مطلوبہ مقصد میں کامیابی ہوگی۔

۹۔ چشم خلائق میں مقبول ہونا

چشم خلائق میں مقبول و محترم ہونے کیلئے نماز فجر کے بعد ۱۱۰۰ مرتبہ پڑھنے سے انشاء اللہ تعالیٰ مخلوق میں اسے بلند مرتبہ حاصل ہوگا ہر کوئی اس کے ساتھ عزت و مہربانی سے پیش آئے گا۔

۱۰۔ عامل بننے کا طریقہ

اس وظیفہ کا عامل بننے کا طریقہ یہ ہے کہ کوئی تنہائی کی جگہ مقرر کرے اور بعد نماز عشاء اس وظیفہ کو ۶۲۵۰ مرتبہ روزانہ ۴۰ روز تک پڑھے پھر سات دن کا ناغہ کرے پھر ۴۰ روز تک پڑھے۔ اس کے بعد پھر سات دن کا ناغہ کر پھر ۴۰ روز تک پہلے کی طرح پڑھے پھر سات روز کا ناغہ کرے۔ اسکے بعد پھر ۴۰ روز تک پڑھے۔ اس طرح چار چلے پورے کرے تو وہ اس کا عامل بن جائے گا۔ اس کے بعد اگر وہ کسی کو یہ وظیفہ لکھ کر دے گا تو اس کے فوری اثرات نکلیں

گے۔ اگر وہ ۲۱ مرتبہ پڑھ کر پانی دم کر کے دے اور دشمن کی طرف منہ کر کے اس پانی کو پھینکنے کی ہدایت کرے تو انشاء اللہ تعالیٰ دشمن مغلوب ہو جائے گا۔ اگر کسی کا کاروبار نہ چلتا ہو تو اسے بھی پانی دم کر کے دے اور کاروبار کے مقام پر چھڑکنے کی ہدایت کرے انشاء اللہ تعالیٰ جسے پانی دم کر کے دے گا اس کا کاروبار خوب چلے گا۔ اگر کسی کو تابع کرنے کی غرض سے ۱۱۱ مرتبہ پڑھ کر کسی کو شیرینی یا مٹھائی وغیرہ دم کر کے دے تو کھانے والا تابع ہو جائے گا۔

۹۔ یَاوَدُوْدُ یَالَطِیْفُ

اے محبت کرنے والے، اے لطف و کرم فرمانے والے

۱۔ دل میں محبت اور پاکیزگی پیدا ہونا

ان اسماء کو بکثرت پڑھتے رہنے سے اللہ تعالیٰ دل کی سختی دور فرما دیتا ہے اور دل میں محبت و نرمی کا پاکیزہ جذبہ پیدا فرما دیتا ہے۔ ان اسماء کی برکت سے ذاکر ہر کسی کے ساتھ محبت و اخلاص سے پیش آتا ہے جس کی وجہ سے مخلوق خدا میں اس کی عزت و ستائش بڑھ جاتی ہے۔ لوگ اس کا سچے دل سے احترام کرتے ہیں۔

۲۔ بری عادات سے چھٹکارا

اگر کوئی فسق و فجور میں مبتلا ہو اور اپنی بری عادات سے چھٹکارا حاصل کرنا چاہتا ہو مگر شیطانی تصورات اس پر غلبہ پاتے ہوں تو اسے چاہئے کہ وہ ہر وقت باوضو حالت میں کثرت سے **یَاوَدُوْدُ یَالَطِیْفُ** پڑھتا رہے، بہت جلد اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بری عادات سے مکمل طور پر نفرت ہو جائے گی اور وہ نیک اور صالح بن جائے گا۔

۳۔ نافرمان اولاد کی اصلاح

اگر کسی کی اولاد نافرمان یا آوارہ ہو اور وہ اس وجہ سے سخت پریشانی میں مبتلا ہو تو وہ نماز جمعہ کے بعد دو رکعت نفل نماز پڑھے پھر اول و آخر گیارہ مرتبہ درود پاک پڑھے درمیان میں ۳۱۲۵ مرتبہ **یَاوَدُوْدُ یَالَطِیْفُ** پڑھے اور کسی میٹھی چیز پر دم کر دے اور دم شدہ میٹھی چیز اولاد کو کھلائے انشاء اللہ اولاد فرمانبردار ہو جائے گی اور اس کی آوارگی کا شوق جاتا رہے گا۔ اولاد کی طرف سے اسے کسی قسم کی پریشانی نہیں رہے گی اس عمل کو گیارہ یوم تک جاری رکھے۔

۴۔میاں بیوی میں سلوک واتفاق پیدا کرنا

اگر میاں بیوی میں ناچاقی ہو گھر میں ہر وقت لڑائی جھگڑا رہتا ہو تو ایسی صورت میں کوئی فرد باوضو حالت میں **یَاوَدُوْدُ یَالَطِیْفُ** ۷ ہزار مرتبہ پڑھ کر کسی میٹھی چیز پر دم کرے اور دونوں میاں بیوی کو کھلا دے انشاءاللہ تعالیٰ گھر سے لڑائی جھگڑے کی صورتحال ختم ہو جائے گی۔ناچاقی سلوک واتفاق میں بدل جائے گی۔میاں بیوی آپس میں پیار محبت اور نیک سلوک کے ساتھ رہیں گے اور ان دونوں کے مابین کبھی لڑائی جھگڑے کی نوبت نہیں آئے گی۔اس عمل کو سات یوم تک کرے۔

۵۔رشتہ کا آسانی سے ملنا

اگر والدین کو کسی لڑکے یا لڑکی کے رشتے کے بارے میں پریشانی ہو،اچھا رشتہ نہ ملتا ہو یا شادی نہ ہوتی ہو تو ایسی صورت میں پاکیزہ ہو کر باوضو حالت میں اول دو رکعت نفل نماز ادا کرے پھر اطمینان سے بیٹھ کر تین مرتبہ درود پاک پڑھے اس کے بعد ۳۱۲۵ مرتبہ **یَاوَدُوْدُ یَالَطِیْفُ** کا ورد کرے اور پھر تین مرتبہ درود پاک پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے انشاءاللہ تعالیٰ جلد ہی دلی مراد پوری ہو جائے گی اور بگڑے ہوئے کام سنور جائیں گے۔اس عمل کو ۴۰ یوم تک جاری رکھے۔

۶۔مشکلات میں آسانی کا ورد

مشکلات کے حل کیلئے ان اسماء کا ورد کرنا انتہائی فائدہ مند ہے۔اگر کوئی شخص کسی مشکل میں مبتلا ہو گیا ہو اور کسی طرح بھی اس سے نکلنے کا راستہ نہ مل رہا ہو تو ہر نماز کے بعد اس ورد کو ۱۴۹ مرتبہ پڑھ کر اللہ تعالیٰ کے حضور دعا مانگے۔اس وظیفہ کے پڑھنے سے ہر قسم کی مشکل باآسانی حل ہو جائے گی۔اس عمل کو تاحصول مقصد جاری رکھے۔

۷۔مطلوبہ مقصد کا پورا ہونا

اگر کسی کو اپنے حق میں راضی کرنا مقصود ہو تو اس کی خاص توجہ حاصل کرنے کی غرض سے بعد نماز عشاء اول وآخر گیارہ گیارہ ۱۱ مرتبہ درود پاک پڑھے اور درمیان میں ۱۱۰۰ مرتبہ اس وظیفہ کو پڑھے انشاءاللہ تعالیٰ مطلوبہ مقصد تھوڑے ہی دنوں میں پورا ہو جائے گا۔یہ عمل انتہائی مجرب اور آزمودہ ہے۔

۸۔ اللہ تعالیٰ کا لطف و کرم ہونا

یَـاوَدُوْدُ یَـالَطِیْفُ کو بکثرت پڑھنے والے کو اللہ تعالیٰ علم کی دولت سے سرفراز فرماتا ہے۔ ان اسماء کے ذاکر سے مخلوق خدا لطف وشفقت سے پیش آتی ہے۔ اس کے کاموں میں کسی قسم کی رکاوٹ پیدا نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ اسے لطف وعنایت کا مظہر بنا دیتا ہے۔ فقر و فاقہ اور غم وغیرہ دور کرنے کیلئے باوضو حالت میں ہر وقت ان اسماء کا ذکر نا ہر طرح کی پریشانی اور غم سے نجات دیتا ہے۔

۹۔ مصیبت اور مشکل کا دور ہونا

یَـاوَدُوْدُ یَـالَطِیْفُ اللہ تعالیٰ کے صفاتی نام ہیں ان کا بکثرت ورد کرنا ان لوگوں کیلئے بے حد مفید ہے جو محتاج ہوں یا مصیبت میں مبتلا ہوں جو شخص کثرت سے اس اسم پاک کا ورد کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی ہر مشکل کو حل کر دے گا۔

۱۰۔ رزق میں وسعت

اگر کوئی شخص نماز فجر کے بعد ہر روز بلا ناغہ تین ہزار مرتبہ یَـاوَدُوْدُ یَـالَطِیْفُ یکسوئی کے ساتھ پڑھے تو اللہ تعالیٰ اپنے لطف وکرم کی بدولت اس کے رزق میں وسعت وکشادگی عطا فرما دے گا اور اسے کسی کا محتاج نہ کرے گا۔

۱۰۔ یَا عَزِیْزُ یَاغَفَّارُ

اے غلبے والے، اے مغفرت کرنے والے

۱۔ سچی توبہ کا نصیب ہونا

یہ ورد سچی توبہ کرنے کیلئے بڑا اکسیر ہے لہٰذا جو شخص سونے سے پہلے اس وظیفہ کو ۳۱۲۵ مرتبہ پڑھنے کا معمول بنائے گا اور اس کے بعد گناہوں سے بچنے کی کوشش کرتا رہے گا تو وہ ہمیشہ توبہ پر قائم رہے گا ایک اور قول کے مطابق جو شخص خلوص نیت اور صدق دل کے ساتھ نماز چاشت کے بعد باوضو حالت میں ۱۱۰۰ مرتبہ ان اسماء کو پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے تو اللہ تعالیٰ ان اسماء کی برکت کے طفیل اسے سچی توبہ نصیب فرماتا ہے۔ اس کے گناہوں سے درگزر فرماتا

ہے۔

۲۔ بخشش گناہ

اس وظیفہ کو سوتے وقت روزانہ ۱۳۷۵ مرتبہ پڑھنے سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور اگر کسی سے دن بھر میں بلا ارادہ گناہ سرزد ہو گیا ہو تو بھی اللہ تعالیٰ معاف فرما دیتا ہے۔ اس لئے ہر شخص کو چاہیے کہ اس اسم کو روز ۔ بعد نماز عشاء سونے سے پہلے پڑھنے کا معمول بنالے۔ یاد رکھو کہ گناہوں کی بخشش کے لئے اللہ کے حضور ہمیشہ استغفار کرتے رہنا ضروری ہے اور یہ وظیفہ استغفار کیلئے مختصر ہونے کے باوجود بہت ہی مؤثر ہے۔

۳۔ ہر جائز دعا کا قبول ہونا

یہی وظیفہ قبولیت دعا کیلئے بھی بہت اکسیر ہے اگر کسی کی جائز دعا پوری نہ ہوتی ہو تو گیارہ دن تک ان اسماء کا روزانہ ۱۱۰۰ مرتبہ ورد کرے۔ اس کے بعد روزانہ دعا مانگے تو انشاء اللہ تعالیٰ جائز دعا قبول ہوگی اور جو حاجت دل میں رکھے گا وہ پوری ہوگی۔

۴۔ حصول نعمت

جو شخص یَـا عَزِیْزُ یَاغَفَّارُ کا کثرت سے ذکر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر اپنی نعمتوں کی بارش کر دیتا ہے اور اس کے مزاج میں فرحت پیدا کر دیتا ہے۔ اسکی طبیعت میں نیکی کوٹ کوٹ کر بھر دیتا ہے۔ وہ ہر ایک سے اچھا سلوک کرتا ہے۔ اللہ کے ایک بندے کا قول ہے کہ جو شخص اس ورد کو کثرت سے پڑھ کر بعد میں دعا مانگے گا تو وہ دعا قبول ہوگی۔

۵۔ تسخیر القلوب کا اکسیر ورد

یہ وظیفہ تسخیر القلوب کیلئے بہت مجرب ہے۔ اگر کوئی شخص دوسروں کو اپنی طرف مائل کرنا چاہے تو اس ورد کو ۳۱۲۵ مرتبہ روزانہ ۴۰ دن تک پڑھے۔ اس کے بعد تین دن ناغہ کر کے اس کے بعد پہلے کی طرح ۴۰ دن پڑھائی کر کے تین چلے پورے کرے۔ بعد میں اس ورد کو روزانہ ۱۱۰۰ مرتبہ پڑھنے کا معمول بنالے انشاء اللہ تعالیٰ ہر خاص و عام اس کی طرف مائل ہو جائے گا اور وہ لوگوں کے دلوں پر چھا جائے گا جس کی طرف نظر بھر کر دیکھے وہی اس کی محبت میں مبتلا ہو جائے گا۔

۶۔ حصول غلبہ

جوشخص ان اسماء کو روزانہ کثرت سے پڑھے اور اس کی تعداد لاکھوں تک لے جائے یقین رکھیں کہ وہ دین و دنیا میں ہر لحاظ سے باعزت ہو جائے گا۔ ہر شخص اس کے ساتھ بڑی عزت سے پیش آئے گا۔

۷۔ قبول توبہ کا خاص ورد

ہر نماز کے بعد ۷۰۰ مرتبہ یَا عَزِیْزُ یَا غَفَّارُ کو پڑھنے سے اللہ تعالیٰ خصوصی توجہ فرماتا ہے اور توبہ قبول فرمالیتا ہے۔ گنہگاروں کیلئے پاک صاف ہو کر باوضو حالت میں اس وظیفہ کا ورد بکثرت پڑھنا انتہائی مفید ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی نظر کرم سے نوازتے ہوئے معافی عطا فرماتا ہے اور نیک کام کرنے کی توفیق عطا فرماتا ہے۔

۱۱۔ یَا عَزِیْزُ یَا حَکِیْمُ

اے غلبے والے، اے حکمت والے

۱۔ حصول علم و حکمت

بکثرت اس اسم پاک کے ذاکر کو اللہ تعالیٰ حکمت، علوم و غرائب معانی اور لطائف اشارات الہام کرتا ہے اس پر امور حقیقیہ اور مواہب الٰہیہ کھول دیئے جاتے ہیں۔ لہٰذا اگر کوئی یہ چاہتا ہو کہ اس کی عقل و فہم میں اضافہ ہو جائے تو وہ ہر نماز عصر کے بعد ۱۱۱ مرتبہ پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے انشاء اللہ تعالیٰ اس اسم پاک کی تاثیر سے اسے دانائی و حکمت کے خزانے عطا ہوں گے۔

۲۔ عہدہ حاصل کرنا

کسی عہدہ کو حاصل کرنے یا ملازمت میں ترقی حاصل کرنے کیلئے ہر نماز کے بعد اس کو ۲۷ مرتبہ یہ اسم پاک پڑھ کر اول و آخر تین تین مرتبہ درود پاک پڑھے اور اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے انشاء اللہ تعالیٰ مطلوبہ مقصد میں کامیابی ہوگی اور ملازمت ملنے کے اسباب پیدا ہو جائیں گے۔

۳۔ادائیگی قرض

اگر کوئی قرض کے بوجھ تلے دبا ہوا ہو تو اس اسم پاک کو ہر نماز کے بعد ۳۱۴ مرتبہ پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے انشاء اللہ تعالیٰ اس کے قرض کی ادائیگی کے اسباب غیب سے پیدا ہوں گے اور اس کا قرض جلد ادا ہو جائے گا۔

۴۔قید سے رہائی

اگر کسی کو ناحق قید میں ڈال دیا گیا ہو تو وہ ہر نماز کے بعد ان اسماء کو ۲۷ امرتبہ پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے اس اسم پاک کے وسیلہ سے دعا مانگے تو اس کی جلد باعزت رہائی ہوگی کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے اسماء ذکر کے باعث پڑھنے والے کی خواہش جلد پوری کر دیتا ہے۔

۵۔مقبول و محترم ہونا

چشم خلائق میں مقبول و محترم ہونے کیلئے نماز فجر کے بعد ۷۰۰ مرتبہ پڑھیں۔انشاء اللہ تعالیٰ مخلوق میں اسے بلند مرتبہ حاصل ہوگا۔ ہر کوئی اس کے ساتھ عزت و مہربانی سے پیش آئے گا کیونکہ ان اسماء کو پڑھنے سے اپنے بیگانے سب حسن سلوک سے پیش آتے ہیں اور ان کے دلوں میں ذاکر کے لئے الفت و محبت پیدا ہو جاتی ہے۔

۶۔مفلسی دور ہونا

مفلسی و تنگدستی کو دور کرنے کیلئے ہر نماز کے بعد ۱۱۱ مرتبہ پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے تو انشاء اللہ تعالیٰ رزق میں برکت پیدا ہوگی اور مالی وسائل میں وسعت کے اسباب پیدا ہو جائیں گے۔

۷۔میاں بیوی کی نااتفاقی دور ہونا

اگر زن و شوہر کے درمیان نااتفاقی ہو اور بیوی چاہے کہ شوہر اس سے محبت کرے اور ہمیشہ دونوں کے درمیان محبت برقرار رہے تو کسی بھی کھانے والی چیز پر ایک ہزار ایک مرتبہ یہ وظیفہ پڑھ کر دم کرے اور شوہر کو کھلائے تو نااتفاقی دور ہو جائے گی اور محبت برقرار رہے گی۔

۸۔حصول بلند مرتبہ

اگر کوئی یہ چاہتا ہو کہ مخلوق میں اس کا مرتبہ بلند ہو اور عزت کی بلندیوں پر پہنچ جائے تو ایسی خواہش کو پورا کرنے

کیلئے ہرنماز کے بعد اول وآخر درود پاک پڑھیں اور درمیان میں تین ہزار مرتبہ اس وظیفہ کا ورد کریں ۴۰ یوم تک خلوص نیت سے اس عمل کو کرنے سے مطلوبہ مراد جلد پوری ہو جائے گی۔

۹۔ پاکیزگی نفس

اپنے نفس کو قابو کرنے اور دل کو شیطانی وسواس سے پاک کرنے کی غرض سے ہرنماز کے بعد اس وظیفہ کا ورد پابندی سے ۲۷ امرتبہ کریں انشاء اللہ تعالیٰ نفس مغلوب ہوگا اور طبیعت نیک کاموں کی طرف میلان کرے گی اور نفسانی پاکیزگی حاصل ہوگی

۱۰۔ حصول اہمیت

جو شخص ان اسماء کو بلا ناغہ ہرنماز کے بعد ۲۷ امرتبہ پڑھے گا اللہ تعالیٰ اسے عقل وفہم کی دولت سے نوازتا ہے۔ لوگوں کی نظروں میں اس کی اہمیت کو بڑھا دیتا ہے۔ لوگ اس کی رائے کو مقدم سمجھتے ہیں اور ہر مشکل کے حل کیلئے اس سے مشورے کے طالب ہوتے ہیں۔ لوگ اس کی دانشمندی کی وجہ سے اس کی خوب عزت کرتے ہیں۔ اس اسم مبارک کا ذاکر معاشرے میں بلند مقام پاتا ہے۔

۱۲۔ یَارَزَّاقُ یَاوَهَّابُ

رزق دینے والا، بے غرض جودوعطا کرنے والا

ا۔ وسعت رزق

اگر کوئی شخص نماز فجر کے بعد ہر روز بلا ناغہ ۳۲۲ مرتبہ ان اسماء کو یکسوئی کے ساتھ پڑھے تو اللہ تعالیٰ اپنے لطف وکرم کی بدولت اس کے رزق میں وسعت وکشادگی عطا فرمادے گا اور اسے کسی کا محتاج نہ کرے گا۔ ہر طرح کی محتاجی سے نجات حاصل کرنے کے لئے یَارَزَّاقُ یَاوَهَّابُ کا ورد کرنا بے حد مفید ہوتا ہے لہٰذا جو شخص یَارَزَّاقُ یَاوَهَّابُ کا ورد کرنا اپنا معمول بنالے تو اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو دوسروں کا محتاج ہونے سے بچائے رکھتا ہے اور اس کی محتاجی ہمیشہ کیلئے دور فرمادیتا ہے۔

۲۔حصول ملازمت

اگر کوئی شخص بیروزگار ہو، ملازمت کی تلاش میں سرگرداں ہو تو اُسے چاہیئے کہ وہ نماز فجر اور نماز عشاء کے بعد باوضو حالت میں ۷۰۰ امرتبہ ان اسماء کو پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے۔اول وآخر گیارہ گیارہ مرتبہ درود پاک پڑھے اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اسے جلد روزی نصیب ہوگی اور وہ باروزگار ہو جائے گا۔

۳۔کاروبار کی بحالی

جس شخص کا کاروبار ٹھپ ہوگیا ہو اور رزق میں تنگی واقع ہوچکی ہو تو اسے چاہیے کہ وہ نماز چاشت کی ادائیگی کے بعد سر سجدے میں رکھ کر ۷۰۰ مرتبہ اس وظیفہ کا ورد کرے پھر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے کاروبار میں وسعت پیدا فرمادے گا اور روزی کے نت نئے اسباب پیدا فرمادے گا جس سے تنگی اور محتاجی دور ہوجائے گی۔اس اسم مبارک کو بکثرت پڑھنے والا دنیا میں کسی کا محتاج نہیں رہتا۔

۴۔بحالی ملازمت

اگر کوئی شخص کسی عہدے سے معزول ہو یا نوکری سے نکال دیا گیا ہو تو اسے چاہیے کہ سات دن تک روزانہ غسل کر کے رات کے وقت دو رکعت نماز نفل ادا کرے اور نماز کے بعد ۳۲۲۰ مرتبہ یَارَزَّاقُ یَاوَھَّابُ کا ورد کرے۔بعد ازاں روزانہ دعا بھی کرے۔انشاء اللہ تعالیٰ یا تو پہلی ملازمت پر جائے گا یا پھر اللہ اس کے لئے کسی متبادل عہدے کا اہتمام کردے گا۔غرضیکہ ملازم پیشہ افراد کیلئے ان اسماء کا بکثرت ورد کرنا ان کو ترقی وعزت کے بلند مرتبے سے نوازتا ہے۔دین ودنیا میں اس کے درجات بلند ہوتے ہیں

۵۔مفلسی دور ہونا

مفلسی وتنگدستی کو دور کرنے کے لئے ہر نماز کے بعد ۱۱۱ امرتبہ پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے انشاء اللہ تعالیٰ رزق میں برکت پیدا ہوگی اور اللہ تعالیٰ مفلسی کو دور فرما کر رزق میں اضافہ فرمادے گا۔

۶۔کنجوسی کی اصلاح

کنجوس طبیعت رکھنے والوں کیلئے اس وظیفہ کا پڑھنا انتہائی نافع ہے۔اس کا بکثرت ورد کرنا دل کو غنی کردیتا ہے اور کنجوسی کی عادت ختم ہوجاتی ہے۔

۱۳۔ یَا حَنَّانُ یَا مَنَّانُ

اے شفیق مہربان، اے احسان کرنے والے

ا۔ حصول روزگار

یَـا حَـنَّانُ یَامَنَّانُ کے ذکر کی برکت سے رزق میں اضافہ ہوتا ہے فقر وفاقہ دور ہوتا ہے۔ اگر کسی کا روزگار نہ ہو تو اسے روزگار مل جاتا ہے۔ ملازمت نہ ملتی ہو تو ملازمت مل جاتی ہے۔ اگر آمدنی کم ہو تو اس میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ اس مقصد کیلئے ۳۱۲۵ مرتبہ روزانہ ان اسماء کو پڑھیں اور ۴۰ دن تک یہ عمل کریں تو انشاء اللہ تعالیٰ مندرجہ بالا مقاصد بہت جلد حاصل ہوں گے۔

۲۔ مشکل کا آسان ہونا

یہ وظیفہ مشکل کشائی کیلئے بہت مؤثر ہے۔ لہٰذا جو شخص روزانہ اس ورد کو ۷۰۰ مرتبہ پڑھنے کا معمول بنالے تو انشاء اللہ تعالیٰ اس کا ہر جائز کام اس وظیفہ کی برکت سے ہو جائے گا اور اگر ہر نماز کے بعد ۲۵۰ مرتبہ پڑھا جائے تو اس کے اثرات اور تیز ہو جائیں گے۔ انشاء اللہ دین و دنیا کی ہر حاجت پوری ہوگی۔ اولیاء کرام اور بزرگان دین نے اس ورد کی بہت تعریف کی ہے۔

۳۔ بیماری سے صحت مند ہونا

ایسی لاعلاج بیماری جو انسان کا پیچھا نہ چھوڑتی ہو اس کے لئے اس وظیفہ یعنی یَاحَنَّانُ یَامَنَّانُ کو گیارہ روز روزانہ گیارہ ہزار مرتبہ پڑھیں اور پانی دم کر کے مریض کو روزانہ پلائیں انشاء اللہ تعالیٰ مریض کے شفایاب ہونے کا کوئی ذریعہ بن جائے گا۔ ایک اور عامل کے قول کے مطابق اگر کوئی بیمار اسے ۳۱۲۵ مرتبہ روزانہ چالیس یوم تک پڑھے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کرے تو اللہ قبول فرمانے والا ہے۔ ایسے ہی اگر کوئی شخص باوضو حالت میں مریض کے سرہانے اس ورد کو کثرت سے پڑھے تو مرض کی شدت میں کمی واقع ہوتی ہے اور بیمار کی نقاہت ختم ہو جاتی ہے۔

۴۔ بردباری اور شہرت کا حصول

یہ اسماء پڑھنے والے کو اللہ تعالیٰ سمجھداری اور بردباری کی نعمت سے سرفراز فرماتا ہے۔ اگر کوئی شہرت مرتبہ اور

ناموری کا خواہش مند ہو تو وہ اس ورد کا کثرت سے ذکر کرے۔ اللہ تعالیٰ معاشرے میں بلند مقام عطا فرمائے گا۔

۵۔ اچھی شادی ہونا

یہ وظیفہ اچھی اور پسند کی شادی کیلئے بہت مجرب ہے۔ اچھا رشتہ ملنا خوش بختی کی دلیل ہے کیونکہ بے شمار لوگ شادی کے مسئلے میں پریشان ہوتے ہیں۔ اس پریشانی کا حل یہ ہے کہ یَا حَنَّانُ یَا مَنَّانُ کو چالیس دن تک گیارہ ہزار مرتبہ پڑھیں انشاء اللہ تعالیٰ منشاء کے مطابق رشتہ مل جائے گا اور شادی میں سکون ملے گا اور میاں بیوی کا نباہ بڑے احسن طریقے سے ہوگا۔

۶۔ حاکم کا مہربان ہونا

اگر ظالم حاکم یا دشمن کا سامنا کرنا مقصود ہو تو اس صورت میں باوضو ہو کر یَا حَنَّانُ یَا مَنَّانُ کو ۲۵۰۰ مرتبہ پڑھ کر پانی پر دم کرے اور اس پانی کو اپنے چہرے پر مل کر پھر ظالم حاکم یا دشمن کے سامنے جائے تو اللہ تعالیٰ کے ان اسماء کے باعث اللہ تعالیٰ مقابل کے دل میں مہربانی کا جذبہ پیدا فرما دے گا اور وہ اچھا سلوک کرے گا اور جو اس سے متعلق ہوگا بخوبی کر دے گا۔

۱۴۔ یَا جَبَّارُ یَا قَهَّارُ

اے زبردست، اے سختی کرنے والے

۱۔ خاتمہ بالخیر کا ورد

اگر کوئی شخص ہر فرض نماز کے بعد بکثرت یہ اسماء پڑھا کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے دل سے دنیا کی محبت نکال دیتا ہے اور خاتمہ بالخیر کرتا ہے۔ اس کے ذاکر کے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت اور دنیا سے بے رغبتی پیدا ہو جاتی ہے۔

۲۔ دشمن پر رعب طاری ہونا

اگر کسی دشمن کی طرف سے نقصان پہنچائے جانے کا خطرہ ہو تو وہ نماز فجر کے بعد ۵۱۲ مرتبہ اور نماز عشاء کے بعد ۵۱۲ مرتبہ ان اسماء کو پڑھے۔ اول و آخر درود پاک پڑھے اور اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے۔ ان اسماء کی برکت سے دشمن کے

دل پر رعب طاری ہو جائے گا اور اس کی ہیبت دشمن کے دل پر بیٹھ جائے گی وہ نقصان پہنچانے کی جرأت نہ کرے گا۔

۳۔ دشمن پر غلبہ حاصل کرنا

دشمن کا خوف دور کرنے اور دشمن پر غلبہ حاصل کرنے کیلئے نماز عشاء کے بعد ہزار مرتبہ روزانہ ۴۰ دن تک پڑھے چلہ کی پابندیوں کو ملحوظ خاطر رکھے اور اپنے نفس کو پاکیزگی کی طرف مائل رکھے پڑھتے ہوئے تصور باری تعالیٰ بھی کرے۔ آخری دن اللہ سے دعا مانگے تو اس کے دل سے دشمن کا خوف وہیبت دور ہو جائے گا اور اللہ تعالیٰ اس کے دل کو تقویت عطا فرمائے گا۔ اکثر عاملین کا کہنا ہے کہ ایسا عمل غیر مسلم دشمنوں کیلئے کرنا چاہیے۔

۴۔ مطلوبہ مقصد میں کامیابی

اگر کسی شخص کو کسی جائز کام کے کرنے پر مجبور کرنا ہو تو ۸۶۷ مرتبہ یہ اسماء پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے اور پھر کام کیلئے اس شخص کے پاس جائے۔ انشاء اللہ تعالیٰ مطلوبہ مقصد میں بھرپور کامیابی ہوگی اور اللہ تعالیٰ اپنے ان ناموں کی برکت کے باعث کام کرنے والے کا دل آپکی طرف مائل کردے گا اور آپ کا کام ہو جائے گا۔

۵۔ مقبول ومحترم ہونا

جو شخص یہ چاہے کہ وہ چشم خلائق میں مقبول ومحترم ہو جائے تو ہر وقت یہ اسماء باوضو حالت میں پڑھنے کا معمول بنالے انشاء اللہ تعالیٰ مخلوق اس کے ساتھ مہربانی سے پیش آئے گی ان اسماء کا پڑھائی کرنے والا جس محفل میں بھی جائے گا اللہ وہیں اس کی عزت اور احترام کروائے گا۔ مگر ان اسماء کو پڑھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا رعب اور ہیبت اپنے اوپر طاری رکھے۔

۱۵۔ یَا اَحَدُ یَا صَمَدُ

اے یکتا، اے بے نیاز

ا۔ سکون قلبی کا حصول

یَا اَحَدُ یَا صَمَدُ کو کثرت پڑھتے رہنے سے اللہ تعالیٰ سکون قلبی عطا فرماتا ہے اور عبادت میں حلاوروسرور

بخشتا ہے۔ ہر روز باقاعدگی سے اس وظیفہ کو پڑھنے سے اللہ تعالیٰ اپنی محبت عنایت فرماتا ہے جس سے پڑھنے والے کا دل یادالٰہی کی طرف راغب ہوجاتا ہے۔

۲۔ بہادری کے اوصاف پیدا ہونا

جو شخص ہر نماز کے بعد ۱۴۷ مرتبہ ان اسماء کا ذکر کرے اللہ تعالیٰ اس کے دل میں جرأت و بہادری کے جذبات پیدا فرمادیتا ہے پھر وہ سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کسی سے نہیں ڈرتا۔ خطرناک مہمات میں بھی وہ کسی سے خوفزدہ نہیں ہوتا۔ ثابت قدمی اور بہادری کا وصف اس کی ذات میں پیدا ہوجاتا ہے۔

۳۔ پریشانی دور ہونے کا عمل

اگر کوئی شخص ایسی مشکل و مصیبت میں مبتلا ہو کہ جس سے چھٹکارا کی کوئی صورت دکھائی نہ دیتی ہو تو اسے چاہیے کہ باوضو حالت میں ۴۰ یوم تک ان اسماء کو روزانہ ۱۴۷۰ مرتبہ پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے تو اللہ تعالیٰ مشکل کو آسان فرمادے گا اور پریشانی رفع ہوجائے گی کیونکہ ہر قسم کی پریشانی اور مشکل ان اسماء کو پڑھنے سے دور ہوجاتی ہے۔

۴۔ حصول پاکیزگی

شیطانی تصورات اور برے خیالات اس وظیفہ کو پڑھنے سے ختم ہوجاتے ہیں۔ قلب کو پاکیزگی عطا ہوتی ہے جس کی وجہ سے ذاکر اللہ تعالیٰ کی عبادت انتہائی توجہ یکسوئی سے کرتا ہے۔ دل میں بری سوچ پیدا نہیں ہوتی بلکہ انسان رجوع الی اللہ ہوجاتا ہے۔

۵۔ ثابت قدم رہنا

جو شخص ان اسماء کو ہر نماز کے بعد ۳۰۰ مرتبہ پڑھ کر بارگاہ الٰہی میں دعا مانگے تو اس اسم پاک کی برکت و تاثیر سے دین کے کاموں میں ثابت قدم رہنے کی توفیق حاصل ہوجاتی ہے اور طبیعت نیک کاموں کی طرف رغبت کرتی ہے۔ برائیوں سے نفرت ہوجاتی ہے۔

۶۔ حاجات کا پورا ہونا

جب کسی شخص کو کوئی حاجت درپیش آجائے اور وہ پوری ہوتی ہوئی نظر نہ آئے تو اس صورت میں ان اسماء کو نماز فجر

کے بعد روزانہ ۴۰ یوم تک کثرت سے پڑھے اور اللہ تعالیٰ سے حاجت کیلئے التجا کرے اللہ تعالیٰ حاجات کو پوری کرنے والا ہے۔ ان اسماء کے پڑھنے والے کی کسی نہ کسی طرح اللہ مدد فرمادے گا۔

۷۔ رزق میں فراوانی

اگر کوئی ہر روز بکثرت ان اسماء کا ورد کرے تو کبھی بھوکا نہ رہے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کے رزق میں خیر و برکت عطا فرما دیتا ہے۔ بغیر کوشش کے اس کی روزی میں فراوانی ہو جاتی ہے۔ اس کا ذاکر بھوک پیاس کی شدت سے محفوظ رہتا ہے۔ کاروبار میں خیر و برکت اور ترقی کیلئے اس کا ورد کرنا بھی انتہائی نافع ہے۔

۱۶۔ یَا اَللّٰہُ یَا بَاقِیُ

اے اللہ، اے باقی رہنے والے

۱۔ حصول معرفت

اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کرنے کیلئے نماز چاشت کے وقت اس وظیفہ کو ایک ہزار مرتبہ پڑھیں اس کی برکت سے عبادت میں خشوع وخضوع پیدا ہوگا اور دل سے شیطانی وسواس دور ہو جائیں گے اور حصول معرفت کی راہ کھل جائے گی۔

۲۔ حصولِ قرب الٰہی

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مرتبہ حاصل کرنے کیلئے ہر روز بلا ناغہ نماز ظہر کے بعد کثرت سے ان سماء مبارکہ کو پڑھنا مطلوبہ مقصد میں کامیابی عطا فرماتا ہے۔ ذاکر کو اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے بزرگی اور بلند مرتبہ عطا فرماتا ہے۔ معاشرے میں اس کی عزت بہت بڑھ جاتی ہے اور لوگ اس کے قدردان ہو جاتے ہیں

۳۔ لوگوں کی نظروں میں ہردلعزیزی

جو کوئی یہ چاہے کہ وہ چشم خلائق میں مقبول ہو اور لوگوں کی نظروں میں اس کی عزت اور وقعت بڑھ جائے تو باوضو

حالت میں ان اسماء کو ۳۳ا مرتبہ روزانہ پڑھنے کا معمول بنا لے انشاء اللہ تعالیٰ لوگوں کی نظروں میں ہر دلعزیز ہو جائے گا اور اس کی عزت لوگوں کے دلوں میں بہت زیادہ بڑھ جائے گی۔

۴۔حصولِ تعظیم وادب

ان اسماء کا بکثرت ذکر کرنا اپنا معمول بنا لینے سے یہی خواص ظاہر ہوتے ہیں کہ ذاکر جس کی طرف بھی اپنی نگاہ اٹھائے گا وہ اس کی تعظیم کیلئے مؤدب ہو جائے گا اور اس کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئے گا اور بے حد تعظیم سے پیش آئے گا۔

۵۔بلندی درجات

اس وظیفہ کو اگر کوئی ہر روز باوضو حالت میں ایک وقت معین پر ۳۳ا مرتبہ یکسوئی کے ساتھ پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کے درجات بلند فرمادے گا۔اسے دین و دنیا میں بلند رتبے سے سرفراز فرمائے گا نیز وہ دنیا میں بے پناہ ترقی حاصل کرے گا۔

۶۔دشمن کا مغلوب ہونا

دشمن کو زیر کرنے کیلئے نماز عشاء کے بعد ۳۳ا مرتبہ پڑھیں۔دشمن مغلوب ہو جائے گا اور کبھی بھی نقصان پہنچانے کی جرأت نہ کر سکے گا بلکہ ذاکر کا تابعدار ہو جائے گا۔

۷۔صحت وتندرستی

ان اسماء مبارک کو کثرت سے پڑھنے والا کبھی کسی بڑی بیماری میں مبتلا نہیں ہوتا۔ہمیشہ صحت مند رہتا ہے اور اس ورد کا کثرت سے ذکر کرنے والا اگر کسی مریض کو ہاتھ لگائے تو اسے فوراً شفا حاصل ہو جائے گی۔

۸۔تادیر حکمرانی قائم رہنا

ہر جمعتہ المبارک کی شب اس ورد کو ۱۰۰ا مرتبہ پڑھنے سے اللہ تعالیٰ عمر میں خیر و برکت عطا فرماتا ہے۔اس کی زندگی چین اور سکون سے گزرتی ہے۔اگر کوئی حاکم بکثرت اس اسم مبارک کا ورد کرے تو اس کی حکمرانی تادیر قائم رہے گی اور اس کے دور حکومت میں ہنگامہ آرائی نہ ہوگی۔

۹۔ مرض جذام سے افاقہ

اس ورد کو روزانہ ۱۱۳۳ مرتبہ پڑھ کر جذام کے مریض کو پانی پلانا مرض میں افاقے کا باعث بنتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے اسماء صفاتی کی برکت سے شفائے کاملہ عطا فرماتا ہے۔

۱۰۔ پیٹ درد کا علاج

پیٹ درد ہونے کی صورت میں اس وظیفہ کو گیارہ مرتبہ باوضو حالت میں پڑھ کر پانی پی لیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ پیٹ کا درد جاتا رہے گا اور مکمل طور پر آرام آجائے گا۔

۱۷۔ یَا اَوَّلُ یَا مُقَدِّمُ

اے اول، اے سب سے پہلے

۱۔ سفر کا خیر و عافیت سے طے ہونا

اگر کوئی کسی ایسے سفر پر روانہ ہو کہ جہاں راستے میں تکالیف و مصائب کا سامنا کرنے کا خدشہ ہو تو مسافر کو چاہیے کہ وہ حالت سفر میں ہر روز ۲۱۰۰ مرتبہ ان اسماء کو پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگ لیا کرے انشاء اللہ تعالیٰ اس کا سفر بخیر و عافیت طے ہوگا اور راستے کی صعوبتوں سے بچا رہے گا۔ اللہ تعالیٰ اسے اپنے حفظ و امان میں رکھے گا۔ ایک اور قول کے مطابق ان اسماء کا ورد بکثرت کرنے سے دوران سفر حادثات سے بندہ محفوظ رہتا ہے۔

۲۔ حفاظت جان

خطرناک مہموں کے دوران اس ورد کو بکثرت پڑھتے رہنے سے جان کی حفاظت رہتی ہے۔ ایسے ہی اگر جنگ کے دوران پڑھے تو جانی نقصان نہیں ہوتا اور بخیر و عافیت واپسی ہوتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس اول اور مقدم ہے اس لئے ان اسماء کے ذاکر کو اللہ تعالیٰ ہر لحاظ سے اول اور مقدم رکھتا ہے۔

۳۔ اللہ تعالیٰ کے حفظ و امان میں رہنا

اگر کوئی کسی ایسے مقام پر موجود ہو کہ جہاں پر اسے دشمن یا جنگلی درندوں کی طرف سے نقصان پہنچنے کا خطرہ ہو تو وہ

بکثرت ان اسماء کو پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے تو اس ورد پاک کی برکت وتاثیر سے اس کے دل سے خوف دور ہو جائے گا اور اللہ تعالیٰ اسے اپنے حفظ وامان میں رکھے گا۔

۴۔ نیک اعمال کی طرف راغب ہونا

یَااَوَّلُ یَامُقَدِّمُ کو ہر نماز کے بعد ۲۲۱ مرتبہ پڑھتے رہنے سے طبیعت نیکی کے کاموں کی طرف رغبت کرتی ہے اور برائیوں سے نفرت ہو جاتی ہے۔

۵۔ فیوض و برکات یا اول، یا مقدم

بھاگے ہوئے کو واپس لانے کیلئے بعد نماز عشاء ایک ہزار مرتبہ پڑھیں۔ اللہ تعالیٰ بھاگے ہوئے کو واپس لے آئے گا اس کے علاوہ بعد نماز فجر ۱۰۰ امرتبہ پڑھتے رہنے سے حاجت پوری ہوگی اور خلقت مہربان ہوگی۔ نماز میں خوب دل لگے گا اور حب الٰہی میں اضافہ ہوگا۔

۶۔ لوگوں کے شر سے محفوظ رہنا

دشمن اور ظالم کے شر سے ہمیشہ کیلئے محفوظ رہنے کی غرض سے نماز تہجد کی ادائیگی کے بعد ان اسماء کو ۱۴۷۰ امرتبہ روزانہ ۵۰ یوم تک یکسوئی اور توجہ سے پڑھنا مطلوبہ مقصد میں کامیابی عطا کرتا ہے۔

۷۔ بری عادات کی اصلاح

اگر کوئی بے راہ روی کا شکار ہو اور چاہتا ہو کہ اسے تمام بری عادات سے نفرت ہو جائے تو اسے چاہئے کہ وہ نماز فجر کے فرض ادا کرنے سے پہلے سجدے میں سر رکھ کر ۳۷۵ مرتبہ اس ورد کو پڑھے اور اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے انشاء اللہ تعالیٰ اس کے دل سے فاسد خیالات نکل جائیں گے اور اس کا دل نیکی کے کاموں کی طرف رغبت کرنے لگے گا۔

۸۔ مشکل کا حل ہونا

اگر کوئی بہت مشکل درپیش ہو اور کسی بھی طرح حل نہ ہو رہی ہو تو ہر روز باوضو حالت میں ایک وقت معین پر ۱۰۰ امرتبہ اس ورد کو پڑھنے سے مشکل حل ہو جائے گی اور ہر طرح کی پریشانی رفع ہو جائے گی۔

۹۔ قید سے رہائی

اگر کوئی ناحق قید میں ڈال دیا گیا ہو یا کسی ظالم کے ظلم کا شکار ہو تو وہ ہر روز باوضو حالت میں اول و آخر تین تین مرتبہ درود پاک پڑھے اور درمیان میں ان اسماء کو ۱۰۰ امرتبہ پڑھے انشاء اللہ تعالیٰ ظالم کے ظلم اور قید سے جلد رہائی نصیب ہو جائے گی۔

۱۸۔ یَا اَللّٰہُ یَا مُغْنِیُّ

اے اللہ، اے غنی کرنے والے

۱۔ دین و دنیا کی نعمتوں کا حصول

یَا اَللّٰہُ یَا مُغْنِیُّ کا ورد کرنے والے کو اللہ تعالیٰ دین و دنیا کی نعمتوں سے اس قدر سرفراز کر دیتا ہے کہ قاری خود غنی ہو جاتا ہے اور صاحب نصاب ہو جاتا ہے۔ اس کی تمام حاجات پردہ غیب سے پوری ہونے کے بہتر اسباب پیدا ہو جاتے ہیں۔ اس کے ہاں مال و دولت کی کمی نہیں رہتی۔ رزق کی فراوانی ہو جاتی ہے۔ جس بھی کام میں ہاتھ ڈالتا ہے اللہ تعالیٰ اس میں خیر و برکت ڈال دیتا ہے۔ اسے ہر کام میں فائدہ ہی ہاتھ آتا ہے۔ اس کی معاشی تنگی خوشحالی میں بدل جاتی ہے۔

۲۔ رزق میں خیر و برکت

اگر کوئی یہ چاہتا ہو کہ اللہ تعالیٰ اس کے حلال رزق میں خیر و برکت پیدا فرمائے اور اسے رزق حرام سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے تو وہ یَا اَللّٰہُ یَا مُغْنِیُّ کو ۱۱۶۶ مرتبہ پڑھنے کا معمول بنا لے اور اول و آخر گیارہ گیارہ مرتبہ درود پاک پڑھے انشاء اللہ تعالیٰ رزق حلال میں فراخی عطا ہو گی اور کبھی بھی معاشی تنگی کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا جو بھی کاروبار کرے گا اللہ تعالیٰ اس میں برکت پیدا فرما دے گا اور اس کیلئے نفع بخش بنا دے گا۔

۳۔ مخلوق سے بے نیاز ہونا

اگر کوئی ہر جمعۃ المبارک کو باوضو حالت میں ان اسماء کو ۱۱۹۴ مرتبہ پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے تو ۴۱ جمعہ تک

برابر پڑھے انشاء اللہ تعالیٰ مخلوق سے بے پرواہ ہو جائے گا۔ ان اسماء کی پڑھائی میں استغنیٰ کے خصائص بہت زیادہ ہیں اس لئے جو اللہ تعالیٰ کو ان اسماء کی صفات سے پکارے گا اللہ اسے غنی کر دے گا اور اپنے ہاں سے اس کی ہر ضرورت پوری ہونے کے اسباب پیدا فرما دے گا۔

۴۔ محتاجی سے چھٹکارا

ان اسماء کا ورد محتاجی سے چھٹکارا دلاتا ہے لہذا صبح کی نماز کے بعد ان اسماء کو روزانہ ۱۱۹۴ مرتبہ پڑھنے والا کبھی کسی کا محتاج نہ ہوگا اور نہ کبھی مقروض ہوگا۔ اس کی ہمت ہمیشہ بلند رہے گی اور اللہ تعالیٰ اسے دوسروں کی نگاہ میں باعزت کر دے گا دیگر منقول ہے کہ مفلسی و تنگدستی کو دور کرنے کیلئے ہر نماز کے بعد اس ورد کو ۳۱۴ مرتبہ پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے انشاء اللہ تعالیٰ رزق میں برکت پیدا ہوگی۔

۵۔ رُکے ہوئے کاموں کا ہونا

طویل مدت سے رکے ہوئے کاموں کو مکمل کرنے کے لئے ہر رات نماز عشاء کے بعد ۱۱۰۰ مرتبہ ان اسماء کا ورد ہر طرح کی رکاوٹ کو دور کر دیتا ہے اور کام کی تکمیل کا باعث بھی بنتا ہے۔

۶۔ حصول عزت و بلند مرتبہ

اگر کوئی یہ چاہتا ہو کہ مخلوق میں اس کا مرتبہ بلند ہو اور وہ عزت کی بلندیوں پر پہنچ جائے تو ایسی خواہش کو پورا کرنے کیلئے ہر نماز کے بعد اول و آخر درود پاک پڑھیں اور درمیان میں تین ہزار مرتبہ اللہ تعالیٰ کے ان صفاتی ناموں کا ورد کریں چالیس یوم تک خلوص نیت سے اس عمل کو کرنے سے مطلوبہ مراد پوری ہو جائے گی۔ اس کے بارے میں یوں بھی بیان ہوا ہے کہ چشم خلائق میں مقبول و محترم ہونے کیلئے نماز فجر کے بعد ۷۰۰ مرتبہ پڑھیں، انشاء اللہ تعالیٰ مخلوق میں اسے بلند مرتبہ حاصل ہوگا۔ ہر کوئی اس کے ساتھ عزت و مہربانی سے پیش آئے گا۔

۷۔ حصول ملازمت و عہدہ

کسی عہدہ کو حاصل کرنے یا ملازمت حاصل کرنے کیلئے ہر نماز کے بعد ۱۱۶۶ مرتبہ یا ان اسماء کو پڑھے اول و آخر تین تین مرتبہ درود پاک پڑھے اور اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے انشاء اللہ تعالیٰ مطلوبہ مقصد میں کامیابی ہوگی اور حصول ملازمت کا کوئی نہ کوئی ذریعہ بن جائے گا۔

۸۔ زندگی کے ہر پہلو میں غالب رہنا

زندگی کے ہر پہلو میں دوسروں پر غالب رہنے کیلئے ان اسماء کا ورد بہت مفید ہے کیونکہ اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا ذاتی نام ملنے سے اثرات اور بھی قوی ہو جاتے ہیں جو شخص اسے روزانہ کثرت سے پڑھے اور اس کی تعداد لاکھوں تک لے جائے یقین رکھیں کہ وہ دین و دنیا میں ہر لحاظ سے باعزت ہو جائے گا۔ ہر شخص اس کے ساتھ بڑی عزت سے پیش آئے گا۔ اہل علم کا قول ہے کہ جس کے نام کے اعداد ۱۱۶۶ ہوں اس کیلئے یہ اسم اعظم ہے اور اسے اس کا ذکر لازماً کرنا چاہیے۔

۹۔ عہدہ و منصب کی بحالی

یہ اسماء عہدہ اور منصب کی بحالی کیلئے بہت مؤثر ہیں۔ لہٰذا اگر کوئی ملازم اپنے عہدہ یا منصب سے معطل ہو جائے یا اسے نکال دیا جائے تو اس صورت میں اسے چاہیے کہ ان اسماء کو اکیس دن تک روزانہ سات ہزار مرتبہ پڑھے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اپنے منصب پر بحال ہو جائے گا۔ ان اسماء کے بارے میں یوں بھی بیان ہوا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی عہدے سے معزول ہو گیا ہو یا نوکری سے نکال دیا گیا ہو تو اسے چاہیے کہ سات دن تک روزانہ غسل کر کے رات کے وقت دو رکعت نماز نفل ادا کرے اور نماز کے بعد ایک ہزار مرتبہ ورد کر کے دعا کرے۔ چوتھے دن پانچ ہزار بار ان اسماء کو پڑھے۔ پھر پانچویں، چھٹے اور ساتویں دن سجدے کی حالت میں ۳۰۰ مرتبہ اسماء کا ورد کر کے دعا کرے تو انشاء اللہ تعالیٰ یا تو پہلی ملازمت پر جائے گا یا پھر اللہ اس کیلئے کسی متبادل عہدے کا اہتمام کر دے گا۔ غرضیکہ ملازم پیشہ افراد کیلئے ان اسماء مبارک کا بکثرت ورد کرنا ان کو ترقی و عزت کے بلند مرتبے سے نوازتا ہے۔ دین و دنیا میں اس کے درجات بلند ہوتے ہیں۔

۱۹۔ یَابَرُّ یَا بَدِیعُ

اے خیر کرنے والے، اے نئے پیدا کرنے والے

۱۔ حصولِ کشف

حصولِ کشف کی غرض سے ہر نماز کے بعد ۷۰۰ مرتبہ ان اسماء کو پڑھنے سے اللہ تعالیٰ مقام کشف عطا فرماتا ہے

۔اس کے علاوہ اس وظیفہ کو کثرت کے ساتھ پڑھنے والے پر مخفی اسرار منکشف ہوتے ہیں جو بات اس کے دل میں آئے گی اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے خبر مل جائے گی۔

۲۔دعا کا قبول ہونا

ان اسماء کے ورد کو اپنا معمول بنا لینے سے ذاکر کی دعا مستجاب ہو جاتی ہے۔اللہ تعالیٰ اس کی ہر جائز مراد کو اپنے دربار میں قبولیت کی سند بخشتا ہے۔

۳۔شر شیطان سے حفاظت

اگر کوئی یہ چاہے کہ اللہ تعالیٰ اسے شیطان کے شر سے محفوظ رکھے تو وہ ہر نماز کے بعد ۲۸۸ مرتبہ یہ اسماء انتہائی توجہ اور یکسوئی کے ساتھ پڑھے۔اللہ تعالیٰ نیک کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے گا اور شیطانی وسواس کو دل سے دور فرمائے گا۔ان اسماء کو بکثرت پڑھتے رہنے سے اللہ تعالیٰ ذاکر کو ساری زندگی آفات روزگار سے محفوظ رکھتا ہے۔

۴۔بری عادات سے چھٹکارا

اگر کوئی بری عادات مثلاً شراب یا زنا کی برائی میں مبتلا ہو اور یہ چاہتا ہو کہ کسی طرح ان بد عادات سے چھٹکارا مل جائے تو وہ ان اسماء کو ہر روز صبح کے وقت باوضو حالت میں ۱۰۰ا مرتبہ پڑھ کر اپنے اوپر دم کر لیا کرے۔اسماء مبارکہ کی برکت سے اسے برائیوں سے نفرت ہو جائے گی۔

۵۔طوفان کا خوف دور کرنا

اگر کوئی طوفان یا آندھی وغیرہ سے خوف کھاتا ہو اسے چاہیے کہ وہ کثرت سے اس وظیفہ کو پڑھے انشاءاللہ تعالیٰ اس کا خوف اور ڈر ختم ہو جائے گا۔

۶۔نظر بد کو دور کرنا

ان اسماء کا وظیفہ نظر بد کو دور کرنے کیلئے انتہائی مؤثر ہے۔۷۰۰ مرتبہ پڑھ کر بچے پر دم کرنے سے بچہ نظر بد سے محفوظ ہو جائے گا۔کسی دوسری چیز کو بری نظر سے بچانے کیلئے اسی طرح کیا جاسکتا ہے۔

۷۔ بحالی عہدہ

اگر کوئی شخص اپنے عہدہ سے ناحق معزول کر دیا گیا ہو وہ اگر ہر نماز کے بعد بکثرت اس وظیفہ کو ذکر کرے تو بحال ہو جائے گا۔ اگر کسی کی کوئی مشکل حل نہ ہوتی ہو تو وہ ہر روز باوضو حالت میں ایک ہزار مرتبہ ان اسماء مبارکہ کا انتہائی توجہ اور یکسوئی کے ساتھ ورد کرے انشاء اللہ تعالیٰ مشکل آسان ہو جائے گی مگر طبیعت میں عاجزی پیدا کرے۔

۸۔ اطمینان قلبی

اگر کوئی بہت زیادہ پریشان ہو، طبیعت ہر وقت بے چین رہتی ہو، پریشانی کسی طرح دور نہ ہوتی ہو تو وہ ہر روز نماز عشاء کے بعد ان اسماء کو ۷۰۰ مرتبہ پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے انشاء اللہ تعالیٰ اس کی پریشانی چند یوم کے اندر اندر دور ہو جائے گی اور اطمینان قلبی نصیب ہو گا۔

۹۔ ناحق قبضہ کو ختم کرنا

اگر کسی شخص نے کسی کی زمین یا مال پر ناحق قبضہ کر رکھا ہو اور چھوڑتا نہ ہو تو چاہیے کہ وہ ہر نماز کے بعد ۳۸۳ مرتبہ ان اسماء کو انتہائی توجہ و یکسوئی کے ساتھ اس طرح پڑھے کہ اول و آخر تین تین مرتبہ درود پاک پڑھے پھر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے انشاء اللہ تعالیٰ مطلوبہ مقصد میں بہت جلد کامیابی ہو گی۔

۲۰۔ یَابَاسِطُ یَارَزَّاقُ

اے کشادہ کرنے والے، اے رزق دینے والے

۱۔ تنگدستی سے نجات

اگر کوئی یہ چاہے کہ اس کے گھر میں مفلسی اور بیماری نہ آئے اور وہ مخلوق میں سے کسی کا محتاج نہ رہے تو اسے چاہیے کہ وہ نماز فجر ادا کرنے سے پہلے ۳۸۰ مرتبہ اس وظیفہ کو پڑھ کر اپنے گھر کے چاروں کونوں میں پھونک مارے اس کے بعد جب نماز فجر پڑھ لے تو پھر نماز چاشت کے وقت بھی اسی طرح عمل کرے انشاء اللہ تعالیٰ اس کے گھر میں کبھی مفلسی و تنگدستی داخل نہ ہو گی اور اسے وافر مقدار میں رزق حاصل ہونا شروع ہو جائے گا۔

۲۔معاشی حاجات کا پورا ہونا

یاباسط، یارزاق ہر نماز کے بعد ۷۰۰ مرتبہ پڑھنے سے غربت وافلاس کا خاتمہ ہوتا ہے اس پر رزق کے دروازے کھل جاتے ہیں تمام معاشی مشکلات آسان ہو جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں سے کسی کا محتاج نہیں کرتا اور اس کی تمام جائز حاجات کو پورا فرما دیتا ہے۔

۳۔کاروبار میں کشادگی

یہ اسماء کاروبار میں کشادگی کیلئے بہت اکسیر ہیں لہٰذا اگر کسی کا کاروبار ٹھپ ہو گیا ہو اور آمدنی میں کمی واقع ہو گئی ہو تو وہ ہر نماز کے بعد ۳۰۲ مرتبہ ان اسماء کو پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے تو انشاء اللہ تعالیٰ اس کی روزی میں خیر و برکت پیدا ہو جائے گی۔

۴۔اضافہ رزق

اگر کوئی رزق کی تنگی کا شکار ہو، ذریعہ آمدنی انتہائی محدود ہو تو وہ ہر روز نماز چاشت پڑھنے کے بعد ۱۰۰ا مرتبہ اس وظیفہ کو پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس کے رزق میں کشادگی پیدا ہوگی۔ اللہ تعالیٰ اس سے رزق کی تنگی دور فرما دے گا۔

۵۔رقت اور نرمی کا پیدا ہونا

جو شخص ان اسماء کا ورد کثرت سے کرے گا اس کے دل میں اللہ کی مخلوق کیلئے رقت اور نرمی پیدا ہوگی بھوکا انسان یا جانور اس شخص سے دیکھا نہ جائے گا وہ خود بھوکا رہ کر بھی دوسروں کو کھانا کھلائے گا اور اس طرح اسے دلی راحت حاصل ہوگی۔

۶۔نیک مقصد میں کامیابی

اگر کسی کا کام رک گیا اور اسے اپنا مقصد حاصل کرنے کیلئے مال درکار ہو تو اسے چاہیے کہ وہ ۴۰ یوم تک ان اسماء کا روزانہ ۳۱۲۵ مرتبہ بعد نماز عشاء ورد کرے۔ مدت ختم ہونے تک اللہ تعالیٰ اس کے حال پر مہربانی فرما دے گا اور اس کا جو نیک مقصد ہوگا اس کیلئے اللہ تعالیٰ دست غیب سے مال کا بندوبست کر دے گا۔

۷۔ میاں بیوی میں سلوک و اتفاق

اکثر گھروں میں میاں بیوی کے باہمی تعلقات ذریعہ معاش کی کمی کے باعث خراب ہوجاتے ہیں اگر کسی گھر میں ایسا ہو تو عورت کو چاہیے کہ وہ روزانہ یاباسط، یارزاق کو گیارہ ہزار مرتبہ پڑھنے کا معمول بنائے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرے تو گھریلو آمدن میں اللہ تعالیٰ اضافے کا کوئی سبب پیدا فرمادے گا جس کی بنا پر میاں بیوی میں سلوک و اتفاق ہوجائے گا۔

۸۔ بیداری جذبہ سخاوت

چونکہ مندرجہ بالا اسماء الٰہی کو بکثرت پڑھتے رہنے سے پڑھنے والے کے مالی حالات بہتر ہوجاتے ہیں اور اس کے ساتھ ہی اس ورد کی وجہ سے پڑھنے والے کا رجحان سخاوت اور اللہ کی راہ میں دینے کا جذبہ بڑھ جاتا ہے۔ اس کے دل میں فراخی پیدا ہوجاتی ہے اور اگر کسی میں کنجوسی کی عادت ہو تو وہ بھی اس ورد کی بدولت ختم ہوجاتی ہے۔ اس لئے یہ وظیفہ بیداری جذبہ سخاوت کیلئے انتہائی مفید ہے۔

۲۱۔ یَابَارِئُ یَا مُصَوِّرُ

اے خاصیت پیدا کرنے والے، اے صورت بنانے والے

۱۔ منازل قبر کا آسان ہونا

ہر نماز کے بعد باقاعدگی سے یَـابَـارِئُ یَـا مُـصَـوِّرُ کی ایک تسبیح پڑھ لینے سے اللہ تعالیٰ قبر کی مشکلیں آسان فرمادے گا اور قبر کو کشادہ کردے گا اور اس ورد کی بدولت قبر میں راحت حاصل ہوگی۔ اس کے علاوہ یہ اسم دین و دنیا کی بے شمار مشکلات کو حل کرنے میں مدد و معاون ثابت ہوگا اور زندگی انتہائی سکون اور خوبصورت انداز سے گزرے گی۔

۲۔ بانجھ پن سے چھٹکارا

بانجھ پن دور کرنے کیلئے ان اسماء کا ورد انتہائی مفید ثابت ہوگا۔ اس مقصد کیلئے بانجھ عورت کو چاہیے کہ وہ ہر نماز

کے بعد اول وآخر گیارہ گیارہ مرتبہ درود پاک پڑھے اور درمیان میں ۴۱ مرتبہ یَابَارِئُ یَا مُصَوِّرُ پڑھے اور اللہ تعالیٰ سے شفا طلب کرے اگر اللہ کو منظور ہوا تو اس کے فضل وکرم سے بانجھ پن کا عارضہ ختم ہو جائے گا اور عورت اولاد پیدا کرنے کے قابل ہو جائے گی۔ اس کے علاوہ ان اسماء کا بکثرت ورد کرنے والی عورت حمل کی پیچیدگیوں سے امن اور سلامتی میں رہے گی اور حمل کا مرحلہ آسانی سے طے پا جائے گا۔

۳۔ نفسانی خواہشات کی اصلاح

نفسانی خواہشات پر قابو پانے اور دل سے شیطانی وسواس کو دور کرنے کے لیے ان اسماء کا بکثرت ورد کرنا انتہائی مفید ہے۔ ہر نماز کے بعد اول وآخر درود پاک پڑھ کر درمیان میں ۲۱ مرتبہ یہ اسماء پڑھنے سے دل میں پاکیزہ خیالات جنم لیتے ہیں اور برے وسوسوں سے ذہن صاف ہو جاتا ہے اور نفسانی خواہشات کی اصلاح ہو جاتی ہے۔

۴۔ حفاظت حمل

جن خواتین کا حمل ساقط ہو جاتا ہو یا حمل نہ ٹھہرتا ہو ان کیلئے یَابَارِئُ یَا مُصَوِّرُ کا ورد کرنا انتہائی مفید ہے۔ اس مقصد کیلئے حاملہ عورت نماز فجر اور نماز مغرب کے بعد اول وآخر گیارہ مرتبہ درود پاک پڑھ کر درمیان میں ۵۴۹ مرتبہ ان اسماء کو پڑھے اور پانی پر دم کر کے پی لے۔ کم از کم چار ماہ تک اس عمل کو جاری رکھے انشاء اللہ تعالیٰ حمل کا مرحلہ بخیر وخوبی انجام پائے گا۔ بے اولاد میاں بیوی کیلئے ان اسماء کا بکثرت ورد کرنا دلی مراد کو پورا کرتا ہے۔ بانجھ پن میں مبتلا عورت ان اسماء کو بلا ناغہ اگر کثرت سے پڑھنے کا معمول بنالے تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے مرض سے نجات دیتا ہے اور حمل قرار پانے کے بعد نیک اور صالح اولاد سے نوازتا ہے۔

۵۔ بخار کی شدت میں کمی

بخار کی حالت میں باوضو ہو کر اول وآخر گیارہ مرتبہ درود پاک پڑھیں اور درمیان میں ۵۴۹ مرتبہ ان اسماء کو پڑھ کر ایک کپ پانی پر دم کریں اور صبح نہار منہ پی لیں۔ اس سے بخار کی شدت میں کمی واقع ہو جائے گی اور بخار سے شفاء کا کوئی ذریعہ بھی بن جائے گا۔

۲۲۔ یَابَاعِثُ یَانُوْرُ

اے مبعوث فرمانے والے، اے نور

ا۔ قوت ارادی کا مضبوط ہونا

یَابَاعِثُ یَانُوْرُ کو بکثرت پڑھنے والے کو اللہ تعالیٰ ہمت وقوت عطا فرماتا ہے۔ اس کے ارادوں کو پختگی دیتا ہے پست ہمتی کی حالت جاتی رہتی ہے۔ حوصلے بلند ہو جاتے ہیں۔ قوت ارادی مضبوط ہو جاتی ہے۔ اس میں مستقل مزاجی اور استقامت پیدا ہو جاتی ہے۔

۲۔ حاکم کو نرم مزاج کرنا

اگر کوئی کسی حاکم کے سامنے جاتے ہوئے خوف کھاتا ہو اور اس کا جانا ضروری ہو تو وہ جانے سے پہلے باوضو حالت میں یاباعث، یانور کو بکثرت پڑھے پھر اپنے ہاتھوں پر پھونک مارے اور چہرے پر ہاتھوں کو پھیرے انشاء اللہ تعالیٰ اس کا مقصد پورا ہوگا۔ دل سے ڈر اور خوف جاتا رہے گا۔ حاکم حسن سلوک سے پیش آئے گا اور اس کی عزت اور قدر کرے گا اور کام بھی کر دے گا۔

۳۔ حصول علم ودانش

یَابَاعِثُ یَانُوْرُ کو کثرت سے پڑھتے رہنے سے علم ودانش کی دولت عطا ہوتی ہے اور ذہن علمی اور تحقیقی کاموں میں خوب چلتا ہے۔ سوچ اور فکر سے متعلقہ بے شمار پریشانیاں اور مشکلات ان اسماء کے ورد کرنے سے دور ہو جاتی ہیں جسم وروح کو تقویت پہنچانے کی عجیب وغریب تاثیر ان اسماء کے ورد کرنے میں مضمر ہے۔

۴۔ حصولِ نورانیت

رات کو سونے سے پہلے روزانہ باوضو حالت میں ۸۲۹ مرتبہ پڑھ کر بستر پر لیٹیں اور دائیں کروٹ ہو کر آنکھیں بند کر لیں۔ ہر روز کے اس عمل سے اللہ تعالیٰ اس کے دل کو اپنی معرفت عطا فرمائے گا اور دل نورانیت سے منور ہو جائے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات نور ہے لہٰذا جو اسے ان اسماء سے پکارے گا اللہ تعالیٰ اس کے دل کو اپنی نورانی تجلیات سے منور فرمائے گا۔

۵۔ باطنی پاکیزگی

اپنے دل سے گناہوں کی میل اتارنے اور باطن میں روشنی پیدا کرنے کی غرض سے ہر نماز کے بعد ۱۰۰ امرتبہ ان اسماء کو پڑھے اور پھر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے تو ان اسماء کی برکت کے طفیل اللہ تعالیٰ پڑھنے والے کے باطن کو پاکیزہ کردے گا اور جب اس کا باطن روشن ہو جائے گا تو اسے پوشیدہ روحانی اسرار کا مشاہدہ ہونے لگے گا۔

۶۔ کشف سے سرفراز ہونا

جو حضرات صاحب کشف بننا چاہیں ان کیلئے ان اسماء کا ورد بڑا مجرب ہے۔ صاحب کشف بننے کیلئے ان اسماء کو روزانہ بعد نماز عشاء ۱۰۶۵ مرتبہ پڑھنے کا معمول بنالیں۔ تھوڑے ہی عرصہ میں اللہ تعالیٰ پڑھنے والے پر کشف کے دروازے کھول دے گا اگر یہ اسماء کسی ولی اللہ کے مزار کے سرہانے بیٹھ کر منہ قبلہ رخ کر کے پڑھے جائیں تو کشف میں پکا تصور قائم ہوگا اور کشف میں معلوم ہونے والی بات بعد میں واقع ہوگی۔

۷۔ حصولِ عزت ووقار

اگر کوئی شخص یَـابَـاعِثُ یَـانُوْرُ کو مسلسل کثرت سے پڑھتا رہے تو اللہ تعالیٰ اس کو عزت و وقار مرحمت فرماتا ہے لوگوں کی نظروں میں اس کی عزت بڑھا دیتا ہے۔ ہر کوئی اس کے ساتھ عزت واحترام کے جذبات کے ساتھ پیش آتا ہے۔ وہ جہاں کہیں جائے گا لوگ اسے قابل قدر نظروں سے دیکھیں گے۔

۸۔ برائیوں سے بچنا

خود کو برائیوں سے بچانے کیلئے بھی یہ اسماء بہت موثر ہیں لہٰذا جو شخص برے کاموں سے دور رہنا چاہے تو اسے چاہیے کہ نماز فجر کے بعد اور نماز عشاء کے بعد ان اسماء کو ۱۰۶۵ مرتبہ یکسوئی کے ساتھ پڑھے۔ اس کا جسم وقلب نیک اعمال کی طرف راغب ہو جائے گا جس کی بنا پر اس کا دل گناہوں سے متنفر ہو جائے گا اور اس سے ظلمت کے اندھیرے چھٹ جائیں گے۔ دل پر اللہ تعالیٰ کے انوار کا نزول ہونا شروع ہوئے گا اور وہ ہمیشہ نیک عمل کرنے لگے گا۔

۹۔ کند ذہنی کا ازالہ

جو کوئی ہر نماز کے بعد بکثرت یَـابَـاعِثُ یَانُوْرُ پڑھے تو اللہ تعالیٰ اسے علم وعقل کی دولت عطا فرماتا ہے اور اس کا ذہن عقل والی باتیں کرنے لگے گا اور کچھ عرصہ میں کند ذہنی ختم ہو جائے گی۔

۲۳۔ یَا جَوَّادُ یَا رَءُوْفُ

سخی داتا، بہت مہربانی کرنے والا

ا۔ دل کی سختی دور کرنا

دل کی سختی دور کرنے اور اپنے اندر شفقت و رحمت کا مادہ پیدا کرنے کے لئے ہر نماز کے بعد ۳۰۰ مرتبہ مندرجہ بالا وظیفہ پڑھنے سے مثبت اثرات پیدا ہوں گے اور اس سے مخلوق بھی اس پر مہربان ہو جائے گی اور اس ورد کو دل کی سختی دور ہونے تک جاری رکھیں۔

۲۔ ارادے میں پختگی

اس وظیفہ کا کثرت ذکر کرنے والے کو اللہ تعالیٰ ارادے کی پختگی اور ثابت قدمی عطا فرماتا ہے۔ ہر نماز کے بعد ۱۱۱ مرتبہ اس کا ورد کرنے والا دلی اطمینان اور سکون پاتا ہے۔

۳۔ چشم خلائق میں مقبول ہونا

جو کوئی شخص چشم خلائق میں مقبول ہونا چاہتا ہو کہ ہر کوئی اس کے ساتھ مہربانی اور حسن سلوک سے پیش آئے تو وہ ہر روز نماز فجر اور نماز عصر کے بعد یَا جَوَّادُ یَا رَءُوْفُ پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے انشاء اللہ تعالیٰ مخلوق خدا اس پر مہربان ہو جائے گی۔ لوگوں کے دل میں اس کے لئے پیار و محبت کے جذبات پیدا ہو جائیں گے۔

۴۔ مقدمہ سے خلاصی

اگر کوئی شخص کسی مقدمے میں پھنسا ہوا ہو اور تصفیہ کرانا چاہتا ہو مگر اس کا مخالف نہ مانتا ہو تو نماز ظہر کے بعد اس ورد کو خلوت میں بیٹھ کر یکسوئی سے ۲۱۰۰ مرتبہ پڑھے اور پھر دعا کرے تو انشاء اللہ تعالیٰ اس کا اسی وقت مقصد حل ہو جائے گا اور دشمن خود اس سے اس بات کیلئے التجا کرے گا۔

۵۔ میاں بیوی میں سلوک و اتفاق

اگر میاں بیوی کے مابین ناراضگی پیدا ہو گئی ہو اور گھر میں ہر وقت لڑائی جھگڑا ہوتا ہو، دونوں میں سے کوئی بھی

جھگڑے کو ختم کرنے کی کوشش نہ کرتا ہو تو اس مقصد کیلئے اس وظیفہ کو باوضو حالت میں ۱۰۰ مرتبہ پڑھ کر کسی میٹھی چیز پر دم کر کے دونوں میاں بیوی کو کھلا دیں ان اسماء کی برکت و تاثیر سے انشاء اللہ تعالیٰ دونوں کے درمیان کشیدگی ختم ہو جائے گی اور میاں بیوی سلوک و اتفاق سے رہیں گے۔ ناراضگی پیار و محبت کا روپ دھار لے گی۔

۶۔ نشہ کی عادت چھڑانا

اگر کوئی نشے کی بری عادت میں مبتلا ہو اور نشے کو چھوڑنے کی بہت مرتبہ کوشش کر چکا ہو مگر اس بری عادت سے چھٹکارا مکمل طور پر نہ پا سکے اور اس کی وجہ سے بہت پریشان ہو تو اسے چاہیے کہ وہ ہر روز باوضو حالت میں سات سو مرتبہ پڑھ کر اپنے اوپر دم کر لیا کرے اس کے ساتھ ہر نماز کے بعد ۳۰۰ مرتبہ پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے انشاء اللہ تعالیٰ اس کی نشے کی عادت چھوٹ جائے گی۔ اللہ تعالیٰ اسے راہ راست پر آنے کی توفیق عطا فرمائے گا اور اسے برے کاموں سے کلی طور پر نفرت ہو جائے گی۔

۷۔ دل کا نرم ہونا

اگر کسی کا قلب بہت سخت ہو تو وہ ہر روز نماز فجر کے بعد انتہائی مؤدبانہ انداز سے بیٹھ کر ۷۰۰ بار اس ورد کو پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے تو اس کا دل نرم ہو جائے گا اور اس میں نورانیت پیدا ہو جائے گی۔

۸۔ انجام بخیر ہونا

اگر کوئی چاہتا ہو کہ اس کا انجام بخیر ہو اور وہ مرتے وقت اس دنیا سے ایمان کی حالت میں جائے سکرات و پل صراط کی منزلیں اس پر آسان ہوں تو اسے چاہیے کہ ان اسماء کو روزانہ کثرت سے پڑھنے کا معمول بنالے تو اللہ کی مہربانی سے اس کا خاتمہ بالایمان ہوگا۔

۹۔ ہمیشہ باعزت رہنا

جو شخص اس وظیفہ کو بیدار ہوتے وقت اور سوتے وقت ۷۰۰ مرتبہ پڑھنے کا معمول بنالے تو وہ ہمیشہ ذلت سے محفوظ رہے گا اگر کوئی شخص اسے بے آبرو یا ذلیل کرنے کی کوشش کرے تو وہ خود ہی ذلیل و خوار ہو جائے گا۔ لہٰذا جو شخص اس وظیفہ کو پڑھنے کا معمول بنالے تو وہ ہمیشہ باعزت رہے گا۔

اگر کوئی عورت جو اپنے خاوند کی نظر سے گر گئی ہو تو اسے چاہیے کہ اس وظیفہ کو روزانہ چالیس دن تک تین ہزار مرتبہ

پڑھے تو اسے خاوند کی نگاہ میں بہت زیادہ عزت حاصل ہو جائے گی، ان اسماء کی خاصیت غائبانہ اور ظاہرانہ ہے۔

۱۰۔ حاکم کو مہربان کرنا

اس کے علاوہ اگر کسی ظالم حاکم سے کسی کی جائز سفارش کرنا مقصود ہو تو اس مقصد کی لئے باوضو حالت میں ۱۱۰۰ مرتبہ اس وظیفہ کو پڑھ کر ظالم کے سامنے جائے اور پھر سفارش کرے تو کامیابی حاصل ہوگی۔

۲۴۔ یَا جَلِیْلُ یَا عَظِیْمُ

اے بزرگی والے، اے عظمت والے

۱۔ حصولِ بزرگی و بلند مرتبہ

جو شخص اللہ تعالیٰ کی بارگاہ اقدس میں بلند مرتبہ کا خواہاں ہو وہ ہر روز بلا ناغہ نماز ظہر کے بعد بکثرت ان اسماء کا ورد کرے اور پھر اللہ تعالیٰ سے اس اسم پاک کے وسیلے سے دعا مانگے تو اسے بزرگی اور بلند مرتبہ حاصل ہوگا۔

۲۔ ہر دلعزیز بننا

جو کوئی یہ چاہے کہ وہ چشم خلائق میں مقبول ہو اور لوگوں کی نظروں میں اس کی عزت و وقعت بڑھ جائے تو وہ جب بھی باوضو حالت میں اس وظیفہ کا ۱۰۹۳ مرتبہ ورد کرتا رہے انشاء اللہ تعالیٰ لوگوں کی نظروں میں ہر دلعزیز ہو جائے گا اور اس کی عزت لوگوں کے دلوں میں بہت زیادہ بڑھ جائے گی۔

۳۔ ہر کسی کا ادب سے پیش آنا

یَا جَلِیْلُ یَا عَظِیْمُ کا بکثرت ذکر کرنا اپنا معمول بنا لینے سے اس اسم پاک کے یہ خواص ظاہر ہوتے ہیں کہ ذاکر جس کی طرف بھی اپنی نگاہ اٹھائے گا وہ اس کی تعظیم کیلئے مؤدب ہو جائے گا اور اس کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئے گا۔

۴۔ سلامتی اور امن و عافیت

ان اسماء مبارکہ یعنی یَا جَلِیْلُ یَا عَظِیْمُ کو بکثرت پڑھنے والا جانی و مالی نقصان سے محفوظ رہتا ہے کسی بھی قسم کی

آفت و مصیبت میں اسے نقصان نہیں پہنچتا، بڑے بڑے خطرات میں گر جانے کے باوجود وہ امن و عافیت میں رہتا ہے اور سلامتی سے لوٹتا ہے۔

۵۔ دل کا نیکی کی طرف مائل ہونا

ہر روز نماز فجر کے بعد ان اسماء مبارکہ کا بکثرت ورد کرنے سے دل میں سارا دن پاکیزہ خیالات پیدا ہوتے رہتے ہیں اور دل نیکی اور بھلائی کے کاموں کی طرف مائل رہتا ہے۔ یہ عمل طلوع آفتاب سے پہلے تک کرنا انتہائی زود اثر ہوتا ہے۔

۶۔ بیماری اور حادثات سے محفوظ رہنا

ہر نماز کے بعد ۱۰۰ مرتبہ اس وظیفہ کو پڑھ لینے سے اللہ تعالیٰ بیماری و حادثات سے محفوظ فرما دیتا ہے اور اس کی عمر میں برکت عطا فرماتا ہے۔

۷۔ بیماری سے حصولِ شفا

اگر کوئی بیمار بکثرت اس کو پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ بہت جلد اسے شفا عطا فرمائے گا اگر بیمار کی حالت ایسی ہو کہ وہ مرض کے غلبے اور شدت کی وجہ سے خود نہ پڑھ سکتا ہو تو دوسرا شخص باوضو حالت میں بیمار کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے ۱۰۹۳ مرتبہ پڑھے انشاء اللہ تعالیٰ شفا حاصل ہوگی۔

۲۵۔ يَاجَامِعُ يَامُعِيْدُ

اے جمع کرنے والے، اے دوبارہ پیدا کرنے والے

۱۔ قرار و اطمینان کا حصول

اگر کسی کو بے سکونی ہو اور اس کے دل کو کسی بھی طرح قرار و اطمینان نہ ہو تو وہ ہر روز ۲۳۸ مرتبہ نماز فجر کی ادائیگی کے بعد يَاجَامِعُ يَامُعِيْدُ کا ورد کرے انشاء اللہ تعالیٰ اطمینان قلبی نصیب ہوگا۔ بے قراری و بے چینی جاتی رہے گی۔ ان اسماء کا خاصہ یہ ہے کہ انہیں پڑھنے سے سکون کی دولت حاصل ہوتی ہے اس لئے جب موقع ملے تو ان اسماء کو

پڑھ لینا بہتر ہوگا۔

۲۔رشتہ داروں میں صلح ہونا

اگر کسی کا کوئی عزیز، رشتہ دار یا دوست غلط فہمی کی بنا پر ناراض ہوگیا ہو اور کسی طرح راضی نہ ہوتا ہو تو وہ ہر روز نماز چاشت کے بعد ۱۰۰ا مرتبہ ان اسماء کو پڑھے۔اول و آخر درود پاک پڑھے پھر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے انشاء اللہ تعالیٰ ناراض شخص بہت جلد راضی ہو جائے گا اور غلط فہمی بھی دور ہو جائے گی۔

۳۔تحصیل علم

اگر کوئی یہ چاہے کہ اللہ تعالیٰ اسے علوم عامہ اور خاصہ کی دولت سے نوازے اور تا حیات روشنی سے اس کا سینہ منورر ہے تو وہ نماز عشاء کے بعد قبلہ رو ہو کر انتہائی یکسوئی کے ساتھ یَاجَامِعُ یَامُعِیْدُ کثرت سے پڑھنے کا معمول بنالے تو انشاء اللہ تعالیٰ تھوڑے ہی دنوں میں اسے مطلوبہ مقصد میں کامیابی ہونا شروع ہو جائے گی۔

۴۔اغوا شدہ کی بازیابی

اس وظیفہ میں اغوا شدہ انسان کو واپس لانے کی عجیب قوت ہے لہٰذا اغوا شدہ بچوں اور مغویہ عورتوں کی جلد بازیابی کیلئے یَاجَامِعُ یَامُعِیْدُ کا وظیفہ کرنا انتہائی سریع الاثر نتائج کا حامل ہے یہ وہ وظیفہ ہے کہ جب کوئی اغوا شدہ کی بازیابی کے لئے ورد میں لاتا ہے تو ان اسماء کا فوراً اثر ظاہر ہوتا ہے۔اس مقصد کیلئے باوضو ہو کر دو رکعت نفل نماز حاجت پڑھیں پھر ۱۱۱ مرتبہ درود پاک پڑھیں اس کے بعد سجدے میں جا کر ۱۰۰۱ مرتبہ درود پاک پڑھیں اس کے بعد سجدے میں جا کر ۱۰۰۱ مرتبہ اس وظیفہ کا ورد کریں۔آخر میں پھر ۱۱۱ مرتبہ درود پاک پڑھیں اور پھر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگیں انشاء اللہ تعالیٰ مطلوبہ مقصد بہت جلد پورا ہوگا۔

۵۔گمشدہ کی واپسی کا پہلا عمل

اگر کسی کا کوئی عزیز یا دوست گم ہو گیا ہو تو باوضو حالت میں بکثرت یا جامع ، یامعید کا ورد کر کے اللہ تعالیٰ سے انتہائی عاجزی و انکساری کے ساتھ دعا مانگے۔اللہ تعالیٰ کے ان اسماء کی برکت سے گمشدہ جلد مل جائے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ کی یہ صفات کسی منتشر چیز کو جمع کرنے کیلئے بہت اکسیر ہیں۔اس لئے گمشدہ کیلئے ان اسماء کا ورد بہت لاجواب ہے۔

۶۔ گمشدہ کو واپس لانے کا دوسرا عمل

اگر کسی کا کوئی عزیز گم ہو گیا ہو اور تلاش بسیار کے باوجود نہ مل رہا ہو تو چاہیے کہ باوضو حالت میں آدھی رات کے وقت جبکہ گھر کے تمام افراد سو رہے ہوں یہ اسماء گھر کے چاروں کونوں میں ۷۰۰ مرتبہ پڑھ کر دم کریں اور پھر اللہ تعالیٰ سے یوں دعا مانگیں کہ یَـا جَـامِعُ یَـا مُعِیْدُ فلاں اپنے گھر سلامتی سے واپس آ جائے انشاء اللہ تعالیٰ سات یوم تک وہ غائب واپس آ جائے گا یا اس کے بارے میں خبر مل جائے گی۔

۷۔ عادات کی اصلاح

اگر کوئی یہ چاہے کہ اسے بری عادات سے چھٹکارا مل جائے اس کی بدمزاجی اور غصے کی عادت ختم ہو جائے تو وہ ہر روز باوضو حالت میں ۱۰۰ مرتبہ اس ورد کو پڑھا کرے انشاء اللہ تعالیٰ اس کی عادات سنور جائیں گی۔ برے کاموں سے نفرت ہو جائے گی۔ اخلاق میں شائستہ پن آ جائے گا۔ چند دنوں کے مسلسل عمل سے ہی وہ اپنے اندر مثبت تبدیلی محسوس کرے گا۔

۲۶۔ یَا جَلِیْلُ یَا کَرِیْمُ

اے بزرگی والے، اے کرم کرنے والے

۱۔ حصولِ کیف و سرور

جو شخص یہ چاہے کہ اسے عبادت میں حلاوت اور یکسوئی حاصل ہو اور عبادت کرنے میں سرور اور کیف نصیب ہو تو وہ ہر نماز کے بعد اس نیت سے یَا جَلِیْلُ یَا کَرِیْمُ کو ۳۴۳ مرتبہ پڑھ کر اپنے اوپر دم کرے انشاء اللہ تعالیٰ اسے کیف قلبی کی دولت میسر ہو گی اور عبادات کی ادائیگی میں خلوص اور یکسوئی نصیب ہو گی اور اس کا دل یادِ الٰہی کی طرف ہر وقت مائل رہنے لگے گا۔

۲۔ لوگوں پر رعب قائم ہونا

اگر کوئی ہر نماز کے بعد اول و آخر گیارہ گیارہ مرتبہ درود پاک پڑھے اور درمیان میں ۶۰۹ مرتبہ ان اسماء کو پڑھے تو

اللہ تعالیٰ اس نام پاک کی برکت سے اسے جلال عطا فرماتا ہے، اس کی جلالی طبیعت کی ہیبت سے خود بخود اس کا رعب لوگوں کے دلوں پر بیٹھ جائے گا۔ لوگ اس کی صورت دیکھتے ہی مرغوب ہوتے جائیں گے اور اس کے ساتھ انتہائی ادب واحترام سے پیش آئیں گے۔

۳۔ بے چینی دور ہونا

جس کی طبیعت ہر وقت بے چین رہتی ہو اور وہ پریشان رہتا ہو تو اسے چاہیے کہ وہ ہر روز نماز فجر کی ادائیگی کے بعد یا جلیل، یا کریم ۷۰۰ مرتبہ پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگا کرے ۲۱ یوم تک بلا ناغہ یہ عمل کرے انشاء اللہ تعالیٰ اس کی بے چینی دور ہو جائے گی اور سکون قلبی کی دولت نصیب ہوگی۔

۴۔ عزت ووقار میں اضافہ

یَا جَلِیْلُ یَا کَرِیْمُ کو بکثرت پڑھنے والا بندگان خدا میں بلند مرتبہ پاتا ہے، لوگ اسے ہر معاملے میں عزت دیتے ہیں اور اسکی اہمیت کو تسلیم کرتے ہوئے قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ ایک اور قول کے مطابق اگر کوئی یہ چاہے کہ لوگ اسے عزت ووقار کی نظروں سے دیکھیں تو وہ ہر نماز کے بعد ۳۴۳ مرتبہ پڑھنے کا معمول بنالے تو انشاء اللہ تعالیٰ ان اسمائے الٰہی کی برکت وتاثیر سے ہر کوئی اسے عزت ووقار کی نگاہوں سے دیکھے گا۔

۵۔ جذبہ سخاوت کا پیدا ہونا

جو شخص فجر کی نماز کے بعد ۲۱ ایَا جَلِیْلُ یَا کَرِیْمُ کا ورد کر کے دعا کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے دل میں لطف وکرم اور سخاوت کا جذبہ پیدا کر دیتا ہے۔ اگر کوئی شخص ان اسماء کو ۱۱۰۰ مرتبہ روزانہ دن یا رات میں پڑھے تو اس میں سخاوت کا وصف پیدا ہو جائے گا۔ اگر رات کو بستر پر سوتے وقت پڑھے تو فرشتے اس کیلئے دعا گو ہوں گے اور کہیں گے ''اکرمك اللّٰہ'' اللہ تمہیں مکرم ومعزز بنادے۔

۶۔ ہر حاجت پوری ہو

اگر کسی شخص کو کوئی ایسی حاجت درپیش ہو جو پوری ہوتی ہوئی نظر نہ آئے تو اسے چاہیے کہ اس وظیفہ کو روزانہ سات ہزار مرتبہ پڑھنا شروع کرے اور ۴۰ دن تک یہ عمل جاری رکھے انشاء اللہ اس کی جو بھی حاجت ہوگی وہ پوری ہوگی بشرطیکہ یقین کامل ہو۔

۷۔ تنگدستی اور افلاس کا خاتمہ

اگر کوئی شخص تنگدست اور مفلوک الحال رہتا ہو تو اسے چاہیے کہ یقین محکم کے ساتھ صبح اٹھ کر نماز فجر پڑھے اور ایک گھنٹہ تک اس وظیفہ کا ورد کرے اور پھر رات کو سوتے وقت عشاء کی نماز پڑھے اور اس کا ورد کرے انشاء اللہ تعالیٰ بفضل خدا اس کے رزق کے دروازے کھل جائیں گے اور وہ ہر طرح سے مالا مال ہو جائے گا اور دنیا کی حسد بھری نظروں سے محفوظ رہے گا۔

۸۔ مستجاب الدعوات

اللہ کے بندوں کا کہنا ہے کہ جو شخص اس وظیفہ کو صبح شام کثرت سے پڑھنے کا معمول بنالے اللہ تعالیٰ اس کی زبان میں مستجاب الدعوات کی تاثیر پیدا کر دیتا ہے اور اس کی دعائیں قبول ہونے لگتی ہیں ، جس چیز کی وہ دعا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے پورا کرتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ ہر لحاظ سے اسے اپنی رحمت اور کرم کا مظہر بنا دیتا ہے ۔

۹۔ علاج بخل

بعض لوگوں میں پیدائشی طور پر بخل کی عادت ہوتی ہے یعنی وہ اللہ کی راہ میں دینے کا نام ہی نہیں لیتے ۔ یہ ورد اس قسم کی عادت کو ختم کرنے کیلئے بہت اکسیر ہے۔ اس لئے اگر کسی کی عادت بخل درست کرنی ہو تو اللہ تعالیٰ کے ان اسماء کو ۲۱۰۰ مرتبہ پڑھ کر پانی دم کر کے اسے پلائیں ۴۰ دن تک اسی طرح کریں انشاء اللہ تعالیٰ بخل کی عادت ختم ہو جائے گی۔

۱۰۔ دوسروں کی نظر میں صاحب عزت ہونا

جو شخص اس ورد کو زندگی بھر پڑھتا رہے اللہ تعالیٰ اسے ایک نہ ایک دن معزز اور مکرم کر دے گا۔ لہٰذا ایسا شخص جو یہ محسوس کرتا ہو کہ لوگ اس کی عزت نہیں کرتے بلکہ چھوٹی چھوٹی باتوں پر اسے ہر مقام پر بے عزت کر دیا جاتا ہے لہٰذا اگر وہ اس وظیفہ کو ۳۴۳ مرتبہ ہر نماز کے بعد پڑھنا شروع کر دے تو انشاء اللہ تعالیٰ اللہ اسے ہمیشہ کیلئے دوسروں کی نظر میں باعزت کر دے گا اور جو اس کی بے عزتی کرنے کی کوشش کرے گا وہ ذلیل ہو گا۔

۲۷۔ یَا حَقُّ یَا ظَاھِرُ

اے حقیقت ازل، اے ظاہر

۱۔ صراط مستقیم پر گامزن رہنا

یَا حَقُّ یَا ظَاھِرُ بکثرت پڑھتے رہنے سے دل میں حق وسچائی پر ثابت قدمی سے ڈٹے رہنے کا جذبہ پیدا ہو جاتا ہے اور ذاکر کبھی بھی اللہ تعالیٰ کے راستے سے نہیں بھٹکتا ہمیشہ صراط مستقیم پر گامزن رہتا ہے۔

۲۔ قید سے جلد رہائی

ناحق قید کئے گئے قیدیوں کیلئے کثرت سے اس وظیفہ کو پڑھنا قید سے رہائی کا باعث بنتا ہے۔ اس مقصد کیلئے نصف شب کے قریب باوضو حالت میں ننگے سر ہو کر اول وآخر تین تین مرتبہ درود پاک پڑھے اور درمیان میں یَا حَقُّ یَا ظَاھِرُ ۱۲۱۴ مرتبہ پڑھے۔ ہر روز بلا ناغہ ۴۰ یوم تک یہ عمل کرنے سے انشاء اللہ تعالیٰ جلد رہائی کے اسباب پیدا ہوں گے اور باری تعالیٰ کے فضل وکرم سے قید سے رہائی عمل میں آجائے گی۔

۳۔ ثابت قدم رہنا

اگر کوئی کسی کو حق اور سچ کی راہ سے ہٹانے اور سچی گواہی دینے سے ڈرا رہا ہو اور دھمکا کر باز رکھنے کی کوشش کرتا ہو تو ایسی صورت میں ہر روز نماز فجر اور نماز عشاء کے بعد ۷۰۰ مرتبہ یَا حَقُّ یَا ظَاھِرُ پڑھے اول وآخر گیارہ گیارہ مرتبہ درود پاک پڑھے پھر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے تو اللہ تعالیٰ اسے حق وسچ پر قائم رہنے اور ثابت قدمی دکھانے کی توفیق عطا فرمائے گا اور اس کے راستے میں رکاوٹ ڈالنے والوں کو ذلیل وخوار کرے گا۔

۴۔ الزام سے بری الذمہ ہونا

اگر کسی پر کوئی ناحق الزام لگا دیا گیا ہو اور سب لوگ اسے جھوٹا سمجھ رہے ہوں تو وہ ہر نماز کے بعد ۳۱۲ مرتبہ یَا حَقُّ یَا ظَاھِرُ پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے انشاء اللہ تعالیٰ اس پر لگایا ہوا الزام جھوٹا ثابت ہو جائے گا اور الزام لگانے والے شرمندہ وذلیل ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ اس کی عزت بحال فرما دے گا۔

۵۔گمشدہ چیز کی بازیابی

اگر کسی کی کوئی چیز گم ہوگئی ہو تو وہ بعد نماز عشاء جمعہ کے دن سے یَاحَقُّ یَاظَاہِرُ ۱۲۱۴ مرتبہ ۴۰ یوم تک پڑھے درمیان میں ناغہ نہ کرے۔ پڑھنے کے بعد اللہ تعالیٰ سے گمشدہ چیز کی بازیابی کی دعا مانگے انشاء اللہ تعالیٰ گمشدہ چیز واپس ملنے کے اسباب پیدا ہو جائیں گے۔

۶۔چوری کا مال واپس لانا

مال وسامان چوری ہو جانے کی صورت میں باوضو ہو کر یَـاحَـقُّ یَـاظَـاہِـرُ ایک صاف اور سفید کاغذ کے چاروں کونوں پر لکھیں اور نصف شب کے قریب کھلے آسمان تلے اپنے گھر میں کھڑے ہو کر کاغذ کو اپنے داہنے ہاتھ میں رکھ کر اول وآخر درود پاک پڑھ کر درمیان میں ۱۲۱۴ مرتبہ اس وظیفہ کو پڑھیں اور اللہ تعالیٰ کے حضور دعا مانگیں انشاء اللہ تعالیٰ بہت جلد اسباب پیدا ہوں گے یا تو چوری شدہ شے واپس مل جائے گی یا اللہ تعالیٰ اس سے بہتر مہیا فرما دے گا۔

۷۔دشمن کے نقصان سے بچاؤ

اگر کوئی دشمن کے ہاتھوں سخت پریشان ہو، دشمن کسی طرح سے نقصان پہنچانے سے باز نہ آتا ہو تو ہر روز نماز فجر کے بعد ۱۰۰ مرتبہ یاحق، یاظاہر پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگیں انشاء اللہ تعالیٰ دشمن زیر ہوگا اور نقصان پہنچانے کی جرأت نہ کرے گا۔

۸۔قوت بصارت میں تقویت

اگر کسی کی قوت بصارت میں کمی واقع ہوگئی ہو تو وہ ہر روز ۴۰ دن تک اشراق کی نماز پڑھنے کے بعد ۵۰۰ مرتبہ یَاحَقُّ یَاظَاہِرُ پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے انشاء اللہ تعالیٰ اس وظیفہ کی برکت وتاثیر کی بدولت اللہ تعالیٰ اس کی آنکھوں کی روشنی میں اضافہ فرما دے گا اور نگاہ کبھی کمزور نہ ہوگی۔

۲۸۔یَا حَکَمُ یَارَافِعُ

اے حکم کرنے والے،اے رفعت دینے والے

ا۔رزق کی تنگی کا دور ہونا

اگر کسی کا کاروبار نہ چلتا ہو اور اس کے ہاں رزق کی سخت تنگی ہو تو وہ نماز عشاء کے بعد روزانہ صدق دل کے ساتھ باوضو حالت میں اول وآخر گیارہ گیارہ مرتبہ درود پاک پڑھے درمیان میں ۲۱۰۰ مرتبہ یَاحَکَمُ یَارَافِعُ کا ذکر کرے انشاءاللہ تعالیٰ اللہ کے ان ناموں کی برکت سے کاروبار میں خیر وبرکت پیدا ہو جائے گی۔رزق کی تنگی دور ہو جائے گی اور کاروبار خوب چمک اٹھے گا۔

۲۔ناحق قید سے رہائی

اگر کوئی ناحق قید میں ڈال دیا گیا ہو تو اس کو چاہئے کہ وہ ہر نماز کے بعد اول وآخر تین تین مرتبہ درود پاک پڑھے ،درمیان میں ۴۱۹ مرتبہ اس وظیفہ کو انتہائی توجہ اور یکسوئی سے پڑھے پھر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے انشاءاللہ تعالیٰ جلد قید سے رہائی پائے گا۔اس پڑھائی کو تا حصول رہائی جاری رکھے۔

۳۔ادائیگی قرضہ کا سبب پیدا ہونا

جو کوئی قرضہ ادا کرنے کی سکت نہ رکھتا ہو قرض خواہ اسے تنگ کرتے ہوں تو وہ ہر نماز کے بعد کثرت سے یَاحَکَمُ یَارَافِعُ پڑھے۔اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے قرض کی ادائیگی کے اسباب پیدا ہو جائیں گے اور قرض کی لعنت سے جان چھوٹ جائے گی۔

۴۔موافقت زوجین

جن میاں بیوی کے مابین نا چاقی ہو اور گھر میں ہر وقت لڑائی جھگڑے کی حالت رہتی ہو تو دونوں میں سے کوئی ایک یا دونوں باوضو ہو کر رات کو سونے سے پہلے بستر پر لیٹ کر ۹۱۴ مرتبہ یَاحَکَمُ یَارَافِعُ توجہ اور یکسوئی کے ساتھ پڑھیں چند دن کے عمل سے ہی مثبت نتیجہ برآمد ہوگا اور مطلوبہ مقصد میں کامیابی عطا ہوگی۔میاں بیوی کے مابین

نا اتفاقی ختم ہو جائے گی اور آپس میں پیار محبت کی ساز گار فضا پیدا ہو جائے گی۔

۵۔ زبان میں قوت تاثیر کا پیدا ہونا

جو شخص یَا حَکَمُ یَا رَافِعُ روزانہ ۳۱۲۵ مرتبہ پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کی باتوں میں قبولیت کا اثر پیدا کرے گا۔ وہ شخص جو کہے گا ہر شخص اس کو قبول اور منظور کرے گا۔ اگر وہ عالم یا واعظ ہے تو اس کے وعظ میں عجیب تاثیر اور قبولیت کا رنگ پیدا ہو گا اور اگر وہ حاکم، قاضی یا جج ہے تو عام لوگ اس کے فیصلوں سے راضی، خوش اور مطمئن رہیں گے ور اس کے فیصلوں کے خلاف کبھی احتجاج نہ ہو گا۔

۶۔ باطن روشن ہونا

جو شخص یَا حَکَمُ یَا رَافِعُ کو ٹھیک رات کے بارہ بجے باوضو قبلہ رُخ بیٹھ کر پڑھنا شروع کرے اور اس قدر پڑھے کہ پڑھتے پڑھتے بے خود ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اس کے باطن کو روشن کرے گا اور اسے صاحب باطن بنائے گا۔ اس پڑھائی کو تا حصولِ مقصد جاری رکھے۔

۷۔ حق کے مطابق فیصلہ کرنا

جو شخص کسی معاملے میں ثالث بنایا گیا ہو اور وہ یہ چاہتا ہو کہ وہ اس معاملے میں حق کے مطابق فیصلے کرے تو وہ کثرت سے یَا حَکَمُ یَا رَافِعُ پڑھنے کا معمول بنا لے۔ اللہ تعالیٰ اسے حق کہنے اور حق کے ساتھ فیصلہ کرنے کی توفیق عطا فرما دے گا۔

۸۔ دین کی محبت اور شوق کا پیدا ہونا

جو شخص یَا حَکَمُ یَا رَافِعُ کا بکثرت ورد کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کے دل میں دین اسلام کی محبت اور شوق پیدا کرے گا۔ وہ ہر وقت دین اسلام کی ترقی کیلئے فکر مند رہے گا۔ غرضیکہ وہ ہر حال میں اسلام کے ساتھ محبت اور وابستگی رکھے گا اور دل کی گہرائیوں سے اسلام کی سر بلندی کیلئے کوشاں رہے گا۔

۹۔ حاکم کا رحمدل ہونا

جو شخص کسی حاکم یا بڑے شخص کے سامنے جاتے ہوئے ڈرتا ہو تو وہ سات ہزار مرتبہ روزانہ تین تین دن تک

یَاحَکَمُ یَارَافِعُ پڑھے اور پھر یہی اسماء مبارکہ پڑھتا ہوا حاکم یا بڑے شخص کے سامنے جائے انشاءاللہ تعالیٰ ہر طرح سے عزت پائے گا۔ حاکم نہایت رحم دلی سے پیش آئے گا اور وہ نہ صرف اس سے خوش دلی کے ساتھ ملاقات کرے گا بلکہ اس کے ساتھ عزت والا سلوک کرے گا۔

۱۰۔لوگوں میں مقبول ہونا

جو شخص یَاحَکَمُ یَارَافِعُ کو آدھی رات یا عین دوپہر کے وقت ۱۰۰ امرتبہ پڑھے گا اور اس عمل پر مداومت اختیار کرے گا تو اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے اسے عام لوگوں کی نظر میں عزت احترام کا مقام حاصل ہوگا، ہر شخص پر اس کا رعب اور دبدبہ قائم ہو جائے گا۔

۱۱۔حاجت کا پورا ہونا

جو شخص ہر فرض نماز کے بعد یَاحَکَمُ یَارَافِعُ ۱۰۰ امرتبہ تا حصولِ مقصد پڑھنے کا معمول بنالے گا اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے اسکی جائز حاجت کو پورا فرمادے گا۔

۲۹۔یَاحَلِیْمُ یَاصَبُوْرُ

اے بردبار، اے بڑے تحمل کرنیوالے

ا۔مشکل سے نجات

اگر کوئی ایسی مشکل ہو جو کسی طرح حل نہ ہوتی ہو تو ہر روز نماز فجر کے بعد ۷۸۶ مرتبہ یَاحَلِیْمُ یَاصَبُوْرُ گیارہ یوم تک پڑھے اور اول وآخر تین تین مرتبہ درود پاک بھی پڑھے پھر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے انشاءاللہ تعالیٰ چند دنوں میں ہی مشکل آسان ہو جائے گی۔

۲۔ازالہ رنج وغم

اگر کسی کو کوئی ایسا غم لاحق ہو جو بھلائے نہ بھولتا ہو تو وہ باوضو حالت میں ان اسماء مبارکہ کو کثرت سے پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے انشاءاللہ تعالیٰ دل سے غم کا بوجھ ہلکا ہو جائے گا اور اللہ تعالیٰ صبر جمیل عطا فرمائے گا۔ ہر طرح کی

بے چینی کی کیفیت دور ہو جائے گی اور اس وظیفہ کی برکت سے سکونِ قلبی نصیب ہوگا۔

۳۔ اخلاقی اصلاح

جو بچہ بداخلاق ہو اسے ۳۸۶۰ مرتبہ یَا حَلِیْمُ یَا صَبُوْرُ روزانہ پڑھ کر پانی دم کر کے گیارہ روز تک پلائیں انشاء اللہ تعالیٰ بچے کی بداخلاقی اچھے اخلاق میں بدل جائے گی۔

۴۔ طبیعت میں نرمی پیدا ہونا

یَا حَلِیْمُ یَا صَبُوْرُ ہر وقت باوضو حالت میں بکثرت پڑھتے رہنے سے دل کی سختی دور ہو جاتی ہے۔ طبیعت میں نرمی اور عاجزی کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔

۵۔ حصولِ عزت واحترام

اگر کوئی یہ چاہتا ہو کہ ہر کوئی اس کے ساتھ عزت واحترام سے پیش آئے تو وہ ہر نماز کے بعد ۳۸۶ مرتبہ پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے۔ انشاء اللہ تعالیٰ مخلوق میں اس کی خوب عزت ہوگی اور ہر کوئی اس کے ساتھ مہربانی سے پیش آئے گا۔

۶۔ حاکم کا مہربان ہونا

اگر ظالم حاکم یا دشمن کا سامنا کرنا مقصد ہو تو باوضو حالت میں ۱۱۰۰ مرتبہ یَا حَلِیْمُ یَا صَبُوْرُ پڑھ کر پانی پر دم کرے اور اس پانی کو اپنے چہرے پر ملے پھر ظالم حاکم یا دشمن کے سامنے جائے تو ان اسماء کی تاثیر سے اللہ تعالیٰ مقابل کے دل میں مہربانی کا جذبہ پیدا فرما دے گا اور وہ حسن سلوک سے پیش آئے گا۔

۷۔ صنعت وزراعت میں ترقی

جو شخص صنعت وحرفت کھیتی باڑی میں ترقی چاہتا ہو تو یَا حَلِیْمُ یَا صَبُوْرُ ۱۰۱ مرتبہ کاغذ پر لکھ کر پانی میں گھول دے اور وہ پانی کھیت، باغات، اوزار وغیرہ پر چھڑک دے۔ انشاء اللہ تعالیٰ صنعت وزراعت میں بہت ترقی ہوگی۔

۳۰۔ یَا حَکَمُ یَا حَاکِمُ

اے حکم کرنیوالے، اے حاکم

۱۔ مقدمہ سے بری ہونا

اگر کسی کو جھوٹے مقدمے میں پھنسا دیا گیا ہو اور فیصلہ عدالت میں ہو جبکہ یہ خطرہ بھی ہو کہ قاضی ٹھیک اور حق فیصلہ نہ کرے گا یعنی تمام گواہ بھی مخالف ہوں تو ایسی صورت میں ہر نماز کے بعد ۱۳۷ مرتبہ یَا حَکَمُ یَا حَاکِمُ اس طرح پڑھے کہ اول و آخر تین تین مرتبہ درود پاک پڑھے اور پھر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے انشاء اللہ تعالیٰ اس کے حق میں بالکل ٹھیک فیصلہ ہوگا۔ مقدمے سے اس کی باعزت بریت ہو جائے گی۔

۲۔ ناحق قید سے خلاصی

اگر کوئی ناحق قید میں ڈال دیا گیا ہو تو وہ ہر نماز کے بعد اول و آخر تین تین مرتبہ درود پاک پڑھے درمیان میں ۱۳۷ مرتبہ یہ اسمائے مبارک انتہائی توجہ اور یکسوئی سے پڑھے پھر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے انشاء اللہ تعالیٰ جلد قید سے رہائی پائے گا۔

۳۔ ادائیگی قرض میں آسانی

جو کوئی قرضہ ادا کرنے کی سکت نہ رکھتا ہو، قرض خواہ اسے تنگ کرتے ہوں تو وہ ہر نماز کے بعد کثرت سے یَا حَکَمُ یَا حَاکِمُ پڑھے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے قرض کی ادائیگی کے اسباب پیدا ہو جائیں گے اور قرض کی لعنت سے جان چھوٹ جائے گی۔

۴۔ کاروبار میں اضافہ

اگر کسی کا کاروبار نہ چلتا ہو اس کے ہاں رزق کی سخت تنگی ہو تو وہ نماز عشاء کے بعد ہر روز صدق دل کے ساتھ باوضو حالت میں اول و آخر گیارہ گیارہ مرتبہ درود پاک پڑھے درمیان میں ۳۱۲۵ مرتبہ یَا حَکَمُ یَا حَاکِمُ کا ذکر کرے انشاء اللہ تعالیٰ اس ورد کی برکت سے کاروبار میں خیر و برکت پیدا ہو جائے گی، رزق کی تنگی دور ہو جائے گی اور کاروبار

خوب چمک اٹھے گا۔

۵۔ حصولِ جاہ وعزت

جو شخص یہ چاہے کہ لوگ اس کی طرف توجہ کریں اسکی ہر بات غور سے سنیں اور اپنے مسائل کے حل کے سلسلے میں اس سے مشورہ کے طالب ہوں تو وہ ہر نماز فجر کے بعد ۲۱۰۰ مرتبہ یہ اسمائے مبارک پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگا کرے انشاء اللہ تعالیٰ ہر کوئی اس کی طرف توجہ کرے گا اور اس سے بات کرنے میں فخر محسوس کرے گا یا جو بھی مشورہ کسی کام میں دے گا یا اپنی رائے کا اظہار کرے گا تو لوگ اسے پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھیں گے اور پھر اس کا مشورہ بھی عین حق ہوگا اور توقعات پر پورا اترے گا جس کی وجہ سے ہر کوئی اس کی عزت کرے گا۔ لوگوں کی نگاہ میں اس کی عزت و مرتبہ بلند ہو جائے گا۔

۶۔ حصولِ عقل ودانش

یا حکم، یا حاکم حصولِ ودانش کیلئے بہت مؤثر ہے لہٰذا اس ورد کے پڑھنے والے کو اللہ تعالیٰ عزت اور بلند مرتبہ عطا فرماتا ہے۔ لوگ اس کی رائے کو انتہائی قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور اہمیت دیتے ہیں ہر نماز کے بعد ۱۳۷ مرتبہ اس ورد کو پڑھنے سے اللہ تعالیٰ عقل ودانش کی نعمت سے سرفراز فرماتا ہے۔

۳۱۔ یَاحَمِیْدُ یَامَجِیْدُ

اے حمد والے، اے بزرگی والے

ا۔ معزز ومحترم بننا

جو کوئی یہ چاہتا ہو کہ لوگ اس کے ساتھ نیک سلوک سے پیش آئیں، اسے چاہیے کہ وہ ہر نماز کے بعد یَاحَمِیْدُ یَامَجِیْدُ ۱۱۹ مرتبہ پڑھے انشاء اللہ تعالیٰ جدھر بھی جائے گا لوگوں کے دلوں میں اپنے لئے عزت پائے گا غرضیکہ ان اسماء کو پڑھنے سے اللہ تعالیٰ چشم خلائق میں معزز ومحترم بنا دے گا۔ اس کی موجودگی وغیب میں لوگ اس کی تعریف کریں گے اور اسے عزت کا مقام بخشیں گے۔

۲۔ عادات بد سے خلاصی

یَاحَمِیْدُ یَامَجِیْدُ جوکوئی بکثرت پڑھتا رہے گا اسے برائیوں سے نفرت ہوجائے گی۔ اللہ تعالیٰ اسے نیک اور صالح اعمال کرنے کی توفیق عطا فرمائے گا، اس کا دل نیک کاموں کی طرف رغبت کرے گا جس کسی کی بری عادات یا فحش گوئی کی عادت کسی بھی طرح نہ چھوٹتی ہو اور وہ چاہتا ہو کہ وہ بری عادات سے چھٹکارا حاصل کرے اسے چاہیے کہ وہ پاک صاف ہوکر خلوص نیت سے ۱۰۰۱ مرتبہ پڑھ کر پانی پر دم کرے اور پی لے انشاء اللہ تعالیٰ چند یوم کے اندر ہی مطلوبہ مقصد میں کامیابی حاصل ہوگی۔

۳۔ عبادت میں ذوق پیدا ہونا

جوکوئی خالص حمد وثناء کی نیت سے یکسوئی کے ساتھ باوضو ہوکر کثرت سے یَاحَمِیْدُ یَامَجِیْدُ پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اسے عبادت میں حلاوت عطا فرمائے گا اور اس پر اپنی خاص نظر کرم عنایت فرمائے گا۔

۴۔ اصلاح زبان درازی

اگر کوئی سخت زبان دراز ہو ہر وقت فحش گوئی کرتا رہتا ہو، خاوند ہو، بیوی ہو یا اولاد ہو تو ان کی حرکات پر قابو پانے کیلئے یہ اسم مبارک اکسیر کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس مقصد کیلئے باوضو ہوکر ایک سفید کاغذ پر یَاحَمِیْدُ یَامَجِیْدُ ۱۰۱ مرتبہ لکھیں اور پانی میں گھول کر زبان دراز کو پلائیں انشاء اللہ تعالیٰ تھوڑے ہی دونوں میں بری عادات سے خلاسی مل جائے گی اور ان کے اخلاق درست ہوجائیں گے۔

۵۔ آفات سماوی سے حفاظت

یَاحَمِیْدُ یَامَجِیْدُ بکثرت پڑھنے والا ہر قسم کے خوف وخطرہ سے حفاظت میں رہتا ہے۔ اگر کوئی کسی ایسے مقام پر ہو جہاں پر اسے آندھی، طوفان، زلزلہ، ہوا، پانی، آسمانی بجلی، بارش، بادل کی کڑک اور جنگلی جانوروں سے نقصان پہنچنے کا خوف ہو تو وہ یہ وظیفہ پڑھنا شروع کردے انشاء اللہ تعالیٰ اس کے دل سے خوف وہراس دور ہوجائے گا۔

۶۔ قید سے باعزت رہائی

اگر کسی کو ناحق قید میں ڈال دیا گیا ہو تو وہ ہر نماز کے بعد توجہ ویکسوئی کے ساتھ یَاحَمِیْدُ یَامَجِیْدُ ۱۱۹۰ مرتبہ پڑھ

کراللہ تعالیٰ سے دعا مانگے انشاءاللہ تعالیٰ بہت جلد اس کی باعزت رہائی ہو جائے گی۔

۷۔ادائیگی قرض کا سبب بننا

قرض اتارنے کیلئے بھی یا حمید، یا مجید کا ورد بہت مؤثر ہے لہٰذا اگر کوئی قرض کے بوجھ تلے دبا ہوا ہو تو وہ ہر نماز کے بعد ۳۱۳ مرتبہ پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے بفضل باری تعالیٰ اس ورد کی برکت سے اس کے قرض کی ادائیگی کے اسباب غیب سے پیدا ہوں گے۔

۸۔پریشانی دور ہونا

جس کسی شخص کی کوئی بھی جائز مشکل حل نہ ہوتی ہو اور پریشانی دور نہ ہوتی ہو تو وہ بکثرت یَا حَمِیْدُ یَا مَجِیْدُ کو باوضو حالت میں پڑھے انشاءاللہ تعالیٰ مشکل حل ہو جائے گی۔

۹۔نفس کو تابع رکھنا

نفس کو اپنے تابع کرنے کیلئے ہر روز باوضو حالت میں ۱۱ مرتبہ یَا حَمِیْدُ یَا مَجِیْدُ پڑھیں انشاءاللہ تعالیٰ نفس قابو میں آجائے گا اور دل میں نرمی اور عاجزی کا جذبہ پیدا ہو جائے گا۔اگر مسافر اس اسم پاک کو بکثرت پڑھا کرے تو اس کا سفر بخیر وخوبی انجام کو پہنچے گا اور وہ عافیت کے ساتھ واپس آئے گا راستے کی تمام مشکلات با آسانی حل ہو جائیں گی۔

۴۳۔یَا حَفِیْظُ یَا رَقِیْبُ

اے حفاظت کرنے والے،اے نگہبان

ا۔شر شیطان سے حفاظت

شیطان کے شر سے محفوظ رہنے اور برے تصورات سے نجات کیلئے ہر وقت اس ورد کو پڑھنے سے دل میں شیطانی وسواس جنم نہیں لیتے اور طبیعت نیکی کی طرف مائل رہتی ہے۔اس لئے یَا حَفِیْظُ یَا رَقِیْبُ کا ورد کرنا بے حد مفید ہے اور ہر طرح کے شیطانی وسواس سے بچنے کیلئے نہایت ہی مؤثر ہوتا ہے۔

اگر کوئی شخص ہر روز رات سونے سے پہلے اور دن کا آغاز کرنے کے ساتھ ۳۰۰ مرتبہ اس وظیفہ کا ورد کرے تو اللہ

تعالیٰ اس کے دل سے ہر طرح کے وسواس اور خدشات دور فرما دیتا ہے اور اس کے دل میں پاکیزہ خیالات پیدا کر دیتا ہے۔

۲۔ اہل وعیال اور مکان کی حفاظت

اگر کوئی شخص سفر میں جائے اور وہ یَا حَفِیْظُ یَا رَقِیْبُ کا ۱۳۱۰ مرتبہ ورد پڑھ کر پانی دم کر کے جانے سے پہلے اپنے تمام بچوں اور بیوی کو پلا جائے اور تھوڑا پانی اپنے مکان کے چاروں کونوں پر چھڑک دے تو اس کی واپسی تک اس کے اہل وعیاں اور مکان اللہ کی حفاظت میں رہے گا۔ اگر ایسا نہ کر سکے تو چلتے ہوئے چند بار اس کا ورد کر لے انشاء اللہ تعالیٰ وہ ہر طرح سے اللہ کی حفاظت میں رہے گا۔

۳۔ اللہ تعالیٰ کی حفظ وامان میں رہنا

اگر کسی عورت کو کسی بدکردار شخص سے نقصان پہنچائے جانے کا خطرہ ہو تو وہ بھی بکثرت یہ اسماء یعنی یَا حَفِیْظُ یَا رَقِیْبُ پڑھتی رہے انشاء اللہ تعالیٰ اللہ اس کی ہر طرح سے حفاظت فرمائے گا۔

۴۔ سفر سے بخیریت واپسی

سفر میں یَا حَفِیْظُ یَا رَقِیْبُ بکثرت پڑھنے سے سفر بخیر وعافیت انجام پاتا ہے۔ سفر کی صعوبتیں اور مشکلات آسان ہو جاتی ہیں اور واپسی خیریت سے ہوتی ہے۔ اگر کوئی شخص سفر کی حالت میں گاہے بگاہے ان اسماء کا ورد کرتا رہے تو اللہ تعالیٰ اسے سفر کے مصائب اور پریشانیوں سے بچائے رکھے گا۔

۵۔ تقویت حافظہ

یادداشت کی کمزوری میں یَا حَفِیْظُ یَا رَقِیْبُ ہر روز نماز فجر کے بعد ۱۳۱۰ مرتبہ پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگ لیا کرے اس ورد کی برکت وتاثیر سے حافظہ مضبوط ہو جائے گا اور بھول جانے کی شکایت جاتی رہے گی کیونکہ اللہ تعالیٰ ان اسماء کے ورد کے باعث پڑھنے والے کے دماغ کو قوی کر دے گا۔

۶۔ حفاظت حمل کا ورد

یہ ورد حمل کی حفاظت کیلئے بہت مفید ہے اس لئے اگر کسی عورت کا حمل ضائع ہونے کا خطرہ ہو تو یَا حَفِیْظُ یَا

رَقِیْبُ گیارہ ہزار مرتبہ پڑھ کر سبز الائچی دم کر کے دے دیں اور وہ الائچی اسے کھلا دیں سات دن تک یہی عمل کریں انشاء اللہ تعالیٰ حمل حفاظت سے رہے گا۔ جو عورت خود یہ عمل کرنا چاہے تو کر سکتی ہے انشاء اللہ تعالیٰ اس کا حمل کبھی نہیں گرے گا۔

۷۔ حفاظت سامان سفر

سفر پر روانہ ہوتے وقت اپنے سامان اور بچوں کی حفاظت کیلئے ان اسماء یعنی یَا حَفِیْظُ یَا رَقِیْبُ ۱۳۱۰ مرتبہ پڑھ کر پھونک ماردیں انشاء اللہ تعالیٰ کوئی چیز سفر میں گم نہ ہوگی اور اگر کوئی چیز خدانخواستہ گم ہو ہی جائے تو اس ۔۔ کثرت سے پڑھنا شروع کردیں انشاء اللہ تعالیٰ چیز مل جائے گی یا اس کا نعم البدل مل جائے گا۔

۸۔ فصلوں کی حفاظت کا عمل

اگر کوئی زمیندار اور کسان چاہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی فصلوں اور کھیتوں کی پیداوار کی حفاظت کرے اور فصل کی بہتر پیداوار ہو تو اسے چاہیے کہ وہ اپنی فصلوں کے چاروں کناروں پر کھڑا ہو کر ۱۳۱۰ مرتبہ یہ وظیفہ پڑھ کر دل میں اللہ سے دعا کرے تو اللہ تعالیٰ حفاظت فرماتا ہے۔ باغات کی حفاظت کیلئے بھی یہ عمل مفید ہوتا ہے۔ اس عمل کو سات یوم تک کر لینا زیادہ بہتر ہے۔

۹۔ چھینی ہوئی چیز کو واپس حاصل کرنا

اگر کسی سے کوئی چیز، مال و دولت وغیرہ دشمن نے اپنے قوت بازو کے زور سے حسد کے مارے چھین لی ہو تو اسے چاہیے کہ وہ بکثرت اس وظیفہ کا ذکر کرے انشاء اللہ تعالیٰ ملکیت کے حصول کیلئے ان اسماء کا ورد کرنا سریع الاثر ثابت ہوگا۔ ایک اور قول کے مطابق اگر کسی شخص سے کسی طاقت ور یا غاصب شخص نے کوئی چیز جبراً چھین لی ہو تو ایسے شخص کو چاہیے کہ وہ اس وظیفہ کو ۷۰۰ مرتبہ ہر نماز کے بعد پڑھے انشاء اللہ تعالیٰ چند دن تک وہ چیز اسے واپس مل جائے گی اور اس پڑھائی کو تا حصولِ مقصد جاری رکھے۔

۱۰۔ گمشدہ چیز کا واپس ملنا

اگر کسی کی کوئی چیز گم ہو جائے یا نہ مل رہی ہو تو اسے چاہیے کہ چند دن تک ہر نماز کے بعد ۷۰ بار یا حفیظ، یا رقیب کا ورد کرے تو انشاء اللہ جلد ہی وہ چیز مل جائے گی یا اسے یاد آجائے گی کہ وہ چیز کہاں ہے۔

۱۱۔زخم درست ہونے کا عمل

ایسے زخم جو کسی طرح بھی درست نہ ہوتے ہوں یا ناسور بن چکے ہوں ان پر یَاحَفِیْظُ یَا رَقِیْبُ کا دم کیا ہوا پانی لگانے سے اللہ جلد شفا بخش دیتا ہے۔ اسی طرح اگر ۱۰۰ امرتبہ ان اسماء کو پڑھ کر زخم پر دم کیا جائے اور پھونک ماری جائے تو بھی بتدریج زخم درست ہو جائے گا۔

۳۳۔یَاحَیُّ یَامُحْیِ

اے زندہ، اے زندہ کرنے والے

۱۔شفائیہ اثرات

یہ اسماء بے شمار شفائی خواص کے حامل ہیں۔ انکی ایک خاصیت یہ ہے کہ اگر کوئی بیمار بکثرت ان کو پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ بہت جلد اسے شفا عطا فرمائے گا۔ اگر بیماری کی حالت ایسی ہو کہ وہ مرض کے غلبے اور شدت کی وجہ سے خود نہ پڑھ سکتا ہو تو دوسرا شخص باوضو حالت میں بیمار کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے ان اسماء کو ۸۶۰ مرتبہ پڑھے اور اللہ تعالیٰ سے مریض کی صحت کیلئے دعا کرے اور اس عمل کو تاحصولِ صحت جاری رکھے۔

۲۔بھلائی کی طرف راغب ہونا

ہر روز نماز فجر کے بعد ان اسماء الٰہیہ کا بکثرت ورد کرنے سے دل میں سارا دن پاکیزہ خیالات پیدا ہوتے رہتے ہیں اور دل نیکی اور بھلائی کے کاموں کی طرف مائل رہتا ہے۔ یہ عمل طلوع آفتاب سے پہلے تک کرنا انتہائی زود اثر ہوتا ہے۔

۳۔امن وعافیت میں رہنا

اس وظیفہ کو صبح ۶۰۲ مرتبہ اور سوتے وقت ۶۰۲ مرتبہ پڑھنے والا جانی و مالی نقصان سے محفوظ رہتا ہے کسی بھی قسم کی آفت و مصیبت میں اسے نقصان نہیں پہنچتا۔ بڑے بڑے خطرات میں گر جانے کے باوجود وہ امن وعافیت میں رہتا ہے اور سلامتی سے لوٹتا ہے۔

۴۔حادثات سے محفوظ رہنا

ان اسماء کا ورد حادثات سے محفوظ رہنے کیلئے بڑا اکسیر ہے اس لئے ان اسماء کو ہر نماز کے بعد ۸۶ مرتبہ روزانہ پڑھ لینے سے اللہ تعالیٰ حادثات سے محفوظ فرما دیتا ہے اور عمر میں برکت عطا فرماتا ہے۔

۵۔سفر میں خیر و عافیت

سفر کے دوران اس وظیفہ کا کثرت سے ورد کرنا سفر سے بخیر و عافیت واپسی کا ضامن ہے جب بھی گھر سے نکلیں تو اعداد کی تعداد کے مطابق یعنی ۸۶ مرتبہ ورد کر کے نکلیں انشاء اللہ تعالیٰ واپسی خیریت سے ہوگی۔

۶۔درد کا علاج

اگر کسی کے سر، سینے یا آنکھوں میں درد کی شکایت ہو تو وہ نماز فجر اور نماز عشاء کے بعد ۸۶۰ مرتبہ پڑھ کر دم کرے انشاء اللہ تعالیٰ درد بہت جلد رفع ہو جائے گا۔

۷۔اختلاج قلب سے شفا

اختلاج قلب کے مرض کی صورت میں نماز فجر کی سنت اور فرض نماز کے درمیانی وقفہ میں ہر روز ۸۶ مرتبہ ان اسماء کو پڑھ کر اپنے آپ پر دم کرے انشاء اللہ تعالیٰ عارضہ جاتا رہے گا۔

۸۔نفس کو تابع رکھنا

اپنے نفس کو قابو کرنے کی غرض سے اور شیطانی خیالات سے چھٹکارا حاصل کرنے کیلئے ہر روز ۷۰۰ مرتبہ پڑھ کر اپنے اوپر دم کریں نفس پر غلبہ حاصل ہوگا اور دل میں پاکیزہ خیالات جگہ پائیں گے۔

۹۔مرض سے نجات

اگر کوئی کسی ایسے مرض میں مبتلا ہو جو کہ سخت جان لیوا محسوس ہو تو مریض کو چاہیے کہ وہ ہر وقت بکثرت وظیفہ کو پڑھتا رہے۔ان اسماء کی برکت و تاثیر سے اسے زندگی و توانائی حاصل ہوگی اور مرض سے نجات مل جائے گی۔

۱۰۔ پرامن سکونت

جو کوئی کسی ایسے مقام پر سکونت پذیر ہو کہ جہاں پر زلزلے یا سیلاب بکثرت آتے ہوں اور جان چلی جانے کا خطرہ ہر وقت موجود رہتا ہو تو وہ ہر نماز کے بعد ۳۱۱ مرتبہ یہ وظیفہ پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے جان کی حفاظت کی دعا مانگتا رہے انشاء اللہ تعالیٰ کوئی بھی آفت اس کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکے گی۔ اللہ تعالیٰ اسے اپنے حفظ وامان میں رکھے گا اور اس کی جان سلامت رہے گی۔

۳۴۔ یَا خَافِضُ یَا قَادِرُ

اے پست کرنے والے، اے قدرت والے

ا۔ دشمن پر برتر رہنا

اگر کوئی شخص تین روزے رکھے اور چوتھے دن باوضو حالت میں قبلہ رو بیٹھ کر انتہائی توجہ ویکسوئی کے ساتھ یَا خَافِضُ یَا قَادِرُ ۲۱۰۰ مرتبہ پڑھے اور پھر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے تو دشمن پر فتح یاب ہو، دشمن زیر ہو اور اس کی ہیبت دشمن کے دل میں قائم ہو جائے اور دشمن مقابلہ کرنے کی جرأت نہ کر سکے، دشمن کی ہمت پست ہو جائے۔ ایک اور قول کے مطابق جو شخص چار روزے رکھے اور چار دن تک روزانہ ۷۰ ہزار مرتبہ مندرجہ بالا اسماء کا ورد کرے اس کے دشمن مغلوب ہوں گے اور ان اسماء مبارکہ کی برکت سے اسے اپنے قوی سے قوی اور زبردست دشمن پر فتح حاصل ہو گی۔ ایسے ہی جو شخص ان اسماء کو ۱۷۸۵ مرتبہ ہر روز صبح کی نماز کے بعد پڑھتا رہے گا انشاء اللہ تعالیٰ ہمیشہ اللہ کی رحمت کے سائے میں رہے گا اور اپنے سارے دشمنوں سے محفوظ ہو کر گزرے گا۔ جو شخص بھی اس پر حملہ کرنے کا ارادہ کرے گا اپنے ارادے میں ناکام رہے گا۔

۲۔ ہر مشکل میں آسانی

اگر کوئی شخص کسی ایسی مشکل میں پھنس گیا ہو کہ جس سے نکلنا مشکل ہو تو ایسی صورت میں ہر نماز کے بعد ۷۰۰ مرتبہ یَا خَافِضُ یَا قَادِرُ پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے انشاء اللہ تعالیٰ اس کی مشکل آسان ہو جائے گی اللہ تعالیٰ اپنا خاص فضل وکرم نازل فرمائے گا۔ ایک اور قول کے مطابق یہ اسم مشکل سے مشکل کام کو آسان کرنے کیلئے بہت مجرب

ہے لہٰذا جو شخص ۷۸۵ امرتبہ روز پڑھتا رہے اس کا ہر کام آسان ہوتا چلا جائے گا۔

۳۔ بے گناہ ثابت ہونا

اگر کسی پر جھوٹا الزام لگا دیا گیا ہو اور اس کے پاس اپنی بے گناہی ثابت کرنے کیلئے کوئی ثبوت نہ ہو تو وہ ہر نماز کے بعد بکثرت یَا خَافِضُ یَا قَادِرُ پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے انشاء اللہ تعالیٰ اس کی بے گناہی ثابت ہو جائے گی اور مخالفین شرمندہ ہوں گے۔

۴۔ جابر حاکم پر غالب رہنا

اگر کوئی شخص یَا خَافِضُ یَا قَادِرُ کا بکثرت ورد کرے گا تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے اسے صاحب ہیبت و عظمت بنائے گا۔ وہ جس حاکم یا ظالم کے سامنے جائے گا وہ حاکم یا ظالم اس اسم مبارک کی بدولت ذلیل وضعیف ہوگا اور وہ حاکم کمال مہربانی اور حسن سلوک سے پیش آئے گا۔

۵۔ نفس اور شیطان پر غالب رہنا

اگر کوئی شخص یَا خَافِضُ یَا قَادِرُ کا بکثرت ورد کرتا رہے تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے ہمیشہ اس شخص کو اپنے نفس اور شیطان پر غالب رکھے گا وہ اپنے نفس پر اس درجہ قادر اور غالب ہوگا کہ اسے کبھی کسی کی شدید سے شدید غلطی سخت سے سخت قصور اور بڑی سے بڑی کوتاہی پر بھی غصہ نہیں آئے گا اور وہ سخت اشتعال والی صورتحال میں بھی اپنے آپ کو مکمل طور پر قابو میں رکھے گا۔

۶۔ مخالفوں کی شرارتوں سے بحفاظت رہنا

اگر کوئی شخص اپنے مخالفوں کی عداوت وشقاوت اور شرارت وزیادتی سے تنگ اور عاجز ہو تو وہ یَا خَافِضُ یَا قَادِرُ کا بکثرت ورد کرے تو اللہ تعالیٰ اپنی مہربانی فضل وکرم اور ان اسماء مبارکہ کے ورد کی برکت سے اللہ تعالیٰ پڑھنے والے کو مخالفوں کی شقاوت وعداوت اور شرارت وزیادتی سے محفوظ ومامون ہو جائے گا۔

۷۔ مشکلات میں اللہ کی مدد کا شامل ہونا

اگر کوئی شخص یَا خَافِضُ یَا قَادِرُ کا بکثرت ورد کرے گا تو ان اسماء مبارکہ کے ورد کی برکت سے انشاء اللہ تعالیٰ

اس کے بڑے سے بڑے اہم سے اہم اور مشکل سے مشکل امور میں مشکل کشائی ہوگی اور اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے اس کی مشکلات آسان کرنے کیلئے اپنے ہاں سے سامان مہیا فرمائے گا۔

۸۔ غروراور تکبر سے نجات

جو شخص یَاخَافِضُ یَا قَادِرُ کا بکثرت ورد کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کے دل کو تکبر اور غرور سے خالی کر دے گا اور وہ دین اسلام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرنے والے کو نہایت برا جانے گا بڑے سے بڑے متکبر اور مغرور آدمی اس کی نظروں میں حقیر اور ذلیل نظر آئیں گے۔ اس کا دل ایمانی قوت سے ہر وقت سرشار رہے گا۔

۹۔ جسمانی کمزوری کا دور ہونا

اگر کوئی شخص بیماری کی وجہ سے کمزور ہو گیا ہو تو وہ ان اسماء کا کثرت سے ورد کرے تو انشاء اللہ تعالیٰ کمزوری اور نقاہت دور ہو کر بدن میں صحت اور قوت پیدا ہو جائے گی۔

۳۵۔ یَاخَلَّاقُ یَاعَلِیْمُ

اے تخلیق کی صفت میں کامل، اے جاننے والے

ا۔ تخلیقی قوت وفراست میں اضافہ

تخلیقی خدمات سرانجام دینے والوں کیلئے یَاخَلَّاقُ یَاعَلِیْمُ بکثرت پڑھنا انتہائی مفید ہے۔ ایسے افراد ہر نماز کے بعد باوضو حالت میں ۳۱۳ مرتبہ پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگیں تو اللہ تعالیٰ ان اسماء کی برکت سے تخلیقی کاموں میں حصہ لینے کے لیے دماغی صلاحیتوں کو بڑھا دیتا ہے اور ذہنی صلاحیتیوں میں اضافہ فرما دیتا ہے۔

۲۔ حصول علم لدنی

اسے بکثرت پڑھنے والے کو اللہ تعالیٰ علم لدنی سے نوازتا ہے اور علم کی دولت سے سرفراز فرماتا ہے حافظے کی کمزوری کو دور کرنے کیلئے یہ ورد اکسیر کی حیثیت رکھتا ہے جس کسی شخص کی یادداشت کمزور ہو اور مرض نسیان میں مبتلا ہو تو وہ ہر روز صبح نہار منہ یَاخَلَّاقُ یَاعَلِیْمُ پڑھ کر پانی پر دم کرے اور پی لے۔ ۴۰ دنوں تک بلا ناغہ یہ عمل کرنے سے

حافظہ مضبوط ہو جائے گا اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بھول جانے کی عادت ختم ہو جائے گی اور دماغ روشن ہو جائے گا۔اس کے علاوہ ان اسماء مبارکہ کا بکثرت ذکر کرتے رہنا طالب علموں کیلئے انتہائی نافع ہے اللہ تعالیٰ اس کے ذاکر کو دینی و دنیاوی علوم کی دولت سے مالا مال کر دیتا ہے۔

۳۔صاحب کشف

اگر کوئی یہ چاہے کہ اللہ تعالیٰ اسے کشف و اسرار سے مطلع فرمائے تو وہ رات کو سونے سے پہلے باوضو حالت میں ہر روز ۳۱۲۵ مرتبہ اس ورد کو پڑھے اور پھر سو جائے روزانہ کے اس معمول سے اس کا شمار صاحب کشف میں ہو جائے گا۔اس کے علاوہ ہر نماز کے بعد ۷۰۰ مرتبہ اس کا ورد کرنے والا دلی طمانیت اور سکون پاتا ہے۔

۴۔ارادے میں استقامت

اس وظیفہ کا بکثرت ذکر کرنے والے کو اللہ تعالیٰ ارادے کی پختگی اور ثابت قدمی عطا فرماتا ہے جو کوئی شخص بکثرت ان اسماء پاک کا ورد کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرما دیتا ہے اس کو گناہوں کی معافی ہو جاتی ہے اور اس کا خاتمہ بالخیر ہوتا ہے۔

۵۔مشکل میں آسانی

ان اسماء کی برکت سے ہر طرح کا مشکل کام با آسانی سرانجام پاتا ہے۔اللہ تعالیٰ اپنا خصوصی فضل و کرم نازل فرماتا ہے۔

۶۔دماغی امراض سے شفا

اگر کسی کو پاگل پن کے دورے پڑتے ہوں تو دوسرا شخص باوضو حالت میں ۱۰۰ا مرتبہ یا خلاق، یا علیم پڑھے اول و آخر تین مرتبہ درود پاک پڑھے اور پانی پر دم کر کے مریض کو پلائے۔۴۰ روز تک بلاناغہ یہ عمل کرے انشاء اللہ تعالیٰ عارضہ دور ہو جائے گا۔اللہ تعالیٰ شفائے کاملہ نصیب فرمائے گا۔

۳۶۔یَاخَافِضُ یَامُذِلُّ

اے پست کرنے والے، اے ذلت دینے والے

۱۔ظالم کے شر سے حفاظت

دشمن اور ظالم کے شر سے بچنے کیلئے اول دو رکعت نفل نماز ادا کرے پھر سجدے میں سر رکھ کر انتہائی عاجزی اور یکسوئی کے ساتھ ۲۲۵۱ مرتبہ اس ورد کو پڑھے پھر سجدے سے اپنا سر اٹھائے اور ہاتھوں کو دراز کر کے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا مانگے انشاء اللہ تعالیٰ دشمن اور ظالم کے شر سے محفوظ رہے گا۔اللہ تعالیٰ اسے اپنے حفظ و امان میں رکھے گا۔

۲۔شیطانی خیالات سے نجات

اپنے نفس کو قابو کرنے اور سوتے ہوئے شیطانی خیالات سے نجات حاصل کرنے کی غرض سے سونے سے پہلے باوضو ہو کر اول و آخر درود پاک پڑھے درمیان میں ۲۲۵۱ مرتبہ یَاخَافِضُ یَامُذِلُّ پڑھ کر اپنے اوپر دم کرے اور دائیں طرف کروٹ لے کر سو جائے انشاء اللہ تعالیٰ نیند سکون اور آرام سے آئے گی۔شیطانی وسوسے دور ہو جائیں گے اور نفس پر غلبہ عطا ہوگا۔

۳۔عقل و دانش میں اضافہ

یَاخَافِضُ یَامُذِلُّ کا بکثرت ذکر کرنے والے کو اللہ تعالیٰ علم و ہنر کی دولت سے آراستہ کر دیتا ہے اس کی زبان سے عقل و دانش کی باتیں ہی بیان ہوتی ہیں۔فحش گوئی اور فضول باتوں سے اسے نفرت ہو جاتی ہے۔

۴۔چشم خلائق میں معزز ہونا

یَاخَافِضُ یَامُذِلُّ بکثرت پڑھنے والا چشم خلائق میں معزز و محترم ہو جاتا ہے۔اللہ تعالیٰ اسے ذلت کے گڑھے سے نکال کر عزت و مرتبہ عطا فرماتا ہے۔اگر کوئی لوگوں کی نظروں میں ذلیل ہو گیا ہو تو وہ کثرت سے اس وظیفہ کا ورد کرے بفضل باری تعالیٰ لوگوں کی نگاہوں میں باعزت ہو جائے گا اور لوگ اس کا احترام کریں گے۔

۵۔ دشمن کے نقصان پہنچانے سے محفوظ رہنا

اگر کسی کے دشمن اسے بہت ستاتے ہوں، کسی طرح بھی ظلم کرنے سے باز نہ آتے ہوں تو ہر نماز کے بعد یَاخَافِضُ یَامُذِلُّ کو ۳۱۴ مرتبہ پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے انشاء اللہ تعالیٰ دشمن ذلیل وخوار ہوگا اور نقصان پہنچانے کی جرأت نہ کرے گا۔

۶۔ دشمن پر غلبہ پانا

اپنے دشمن کو زیر کرنے اور اس پر غلبہ حاصل کرنے کی غرض سے اول تین دن روزے رکھے پھر چوتھے دن ۷ ہزار مرتبہ یَاخَافِضُ یَامُذِلُّ دو رکعت نماز نفل کے بعد پڑھے انشاء اللہ تعالیٰ مطلوبہ مقصد میں فوری کامیابی کے اسباب پیدا ہوں اور ذاکر دشمن کے شر سے اللہ تعالیٰ کی حفظ وامان میں آجائے گا۔

۷۔ حاکم پر رعب طاری ہونا

یَاخَافِضُ یَامُذِلُّ بکثرت پڑھنے والا جس بھی حاکم یا ظالم کے سامنے جائے گا وہ ان اسماء کی برکت وہیبت سے دب جائے گا اور ذاکر سے حسب منشاء آئے گا۔

۳۷۔ یَارَشِیْدُ یَاهَادِیُّ

اے ہدایت دینے والے، اے راہنمائی کرنے والے

ا۔ ترقی کاروبار ورزق

کاروبار میں ترقی اور رزق کی زیادتی کیلئے ہر روز باوضو حالت میں یَارَشِیْدُ یَاهَادِیُّ ۵۳۴۰ مرتبہ پڑھے۔ ان اسماء کی برکت سے اللہ تعالیٰ اس قدر خیر وبرکت پیدا فرما دیتا ہے جو بھی کام شروع کرے وہ باآسانی انجام پاتا ہے ۔ ذاکر کو کسی بھی کام کرنے میں مشکل پیش نہیں آتی ۔ اگر کسی کی کوئی ایسی مشکل ہو جو کسی بھی طرح حل نہ ہوتی ہو تو وہ مغرب کی نماز ادا کرنے کے بعد باوضو حالت میں اول وآخر تین تین مرتبہ درود پاک پڑھے درمیان میں اس وظیفہ کو ۲۷۰۰ مرتبہ پڑھے پھر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے انشاء اللہ تعالیٰ دعا قبول ہوگی اور جو بھی مشکل ہوگی اس کے حل ہونے

کے اسباب غیب سے پیدا ہو جائیں گے۔

۲۔مہمات میں حصول کامیابی

مہم جوئی کے شوقین افراد کیلئے یَــارَشِیْــدُیَاھَــادِیُّ کا کثرت سے پڑھنا انتہائی نافع ہے۔مہمات کے دوران پڑھتے رہنے سے کامیابی قدم چومتی ہے اور مہمات میں آسانی پیدا ہو جاتی ہے۔تمام امور بڑی حسن خوبی سے سرانجام پاتے ہیں۔اس لئے اگر کوئی کسی مہم پر روانہ ہو تو ان اسماء کو بکثرت پڑھتا رہے اللہ تعالیٰ کے ان اسماء کی برکت وتاثیر کی بدولت مہم میں کامیابی نصیب ہو گی۔اگر کوئی بھول جانے کی عادت میں مبتلا ہو گیا ہو تو وہ ہر نماز کے بعد ۵۲۴ مرتبہ یکسوئی اور توجہ کے ساتھ پڑھے۔بھول جانے کی عادت رفتہ رفتہ ختم ہو جائے گی قوت حافظہ تیز ہو جائے گی۔

۳۔منشیات سے خلاصی

اگر کوئی یہ چاہے کہ اس کی منشیات سے خلاصی ہو جائے اور اس کی یہ بری عادت ختم ہو جائے تو ان اسماء کا کثرت سے ورد کرنے سے ذاکر میں تاثیر پیدا ہوتی ہے۔منشیات کے عادی کو ایک سفید کاغذ پر گیارہ مرتبہ یَــارَشِیْــدُیَاھَــادِیُّ لکھ کر پانی میں گھول کر ۴۰ یوم تک پلائیں انشاء اللہ تعالیٰ اثر عظیم ہو گا اور بہت جلد منشیات کی لعنت سے چھٹکارا مل جائے گا اور نشہ کرنے کی عادت جاتی رہے گی۔

۴۔حصول بلند مرتبہ

اگر کوئی شخص کسی قوم کا راہنما ہو اور ان اسماء کا کثرت سے ورد کرے تو لوگ اس کی خوب عزت افزائی کریں گے۔وہ بلند مرتبہ حاصل کرے گا اور تادیر اس کا اقبال بلند رہے گا۔

۵۔قوت تدبیر میں اضافہ

اگر کسی کا کوئی ایسا مسئلہ ہو کہ جس کے حل کی کوئی تدبیر سمجھ میں نہ آ رہی ہو تو باوضو حالت میں قبلہ رُخ بیٹھ کر انتہائی توجہ ویکسوئی کے ساتھ نماز عشاء کے بعد ۵۲۴ مرتبہ یَــارَشِیْــدُیَاھَــادِیُّ پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے اور پھر سو جائے تو انشاء اللہ تعالیٰ مسئلے کی کوئی نہ کوئی اچھی تدبیر سمجھ میں آ جائے گی اور مسئلہ حل ہو جائے گا۔

۶۔ صراط مستقیم پر قائم رہنا

جو شخص یہ چاہے کہ وہ راہ حق سے بھٹکنے نہ پائے اور ہمیشہ صراط مستقیم پر چلتا رہے تو وہ ہر روز نماز فجر کے بعد ان اسماء کو ۳۱۴ مرتبہ پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگا کرے ان اسماء کی برکت سے اللہ تعالیٰ اسے صراط مستقیم پر استقامت کی توفیق عطا فرمائے گا۔

۷۔ حصولِ معرفت

اگر کوئی صبح کی فرض نماز ادا کرنے سے پہلے انتہائی توجہ اور یکسوئی کے ساتھ کثرت سے یَـا رَشِیْدُیَاهَـادِیُّ کا ذکر کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو اپنی معرفت عطا فرمائے گا اور مقام کشف سے سرفراز فرمائے گا اس کے علم میں اضافہ ہوگا اور عقل و دانش کی نعمت نصیب ہو جائے گی۔

۸۔ نشے کا مجرب علاج

جو بچے بے راہ روی، نشے کے عادی ہوں ان کی اصلاح کیلئے ۲۱ مرتبہ سفید کاغذ پر یہ اسماء لکھیں اور پانی میں گھول دیں پھر اول و آخر تین تین مرتبہ درود پاک پڑھیں درمیان میں یَـا رَشِیْـدُیَاهَـادِیُّ پڑھیں اور اللہ تعالیٰ سے یہ دعا مانگیں کہ یاھادی! فلاں کو برے کام سے ہدایت نصیب فرما۔ ہر روز اس دعا کو مانگنے کے بعد پانی نشئی کو پلائیں انشاء اللہ تعالیٰ ۴۰ دن تک یہ عمل کرنے سے اثر عظیم ظاہر ہوگا۔ بچے کو بے راہ روی سے نفرت ہو جائیگی۔ اللہ تعالیٰ اسے ہدایت فرمائے گا۔

۹۔ راہ ہدایت کا ملنا

جو شخص یہ چاہے کہ اللہ تعالیٰ کبھی بھی اسے راہ حق سے نہ بھٹکنے دے اور اس کے مقدر میں ہدایت اور حق کا راستہ ہی لکھا رہے تو اسے چاہیے کہ وہ کثرت سے ہر روز یَـا رَشِیْـدُیَاهَادِیُّ کا ورد کیا کرے۔ ان اسماء کی یہ خاص تاثیر ہے کہ اس کی برکت سے ہر کام بخیر و خوبی سرانجام پاتا ہے۔

۳۸۔ یَارَبُّ یَا کَافِیُ

اے پرورش کرنے والے، اے بندوں کی ہر ضرورت کیلئے کافی

۱۔ حصول ذریعہ معاش

اگر کسی کا ذریعہ معاش نہ ہو، رزق کی سخت تنگی ہوتو وہ ہر روز نماز فجر کے بعد یَارَبُّ یَا کَافِیُ ۳۱۳ مرتبہ پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے اور رزق کی تلاش میں نکل پڑے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اسے وافر مقدار میں رزق نصیب ہوگا اور بہت اچھا ذریعہ معاش مل جائے گا کیونکہ یارب، یا کافی کا ورد حصول معاش کیلئے بہت اکسیر ہے

۲۔ دشمن کے شر سے اللہ کی پناہ

اگر کوئی دشمن کے شر سے محفوظ رہنا چاہتا ہوتو وہ ہر نماز کے بعد توجہ ویکسوئی کے ساتھ ۳۱۳ مرتبہ یَارَبُّ یَا کَافِیُ پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے تو انشاء اللہ تعالیٰ دشمن کے شر سے محفوظ رہے گا دشمن کسی طرح کا نقصان پہنچانے کی جرأت نہ کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اپنی حفظ وامان میں رکھے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ انسان کو بچانے کیلئے کافی ہے۔

۳۔ حاجت پوری ہونا

اگر کسی کی کوئی ایسی جائز حاجت ہو جو کسی بھی طرح پوری نہ ہوتی ہوتو وہ ہر نماز کے بعد اس وظیفہ کو ۷۰۰ مرتبہ پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے انشاء اللہ تعالیٰ جو بھی حاجت ہوگی ضرور پوری ہوگی۔ اس پڑھائی کو تا حصول مقصد جاری رکھے۔

۴۔ دنیوی مشکلات کا حل

بے شمار مشکلات کا حل یارب، یا کافی کے ورد کرنے میں مضمر ہے جو کوئی کثرت سے ان اسماء کو پڑھتا رہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی ہر ضرورت کو غیب سے پوری کرنے کے اسباب پیدا فرما دیتا ہے۔ اسے دنیا میں کسی کا محتاج نہیں رکھتا۔ غربت وتنگدستی دور کر کے غنی بنا دیتا ہے۔ اس کی تمام ضروریات احسن طریقے سے پوری ہوتی رہتی ہیں

۵۔رزق حلال میں خیر و برکت

رزق حلال میں خیر و برکت کیلئے بکثرت یَـارَبُّ یَـا کَـافِیُ کا ورد کرنا انتہائی نافع ہے۔اللہ تعالیٰ ان اسماء کی برکت سے غربت وافلاس کا خاتمہ فرما کر پڑھنے والے کے رزق میں بے پناہ اضافہ کر دیتا ہے۔

٦۔اطمینانِ قلبی کا حصول

۳۱۳ مرتبہ ہر نماز کے بعد یَارَبُّ یَا کَافِیُ یکسوئی اور توجہ کے ساتھ پڑھنے سے اللہ تعالیٰ ذاکر کو مخلوق سے بے نیاز کر دیتا ہے اسے آسودگی اور اطمینان قلبی کی دولت سے نوازتا ہے۔وہ مستجاب الدعوات ہو جاتا ہے اس کی ہر جائز مراد پوری ہونے کے اسباب پردہ غیب سے ظاہر ہوتے ہیں۔

۷۔عہدہ میں ترقی

اگر کوئی یہ چاہے کہ اسے ملازمت کے دوران جلد ترقی ملے اور حسب منشاء عہدے کا طلبگار ہو وہ ہر نماز کے بعد ۷۰۰ مرتبہ ان اسماء کو پڑھے اور جب بھی باوضو حالت میں ہو دن اور رات کے اوقات میں کثرت سے اس اسم پاک کا ورد کرتا رہے اللہ تعالیٰ سے جو بھی جائز دعا مانگے گا انشاء اللہ تعالیٰ ان اسمائے پاک کی برکت سے اللہ تعالیٰ جلد قبول فرمائے گا۔

۳۹۔یَارَقِیْبُ یَاشَھِیْدُ

اے نگہبان،اے گواہ

۱۔مال واسباب کی حفاظت

اگر کسی کو یہ خطرہ ہو کہ چور یا ڈاکو اس کا مال واسباب لوٹ لیں گے یا اسے کوئی نقصان پہنچائیں گے تو وہ اپنی دکان یا فیکٹری بند کرنے سے قبل باوضو حالت میں بکثرت یَارَقِیْبُ یَاشَھِیْدُ پڑھ کر اپنے مال کی طرف پھونک مار کر دم کرے اور دل ہی دل میں اللہ تعالیٰ سے چند لمحے کی توجہ و یکسوئی کے ساتھ دعا مانگے انشاء اللہ تعالیٰ اس کا مال و اسباب محفوظ رکھے گا اور اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائے گا۔

۲۔آفات وبلیات سے حفاظت

یَارَقِیْبُ یَاشَہِیْدُ کو جوکوئی بکثرت پڑھ کراس مقصد کیلئے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے کہ اس کے اہل وعیال آفات وبلیات سے محفوظ رہیں تو انشاء اللہ تعالیٰ اس کے گھر میں خیر وبرکت پیدا ہوگی اور اللہ تعالیٰ اسے اپنی حفظ وامان میں رکھے گا۔ایک اور قول کے مطابق اللہ تعالیٰ ان اسماء کے پڑھنے والے کے مال واسباب ،کاروبار ،اہل وعیال ،اور روزگار وغیرہ کی حفاظت فرمائے گا اور اسے دشمنوں یا حاسدوں کے ہاتھوں لاحق ہوسکنے والے نقصانات سے محفوظ رکھے گا۔

۳۔سفر میں خیر وعافیت رہنا

مسافروں کیلئے یَارَقِیْبُ یَاشَہِیْدُ کا ورد کرنا بہت ہی نافع ہے۔سفر کی حالت میں بکثرت یہ اسم پاک پڑھنا سفر کی مشکلات کو آسان کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنی حفظ وامان میں بکثرت یہ اسم پاک پڑھنا سفر کی مشکلات کو آسان کرتا ہے۔اور سفر سے بخیریت واپسی ہوتی ہے ایک اور قول کے مطابق اگر کوئی سفر پر جانے سے پہلے اپنے مال اور بیوی بچوں کو جمع کر کے ان اسماء کو ۶۲۱ مرتبہ پڑھ کر ان پر دم کردے تو اس کی عدم موجوگی میں اللہ تعالیٰ ان سب کی حفاظت کرے گا اور وہ شخص اپنے سفر سے صحیح سلامت واپس آکر ان سب کو زندہ سلامت اور بخیر وعافیت پائے گا۔

۴۔برائیوں سے چھٹکارا

اگر کوئی شخص برائیوں میں مبتلا ہو اور چاہتا ہو کہ برائیوں سے چھٹکارا پائے تو صدق دل سے توبہ کرنے کے بعد ہر نماز کے بعد ۶۳۱ دفعہ اس وظیفہ کو پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے انشاء اللہ تعالیٰ اس کے دل میں برائیوں سے نفرت پیدا ہو جائے گی اور وہ نیکی کے کاموں کی طرف رغبت کرے گا۔

۵۔دل کا حق کی طرف مائل ہونا

اگر کوئی شخص یَارَقِیْبُ یَاشَہِیْدُ کا بکثرت ورد کرے گا تو اللہ تعالیٰ اپنے کرم سے اسے ہر جگہ اور ہر شے میں اپنی تجلی کا مشاہدہ کروائے گا۔وہ گناہ کے قریب جانے کو بہت زیادہ برا سمجھے گا اور کبھی بھی ایک لمحہ کیلئے بھی ناپاک ،بے غسل بے وضو رہنا پسند نہ کرے گا یعنی اس کا دل باطل سے متنفر ہو کر حق کی جانب مائل ہوگا۔

۶۔ نافرمان اولاد کو تابعدار کرنا

اگر کسی کی اولاد نافرمان ہو تو ہو وہ یَـارَقِیْـبُ یَـاشَهِیْـدُ کو ۴۰ یوم تک روزانہ ۶۳۱ مرتبہ پڑھ کر پانی دم کر کے نافرمان اولاد کو پلائے تو انشاءاللہ تعالیٰ اس کی اولاد کی نافرمانی جاتی رہے گی اور وہ مطیع و فرمانبردار ہو جائیگی۔ ماں باپ کا کہنا ماننے لگے گی اور ان کی بے پناہ عزت بھی کرنے لگے گی۔

۷۔ مریض کے حواس قائم کرنا

تندرستی اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے جسم کی خوبصورتی کا تمام دارومدار بھی تندرستی پر ہی موقوف ہے لہٰذا اگر کوئی تندرست، خوبصورت شخص اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کی حفاظت کرنا چاہے تو اسے چاہیے کہ اللہ کے اسماء یَارَقِیْبُ یَاشَهِیْدُ کو روزانہ سونے سے پہلے ۷۰۰ مرتبہ پڑھنے کا معمول بنالے تو ان اسمائے مبارکہ کے ورد کی برکت سے اللہ تعالیٰ اس کے حسن و جمال کی حفاظت فرمائے گا اور اسے حاسدوں کی نظر بد یا دیگر سفلی اعمال کے اثرات بد سے بچائے رکھے گا۔

۸۔ ریاکاری کی بدعادت سے نجات

جس شخص کے دل میں ریاکاری کے خیالات رہتے ہوں اور وہ اس عادت بد سے بچنا چاہتا ہو وہ یَـارَقِیْـبُ یَـاشَهِیْدُ کو ۱۰۰ امرتبہ اس کی معانی کا خیال کرتے ہوئے پڑھے اور ۲۱ روز تک اس عمل کو کرے اور ریاکاری کو ترک کرنے کی دعا کرے تو اللہ کے فضل و کرم سے اس کے دل سے ریاکاری کے خیالات بالکل جاتے رہیں گے اور پھر اس کے کسی بھی کام میں ریاکاری کا عمل دخل نہ رہے گا۔

۹۔ جائیداد کی حفاظت

اگر کوئی شخص یَـارَقِیْـبُ یَـاشَهِیْـدُ کا ورد بکثرت کرتا ہو اور وہ اپنے گھربار، کھیت، باغ، جائیداد وغیرہ کو تنہا چھوڑتے وقت ان اسماء کو ۱۰۰ امرتبہ پڑھ کر اس کے گردنواح دم کر دے تو انشاءاللہ تعالیٰ ان اسماء مبارکہ کے ورد کی برکت سے اس کی واپسی تک کوئی دشمن اس کے گھربار، کھیت، باغ، جائیداد وغیرہ کو نقصان نہ پہنچا سکے گا۔

۴۰۔ یَا رَحِیْمُ یَا کَرِیْمُ

اے رحم کرنے والے، اے کرم فرمانے والے

ا۔ لوگوں میں ہر دلعزیز بننا

بکثرت نماز فجر کے بعد روزانہ یَا رَحِیْمُ یَا کَرِیْمُ کا ورد کرنے سے عزت میں اضافے کا باعث بنتا ہے۔ اپنے اور غیر لوگوں میں ہر دلعزیزی پیدا ہوتی ہے۔ ہر ملنے والا محبت سے پیش آتا ہے۔ اس کے سامنے دشمن بھی آکر نرم پڑ جاتے ہیں۔ اس کا دل بذات خود بھی بڑا نرم ہو جاتا ہے اور وہ دوسروں کے ساتھ بڑی ہمدردی اور شفقت سے پیش آتا ہے۔

۲۔ خاتمہ بالایمان

اگر کوئی یہ چاہے کہ اس کا خاتمہ بلایمان ہو اور روز قیامت اللہ تعالیٰ اس کو اپنے رحم وکرم سے بخش دے اور وہ بحالت ایمان مرے تو یَا رَحِیْمُ یَا کَرِیْمُ کثرت سے پڑھنے کا معمول بنالے تو اس کا خاتمہ بالخیر ہوگا۔ سکرات اور نزع کے عالم میں آسانی پیدا ہوگی۔ قبر کی منازل بڑے آرام سے طے ہوں گی اللہ اس پر حد سے زیادہ رحم کرے گا اور اس کی قبر کو کشادہ کر کے مثل جنت کر دیا جائے گا اور آخرت میں اس کی نجات ہوگی۔

۳۔ مشکلات میں آسانی

اگر کوئی شخص یَا رَحِیْمُ یَا کَرِیْمُ ۴۰ یوم تک روزانہ سات ہزار مرتبہ سونے سے پہلے پڑھے گا تو اس کی تمام مشکلات آسان ہو جائیں گی اور جس کسی سے کوئی کام ہوگا وہ فوراً کر دے گا۔ دنیا اور آخرت میں اسے سعادت حاصل ہوگی۔ اگر کوئی قید میں پھنسا ہوا ہو اور وہ اسے کثرت سے پڑھنا شروع کر دے تو قید سے رہائی کے اسباب پیدا ہو جائیں گے اور اگر وہ شخص اس عمل کو اپنا معمول بنالے تو عمر بھر خیر وعافیت سے گزرے گی۔

۴۔ مستجاب الدعوات بننا

اللہ کے بندوں کا کہنا ہے کہ جو شخص اس وظیفہ کو صبح وشام کثرت سے پڑھنے کا معمول بنالے۔ اللہ تعالیٰ اس کی

زبان میں مستجاب الدعوات کی تاثیر پیدا کردیتا ہے اور اس کی دعائیں قبول ہونے لگتی ہیں جس چیز کے لئے وہ دعا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے پورا کرتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ ہر لحاظ سے اسے اپنی رحمت اور کرم کا مظہر بنا دیتا ہے۔

۵۔ لوگوں میں عزت پانا

جو شخص یہ چاہتا ہو کہ لوگ اس کے ساتھ نیک سلوک سے پیش آئیں اسے چاہیے کہ وہ ہر نماز کو ادا کرنے کے بعد ۵۲۸ مرتبہ پڑھے انشاء اللہ تعالیٰ جدھر بھی جائے گا لوگوں کے دلوں میں اپنے لئے عزت پائے گا۔

۶۔ مفلوک الحالی سے نجات

اگر کوئی شخص تنگ دست اور مفلوک الحال رہتا ہو تو اسے چاہیے کہ یقین محکم کے ساتھ صبح اٹھ کر نماز فجر پڑھے اور ایک گھنٹہ تک اس وظیفہ کا ورد کرے اور پھر رات کو عشاء کی نماز کے بعد سوتے وقت اور اس کا ورد کرے۔ انشاء اللہ بفضل تعالیٰ اس کے لیے رزق کے دروازے کھل جائیں گے اور وہ ہر طرح سے مالا مال ہو جائے گا اور دنیا کی حسد بھری نظروں سے محفوظ رہے گا۔

۷۔ حاجت پوری ہونے کا عمل

اگر کسی شخص کو کوئی ایسی حاجت درپیش ہو جو پوری ہوتی نظر نہ آئے اسے چاہیے کہ اس وظیفہ کو روزانہ ۷ ہزار مرتبہ پڑھنا شروع کرے اور سات ماہ تک یہ عمل جاری رکھے انشاء اللہ اس کی جو بھی حاجت ہوگی وہ پوری ہوگی۔ بشرطیکہ یقین کامل ہو۔ اس کے بعد جب بھی کوئی حاجت ہو ان اسماء کو پڑھ کر دعا مانگے تو انشاء اللہ پوری ہوگی۔

۸۔ بے عزت ہونے سے محفوظ رہنا

جو شخص عمر بھر یَا رَحِیْمُ یَا کَرِیْمُ پڑھتا رہے۔ اللہ اسے ایک نہ ایک دن معزز اور مکرم کر دے گا۔ لہٰذا ایسا شخص جو یہ محسوس کرتا ہو کہ لوگ اس کی عزت نہیں کرتے بلکہ چھوٹی چھوٹی باتوں پر اسے ہر مقام پر بے عزت کر دیا جاتا ہے۔ اگر وہ اس وظیفہ کو ۳۱۳ مرتبہ ہر نماز کے بعد پڑھنا شروع کر دے۔ تو انشاء اللہ تعالیٰ اللہ اسے ہمیشہ کیلئے دوسروں کی نظر میں باعزت کر دے گا اور جو اس کی بے عزتی کرنے کی کوشش کرے گا وہ ذلیل ہوگا۔

۹۔ جذبہ سخاوت پیدا ہونا

جو شخص فجر کی نماز کے بعد یَا رَحِیمُ یَا کَرِیمُ کا ورد کر کے دعا کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے دل میں لطف و کرم اور سخاوت کا جذبہ پیدا کر دیتا ہے۔ اگر کوئی شخص ان اسماء کو ۱۰۰ امرتبہ روزانہ دن یا رات میں پڑھے تو سخاوت اس کا وصف بن جائے گا۔ اگر رات کو بستر پر سوتے وقت پڑھے گا تو فرشتے اس کیلئے دعا گو ہوں گے اور کہیں گے "اکرمك اللّٰه" "اللہ تمہیں مکرم و معزز بنا دے۔

۴۱۔ یَاسَلَامُ یَامُؤْمِنُ

اے سلامتی والے، اے امن والے

ا۔ بے ہوش کو ہوش میں لانا

اگر کوئی کسی مرض کے غلبے کی وجہ سے بے ہوش ہو جائے تو چاہیے کہ مریض کے سرہانے باوضو ہو کر ۲۶۷ مرتبہ یا سلام، یا مؤمن پڑھیں اور طبی علاج بھی کروائیں۔ اللہ تعالیٰ اس علاج میں اپنی مدد شامل حال کر دے گا اور انشاء اللہ تعالیٰ مریض ہوش میں آ جائے گا۔

۲۔ بیماری سے شفایابی

یَاسَلَامُ یَامُؤْمِنُ ہر قسم کی بیماری کی شدت میں ہر روز نماز فجر کے بعد ۱۱۱ مرتبہ باوضو حالت میں پڑھ کر مریض پر دم کرنے سے بیماری کا زور ٹوٹ جاتا ہے۔ اگر کوئی بیماری کی طوالت سے تنگ آ چکا ہو اور زندگی سے مایوس ہو گیا ہو تو وہ ہر نماز کے بعد ۲۶۷ مرتبہ یَاسَلَامُ یَامُؤْمِنُ پڑھ لیا کرے انشاء اللہ تعالیٰ جلد شفائے کاملہ نصیب ہوگی اور صحت و سلامتی حاصل ہوگی۔

۳۔ اللہ کی حفظ و امان میں رہنا

اگر کسی جگہ پر خانہ جنگی کی صورتحال پیدا ہو گئی ہو، قتل و غارت کا بازار گرم ہو گیا ہو، ایسے میں جان کی سلامتی کی فکر ہر وقت رہتی ہو، کسی بھی طرح علاقے میں امن قائم نہ رہتا ہو تو ایسی صورت میں ہر نماز کے بعد بکثرت یَـــــاسَلَامُ

یَامُؤْمِنُ کا ورد کر کے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگیں انشاءاللہ ان اسماء پاک کی برکت وتاثیر سے اللہ تعالیٰ اپنی حفظ وامان میں رکھے گا اور خانہ جنگی کے حالات بھی بہت جلد ٹھیک ہو جائیں گے۔

۴۔امراض پھیپھڑوں سے شفا کا حصول

اگر کسی شخص کے پھیپھڑے میں درد ہو یا پھیپھڑے میں پانی بھر گیا ہو تو اسمائے مبارکہ یَاسَلَامُ یَامُؤْمِنُ ۳۰۰ بار پڑھ کر مٹھائی پر دم کر کے وہ مٹھائی اس شخص کو کھلائی جائے تو اللہ کے فضل سے شفا حاصل ہو گی۔

۵۔مرتے دم تک صحیح سلامت رہنا

جو شخص صبح کی نماز کے بعد روزانہ یَاسَلَامُ یَامُؤْمِنُ ۷۰۰ مرتبہ پڑھنے کا معمول بنا لے گا تو اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے مرتے دم تک اندھا، اپاہج، عاجز، لاچار یا معذور نہ ہو گا اور ان اسماء کی برکت سے اللہ تعالیٰ اس دنیا سے چلتے ہاتھ پاؤں لے جائے گا۔

۶۔قوت حافظہ میں اضافہ

اگر کوئی چاہے کہ اس کی قوت حافظہ قائم رہے تو اسے چاہیے کہ مندرجہ بالا اسماء کا بکثرت ورد کرے اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے اس کے علم اور اس کی قوت حافظہ مں اضافہ فرمائے گا اور اس کی قوت یاداشت مرتے دم تک قائم رہے گی۔

۷۔احساس دردمندی کا پیدا ہونا

جو شخص یَاسَلَامُ یَامُؤْمِنُ کا ورد بکثرت کرے گا اس کے دل میں دوسروں کیلئے رقت اور دردمندی کے جذبات پیدا ہوں گے۔وہ جس بیمار کو دیکھے گا، اس پر ترس کھائے گا، اس کی شفا کیلئے دعا اور دوا کی کوشش کرے گا اور اللہ تعالیٰ اس کی کوششوں کو کامیابی عطا فرمائے گا۔

۸۔امن پسندی کا وصف پیدا ہونا

جو شخص یَاسَلَامُ یَامُؤْمِنُ کا بکثرت ورد کرے گا، وہ امن پسند اور دنگا فساد سے اجتناب کرنے والا ہو گا۔وہ ہر قسم کے لڑائی جھگڑے کو برا جانے گا اور اسے دفع کرنے کی کوشش کرے گا۔اسی طرح وہ بری صحبتوں اور برے ساتھیوں

سے بھی بچنے کی کوشش کرے گا۔

۹۔آفات زبان سے محفوظ رہنا

اگرکوئی شخص یَاسَلَامُ یَامُؤْمِنُ کا بکثرت ورد کرے گا تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے اوران اسماء مبارکہ کے ورد کی برکت سے اس کی زبان کو ہرطرح کی بدگوئی اورغیبت سے محفوظ رکھے گا اورانشاءاللہ تعالیٰ اس کی زبان کبھی کسی بھی قسم کے ناشائستہ، پایہءثقاہت سے گرے ہوئے یاخلاف تہذیب الفاظ اورطعن ودشنام وغیرہ سے آلودہ نہ ہوگی

۱۰۔دوسروں کے شر سے بحفاظت رہنا

جوشخص یَاسَلَامُ یَامُؤْمِنُ ہرروز ایک ہزارمرتبہ پڑھے وہ بفضل تعالیٰ دوسروں کی برائی اورشر سے محفوظ رہے گا۔عورت پڑھے تو خاوند کی بداخلاقی ، برائی اورشر سے محفوظ رہے،مرد پڑھے تو عورت کی برائی سے اور ہمسائے کی برائی سے بچارہے اوراگرتجارت یاشراکت والے پڑھیں تو ساری عمرایک دوسرے کی برائی سے محفوظ رہیں۔

۱۱۔قلبی قوت کاحصول

اگرکوئی شخص یَاسَلَامُ یَامُؤْمِنُ کا بکثرت ورد کرے گا توان اسماءمبارکہ کے وردکی برکت سے اس کاایمان قوی ہوگااوراس کے دل میں ایمان کی لہریں موجزن ہوں گی ۔اس طرح اللہ تعالیٰ عزوجل اس کے دل کونورانیت اور باطن کی صفائی عطافرمائے گااوراس کی ذات کوخلائق کے فیض کاذریعہ بنائے گا۔

۴۲۔یَاسَمِیْعُ یَاعَلِیْمُ

اے سننے والے،اے جاننے والے

ا۔پریشانی سے نجات

اگرکسی کوکوئی پریشانی لاحق ہوتو اسے چاہیے کہ جمعرات کے روز چاشت کی نماز ادا کرنے کے بعد یہ وظیفہ ۱۱۰۰مرتبہ پڑھ کراول وآخرتین تین مرتبہ درود پاک پڑھ کر پریشانی دور ہونے کی التجا کرے اللہ تعالیٰ اسے جلد قبول

فرمالے گا اور اسے اپنی بارگاہ سے مایوس نہ کرے گا اور پریشانی دور ہونے کا کوئی نہ کوئی ذریعہ بن جائے گا۔

۲۔ ہر کام میں کامیابی

اگر کوئی نماز فجر کے بعد ہر روز ۳۲۰ مرتبہ اس وظیفہ کا پڑھنا اپنا معمول بنالے تو وہ جس کام میں کامیابی کیلئے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے گا وہ قبولیت کا شرف حاصل کرے گی اور وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوگا یعنی جو شخص کثرت سے یَاسَمِیْعُ یَاعَلِیْمُ کا ورد کرنا اپنا معمول بنالے تو اللہ تعالیٰ اسے ہر مقصد میں کامیابی عطا فرمائے گا۔

۳۔ مستجاب الدعوات بننے کا ورد

یہ اسماء مستجاب الدعوات بننے کیلئے بہت اکسیر ہیں۔ اگر کسی شخص کی یہ خواہش ہو کہ فلاں کام کیلئے دعا اللہ کے حضور میں لازماً قبول ہو تو اسے چاہیے کہ ۴۰ دن تک ۳۳۰۰ مرتبہ صبح کے وقت پڑھے اور پھر ۴۱۰۰ مرتبہ یہی اسماء شام کے وقت پڑھے اس کے بعد اللہ کے حضور دعا کرے تو انشاء اللہ ہر جائز کام کیلئے دعا قبول ہوگی۔

۴۔ رفع حاجت کا مؤثر عمل

یَاسَمِیْعُ یَاعَلِیْمُ کا ورد کرنا رفع حاجت کیلئے بہت مؤثر ہے۔ اگر کسی کو کوئی حاجت درپیش ہو تو اسے چاہیے کہ جمعہ کی شب ان اسماء کو چند آدمی مل کر ۴۱ ہزار مرتبہ پڑھیں اور بعد میں سب مل کر اللہ کے حضور اپنے مقصد کے پورا ہونے کیلئے دعا کریں انشاء اللہ تعالیٰ حاجت پوری ہوگی اور اس طرح یہ عمل سات مرتبہ کریں۔

۵۔ مصائب سے محفوظ رہنا

ہر طرح کی مصیبتوں سے محفوظ رہنے کیلئے یَاسَمِیْعُ یَاعَلِیْمُ ہر نماز کے بعد ۳۴۰ مرتبہ پڑھنا بے حد مفید اور باعث برکت ہوتا ہے۔ ایسا شخص ہمیشہ اللہ السمیع کی حفاظت میں رہے گا کیونکہ یہ اسمائے حفاظت کیلئے انتہائی مفید اور پرتاثیر ہیں۔

۶۔ مشکلات میں آسانی

بعض اوقات انسان ایسی مشکلات میں پھنس جاتا ہے جن سے چھٹکارا حاصل ہونا ممکن نظر نہیں آتا تو ایسی صورت میں یَاسَمِیْعُ یَاعَلِیْمُ کا بکثرت ورد کرنے کا معمول بنالے تو اللہ تعالیٰ مہربانی فرما کر مشکلات کو آسان کردے گا۔

۷۔ حاجت کا پورا ہونا

جو شخص یہ چاہے کہ میری حاجت جلد پوری ہو تو اسے چاہیے کہ وضو کر کے آبادی کے باہر جنگل میں جائے اور وہاں دو رکعت نفل برائے رفع حاجت پڑھے۔ اس کے بعد قبلہ کی طرف منہ کر کے یا سمیع، یا علیم کو ۳۴۰۰ مرتبہ پڑھے اور اس طرح یہ عمل تا حصول حاجت پوری ہونے کے کرے انشاء اللہ تعالیٰ اس کی حاجت پوری ہو جائے گی۔

۸۔ سکون اور اطمینان کا حصول

رات سونے سے پہلے ۳۳۰ مرتبہ ان اسماء کا ورد کر کے سوئیں تو سکون قلب میسر آتا ہے اور بندہ برے خوابوں سے محفوظ رہتا ہے۔ اس کے وظیفہ کے بارے میں یہ بھی بیان ہوا ہے کہ ہر نماز کے بعد ۱۰۰ مرتبہ اس کا ورد کرنے والا قلبی سکون اور اطمینان پاتا ہے۔

۹۔ حافظے کی کمزوری کا دور ہونا

حافظے کی کمزوری کو دور کرنے کیلئے ان اسماء کا ورد کرنا نہایت مجرب ہے۔ جس کسی کی یادداشت کمزور ہو اور مرض نسیان میں مبتلا ہو تو اسے چاہیے کہ ہر روز صبح نہار منہ ۲۲۱۰ مرتبہ ان اسماء کو پڑھ کر پانی پر دم کرے اور پی لے۔ ۴۰ دنوں تک بلاناغہ یہ عمل کرنے سے حافظہ مضبوط ہو جائے گا اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بھول جانے کی عادت ختم ہو جائے گی اور ذہن روشن ہو جائے گا۔

۱۰۔ بہرے پن سے محفوظ رہنا

آخری عمر میں بڑھاپے کی وجہ سے انسان بہرہ ہو جاتا ہے۔ اگر کوئی ہر نماز کے ۱۱۱ مرتبہ ان اسماء کو ہمیشہ پڑھنے کا معمول بنالے تو وہ تمام عمر بہرے پن سے محفوظ رہے گا۔ ان اسماء کو بکثرت پڑھتے رہنے سے کبھی بھی قوت سماعت میں کمی واقع نہیں ہوتی۔ اونچا سننے کی عادت اس کے ورد کرنے سے ختم ہو جاتی ہے۔

۱۱۔ کان کی تکلیف کا ازالہ

اگر کسی کے کان میں درد ہو یا کان کے اندر پیدا ہونے والی پھنسی کی وجہ سے تکلیف شدت سے محسوس ہوتی ہو تو ان اسماء کو ۱۳۰۰ مرتبہ پڑھ کر روئی کے ٹکڑے پر دم کریں اور کان میں رکھ دیں فی الفور انشاء اللہ تعالیٰ شفا حاصل

ہو جائے گی۔

۱۲۔طبی ادویات کا مؤثر ہونا

بعض اوقات یہ ہوتا ہے کہ طبی ادویات مرض پر کام نہیں کرتیں۔اس صورت میں دوائی کے اوپر ان اسماء کو ۳۰۰۰ مرتبہ پڑھیں۔اس کے بعد اس دوائی کو استعمال کریں۔انشاءاللہ تعالیٰ اللہ تعالیٰ اس دوائی میں اثر پیدا کر دے گا اور شفا حاصل ہوگی۔

۱۳۔پاگل پن کے دورے کا تدارک

جس کسی کو پاگل پن کے دورے پڑتے ہوں تو دوسرا شخص باوضو حالت میں اول و آخر تین تین مرتبہ درود پاک پڑھے۔درمیان میں ۳۳۰ مرتبہ ان سماء کو پڑھ کر پانی دم کر کے مریض کو ۴۰ یوم تک پلائے تو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مریض کی حالت ٹھیک ہو جائے گی۔

۴۳۔یَاسَمِیْعُ یَابَصِیْرُ

اے سننے والے،اے دیکھنے والے

۱۔جائز مراد پوری ہونا

اگر کسی کی کوئی ایسی جائز مراد ہو جو پوری نہ ہوتی ہو تو اسے چاہیے کہ عشاء کی نماز کے بعد روزانہ ۴۸۲ مرتبہ یَاسَمِیْعُ یَابَصِیْرُ کا ۲۷ دن تک ورد کرے اس کے بعد اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے انشاءاللہ تعالیٰ اس کی دعا بارگاہ الٰہی میں قبولیت کا شرف حاصل کرے گی اور جو بھی جائز مراد ہوگی اللہ تعالیٰ اپنی مہربانی وعنایت سے اسے جلد پورا فرمانے والا ہے۔

۲۔مستجاب الدعوات ہونا

اگر کوئی نماز فجر کے بعد ہر روز ان اسماء کو پڑھنے کا معمول بنا لے تو وہ جو بھی جائز دعا اللہ تعالیٰ سے کرے گا وہ قبولیت کا شرف حاصل کرے گی اور اس وظیفہ کو باوضو حالت میں بکثرت پڑھنے والا مستجاب الدعوات ہو جاتا ہے۔اللہ

تعالیٰ اس پر خاص فضل وکرم نازل فرماتا ہے۔

۳۔ لوگوں میں قابل تعظیم بننا

یا سمیع، یا بصیر کا بکثرت ذکر کرنے والا چشم خلائق میں عزیز ومحترم ہوتا ہے مشکلات اس کے راستے میں کبھی حائل نہیں ہوتیں۔ اونچے مرتبے تک پہنچنے کیلئے ان اسماء کا ورد کرنا راستے کی تمام رکاوٹوں کو دور کر کے دلی مراد کو پورا کرنے کا سبب بنتا ہے۔

۴۔ کان درد کا علاج

اگر کسی کے کان میں درد ہو یا کان کے اندر پیدا ہونے والی پھنسی کی وجہ سے تکلیف شدت سے محسوس ہوتی ہو تو ان اسماء کو ایک ہزار مرتبہ پڑھ کر روئی کے ٹکڑے پر دم کریں اور کان میں رکھ دیں انشاء اللہ تعالیٰ شفا حاصل ہو جائے گی۔

۵۔ ہر جائز دعا کا قبول ہونا

اگر جمعرات کے دن چاشت کی نماز ادا کرنے کے بعد ان اسماء کو ۱۰۰ا مرتبہ پڑھ کر اول وآخر تین تین مرتبہ درود پاک پڑھ کر جو بھی جائز دعا مانگی جائے اللہ تعالیٰ اسے جلد قبول فرمائے گا اور اسے اپنی بارگاہ سے مایوس نہیں کرے گا۔ خطرناک مہمات کو سر کرنے اور کامیابی پانے کیلئے اس ورد یعنی یا سمیع، یا بصیر کثرت سے پڑھا جائے تو اللہ تعالیٰ مہربانی فرمائے گا۔

۶۔ قوت سماعت میں اضافہ

اگر کسی کی قوت سماعت میں کمی واقع ہوگئی ہو تو وہ ہر نماز کے بعد ان اسماء کو ۲۰۰ مرتبہ پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگا کرے انشاء اللہ تعالیٰ اس کی قوت سماعت میں اضافہ ہو جائے گا اور اونچا سننے کی شکایت جاتی رہے گی۔

۷۔ امراض چشم کا علاج

امراض چشم کے لئے ان اسماء کا ورد انتہائی نافع ہے اگر کسی کی آنکھوں میں پانی بھر آتا ہو اور دیکھنے میں ہر چیز دھندلی سی دکھائی دیتی ہو تو ایسی صورت میں باوضو حالت میں ۱۰۰ا مرتبہ یہ اسماء پڑھے اور اول وآخر تین تین مرتبہ درود

پاک پڑھے اور پھر انتہائی عاجزی وانکساری اور توجہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کرے، ان اسماء کی برکت سے سات دنوں کے اندر اندر آنکھوں کا دھندلا پن ختم ہو جائے گا اور آنکھوں میں پانی بھر جانے کی شکایت بھی دور ہو جائے گی۔ آنکھ کے دیگر امراض میں بھی اس عمل سے افاقہ ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ شفائے کاملہ نصیب فرماتا ہے۔

۴۴۔ یَاسَمِیْعُ یَامُجِیْبُ

اے سننے والے، اے قبول کرنیوالے

۱۔ قبولیت دعا کا ورد

اگر کوئی شخص یہ چاہتا ہو کہ اس کی ہر جائز دعا قبول ہو تو اسے چاہیے کہ یَاسَمِیْعُ یَامُجِیْبُ کو ۲۳۵۰ مرتبہ سوتے وقت پڑھنے کا معمول بنالے انشاء اللہ اس کی ہر جائز دعا قبول ہوگی۔ ایک عامل کا قول ہے کہ اگر کوئی شخص ان اسماء کو جمعہ کے دن ۲۳۵ مرتبہ لکھ کر تعویذ بنا کر اپنے پاس رکھے تو جو دعا کرے گا اللہ قبول کرے گا اور جو بات کسی سے کہے گا وہی منظور ہوگی۔ ایک بزرگ کا قول ہے کہ دعا کے آغاز میں ان اسماء کو ۱۱ مرتبہ پڑھیں اس کے بعد جو دعا مانگنی ہو مانگیں آخر میں پھر گیارہ مرتبہ یہی اسماء پڑھیں انشاء اللہ تعالیٰ دعا قبول ہوگی۔

۲۔ مرشد کامل ملنے کا عمل

جس شخص کو مرشد کامل نہ ملتا ہو یا کوئی عارف کامل کسی کو مرید بنا کر قبول نہ کرتا ہو تو وہ دس دن تک یَاسَمِیْعُ یَامُجِیْبُ بعد نماز مغرب ۴۱۰۰ مرتبہ روزانہ پڑھے انشاء اللہ تعالیٰ حسب خواہش اللہ کا بندہ مل جائے گا۔

۳۔ خیر و عافیت سے رہنا

اگر کوئی شخص یَاسَمِیْعُ یَامُجِیْبُ گھر سے باہر جانے سے قبل ۲۳۵ مرتبہ پڑھنے کا معمول بنالے اور اس کے بعد اپنے اوپر دم کرے تو وہ بخیر و عافیت گھر واپس آئے گا اور اس کا تمام دن نہایت اچھا گزرے گا۔ کوئی بھی دشمن اسے نقصان نہ پہنچا سکے گا۔

۴۔ مصائب سے محفوظ رہنا

ہر طرح کی مصیبتوں سے محفوظ رہنے کے لئے یَاسَمِیْعُ یَامُجِیْبُ ہر نماز کے بعد ۳۱۳ مرتبہ پڑھنا بے حد مفید

اور باعث برکت ہوتا ہے۔ ایسا شخص ہر وقت اللہ السمیع کی حفاظت میں رہتا ہے۔ ان اسماء کو بکثرت پڑھنے والا ہر بلاؤ مصیبت سے محفوظ رہتا ہے۔

۵۔ ہر مشکل آسان ہونے کا وظیفہ

اگر کوئی شخص مشکل امور اور مہمات میں پھنس گیا ہو تو اسے چاہیے کہ وہ مشکل وقت میں یَاسَمِیْعُ یَامُجِیْبُ ۱۰۰ ۴ مرتبہ پڑھ کر پروردگار سے دعا کرے۔ پھر اپنے کام کا آغاز کرے انشاء اللہ تعالیٰ کامیابی حاصل ہوگی۔ ایک اور قول کے مطابق اس ورد کو کثرت سے پڑھنے والے کی ہر مشکل آسان ہو جاتی ہے۔ اگر کوئی شخص جمعرات کے دن نماز ظہر کے بعد یکسوئی کے ساتھ ۲۳۵۰ مرتبہ اس کا ورد کرے تو اللہ تعالیٰ اس بندے کی ہر نیک خواہش پوری کر دے گا اور مشکل وقت میں اس کی مدد فرمائے گا۔

۶۔ حفاظت سامان کا ورد

اگر کسی کو اپنی دکان، مال اور سامان وغیرہ کی حفاظت کرنا مقصود ہو اسے چوروں، ڈاکوؤں وغیرہ کا خطرہ ہو تو وہ ۱۰۰ ۱ مرتبہ یہ اسماء باوضو حالت میں پڑھے اور دم کرے پھر ساتھ ہی اپنی انگشت شہادت سے اپنی دکان و مکان وغیرہ کا حصار کرے اور اللہ تعالیٰ کے سپرد کرنے کا تصور کرے انشاء اللہ تعالیٰ مال واسباب محفوظ رہے گا۔

۷۔ ناراض بیوی کو واپس لانا

اگر کسی شخص کی بیوی ناراض ہو کر میکے چلی گئی ہو تو خاوند کو چاہیے کہ وہ یا سمیع، یا مجیب سات ہزار مرتبہ پڑھے اور پڑھنے کے بعد پانی پر پھونک لگا کر پانی کو اس طرف منہ کر کے پاکیزہ جگہ پر پھینکے جس طرف وہ رہتی ہو۔ اس طرح گیارہ روز تک کرے انشاء اللہ تعالیٰ بیوی واپس آنے کے فوراً آثار پیدا ہو جائیں گے اور وہ اپنے گھر میں آکر آباد ہو جائے گی۔

۸۔ جلد شادی ہونے کا ورد

اگر کسی لڑکے یا لڑکی کی شادی نہ ہوتی ہو اور عمر میں زیادتی ہو رہی ہو تو اسے چاہیے کہ ان اسماء کو گیارہ دن تک ۱۰۰ ۴ مرتبہ روزانہ پڑھے اور اس کے بعد اللہ کے حضور اپنی شادی کیلئے دعا کرے انشاء اللہ تعالیٰ قبول ہوگی اور جلد رشتہ طے پا جائے گا۔

۹۔قید سے رہائی کا مؤثر ورد

اگر کوئی ناجائز طور پر اپنے بال بچوں سے جدا ہو کر قید میں مبتلا ہو گیا ہو یا کسی کا پتہ نہ چلتا ہو تو چند آدمی اکٹھے ہوں اور گن کر یَاسَمِیْعُ یَامُجِیْبُ سوا لاکھ مرتبہ پڑھیں۔ پڑھائی مکمل ہونے پر تمام پڑھنے والے سر سجدے میں رکھ کر قیدی کی قید سے رہائی کیلئے دعا کریں۔ اس طرح ۱۱ روز تک یہی عمل کریں انشاء اللہ تعالیٰ قید سے خلاصی ہو گی اور قیدی بحفاظت اپنے بال بچوں میں آجائے گا۔

۴۵۔یَاشَکُوْرُ یَاحَلِیْمُ

اے قدرداں، اے بردبار

ا۔بیروزگاری دور ہونا

اللہ تعالیٰ کے صفاتی اسماء یَاشَکُوْرُ یَاحَلِیْمُ حصول روزگار کیلئے بہت سریع الاثر ہیں لہٰذا جو کوئی بیروزگار ہو کوئی بھی ذریعہ معاش نہ ہو تو وہ ہر روز نماز فجر کے بعد ۷۰۰ مرتبہ پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے انشاء اللہ تعالیٰ بہت جلد اس کی روزی کے اسباب پیدا ہو جائیں گے اور وافر مقدار میں رزق عطا ہو گا۔

۲۔کاروبار میں خیر و برکت

اگر کوئی یہ چاہے کہ اس کے کاروبار میں خیر برکت ہو، کاروبار خوب چمکے تو وہ ہر نماز کے بعد باوضو حالت میں ۶۱۴ مرتبہ پڑھے اور بارگاہ الٰہی میں دعا مانگے بفضل باری تعالیٰ ان اسماء کی برکت و تاثیر سے رزق میں فراخی ہو گی اور مخلوق میں سے کسی کی محتاجی نہ رہے گی۔ اللہ تعالیٰ نعمتیں عطا فرمائے گا۔

۳۔گھریلو پریشانیوں کا تدارک

جو کوئی اپنی گھریلو پریشانیوں میں مبتلا ہو اور سخت ذہنی دباؤ کا شکار ہو تو اسے چاہیے کہ وہ ہر نماز کے بعد ایک مقام پر بیٹھے ہوئے ۷۰۰ مرتبہ پڑھے اول و آخر تین تین مرتبہ درود پاک پڑھے اور اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے انشاء اللہ تعالیٰ اسے سکون قلبی نصیب ہو گا اور اس کی پریشانی خوشی میں بدل جائے گی۔

۴۔ حسب منشاء حصولِ ملازمت

اگر کسی کو اس کی قابلیت کے مطابق حسب منشاء ملازمت نہ مل رہی ہو تو وہ ہر روز نماز فجر اور نماز عشاء کے بعد باوضو حالت میں ۶۱۴ مرتبہ یَاشَکُوْرُ یَاحَلِیْمُ پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے بفضل باری تعالیٰ اسے مطلوبہ مقصد میں کامیابی نصیب ہوگی۔

۵۔ مستجاب الدعوات بننا

اگر کوئی شخص یہ چاہتا ہو کہ وہ مستجاب الدعوات بن جائے تو اسے چاہیے کہ وہ یَاشَکُوْرُ یَاحَلِیْمُ روزانہ تین ہزار مرتبہ پڑھنے کا معمول بنالے اور اس ورد کو تین سال تک جاری رکھے اللہ کے فضل وکرم سے اس کی ہر جائز دعا بارگاہ رب العزت میں قبول ہونے لگے گی۔

۶۔ اوصاف شکر گزاری

جو شخص یَاشَکُوْرُ یَاحَلِیْمُ کا بکثرت ورد کرے گا اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے اس میں قدر شناسی اور شکر گزاری کے اوصاف سے متصف فرمائے گا۔ وہ ہر شخص کے تھوڑی سی نیکی اور نیک بات کی بہت قدر کرے گا، ذرا سی بات پر شکریہ کا اظہار کرے گا۔

۷۔ تحمل مزاجی کا پیدا ہونا

جو شخص یَاشَکُوْرُ یَاحَلِیْمُ کا بکثرت ورد کرے گا اللہ تعالیٰ اپنی رحمت خاص سے اسے نرم دلی اور برداشت وتحمل کے اوصاف سے متصف فرمائے گا۔ اس میں غصہ کم اور نرم دلی زیادہ ہوگی۔ وہ لوگوں کی برائیوں، زیادتیوں اور سختیوں کو برداشت کرنے والا ہوگا اور اس کے اخلاق نہایت عمدہ اور اچھے ہوں گے۔

۸۔ شدت مرض میں تخفیف

اگر کوئی شخص کسی مرض میں مبتلا ہونے کے باعث سخت تکلیف میں ہو، اگر وہ کثرت سے یَاشَکُوْرُ یَاحَلِیْمُ کا ورد کرے گا تو اللہ تعالیٰ ان اسماء کے ذکر کی برکت سے اس کے مرض کی شدت اور تکلیف میں تخفیف فرمائے گا اور جلد ہی اسے مرض سے شفا کے اسباب پیدا فرمادے گا۔

۴۶۔ یَا عَلِیُّ یَا کَبِیْرُ

اے اعلیٰ، اے سب سے بڑے

۱۔ لوگوں کا حسن اخلاق سے پیش آنا

اگر کوئی یہ چاہتا ہو کہ ہر شخص اس کے ساتھ اخلاق اور مہربانی سے پیش آئے اور وہ بکثرت اس ورد کو پڑھنے کا معمول بنا لے تو انشاء اللہ تعالیٰ ان اسماء پاک کی برکت سے ہر کوئی اس کی عزت کرے گا اور حسن اخلاق سے پیش آئے گا۔ ایسے ہی جس شخص کی کوئی عزت و تکریم نہ کرتا ہو وہ ہر روز نماز فجر کے بعد ۳۴۲ مرتبہ ان اسماء کا ورد کیا کرے انشاء اللہ تعالیٰ چشم خلائق میں معزز و محترم ہوگا۔

۲۔ غربت اور افلاس دور ہونا

تنگدستی و افلاس دور کرنے کی غرض سے نماز فجر کے بعد طلوع آفتاب تک بکثرت ان اسماء مبارکہ کو پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے انشاء اللہ تعالیٰ روزی میں خیر و برکت پیدا ہوگی اور غربت و افلاس کا خاتمہ ہو جائے گا۔ ایک اور قول کے مطابق محتاجی کی حالت میں ہر نماز کے بعد ان اسماء مبارکہ کو ۳۴۲ مرتبہ پڑھنے سے محتاجی دور ہو جاتی ہے اور رزق میں وسعت و کشادگی پیدا ہو جاتی ہے۔

۳۔ ملازمت و ترقی

اگر کوئی ملازمت میں ترقی کا خواہاں ہو اور یہ چاہتا ہو کہ اس کا رتبہ بلند ہو جائے تو وہ ہر نماز کے بعد ۳۴۲ مرتبہ یہ وظیفہ پڑھ کر دعا مانگے۔ انشاء اللہ ملازمت میں ترقی ہو جائے گی۔

۴۔ دشمن کے نقصان سے بحفاظت رہنا

اگر کسی دشمن کی طرف سے نقصان پہنچائے جانے کا ڈر ہو تو وہ ہر روز نماز کے بعد ۳۴۲ مرتبہ ان اسماء مبارکہ کو پڑھے اول و آخر سات سات مرتبہ درود پاک پڑھے پھر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے انشاء اللہ تعالیٰ دشمن کسی قسم کا نقصان نہ

پہنچا سکے گا بلکہ ذلیل وخوار ہوگا۔

۵۔قید سے نجات کا ورد

اگر کسی کو ناحق قید میں ڈال دیا گیا ہو اور رہائی کی کوئی صورت دکھائی نہ دیتی ہو تو باوضو حالت میں ہر نماز کے بعد بکثرت اس وظیفہ کو پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے تو رہائی کی راہ میں حائل تمام رکاوٹیں دور ہو جائیں گی اور باعزت رہائی ہوگی۔ اس کے علاوہ جو بھی مشکل ہوگی وہ بھی اس وظیفہ کی برکت سے جلد آسان ہو جائے گی۔

۶۔اولاد نرینہ کا پیدا ہونا

اس کے علاوہ اگر کسی کے ہاں اولاد نرینہ نہ ہوتی ہو تو وہ بیوی کے پاس جانے سے قبل باوضو حالت میں ۱۰۰ مرتبہ اس ورد کو پڑھ کر دعا مانگے اور پھر صحبت کرے تو اس اسم پاک کی برکت وتاثیر کی بدولت انشاء اللہ تعالیٰ اولاد نرینہ کی نعمت سے سرفراز ہوگا۔

۷۔حصول بلند مرتبہ

اس وظیفہ کو بکثرت پڑھنے والے کا مرتبہ اللہ تعالیٰ بلند کر دیتا ہے اور اسے عزت عطا کر فرما دیتا ہے ایسے ہی ان اسماء کو نماز تہجد کے وقت روزانہ ۱۴۱ مرتبہ یکسوئی کے ساتھ پڑھنے سے اللہ تعالیٰ عزت ومرتبہ میں بلندی عطا فرماتا ہے۔

۸۔سفر میں خیر وعافیت سے رہنا

اگر کوئی سفر کر رہا ہو تو وہ باوضو حالت میں کثرت سے اس وظیفہ کو پڑھتا رہے تو راستے کی صعوبتوں اور مشکلات سے محفوظ رہے گا اور سفر بخیر وعافیت سے انجام پذیر ہوگا۔

۹۔امراض چشم کا شافی علاج

امراض چشم کو دور کرنے کیلئے یہ ورد اکسیر کی حیثیت رکھتا ہے جس شخص کی آنکھیں دکھتی ہوں اور کسی بھی طرح آنکھوں کی سرخی نہ جاتی ہو وہ باوضو حالت میں ۷۰۰ مرتبہ یہ اسم پاک پڑھ کر پانی پر دم کرے اور پانی سلائی سے آنکھوں میں سرمے کی طرح لگائے انشاء اللہ تعالیٰ تین دن میں آرام آجائے گا۔ آنکھوں کی سرخی ختم ہو جائے گی۔

۱۰۔رکاوٹوں کا دور ہونا

ہر نماز کے بعد باقاعدگی سے ان اسماء کا ورد کرنے سے زندگی گزارنے کی راہ میں حائل تمام رکاوٹیں اور مشکلات دور ہو جاتی ہیں اللہ تعالیٰ دین و دنیا میں بلند مرتبہ سے نوازتا ہے۔علم وعرفان کی دولت اس کا مقدر بن جاتی ہے جو ہر روز باقاعدگی سے اس وظیفہ کو باوضو حالت میں پڑھتا رہتا ہے اس ورد کو بکثرت پڑھنے والے کے کاموں میں باقاعدگی پیدا ہو جاتی ہے کوئی بھی مشکل اس کی راہ میں حائل نہیں ہوتی۔

۴۷۔یَا عَفُوُّ یَا غَفُوْرُ

اے درگزر کرنے والے، اے بخشنے والے

۱۔شہرت وعزت میں بلندی

یہ وظیفہ شہرت وعزت میں اضافے کیلئے بہت مؤثر ہے لہٰذا جو شخص حصول عزت کا خواہاں ہو اسے چاہیے کہ اس وظیفہ کو روزانہ ۱۰۰ مرتبہ پڑھے۔اول وآخر درود شریف جو یاد ہو پڑھے اور تین سال تک یہ عمل جاری رکھے انشاءاللہ تعالیٰ اس کی شہرت اور عزت میں سربلندی ہوگی۔لوگوں میں برگزیدہ ہو جائے گا اور ہر ملنے والا عزت کی نگاہ سے دیکھے گا جس محفل میں جائے گا لوگوں میں اس کی ہیبت قائم ہو جائے گی۔

۲۔عہدہ ملازمت میں ترقی

اگر کسی ملازم کے عہدہ کی ترقی رکی ہوئی ہو اور کسی وجہ سے افسران بالا رکاوٹ ڈال رہے ہوں تو ملازم کو چاہیے کہ جمعرات کی شام کو بعد نماز مغرب ۶۴۰ مرتبہ پڑھے اور اس کے بعد سجدے میں سر رکھ کر اپنے مقصد کی دعا کریں انشاء اللہ دعا پوری ہوگی اور یہ عمل گیارہ جمعرات تک کیا جائے۔

۳۔مقابلے میں جیت کا عمل

یہ ورد امتحان میں نمایاں کامیابی اور دیگر قسم کے مقابلوں میں کامیابی کیلئے بہت مجرب ہے۔اس لئے مقابلے سے پہلے یَا عَفُوُّ یَا غَفُوْرُ کو کثرت سے پڑھیں اور مقابلے کے وقت بھی دل میں پڑھتے رہیں انشاءاللہ تعالیٰ پڑھنے والا

کامیاب ہوگا۔

۴۔حاکم کی نظر میں عزت پانا

دفاتر اور عدالت میں عموماً لوگ حاکموں کے سخت مزاج کی وجہ سے ان کے سامنے جاتے ہوئے ڈرتے ہیں تو ان کا ڈر یَاعَفُوُّیَاغَفُوْرُ پڑھنے سے ختم ہو جائے گا لہٰذا جب ایسی صورتحال ہو تو تین دن تک روزانہ تین ہزار مرتبہ یہی پڑھیں۔ پھر اس کے بعد جب حاکم کے سامنے جائیں تو یہی ورد پڑھتے جائیں انشاءاللہ تعالیٰ حاکم کے دل میں رحم دلی اور نرمی کا جذبہ پیدا کر دے گا اور وہ عزت سے پیش آئے گا۔

۵۔طبیعت میں تحمل

اگر کسی کا مزاج چڑچڑا ہو اور وہ معمولی معمولی بات پر غصہ میں آجاتا ہو اور برہم ہو جاتا ہو اور اسے اپنی اس حالت وعادت پر اختیار نہ رہتا ہو جس کی وجہ سے اسے بعد میں پشیمانی کا سامنا کرنا پڑتا ہو تو وہ اپنی اس عادت کو دور کرنے کی غرض سے ہر نماز کے بعد ان اسماء مبارکہ کو ۴۶ مرتبہ پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے انشاءاللہ تعالیٰ اس کی طبیعت سے چڑچڑا پن دور ہو جائے گا اور اس میں صبر و برداشت کا مادہ پیدا ہو جائے گا۔

۶۔دلی مراد پوری ہوگی

اگر کوئی خلوص دل کے ساتھ توبہ کرنے کے بعد اس وظیفہ کا بکثرت ورد کرے اور پھر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے تو اللہ تعالیٰ ان اسماء کی برکت سے اس کی ہر جائز مراد کو جلد پورا فرمادے گا۔

۷۔جنگ میں بحفاظت رہنا

جنگ وجہاد میں حصہ لینے والے افراد کیلئے اس وظیفہ کا ورد کرنا انتہائی فائدے کا باعث ہوتا ہے اگر کوئی جنگ کے میدان میں یہ چاہے کہ وہ بہادری کے جوہر دکھاتے ہوئے بے جگری سے لڑے اور اسے دشمن کی طرف سے کوئی نقصان نہ پہنچے تو اسے چاہیے کہ بکثرت اس اسم مبارک کا ورد کرتا رہے۔ اللہ تعالیٰ اسے اپنی حفظ وامان میں رکھے گا اور ہر طرح سے اس کی حفاظت فرمائے گا۔

۸۔مشکل کام میں آسانی

انتہائی مشکل کاموں کو آسان کرنے کیلئے ہر نماز کے بعد اول وآخر تین تین مرتبہ درود پاک پڑھیں درمیان میں ۹۹ مرتبہ اس وظیفہ کو پڑھیں اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے مشکلات کو حل فرمادے گا۔

۹۔مخالفین کو زیر نگیں کرنا

اگر کوئی یہ چاہے کہ اس کے مخالفین اس کے ساتھ نرمی ومہربانی سے پیش آئیں تو وہ بعد نماز عشاء قبلہ رو ہو کر روزانہ بلا ناغہ ۴۶۴ مرتبہ ان اسماء کو پڑھے اول وآخر درود پاک پڑھ لے پھر اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزی سے دعا مانگے ۔انشاء اللہ تعالیٰ مطلوبہ مقصد پورا ہو جائے گا۔زیادہ سے زیادہ سات یوم میں ہی اس اسم مبارک کے خواص کی بدولت ذاکر کے ساتھ لوگوں کا سلوک انتہائی مہربانی والا ہو جائے گا۔

۱۰۔شوہر کی بدمزاجی کی اصلاح

اگر کوئی شوہر اپنی بیوی سے بدمزاجی سے پیش آتا ہو تو بیوی کو چاہئے کہ وہ یہ ورد ۱۰۰ امرتبہ پڑھ کر کھانے کی چیز پر دم کرے اور غصہ والے شخص یا بدمزاج شوہر کو کھلائے تو وہ صحیح ہو جائے گا۔

۱۱۔ہیبت اور رعب پیدا ہونا

اگر کوئی شخص اس وظیفہ کو آدھی رات کے وقت یا دوپہر بارہ بجے ۱۰۰ امرتبہ پڑھے گا تو وہ عام لوگوں کی نظر میں عزت کا مقام حاصل کرے گا۔ مالدار اور دنیا داری سے بے پرواہ ہو جائے گا اور ہر آدمی اس کے مقابلے میں اس کی ہیبت سے ڈرے گا۔

۱۲۔گناہوں کی معافی

اگر کوئی شخص اس وظیفہ کو کثرت سے پڑھے گا تو اگر اس کے پہاڑ کی مانند بھی گناہ ہوں گے تو وہ بھی معاف ہو جائیں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ اس کے ذاکر سے درگزر فرمائے گا اور اسے نیک اعمال کرنے کی توفیق ملے گی جس سے اس کی نیکیاں بڑھ جائیں گی۔

۴۸۔ یَاعَدَلُ یَامُقْسِطُ

اے عدل کرنے والے، اے انصاف کرنے والے

۱۔ مقدمے کا فیصلہ اپنے حق میں کروانا

اگر کسی کو مقدمہ کا سامنا ہو اور فیصلہ قاضی کی عدالت میں ہونا ہو تو حق فیصلہ کے حصول کیلئے ہر نماز کے بعد ۳۱۳ مرتبہ پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے انشاء اللہ تعالیٰ قاضی اس کے ساتھ کسی قسم کی زیادتی نہ کرے گا اور فیصلہ اس کے حق میں ہو جائے گا۔ عدل و انصاف کے حصول کیلئے ان اسماء کو بکثرت پڑھ کر دعا مانگنا بہت مفید ہے۔

۲۔ مخلوق کا فرمانبردار ہونا

اگر کوئی جمعہ کی نماز ادا کرنے کے بعد روٹی کے بیس لقموں پر ان اسماء مبارکہ کو باوضو حالت میں محبت وعقیدت کے ساتھ لکھے اور روٹی کا نوالہ منہ میں ڈالے اور عمل میں باقاعدگی رکھے تو مخلوق خدا اس کی مطیع و فرمانبردار ہو جائے گی۔

۳۔ چشم خلائق میں معزز ہونا

نماز عشاء کے بعد ہر روز باقاعدگی سے ۴۰ مرتبہ ان اسماء کو پڑھنے سے ذاکر چشم خلائق میں معزز و محترم ہو جاتا ہے۔ لوگ اسے قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور اس کی عزت کرتے ہیں۔

۴۔ گناہوں سے بچنے کی توفیق ملنا

اللہ تعالیٰ کے ان اسماء کے ورد کو بکثرت پڑھتے رہنے سے اللہ تعالیٰ گناہوں سے بچنے اور نیکیوں کے کرنے کی توفیق عطا فرماتا ہے اور ذاکر پر اپنا خاص فضل و کرم نازل فرماتا ہے۔

۵۔ دلی مراد کا پورا ہونا

اپنی جائز دلی مراد جلد پوری کرنے کی غرض سے اول و آخر درود پاک پڑھے درمیان میں ۳۱۳ مرتبہ اس وظیفہ کو پڑھے اور پھر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے انشاء اللہ تعالیٰ جو بھی مانگے گا وہی پائے گا اور دلی مراد پوری ہوگی۔

۶۔ ناحق مقدمہ سے بری ہونا

اگر کسی پر ناحق مقدمہ قائم کر دیا گیا ہو تو وہ عدالت میں جانے سے پہلے باوضو حالت میں ایک ہزار مرتبہ ان اسماء کو پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے انشاء اللہ تعالیٰ مقدمے کا فیصلہ اس کی حسب منشاء ہوگا اور اس کی عزت بھی بحال ہو جائے گی۔

۷۔ برے خیالات سے نجات

اس اسم پاک کی برکت سے اللہ تعالیٰ دل کو سکون کی دولت نصیب فرمائے گا۔ اپنے دل سے شیطانی اور گندے خیالات کو دور کرنے کی غرض سے ہر نماز کے بعد ۳۱۳ مرتبہ ان اسماء کو پڑھیں دل میں شیطانی وسواس سے پاک ہو جائے گا اور طبیعت نیک کاموں کی طرف مائل ہو جائے گی۔

۸۔ دشمن سے محفوظ رہنا

جو کوئی یہ چاہتا ہے کہ اس کا دشمن اسے کبھی نقصان نہ پہنچائے اور دشمن کے حملے کے خوف سے اس کا دل امن سے رہے تو وہ ہر روز باوضو حالت میں ۷۰۰ مرتبہ اس وظیفہ کو پڑھے انشاء اللہ تعالیٰ دشمن اپنے کسی بھی حربے میں کامیاب نہ ہوگا اور نقصان نہ پہنچا سکے گا۔

۹۔ مزاج میں نرمی پیدا کرنا

اس کے علاوہ جس کے مزاج میں سخت غصہ ہو کوئی بھی بات برداشت نہ کر سکتا ہو تو وہ ہر روز نماز فجر کے بعد ۲۰۹ مرتبہ ان اسماء کو پڑھے اور رات کو سوتے وقت اس وظیفہ کر ۱۰۴ مرتبہ پڑھ کر بارگاہ الٰہی میں سجدہ ریز ہو کر دعا مانگے انشاء اللہ تعالیٰ اس کی طبیعت میں عاجزی وانکساری پیدا ہو جائے گی اور چڑچڑا پن کی شکایت دور ہو جائے گی۔

۱۰۔ حصول عدل وانصاف

جو مظلوم عدل کا طلب گار ہو اور ظالموں سے عدل نہ ملنے کی امید رکھتا ہو اس وظیفہ کا کثرت سے ورد کرتا ہے اور ہر نماز کے بعد اس کے اعداد کی تعداد کے مطابق یعنی ۱۰۴+۲۰۹ پڑھے تو اللہ تعالیٰ ایسے اسباب پیدا فرما دیتا ہے کہ منصف اس کے معاملے میں عدل وانصاف سے کام لیتا ہے اور اس کے ساتھ معمولی سی بھی زیادتی کرنے کے بارے میں نہیں سوچتا۔

۴۹۔ یَاعَلِیْمُ یَاقَدِیْرُ

اے علم والے، اے قدرت والے

ا۔ قوت حافظہ میں اضافہ

حافظے کی کمزوری کو دور کرنے کیلئے یہ وظیفہ اکسیر کی حیثیت رکھتا ہے جس کسی کی یادداشت کمزور ہو اور مرض نسیان میں مبتلا ہو تو وہ ہر روز صبح نہار منہ ان اسماء کو ۷۰۰ مرتبہ پڑھ کر پانی پر دم کرے اور پی لے ۴۰ دنوں تک بلا ناغہ یہ عمل کرنے سے حافظہ مضبوط ہو جائے گا اور اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے بھول جانے کی عادت ختم ہو جائے گی اور ذہن روشن ہو جائے گا۔

۲۔ سکون قلب کا میسر آنا

رات کو سونے سے پہلے ۳۰۲ مرتبہ ورد کر کے سوئیں تو سکون قلب میسر آتا ہے اور بندہ برے خوابوں سے محفوظ رہتا ہے اس کے بارے میں یہ بھی بیان ہوا ہے کہ ہر نماز کے بعد ۱۰۰ مرتبہ اس کا ورد کرنے والا دلی طمانیت اور سکون پاتا ہے۔

۳۔ حاجت کا پورا ہونا

جو شخص یہ چاہے کہ میری حاجت جلد پوری ہو تو وہ وضو کر کے آبادی کے باہر جنگل میں جائے اور وہاں دو رکعت نفل برائے رفع حاجت پڑھے۔ اس کے بعد قبلہ کی طرف منہ کر کے ایک ہزار مرتبہ اس وظیفہ کو پڑھے انشاءاللہ تعالیٰ اس کی حاجت پوری ہو جائے گی۔

۴۔ جسمانی کمزوری کا علاج

ہر طرح کے امراض میں شافی علاج کیلئے اس وظیفہ کا بکثرت ورد کرنا مفید ہے۔ اس کے اثرات بیماریوں کیلئے انتہائی شفا بخش ہیں اگر کوئی کسی جسمانی عارضہ کے باعث سخت کمزور اور لاغر ہو گیا ہو چلنے پھرنے میں تنگی اور کمزوری محسوس کرتا ہو تو وہ ہر روز نماز فجر کے بعد ۶۴ مرتبہ اس وظیفہ کو پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے انشاءاللہ تعالیٰ اس کے

جسم میں طاقت وتوانائی عود کر آئے گی اور اس کی کمزوری دور ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ اسے ہمت اور طاقت عطا فرمائے گا اور اسے صحت کلی نصیب ہوگی۔

۵۔ کسی کام کے بارے میں آگاہی حاصل کرنا

اگر کوئی چاہے کہ مقدمہ کا انجام معلوم کرے یا لڑائی میں فتح کس کی ہوگی، تجارت میں نفع ہوگا یا نقصان، شرکت مفید ہوگی یا نہیں، سفر اچھا ہوگا وغیرہ یا اسی قسم کے امور جن کے متعلق قبل از وقت معلوم کرنا چاہیں تو بعد نماز عشاء دو رکعت نفل پڑھے اور اس کے بعد مندرجہ بالا اسماء کا کثرت سے ورد کرتا ہوا سو جائے اللہ کی مہربانی سے بذریعہ خواب مقصد سے آگاہی ہو جائے گی اور اس عمل کو تا حصول مقصد جاری رکھے۔

۶۔ بچے کا ذہن کشادہ ہونا

اگر کوئی چاہے کہ اس کے بچے کی ذہانت کشادہ ہو جائے اور وہ آسانی سے تعلیم حاصل کر سکے تو اسے چاہیے کہ مندرجہ بالا اسماء کا ورد بکثرت کرے اور روزانہ پانی دم کر کے بچے کو پلائے اللہ تعالیٰ مہربانی فرمائے گا۔ یا علیم یا قدیر کا بکثرت ذکر کرنا طالب علموں کیلئے انتہائی نافع ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے ذاکر کو دینی و دنیاوی علوم کی دولت سے مالا مال کر دیتا ہے۔

۷۔ صاحب کشف بننا

اس وظیفہ کا بکثرت ذکر کرنے والے کو اللہ تعالیٰ ارادے کی پختگی اور ثابت قدمی عطا فرماتا ہے جو یہ چاہے کہ اللہ تعالیٰ اسے کشف واسرار سے مطلع فرمائے تو وہ رات کو سونے سے پہلے باوضو حالت میں ہر روز ۴۶۴ مرتبہ اس اسم مبارک کو پڑھے اور پھر سو جائے روزانہ اس معمول سے اس کا شمار صاحب کشف میں ہو جائے گا۔

۸۔ پاگل پن کا علاج

جس کسی کو پاگل پن کے دورے پڑتے ہوں تو دوسرا شخص باوضو حالت میں اول تین تین مرتبہ درود پاک پڑھے درمیان میں ۴۶۴ مرتبہ اس وظیفہ کو پڑھ کر پانی پر دم کر کے مریض کو ۴۰ یوم تک پلائے تو اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے مریض کی حالت ٹھیک ہو جائے گی۔

۵۰۔ یَا عَلِیْمُ یَا حَکِیْمُ

اے جاننے والے، اے حکمت والے

۱۔ حکمت کی راہیں کھلنا

اگر کوئی روزانہ یَا عَلِیْمُ یَا حَکِیْمُ ۲۲۸ مرتبہ سوتے وقت پڑھنے لگے تو اس پر حکمت اور دانائی کی راہیں کھل جائیں گی۔ اس کے فہم و فراست میں بے پناہ اضافہ ہوگا۔ اس پر حکمت و دانائی اور علم و دانش کے راستے کشادہ ہو جاتے ہیں۔ ان اسماء کے ذاکر میں تخلیق، تدبیر، فرمانروائی کے اوصاف بدرجہ اتم پیدا ہو جاتے ہیں۔

۲۔ عقل و فہم میں اضافہ

اس کے بارے میں یوں بھی ہے کہ جو کوئی یہ چاہتا ہو کہ اس کی عقل و فہم میں اضافہ ہو جائے تو وہ روز نماز عصر کے بعد ۷۰۰ مرتبہ پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے تو انشاء اللہ تعالیٰ ان اسماء کے ورد کی تاثیر سے اسے دانائی و حکمت کے خزانے عطا ہوں گے۔

۳۔ حصول اسرار و انوار

مندرجہ بالا اسماء انوار و اسرار کی کنجی ہیں جو شخص ان اسماء کو روزانہ سات ہزار مرتبہ پڑھنے کا معمول بنا لے اور عرصہ تین سال تک ان اسماء پر مداومت کرتا رہے گا تو اس پر انوار و اسرار کھلنے لگیں گے۔ امام بونی کا قول ہے کہ اس اسم کے ذاکر پر روحانی حقائق منکشف ہونے لگتے ہیں اور اس پر مواہب الٰہیہ کھول دیئے جاتے ہیں۔

۴۔ مشکل کا حل ہونا

اگر کسی شخص کو کوئی مہم یا مشکل درپیش ہو اور اسے اس کا کوئی خاطر خواہ حل نظر نہ آتا ہو تو اسے چاہیے کہ ان اسماء کو ۱۱۰۰ مرتبہ روزانہ ۲۱ دن تک پڑھے اور ہر روز پڑھائی کے مکمل ہونے پر دو رکعت نفل پڑھے اس کے بعد اللہ کے حضور سجدہ ریز ہو کر اپنی مشکل کے حل کی التجا کرے انشاء اللہ تعالیٰ مشکل حل ہو جائے گی۔

۵۔ میاں بیوی میں سلوک اتفاق

اگر میاں بیوی میں نا اتفاقی ہو اور لڑائی جھگڑا رہتا ہو اور عورت چاہتی ہو کہ میاں سے اتفاق ہو جائے یا مرد چاہتا ہو کہ بیوی سے صلح صفائی ہو جائے تو ان اسماء کو تین ہزار مرتبہ پڑھے اور شیرینی پر دم کر کے دونوں کو کھلائیں یا دونوں میں جس کی زیادتی ہو اسے کھلائیں انشاء اللہ تعالیٰ اتفاق ہو جائے گا اور میاں بیوی میں محبت پیدا ہو جائے گی اس عمل کو گیارہ دن تک جاری رکھیں۔

۶۔ نیک اعمال کی توفیق ملنا

یَاعَلِیْمُ یَاحَکِیْمُ بکثرت پڑھتے رہنے کا معمول بنا لینے سے طبیعت نیکی کے کاموں کی طرف رغبت کرتی ہے اور برائیوں سے نفرت ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ذاکر پر اپنا خصوصی فضل وکرم نازل فرماتا ہے اور اسے نیک کام کرنے کی توفیق عطا فرماتا ہے۔

۷۔ نافرمان اولاد کی اصلاح

اگر کسی کی اولاد سخت نافرمان ہو اور برے کاموں میں گرفتار ہو گئی ہو کسی طرح بھی راہ راست پر نہ آتی ہو تو ان کو سیدھے راستے پر لانے کیلئے باوضو حالت میں ۳۱۲ مرتبہ مندرجہ بالا اسماء پڑھ کر پانی پر دم کریں اور پلا دیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ ۲۱ یوم کے اندر اندر نافرمان اولاد راہ راست پر آ جائے گی۔ اس عمل کے ساتھ چاہیے کہ ہر نماز کے بعد ۲۲۸ مرتبہ ان ہی اسماء کو پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے جس مقصد کیلئے دعا بھی مانگے تو جلد مقصد پورا ہو جائے گا۔

۸۔ قید سے رہائی کا ورد

اگر کوئی شخص ناحق گرفتار ہو گیا ہو یا قید میں بھیج دیا گیا ہو تو ایسے شخص کو چاہیے کہ وہ یَاعَلِیْمُ یَاحَکِیْمُ کا بکثرت ورد کرے یا اس شخص کے لواحقین بھی ان اسماء کا کثرت سے ورد کر کے دعا کریں تو بھی مثبت نتیجہ نکلتا ہے۔ ایک اور عامل کا قول ہے کہ اگر کسی کو ناحق قید میں ڈال دیا گیا ہو تو وہ بھی ہر نماز کے بعد ۱۱۰۰ مرتبہ پڑھ کر خلوص دل سے اللہ تعالیٰ سے ان اسماء کے وسیلہ دعا مانگے تو اس کی جلد باعزت رہائی ہو گی۔

۹۔ شیطانی وسواس پر قابو پانا

اپنے نفس کو قابو کرنے اور دل کو شیطانی وسواس سے پاک کرنے کی غرض سے ہر نماز کے بعد ۷۰۰ مرتبہ یَاعَلِیْمُ

یَـاحَـکِیُـمُ کاورد کرے انشاءاللہ تعالیٰ اس کا نفس مغلوب ہو جائے گا اور طبیعت میں نیک کاموں کی طرف میلان کرے گی کیونکہ نفس انسان کو برے کاموں کی طرف ابھارتا ہے مگران اسماء کو پڑھنے کے باعث قابو میں رہنے لگے گا۔

۱۰۔حصول حاجت ومراد

۲۲۸ مرتبہ روزانہ بطور وظیفہ مسلسل پڑھتا رہے تو اس کی کوئی حاجت رکی نہ رہے گی اور ظاہر و باطن کی تمام پریشانیاں دور ہوں گی۔ایک اور قول کے مطابق اگر کسی کی کوئی جائز مراد پوری نہ ہوتی ہو وہ باوضو ہو کر نہایت خلوص کے ساتھ یَـاعَـلِیُـمُ یَـاحَـکِیُـمُ بکثرت پڑھے انشاءاللہ تعالیٰ دلی مراد بہت جلد پوری ہو جائے گی اور اس پڑھائی کو تاحصول مقصد جاری رکھے۔

۱۱۔قرض سے خلاصی

اگر کوئی قرض کے بوجھ تلے دبا ہوا ہو تو اسے چاہیے کہ ہر نماز کے بعد اس وظیفہ کو ۲۲۸ مرتبہ پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے۔انشاءاللہ تعالیٰ اس کے قرض کی ادائیگی کے اسباب غیب سے پیدا ہوں گے اور اس کا قرض جلد ادا ہو جائے گا۔

۵۱۔یَاغَفُوْرُ یَاوَدُوْدُ

اے بخشنے والے،اے محبت فرمانے والے

۱۔سچی توبہ کی توفیق ملنا

اگر کوئی صدق دل سے توبہ کرنے کی طلب رکھتا ہو تو اسے چاہیے کہ وہ ہر نماز کے بعد اول وآخر تین مرتبہ درود پاک پڑھے۔درمیان میں ۱۰۰ا مرتبہ یَـاغَـفُوْرُ یَاوَدُوْدُ پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے اور توبہ کرے اللہ تعالیٰ بہت جلد دعا قبول فرمائے گا اور بندے کی توبہ کو اپنی بارگاہ میں قبولیت کی سند بخشے گا اور ہر نماز کے بعد کثرت سے پڑھنے کے باعث اللہ تعالیٰ گناہ معاف فرما دیتا ہے۔

۲۔ بیماری سے شفاء

مرض کی شدت کو کم کرنے کیلئے باوضو ہو کر یَـاغَفُوْرُ یَاوَدُوْدُ تین ہزار مرتبہ پڑھ کر پانی پر دم کرے اور صبح نہار منہ پی لے انشاء اللہ تعالیٰ بیماری میں افاقہ ہوگا اور مرض جلد جاتا رہے گا۔ ان اسماء کو پڑھنے کے باعث اللہ تعالیٰ گناہوں اور برے کاموں کی معافی عطا فرماتے ہوئے شفا عطا فرمائے گا۔

۳۔ نیک اور صالح اولاد کا پیدا ہونا

اگر کسی کو نیک اور صالح اولاد کی خواہش ہو تو وہ ہر نماز کے بعد اول و آخر ۳۳ مرتبہ درود پاک پڑھے اور درمیان میں ۷۰۰ مرتبہ یَـاغَفُوْرُ یَاوَدُوْدُ خلوص نیت اور عاجزی کے ساتھ پڑھے انشاء اللہ تعالیٰ جو دعا بھی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مانگے گا قبول ہوگی۔

۴۔ پردہ پوشی

یَـاغَفُوْرُ یَاوَدُوْدُ کے ذاکر کی اللہ تعالیٰ ہر طرح سے پردہ پوشی فرماتا ہے اور اس سے درگزر کرتا ہے اسے نیکی اور بھلائی کے کاموں کی توفیق عطا فرماتا ہے اور اس کی عزت قائم رکھتا ہے۔ اگر مال و دولت کی زیادتی کا خواہش مند ہو گا تو اللہ تعالیٰ غیب سے اسباب پیدا فرمادے گا اور اس کی ہر مشکل آسان فرمادے گا۔

۵۔ پریشانی اور مصیبت سے نجات

یاغفور، یاودود بکثرت پڑھنے والا ہر قسم کے عذاب و مصیبت، ظلم و نقصان سے بچا رہتا ہے۔ کوئی اس کو نقصان پہنچانے کی جرأت نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ اس پر اپنی خاص نظر کرم عنایت فرماتا ہے۔ بڑی سے بڑی پریشانی اس وظیفہ کے ورد کرنے سے جلد ہی دور ہو جاتی ہے۔

۶۔ رشتہ داری میں محبت اور الفت

بعض رشتے اس امر کا تقاضا کرتے ہیں کہ نافرمانی نہ ہو۔ جیسے اولاد میں ماں باپ کی فرمانبرداری، بیوی میں شوہر کی اطاعت اور تابعداری، بہن بھائیوں میں کوئی رشتے کے تقاضے سے آپس کی ہمدردی کا ہونا ضروری ہے۔ اگر ان رشتوں میں آپس کی محبت یا الفت نہ ہو تو ایک رشتہ دوسرے کا جائز حق ادا نہ کر سکے گا۔ لہٰذا رشتہ داری میں الفت اور

محبت قائم رکھنے کیلئے یَاغَفُوْرُ یَاوَدُوْدُ ۳۱۲۵ مرتبہ ۴۰ دن تک پڑھ کر دعا کریں انشاءاللہ حسب ضرورت آپس میں محبت پیدا ہو جائے گی۔ اگر پانی دم کر کے پلا دیں تو زیادہ بہتر ہے۔

۷۔ حصول حب الٰہی

جو شخص اللہ کا محبوب بندہ بننے کا طالب ہو، اسے چاہیے کہ اس وظیفہ کو بہت کثرت سے پڑھے انشاءاللہ اس کے دل سے دنیا کی محبت نکل جائے گی اور اللہ کی محبت پیدا ہو جائے گی۔ سنت اعتکاف میں ان اسماء کا ورد رضائے الٰہی اور اللہ کی محبت حاصل کرنے کیلئے بہت مؤثر ہے۔ لہٰذا جو شخص ان اسماء کو رمضان المبارک میں اعتکاف کے دوران ۴۱ ہزار مرتبہ روزانہ پڑھے گا انشاءاللہ تعالیٰ اس پر مہربان ہوگا اور اس وظیفہ کو روزانہ گیارہ ہزار مرتبہ جاری رکھے اس پر ہر طرح کی نعمتوں کی بارش ہوگی اور عنایت خداوندی سے مالا مال ہوگا۔

۸۔ میاں بیوی میں سلوک اتفاق

اگر میاں بیوی کے مابین ناراضگی پیدا ہوگئی ہو اور گھر میں ہر وقت لڑائی جھگڑا رہتا ہو تو دونوں میں سے کوئی بھی جھگڑے کو ختم کرنے کی کوشش نہ کرتا ہو تو اس مقصد کیلئے یَاغَفُوْرُ یَاوَدُوْدُ باوضو حالت میں ۱۳۰۶ مرتبہ پڑھ کر کسی میٹھی چیز پر دم کر کے دونوں میاں بیوی کو کھلا دیں ان اسماء کو پڑھنے کی برکت و تاثیر سے انشاءاللہ تعالیٰ دونوں کے درمیان کشیدگی ختم ہو جائے گی اور میاں بیوی سلوک و اتفاق سے رہیں گے۔ ناراضگی پیار و محبت کا روپ دھارے گی۔

۹۔ تسخیر خلق

یہ اسماء یعنی یَاغَفُوْرُ یَاوَدُوْدُ تسخیر خلق کیلئے بہت مجرب ہے۔ اگر کوئی شخص دوسروں کو اپنی طرف مائل کرنا چاہے تو اس ورد کو ۱۲۵۰۰ مرتبہ روزانہ ۴۰ دن تک پڑھے اس کے بعد تین دن ناغہ کر کے اس کے بعد پہلے کی طرح ۴۰ دن پڑھائی کرے۔ اس طرح تین چلے پورے کرے۔ بعد میں ان اسماء کو روزانہ ۱۳۰۶ مرتبہ پڑھنے کا معمول بنا لے انشاء اللہ تعالیٰ ہر خاص و عام اس کی طرف مائل ہو جائے گا اور وہ لوگوں کے دلوں پر چھا جائے گا۔ ایسے ہی اگر کسی کو درد کی شکایت پیدا ہو جائے اور بخار کا عارضہ لاحق ہو جائے تو ایسی صورت میں یہ اسماء اپنے شفائی اثرات دکھانے کیلئے اکسیر کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ایک صاف کاغذ پر ۷ مرتبہ یَاغَفُوْرُ یَاوَدُوْدُ لکھیں اور پانی میں گھول کر پی لیں انشاءاللہ تعالیٰ شفا ہو جائے گی۔

۵۲۔ یَاضَارُّیَامُنْتَقِمُ

اے ضرر پہنچانے والے، اے بدلہ لینے والے

ا۔ ثابت قدم رہنا

جو کوئی اللہ تعالیٰ کا ذکر بکثرت کرتے ہوئے بارگاہ الٰہی میں کسی مرتبہ پر پہنچے تو اسے چاہئے کہ وہ ہر جمعہ کی رات کو بعد نماز عشاء ان اسماء کو ۱۶۳۱ مرتبہ پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے تو اللہ تعالیٰ ان اسماء مبارکہ کی برکت سے اسے اس مقام و مرتبہ میں ثابت قدمی عطا فرمائے گا۔

۲۔ آفات و بلیات سے محفوظ رہنا

اس وظیفہ کو ہر نماز کے بعد ۷۰۰ مرتبہ گیارہ یوم تک پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے تو کسی آفت و مصیبت میں مبتلا نہ ہوگا۔ ہر طرح کی سماوی وارضی آفات و بلیات سے محفوظ رہے اور اگر کوئی شخص اس کا دشمن ہو تو وہ بھی اسے نقصان پہنچانے کی جرأت نہ کر سکے۔ اللہ تعالیٰ اسے اپنی حفظ و امان میں رکھے۔

۳۔ دشمن سے بچاؤ کا عمل

جو شخص اپنے دشمن کے باتوں سے سخت پریشان ہو، دشمن ہر وقت نقصان پہنچا تا رہتا ہو جبکہ یہ دشمن کے طاقتور اور ظالم ہونے کے باعث کچھ بھی اس کا نہ بگاڑ سکتا ہو تو اسے چاہیے کہ ہر روز نماز فجر کے بعد ۱۶۳۱ مرتبہ اس وظیفہ کو پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے انشاء اللہ تعالیٰ دشمن نا کام ہوگا اور آئندہ کیلئے نقصان پہنچانے کی جرأت نہ کرے گا اور ذلیل وخوار ہوگا۔

۴۔ حاجت پوری ہونا

اگر کسی کی کوئی جائز حاجت ہو اور وہ کسی طرح پوری نہ ہوتی ہو تو اسے چاہے کہ وہ نماز تہجد کے وقت انتہائی توجہ ویکسوئی کے ساتھ باوضو حالت میں ایک ہذار مرتبہ ان اسماء کو پڑھ کر دعا مانگے تو انشاء اللہ تعالیٰ حاجت پوری ہوگی۔

۵۔عزت وآبرو محفوظ رکھنا

اپنی عزت وآبرو ظالموں کے شر سے محفوظ رکھنے کیلئے ہر نماز کے بعد ۲۰۰ مرتبہ اس وظیفہ کو پڑھیں۔عزت وآبرو محفوظ رہے گی اور اس ورد کے ذاکر کو اللہ تعالیٰ عزت ومنصب عطا فرماتا ہے۔

۶۔اہل وعیال کی عافیت

اپنے مال اور اہل وعیال کی حفاظت کیلئے ہر روز سونے سے پہلے اول وآخر درود پاک پڑھیں اور درمیان میں اس ورد کو ۱۰۰ مرتبہ پڑھ کر گھر کے چاروں کونوں پر دم کریں اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے مال اور اہل وعیال عافیت میں رہیں گے۔

۵۳۔یَاظَاہِرُ یَابَاطِنُ

اے ظاہر،اے پوشیدہ باتوں کے جاننے والے

۱۔ظاہر اور باطن درست ہوجانا

ان اسماء کو بکثرت پڑھنے والا ظاہر وباطن کے اسرار سے مستفید ہوتا ہے۔اللہ تعالیٰ اس کے باطن کی اصلاح فرما دیتا ہے اور مقام کشف سے سرفراز فرماتا ہے۔آنے والے حالات وواقعات اس کی نظروں سے پوشیدہ نہیں رہ سکتے۔وہ ماضی،حال اور مستقبل کے بارے میں ہر بات بتا سکتا ہے۔ظاہری وباطنی اسرار سے آگاہی کیلئے اس اسم مبارک کا ورد کرنا انتہائی نافع ہے۔ہر نماز کے بعد کثرت سے ان اسماء کو پڑھنے سے اللہ تعالیٰ باطنی آنکھیں منور فرما دیتا ہے اور ذکر کرکے دل میں نورانیت پیدا فرما دیتا ہے۔

۲۔عزت واحترام

جو کوئی چاہے کہ لوگ اس کی عزت کریں ہر کوئی اس کے ساتھ مہربانی اور حسن اخلاق سے پیش آئے تو وہ ہر روز نماز فجر کے بعد ۱۱۶۸ مرتبہ ان اسماء کو پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے انشاء اللہ تعالیٰ اس کی عزت ومرتبہ لوگوں کی نگاہوں میں بلند ہوجائے گا۔ہر کوئی اس کے ساتھ عزت واحترام سے پیش آئے گا۔لوگوں کے دلوں میں اس کیلئے

محبت کے جذبات پیدا ہو جائیں گے۔

۳۔ رشتہ داروں کی اصلاح

اگر کسی کے رشتہ داروں کا ظاہر و باطن ایک جیسا نہ ہو یعنی دل میں برائی کی سوچ رکھتے ہوں تو ان کی اصلاح کیلئے اس وظیفہ کو عشاء کی نماز کے بعد روزانہ ۱۰۰ امرتبہ ۲۷ یوم تک پڑھے اور اللہ تعالیٰ سے ان رشتہ داروں کی اصلاح کی دعا کرے اللہ کو منظور ہوا تو ہر رشتہ دار کے دل میں محبت اور حسن سلوک کے جذبات پیدا ہو جائیں گے۔

۴۔ شیطانی خیالات سے بچنا

اگر کوئی یہ چاہے کہ وہ شیطانی تصورات سے بچا رہے اور گندے خیالات اس کے دل پر قبضہ نہ کرنے پائیں تو وہ ہر روز باوضو حالت میں ۱۱۶۸ مرتبہ یَاظَاھِرُ یَابَاطِنُ ورد کرے انشاء اللہ تعالیٰ اس کا نفس قابو میں رہے گا اور دل سے برے خیالات دور ہو جائیں گے اور اللہ تعالیٰ دل کو پاکیزہ خیالات سے منور فرما دے گا۔

۵۔ دشمن کو دشمنی سے باز رکھنا

اگر کوئی دشمن کے ہاتھوں سخت پریشان ہو، دشمن کسی طرح سے نقصان پہنچانے سے باز نہ آتا ہو تو ہر روز نماز فجر کے بعد ۱۰۰ امرتبہ ان اسماء مبارکہ کو پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے تو انشاء اللہ تعالیٰ دشمن زیر ہو گا اور نقصان پہنچانے کی جرأت نہ کرے گا۔

۶۔ قوت بصارت کا قائم رہنا

اگر کسی کی قوت بصارت میں کمی واقع ہوگئی ہو تو وہ ہر روز ۴۰ دن تک اشراق کی نماز پڑھنے کے بعد ۵۰۰ مرتبہ اس وظیفہ کو پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے انشاء اللہ تعالیٰ ان اسماء کی برکت و تاثیر کی بدولت اللہ تعالیٰ بندے کی آنکھوں کی روشنی میں اضافہ فرما دے گا اور نگاہ کبھی کمزور نہ ہوگی۔

۵۴۔ یَا کَبِیْرُ یَا مُتَعَالِیْ

اے سب سے بڑے، اے سب سے بلند و بالا!

۱۔ حصول عزت ووقار

یَا کَبِیْرُ یَا مُتَعَالِیْ کا بکثرت ورد کرنے سے عزت ووقار میں اضافہ ہوتا ہے۔ قدر ومنزلت بڑھتی ہے۔ ہر نماز کے بعد ۸۳ مرتبہ باقاعدگی سے ان اسماء کا ورد کرنے سے زندگی گزارنے کی راہ میں حائل تمام رکاوٹیں اور مشکلات دور ہو جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ دین ودنیا میں بلند مرتبہ سے نوازتا ہے علم وعرفان کی دولت اس کا مقدر بن جاتی ہے اور اس کے جملہ امور میں باقاعدگی پیدا ہو جاتی ہے اور کوئی بھی مشکل اس کی راہ میں باعث رکاوٹ نہیں ہوتی۔

۲۔ مخالف کے شر سے اللہ کی پناہ میں رہنا

اگر کسی کو اس کا دشمن تنگ کرے اور کسی بھی طرح نقصان پہنچانے سے باز نہ آتا ہو تو ہر نماز کے بعد اول وآخر سات سات مرتبہ درود پاک پڑھے اور درمیان میں ۱۰۰۴ مرتبہ یَا کَبِیْرُ یَا مُتَعَالِیْ پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دشمن کسی بھی طرح نقصان نہ پہنچا سکے گا یہ کہ لڑائی کے وقت اسے دشمن پر غلبہ حاصل رہے گا اور فتح ونصرت اس کے قدم چومے گی۔

۳۔ حاکم مہربان ہونا

اگر کسی کو کسی ایسے حاکم سے کوئی کام ہو اور وہ حاکم ظالم ہو اور اچھے طریقے سے پیش نہ آتا ہو تو باوضو حالت میں ۸۳۰ مرتبہ یَا کَبِیْرُ یَا مُتَعَالِیْ پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے اور پھر حاکم کے سامنے جائے انشاء اللہ تعالیٰ حاکم اس کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئے گا اور جو بھی جائز کام ہوگا وہ ان اسماء کی برکت کے طفیل ہو جائے گا۔

۴۔ ہر مشکل کا آسان ہونا

اگر کوئی کسی ایسی مشکل میں گرفتار ہو گیا ہو کہ جس سے چھٹکارا پانا ناممکن دکھائی دیتا ہو تو ایسی صورت میں ہر نماز کے بعد ۸۳ مرتبہ پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے تو بفضل باری تعالیٰ ہر طرح کی مشکل آسان ہو جائے گی۔

۵۔ حیض کی تکالیف کا ازالہ

اگر کوئی عورت اپنے حیض کے زمانہ میں باوضو ہو کر سات ہزار مرتبہ یَا کَبِیْرُ یَا مُتَعَالِی روزانہ پڑھے تو اسے حیض کی تکلیف سے نجات مل جائے گی اور اس کا بچہ ام الصبیان جیسی بچوں کی بیماری میں کبھی بھی مبتلا نہ ہو گا۔ وہ عورت خود بھی ہر طرح کے مصائب سے محفوظ رہے گی۔

۶۔ ہر جائز دعا کا قبول ہونا

نماز عشاء کے بعد باوضو حالت میں کثرت سے پڑھنے سے ذاکر مستجاب الدعوات ہو جاتا ہے وہ اللہ تعالیٰ سے جو بھی جائز دعا مانگے وہ قبول ہوتی ہے اللہ تعالیٰ اسے اپنے بارگاہ سے کبھی مایوس نہیں لوٹاتا۔

۵۵۔ یَاقَوِیُّ یَامَتِیْنُ

اے قوت والے اے مضبوط

۱۔ ملازمت میں ترقی

اگر کوئی شخص ملازمت میں ترقی کا خواہاں ہو تو وہ ہر نماز کے بعد بکثرت ان اسماء مبارکہ کو پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے انشاء اللہ تعالیٰ اسے مطلوبہ مقصد میں کامیابی ہوگی اور اس کی ملازمت میں ترقی ہو جائے گی۔

۲۔ جسمانی کمزوری کا دور ہونا

اگر کوئی شخص کسی بیماری کی وجہ سے جسمانی طور پر سخت کمزور ہو گیا ہو تو وہ کثرت سے اس اسم پاک کا ورد کرتا رہے اللہ تعالیٰ اس اسم پاک کی برکت کے طفیل کمزوری دور کر کے مضبوطی و توانائی عطا فرمائے گا۔

۳۔ دودھ میں کمی کا تدارک

اگر کسی زچہ کے دودھ میں کمی واقع ہو گئی ہو تو ایک کپ پانی یا دودھ پر باوضو حالت میں گیارہ مرتبہ یَاقَوِیُّ یَامَتِیْنُ پڑھ کر دم کرے اور زچہ پی لے چند یوم تک بلا ناغہ یہ عمل کرے انشاء اللہ تعالیٰ دودھ میں اضافہ ہو جائے گا

۔ایک اور قول کے مطابق اگر ماں کا دودھ کم ہو گیا ہو تو یہ اسم کاغذ پر لکھ کر پانی میں گھول کر خود پیئے اور کچھ چھاتیوں پر لگایا جائے تو انشاءاللہ تعالیٰ دودھ میں زیادتی ہو گی۔

۴۔ دشمن سے بچاؤ

اس ورد کو بکثرت پڑھتے رہنے سے ہزاروں دشمن بھی نقصان نہیں پہنچا سکتے اور ذاکر دشمن پر ہر معاملے میں حاوی رہتا ہے ایسے ہی یہ اسماء دشمن پر غلبے کیلئے قوی الاثر ہیں لہٰذا جو شخص دشمن پر غلبہ حاصل کرنے اور دشمن کے شر سے محفوظ ہونے کیلئے نماز فجر کے بعد روزانہ ۶۱۶ مرتبہ پڑھے گا اس کے دشمن کے دل پر ہیبت طاری ہو جائے گی اور وہ کسی قسم کا بھی نقصان نہ پہنچا سکے گا۔

۵۔ اصلاح بری عادات

اور اگر کسی کی اولاد فسق و فجور میں مبتلا ہو جائے تو ۶۱۶ مرتبہ ۴۰ یوم تک روزانہ پڑھ کر اس پر دم کریں اور بچوں سے بھی اس کا ورد کروایا جائے تو بہتر ہو گا۔ اللہ تعالیٰ کے ان اسماء کی برکت سے اولاد سے بری عادات ختم ہو جائیں گی اور ان کا دل اللہ کی عبادت کی طرف مائل ہو جائے گا۔

۶۔ باطنی قوت کا حصول

جو شخص اسے باطنی قوت حاصل کرنے کی غرض سے ۲۱۰۰ مرتبہ پڑھنے کا معمول بنا لے تو اس کی باطنی قوت میں بے پناہ اضافہ ہو گا اور اس کا باطن روشن ہو جائے گا اور اس کے ارادے قوی ہو جائیں گے وہ جس کام کو کرے گا قوی سوچ کے تحت کرے گا۔

۷۔ اطاعت الٰہی

جو کوئی یہ چاہے کہ وہ احکام شریعت پر یکسوئی کے ساتھ عمل کرتا رہے اور شیطانی تصورات اس پر مسلط نہ ہوں تو وہ کثرت سے اس وظیفہ کا ذکر کرے انشاءاللہ تعالیٰ زندگی اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری میں بسر ہو گی۔

۸۔ کمزوری اور خوف کا دور ہونا

جس کسی کا دل کمزور ہو حوصلہ پست ہو لوگ اسے بزدل تصور کرتے ہوں اسے چاہیے کہ وہ نماز عصر کے بعد

۱۲۱ مرتبہ ان اسمائے مبارکہ کا ورد کرے انشاء اللہ تعالیٰ اس کا دل قوی ہو جائے گا، کمزوری اور خوف اس کے دل سے جاتا رہے گا اور وہ اپنے آپ میں دلیری محسوس کرے گا۔

۹۔ پختگی ایمان

یَاقَوِیُّ یَامَتِیْنُ کے ذاکر کو اللہ تعالیٰ ایمان کی پختگی اور طاقت عطا فرماتا ہے۔ شیطان کا کوئی بھی داؤ اس پر کارگر نہیں ہوتا۔ ان اسماء کے ورد کرنے کا اثر فوراً ظاہر ہوتا ہے۔

۵۶۔ یَاقَادِرُ یَامُقْتَدِرُ

اے قدرت والے، اے اقتدار والے

ا۔ مشکل میں آسانی

جو کوئی کسی ایسی مشکل میں پھنس گیا ہو کہ سخت پریشان ہو ایسی صورت میں ہر نماز کے بعد ۵۰۰ مرتبہ یَاقَادِرُ یَامُقْتَدِرُ پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے تو انشاء اللہ تعالیٰ اسکی مشکل آسان ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ اپنا خاص فضل و کرم نازل فرمائے گا۔

۲۔ دشمن کو تابع کرنا

جو کوئی یہ چاہے کہ دشمن دوست بن جائے اس کے دل سے دشمنی جاتی رہے تو وہ ہر نماز عصر کے بعد ۱۰۴۹ مرتبہ پڑھے اور ان اسماء کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے انشاء اللہ تعالیٰ دشمن کے دل میں اس کیلئے رحم و دوستی کا جذبہ پیدا ہوگا اور وہ دشمنی چھوڑ کر دوستی کی طرف مائل ہوگا اور کسی قسم کا نقصان نہ پہنچائے گا۔

۳۔ بے گناہ ثابت ہونا

اگر کسی پر جھوٹا الزام لگا دیا گیا ہو اور اس کے پاس اپنی بے گناہی ثابت کرنے کیلئے کوئی ثبوت نہ ہو تو وہ ہر نماز کے بعد بکثرت یَاقَادِرُ یَامُقْتَدِرُ پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے انشاء اللہ تعالیٰ اس کی بے گناہی ثابت ہو جائے گی اور مخالفین شرمندہ ہوں گے

۴۔ وردحل مشکلات

کسی بھی کام کی مشکل و مصیبت میں بکثرت اس ورد کو پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے تو ان اسماء کی برکت و تاثیر کی بدولت مشکل حل ہو جائے گی اور مصیبت دور ہو جائے گی۔

۵۔ چستی اور توانائی کا پیدا ہونا

اگر کوئی شخص اپنے آپ میں کاہلی اور سستی محسوس کرتا تو وہ ہر روز ۱۰۴۹ مرتبہ نماز فجر کے بعد ان اسماء کو پڑھے اور بارگاہ الٰہی میں دعا مانگے بفضل باری تعالیٰ جسم میں چستی و توانائی بھرپور پیدا ہو جائے گی۔

۶۔ صحت وحصول قوت

اگر کوئی بیماری کی شدت کی وجہ سے کمزور ہو گیا ہو اور نقاہت محسوس کرتا ہو تو باوضو حالت میں ہر روز کثرت سے ان اسماء کو پڑھے تو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مریض میں صحت و قوت پیدا ہو گی۔نقاہت و کمزوری دور ہو جائے گی اور رفتہ رفتہ مرض کا زور ٹوٹ جائے گا۔اللہ تعالیٰ صحت کاملہ عطا فرمائے گا۔

۷۔ وردحصول تقویت دل

اگر کسی کا دل کمزور ہو اور وہ معمولی سی بات پر دہل جاتا ہو تو وہ ہر روز دو رکعت نفل نماز پڑھنے کے بعد کثرت سے یَاقَادِرُ یَامُقْتَدِرُ پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کے دل کو تقویت بخشے گا اور وہ اپنے آپ میں مضبوطی محسوس کرے گا۔

۵۷۔ یَاقَرِیْبُ یَامُجِیْبُ

اے قریب، اے قبول کرنے والے

۱۔ نیکی کی طرف راغب ہونا

جو کوئی یہ چاہے کہ اس کی توبہ اللہ تعالیٰ قبول کرے اور اسے برائیوں سے نفرت ہو جائے تو اس کا دل نیکی کے کاموں کی طرف رغبت کرے تو وہ کثرت سے ان اسماء کو پڑھا کرے۔تھوڑے عرصہ میں اس کا دل نیکی کی طرف

راغب ہو جائیگا۔

۲۔ دلی مراد کا پورا ہونا

ہر نماز کے بعد بکثرت پڑھنے سے جو بھی جائز مراد اللہ تعالیٰ سے مانگے انشاء اللہ تعالیٰ پوری کرے گا اور وہ مستجاب الدعوات ہو جائے۔

۳۔ خیر و عافیت سے رہنا

اگر کسی کو گھر سے جاتے وقت ہر روز یہ خیال پریشان کرتا رہتا ہو کہ وہ گھر سے نکلے گا تو راستے میں اسے کسی قسم کا نقصان پہنچے گا تو وہ گھر سے نکلنے سے قبل یَا قَرِیْبُ یَا مُجِیْبُ ۵۵۵ مرتبہ پڑھ کر اپنے اوپر دم کرے انشاء اللہ تعالیٰ اسے کوئی نقصان نہیں پہنچے گا اور اس کی گھر میں واپسی بخیر و عافیت ہوگی۔

۴۔ شیطانی خیالات سے چھٹکارا

اگر کسی کو ہر وقت شیطانی خیالات گھیرے رکھیں اور اس کا دل ہر وقت برے اور گندے خیالات میں ڈوبا رہتا ہو اور وہ ان غلط قسم کے تصورات سے چھٹکارا حاصل کرنا چاہتا ہو تو اسے چاہیے کہ وہ ہر روز نماز عشاء کے بعد اول و آخر تین مرتبہ درود پاک پڑھے اور درمیان میں ۱۲۱ مرتبہ ان اسماء مبارکہ کا انتہائی یکسوئی اور خلوص نیت کے ساتھ ذکر کرے انشاء اللہ تعالیٰ چند دنوں کے عمل سے ہی اسے اپنے نفس پر غلبہ حاصل ہو جائے گا اللہ تعالیٰ اسے اپنی حفاظت میں لے لے گا اور اس میں شیطان سے مقابلے کی ہمت و جرأت اور ثابت قدمی پیدا ہو جائے گی۔

۵۔ مال و اسباب کی حفاظت

اگر کسی کو اپنی دکان، مال اور سامان وغیرہ کی حفاظت کرنا مقصود ہو اور اسے چوروں، ڈاکوؤں وغیرہ کا خطرہ ہو تو وہ ۷۰۰ مرتبہ ان اسماء کو باوضو حالت میں پڑھے اور دم کرے پھر ساتھ ہی اپنی انگشت شہادت اپنی دکان و مکان وغیرہ کا حصار کرے اور اللہ تعالیٰ کے سپرد کرنے کا تصور کرے انشاء اللہ تعالیٰ مال و اسباب محفوظ رہے گا۔

۶۔ برے خیالات سے چھٹکارا

اگر کسی کا ذہن برے خیالات کی طرف مائل رہتا ہو اور وہ ان گندے تصورات سے چھٹکارا حاصل کرنا چاہتا ہو تو

ہر نماز کے بعد کامل یکسوئی کے ساتھ ۹۴۱ مرتبہ پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے انشاء اللہ تعالیٰ اس وظیفہ کی برکت سے اس کے ذہن میں پاکیزہ خیالات جنم لیں گے کیونکہ خواہشات نفسانی سے چھٹکارا حاصل کرنے کیلئے اسے پڑھنے سے خیالات پاکیزہ ہو جاتے ہیں۔

۷۔ مال و دولت میں فراوانی

یَاقَرِیْبُ یَامُجِیْبُ بکثرت پڑھنے والے کو اللہ تعالیٰ علم کی دولت سے سرفراز فرماتا ہے۔ اس ورد کے ذاکر سے مخلوق خدا لطف وشفقت سے پیش آتی ہے اس کے کاموں میں کسی قسم کی رکاوٹ پیدا نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ اسے لطف وعطا کا مظہر بنا دیتا ہے۔ فقر و فاقہ اور غم وغیرہ دور کرنے کیلئے باوضو حالت میں ہر وقت ان اسماء کا ذکر کرنا ہر طرح کی پریشانی اور غم سے نجات دیتا ہے۔

۸۔ کسی کو اپنے حق میں راضی کرنا

اگر کسی کو اپنے حق میں راضی کرنا مقصود ہو تو اس کی خاص توجہ حاصل کرنے کی غرض سے بعد نماز عشاء اول و آخر گیارہ گیارہ مرتبہ درود پاک پڑھے اور درمیان میں ۱۰۰ امرتبہ اس وظیفہ کو پڑھے انشاء اللہ تعالیٰ مطلوبہ مقصد تھوڑے ہی دنوں میں پورا ہو جائے گا یہ علم انتہائی مجرب اور آزمودہ ہے۔

۹۔ جلد شادی ہونے کا ورد

اگر کسی کی شادی نہ ہوتی ہو یا کوئی اچھا رشتہ نہ آتا ہو تو اس مقصد کیلئے جس کی شادی ہونا مقصود ہو وہ پاک صاف حالت میں صاف ستھرے کپڑے پہن کر نماز عشاء کے بعد دو رکعت نفل نماز ادا کرے پھر قبلہ رو بیٹھ کر انتہائی توجہ ویکسوئی کے ساتھ ۹۴۱ مرتبہ یَاقَرِیْبُ یَامُجِیْبُ پڑھے اول و آخر تین تین مرتبہ درود پاک پڑھے پھر اللہ تعالیٰ سے اپنے مقصد کے حصول کے لئے دعا مانگے انشاء اللہ تعالیٰ بہت جلد اس کی مراد پوری ہو گی اور کوئی اچھا سا رشتہ طے ہو جائیگا اور جلد ہی اس کی شادی بھی ہو جائے گی۔

۱۰۔ اسرار و رموز سے آگاہی

اس ورد کا پڑھنے والا ہر پوشیدہ اسرار سے واقف ہو جاتا ہے۔ یہ اسم ءکلیتہً استخارہ ہیں۔ ان سے استخارہ کرنا مطلوبہ مقصد کو جلد پورا کرتا ہے۔ استخارہ کا عمل درج ذیل ہے۔ ہر شخص پاک صاف حالت میں رہ کر اس سے استفادہ

حاصل کرسکتا ہے۔اول دو رکعت نفل نماز استخارہ کی نیت سے پڑھیں۔ ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد تین مرتبہ قل شریف پڑھیں۔نماز سے فارغ ہونے کے بعد گیارہ مرتبہ درود پاک پڑھیں پھر ۱۱۰۰ مرتبہ ان اسماء کو پڑھیں۔اس کے بعد گیارہ مرتبہ پھر درود پاک پڑھیں اور اس طرح سونے کیلئے لیٹیں کہ چہرہ قبلہ کی طرف ہو سر کے نیچے دایاں ہاتھ ہو اور جو بات معلوم کرنا ہو یَاقَرِیْبُ یَامُجِیْبُ پڑھتے ہوئے سو جائیں۔ چند یوم کے مسلسل عمل سے ہی اللہ کے فضل وکرم سے بات کی خبر مل جائے گی۔ یہ عمل بعد نماز عشاء کرنا انتہائی فائدہ مند ہوتا ہے۔

۵۹۔یَامُبْدِیُٔ یَامُعِیْدُ

اے پہلے پیدا کرنے والے، اے دوبارہ پیدا کرنے والے

ا۔حصول علوم باطنی

اگر کوئی یہ چاہے کہ اللہ تعالیٰ اسے تمام علوم کی دولت سے نوازے اور تا حیات علم کی روشنی سے اس کا سینہ منور رہے تو وہ نماز عشاء کے بعد قبلہ رو ہو کر انتہائی یکسوئی کے ساتھ یَامُبْدِیُٔ یَامُعِیْدُ ۱۸۰ مرتبہ روزانہ پڑھے انشاء اللہ تعالیٰ تھوڑے ہی دنوں میں مطلوبہ مقصد میں کامیابی ہونا شروع ہو جائے گی۔

۲۔لاپتہ شخص کو واپس لانا

اگر کسی کا کوئی عزیز لاپتہ ہو گیا ہو یا بچہ گم ہو گیا ہو تو وہ باوضو ہو کر اپنے گھر کے چاروں کونوں میں ۱۸۰ مرتبہ ان اسماء کو پڑھ کر دم کرے اور پھر اللہ تعالیٰ سے اس طرح دعا مانگے کہ یا مبدیء، یا معید فلاں اپنے گھر سلامتی سے واپس آجائے انشاء اللہ تعالیٰ سات دن کے اندر اندر لاپتہ واپس آجائے گا۔

۳۔بری عادات سے چھٹکارا

اگر کوئی یہ چاہے کہ اسے بری عادات سے چھٹکارا مل جائے اس کی بدمزاجی اور غصے کی عادت ختم ہو جائے تو وہ ہر روز باوضو حالت میں یا مبدیء، یا معید ۱۸۰۰ مرتبہ پڑھا کرے انشاء اللہ تعالیٰ اس کی عادات سنور جائیں گی۔ برے کاموں سے نفرت ہو جائے گی۔اخلاق میں شائستہ پن آجائے گا چند دنوں کے مسلسل عمل سے ہی وہ اپنے اندر مثبت تبدیلی محسوس کرے گا۔

۴۔ کام کا حسب منشاء ہونا

اگر ہر اچھے کام کا آغاز کرنے سے قبل یَامُبْدِیُٔ یَامُعِیْدُ بکثرت پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی جائے تو ان اسماء کی برکت سے کام حسب منشاء ہو جائے گا۔

۵۔ حفاظت حمل کا مجرب ورد

اگر کسی کی بیوی کا حمل ساقط ہو جاتا ہو اور کسی بھی علاج سے برقرار نہ رہتا ہو تو چاہیے کہ جب حمل ٹھہر جائے تو خاوند باوضو حالت میں ۱۸۰ مرتبہ یَامُبْدِیُٔ یَامُعِیْدُ پڑھ کر انگشت شہادت سے دائرہ کھینچنے کی طرح سے حاملہ کے پیٹ کے گرد انگلی پھیرے پھر سات یوم تک بلا ناغہ یہ عمل کرے انشاء اللہ تعالیٰ حمل قائم رہے گا اور اللہ تعالیٰ نیک اور صالح اولاد سے نوازے گا۔

۶۰۔ یَامَاجِدُ یَامَجِیْدُ

اے عظمت والے، اے بزرگی والے

۱۔ حصول انوار وتجلیات

جو شخص یہ چاہے کہ اس پر اللہ تعالیٰ کی انوار وتجلیات کا نزول ہو تو وہ ہر روز نماز عشاء کے بعد تنہائی میں بیٹھ کر توجہ و یکسوئی کے ساتھ ۱۰۰ا مرتبہ یَامَاجِدُ یَامَجِیْدُ پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے تو اللہ تعالیٰ اس کا سینہ انوار وتجلیات سے منور فرما دے گا۔ اگر دس ہزار مرتبہ روزانہ ان اسماء کو پڑھنے کا معمول بنا لیا جائے تو پڑھنے والے کو نور عرفان حاصل ہونا شروع ہو جائے گا۔ ان اسماء کو کثرت سے پڑھنے والا متقی اور پرہیز گار بن جاتا ہے۔

۲۔ ہمیشہ اقتدار قائم رہنا

اگر کوئی یہ چاہے کہ اسے بلند مرتبہ حاصل ہو تو وہ ہر نماز کے بعد ۱۰۵ مرتبہ ان اسماء کو پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے انشاء اللہ تعالیٰ اسے عزت و مرتبہ عطا ہوگا۔ ہر کوئی اسے اہمیت دے گا اور عزت و وقار سے پیش آئے گا۔ اگر کوئی

صاحب اقتدار اس کا وظیفہ کرتا ہے تو اس کا اقتدار ہمیشہ قائم رہے گا۔

۳۔ حصول عزت واکرام

جو کوئی یہ چاہتا ہو کہ لوگ اس کی عزت کریں اس کے ساتھ مہربانی واخلاق سے پیش آئیں تو وہ ہر نماز کے بعد ۷۰۰ مرتبہ یَامَاجِدُ یَامَجِیْدُ پڑھ کر دعا مانگے بفضل خدا تعالیٰ ہر کوئی اس کی عزت کرے گا اور دوستی پیدا کرنے کی کوشش کرے گا۔ اس کے علاوہ ہر روز نماز فجر کے بعد ۱۰۵۰ مرتبہ پڑھنے سے طبیعت میں عاجزی وانکساری پیدا ہوتی ہے۔

۴۔ حصول روزگار کا سبب بننا

اگر کسی کو جبری طور پر ریٹائرڈ کر دیا گیا ہو اور اس کا کوئی بھی ذریعہ معاش نہ ہو۔ سخت پریشانی میں مبتلا ہو تو اُسے چاہیے کہ وہ ہر روز نماز فجر کے بعد بکثرت ان اسماء کو پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے۔ انشاء اللہ تعالیٰ بہت جلد اس کی روزی کے بہتر اسباب پیدا ہو جائیں گے۔

۵۔ مرض جذام سے خلاصی

اگر کسی شخص کو جذام (کوڑھ) ہو جائے تو وہ ایام بیض یعنی چاند کی ۱۳، ۱۴ اور ۱۵ کو روزے رکھے اور افطار کے بعد مسلسل یاماجد، یامجید نماز عشاء تک پڑھتا رہے انشاء اللہ تعالیٰ بہت جلد اس کا اثر دیکھ لے گا۔

۶۔ ذلت اور رسوائی سے محفوظ رہنا

اگر کسی شخص کو دشمن کی چالوں، حاسدوں کی شرارتوں یا کسی اور وجہ سے ذلت اور رسوائی کا اندیشہ ہو تو وہ یاماجد، یامجید کا ورد کثرت سے کرے تو ان اسماء کے ورد کی برکت سے اللہ تعالیٰ ایسا ذریعہ پیدا کر دے گا کہ وہ ذلت اور رسوائی سے محفوظ رہے گا۔

۷۔ بیماری میں افاقہ

اگر کوئی شخص بیمار ہو اور کسی علاج سے اس کی بیماری دور نہ ہوتی ہو تو یاماجد، یامجید شربت یا دوا پر ۱۱۰ مرتبہ پڑھ کر اسے پلایا جائے اور یہ عمل مسلسل سات روز تک کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اسے بیماری سے کلی صحت ہوگی

۸۔روشن ضمیری کا حصول

منقول ہے کہ جو شخص یا ماجد، یا مجید رات کے اندھیرے میں بیٹھ کر روزانہ ۷ ہزار مرتبہ ۴۰ روز تک پڑھے گا اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اسے صاحب باطن، روشن ضمیر اور روشن دل بنائے گا لیکن اس عمل میں کامیابی کیلئے رزق حلال اور صدق مقال ضروری ہے۔

۹۔دل کا تونگر اور غنی ہونا

جو شخص یہ چاہتا ہو کہ وہ قلبی لحاظ سے تونگر اور غنی ہو جائے تو اسے چاہیے کہ وہ ۳۱۳ مرتبہ روزانہ ان اسما کو پڑھنے کا معمول بنالے انشاء اللہ تعالیٰ ان اسماء کی پڑھائی کے باعث اللہ تعالیٰ اس کے دل میں تونگری پیدا فرمادے گا۔

۶۱۔یَامُنْعِمُ یَاوَاسِعُ

اے نعمت عطا کرنے والے، اے وسیع کرنے والے

۱۔تنگیِ رزق کا ازالہ

اگر کوئی رزق کی تنگی کا شکار ہو، ذریعہ آمدنی انتہائی محدود ہو تو وہ ہر روز نماز چاشت پڑھنے کے بعد یَامُنْعِمُ یَاوَاسِعُ کو ۳۳۷۰ مرتبہ پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے تو انشاء اللہ تعالیٰ اس کے رزق میں کشادگی پیدا ہو گی اور اللہ تعالیٰ اس سے رزق کی تنگی کی شکایت دور فرمادے گا اور وہ خوشحال ہو جائے گا۔

۲۔کاروبار میں ترقی

کاروبار میں خیر و برکت کیلئے اور رزق میں کشادگی کی غرض سے ہر نماز کے بعد یَامُنْعِمُ یَاوَاسِعُ ۳۳۷ مرتبہ پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے انشاء اللہ تعالیٰ غیب سے روزی کے اسباب پیدا ہوں گے اور کاروبار میں ترقی شروع ہو جائیگی۔اللہ تعالیٰ اس ورد کی برکت سے بے شمار نعمتوں سے نوازے گا اور معاشی پریشانیوں کا خاتمہ فرمادے گا ۔غرضیکہ ان اسماء کا ورد حصول دولت تجارت میں نفع بخش ہے۔

۳۔ معاشی مشکلات میں آسانی

ہر نماز کے بعد ۲۲۵۹ مرتبہ پڑھنے سے غربت و افلاس کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ اس پر رزق کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ تمام معاشی مشکلات آسان ہو جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں سے کسی کا محتاج نہیں کرتا اور اس کی تمام جائز حاجات کو پورا فرما دیتا ہے اور اس کے معاشی معاملات میں ہر وقت اللہ تعالیٰ کی رحمت اور مدد شامل حال رہے گی

۴۔ فضل و کرم کا حصول

اگر کوئی یہ چاہے کہ اس پر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کے دروازے کھل جائیں تو اسے چاہیے کہ وہ روزانہ نماز فجر کے بعد ۷۰۰ مرتبہ پڑھے۔ اول و آخر تین تین مرتبہ درود پاک پڑھے۔ اس کے بعد جو بھی دعا اللہ تعالیٰ سے مانگے بفضل باری تعالیٰ پوری ہوگی۔ اللہ تعالیٰ اپنا خصوصی فضل و کرم نازل فرمائے گا کیونکہ یَامُنْعِمُ یَاوَاسِعُ پڑھنے والے کے حال پر اللہ تعالیٰ مہربانی کے دروازے کھول دیتا ہے ان اسماء کے پڑھنے والے کو اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت کی دولت سے مالا مال کر دیتا ہے۔

۵۔ حفظ قرآن میں آسانی

جس بچے کو قرآن مجید یاد نہ ہوتا ہو یا حفظ قرآن میں دشواری ہوتی ہو، اسے ہر مہینے میں تین دن تک یَامُنْعِمُ یَاوَاسِعُ ۱۰۰ مرتبہ پڑھ کر پانی پر دم کر کے پلایا جائے انشاء اللہ تعالیٰ ہر دشواری دور ہو جائے گی اور بچہ جلد قرآن مجید حفظ کر لے گا۔

۶۔ پھلوں کی حفاظت

جس شخص کو آندھی یا کسی اور وجہ سے اپنے باغ کے پھل گر جانے کا اندیشہ ہو وہ یَامُنْعِمُ یَاوَاسِعُ روزانہ فجر کی نماز کے بعد سات ہزار مرتبہ پڑھے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و مہربانی سے اس کے باغ کا پھل گرنے یا کسی اور طرح ضائع ہونے سے محفوظ رہے گا۔ اس عمل کو گیارہ دن تک جاری رکھے۔

۷۔ اللہ تعالیٰ فرزند عطا فرمائے

جس عورت کے ہاں اولاد نہ ہوتی ہو، اسے سات دن تک برابر یَامُنْعِمُ یَاوَاسِعُ سیب کے سات قتلوں پر لکھ کر

کھلایا جائے اور اللہ کے حضور التجا کی جائے تو اللہ کی مہربانی سے حمل قرار پائے گا اور اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے اسے فرزند عطا فرمائے گا۔

۸۔ حفاظت اناج

اگر جس شخص کو کسی بھی وجہ سے اپنے کھیت میں غلہ اور اناج کے خراب ہونے کا اندیشہ ہو، وہ مندرجہ بالا اسماء کو روزانہ فجر کی نماز کے بعد تین ہزار مرتبہ پڑھے اللہ کی مہربانی سے اس کے کھیت کا غلہ اور اناج کسی بھی وجہ سے خراب یا ضائع ہو جانے سے محفوظ رہے گا۔

۶۲۔ یَامُحْصِیُ یَاقُدُّوْسُ

اے علم کے ذریعے احاطہ کرنے والے، اے منزہ و پاک

ا۔ بحالی قوت یاداشت

اگر کوئی مرض نسیان میں مبتلا ہو، کوئی بھی بات زیادہ دیر تک یاد نہ رہتی ہو، یاداشت کمزور ہوگئی ہو تو ہر نماز کے بعد بکثرت یَامُحْصِیُ یَاقُدُّوْسُ پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے بفضل باری تعالیٰ حافظہ مضبوط ہو جائے گا اور یاداشت بہت تیز ہو جائے گی۔

۲۔ اللہ کی حفظ وامان میں رہنا

جسے ظالموں اور دشمنوں کے شر سے نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو تو وہ ہر روز نماز عصر کے بعد باوضو حالت میں انتہائی توجہ و یکسوئی کے ساتھ ۳۳۱۸ مرتبہ یَامُحْصِیُ یَاقُدُّوْسُ پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے تو دشمن کے شر سے محفوظ رہے گا اور اللہ تعالیٰ اپنی حفظ وامان میں رکھے گا۔

۳۔ دشمن کے شر سے محفوظ رہنا

اگر کسی کا دشمن بہت ظالم ہو اور نقصان پہنچانے کا بھی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیتا ہو تو ایسی صورت میں ہر نماز کے بعد بکثرت یَامُحْصِیُ یَاقُدُّوْسُ پڑھنے سے دشمن کے شر سے حفاظت رہتی ہے اس سے خود اعتمادی میں اضافہ

ہوجاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس پر بھروسہ بڑھ جاتا ہے۔

۴۔ سفر میں بخیر و عافیت رہنا

جس مسافر کو سفر کی حالت میں جان و مال کا اندیشہ ہو یا سفر کی صعوبت کے باعث پریشانی ہو تو وہ بکثرت یَامُحْصِیُ یَاقُدُّوْسُ جتنی کثرت سے پڑھ سکتا ہو پڑھے انشاء اللہ تعالیٰ خطرہ دور ہو جائے گا۔ سفر بخیریت طے ہوگا اور وہ امن وامان سے منزل مقصود پر پہنچ جائے گا۔

۵۔ برے خیالات کا دور ہونا

اگر کوئی یہ چاہے کہ اس کے ذہن سے گندے خیالات نکل جائیں اور اچھے خیالات پیدا ہوں تو ہر نماز کے بعد ۳۱۸ مرتبہ یَامُحْصِیُ یَاقُدُّوْسُ پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے تو تھوڑے ہی عرصہ میں اللہ تعالیٰ ان اسماء کی برکت سے انسان کے دل کو گندے خیالات سے نجات دے دیتا ہے۔

۶۔ بری عادات سے چھٹکارا

جو شخص یَامُحْصِیُ یَاقُدُّوْسُ کا بکثرت ورد کرے گا تو ان اسماء مبارکہ کی برکت سے وہ زنا، چوری شراب خوری وغیرہ جملہ عیبوں سے پاک ہو کر نیک خصلت والا ہو جائے گا اور اسے بری عادات سے چھٹکارا مل جائے گا ایسے ہی اگر کوئی شخص ان اسماء کو زوال کے وقت ہر روز ۷۰۰ مرتبہ پڑھے گا۔ وہ انشاء اللہ تعالیٰ ہر طرح کی برائی، کینہ، حسد، عداوت اور بغض سے پاک ہو جائے گا اور کچھ عرصہ کے بعد اس کے دل میں پاکیزگی پیدا ہو جائے گی۔

۷۔ دنیا کی محتاجی سے نجات

اگر کوئی شخص یَامُحْصِیُ یَاقُدُّوْسُ کا ورد کثرت سے کرے گا تو اللہ تعالیٰ اسے اپنے فضل و کرم سے دنیا والوں کی محتاجی سے نجات بخشے گا۔ ان اسماء مبارکہ کے ورد کی برکت سے اللہ تعالیٰ اسے اپنے ہاں سے بے پناہ رزق عطا فرمائے گا اور اس کو کبھی بھی کسی کے سامنے دست سوال دراز کرنے کی ضرورت پیش نہیں آئے گی۔

۸۔ حصول جاہ و عزت

جو شخص یَامُحْصِیُ یَاقُدُّوْسُ ایک ہزار دفعہ ہر روز عشاء کے بعد پڑھے گا تو دنیوی اسباب اور ذرائع کو جتنا

چاہے حاصل کرلے گا۔ اگر کسی عہدے پر ہو تو وہ اس عہدے پر قائم رہے گا، اس میں عزت پائیگا اور حکام بالا اس پر ہمیشہ نظر شفقت فرمائیں گے۔ غرضیکہ اس ورد کے پڑھنے والے کو ہمیشہ عزت ملے گی۔

۶۳۔ یَامَانِعُ یَاخَافِضُ

اے روکنے والے، اے پست کرنے والے

۱۔ میاں بیوی کی ناراضگی ختم ہونا

جن میاں بیوی کے مابین ناچاقی ہو اور گھر میں ہر وقت لڑائی جھگڑے کی حالت رہتی ہو تو دونوں میں سے کوئی ایک یا دونوں باوضو ہو کر رات کو سونے سے پہلے بستر پر لیٹ کر ۱۶۸۲ مرتبہ یَامَانِعُ یَاخَافِضُ بڑی توجہ اور یکسوئی کے ساتھ پڑھیں چند یوم کے عمل سے ہی مثبت نتیجہ برآمد ہوگا اور مطلوبہ مقصد میں کامیابی ہوگی۔ میاں بیوی کے مابین نااتفاقی ختم ہو جائے گی اور آپس میں پیار محبت کی سازگار فضا پیدا ہو جائے گی۔

۲۔ دشمن کے نقصان پہنچانے سے محفوظ رہنا

یَامَانِعُ یَاخَافِضُ کا ورد ہر برائی اور دشمنی کیلئے مانع ہے لہٰذا جو شخص اپنے دشمن کی دشمنی سے بچنا چاہے تو اسے چاہیے کہ دشمن کو نقصان پہنچانے سے باز رکھنے کیلئے ہر روز نماز فجر کے بعد توجہ و یکسوئی کے ساتھ ۱۶۸۲ مرتبہ پڑھ کر بارگاہ الٰہی میں دعا مانگے بفضل باری تعالیٰ دشمن نقصان پہنچانے کی جرأت نہ کرے گا۔

۳۔ دنیوی مصائب کا دور ہونا

خافض کا مطلب چونکہ پست کرنا ہے لہٰذا جو شخص اللہ تعالیٰ کو یَامَانِعُ یَاخَافِضُ کے صفاتی ناموں سے پکارے گا اللہ تعالیٰ اس کے سامنے ہر طرح کی دنیا و آخرت کی پریشانی کو دور فرما دے گا۔ اگر اس کے کسی کام میں کوئی مصیبت بھی حائل ہوگی تو اسے بھی دور کر دے گا۔ لہٰذا اللہ کے ہر کام میں مہربانی ہی ہوگی۔

۴۔ دشمن پر غالب رہنا

جو کوئی شخص تین روزے رکھے اور چوتھے دن باوضو حالت میں قبلہ رو بیٹھ کر انتہائی توجہ و یکسوئی کے ساتھ

۷۰۰ مرتبہ یہ اسماء پڑھے اور پھر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے تو اسلام کے دشمن پر فتح یاب ہوگا، دشمن زیر ہوگا اور اس کی ہیبت دشمن کے دل میں قائم ہو جائے گی اور دشمن مقابلہ کرنے کی جرأت نہ کر سکے گا اور دشمن کی ہمت پست ہو جائے۔

۵۔ ظالم حاکم کا مہربان ہونا

یہ اسماء یعنی یَامَانِعُ یَاحَافِظُ بکثرت پڑھنے والا اگر ظالم حاکم کے سامنے جائے گا تو ظالم حاکم کے دل پر اس کا رعب طاری ہو جائے گا اور وہ کمال مہربانی اور حسن سلوک سے پیش آئے گا اور جو کام حاکم سے کروانا چاہے وہ بہت آسانی کے ساتھ کر دے گا۔

۶۔ برے کاموں سے بچنے کا ورد

اگر کوئی شخص یَامَانِعُ یَاحَافِظُ کا بکثرت ورد کرے گا تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے اسے اپنی خاص پناہ میں رکھے گا اور اس کی زبان، اس کے ہاتھ، اسکے پاؤں، اسکی آنکھیں غرض کہ اس کے تمام اعضائے جسمانی ہر قسم کے گناہوں اور برائیوں سے بچیں رہیں گے۔ اسکی طہارت اور پاکیزگی میں استقامت پیدا ہو جائے گی۔

۷۔ آفات وبلیات سے محفوظ رہنا

اگر کوئی شخص یَامَانِعُ یَاحَافِظُ کا بکثرت ورد کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس اسم مبارک کے ورد کی برکت سے اور اپنے فضل وکرم اور لطف ومہربانی کے ساتھ دنیا اور آخرت کی تمام آفات وبلیات سے اس کی حفاظت فرمائے گا اور دونوں جہانوں میں ان اسماء کے پڑھنے والے کو اپنی پناہ میں رکھے گا۔

۶۴۔ یَامُصَوِّرُ یَاخَالِقُ

اے صورت بنانے والے، اے پیدا کرنے والے

۱۔ جائز کام کی انجام دہی

اگر کسی کا کوئی کام نہ ہوتا ہو تو وہ ۷۰۰ مرتبہ یَامُصَوِّرُ یَاخَالِقُ پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے تو انشاء اللہ تعالیٰ اس کے کام کی انجام دہی کیلئے غیب سے کوئی نہ کوئی سبب پیدا ہو جائے گا۔ دیگر یہ کہ ان اسماء کو کثرت سے ورد کرنے والے

کو اللہ تعالیٰ غیر معمولی صلاحیتوں اور قوتوں سے نوازتا ہے اور زندگی میں کامیابیاں عنایت کرتا ہے۔

۲۔ مراد کا جلد پورا ہونا

اگر کسی کے دل میں جائز مراد ہو اور وہ چاہتا ہو کہ وہ جلد پوری ہو تو اسے چاہیے کہ یَامُصَوِّرُ یَاخَالِقُ کو ہر نماز کے بعد ۱۰۶۷ مرتبہ پڑھنا شروع کر دے اور اللہ تعالیٰ سے حصول مراد کی دعا مانگے اللہ تعالیٰ مرادوں کو پورا فرمانے والا ہے۔ اس ورد کو تا حصول مقصد جاری رکھیں۔

۳۔ حمل کی حفاظت کا ورد

جن خواتین کا حمل ساقط ہو جاتا ہو تو ایسی خواتین بعد نماز عشاء ۴۱۰۰ مرتبہ یَامُصَوِّرُ یَاخَالِقُ پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگیں۔ اول و آخر گیارہ گیارہ مرتبہ درود پاک پڑھیں انشاء اللہ تعالیٰ حمل کی حفاظت رہے گی۔ اس عمل کو کچھ عرصہ تک جاری رکھیں۔

۴۔ بانجھ پن کا مجرب علاج

اگر کوئی عورت بانجھ پن میں مبتلا ہو تو ہو تو اس کے خاوند کو چاہئے کہ سات دن روزے رکھے اور افطار کے وقت ۱۰۶۷ مرتبہ یَامُصَوِّرُ یَاخَالِقُ پڑھ کر پانی پر دم کرے اور پلا دے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس کی بیوی کو حمل ٹھہر جائے گا اور نیک و صالح اولاد اللہ تعالیٰ عطا فرمائے گا۔

۵۔ مشکلات میں آسانی

جو شخص یَامُصَوِّرُ یَاخَالِقُ ہر وقت بکثرت پڑھتے رہنے کا معمول بنا لے تو ان اسماء کی برکت سے اللہ تعالیٰ اس بندے کی تمام مشکلات میں آسانیوں کے اسباب پیدا فرما دیتا ہے۔ ایک اور قول کے مطابق جو شخص سات روز تک ہر روز پانچ ہزار مرتبہ اسی وظیفہ کا ورد کرے اور اول و آخر گیارہ گیارہ مرتبہ کوئی بھی درود شریف پڑھے اس کی سخت سے سخت مشکل آسان ہو جائے گی، مقدمہ میں فتح یابی ہوگی، غائب آدمی خیر و عافیت سے واپس آئے گا یا اس کی خیریت کی خبر جلد ملے گی۔ اس کے ورد سے تمام جملہ مشکلات آسان ہو جاتی ہیں۔

۶۔ اللہ تعالیٰ کی عظمت کو تسلیم کرنا

جو شخص یَامُصَوِّرُ یَاخَالِقُ کا کثرت سے ورد کرے گا انسانیت کے بارے میں مشاہدہ ہوگا جس کے بعد خدا کی عظمت اور قدرت پر اس کا ایمان زیادہ ہوتا جائے گا اور تصور سے اسے خدائے مصور کا تعلق محسوس ہونے لگے گا جو اس کے ایمان کی تقویت کا باعث ہوگا۔

۷۔ دل کا منور ہونا

منقول ہے کہ جو شخص یَامُصَوِّرُ یَاخَالِقُ کا ورد کرے اور بے گنتی صبح وشام، رات دن پڑھتا رہے، اللہ اپنے ان اسماء کی برکت سے اس کے دل اور چہرے کو نورانی کردے گا اور سارے کاموں میں اس کا دل قوی رہے گا نیز اللہ تعالیٰ اس شخص کیلئے ایک فرشتہ پیدا کرے گا اور پھر قیامت تک وہ فرشتہ جس قدر بھی عبادت کرے گا، اس شخص کے نامہ اعمال میں لکھی جائے گی۔

۸۔ مزاج میں نرمی کا پیدا ہونا

جو شخص یَامُصَوِّرُ یَاخَالِقُ کا ورد کثرت سے کرے گا، اس کے اندر غصے کو قابو میں رکھنے کی اہلیت پیدا ہوگی اور وہ بڑے سے بڑے عیب دار انسان کو دیکھ کر بھی بد مزاج نہ ہوگا بلکہ اسے عبرت کی نگاہ سے دیکھے گا کہ اسے بھی اللہ تعالیٰ عزوجل نے پیدا کیا ہے اور اس کے عیبوں کو بھی اسی نے بنایا ہے۔ ضرور ایسے عیب دار شخص کے پیدا کرنے میں کوئی حکمت ہے جس کو اللہ ہی خوب جانتا ہے۔

۹۔ مصائب وآلام سے نجات

اگر کوئی شخص طرح طرح کے مصائب وآلام اور تکالیف ومشکلات میں گھرا ہو جن کی وجہ سے اس کے حالات بد سے بدتر ہوتے ہوں تو وہ روزانہ یَامُصَوِّرُ یَاخَالِقُ کا ورد بکثرت کرے تو اللہ تعالیٰ کے ان ناموں کے ورد کی برکت سے اس کے مصائب وآلام ختم ہوں گے، تکالیف ومشکلات دور ہو کر سہولت حاصل ہوگی، اس کے تمام نقصانات کا ازالہ ہوگا اور اس کے حالات بہتر ہو جائیں گے۔

۶۵۔ یَامُؤَخِّرُ یَااٰخِرُ

اے پیچھے کرنے والے، اے سب سے آخر قائم رہنے والے

۱۔ حاجت کا پورا ہونا

اگر کسی کی کوئی جائز حاجت ہو جو پوری نہ ہوتی ہو تو وہ ہر روز نماز فجر کے بعد باوضو حالت میں ۲۱۰۰ مرتبہ یَامُؤَخِّرُ یَـااٰخِـرُ کا ورد کرے اور اول وآخر درود شریف پڑھ کر دعا مانگے انشاء اللہ تعالیٰ چند دنوں میں ہی اس کی حاجت پوری ہوگی۔

۲۔ عبادت الٰہی کی طرف مائل ہونا

اگر کسی کا عبادت میں دل نہ لگتا ہو، توجہ اور یکسوئی حاصل نہ ہوتی ہو تو وہ ہر نماز کے بعد ۱۰۰ مرتبہ پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے طبیعت نیکی کے کاموں کی طرف رغبت کرے گی ذکر الٰہی میں سکون محسوس ہوگا ،توجہ ویکسوئی حاصل ہوگی اور سکون قلبی میسر ہوگا۔

۳۔ چشم خلائق میں محترم ہونا

اگر کوئی یہ چاہتا ہو کہ مخلوق خدا میں اس کی عزت ومرتبہ ممتاز ہو اور لوگوں کی نظروں میں اس کی خوب عزت ہو لوگ اسے قدر کی نگاہ سے دیکھیں تو اسے چاہیے کہ وہ ہر نماز کے بعد ۷۰۰ مرتبہ یَامُؤَخِّرُ یَااٰخِرُ اسی نیت کو مدنظر رکھتے ہوئے پڑھے اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے چشم خلائق میں معزز ومحترم ہو جائے گا۔

۴۔ قبول توبہ خاتمہ بالخیر

یَـامُؤَخِّـرُ یَـااٰخِـرُ ورد کی برکت سے اللہ تعالیٰ بندے کی توبہ قبول فرماتا ہے اور اسے نیک کام کرنے کی توفیق عطا فرماتا ہے۔ اگر کوئی تمام عمر صراط مستقیم پر نہ چلتا رہا ہو اور اس نے کوئی نیکی کا کام نہ کیا ہو آخری عمر میں پہنچ کر برے افعال سے توبہ کر لی ہو تو وہ ہر نماز کے بعد کثرت سے یہ اسماء مبارک پڑھے انشاء اللہ تعالیٰ ان اسماء کی برکت سے خاتمہ بالخیر ہوگا اور مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمائے گا۔

۵۔مکشوفات کا اظہار

جو شخص یَامُؤَخِّرُ یَااٰخِرُ کا بکثرت ورد کرے گا اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اسے مقام کشف عطا فرمائیگا اور غیب سے عجائبات وانکشافات اس پر ظاہر ہوتے رہیں گے۔ان اسماء کی پڑھائی کی بدولت اس پر بے پناہ اسرار ررموز کھلیں گے۔اس کے علاوہ جو شخص ان اسماء کو روزانہ ایک ہزار مرتبہ پڑھنے کا معمول بنائے گا اس کے دل سے غیر اللہ کی محبت دور ہو گی۔

۶۔اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کا حصول

جو شخص اس وظیفہ کا بکثرت ورد کرے گا تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اسے بے اندازہ قوت و نصرت عطا فرمائے گا۔تائید ایزدی کے طفیل اس کے ساتھ جو بھی دشمنی کرے گا وہ پسپا ہو گا اور جو بھی اس کے مقابلے پر آئے گا وہ مغلوب ہو گا۔

۷۔طویل عمر پانا

اگر کوئی شخص یَامُؤَخِّرُ یَااٰخِرُ کا ورد کثرت سے کرے گا تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے لمبی عمر عطا فرمائے گا اور اس کی خواہش ہو گی کہ جتنی اس کی عمر زیادہ ہو اتنی ہی زیادہ وہ خدا کی عبادت کرے اور نیک اعمال میں گزارے اس کے علاوہ اگر کوئی شخص انہی اسماء کو روزانہ ایک ہزار بار پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اسے صالحین کی صفات سے متصف فرمائے گا اور دنیا اور آخرت میں اسے انعام سے نوازے گا۔

۸۔سفر سے بخیر و عافیت واپس آنا

اگر کوئی شخص سفر اختیار کرتے وقت یَامُؤَخِّرُ یَااٰخِرُ کو ۱۶۴۷ مرتبہ پڑھ کر اپنے گھر اور اہل و عیال پر دم کرتے ہوئے اپنے گھر بار کو خدا کے سپرد کر دے گا تو انشاء اللہ تعالیٰ وہ سفر سے بخیر و عافیت واپس آئیگا اور تمام اہل و عیال کو زندہ سلامت پائے گا اور سفر میں اسے کسی قسم کی پریشانی نہ ہو گی۔

۹۔نفس کا تابع ہونا

جو شخص نماز فجر کی سنتوں کے بعد اور فرضوں سے پہلے ۴۱ روز تک یَامُؤَخِّرُ یَااٰخِرُ روزانہ ۱۶۴۷ مرتبہ پڑھے گا

اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے اس کے نفس کو اس کا تابع اطاعت گزار اور فرمانبردار بنادے گا اور اسے شیطان کے شر سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے گا۔

۱۰۔ ہر مشکل کام میں اللہ کی مدد حاصل ہونا

جو شخص ان اسماء کو روزانہ ۷۰۰ مرتبہ پڑھے گا اس کے سارے کاموں کا حق تعالیٰ کفیل ہوگا۔ ہر مشکل سے مشکل کام میں اسے اللہ کی طرف سے امداد ہوگی اور اس کے چھوٹے بڑے تمام کام آسانی سے ہوتے رہیں گے۔

۱۱۔ اچھے اوصاف کا پیدا ہونا

جو شخص یَامُؤَخِّرُ یَااٰخِرُ کا ورد بکثرت کرے گا اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے اسے زوق سے متصف کرے گا جس سے وہ دینی کاموں کو انتہائی شوق اور رغبت سے انجام دے گا۔ وہ اللہ تعالیٰ کے بندوں کو دل سے چاہنے لگے گا اور اللہ تعالیٰ کی دشمنوں سے راہ ورسم رکھنے سے گریز کرے گا اور دینی معاملات کو نہایت دلچسپی اور خوش اسلوبی سے کریگا۔

۲۶۔ یَامُعِزُّ یَارَافِعُ

اے عزت دینے والے، اے بلند کرنے والے

۱۔ حصول عزت و مرتبہ

عزت و مرتبہ کے حصول کیلئے ہر روز نماز مغرب کے بعد یَامُعِزُّ یَارَافِعُ کو ۱۰۰ مرتبہ پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے اور اگر کوئی شخص اس عمل کو اپنا معمول بنالے تو اسے ان اسماء پاک کی برکت وتاثیر کی بدولت مخلوق کی نظروں ذاکر کی عزت میں اضافہ ہوجاتا ہے۔ ہر کوئی عزت واحترام سے پیش آتا ہے اللہ تعالیٰ اسے مخلوق میں بلند مرتبہ عطا فرماتا ہے۔

۲۔ چشم خلائق میں مقبول ہونا

اگر کوئی یہ چاہے کہ وہ چشم خلائق میں مقبول و معزز ہوجائے، ہر کوئی اس کے ساتھ عزت واحترام سے پیش آئے تو

وہ ہرروز باوضو حالت میں ۳۲۷۶ مرتبہ یَامُعِزُّ یَارَافِعُ پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے، ۴۰ یوم تک یہ عمل کرے انشاء اللہ تعالیٰ مطلوبہ مقصد میں کامیابی ہوگی۔

۳۔قبولیت دعا

اگر کوئی یہ چاہے کہ وہ جو بھی جائز دعا مانگے وہ قبولیت کا شرف حاصل کرے تو وہ ہر فرض نماز کے بعد بکثرت یَامُعِزُّ یَارَافِعُ کو پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگا کرے انشاء اللہ تعالیٰ اسے مطلوبہ مقصد میں کامیابی ہوگی۔

۴۔کشادگی رزق

یَامُعِزُّ یَارَافِعُ کا بکثرت ورد کرنے سے غربت وافلاس کی شکایت جاتی رہتی ہے۔اللہ تعالیٰ رزق میں کشادگی عطافرماتا ہے۔اس مقصد کیلئے ہر نماز کے بعد ۴۶۹ مرتبہ ان اسماء کا ورد کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے تو رزق کی فراوانی ہو جاتی ہے۔

۵۔لوگوں میں ہر دلعزیز ہونا

جو شخص رات کو سوتے وقت ۴۱۰۰ مرتبہ ان اسماء کو پڑھے گا وہ ہر دلعزیز ہوگا اور روز بروز مخلوق میں اس کی عزت بڑھتی جائیگی۔آفت وبلا سے بھی محفوظ رہے گا۔کسی سخت حاکم کے سامنے جائیں تو یَامُعِزُّ یَارَافِعُ پڑھتے جائیں انشاء اللہ تعالیٰ اس کی سخت گیری رحمدلی میں بدل جائے گی۔

۶۔مخلوق میں معزز ومکرم ہونا

جو شخص جمعہ یا ہفتہ کی رات نماز مغرب کے بعد یَامُعِزُّ یَارَافِعُ کثرت سے پڑھنے کا معمول بنالے گا تو مخلوق میں صاحب توقیر ہوگا۔لوگوں کے دلوں میں اس کی ہیبت پیدا ہوگی۔فجر کی نماز کے بعد ۴۶۸ مرتبہ یہ وظیفہ پڑھنے سے سفر میں حفاظت، اہل خانہ میں عزت ووقار، ہر کام میں آسانی اور تسخیر حاصل ہوگی۔

۶۷۔ یَامَلِكُ یَامَلِیْكُ

اے بادشاہ، اے کامل اختیار رکھنے والے بادشاہ

ا۔غربت وافلاس کا دور ہونا

اگر کوئی غربت وافلاس میں مبتلا ہو، رزق کی کمی ہو، کاروبار میں سخت مندا ہو، اس وجہ سے پریشان ہو تو وہ ہر وقت باوضو حالت میں یَامَلِكُ یَامَلِیْكُ بکثرت پڑھا کرے اور ہر نماز کے بعد ۱۹۱ مرتبہ پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے انشاء اللہ تعالیٰ تھوڑے ہی دنوں میں اس کا کاروبار چمک اٹھے گا اور اس کے ہاں دولت کی فراوانی ہو جائے گی۔ غربت وفلاس کا خاتمہ ہو جائے گا۔

۲۔تسخیر خلائق کا مجرب ورد

اگر کوئی خلائق میں مشہور ہونا چاہے اور عزت ومرتبہ کا طالب ہو تو اسے ہر نماز کے بعد اول وآخر درود شریف پڑھ کر ۱۹۱۰ مرتبہ یَامَلِكُ یَامَلِیْكُ کا ورد کرنا چاہیے اس سے انشاء اللہ تعالیٰ اس کی عزت ومرتبہ میں اضافہ ہو جائے گا۔

۳۔نفسانی خواہشات پر قابو پانا

نفسانی خواہشات کو دبانے کیلئے ان اسماء پاک کا بکثرت ورد کرنا انتہائی مفید ثابت ہوتا ہے اس لئے جس شخص کو نفسانی خواہشات بہت تنگ کرتی ہوں تو اسے چاہیے کہ یَامَلِكُ یَامَلِیْكُ کو ہر نماز کے بعد ۱۹۱ مرتبہ پڑھنے کا معمول بنالے تھوڑے ہی عرصہ میں اللہ تعالیٰ اپنے ان اسماء کی پڑھائی کے باعث پڑھنے والے میں نفسانی خواہشات پر قابو پانے کی قوت عطا فرمادے گا۔

۴۔دل کی بے چینی دور ہونا

اپنے دل کی بے چینی دور کرنے کیلئے ہر روز نماز ظہر کا وقت شروع ہونے سے پہلے ۷۰۰ مرتبہ یَامَلِكُ یَامَلِیْكُ پڑھنے سے طبیعت کی ہیجانی کیفیت ختم ہو جاتی ہے بکثرت پڑھنے سے طبیعت میں سکون پیدا ہو جاتا ہے۔

۵۔رزق حلال میں خیر و برکت

یَامَلِكُ یَامَلِیْكُ بکثرت پڑھتے رہنے سے رزق حلال میں خیر و برکت پیدا ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ ذاکر کو مخلوق میں سے کسی کا محتاج نہیں رکھتا۔وہ جو بھی اللہ تعالیٰ سے جائز مانگتا ہے اللہ تعالیٰ اسے عطا فرماتا ہے اس کی تنگدستی کو دور کرتے ہوئے رزق میں کشادگی پیدا فرما دیتا ہے۔

۶۔صاحب حیثیت اور متمول ہونا

یَـامَلِكُ یَـامَلِیْكُ کا خلوص نیت اور یکسوئی سے ورد کرنے والا صاحب حیثیت اور متمول ہو جاتا ہے اس کے ہاں دولت کی ریل پیل ہو جاتی ہے۔کاروبار اور تجارت پیشہ افراد کیلئے ان اسماء کا ورد کرتے رہنا انتہائی نفع بخش ثابت ہوتا ہے اللہ تعالیٰ حلال روزی میں خیر و برکت ڈالتا ہے اور خلق سے بے نیاز کر دیتا ہے اس کے علاوہ معاشی بدحالی کو دور کرنے کی غرض سے ہر نماز کے بعد ۷۰۰ بار ان اسماء کو پڑھنا مطلوبہ مقصد میں کامیابی عطا کرتا ہے اس کی تنگدستی دور ہو جاتی ہے۔

۷۔مستجاب الدعوات ہونا

باوضو حالت میں ہر وقت کثرت سے ان اسماء کا ورد کرنے والا مستجاب الدعوات ہو جاتا ہے۔اللہ تعالیٰ اس کی ہر جائز دعا کو قبولیت کا شرف بخشتا ہے وہ جو بھی اللہ تعالیٰ سے مانگتا ہے اللہ تعالیٰ اسے عطا فرماتا ہے۔اسے دنیا میں کسی کا محتاج نہیں رکھتا۔اس کے رزق میں وسعت عطا فرما دیتا ہے۔

۸۔برے خیالات سے نجات پانا

اگر کوئی یہ چاہتا ہو کہ رات کو سوتے ہوئے اسے برے خیالات نہ آئیں احتلام سے محفوظ رہے تو وہ بھی رات کو سونے سے پہلے باوضو حالت میں ان اسماء کو پڑھتا ہوا سو جائے تو اسے انشاء اللہ سکون کی نیند آئے گی اور بدخوابی سے محفوظ رہے گا۔

۶۸۔ یَامُمِیْتُ یَاقَابِضُ

اے مارنے والے، اے قبض کرنے والے

۱۔ نفس امارہ کی اصلاح کا ورد

ان اسماء مبارک کا کثرت سے ذکر کرنا اہل طریقت کیلئے انتہائی نافع ہے اس کے پڑھنے سے نفس امارہ مطیع و فرمانبردار ہو جاتا ہے۔ اس مقصد کیلئے رات کو سونے سے پہلے باوضو حالت میں اپنے دونوں ہاتھوں پر ۱۳۹۵ بار یَامُمِیْتُ یَاقَابِضُ پڑھ کر دونوں ہاتھ سینے پر رکھ کر سو جائے نفس مطیع وفرمانبردار ہو جائے گا۔

۲۔ مشکلات میں آسانی

یَامُمِیْتُ یَاقَابِضُ کو بکثرت پڑھنے والے کی مشکلات اس قدر جلد آسان ہو جاتی ہیں کہ دیکھنے والا دنگ رہ جاتا ہے۔ ہر وقت اس اسم مبارک کا ورد کرتے رہنے سے کوئی پریشانی پیش نہیں آتی اور مشکلات آسان ہو جاتی ہیں۔

۳۔ اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں رہنا

اگر کسی کو ظالم دشمن کی طرف سے جانی نقصان پہنچائے جانے کا شدید خطرہ لاحق ہو تو وہ ہر روز باوضو حالت میں ترک حیوانات کے ساتھ ۷۰۰ مرتبہ یہ اسماء پاک ۴۰ یوم تک بلا ناغہ پڑھے اور اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے انشاء اللہ تعالیٰ دشمن ذلیل ہو جائے گا اور کسی قسم کا نقصان پہنچانے کی جرأت نہ کرے گا، اللہ تعالیٰ ذاکر کو اپنی حفظ وامان میں رکھے گا۔

۴۔ عذاب قبر سے نجات

اگر کوئی شخص یہ چاہے کہ وہ قبر کے عذاب سے محفوظ رہے وہ یَامُمِیْتُ یَاقَابِضُ کو روٹی کے چار لقموں پر انتہائی باادب ہو کر لکھے اور ۴۰ یوم تک بلا ناغہ کھائے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اسے قبر کا عذاب نہ ہوگا۔ اس کی قبر راحت و سکون کا گھر ہوگی۔

۵۔تجارت میں خسارے سے بچنا

تجارت پیشہ افراد ان اسماء پاک کو کثرت سے پڑھنا اپنا معمول بنالیں تو انہیں کبھی بھی تجارت میں خسارے کا سامنا نہ کرنا پڑے گا اور ہمیشہ نفع حاصل ہوگا۔ان اسماء مبارکہ کا ذاکر بھوک اور پیاس کے غلبہ سے بچا رہتا ہے۔اللہ تعالیٰ اسے صبر جمیل کی نعمت سے سرفراز فرماتا ہے۔

۶۔عقل ودانش میں اضافہ

طالب علموں کیلئے یَامُمِیْتُ یَاقَابِضُ کا وظیفہ کرنا نافع ہے۔بکثرت پڑھنے سے اللہ تعالیٰ عقل ودانش اور علم وہنر عطا فرماتا ہے۔ذہن میں علم کا نور پھیل جاتا ہے۔تمام علمی نکات با آسانی ذہن نشین ہو جاتے ہیں اور اس راہ میں جو بھی مشکلات ہوں وہ آسان ہو جاتی ہیں۔

۷۔برائی سے بچنا

اگر کسی کا اپنے نفس پر بس نہ چلتا ہو اور دل انتہائی سخت اور برائی کے کاموں کی طرف مائل ہو تو اور وہ برائیوں سے بچنا چاہتا ہو تو اسے چاہئے کہ وہ ہر نماز کے بعد ہزار مرتبہ یَامُمِیْتُ یَاقَابِضُ کا ورد کرے انشاءاللہ تعالیٰ دل بھلائی کے کاموں کی طرف مائل ہو جائے گا اور دل کی سختی جاتی رہے گی۔

۸۔دشمن کے شر سے محفوظ رہنا

دشمن کو زیر کرنے اور اس پر اپنی ہیبت طاری کرنے کیلئے یَامُمِیْتُ یَاقَابِضُ کا ورد کرتے رہنا اس مقصد کو بہت جلد پورا کرتا ہے۔ظالم دشمن پر غلبہ حاصل کرنے اور اس کے شر سے محفوظ رہنے کیلئے ہر نماز کے بعد ۱۰۰ مرتبہ پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے انشاءاللہ تعالیٰ دشمن مغلوب ہوگا اور نقصان پہنچانے کی جرأت نہ کرے گا۔دشمنوں کے شر سے محفوظ رہنے کیلئے ہر روز بلاناغہ باوضو ہو کر ۲۰۰ مرتبہ ان اسماء کو پڑھیں ان اسماء پاک کی برکت سے دشمن کبھی بھی نقصان پہنچانے کی جرأت نہ کر سکے گا۔

۲۹۔ یَامُتَکَبِّرُ یَاوَاحِدُ

اے کبروالے، اے اپنی ذات میں اکیلے۔

ا۔ مشکلات کا آسان ہونا

نیک کام کے آغاز سے پیشتر یَامُتَکَبِّرُ یَاوَاحِدُ بکثرت پڑھنے سے کام بخیروخوبی انجام پاتا ہے اور حسب منشاء نتائج برآمد ہوتے ہیں۔ ہر قسم کے مشکل حالات میں بھی اس ورد کو پڑھتے رہنے سے آسانی پیدا ہو جاتی ہے یعنی اللہ تعالیٰ دین و دنیا کی مشکلات آسان فرمادیتا ہے اور اپنا خاص فضل و کرم نازل فرماتا ہے۔

۲۔ حصولِ عزت واحترام

اگر کوئی شخص یَامُتَکَبِّرُ یَاوَاحِدُ کا ورد کثرت سے کرے گا تو اللہ تعالیٰ ان اسماء کے ورد کی برکت سے اور اپنے فضل و کرم سے اسے ہر خاص و عام کی نظروں میں عزت اور حرمت عطا فرمائے گا۔ اس کے اخلاق واطوار میں ایسے اوصاف پیدا کر دے گا جن سے لوگوں کے دلوں میں اس کیلئے تعظیم و تکریم کے جذبات پیدا ہوں گے اور بڑے سے بڑے جابر بھی اس کی عزت کرنے لگیں گے۔

۳۔ اولاد کا نیکی پر قائم رہنا

جو شخص یہ چاہے کہ اس کی اولاد نیک بخت اور فرمانبردار ہو اسے چاہیے کہ وہ نماز فجر کے بعد ہر روز اول وآخر گیارہ گیارہ مرتبہ درود پاک پڑھے درمیان میں ۶۹۱ مرتبہ یَامُتَکَبِّرُ یَاوَاحِدُ پڑھے اور اپنے بچوں کو پانی پر دم کرے انہیں پلا دے انشاء اللہ بچوں میں نیک خصلتیں پروان چڑھیں گی اور ان میں فرمانبرداری اور اطاعت شعاری کے نیک جذبات پیدا ہوں گے۔

۴۔ حصول اولاد نرینہ

جس مرد یا عورت کی تمنا ہو کہ اس کے ہاں اولاد نرینہ ہی پیدا ہو تو اسے چاہیے کہ حمل ٹھہرنے کے بعد بچے کے پیدا ہونے تک اس ورد کو ۱۱۰۰ مرتبہ روزانہ پڑھتا رہے اور ہر روز پڑھائی کے بعد سجدہ ریز ہو کر اللہ کے حضور اولاد نرینہ

کی التجا کرے انشاءاللہ تعالیٰ نیک بیٹا پیدا ہوگا۔

۵۔اطمینان کا حاصل ہونا

اگر کسی شخص کو چلہ کرنے کے بعد طبیعت پر خوف طاری رہنے لگے تو اسے چاہیئے کہ ۶۸۱ مرتبہ یَامُتَکَبِّرُ یَاوَاحِدُ گیارہ دن تک پڑھے انشاءاللہ تعالیٰ اس کے دل سے ہر طرح کا خوف اتر جائے گا اور دل میں اطمینان پیدا ہو جائے گا۔لہٰذا یہ اسم چلے کی رجعت کو دور کرنے کیلئے بہت مجرب ہے

۶۔خیالات فاسدہ سے نجات

جو شخص اس ورد یعنی یَامُتَکَبِّرُ یَاوَاحِدُ کو کثرت سے ۴۰ دن تک پڑھے گا وہ انشاءاللہ تعالیٰ آفات اور بلاؤں سے محفوظ رہے گا۔ایسے ہی اگر کسی کے دل میں برے خیالات پیدا ہوتے ہوں تو اسے چاہیے کہ ۶۸۱ مرتبہ بعد نماز فجر پڑھنا شروع کر دے انشاءاللہ تعالیٰ فاسد خیالات ختم ہو جائیں گے۔ایسے ہی اگر کسی چور، دشمن یا ڈاکے خوف ہو تو اس ورد کو ۱۰۰ مرتبہ پڑھیں انشاءاللہ ڈر ختم ہو جائیگا۔

۷۔استقامت راہ ہدایت

جو شخص اس ورد کو کثرت سے پڑھے گا اس کے دل سے دنیا کی محبت نکل جائے گی اور اس کا ایمان خدائے واحد پر بہت مستحکم ہو جائے گا۔ایسے شخص میں سب سے بڑھ کر یہ خوبی پیدا ہو جاتی ہے کہ وہ خدا کے سوا کسی کو اپنا دوست اور مہربان نہیں سمجھتا۔ایسے شخص میں صبر اور شکر کرنے کا بے حد جذبہ پیدا ہو جاتا ہے۔

۸۔اللہ کی محبت کا پیدا ہونا

جو شخص عالم خواب میں اللہ کو دیکھنے کا شوق رکھتا ہو تو اسے چاہیے کہ اس ورد کو روزانہ ۳۱۲۵ مرتبہ ۴۰ دن تک پڑھے انشاءاللہ تعالیٰ اس کے دل میں حب الٰہی پیدا ہوگی اور اسے خواب میں اللہ تعالیٰ کے نور کا جلوہ نظر آئے گا ایک عامل کا قول ہے کہ جو شخص روزانہ یَامُتَکَبِّرُ یَاوَاحِدُ کثرت سے پڑھے گا اس کے دل سے تمام مخلوق کی محبت نکل جائے گی اور اللہ کی محبت پیدا ہو جائے گی۔

۹۔ بدخوابی سے نجات

جس شخص کو بدخوابی یا سوتے ہوئے خوف وڈر معلوم ہو تو وہ سونے سے پہلے ان اسماء کو ۱۰۱ مرتبہ پڑھ کر خاموش ہو کر سو رہے انشاءاللہ تعالیٰ پھر کبھی بدخوابی نہ ہوگی۔ ایسے ہی اگر کسی کو نیند نہ آنے کی شکایت رہتی ہو تو وہ ان اسماء کو روزانہ سونے سے پہلے چند بار پڑھنے کا معمول بنالے اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے نیند نہ آنے والی شکایت دور ہو جائے گی۔

۷۰۔ یَامُهَيْمِنُ يَاحَسِيْبُ

اے نگہبان، اے حساب لینے والے

ا۔ حصول اسرار الٰہی

ہر نماز کے بعد اول و آخر ۲۱ مرتبہ درود پاک پڑھیں اور درمیان میں ۲۲۵ مرتبہ یَامُهَيْمِنُ يَاحَسِيْبُ کا ورد کریں خلوص نیت کے ساتھ ۴۰ روز تک پڑھنے سے اللہ تعالیٰ خصوصی انعام سے نوازے گا اور اپنی محبت کے اسرار اس پر کھول دے گا۔ پڑھنے والے کا سینہ فیضان الٰہی سے منور جائے گا جس کی روشنی میں پوشیدہ اسرار بھی اس کے سامنے ظاہر ہونا شروع ہو جائیں گے۔

۲۔ صاحب کشف بننا

یَامُهَيْمِنُ يَاحَسِيْبُ کے وظیفے کی باقاعدہ عادت بنالینے سے دل میں محبت الٰہی کا جذبہ موجزن ہو جاتا ہے اور پڑھنے والا صاحب کشف ہو جاتا ہے۔

۳۔ بےخوابی کا ازالہ

سکون کی نیند سونے کیلئے رات کو سونے سے پہلے باوضو حالت میں کثرت سے یَامُهَيْمِنُ يَاحَسِيْبُ پڑھ کر آنکھیں بند کرلیں انشاءاللہ تعالیٰ نیند سکون سے آئے گی۔

۴۔ برائیوں سے محفوظ رہنا

یَامُهَیْمِنُ یَاحَسِیْبُ کا بکثرت ورد کرنے والے پر اللہ تعالیٰ اپنا خاص فضل و کرم عطا فرماتا ہے اس کی ہر طرح سے حفاظت کرتا ہے اسے برائیوں سے بچاتا ہے اور اپنی نگاہ خاص سے نوازتا ہے۔ دینی و دنیوی معاملات میں بلندی حاصل کرنے کیلئے ہر نماز کے بعد ان اسماء کا بکثرت ورد کرنا انتہائی فائدہ مند ثابت ہوا ہے۔

۵۔ ہر طرح کی حفاظت اور سلامتی

اگر کسی کو اپنے مال کی چوری کا خطرہ ہو یا ڈاکوؤں کی لوٹ مار کا ڈر ہو تو وہ یَامُهَیْمِنُ یَاحَسِیْبُ ۱۰۰ا مرتبہ باوضو حالت میں پڑھے اور اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے انشاء اللہ تعالیٰ اس کا مال محفوظ رہے گا اور کوئی بھی اسے نقصان نہ پہنچا سکے گا۔ اس کے علاوہ اگر مسافر ان اسماء کو بکثرت پڑھے تو سفر سلامتی و عافیت کے ساتھ طے ہوگا۔

۶۔ ہمسایہ کے شر سے محفوظ رہنا

اگر کسی کا ہمسایہ برا ہو اور وہ اپنے ہمسایہ سے سخت تنگ ہو تو وہ ہر نماز کے بعد ۲۲۵ مرتبہ یَامُهَیْمِنُ یَاحَسِیْبُ پڑھے انشاء اللہ تعالیٰ برے ہمسایہ کے شر سے محفوظ رہے گا۔ ہر روز مسلسل عمل کرنے سے ہمسایہ کے دل میں اس کے بارے میں نیک اور اچھے جذبات پیدا ہو جائیں گے اور وہ اچھے طریقے سے پیش آئے گا۔

۷۔ حاجات کا جلد پورا ہونا

یَامُهَیْمِنُ یَاحَسِیْبُ پڑھتے رہنے سے تمام نیک حاجات جلد پوری ہو جاتی ہیں اور ذاکر کے تمام گھر والے اور وہ خود ہر طرح کی آفات ارضی و سماوی سے محفوظ رہتے ہیں اللہ تعالیٰ اپنی حفظ و امان میں رکھتا ہے۔

۸۔ خوف دور کرنے کا اکسیر ورد

اگر کسی کے دل میں کسی قسم کا خوف و ڈر بیٹھ گیا ہو تو وہ ہر روز نماز فجر اور نماز عشاء کے بعد سات سو مرتبہ یَامُهَیْمِنُ یَاحَسِیْبُ یکسوئی کے ساتھ پڑھے انشاء اللہ تعالیٰ خوف جاتا رہے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کے دل کو قوت ایمانی سے سرفراز فرمائے گا اور اسے سکون قلبی کی دولت نصیب فرمائے گا۔

۹۔ غیر معمولی قوت برداشت پیدا ہونا

اگر کوئی یَامُھَیْمِنُ یَاحَسِیْبُ کا ورد کثرت سے کرے گا تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے اسے غیر معمولی قوت برداشت عطا فرمائے گا اور ان اسماء کے ورد کی برکت سے اس میں نا قابل برداشت بوجھ اٹھانے، سخت سے سخت کام کرنے اور خطرناک سے خطرناک مہمات کو بخیر انجام دینے کی صلاحیت پیدا ہو جائیگی۔

۱۰۔ حصول رعب ودبدبہ

جو شخص اس ورد یعنی یَامُھَیْمِنُ یَاحَسِیْبُ کا رات دن کثرت سے ورد کرنے لگے گا تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم اور ان اسماء مبارکہ کے ورد کی برکت سے اسے خلائق کی نظروں میں وجاہت وعظمت ودبدبہ اور قوت ہیبت عطا فرمائے گا۔ سخت سے سخت مزاج اشخاص اس کے سامنے آتے ہی نرم ہو جائیں گے۔ بڑے سے بڑے اور سخت سے سخت ظالم، جابر اور مفسد بھی اس سے خوف کھانے لگیں گے اور سامنا کرنے سے گریز کرنے لگیں گے۔

۷۔ یَانُوْرُ یَاھَادِیُ

اے نور والے، اے رہنمائی کرنے والے

۱۔ معرفت وکشف

اگر کوئی صبح کی فرض نماز ادا کرنے سے پہلے انتہائی توجہ اور یکسوئی کے ساتھ یَانُوْرُ یَاھَادِیُ کا ۲۷۶ مرتبہ ذکر کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو اپنی معرفت عطا فرمائے گا اور مقام کشف سے سرفراز فرمائے گا اس کے علم میں اضافہ ہوگا اور عقل ودانش کی نعمت نصیب ہو جائے گی۔

۲۔ حصول عزت واحترام

اہل کشف کیلئے ان اسماء کا ذکر کرنا بے حد مفید ہے۔ اس کو بکثرت پڑھتے رہنے سے اللہ تعالیٰ عزت ووقار عطا فرماتا ہے۔ ہر شخص عزت واحترام سے پیش آتا ہے۔ اگر کوئی ایک سفید کاغذ پر یَانُوْرُ یَاھَادِیُ لکھ کر اپنی دکان پر لگا

دے تو اس کے کاروبار میں خیر و برکت پیدا ہو جائے گی اگر گھر میں لگا دے تو گھر میں امن و سکون رہے گا۔

۳۔ دل کا منور ہونا

ہر نماز کے بعد ۲۷۶ مرتبہ یَانُوْرُ یَاهَادِیُ پڑھنے کے بعد سات مرتبہ سورۂ نور پڑھنے سے اللہ تعالیٰ معرفت حق کا نور دل میں پیدا فرما دیتا ہے اور مقام کشف سے سرفراز فرماتا ہے۔

۴۔ راہ ہدایت پر قائم رہنے کا ورد

اگر کوئی یہ چاہے کہ اللہ تعالیٰ کبھی بھی اسے راہ حق سے نہ بھٹکنے دے اور اس کے مقدر میں ہدایت اور حق کا راستہ ہی لکھا رہے تو اسے چاہیے کہ وہ ہر روز یَانُوْرُ یَاهَادِیُ کا کثرت سے ورد کیا کرے۔ ان اسماء کی یہ خاص تاثیر ہے کہ اس کی برکت سے ہر کام بخیر و خوبی انجام پاتا ہے اور بکثرت ذکر کرنے والا کبھی بھی ناکامی کا منہ نہیں دیکھتا۔

۵۔ حصول نورانیت

قلب کی پاکیزگی اور نورانیت کے لئے نماز فجر کے بعد اور نماز عشاء کے بعد ۷۰۷ مرتبہ یَانُوْرُ یَاهَادِیُ کو یکسوئی کے ساتھ پڑھنا انتہائی نافع ہے۔ اس سے جسم و قلب منور ہو جاتے ہیں آنکھیں نور الٰہی سے روشن ہو جاتی ہیں، باطنی صفائی ہو جاتی ہے، ظلمت کے اندھیرے باطن سے چھٹ جاتے ہیں دل پر اللہ تعالیٰ کے انوار کا نزول ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ ہر روز بکثرت اس اسم مبارک کا پڑھنا دین و دنیا میں خیر و عافیت کا باعث ہے۔

۶۔ ترک نشہ کا ورد

جو بچے بے راہ روی، نشے کے عادی ہوں ان کی اصلاح کیلئے ۲۱ مرتبہ سفید کاغذ پر یہ اسماء لکھیں اور پانی میں گھول دیں پھر اول و آخر تین تین مرتبہ درود پاک پڑھیں درمیان میں یَانُوْرُ یَاهَادِیُ ۲۷۶ مرتبہ پڑھیں اور اللہ تعالیٰ سے یہ دعا مانگیں کہ فلاں بن فلاں کو برے کام کے سلسلے میں ہدایت نصیب فرما۔ ہر روز اس دعا کو مانگنے کے بعد پانی بے راہ روی کو پلائیں انشاء اللہ تعالیٰ ۲۰ دن تک یہ عمل کرنے سے اثر عظیم ظاہر ہوگا بچے کو بے راہ روی سے نفرت ہو جائے گی اللہ تعالیٰ اسے ہدایت عطا فرمائیگا۔

۲۷۔ یَا وَدُوْدُ یَا رَحْمٰنُ

اے محبت کرنے والے، اے مہربان

۱۔ اللہ کا محبوب بننے کا وظیفہ

جو شخص اللہ کا محبوب بندہ بننے کا طالب ہو، اسے چاہیے کہ اس وظیفہ کو بہت کثرت سے پڑھے انشاء اللہ تعالیٰ اس کے دل سے دنیا کی محبت نکل جائے گی اور اللہ کی محبت پیدا ہو جائے گی۔ سنت اعتکاف میں اس اسم کا ورد رضائے الٰہی اور اللہ کی محبت حاصل کرنے کیلئے بہت مؤثر ہے۔ لہٰذا جو شخص اس اسم کو رمضان المبارک میں اعتکاف کے دوران تین لاکھ مرتبہ مجموعی طور پر پڑھے گا تو انشاء اللہ، اللہ تعالیٰ اس پر مہربان ہوگا اور اس کے بعد اس وظیفہ کو روزانہ ۷۰۰ مرتبہ جاری رکھے۔ اس پر ہر طرح کی نعمتوں کی بارش ہوگی اور عنایات خداوندی سے مالا مال ہوگا۔

۲۔ تسخیر القلوب کا اکسیر عمل

یَا وَدُوْدُ یَا رَحْمٰنُ تسخیر القلوب کیلئے بہت مجرب ہے۔ اگر کوئی شخص دوسروں کو اپنی طرف مائل کرنا چاہے تو اس اسم کو ۱۲۵۰۰ مرتبہ روزانہ ۴۰ دن تک پڑھے۔ اس کے بعد تین دن ناغہ کرے۔ اس کے بعد پہلے کی طرح ۴۰ دن پڑھائی کرے اس طرح تین چلے پورے کرے بعد میں ان اسماء کو روزانہ ۱۱۰۰ مرتبہ پڑھنے کا معمول بنالے۔ انشاء اللہ تعالیٰ ہر خاص و عام اس کی طرف مائل ہو جائے گا اور وہ لوگوں کے دلوں پر چھا جائے گا جس کی طرف نظر بھر کر دیکھے گا وہی اس کی محبت میں مبتلا ہو جائے گا۔

۳۔ رشتہ داروں میں محبت پیدا کرنا

بعض رشتے اس امر کا تقاضا کرتے ہیں کہ ان میں محبت ہو، ایک دوسرے کی نافرمانی نہ ہو جیسے اولاد میں ماں باپ کی فرمانبرداری، بیوی میں شوہر کی اطاعت اور تابعداری، بہن بھائیوں میں خونی رشتے کے تقاضے سے آپس میں ہمدردی کا پیدا ہونا ضروری ہے۔ اگر ان رشتوں میں آپس کی محبت یا الفت نہ ہو تو ایک رشتہ دوسرے کا جائز حق ادا نہ کرے گا تو رشتہ داروں میں محبت پیدا کرنے کے لئے اس ورد کو ۳۱۲۵ مرتبہ ۴۰ دن تک پڑھ کر دعا کریں انشاء اللہ تعالیٰ

حسب ضرورت آپس میں محبت پیدا ہو جائے گی۔ اگر پانی دم کر کے پلا دیں تو زیادہ بہتر ہے۔

۴۔ بیوی میں تابعداری پیدا کرنا

جو شخص یہ چاہتا ہو کہ اس کی بیوی تابعدار رہے اور دل سے اس کیساتھ وفا کرے تو گیارہ روز تک اس ورد کو ۱۲۵۰۰ مرتبہ پڑھیں اور سر آخری روز تھوڑی شیرینی یا پانی لے کر اسے دم کر کے اسے کھلا دیں یا پہلی رات کو عورت کے آتے ہی یہ عمل کرے انشاءاللہ تعالیٰ ساری عمر عورت فرمانبردار رہے گی۔

۵۔ شریر جانور کو تابع کرنے کا عمل

جس شخص کا کوئی جانور یعنی گھوڑا، بیل، گائے، بھینس، بکرا یا اونٹ شریر ہو۔ مالک کو تنگ کرتا ہو اور تابع نہ ہو تو یَـا وَدُوْدُ یَـا رَحْمٰنُ اس کے چارے پر دو ہزار مرتبہ پڑھ کر اسے کھلا دیں اور تین دن تک ایسے ہی کریں اللہ تعالیٰ نے چاہا تو جانور تابعدار ہو جائے گا اور تنگ کرنا چھوڑ دے گا۔

۳۷۔ یَاوَارِثُ یَانَافِعُ

اے وارث، اے نفع دینے والے

۱۔ آخرت کی منازل کا آسان ہونا

جس کی یہ تمنا ہو کہ مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمائے اور نزع کی سختی اس پر آسان ہو تو وہ ہر روز چاشت کے وقت یَاوَارِثُ یَانَافِعُ ۸۶۸ مرتبہ پڑھنے کا معمول بنا لے پھر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے انشاءاللہ تعالیٰ اس کی دعا ضرور قبولیت کا شرف حاصل کرے گی۔

۲۔ شدت مرض میں کمی

بیماری کی حالت میں دن میں یَـاوَارِثُ یَانَافِعُ کا ۲۱۰۰ مرتبہ پڑھنا مرض کی شدت کم کرتا ہے اور چند ہی دنوں میں صحت حاصل ہو جاتی ہے اگر کوئی مریض خود نہ پڑھ سکے تو کسی اور کو چاہیے کہ وہ اس ورد کو روزانہ پڑھے اور پانی دم کر کے مریض کو پلائے اور اس عمل کو تا حصول مقصد جاری رکھے۔

۳۔ بانجھ پن کا ختم ہونا

اگر کوئی بانجھ عورت یہ چاہتی ہو کہ اللہ تعالیٰ اسے اس مرض سے شفا دے تو اسے چاہیے کہ وہ ہر نماز کے بعد کثرت سے یَـاوَارِثُ یَـانَـافِعُ کا ورد کرے اور روزانہ اللہ کے حضور التجا کرے تو ان اسماء کی برکت سے اللہ تعالیٰ اسے تھوڑے ہی عرصہ میں بانجھ پن سے نجات دے دے گا۔ ایسے ہی اگر کسی شخص کے ہاں اولاد نہ ہوتی ہو یا ہو کر مر جاتی ہو اور اسے اپنی جائیداد کے وارث نہ ہونے کا غم ہو تو وہ ان اسماء کا بکثرت ورد کرے تو اللہ کی مہربانی سے اس کے ہاں اولاد ہو جائے گی۔

۴۔ حصول اولاد نرینہ

اگر کوئی اولاد نرینہ کا خواہش مند ہو تو ۴۰ دن تک خلوص نیت کے ساتھ روزہ رکھے اس دوران عصر کی نماز کو ادا کرنے کے بعد اول و آخر تین تین مرتبہ درود پاک پڑھے درمیان میں یَـاوَارِثُ یَـانَافِعُ ۳۱۲۵ مرتبہ ورد کرے اور پانی پر دم کر کے اپنی بیوی کو پلائے تو انشاء اللہ جلد مراد بر آئے گی۔ اللہ تعالیٰ نیک اور صالح اولاد نرینہ سے نوازے گا۔

۵۔ کاروبار میں کشادگی

جو کوئی اپنا نیا کاروبار شروع کرنے سے قبل باوضو حالت میں ایک جگہ بیٹھ کر توجہ و یکسوئی کے ساتھ تین ہزار مرتبہ یاوارث، یانافع پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے تو اس وظیفہ کی برکت سے اللہ تعالیٰ کاروبار میں خیر و برکت عطا فرماتا ہے اور کاروبار میں خوب نفع ہوتا ہے رزق کشادہ ہو جاتا ہے۔

۶۔ سفر میں محفوظ رہنا

جو کوئی سفر کے دوران بکثرت یاوارث، یانافع پڑھتا رہے تو اس کا سفر بخیر و عافیت طے ہوگا دوران سفر کسی قسم کی دشواری پیش نہ آئے گی راستے میں آفات و بلیات اور حادثات وغیرہ سے محفوظ رہے گا۔ اس کے پاس جو مال و سامان ہوگا وہ بالکل اللہ کی حفاظت میں رہے گا۔

۷۔ جائیداد اور مال میں فراخی

جو شخص یہ چاہتا ہو کہ اس کے اموال اور روزی میں فراخی پیدا ہو وہ ہر نماز کے بعد ۸۶۸ مرتبہ یَـاوَارِثُ یَـانَـافِعُ

کو یکسوئی اور خلوص نیت کے ساتھ پڑھے اللہ تعالیٰ اس کے اموال اور رزق میں وسعت پیدا فرمائے گا کیونکہ اس وظیفہ کے خواص میں یہ بات شامل ہے جو اس ورد کو پڑھنے کا معمول بنالے گا تو اللہ تعالیٰ اسے صاحب جائیداد کر دے گا اور جب وہ مرے گا تو اس کی بے پناہ وراثت ہوگی۔

۸۔غربت وافلاس کا دور ہونا

یَاوَارِثُ یَانَافِعُ غربت کو دور کرنے اور ہر جائز کام میں نفع حاصل کرنے کیلئے مفید ہے۔ اس کا کثرت سے ذکر کرنا بہت بہتر ثابت ہوتا ہے۔ کسی بھی نیک کام کی ابتدا میں ان اسماء کو پڑھنے سے کام میں خیر و برکت پیدا ہو جاتی ہے اور کام حسب منشاء تکمیل کو پہنچتا ہے۔

۹۔طویل عمر پانا

جو شخص ہر قمری مہینے کی شروع کی تاریخوں میں یَاوَارِثُ یَانَافِعُ کو ایک ہی نشست میں ۲۱ ہزار مرتبہ پڑھے گا اللہ تعالیٰ عزوجل اپنے فضل وکرم سے اسے لمبی عمر عطا فرمائے گا اور وہ اپنے سارے ہم عمروں میں بڑی عمر والا ہوگا۔

۱۰۔غم اور صدمے سے نجات

اگر کوئی شخص یَاوَارِثُ یَانَافِعُ کو طلوع آفتاب کے وقت ۸۶۸ مرتبہ پڑھتا رہے گا اور اس ورد کو ہمیشہ کیلئے اپنا معمول بنالے گا تو اللہ تعالیٰ عزوجل کے فضل وکرم سے اسے زندگی بھر کسی بڑے غم، دکھ یا صدمے سے دوچار نہیں ہونا پڑے گا۔

۱۱۔خوش وخرم رہنا

اگر کوئی شخص مغرب اور عشاء کی نمازوں کے درمیان یَاوَارِثُ یَانَافِعُ ۴۰ یوم تک روزانہ ۳۱۲۵ مرتبہ پڑھتا رہے تو اللہ تعالیٰ عزوجل اپنے فضل وکرم سے اس کے دل کو ہر حیرانی اور پریشانی سے نجات دے گا اور اس کے دل کو فرحت اور سرور بخشے گا جس سے وہ خوش وخرم رہے گا۔

۴۷۔ یَاوَاسِعُ یَاعَلِیْمُ

اے وسعت والے، اے علم والے

ا۔ کاروبار میں وسعت پیدا ہونا

اگر کوئی شخص اپنی دکان کا کاروبار بڑھانا چاہے تو اسے چاہیے کہ بعد نماز جمعہ چند آدمی اکٹھے کرے اور ۳۱۲۵۰ مرتبہ یَاوَاسِعُ یَاعَلِیْمُ مل کر پڑھیں اور چار جمعہ تک اسی طرح پڑھائی کریں۔ اس کے بعد کاروبار کو بڑھانے کیلئے جدوجہد کریں انشاءاللہ تعالیٰ کاروبار میں ترقی ہوگی۔

۲۔ تسخیر مخلوق

جو شخص مخلوق خدا کو مسخر کرنا چاہے تو اسے چاہیے اس وظیفہ یعنی یَاوَاسِعُ یَاعَلِیْمُ کو ۷۰ دن تک روزانہ صبح سات ہزار مرتبہ شام سات ہزار مرتبہ پڑھے تو وہ مخلوق خدا کو مسخر کرنے میں بے حد کامیاب ہو جائے گا۔ دور دور تک اس کی عزت کی شہرت ہو جائے گی جس کی طرف نظر اٹھا کر دیکھے گا وہی مطیع و فرمانبردار ہو جائے گا۔ امراء اور صاحب اقتدار لوگوں میں وقعت کی نظر سے دیکھا جائے گا یعنی تسخیر خلق کیلئے یہ اسم بہت ہی لاجواب ہے۔

۳۔ حصول فیوض و برکات

یَاوَاسِعُ یَاعَلِیْمُ کثرت سے پڑھنے والے کو اللہ تعالیٰ خوب رزق عطا کرتا ہے علم میں اضافہ کرتا ہے عمر میں درازی کرتا ہے، اس کے ہر کام میں آسانی پیدا ہو جاتی ہے، بے پناہ عزت حاصل ہوتی ہے، ہر خاص و عام میں عزت پاتا ہے۔ اگر ان اسماء کا ذاکر صاحب اقتدار بن جائے تو ہر کوئی دل و جان سے اس کی عزت کرے گا۔

۴۔ فراخی رزق

یَاوَاسِعُ یَاعَلِیْمُ فراخی کیلئے بہت اکسیر ہے۔ لہٰذا فراخی رزق کی نیت سے اسے سات ہزار مرتبہ روزانہ تین سال تک پڑھیں۔ رزق اور دولت میں بے پناہ اضافہ ہوگا۔ اسے پڑھنے والا دینی اور دنیاوی دولت سے مالا مال ہو جائے گا۔ کبھی تنگدستی اور محتاج نہ ہوگا۔ ایک اور عامل کا قول ہے کہ رزق کی کشادگی کے لئے یَاوَاسِعُ یَاعَلِیْمُ کو

۱۰۰۰ مرتبہ بعد نماز عشاء پڑھنا بہت مجرب ہے۔

۵۔ کسی کام کا انجام معلوم کرنا

اگر کسی شخص نے کسی چیز کا انجام معلوم کرنا ہو کہ کیا وہ اس کیلئے اچھی رہے گی یا بری تو اسے چاہیے کہ یَـــا وَاسِعُ یَـــا عَلِیْمُ کو بعد نماز عشاء گیارہ ہزار مرتبہ پڑھے پھر کسی سے بات چیت نہ کرے اور سو جائے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اسے خواب میں یا اشارہ غیبی سے اس چیز کے اچھے برے ہونے کا پورا پورا حال معلوم ہو جائے گا۔

۶۔ ذہانت اور قوت حافظہ میں اضافہ

ماں باپ کو اکثر شکایت ہوتی ہے کہ ان کی اولاد پڑھتی نہیں اور نہ ہی پڑھنے میں کوئی دلچسپی لیتی ہے ایسے بچوں کا دل اور دماغ پڑھائی میں لگانے کیلئے یَاوَاسِعُ یَاعَلِیْمُ ۳۱۲۵ مرتبہ پڑھ کر پانی پر دم کر کے پلائیں اور ۴۰ دن تک یہی عمل کریں انشاء اللہ تعالیٰ بچوں کا دل پڑھنے کی طرف مائل ہو جائے گا۔ ان کا ذہن تیز ہو جائے گا اور قوت حافظہ تیز ہو جائے گی۔

۷۔ حاجت کا جلد پورا ہونا

جو شخص یہ چاہے کہ میری حاجت جلد پوری ہو تو اسے چاہیے کہ وضو کر کے آبادی کے باہر جنگل میں جائے اور وہاں دو رکعت نفل برائے رفع حاجت پڑھے۔ اس کے بعد قبلہ کی طرف منہ کر کے کثرت سے یَایَـــا وَاسِعُ یَـــا عَلِیْمُ پڑھے انشاء اللہ تعالیٰ اس کی حاجت پوری ہو جائے گی۔ اس عمل کو تا حصول مقصد جاری رکھے۔

۸۔ صاحب کشف بننا

اہل طریقت میں جو شخص صاحب کشف بننا چاہتا ہو تو اسے چاہیے کہ روزانہ یَـــا وَاسِعُ یَـــا عَلِیْمُ کو دس ہزار مرتبہ پڑھنے کا معمول بنالے۔ انشاء اللہ تعالیٰ ایک سال میں اس کا باطن کھل جائے گا اور وہ صاحب کشف بن جائے گا جس قبر پر جائے گا اسے معلوم ہوگا کہ قبر میں مردے کا کیا حال ہے۔ اگر کسی ولی اللہ کے مزار پر جائے گا تو اس کی ملاقات ہوگی گویا کہ ایسے شخص پر علم و معرفت کے دروازے کشادہ ہو جاتے ہیں اور اس کا حافظہ مضبوط ہو جاتا ہے۔

۹۔ حصول علم دین میں آسانی

جو شخص علم دین کے حصول میں دشواری یا کوئی رکاوٹ محسوس کرتا ہو تو اسے چاہیے کہ اس وظیفہ کو کثرت سے پڑھے انشاء اللہ رکاوٹ دور ہو جائے گی اور اللہ تعالیٰ اس کیلئے آسانی پیدا فرما دے گا اور اس پر عمل کی راہیں کھول دے گا اور اگر کوئی عالم دین اسے کثرت سے پڑھے تو اس کے علم میں اضافہ ہوگا۔

۱۰۔ مجرب استخارے کا عمل

اگر کوئی استخارہ کے ذریعے یہ جاننا چاہے کہ اس مقدمے کا کیا ہوگا تجارت میں نفع ہوگا یا نقصان، شراکت بہتر رہے گی کہ نہیں۔ سفر اچھا رہے گا کہ نہیں، ہونے والا رشتہ اچھا رہے گا کہ نہیں، یعنی جو بات بھی معلوم کرنی ہو تو جمعرات اور جمعہ کی درمیانی شب میں رات کے وقت اٹھے اور وضو کر کے دو رکعت نماز ادا کرے اور اس کے بعد یَـــا وَاسِـعُ یَا عَلِیْمُ پڑھتے اس کے بعد سو جائے تین شب جمعہ تک یہی عمل کرے انشاء اللہ تعالیٰ جو بات صحیح ہوگی وہ خواب میں معلوم ہو جائے گی۔

۷۵۔ یَاوَاحِدُ یَاقَهَّارُ

اے اپنی ذات میں اکیلے، اے غلبے والے

۱۔ دل سے خوف و ہراس کا دور ہونا

کمزور دل افراد کیلئے یَـا وَاحِدُ یَاقَهَّارُ کثرت سے پڑھنا بہت فائدہ مند ہے۔ باوضو حالت میں پڑھنے سے دل کو تقویت حاصل ہوتی ہے جو شخص تنہائی میں گھبراتا ہو اور اندھیرے سے خوف کھاتا ہو تو وہ ہر روز باوضو حالت میں ۱۰۰۱ مرتبہ اس ورد کو پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے۔ گیارہ یوم تک بلا ناغہ یہ عمل کرے انشاء اللہ تعالیٰ اس کے دل سے خوف وہراس جاتا رہے گا اور اس کا مرتبہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بلند ہو جائے گا۔

۲۔ عبادت میں یکسوئی

اگر کسی کو اللہ تعالیٰ کی عبادت میں یکسوئی اور سرور کی کیفیت میسر نہ ہو تو اسے چاہیے کہ وہ ہر نماز کے بعد اول و آخر

گیارہ مرتبہ درود پاک پڑھے اور درمیان میں ۳۲۵ مرتبہ یَاوَاحِدُ یَاقَھَّارُ انتہائی یکسوئی کے ساتھ پڑھے تو اسے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے میں حلاوت محسوس ہوگی اور اس کا دل اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرف لگا رہے گا۔

۳۔مخلوق خدا کو تابع کرنا

یَاوَاحِدُ یَاقَھَّارُ کا بکثرت ورد کرنے والا اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں عزت وغلبہ پاتا ہے اسے بلند مرتبہ حاصل ہوتا ہے۔لوگوں میں اس کی عزت بڑھتی ہے۔

۴۔مخالفین پر غلبہ حاصل کرنا

دشمن کا خوف دور کرنے اور دشمن پر غلبہ حاصل کرنے کیلئے نماز فجر کی سنت اور فرض کے درمیان بکثرت یَاوَاحِدُ یَاقَھَّارُ کو پڑھنا دل سے خوف وہیبت کو دور کر کے قوت عطا فرماتا ہے۔ایسے ہی اگر کوئی شخص اپنے دشمنوں کی چالوں اور حاسدوں کی شرارتوں سے تنگ ہو تو اسے چاہیے کہ ان اسماء کو کثرت سے پڑھے اس ورد کی برکت سے اپنے دشمنوں کی چالوں اور شرارتوں سے بھی نجات پائے گا۔

۵۔رفع پریشانی کا ورد

یہ ورد ہر قسم کی مشکلات دور کرنے کیلئے بہترین حل ہے۔ہر نماز کے بعد ۳۲۵ مرتبہ یَاوَاحِدُ یَاقَھَّارُ کا ورد کرنے سے پریشانیاں دور ہو جاتی ہیں۔طبیعت کی بے چینی ختم ہو جاتی ہے۔دل کو اطمینان مل جاتا ہے۔ایک اور قول کے مطابق نماز عصر کے بعد نماز مغرب تک ان اسماء کا بکثرت ورد کرنے والے کو پریشانیاں نہیں چھوتیں۔

۶۔خاتمہ بالخیر ہونا

جو شخص یہ چاہے کہ اس کا خاتمہ بالخیر ہو اسے اس وظیفہ کا ہر نماز کے بعد ۱۱۱ مرتبہ ورد کرنا چاہیے کیونکہ ان اسماء کو پڑھنے والا اس دنیا سے سلامتی کے ساتھ رخصت ہوگا اور اس کا خاتمہ ایمان پر ہی ہوگا۔ان اسماء کا ورد ایمان کی سلامتی اور خاتمہ بالخیر کیلئے اسم اعظم جیسا اثر رکھتا ہے۔

۷۔شیطانی وسواس سے نجات پانا

اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل کرنے اور دنیوی و شیطانی وساوس سے نجات حاصل کرنے کیلئے یَاوَاحِدُ یَاقَھَّارُ ۔۔

وضو حالت میں بکثرت پڑھنا بہت جلد اپنا اثر دکھاتا ہے۔اس کے ذاکر کے دل میں دنیا سے بے رغبتی پیدا ہو جاتی ہے اور نفس پر غلبہ حاصل ہو جاتا ہے۔

۸۔ برے اثرات کو ختم کرنا

اگر کوئی شخص دنیا کی محبت میں گرفتار ہو تو یہ اسماء پڑھتا رہے اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے اس کا دل معمور ہو جائے گا جادو، ٹونہ، آسیب کو ختم کرنے کیلئے ان اسماء کو چینی کے برتن پر یَاوَاحِدُ یَاقَهَّارُ لکھ کر مریض کو پلایا جائے انشاء اللہ تعالیٰ فوراً شفا ہوگی۔ اگر گھر میں آسیب یا موذی جانور ہو تو وظیفہ کو ۱۱ روز تک ۱۱ ہزار مرتبہ پڑھ کر پانی دم کر کے دیواروں پر چھڑکائیں آسیب کا اثر ختم ہو جائے گا۔

۹۔ شفائی خواص

یَاوَاحِدُ یَاقَهَّارُ اپنے اندر بے شمار شفائی خواص رکھتا ہے جو بچے سوکھے پن کے مرض میں مبتلا ہوں اور جسمانی طور پر انتہائی کمزور اور لاغر ہوں تو ایسے بچوں کو تندرست و توانا کرنے کی غرض نماز فجر کے بعد باوضو حالت میں حسب منشاء مقدار میں سرسوں کا تیل لے کر اول و آخر گیارہ مرتبہ درود پاک پڑھیں اور درمیان میں ۱۰۰ امرتبہ ان اسماء کو پڑھ کر تیل پر دم کریں اور صبح و شام کمزور بچے کی جسمانی مالش کریں گیارہ یوم کے مسلسل عمل سے مثبت اثرات ظاہر ہونا شروع ہو جائیں گے۔ ۴۱ یوم تک مالش کرنے سے انشاء اللہ تعالیٰ بچے کی جسمانی کمزوری اور دبلا پن ختم ہو جائے گا۔

۷۶۔ یَاوَکِیلُ یَاکَفِیلُ

اے کارساز، اے کفالت کرنے والے

ا۔ حصول مراد

اللہ تعالیٰ کے بعض نیک بندوں نے اس وظیفے کے بارے میں یہ بتایا ہے کہ جو شخص اس وظیفہ کو روزانہ کثرت سے پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کی دلی مرادیں پوری کر دیتا ہے۔ کسی خاص مراد یا مقصد کے لئے یَاوَکِیلُ یَاکَفِیلُ کو روزانہ ۷۰۰ امرتبہ ۷۰ دن تک پڑھنا چاہیے انشاء اللہ تعالیٰ مراد پوری ہوگی۔

۲۔خوف اور آفات سے حفاظت

ہر قسم کے بیرونی خوف یعنی دشمن کا خوف، چوروں اور ڈاکوؤں کا خوف غرضیکہ ہر قسم کے خوف میں یَـاوَکِیـلُ یَاکَفِیلُ کو کثرت سے پڑھے انشاء اللہ تعالیٰ خوف دور ہو جائے گا۔ اگر کوئی دشمن تنگ کرتا ہو اور اسے دور کرنا چاہے تو اس وظیفہ کو ۱۰۰ مرتبہ پڑھے اور دشمن کی طرف منہ کر کے پھونک مارے انشاء اللہ تعالیٰ دشمن سے خلاصی ہو جائے گی۔

۳۔جلد کام ہونے کا ورد

جو شخص یہ چاہتا ہو کہ اس کا فلاں کام ہو جائے تو اسے چاہیے کہ یَاوَکِیلُ یَاکَفِیلُ روزانہ ۴۰ یوم تک بعد نماز تہجد پانچ ہزار مرتبہ، بعد نماز ظہر چار ہزار مرتبہ ار بعد نماز عصر تین ہزار مرتبہ اور بعد نما عشاء ایک ہزار مرتبہ پڑھے انشاء اللہ تعالیٰ اس کے کام کا کوئی نہ کوئی ذریعہ بن جائے گا۔

۴۔رہائی قید

اگر کوئی شخص ناحق قید میں پھنسا ہو، اسے چاہیے کہ گیارہ ہزار مرتبہ اس وظیفہ کو روزانہ پڑھے انشاء اللہ تعالیٰ قید سے رہائی کے اسباب پیدا ہو جائیں گے کیونکہ مندرجہ ذیل اسماء پڑھنے سے پڑھنے والا انسانی کفالت سے آزاد ہو کر اللہ کی کفالت میں آجائے گا اس لئے اسے قید سے رہائی حاصل ہو گی۔

۵۔قرض سے نجات

اگر کسی پر بے پناہ قرض ہو اور دینے کا کوئی ذریعہ نہ بن رہا ہو تو اسے چاہیے کہ ہر نماز کے بعد یَـاوَکِیـلُ یَاکَفِیلُ کو ۷۰۰ مرتبہ پڑھنے کا معمول بنائے اور قرض سے خلاصی تک وظیفہ کو جاری رکھے اور روزانہ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا تو قرض کی ادائیگی کے اسباب پیدا ہو جائیں گے۔

۶۔سفر میں خیر وعافیت سے رہنا

اگر کوئی مسافر سفر کی حالت میں یَـاوَکِیلُ یَاکَفِیلُ کا ورد کثرت سے کرے گا تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے سفر کے دوران اسے اپنی امان میں رکھے گا اور انشاء اللہ تعالیٰ ان اسماء کے ورد کی برکت سے وہ خیر و عافیت کے ساتھ وطن واپس پہنچے گا۔

۷۔ بحری سفر میں بحفاظت رہنا

اگر کسی شخص کو کشتی یا جہاز کے سفر میں طوفان کا اندیشہ ہو تو وہ یَاوَکِیْلُ یَاکَفِیْلُ کثرت سے پڑھے اور اللہ تعالیٰ کے حضور حفاظت کی التجا کرے تو اس کے فضل و کرم سے ہر طرح کے طوفان سے محفوظ رہے گا اور بخیر و عافیت سفر طے کر کے سلامتی کے ساتھ منزل مقصود پر پہنچے گا۔

۸۔ ہمدردانہ رویہ پیدا ہونا

اگر کوئی شخص یَاوَکِیْلُ یَاکَفِیْلُ کا ورد معمول کے طور پر پڑھنے لگے تو اس میں غریبوں اور محتاجوں کی ہمدردی کا جذبہ پیدا ہو جائے گا غرضیکہ وہ بے کسوں محتاجوں، غریبوں اور ناداروں کے ساتھ ہمدردی کرنے، ان کی حاجات کو پورا کرنے اور ان کی مشکلات کو آسان کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرنے لگے گا اور حتی الامکان ان کی مدد کرنے کی کوشش کرے گا۔

۷۷۔ یَاوَھَابُ یَاوَاسِعُ

اے سب کچھ دینے والے، اے وسعت دینے والے

۱۔ مال و دولت میں بے پناہ وسعت

اگر کوئی تونگری کا خواہشمند ہو تو اسے چاہیے کہ نماز مغرب اور نماز عشاء کے بعد باوضو حالت میں اسی جگہ پر بیٹھ کر قبلہ رخ ہو کر ہر روز ۱۵۱۰ مرتبہ یَاوَھَابُ یَاوَاسِعُ کو پڑھے تو اللہ تعالیٰ خوب مال و دولت عطا فرما دے گا۔ ایک اور قول کے مطابق اگر کوئی شخص بعد نماز فجر یَاوَھَابُ یَاوَاسِعُ ۱۴۰۰ بار مع اول و آخر ۱۴،۱۴ مرتبہ درود شریف پڑھے گا تو وہ ہمیشہ اپنے رزق کو فراخ اور کشادہ پائے گا اور کبھی رزق سے محروم نہیں رہے گا بلکہ اس کی اولاد بھی کثرت رزق سے خوشحال رہے گی۔

۲۔ حصول ملازمت

کسی عہدہ کو حاصل کرنے یا ملازمت حاصل کرنے کیلئے ہر نماز کے بعد ۷۰۰ مرتبہ یَاوَھَابُ یَاوَاسِعُ پڑھ...

اول وآخر تین تین مرتبہ درود پاک پڑھے اور اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے انشاء اللہ تعالیٰ مطلوبہ مقصد میں کامیابی ہوگی۔

۳۔تنگدستی کا خوشحالی میں بدلنا

اگر کوئی شخص نماز عشاء کے بعد اول وآخر گیارہ گیارہ مرتبہ درود پاک پڑھنے کے بعد ۳۱۲۵ مرتبہ یَاوَھَابُ یَاوَاسِعُ پڑھے اللہ تعالیٰ اس کے رزق میں زیادتی فرمادیتا ہے وہ دنیا میں کسی کا محتاج نہیں رہتا غربت تنگدستی راحت وخوشحالی میں بدل جاتی ہے۔اللہ تعالیٰ غیب سے روزی کے اسباب پیدا فرماتا ہے اس کو بکثرت پڑھنے سے کاروبار میں خوب ترقی ہوتی ہے۔ایک اور قول کے مطابق جو شخص گناہوں کے باعث مصائب اور رزق کی تنگی میں مبتلا ہو تو اسے چاہیے کہ کثرت سے ان اسماء کا ورد کرے اللہ تعالیٰ اس سے رزق کی تنگی دور فرمادے گا۔

۴۔محتاجوں کی مدد کرنے کا وصف پیدا ہونا

اگر کوئی شخص یَاوَھَابُ یَاوَاسِعُ کا بکثرت ورد کرے گا تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے اسے دنیا اور آخرت کی دولت سے مالا مال فرمائے گا۔وہ خود کبھی تنگدست اور کسی کا محتاج نہ ہوگا اور اللہ تعالیٰ اسے اس وصف سے بھی متصف کرے گا کہ وہ دوسروں کو تنگدست اور محتاج دیکھ کر ان کی مدد کرے گا غرضیکہ ان کی تنگدستی اور محتاجی ختم کرنے کیلئے ہمیشہ کوشاں رہے گا۔

۵۔خلقت سے بے نیاز ہونا

اگر کوئی شخص یَاوَھَابُ یَاوَاسِعُ کا بکثرت ورد کرے گا تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے اور اسم مبارک کے ورد کی برکت سے اسے خلقت عالم سے بے پروا اور بے نیاز کردے گا اور وہ کبھی بھی اپنی کسی ضرورت کے لئے اہل دنیا کے سامنے دست سوال دراز نہ کرے گا جبکہ خود دنیا اور دولت اس کی طرف رجوع کرے گی۔

۶۔حصول خوشحالی

جو شخص رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں اسے گیارہ ہزار مرتبہ روزانہ پڑھے۔اول آخر گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھے اس کی برکت سے وہ آئندہ رمضان المبارک تک خوشحال رہے گا اور اس کی زندگی سکون اور آرام سے گزرے گی بشرطیکہ پہلے سچے دل سے توبہ کرے اور آئندہ جانتے ہوئے گناہ نہ کرے۔

ایک اور قول کے مطابق جو شخص دن کے دس بجے وضو کرکے چار رکعت نماز چاشت کی نیت سے ادا کرے نماز

کے بعد پھر سجدے میں جائے اور سجدے میں ۱۵۱ مرتبہ یَـاوَهَّـابُ یَـاوَاسِعُ پڑھے اور ہر مہینے میں سات دن یہ عمل کرے تو اللہ تعالیٰ اپنی مہربانی سے ساری عمر خوشحالی زندگی عطا فرمائے گا۔

۷۔ حصول عزت و بلند مرتبہ

اگر کوئی شخص یہ چاہتا ہو کہ مخلوق میں اس کا مرتبہ بلند ہو اور وہ عزت کی بلندیوں پر پہنچ جائے تو ایسی خواہش کو پورا کرنے کیلئے ہر نماز کے بعد اول و آخر درود پاک پڑھیں اور درمیان میں ۳۱۲۵ مرتبہ یَاوَهَّابُ یَاوَاسِعُ کا ورد کریں ۴۰ یوم تک خلوص نیت سے اس عمل کو کرنے سے مطلوبہ مقصد پورا ہوگا۔

۸۔ جائز حاجت کا پورا ہونا

اگر کسی شخص کو کوئی حاجت درپیش ہو تو ٹھیک آدھی رات کو وضو کر کے قبلہ رو ہو کر مسجد یا گھر کے صحن میں تین بار سجدہ کرے، پھر سجدے سے سر اٹھا کر ۱۱۰۰ مرتبہ یَاوَهَّابُ یَاوَاسِعُ کا ورد کرے اور اللہ تعالیٰ کے حضور اپنی حاجت پیش کرے اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے حاجت پوری فرما دے گا۔

۹۔ فیاضی اور سخاوت

جو شخص یَـاوَهَّـابُ یَـاوَاسِعُ کا ورد کثرت سے کرے گا اس کے مزاج میں رحم دلی نرم خوئی، سخاوت اور فیاضی کی صفات پیدا ہوں گی اور وہ کسی سائل کے سوال کو رد کرنا پسند نہ کرے گا۔ اور وہ قلبی طور پر کوشش کرے گا کہ ہر سائل کو کچھ نہ کچھ ضرور دیا جائے۔

۱۰۔ سر درد میں افاقہ

اگر کسی شخص کے سر میں درد ہو تو اس کی پیشانی دائیں ہاتھ سے پکڑ کر ۲۱ مرتبہ یَـاوَهَّابُ یَاوَاسِعُ ایک ہی سانس میں پڑھ کر دم کیا جائے اس کے بعد درد والی جگہ پر دم کیا جائے یعنی پھونک ماری جائے انشاء اللہ تعالیٰ درد فوراً دور ہو جائے گا۔

۷۸۔ یَا وَلِیُّ یَا نَصِیْرُ

اے دوست، اے مدد کرنے والے

۱۔ حصول اسرار و رموز

اللہ تعالیٰ کے صفاتی نام یَـا وَلِـیُّ یَـا نَصِیْرُ کثرت سے پڑھنے والا صاحب کشف ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ اسے باطنی آنکھوں کی روشنی عطا فرماتا ہے وہ لوگوں کے دلوں کے اسرار و رموز سے واقف ہو جاتا ہے۔

۲۔ تسخیر القلوب

یَا وَلِیُّ یَا نَصِیْرُ کا وظیفہ ہر روز نماز فجر کے بعد ۱۰۰ مرتبہ یکسوئی اور توجہ کے ساتھ پڑھنے سے اللہ تعالیٰ دلوں کو تسخیر کرنے کی قوت سے نوازتا ہے اس کے ذاکر کو لوگوں کے دلوں کے اندرونی حالات سے آگاہی ہو جاتی ہے کیونکہ اس ورد سے دل بالکل صاف اور روشن ہو جاتا ہے۔

۳۔ نفس کو مطیع و فرمانبردار کرنا

اگر کوئی شخص اپنی نفسانی خواہشات کو پامال کرنے اور اپنے نفس کو مطیع و فرمانبردار کرنے کی غرض سے ہر روز نماز عصر کے بعد ۷۰۰ مرتبہ یَـا وَلِـیُّ یَـا نَـصِیْرُ پڑھ کر اپنے اوپر دم کرے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے دل شیطانی اور برے خیالات کی طرف مائل نہ ہوگا۔ نفس قابو میں آجائے گا۔ اللہ تعالیٰ نیک اور صالح کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے گا۔

۴۔ عورت میں عادات صالحہ پیدا کرنا

اگر کسی کی بیوی میں کوئی بری عادت پائی جاتی ہو تو وہ جب بھی اس کے سامنے جائے تو وہ یَـا وَلِـیُّ یَا نَصِیْرُ دل میں کثرت سے پڑھے انشاء اللہ تعالیٰ عورت میں عادات صالحہ پیدا ہو جائیں گی اور خاوند کی ہر بات پر اطاعت کے جذبے سے عمل کرے گی۔

۵۔ اللہ کی رحمت حاصل کرنا

یَا وَلِیُّ یَا نَصِیرُ بکثرت پڑھتے رہنے سے اللہ تعالیٰ اپنی خاص رحمت نازل فرماتا ہے۔ ذاکر کو اپنی پناہ میں لے لیتا ہے اور اس کی ہر طرح سے سرپرستی فرماتا ہے۔ اگر کوئی شخص شب جمعہ میں اس وظیفہ کو ایک ہزار مرتبہ پڑھے گا تو اللہ اسے اپنی رحمت کے صدقے نیک اعمال کرنے کی توفیق عطا فرمادے گا

۶۔ ہنرمندوں کیلئے نفع بخش ورد

ہنرمندوں اور دستکاروں کیلئے یَا وَلِیُّ یَا نَصِیرُ کا ورد بکثرت کرتے رہنا انتہائی نافع ہے۔ اس وظیفہ کی بدولت اس کے کام میں برکت پیدا ہو جاتی ہے جو کوئی یَا وَلِیُّ یَا نَصِیرُ وضو کی حالت میں بکثرت پڑھتا رہے تو اللہ تعالیٰ ان اسماء کی برکت سے اس کے کام میں خاص برکت پیدا فرما دیتا ہے۔ وہ تھوڑے وقت میں زیادہ کام کرتا ہے۔ اس کے ہر کام کی ہر کوئی قدر کرتا ہے۔ کبھی بھی اسے بیروزگاری کا سامنا نہیں کرنا پڑتا۔ اس کے ہاں رزق کی فراوانی ہو جاتی ہے۔

۷۔ کسی کے دل میں مقام پیدا کرنا

کسی کے دل کو تسخیر کرنے اور اس کے دل میں اپنی محبت اور نیک جذبات پیدا کرنے کی غرض سے ہر روز ۶۱۳ مرتبہ یَا وَلِیُّ یَا نَصِیرُ پڑھنے سے مطلوبہ مقصد پورا ہو جاتا ہے۔ ایسے ہی اگر کسی ملازم کا مالک بدمزاج ہو اور اس کے ساتھ بدسلوکی کرتا ہو تو ملازم کو چاہیے کہ وہ اس وظیفہ کا ورد کرتا ہوا اپنے مالک کے سامنے جائے تو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مالک اس کے ساتھ نہایت لطف اور مہربانی سے پیش آئے گا۔

۸۔ مکان یا دکان کی حفاظت کرنا

اگر کسی کو اپنے مکان یا دکان میں چوروں اور ڈاکوؤں کے داخلے کا خطرہ ہو یا کسی اور آفت و مصیبت کا خدشہ ہو تو وہ سفید کاغذ پر ۷ امرتبہ یَا وَلِیُّ یَا نَصِیرُ لکھ کر تھوڑے سے پانی میں گھولے اور اس پانی کو اپنے مکان اور دکان میں چاروں کونوں پر چھڑکے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مکان و دکان محفوظ رہے گا۔ چور اور ڈاکو داخل ہونے کی جرأت نہ کر سکیں گے۔

۹۔ مسلمانوں کی بھلائی چاہنا

جو شخص یَـا وَلِیُّ یَا نَصِیرُ کا بکثرت ورد کرے گا تو اللہ تعالیٰ العزیز اپنے فضل وکرم سے ایمان ودوستی کے وصف سے متصف فرمائے گا۔ چنانچہ ایسا شخص اہل اسلام سے دوستی اور کافروں سے نفرت رکھے گا اور ہر معاملے میں مسلمانوں کی بھلائی اور خیر خواہی اسے ملحوظ خاطر ہوگی۔

اسمائے جبروت

اسماء جبروت اللہ تعالیٰ کے صفاتی اسماء ہی ہیں۔ انہیں اسماء جبروت اس لئے کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے صفاتی نام ہی کی الفاظ میں تکرار کر کے اسی صفت کے مفہوم کو فصیح و بلیغ کر دیا گیا ہے۔ اس لئے ان اسماء کا ذکر سریع الاثر اور قوی ہو جاتا ہے۔ لہٰذا جو شخص ان اسماء کا اخلاص نیت سے ورد کرے گا اسے بے پناہ فیوض و برکات حاصل ہوں گی۔ ان اسماء کو کثرت سے پڑھنے سے ایمان میں استقامت، عبادت میں اخلاص، ذکر میں رغبت، اللہ اور اس کے رسول نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت، اہل طریقت کی منازل میں ترقی، باطن کی کشادگی اور قلبی نورانیت حاصل ہوگی۔ اس کے علاوہ ان اسماء کو کثرت سے پڑھنے کا معمول بنا لینے سے پڑھنے والے کے رزق میں اضافہ ہو جائے گا۔ غربت دور ہو جائے گی، گھر میں خیر و برکت پیدا ہو جائے گی، اگر قرض دار ہوگا تو قرض سے نجات ملے گی۔ ہر خاص و عام میں عزت ہوگی۔ اگر کسی وقت کوئی حاجت درپیش ہوگی تو اللہ تعالیٰ ان اسماء کے ورد کی برکت سے حاجت روائی کرنے والا ہے اور سخت سے سخت مشکل بھی دور ہو جائے گی اور شر شیطان سے بھی محفوظ رہے گا۔ اگر کوئی دشمنی کرے گا تو وہ بھی دشمنی سے باز آ جائے گا۔

يَا جَبَّارُ تَجَبَّرْتَ بِالْجَبَرُوْتِ وَالْجَبَرُوْتُ فِيْ جَبَرُوْتِ جَبَرُوْتِكَ يَا جَبَّارُ.

يَا جَلِيْلُ تَجَلَّلْتَ بِالْجَلَالِ وَالْجَلَالُ فِيْ جَلَالِ جَلَالِكَ يَا جَلِيْلُ.

يَا جَمِيْلُ تَجَمَّلْتَ بِالْجَمَالِ وَالْجَمَالُ فِيْ جَمَالِ جَمَالِكَ يَا جَمِيْلُ.

يَا حَكِيْمُ تَحَكَّمْتَ بِالْحِكْمَةِ وَالْحِكْمَةُ فِيْ حِكْمَةِ حِكْمَتِكَ يَا حَكِيْمُ.

يَا حَلِيْمُ تَحَلَّمْتُ بِالْحِلْمِ وَالْحِلْمُ فِيْ حِلْمِ حِلْمِكَ يَاحَلِيْمُ

يَا حَمِيْدُ تَحَمَّدْتَّ بِالْحَمْدِ وَالْحَمْدُ فِيْ حَمْدِ حَمْدِكَ يَا حَمِيْدُ.

يَا حَافِظُ تَحَفَّظْتَ بِالْحِفْظِ وَالْحِفْظُ فِيْ حِفْظِ حِفْظِكَ يَا حَافِظُ.

يَا حَنَّانُ تَحَنَّنْتَ بِالْحِنَةِ وَالْحِنَةُ فِيْ حِنْتِ حِنَّتِكَ يَا حَنَّانُ.

يَا خَالِقُ تَخَلَّقْتَ بِالْخَلْقِ وَالْخَلْقُ فِيْ خَلْقِ خَلْقِكَ يَا خَالِقُ

يَا رَبّ تَرَبَّبْتَ بِالرَّبُوْبِيَّةِ وَالرَّبُوْبِيَّةُ فِيْ رَبُوْبِيَّةِ رَبُوْبِيَّتِكَ يَا رَبّ.

يَا رَحِيْمُ تَرَحَّمْتَ بِالرَّحْمَةِ وَالرَّحْمَةُ فِيْ رَحْمَةِ رَحْمَتِكَ يَا رَحِيْمُ.

يَا رَزَّاقُ تَرَزَّقْتَ بِالرِّزْقِ وَالرِّزْقُ فِيْ رِزْقِ رِزْقِكَ يَا رَزَّاقُ.

يَا رَفِيْعُ تَرَفَّعْتَ بِالرَّفْعِ وَالرَّفْعُ فِيْ رَفْعِ رَفْعِكَ يَا رَفِيْعُ.

يَا سَتَّارُ تَسَتَّرْتَ بِالسَّتْرِ وَالسَّتْرُ فِيْ سَتْرِ سَتْرِكَ يَا سَتَّارُ.

يَا سَلَامُ تَسَلَّمْتَ بِالسَّلَامِ وَالسَّلَامُ فِيْ سَلَامِ سَلَامِكَ يَا سَلَامُ.

يَا سَمِيْعُ تَسَمَّعْتَ بِالسَّمْعِ وَالسَّمْعُ فِيْ سَمْعِ سَمْعِكَ يَا سَمِيْعُ.

يَا شَكُوْرُ تَشَكَّرْتَ بِالشُّكْرِ وَالشُّكْرُ فِيْ شُكْرِ شُكْرِكَ يَا شَكُوْرُ.

يَا شَهِيْدُ تَشَهَّدْتَ بِالشَّهَادَةِ وَالشَّهَادَةُ فِيْ شَهَادَةِ شَهَادَتِكَ يَا شَهِيْدُ.

يَا عَلِيْمُ تَعَلَّمْتَ بِالْعِلْمِ وَالْعِلْمُ فِيْ عِلْمِ عِلْمِكَ يَا عَلِيْمُ.

يَا عَظِيْمُ تَعَظَّمْتَ بِالْعَظْمَةِ وَالْعَظْمَةُ فِيْ عَظْمَةِ عَظْمَتِكَ يَا عَظِيْمُ.

يَا عَزِيْزُ تَعَزَّزْتَ بِالْعِزَّتِ وَالْعِزَّةُ فِيْ عِزَّةِ عِزَّتِكَ يَا عَزِيْزُ.

يَا فَتَّاحُ تَفَتَّحْتَ بِالْفَتْحِ وَالْفَتْحُ فِيْ فَتْحِ فَتْحِكَ يَا فَتَّاحُ.

يَا فَرْدُ تَفَرَّدْتَ بِالْفَرْادَانِيَّةِ وَالْفَرْدَانِيَّةُ فِيْ فَرْدَانِيَّةِ فَرْدَا نِيَّتِكَ يَا فَرْدُ.

يَا فَارِضُ تَفَرَّضْتَ بِالْفَرْضِ وَالْفَرْضُ فِيْ فَرْضِ فَرْضِكَ يَا فَارِضُ.

يَا فَاضِلُ تَفَضَّلْتَ بِالْفَضْلِ وَالْفَضْلُ فِيْ فَضْلِ فَضْلِكَ يَا فَاضِلُ.

يَا فَاعِلُ تَفَعَّلْتَ بِالْفِعْلِ وَالْفِعْلُ فِيْ فِعْلِ فِعْلِكَ يَا فَاعِلُ.

يَا قُدُّوْسُ تَقَدَّسْتَ بِالْقُدْسِ وَالْقُدْسُ فِيْ قُدْسِ قُدْسِكَ يَا قُدُّوْسُ.

يَا قَدِيْرُ تَقَدَّرْتَ بِالْقُدْرَةِ وَالْقُدْرَةُ فِيْ قُدْرَةِ قُدْرَتِكَ يَا قَدِيْرُ.

يَا قَهَّارُ تَقَهَّرْتَ بِالْقَهْرِ وَالْقَهْرُ فِيْ قَهْرِ قَهْرِكَ يَا قَهَّارُ.

يَا قَرِيْبُ تَقَرَّبْتَ بِالْقُرْبِ وَالْقُرْبُ فِيْ قُرْبِ قُرْبِكَ يَا قَرِيْبُ.

يَا قَدِيْمُ تَقَدَّمْتَ بِالْقِدَمِ وَالْقِدَمُ فِيْ قِدَمِ قِدَمِكَ يَا قَدِيْمُ.

يَا كَبِيْرُ تَكَبَّرْتَ بِالْكِبْرِيَآءِ وَالْكِبْرِيَآءُ فِيْ كِبْرِيَآءِ كِبْرِيَآئِكَ يَا كَبِيْرُ.

يَا كَرِيْمُ تَكَرَّمْتَ بِالْكَرَمِ وَالْكَرَمُ فِيْ كَرَمِ كَرَمِكَ يَا كَرِيْمُ.

يَا مَجِيْدُ تَمَجَّدْتَ بِالْمَجْدِ وَالْمَجْدُ فِيْ مَجْدِ مَجْدِكَ يَا مَجِيْدُ.

يَا مَنَّانُ تَمَنَّنْتَ بِالْمِنَّةِ وَالْمِنَّةُ فِي مِنَّةِ مِنَّتِكَ يَا مَنَّانُ.
يَا مَلِيكُ تَمَلَّكْتَ بِالْمَلَكُوتِ وَالْمَلَكُوتُ فِي مَلَكُوتِ مَلَكُوتِكَ يَا مَلِيكُ.
يَا نُورُ تَنَوَّرْتَ بِالنُّورِ وَالنُّورُ فِي نُورِ نُورِكَ يَا نُورُ.
يَا نَصِيرُ تَنَصَّرْتَ بِالنُّصْرَةِ وَالنُّصْرَةُ فِي نُصْرَةِ نُصْرَتِكَ يَا نَصِيرُ.
يَا وَاحِدُ تَوَحَّدْتَ بِالْوَحْدَانِيَّةِ وَالْوَحْدَانِيَّةُ فِي وَحْدَانِيَّةِ وَحْدَانِيَّتِكَ يَا وَاحِدُ.
يَا وَهَّابُ تَوَهَّبْتَ بِالْوَهْبَةِ وَالْوَهْبَةُ فِي وَهْبَةِ وَهْبَتِكَ يَا وَهَّابُ.
يَا وَاصِلُ تَوَصَّلْتَ بِالْوَصْلِ وَالْوَصْلُ فِي وَصْلِ وَصْلِكَ يَا وَاصِلُ.
يَا سَامِعُ يَا مُجِيبُ يَا اَللّٰهُ يَا اَللّٰهُ يَا عَزِيزُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبٌّ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ الْمَصِيرُ يَا قُدُّوسُ اَسْئَلُكَ اَنْ تُصَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَاَنْ تَغْفِرَلِي ذُنُوبِي وَتَرْحَمَنِي وَتَتُوبَ عَلَيَّ وَاَنْ تَقْضِيَ حَاجَتِي وَتَكْفِيَ مُهِمَّاتِي وَتَسْتَجِيبَ دَعْوَتِي وَتَقَبَّلَ عِبَادَتِي بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ۝

تحقیق اسم اعظم

اسم اعظم کے بارے میں محقق عظیم علقمی نے کہا ہے کہ علماء نے اسم اعظم کے بارے میں اپنی اپنی رائے سے اختلاف کیا ہے اوران کے کئی اقوال ہیں جنہیں یہاں نقل کیا جاتا ہے تاکہ پڑھنے والوں پر علمی تحقیق واضح ہوجائے۔ علقمی کا بیان کردہ مضمون حسب ذیل ہے جس میں انہوں نے اسم اعظم کے بارے میں 20 اقوال پیش کئے ہیں۔

پہلا قول

تو یہ ہے کہ اسم اعظم کا الگ کوئی وجود ہی نہیں، یعنی اللہ تعالیٰ کے تمام اسماء عظیم ہیں۔ کسی ایک کو دوسروں پر فضیلت دینا جائز نہیں۔ اس بات کی طرف ایک قوم کا رجحان ہے جن میں ابوجعفر طبری، ابوالحسن اشعری، ابوحاتم بن حبان اور قاضی ابوبکر باقلانی اور انہی سے ملتا جلتا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کا قول ہے کہ قرآن کے ایک حصہ کو دوسرے پر فضیلت دینے کو جائز نہیں سمجھتے اور اللہ کے اسم اعظم کے ذکر کا جو روایات میں آیا ہے اس کو یہ حضرات عظیم پر

محمول کرتے ہیں۔ یعنی اعظم بمعنی عظیم۔ طبری کی عبارت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اسم اعظم کی تعین میں آثار و روایات مختلف ہیں۔ میری دانست میں تمام اقوال صحیح ہیں۔ اس لئے کسی خبر میں، کسی اسم مبارک کو اسم اعظم متعین نہیں فرمایا گیا کہ یہ اسم اعظم ہے اور اس سے کوئی دوسرا بڑا نہیں۔ فرماتے ہیں اللہ کے اسماء میں سے ہر اسم مبارک کو دوسرے سے اعظم کہہ سکتے ہیں اور یہ بات ''عظیم'' کی لوٹ آئے گی۔ ابن حبان نے فرمایا، حدیثوں میں جو بڑائی آتی ہے اس سے مراد یہ ہے کہ اس اسم مبارک کے ذریعے دعا مانگنے والے کو زیادہ اجر و ثواب ملے گا جیسا کہ قرآن کے بارے میں یہی بات آئی ہے (کہ فلاں آیت افضل و اعلیٰ ہے) اور مراد یہ کہ اس کی تلاوت پر قاری کو اجر زیادہ ملے گا۔

دوسرا قول

یہ ہے کہ اس کو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے اور اس نے اپنی کسی مخلوق کو اطلاع نہیں دی جیسا کہ ''لیلۃ القدر'' قبولیت کی ساعت اور نماز وسطیٰ۔

تیسرا قول

یہ کہ اسم اعظم ہے۔ اسے امام فخر الدین نے بعض اہل کشف سے نقل کیا ہے۔

دوسرا قول

یہ کہ اسم اعظم اللہ ہے کیونکہ یہ اسم مبارک کسی اور پر نہیں بولا جاتا۔

چوتھا قول

یہ کہ اسم اعظم اَللّٰہُ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ہے۔

پانچواں قول

یہ کہ اسم اعظم اَلرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ہے

حدیث شریف میں اللہ کا اسم اعظم دو آیتوں میں ہے۔

(۱) وَاِلٰھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ○

(۲)اور سورۃ آل عمران کے شروع میں الٓمٓ اَللّٰہُ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا ھُوَاالْحَیُّ الْقَیُّوْمُ○

چھٹا قول

اَلْـحَیُّ الْـقَیُّوْمُ کیونکہ حدیث میں آتا ہے، اسم اعظم تین سورتوں میں ہے۔ البقرہ، آل عمران اور طٰہٰ ۔ یہ قول امام رازی کا ہے۔

ساتواں قول

اَلْـحَنَّانُ اَلْمَنَّانُ بَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ذُوالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ ۔ مہربان ۔ بہت احسان کرنے والا ۔ بغیر کسی مثال سابق کے زمین وآسمان کو پیدا کرنے والا ۔ دبدبے اور عزت والا ۔

آٹھواں قول

بَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ذُوالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ

نواں قول

ذُوالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ

دسواں قول

اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّاھُوَ الْاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِیْ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّـہٗ کُفُوًا اَحَدٌ○

اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں ۔ ایک ، بے نیاز ، جس کی کوئی اولاد نہیں ، نہ وہ کسی کی اولاد ، نہ اس کی برابری کا کوئی ۔ حافظ ابن حجر نے کہا، سند کے لحاظ سے یہ تمام روایات سے اخذ کردہ ہے۔

گیارہواں قول

یَا رَبُّ ۔ (پروردگار)

بارہواں قول

مَالِكَ الْمُلْكِ ۔ (ملک کا مالک)

تیرہواں قول

حضرت یونس علیہ السلام کی مچھلی کے پیٹ میں دعا لَآ اِلٰـــہَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظَّالِمِیْنَ۔
تیرے سوا کوئی سچا معبود نہیں۔ تجھے پاکی ہے۔ بے شک میں ہی زیادتی کرنے والوں میں سے ہوں۔

چودھواں قول

کلمہ توحید۔ اسے قاضی عیاض نے نقل کیا ہے۔

پندرہواں قول

امام رازی نے امام زین العابدین سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے اسم اعظم دکھانے کا سوال کیا، پھر خواب میں دیکھا هُوَاللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّاهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ۔ وہ اللہ ہی کی ذات ہے جس کے سواء کوئی سچا معبود نہیں۔ عرش عظیم کا مالک۔

سولہواں قول

اسم اعظم اسماء الحسنٰی میں ہی پوشیدہ ہے۔

سترہواں قول

اللہ تعالیٰ کا ہر اسم گرامی جس میں محو ہو کر اس طرح دعا مانگی جائے کہ اس حالت میں اللہ کا غیر نہ ہو۔ جو بھی اس طرح دعا مانگے قبول ہوگی۔ یہ بات امام جعفر صادق، جنید بغدادی وغیرہ نے فرمائی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

اٹھارہواں قول

اَللّٰهُمَّ اے اللہ! الزرکشی نے کہا۔

انیسواں قول

الٓمٓ ہے۔ خلاصہ عبارت "شرح عزیزی" علی الجامع الصغیر۔

اللہ تعالیٰ کے اسم اعظم پر امام علامہ عارف باللہ سید عبداللہ بن اسعد الیافعی الیمنی الشافی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی کتاب ''الدرالنظیم فی خواص القرآن العظیم'' میں تفصیلی گفتگو کی ہے۔ اس کیلئے سورۂ آل عمران کی پہلی آیت الٓمّٓ اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ کے بعد ایک خاص فصل مقرر فرمائی۔

اسم اعظم کے متعلق علماء کی آراء

اسم اعظم کے بارے میں اکابر علماء کی آراء حسب ذیل ہیں:

اسم اعظم کا مطلب اکبر اور عظیم ہے

حافظ ابوالقاسم سہیلی نے کہا، اس مسئلہ میں علماء کا اختلاف ہے۔ ایک جماعت اس طرف گئی ہے کہ اللہ کے ناموں میں فضیلت کی بحث نہیں کرنی چاہیے۔ ان کا کہنا ہے کہ اللہ کے ناموں میں کوئی دوسرے سے بڑا نہیں اور جہاں کبھی اسم اعظم کا لفظ آئے اس کا معنی عظیم وَاَکْبَرُ بمعنی کَبِیْر ہے۔ جیسے اَھْوَنُ بمعنی ھَیِّنٌ۔ یہ بات ابوالحسن بن بطال نے نقل کی اور اس کی نسبت ایک جماعت کی طرف کی۔ جن میں ابومحمد بن ابوزید القابسی وغیرہ شامل ہیں۔ ان کی دلیل بھی یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس اسم مبارک کی قطعی تعین نہیں فرمائی حالانکہ آپ سے کمتر شان والے بھی اسے جانتے تھے مثلاً آصف بن برخیا، بلعام باعورا، عبداللہ بن التامر اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب انتہائی تضرع و انکساری سے اپنی امت کی باہمی سر پھٹول سے بچنے کی دعا فرمائی تھی تو یقیناً اسم اعظم سے ہی دعا مانگی ہوگی تاکہ قبول ہو کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان پر شفیق تھے اور امت کی تکلیف آپ پر شاق گزرتی تھی۔ پھر جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایسا نہیں کیا تو ہمیں معلوم ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ہر نام کی فضیلت اور حکم دوسرے کی طرح ہے جس نام سے دعا مانگی جائے چاہے تو قبول فرمائے اور چاہے تو رد فرمائے۔ اللہ کا فرمان ہے

قُلِ ادْعُوا اللّٰہَ اَوِادْعُوا الرَّحْمٰنَ اَیًّامَّا تَدْعُوْا فَلَہُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی۔

ترجمہ: تم فرماؤ اللہ کو پکارو یا رحمٰن کو پکارو جس کو پکارو تمام اچھے نام اسی کے ہیں۔

اس کلام سے ظاہری طور پر تو اللہ تعالیٰ کے تمام اسمائے حسنیٰ برابر معلوم ہوتے ہیں اسی لئے یہ اور دوسرے علماء اس طرف گئے ہیں کہ اللہ کا کوئی کلام دوسرے سے افضل نہیں کیونکہ ایک رب کا، ایک کلام ہے۔ پس ایک کی دوسرے پر فضیلت محال ہے۔

شیخ ابوالقاسم، اللہ ان کو معاف کرے، نے فرمایا (قرآن مجید) کا ان ناموں سے (اللہ، رحمٰن، رحیم) شروع کرنے کا سبب یوں بیان کیا جاسکتا ہے کہ اس طرح ابتدا کرنا عقلاً محال ہے یا شرعاً؟ عقلاً تو یہ محال نہیں کہ اللہ تعالیٰ ایک کار خیر کو دوسرے پر یا ایک کلمہ ذکر کو دوسرے پر فضیلت بخشے کیونکہ فضیلت کا دارومدار اجر وثواب کی کمی بیشی پر ہے۔ فرائض کو نوافل پر بالاتفاق فضیلت حاصل ہے۔ نماز اور جہاد بہت سے نیک اعمال سے افضل ہیں۔ دعا و ذکر بھی اعمال میں سے دو عمل ہیں تو بعض کا بعض سے قبولیت سے قریب تر ہونا اور آخرت میں بعض کا بعض سے زیادہ اجر وثواب کا باعث ہونا بعید نہیں۔ اسماء مسمیٰ کی تعبیر ہیں اور وہ اللہ کے کلام قدیم میں شامل ہیں اور ہم کلام اللہ میں یہ نہیں کہتے کہ وہ عین ہے یا غیر۔ اسی طرح ہم اس کے اسماء کے متعلق بھی جو اس کے کلام میں ہیں یہ نہیں کہتے کہ وہ ذات باری کا عین یا غیر ہیں۔ پھر اگر ہم اپنی مخلوق زبانوں اور حادث الفاظ سے کلام کریں تو ہمارا کلام ہمارے اعمال میں سے ایک عمل ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ۔ اللہ نے تمہیں بھی پیدا کیا ہے اور تمہارے اعمال کو بھی۔ جب یہ بات ثابت ہوگئی اور اسماء میں فضیلت جائز ہوگئی، جب بھی ان سے پکاریں تو اسی طرح سورتوں اور آیتوں کا ایک دوسرے سے افضل ہونا ثابت ہوتا ہے کہ اس کا دارومدار اس تلاوت پر ہے جو ہمارا عمل ہے۔ اس متلو پر نہیں، جو ہمارے رب کا کلام اور اس کی قدیمی صفات میں سے ایک صفت ہے۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا تیرے پاس کتاب اللہ کی کون سی بڑی آیت ہے؟ انہوں نے عرض کیا اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ فرمایا: ابوالمنذر را علم مبارک ہو۔ یہ محال ہے کہ وہ اعظم سے مراد عظیم لیں۔ اس لئے کہ قرآن سب کا سب عظیم ہے تو کیسے فرما سکتے ہیں کہ قرآن کی ایک آیت عظیم ہے جبکہ اس کی ہر آیت عظیم ہے۔ یونہی اس سلسلہ میں اہل زبان کے تمام استشہاد موجود ہیں مثلاً وہ کہتے ہیں اَكْبَرُ بمعنی كَبِيْرٌ بمعنی اَهْوَنُ بمعنی هَيِّنٌ۔

کیا اسم اعظم متعین ہے:

اگر یہ سوال کیا جائے کہ اللہ کے اسم اعظم کے متعلق ہمارا کیا قول ہے؟ اور کیا اللہ کے اسماء میں ایک دوسرے پر فضیلت کا اصول جاری ہوتا ہے؟ بلکہ باہمی فضیلت نفرت اور مغائیرت، اللہ تعالیٰ کے ناموں میں کس طرح متصور ہوسکتی ہے؟ جبکہ اسم مسمیٰ کا عین ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہمارا کہنا ''اِسْمُ اللّٰہِ الْاَعْظَمُ'' اس سے مراد وہ اسم ہے جو اجابت کے قریب تر ہو اور جب اس کے ذریعہ دعا مانگیں قبول ہو۔

کیا وجہ ہے کہ انسان اس کے ذریعہ دعا مانگتا ہے مگر قبول نہیں ہوتی؟ ہم جواب میں اول تو یہ کہتے ہیں کہ ہم اسم اعظم کو قطعی تعین نہیں کرتے۔ یہ شکوک وظنون کا محل ہے کہ اس میں مختلف اقوال ہیں متعدد الفاظ ہیں۔ اب اگر ان میں

سے کسی ایک کو دعا مانگنے والے کیلئے متعین نہ کیا جائے تو قبولیت سے قریب تر کا کیسے پتہ چلے؟

اگر کوئی شخص ان تمام الفاظ کو اپنی دعا میں جمع کر لے پھر بھی اس کی حاجت پوری نہ ہو تو کیا جواب دو گے؟ اب تک تو کسی نے اس کا تجربہ نہیں کیا کہ نامراد رہا ہو کہ ہم جواب دیں۔ اگر کہا جائے کہ جس اسم اعظم کا علما نے ذکر کیا ہے وہ کہاں ہے؟ کہ اس کے ذریعے جو کوئی اللہ سے دعا کرے قبول فرماتا ہے اور جو مانگے عطا فرماتا ہے۔ ہم اس کے دو جواب دیتے ہیں۔ یہ اسم مبارک ہم سے پہلے لوگوں کے پاس تھا جب انہوں نے اس کو جانا، حفاظت کی۔ کثرت سے استعمال نہ کیا، اس کی تعظیم کی، بغیر طہارت کے ہاتھ نہ لگایا، پہچاننے والے نے اس کے تقاضوں پر عمل کیا، پوشیدہ رکھا تو اس کے ذریعے مسمّیٰ (ذات) کی عظمت سے اس کا دل پُر ہو گیا۔ کسی غیر کی طرف توجہ نہ کی اور نہ کسی غیر کا ڈر رہا لیکن جب انہوں نے اسے (پست مقاصد کیلئے) استعمال کیا، غلط اور مذاق کے طور پر اسے بولنا شروع کیا، اس کے مقتضا پر عمل کیا تو دلوں سے اس کی ہیبت جاتی رہی پھر فوری قبولیت اور حاجت براری کی وہ بات نہ رہی جو پہلے تھی۔ تم دیکھتے نہیں حضرت ایوب علیہ السلام کے اس فرمان کی طرف کہ میں ایسے دو آدمیوں کے پاس سے گزرا کرتا جو لڑتے جاتے اور اپنی لڑائی میں اللہ کا ذکر بھی کرتے جاتے تھے۔ میں ان کے پاس سے بھاگ جاتا۔ مجھے یہ بات ناپسند تھی کہ اللہ کا ذکر غلط انداز سے کیا جائے۔ حدیث شریف میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، مجھے پاکی کے بغیر اللہ کا ذکر کرنا پسند نہیں۔ اب تیرے لئے تعظیم واضح ہو گئی۔

جب دل سے دعا مانگی جائے، صرف زبان سے نہیں تو بندے کی دعا قبول ہوتی ہے۔ ہاں قبولیت کی قسمیں ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، یا تو مانگنے والے کو جلدی مدعا مل جاتا ہے یا اس کیلئے دعا ذخیرہ کر دی جاتی ہے اور یہ اس کے مطالبہ سے بہتر ہے یا جتنی اس نے بھلائی مانگی، اس کے بدلے اتنی بُرائی اور تکلیف اس سے پھیر دی جاتی ہے۔ رہی نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اپنی امت کیلئے یہ دعا کہ اللہ تعالیٰ ان میں باہمی لڑائی نہ کرے۔ سو اللہ تعالیٰ نے اس سے آپ کو منع فرما دیا اور اس کے بدلے آخرت میں آپ کو منصب شفاعت عطا کیا۔

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اُمَّتِی هٰذِهٖ اُمَّةٌ مَرْحُوْمَةٌ لَیْسَ عَلَیْهَا فِی الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ ، عَذَابُهُمْ فِی الدُّنْیَا الزَّلَازِلُ وَالْفِتَنُ"۔

ترجمہ: میری یہ امت مرحومہ ہے۔ (اس پر اللہ کی رحمت ہے) ان کو آخرت میں عذاب نہیں ہوگا۔ ان کا عذاب دنیا میں زلزلے اور فتنے ہیں۔"

اس کو ابوداؤد نے روایت کیا۔

جب دنیا کے فتنے، امت سے اُخروی عذاب پھیرنے کا سبب ہیں تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ان کیلئے

مانگی گئی دعا نامراد نہ رہتی۔ علاوہ ازیں میں نے اس حدیث پر اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ایک اور حدیث پر غور کیا کہ جب آیت:

قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰى اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ.

ترجمہ: تم فرماؤ وہ اس پر قادر ہے کہ تم پر اوپر سے عذاب بھیجے۔

تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، میں تیری ذات کی پناہ چاہتا ہوں۔ پھر جب آپ نے یہ آیت سنی

وَيُذِيقَ بَعْضَكُمْ بَأْسَ بَعْضٍ

ترجمہ: تمہیں ایک دوسرے کی سختی چکھائے۔

فرمایا یہ نسبتاً آسان ہے۔ اسی لئے آپ کی امت پہلے اور دوسرے عذاب سے محفوظ کر دی گئی اور تیسری دعا سے آپ کو منع فرمایا گیا۔ واللہ علم۔ میں نے یہ بات ایک عارف پر پیش کی تو انہوں نے فرمایا یہ توضیح بہت اچھی ہے لیکن یہ معلوم نہیں کہ آپ کا سوال آیت کے نزول سے پہلے تھا یا بعد۔ اگر نزول آیت کے بعد تھا، تو میرے خیال میں یہ سوچ صحیح ہے۔ میں نے کہا، کیا مؤطا میں موجود نہیں کہ آپ نے یہ دعا مسجد بنی معاویہ میں مانگی تھی جو مدینہ منورہ میں تھی؟ اور اس میں اختلاف نہیں کہ سورۂ الانعام مکیہ ہے۔ کہنے لگے ٹھیک ہے۔ انہوں نے حق کا یقین کیا اور اس کا اقرار کیا۔

شیخ ابوبکر فہری کہتے ہیں اگر یہ سوال کیا جائے کیا تم اسے جائز سمجھتے ہو کہ بندہ کسی حاجت میں اپنے رب سے دعا مانگے اور اس کی دعا قبول نہ ہو؟ ہم کہتے ہیں، اگر اس نے اپنے رب سے وہ سوال کیا، جو علم باری تعالیٰ میں ہونا تھا تو بندے کی دعا قبول ہو گی کیونکہ دعا اللہ کے علم کے برعکس بھی نہیں ہو سکتی اور اس کے اٹل فیصلے کو بدل بھی نہیں سکتی۔ پھر اسم اعظم کا کیا فائدہ ہوا؟ اس کا فائدہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ اپنے بندے کی زبان پر صرف وہ دعا لاتا ہے اور اس کے دل میں صرف وہ خیال ڈالتا ہے جس کے بارے میں اس کے علم میں پہلے سے موجود تھا کہ جو مانگے گا ملے گا۔ اگر اس کے علم میں اس کی حاجت براری نہیں تو ایسی دعا بندے کی زبان پر لاتا ہی نہیں۔ کیا تمام دعاؤں کے مدارج یہی ہوتے ہیں؟

ایسا نہیں بلکہ تمام دعائیں ایسی زبان پر جاری ہوتی ہیں جن کی قبولیت کا فیصلہ ہو چکا ہوتا ہے اور کبھی ایسی زبان پر جاری ہوتی ہیں جن کی ناقبولیت کا فیصلہ ہو چکا ہوتا ہے۔ ہم انشاء اللہ تعالیٰ سورۂ اعراف کے تحت عنقریب قبولیت دعا اور قبولیت میں آنے والی رکاوٹوں کو بیان کریں گے۔ سو جائز ہے کہ قبولیت کی شرائط میں سے کسی شرط کے نہ ہونے سے تمام دعاؤں میں خلل آ جائے اور دوسرے مقام پر وہی شرط کام کر جائے۔ تو جب اللہ کسی دعا کرنے والے کی زبان پر اسم اعظم جاری کرتا ہے تو قبولیت کی شرطیں حاصل ہو جاتی ہیں اور موانع ختم ہو جاتے ہیں۔ اسم اعظم کا یہی مطلب ہے۔ اس بنا پر قرآن کی سورتوں اور آیتوں میں فضیلت کا حکم جاری ہو گا۔ لہٰذا ایک آیت وسورت کے قاری کو

اجروثواب مل سکتا ہے جو باقی آیات وسورتوں کی تلاوت سے نہ ملے۔کیا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس فرمان کونہیں دیکھتے کہ سورۂ تبارک (الملک) اپنے عامل سے جھگڑے گی اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ایک تہائی قرآن کے برابر ہے، وغیرہ اور دوسری آیات کی یہ خصوصیتیں بیان نہیں کرتے۔ رہا اسم اعظم میں تعداد کا سوال تو ایک مسمیٰ کے کئی نام ہو سکتے ہیں اور ماہر نحویوں کے نزدیک ہر نام مستقل ہوتا ہے۔ ہم اپنے موضوع سے باہر ہو جائیں گے ورنہ اس قول کا ایسا واضح بطلان کرتے کہ انہیں بھاگنے کا راستہ نہ ملتا۔ اگر عربی زبان میں یہ اصول صحیح ہوتا تو اس پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ فرمان کہ تیرے پاس قرآن کی کون سی بڑی آیت ہے؟ قیاس نہیں کیا جا سکتا، اس لئے کہ تمام قرآن عظیم ہے۔ ان کا سوال عظیم تر کے متعلق تھا جو ثواب تلاوت میں افضل اور قبولیت کے قریب تر ہو اور اس فرمان میں ثبوت اسم اعظم کی دلیل ہے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ کا ایک نام اس کے باقی ناموں سے عظیم تر ہے اور اس اسم سے قرآن کا خالی ہونا محال ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتَابِ مِنْ شَيْءٍ

ترجمہ: ہم نے قرآن میں کوئی چیز اٹھا نہ رکھی۔

تو لامحالہ یہ قرآن میں ہے۔ اللہ تعالیٰ کی شان سے بعید ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نبیوں پر اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت کو امتوں پر فضیلت بھی دے اور محروم بھی کرے پھر اسم اعظم قرآن میں کہاں ہے؟

کہا گیا ہے کہ اسے اسی طرح پوشیدہ رکھا گیا ہے جس طرح جمعہ کے دن میں خاص قبولیت کی ساعت اور رمضان کے مہینے میں لیلۃ القدر تاکہ لوگ محنت کریں۔ توکل کر کے نہ بیٹھ جائیں۔ شیخ ابوبکر فہری نے کہا، امت نے اس سے فیض حاصل کیا اور اہل قرآن واہل کتاب میں مشہور ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ایک ایسا اسم اعظم ہے جس کے ذریعے جب بھی اس سے دعا کی قبول ہوتی ہے اور جب مانگا جائے ملتا ہے۔ اب میں آپ کے سامنے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سلف صالح کی اس سے متعلق روایات بیان کرتا ہوں۔ ان میں سے ایک اللہ تعالیٰ کا فرمان:

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ الَّذِي آتَيْنَاهُ آيَاتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا

ترجمہ: ان پر اس شخص کا حال بیان کیجئے جس کو ہم نے اپنی نشانیاں دیں، پھر وہ ان سے تجاوز کر گیا۔

ابن عباس، السدی اور مقاتل وغیرہ نے کہا یہ شخص بنی اسرائیل سے متعلق تھا۔ اس کا نام بلعام بن باعورا تھا۔ اس کے پاس اسم اعظم تھا۔ بادشاہ نے اسے تلاش کیا، وہ روپوش ہو گیا پھر بادشاہ اسے پکڑنے میں کامیاب ہو گیا اور کہا اسم اعظم والا ہے؟ اس نے کہا ہاں۔ ایسا بیل اور جس سے کام نہ لیا گیا ہو، ایک سرخ رنگ کا بیل لایا گیا، کوئی اس کے قریب نہیں آ سکتا تھا۔ یہ اٹھا اور اس کے کان میں کوئی بات کی، بیل پتھر بن کر گرا، اس نے بادشاہ سے کہا، یا تو بچ

اسرائیل پر مظالم بند کردے یا تجھ پر بھی وہی نازل ہوگا جو بیل پر ہوا ہے۔ اب وہ بادشاہ بنی اسرائیل پر مظالم ڈھانے سے باز آ گیا۔ ان میں سے دوسرا اللہ کا فرمان یہ ہے:

قَالَ الَّذِیْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ اَنَا اٰتِیْكَ بِهٖ.

ترجمہ: جس کے پاس کتاب کا کچھ علم تھا اس نے کہا میں تیرے پاس تخت کو لاتا ہوں۔

قتادہ وغیرہ اکثر مفسرین نے کہا وہ آصف بن برخیا تھے جن کے پاس اللہ تعالیٰ کا وہ اسم اعظم تھا جس کے ذریعے جب بھی دعا کی جائے قبول ہوتی ہے اور جب مانگا جائے ملتا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں، جب آصف بن برخیا نے نماز پڑھ کر اللہ سبحانہ سے دعا مانگی حضرت سلیمان علیہ السلام سے کہا آنکھ جھپکنے تک آنکھیں بند کر دیجئے تو سلیمان علیہ السلام نے جیسے قسم پوری کرنی ہو، آنکھیں موند لیں، آصف نے دعا مانگی، اللہ نے فرشتوں کو مقرر کیا، یہاں تک کہ انہوں نے تخت اٹھایا اور زمین چیرتے ہوئے سلیمان علیہ السلام کے سامنے لا کھڑا کیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا وہ اسم اعظم جس کے ذریعے آصف نے دعا مانگی یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ تھا۔ الزہری نے کہا ان کے پاس خاص دعا تھی جو انہوں نے مانگی۔

یَا اِلٰهَنَا وَاِلٰهَ كُلِّ شَیْءٍ اِلٰهًا وَّاحِدًا لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ ائْتِنِیْ بِعَرْشِهَا

ترجمہ: اے ہمارے اور ہر شے کے واحد معبود! تیرے سوا کوئی سچا معبود نہیں، بلقیس کا تخت میرے پاس لا دے۔

تو ان کے سامنے اس جیسا تخت بنا دیا گیا اور کہا وہ اسم اعظم جس سے مانگی گئی دعا قبول اور کہا گیا سوال ملتا ہے یَاذَاالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ ہے۔

تیسرا اللہ کا فرمان:

وَمَآ اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَیْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَمَارُوْتَ

ترجمہ: جو کچھ بابل میں دو فرشتوں پر اتارا گیا۔

ابن عباس علی بن ابی طالب، قتادہ، السدی اور الکلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے فرمایا ہاروت و ماروت دن بھر لوگوں میں فیصلے کرتے۔ شام ہوتی تو اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم پڑھ کر آسمان پر چڑھ جاتے۔ ایک دن زہرا ان کے پاس کسی جھگڑے کے سلسلے میں آئی جو اس ملک کی خوبصورت ترین عورت تھی اور بادشاہان فارس میں سے ایک بادشاہ کی ملکہ تھی۔ یہ دونوں اس سے مانوس ہو گئے اور بہلانے پھسلانے لگے۔ اس نے ان کی خواہش پوری کرنے سے اس وقت تک انکار کیا، جب تک وہ اسے اسم اعظم نہ بتائیں جس کے ذریعے آسمان پر چڑھتے ہیں۔ انہوں نے کہا اللہ کے بڑے نام سے۔ انہوں نے اسے اسم اعظم بتا دیا۔ اس نے اس کا ورد کیا اور آسمان پر ستارہ بن کر چمکنے لگی۔ قاضی ابو بکر

بن طیب نے اپنی کتاب المنع میں لکھا ہے بہت سے اہل علم نے یہ بات ذکر کی کہ بابل میں دو فرشتوں پر جو نازل کیا گیا تھا، وہ اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم تھا جس کی مدد سے زہرا آسمان پر چڑھ گئی۔ پھر وہیں ستارے کا روپ دھار گئی۔ قاضی ابوبکر کہتے ہیں، عقل اس میں سے کسی کو محال قرار نہیں دیتی۔ اسے سمجھ لو۔ حدیث میں آیا ہے کہ موت کا فرشتہ دعا اور اللہ کے مخصوص اسم اعظم کے ذریعے روحیں قبض کرتا ہے۔ یہ روایت ان لوگوں کا رد کرتی ہے جو کہتے ہیں اتنے دور سے روحیں کیسے قبض کر لیتا ہے اور دور دراز مقامات سے بیک وقت متعدد روحیں کیسے گرفت میں لے لیتا ہے۔ مذکورہ آیات کے متعلق صحابہ و تابعین کے اور بھی اقوال ہیں جو ہمارے محولہ بالا اقوال سے مختلف ہیں۔ ان سے استدلال دو طرح سے کیا جا سکتا ہے۔ اول یہ کہ بڑے بڑے صحابہ اور بعد کے مسلمان بزرگوں کی بانا پر اسم اعظم کا ذکر ہمیشہ رہا ہے اور کسی نے اس کا انکار نہیں کیا۔ ہاں آیت کی تفسیر میں ان کا اختلاف ہے۔ کچھ کہتے ہیں آیت میں اللہ کا اسم اعظم مراد نہیں۔ اس سے مراد کچھ اور ہے۔ ان حضرات نے اسم اعظم کا انکار نہیں کیا۔ دوسرے جب کسی آیت کی تعبیر میں صحابہ کرام مختلف ہوں، اجلہ محققین کے نزدیک ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے قول کو ترجیح دی جائے گی، دلیل یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے سینہ پر ہاتھ مار کر کہا تھا اَللّٰھُمَّ عَلِمْهُ التَّاوِیْلُ۔ الٰہی اس کو قرآن کی صحیح تاویل بتا دے اور ابن عباس نے اس کو یقیناً بیان فرما دیا ہے اور اسم اعظم کی طرف اشارہ کر کے اسے افضل نہیں فرمایا، اشارۃً بتا دیا کہ کسی صورت میں اسم اعظم نہ ہو اور وہ سب سے افضل قرار پائے اس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ فضیلت و عظمت کا دار و مدار تو ہے ہی اسم اعظم پر۔ دیکھئے نہیں، کس طرح رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت ابی بن کعب کو خداداد علم پر مبارکباد دی اور مبارکباد عظیم شے پر ہی دی جا سکتی ہے۔ اس طرح کہ اسم اعظم کو بھی جانتے ہو اور جس آیت میں وہ ہے اسے بھی۔ ہم سے پہلی امتوں میں صرف چند افراد کو اس کا علم تھا مثلاً عبداللہ بن التامر، آصف بن برخیا اور بلعام باعورا جب تک شیطان نے اسے گمراہ نہیں کیا تھا۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت ہے جسے ترمذی اور ابوداؤد نے اسماء بنت یزید جن کی کنیت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نقل کیا ہے

هُوَ الْحَيُّ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ.

ترجمہ: وہ زندہ ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں پس اخلاص سے پکارو دین اسی کا ہے

پھر فرمایا: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ. ہمیں اللہ کی حمد و شکر پر تنبیہ کرتے ہوئے کہ اس نے ہمیں یہ اسم سکھایا، جس کا ہمیں علم نہ تھا۔

ابوداؤد نے یہ روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک شخص کو یہ کہتے ہوئے سنا:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِاَنَّ لَكَ الْحَمْدُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ الْمَنَّانُ بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ذُوالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ

فرمایا اس نے اللہ سے اس کے اسم اعظم سے دعا مانگی، اس کو اَلْمَنَّانُ اور ذُوالْجَلَالِ وَالْاِکْرَام اور اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ پر ختم فرمایا۔ یہی اسم اعظم ہے کیونکہ کسی اور اسم کا نام نہیں لیا گیا اور یہ اسم اللہ کے بغیر کسی اور کا رکھا نہیں گیا۔ یہ شخص حضرت زید بن عیاش الزرقی تھے جن کا نام حارث بن اسامہ نے اپنی مسند میں ذکر کیا ہے۔

ابوجعفر نے کہا، جو ابوحفص نے سورۂ طٰہٰ سے جو کچھ نکالا یعنی اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ تو ان سے کہا جائے ہمیں اس میں اللہ کا اسم مل گیا ہے اور وہ ہے اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَلَہُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی تو حدیثیں متفق ہو گئیں اور جو کچھ سورۂ طٰہٰ میں ہے وہ اس کے موافق ہے جو سورۂ بقرہ اور آل عمران میں ہے۔ بعض علماء کا یہی مذہب ہے محمد بن حسن ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ آپ نے فرمایا اللہ کا اسم اعظم ''اَللّٰہُ'' ہے۔ دیکھتے نہیں کہ رحمٰن رحمت سے اور رب ربوبیت سے مشتق ہے اور الٰہ کسی سے مشتق نہیں۔

حضرت امام ابوحنیفہؒ کا فرمان:

ابوبکر بن العلا کہتے ہیں میں نے سہل بن عبداللہ سے اللہ کے اسم اعظم کے متعلق سوال کیا۔ انہوں نے کہا اللہ، میں نے ان سے کہا۔ کہا گیا ہے کہ جب اس کے ذریعے سوال کیا جائے ملتا ہے، ہم تو اس سے سوال کرتے ہیں، وہ ہمیں دیتا ہی نہیں، فرمایا اگر دل کو اس کی مناجات کے سوا ہر چیز سے فارغ کر کے سوال کرتے تو اسی وقت مل جاتا پھر انہوں نے یہ آیت پڑھی:

وَاَصْبَحَ فُؤَادُ اُمِّ مُوْسٰی فَارِغًا.

ترجمہ: موسیٰ کی ماں کا دل ہر چیز سے خالی ہو گیا۔ صرف موسیٰ کا سوال تھا۔

ابن مبارک کہتے ہیں، اللہ کا اسم اعظم اللہ ہے کیونکہ تمام اسماء اس کی طرف منسوب ہوتے ہیں، یہ ان کی طرف منسوب نہیں ہوتا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں وہ یَا ظَاہِرُ ہے۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ مروی ہے۔ استاذ ابواسحاق کہتے ہیں جو اللہ کے جس نام کو جانتا ہے اسی کو زبان سے ادا کرے وہی اسم اعظم ہے۔ یہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی دو میں سے ایک روایت ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی یہ روایت ہے کہ اللہ کا اسم اعظم گناہوں سے بچنا ہے۔

حافظ ابوالقاسم عباس نے کہا رہی حدیث شریف، سو ابوداؤد نے اپنی سند سے حضرت ابوبریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک شخص کو یہ کہتے ہوئے سنا:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَشْھَدُ اَنَّکَ اَنْتَ اللّٰہُ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ الْاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِیْ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ

تو فرمایا تو نے اللہ سے اس کے اس اسم اعظم کے ساتھ سوال کیا کہ جب بھی اس کے ذریعے اس سے سوال کیا جائے ملتا ہے اور جب بھی دعا کی جائے قبول ہوتی ہے۔ ایک اور حدیث شریف میں ہے۔ یقیناً تو نے اللہ سے اسم اعظم کے ذریعے سوال کیا ہے۔ حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، اسم اعظم ان دو آیتوں میں ہے وَاِلٰـهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَّآ اِلٰـهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ اور سورۃ آل عمران کے شروع میں الٓـمّٓ اَللّٰهُ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۔ حضرت ابو بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک شخص کو اس طرح دعا کرتے ہوئے سنا:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ اَنَّكَ اَحَدٌ صَمَدٌ لَمْ تَتَّخِذْ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا

ترجمہ: الٰہی! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں بیشک تو یکتا و بے نیاز ہے، نہ بیوی بنائے نہ بیٹا۔

سرکار نے فرمایا تو نے اللہ کے اس اسم اعظم کے ذریعے سوال کیا جس کے ذریعے مانگی گئی دعا قبول ہوتی ہے اور مانگا گیا سوال ملتا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک شخص کے پاس سے گزرے جو نماز میں کہہ رہا تھا:

اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اَنْتَ يَا مَنَّانُ يَا بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَا ذَاالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے ساتھ والے صحابہ کرام سے فرمایا تمہیں معلوم ہے کہ اس شخص نے کیا دعا مانگی ہے؟ انہوں نے عرض کیا، اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا اس نے اپنے پروردگار کے اس اسم اعظم سے دعا مانگی جس سے جب دعا کی جائے قبول فرماتا ہے اور جب مانگا جائے ملتا ہے۔

حضرت ابوامامہ نے اپنی مرفوع حدیث میں فرمایا، اللہ کا وہ اسم اعظم جس سے مانگی گئی دعا قبول اور مانگا گیا سوال ملتا ہے تین سورتوں میں ہے۔ البقرہ، آل عمران اور طٰہٰ۔ جعفر الدمشقی نے کہا، میں نے ان تین سورتوں میں ایسی چیز دیکھی جس کی مثال پورے قرآن کریم میں نہیں۔ آیۃ الکرسی میں اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۔ آل عمران میں الٓـمّٓ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ اور سورۂ طٰہٰ میں وَعَنَتِ الْوُجُوْهُ لِلْحَيِّ الْقَيُّوْمِ ۔ ابوجعفر مذکور نے کہا، میرے نزدیک صحیح یہ ہے کہ اللہ کا اسم اعظم اللہ ہی ہے۔ حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ کا اسم اعظم ان دو آیتوں میں ہے

وَاِلٰـهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَّآ اِلٰـهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ الٓـمّٓ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ

حالانکہ ان میں سے صرف ایک میں اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ کا ذکر ہے۔ میں کہتا ہوں بلکہ اس کا تقاضا تو یہ ہے کہ اللہ کا اسم اعظم لَآ اِلٰـهَ اِلَّا هُوَ ہو۔ دیکھتے نہیں امام مالک نے مؤطا میں کیا روایت ذکر کی کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

نے فرمایا جو میں نے اور مجھ سے پہلے نبیوں نے کہا اس میں افضل لَآ اِلٰــہَ اِلَّا اللّٰہُ ہے۔ ابوداؤد میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ کی کتاب میں سب سے بڑی آیت کون سی ہے؟ انہوں نے کہا اَللّٰہُ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا ھُوَالْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ۔ تو سرکار نے ان کے سینے پر ہاتھ مار کر فرمایا، ابوالمنذر علم مبارک ہو۔ استاد ابوالقاسم قشیری حدیث اَیُّ اٰیَۃٍ اَعْظَمُ بیان کی۔ سہیلی نے کہا اللہ کے 99 نام اسم اعظم اللہ کے تابع ہیں اور اس سے سو پورے ہو جاتے ہیں۔ یہ درجات جنت کی تعداد کے برابر ہیں۔ ہر دو درجوں میں سو سال کی مسافت ہے اور فرمایا جو ان اسمائے حسنیٰ کو یاد کرلے جنت میں داخل ہوگا۔ یہ جنت کے درجوں کے مساوی ہیں ورنہ اللہ کے نام بے شمار ہیں۔ ہاں ان اسماء مبارکہ کو دوسروں پر فضیلت حاصل ہے کہ ان کا ذکر قرآن کریم میں آیا ہے۔ اس پر سرکار علیہ السلام کا یہ قول دلالت کرتا ہے جو مؤطا میں موجود ہے۔ میں تجھ سے تیرے ان اسماء حسنیٰ کے ذریعے سوال کرتا ہوں، جو میرے علم میں ہے اور جو میرے علم میں نہیں۔ الحاج الابن الوہب میں ہے سُبْحَانَکَ لَا اُحْصِیُ اَسْمَائَکَ ۔ میں تیری پاکی بولتا ہوں۔ تیرے نام شمار نہیں کرسکتا۔ اس بات کی دلیل کہ یہی اسم اعظم ہے۔ یہ ہے کہ تمام اسماء کو اس کی طرف منسوب کرتے ہو۔ مثلاً اَلْعَزِیْزُ اللہ کے اسماء میں سے ایک اسم ہے۔ (اسی طرح السَّمِیْعُ، الْبَصِیْرُ، الْقَدِیْرِ وغیرہ) یہ نہیں کہتے اللہ العزیز کے اسماء میں سے ایک اسم ہے۔

شیخ ابوبکر فہری کہتے ہیں فرمان باری تعالیٰ ہے:

وَلِلّٰہِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی فَادْعُوْہُ بِھَا.

ترجمہ: تمام اچھے نام اللہ ہی کے ہیں، سو اس کو ان سے پکارو۔

تو یہ آیت تمام اسماء کو عام و شامل ہے پھر فرمایا:

قُلِ ادْعُوا اللّٰہَ اَوِادْعُوا الرَّحْمٰنِ.

ترجمہ: تم فرماؤ اللہ کو پکارو یا رحمٰن کو پکارو۔

یہاں اپنے تمام ناموں میں بزرگ تر سے ابتدا فرمائی اور مخلوق کو فرمایا کہ وہ اس نام سے اس کو پکارے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کا یہی نام رکھا ہے اور کسی اور کو یہ نام رکھنے سے منع فرما دیا ہے اور مخلوق کی اس طرف سے توجہ پھیر دی کہ کوئی ظالم و جابر سرکش اور شیطان مردود یہ نام رکھتا ظاہری یا باطنی۔ یہ ہے فرعون سرکش، جس پر اللہ نے لعنت کی۔ اپنی سرکشی و شان و شوکت کے باوجود مصری قبطیوں کو کہتا ہے اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی ۔ ''میں تمہارا بلند تر خدا ہوں۔'' جس کی وجہ سے اس پر اور اس کی قوم پر عذاب نازل ہوا۔ یہ جرأت نہ کرسکا کہ میں اللہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے شریروں کو یہ نام رکھنے سے باز رکھا، فرمایا ہے ھَلْ تَعْلَمُ لَہٗ سَمِیًّا ۔ کیا تمہارے علم میں اللہ کے سوا کسی نے اللہ کہلوایا ہے؟ یہ نام کسی اور نے رکھا ہے یہی وہ اسم گرامی ہے جو مخلوق کی تمام زبانوں میں بولا جاتا ہے اور اسی سے تعلق پیدا کرنے کے اسباب

کثرت سے پائے جاتے ہیں۔ ایمانی حقوق اسی سے متعلق ہیں۔ اسی کو فریادیوں کا فریاد رس، مظلوموں کا ٹھکانہ، ڈرنے والوں کا سہارا، عبادت گزاروں کی عبادت اور پناہ مانگنے والوں کیلئے ڈھال بنایا گیا ہے جو بھی کسی مصیبت میں گرفتار ہوتا یا تکلیف سے ڈرتا ہے اس کی پکار یَا اَللّٰہُ ہی ہوتی ہے۔ دار دنیا میں مکلف کا یہی پہلا حصہ ہے۔ جب رحم اندر کی تاریکی سے، اسے سرسبز و شاداب وسیع دنیا میں پھینکتے ہیں، لینے والیاں اسے ہاتھوں میں لیتی ہیں اور با آواز بلند کرتے ہیں اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔ دنیا سے آخری جدائی پر یہی کلمہ لب پر آتا ہے لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ لوگ کثرت سے اپنے روزمرہ محاوروں اور لین دین میں استعمال کرتے ہیں یہاں تک کہ انہیں اس سے منع کیا گیا۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

وَلَا تَجْعَلُوا اللّٰہَ عُرْضَۃً لِّاَیْمَانِکُمْ

ترجمہ: اللہ کو اپنی قسموں کا نشانہ نہ بناؤ۔

یہی وہ اسم اقدس ہے جو حیرانی میں تیرے تمام غم دور کرتا، شبہوں اور شرارتوں سے بچاتا ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے مخلوق کیلئے دعا میں وسعت فرمائی کہ جو ان کے دلوں کے موافق اور جس میں قبولیت کی زیادہ امید ہو اسی اسم گرامی سے دعا کریں۔ فرمایا اُدْعُوا اللّٰہَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ۔

ترجمہ: اللہ سے دعا کرو یا رحمٰن سے۔ گویا اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے۔ اگر مجھے میرے نام سے نہیں پکارتے، تو میرے فضل و رحمت کے حوالہ سے پکارو۔ اسی لئے الواسطی نے کہا جس نے اللہ کے ناموں میں سے کسی نام سے دعا کی اس میں اس کے نفس کا حصہ ضرور ہوتا ہے۔ ماسوا اللہ کے کہ یہ اسم گرامی اسے ایسی وحدانیت کی طرف بلاتا ہے جس میں نفس کا کوئی حصہ نہیں۔ اسی لئے علماء نے کہا ہے کہ یہ اسم گرامی تخلق کیلئے تعلق کیلئے ہے اور اس لئے کہ الوہیت کا دارومدار ذوات کے پیدا کرنے کی قدرت پر ہے اور صفات جلال و کمال کی یہ آخری حد ہے۔ ابوسعید نے کہا سب سے پہلے جس کلمہ کی طرف اس نے بندوں کو بلایا وہ ایک ہی کلمہ ہے جس نے اسے سمجھ لیا، دوسروں کو سمجھ لیا اور وہ ہے اللہ۔ دیکھتے نہیں کہ فرماتا ہے۔

قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ (تم فرماؤ اللہ ایک ہے)۔

حقیقت شناسوں کیلئے بات پوری ہوگئی پھر خاص لوگوں کیلئے اضافہ فرمایا:

اَحَدٌ، (ایک ہے)۔

پھر اولیاء کیلئے اضافہ کیا:

اَللّٰہُ الصَّمَدُ (اللہ بے نیاز ہے)۔

پھر عوام کیلئے مزید وضاحت فرمائی:

لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُ كُفُوًا اَحَدٌ (نہ اس کی اولاد ہے، نہ وہ کسی کی اولاد، اور نہ اس کی برابری کا کوئی دعویدار۔

ہشام نے محمد بن حسن شیبانی سے روایت کی ہے کہ حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے سنا۔ اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم اللہ ہے یا اِلٰہ۔ اکثر صوفیاء و عارفین کا یہی عقیدہ ہے کہ ان کے ہاں کسی مقام والے کیلئے خالی اسم گرامی اللہ کے ذکر کرنے والے سے بلندتر کوئی مقام نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فرمایا:

قُلِ اللّٰهُ ثُمَّ ذَرْهُمْ

ترجمہ: تم فرماؤ اللہ، پھر ان کو چھوڑ دو۔

اسی لئے شبلی رحمۃ اللہ علیہ ذکر کرتے وقت فرماتے ہیں اللہ۔ بعض صوفیاء کا یہی مذہب ہے۔ حجۃ الاسلام (غزالی) نے بعض اہل علم کا یہ قول نقل کیا ہے کہ یہی اسم گرامی ہے اس کا خاص نام ہے، مخلوق کو کسی کو اس سے موسوم نہیں کیا گیا۔

ابوجعفر طحاوی نے اپنی کتاب ''المشکل'' میں کہا اللہ ہی اسم اعظم ہے اور حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مذکورہ حدیث سے استدلال کیا۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ اللہ کے اسم اعظم الٓمّٓ، کٓھٰیٰعٓصٓ، حٰمٓ عٓسٓقٓ اور اس سے ملتے جلتے کلمات ہیں جو کوئی ان حروف کی ترتیب و ترکیب اچھی طرح سمجھ لے، اسے اللہ کا اسم اعظم معلوم ہو جائے گا۔ آپ کی مراد ہے حروف مقطعات جو سورتوں کے شروع میں آتے ہیں اور جن میں تکرار ہے اور یہ 14 حروف ہیں۔ ا، ح، ر، س، ص، ط، ع، ق، ک، ل، م، ن، ی اور بعض علماء نے کہا وہ اَلْاَحَدُ، اَلصَّمَدُ ہے۔ بعض نے کہا وہ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ اور بعض نے کہا وہ رَبَّنَا ہے۔ اس کی دلیل اللہ کا یہ فرمان ہے:

اَلَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا سے فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ تک پوری آیت کہ قبولیت اللہ کے اسم اعظم کی دلیل ہے جو رَبَّنَا کے بعد پانچ بار آ رہا ہے۔ اس بات کو اس شخص کے قول سے رد نہیں کیا جا سکتا کہ اسم اعظم اللہ ہے۔ شروع کی آیات میں فرمایا: اَلَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا یہ بھی کہا گیا ہے کہ اسم اعظم اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ہے۔ دلیل حضرت ایوب علیہ السلام کا یہ فرمان ہے۔

اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ○

ترجمہ: مجھے تکلیف پہنچی ہے اور تو سب سے بڑا رحم فرمانے والا ہے۔

اللہ فرماتا ہے:

فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ

ترجمہ: ہم نے اس کی دعا قبول فرمائی۔

ایک ایمان افروز واقعہ:

اللَّیْث، کہتے ہیں مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص سے طائف تک خچر کرایہ پر لی۔ کرائے میں یہ شرط لگائی کہ جہاں وہ چاہے گا لے جائے گا۔ وہ ان کو ایک ویرانہ کی طرف لے گیا اور کہا اترو۔ دیکھتے کیا ہیں کہ اس ویرانے میں کئی مقتولوں کی لاشیں پڑی ہیں۔ جب اس شخص نے آپ کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تو آپ نے فرمایا مجھے دو رکعت نفل پڑھنے دے، اس نے کہا پڑھو۔ تجھ سے پہلے یہ لوگ بھی نماز پڑھ چکے ہیں مگر ان کی نماز نے انہیں کوئی فائدہ نہ دیا۔ فرمایا جب میں نماز سے فارغ ہوا، وہ مجھے قتل کرنے کیلئے آگے بڑھا، میں نے کہا یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ، آواز آئی اسے مت قتل کرنا، وہ باہر گیا ادھر ادھر دیکھا کچھ نظر نہ آیا۔ پھر میری طرف قتل کی نیت سے بڑھا۔ اچانک ایک شہسوار نمودار ہوا جس کے ہاتھ میں نیزہ تھا اس نے اسے چوکا لگا کر قتل کر دیا۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ اسم اعظم لَآ اِلٰـهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت یونس علیہ السلام کی حکایت بیان فرمائی:

فَنَادٰى فِی الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ.

ترجمہ: انہوں نے اندھیروں میں پکارا کہ تیرے سوا کوئی سچا معبود نہیں، تو پاک ہے بے شک میں ہی زیادتی کرنے والوں میں سے ہوں۔

فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ

ترجمہ: ہم نے اُن کی دعا قبول کر لی۔

ابن السنی نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا، مجھے ایک ایسا کلمہ معلوم ہے کہ جو مصیبت زدہ اسے کہے اللہ اس کی مصیبت دور فرمائے اور وہ کلمہ میرے بھائی یونس علیہ السلام کا ہے۔ جو اندھیروں میں آپ نے کہا لَآ اِلٰـهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ۔

اور ترمذی نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کیا ہے کہ مچھلی والے کی وہ دعا جو شکم ماہی میں انہوں نے اپنے رب سے کی لَآ اِلٰـهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ہے کوئی بھی کسی مقصد کیلئے یہ دعا مانگے، اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے۔ یہ بھی کہا گیا کہ وہ اَلْوَهَّابُ ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس سے دعا مانگی تھی۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ خَیْرُ الْوَارِثِیْنَ ہے کہ زکریا علیہ السلام کی دعا ہے کہا گیا ہے کہ وہ حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ

اَلْوَكِيْلُ ہے اور ایک قول یہ ہے کہ وہ اَلْغَفَّارُ ہے۔ کہا کہ میں نے بعض عارفین کو کہتے سنا ہے کہ دعا کرنے والے کے نزدیک جو اسم اسم اعظم ہے وہ اسی سے دعا مانگے۔ وہ اس کے حسب حال اسم اعظم ہے اسی طرح جس مقصود و مطلوب کیلئے دعا مانگی جارہی ہے اس کی مناسبت بھی ملحوظ رکھی جائے گی۔ یہ قول معنی کے قریب ہے ہمارے جمہور صوفیا اور مشائخ اور محققین کا یہی قول ہے کہا کہ میں شیخ عارف محب الدین طبری کو فرماتے ہوئے سنا میں نے بعض عارفین کو حرم مکہ میں، اللہ اس کو بزرگی عطا فرمائے، 666ھ میں یہ فرماتے سنا کہ جس کسی نے اللہ تعالیٰ کو اس کے نام سے پہچانا جو اس کے حال و مقام میں مؤثر ہے اس نے اپنا مخصوص اسم اعظم پہچان لیا اور کہا گیا ہے کہ اسم اعظم اَلْقَرِيْبُ ہے اور کہا گیا ہے وہ سَمِيْعُ الدُّعَآءِ ہے اور کہا گیا وہ اَلسَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ہے اور توفیق الٰہی شامل حال ہو تو عارف کیلئے ان تمام اسماء کو جمع کرنا ممکن ہے جنہیں دعا میں ہم ذکر کر آئے ہیں، جب اسے یہ توفیق ہوگئی، چھپے راز تک پہنچنے میں کامیاب ہو جائے گا۔ پوشیدہ خزانے کا دروازہ اس لئے کھولا جائے گا فرمایا میں نے اس دعا میں وہ مختلف اسماء گرامی جمع کر دیئے ہیں جن کا پہلے ذکر ہو چکا ہے وہ دعا یہ ہے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْأَلُكَ بِاَنَّ لَكَ الْحَمْدُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ يَا مَنَّانُ يَا حَنَّانُ يَا بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَا ذَالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ يَاخَيْرَ الْوَارِثِيْنَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ يَا سَمِيْعَ الدُّعَآءِ يَا اَللّٰهُ يَا اِلٰهُ يَا اَللّٰهُ يَا اَللّٰه يَا عَلِيْمُ يَا عَالِمُ يَا سَمِيْعُ يَا عَلِيْمُ يَا حَكِيْمُ يَا مَالِكُ يَا سَلَامُ يَا حَقُّ يَا قَدِيْمُ يَا عَلِيُّ يَا مُحِيْطُ يَا حَكَمُ يَا قَهَّارُ يَا قَاهِرُ يَا رَحْمٰنُ يَا رَحِيْمُ يَا حَلِيْمُ يَا سَرِيْعُ يَا كَرِيْمُ يَا مُحْصِيْ يَا مُعْطِيْ يَا مَانِعُ يَا مُحِيُّ يَا مُقْسِطُ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ يَا اَحَدُ يَا صَمَدُ يَا رَبِّ يَا رَبِّ يَا رَبِّ يَا رَبِّ يَا وَهَّابُ يَا غَفَّارُ يَا قَرِيْبُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اَنْتَ سُبْحَانَكَ اَنْتَ حَسْبِيْ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ.

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جب اللہ تعالیٰ کے اسم اعظم سے دعا مانگنا چاہیے تو چھ آیتیں سورۃ الحدید اور سورۃ حشر کے آخر سے، جب ان کی قرأت سے فارغ ہو جائے تو یہ کہے "اے ایسی صفات والے خدا میرے لئے ایسا ہی کر دے، اللہ کی قسم، بد بخت یہ دعا مانگے تو نیک بخت ہو جائے۔

شیخ امام علامہ ابو الثنا محمود، استاذ قشیری سے بعض اولیاء کا یہ قول نقل کرتے ہیں اللہ کا اسم اعظم وہی ہے جس کے ذریعے تو تعظیم اور دلی توجہ کے ساتھ اس سے دعا مانگے۔ اس حال میں جو مانگے ملے گا۔ خواہ کسی نام سے ہو۔ اس میں اللہ کا وہ ایفاء عہد ہے اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ: ترجمہ: بے بس کی دعا کون سنتا ہے؟

کہا گیا ہے وہ مخصوص نام ہے جسے اللہ اپنے خاص بندوں میں سے جسے چاہتا بتاتا ہے جس کو معلوم ہو جائے وہ صرف مناسب مقام پر ہی اس سے دعا مانگے۔

بعض نے کہا اسم اعظم سورۂ آل عمران میں ہے۔

يَا حَيُّ يَا قَيُّومُ يَا مُنْزِلَ التَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيلِ وَالْقُرْآنِ الْعَظِيمِ يَا مَنْ لَّا يَخْفٰى عَلَيْهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ لَآ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ يَا رَبِّ يَا جَامِعَ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيهِ يَا مَنْ لَّا يُخْلِفُ الْمِيعَادَ يَا مَنْ شَهِدَ لِنَفْسِهٖ وَشَهِدَتْ لَهُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَأُولُو الْعِلْمِ قَآئِمًا عَلٰى خَلْقِهٖ وَهُوَ الْقَآئِمُ بِالْقِسْطِ لَآ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ يَا اَللّٰهُ يَا مَالِكَ الْمُلْكِ يَا مَنْ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ إِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ يَا مَنْ يُّوْلِجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ وَيُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَيَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ

ترجمہ: اے ہمیشہ زندہ رہنے والے، قائم رکھنے والے، اے توریت وانجیل اور قرآن عظیم کو نازل فرمانے والے، اے وہ کہ جس پر زمین وآسمان میں کوئی چیز پوشیدہ نہیں اس کے سوا کوئی سچا معبود نہیں، غالب حکمت کا مالک، اے رب! اے لوگوں کو اس دن کیلئے جمع کرنے والے جس میں کوئی شک نہیں۔ اے وہ جو وعدے کی خلاف ورزی نہیں کرتا، اے وہ جس نے اپنی گواہی خود دی اور جس کی گواہی فرشتوں اور علماء نے دی، جو اپنی مخلوق پر نگران ہے، انصاف قائم کرنے والا جس کے بغیر کوئی معبود برحق نہیں، غالب حکمت والا، اے اللہ! اے ملک کے مالک، اے وہ کہ جسے چاہے ملک دے اور جس سے چاہے ملک چھین لے، جسے چاہے عزت دے، جسے چاہے ذلیل کرے۔ تمام بھلائی تیرے ہاتھ میں ہے، بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے، اے وہ کہ رات کو دن میں داخل کرے اور دن کو رات میں، اور زندہ کو مردہ سے نکالے اور مردہ کو زندہ سے اور جسے چاہے بے حساب رزق دے۔

اور کہا گیا وہ اسم جس سے آصف بن برخیا نے دعا کی:

يَآ إِلٰهَنَا وَإِلٰهَ كُلِّ شَيْءٍ إِلٰهًا وَّاحِدًا لَآ إِلٰهَ إِلَّآ أَنْتَ ائْتِنِي بِعَرْشِهَا

اور کہا گیا ہے وہ اسم جس سے العلا بن الحضرمی نے اس وقت دعا مانگی جب وہ سمندر میں ڈوبا۔ دو رکعت نفل پڑھنے کے بعد کہا یَا حَلِيمُ، يَا عَلِيمُ، يَا عَلِيُّ، يَا عَظِيمُ أَجِرْنَا۔ بعض فضلاء عارفین نے کہا جان لو کہ اولیاء کے راز دو طرح کے ہیں یا تو مسلمان جن کے واسطہ سے اثر لینا یہ عوام کا بیان ہے۔ یا اللہ سے بغیر واسطہ فیض لینا یہ خواص کا مقام ہے۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے اللہ کا کسی چیز کو فرمانا ہو جا اور وہ ہو جاتی ہے۔ ان دونوں درجوں کو صرف مجتہد مخلص پہنچ سکتا ہے۔ جب مجتہد (محنت کرنے والا) پہلے درجے تک پہنچتا ہے اس کیلئے مومن جن کے راز ظاہر ہو جاتے ہیں تو

خبردار پہلے درجے پر راضی نہ ہوجانا۔ وہ عوام سالکوں کا درجہ ہے۔ جان لو کہ دوسرے درجے تک صرف پہلا درجہ حاصل کرنے کے بعد ہی پہنچا جاسکتا ہے پھراس پر مغرور نہ ہونا۔ جب غرور کرے گا تو یقیناً یہ تعصب تیرے نفس کو خراب کرے گا۔ یہ سب کچھ صرف اللہ تعالیٰ کے نام سے حاصل ہوتا ہے، بڑی بھوک برداشت کرنے کے بعد اور یہی وہ پوشیدہ نام ہے جسے صرف اولیاء پہچانتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اللہ کا اسم اعظم ان دو آیتوں میں ہے: اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَالْحَیُّ الْقَیُّوْمُ اور فرمان باری تعالیٰ الٓمٓ اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَالْحَیُّ الْقَیُّوْمُ اور نبی علیہ السلام نے فرمایا اللہ کا اسم اعظم تین سورتوں میں ہے سورۂ البقرہ، سورۂ آل عمران اور سورۂ طٰہٰ۔

حضرت ذوالنون مصری فرماتے ہیں: اللہ کا وہ اسم اعظم جس کے ذریعہ مانگی گئی دعا جلد قبول ہوتی ہے اور وہ سات حروف سے مرکب ہے۔ پھر الیافعی نے کہا میں نے شیخ ابوالعباس المرسی کا ایک خط دیکھا جو انہوں نے شیخ عبدالنور کی خانقاہ میں بعض مشائخ کے نام لکھا، اس میں لکھتے ہیں میں تجھے اسم اعظم کا تحفہ بھیج رہا ہوں۔ نماز فجر کے بعد اس کے ساتھ 70 بار دعا مانگو اس طرح

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ. یَا قَدِیْمُ، یَا دَائِمُ یَا صَمَدُ یَا وَدُوْدُ یَا وِتْرُ. یَا ذَالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ.

یہ سات اسماء ہیں جنہیں میں نے ایک عارف شیخ ابوالحجاج کے خط سے نقل کیا ہے۔ یہ بزرگ الاقصر شہر میں مدفون ہیں۔ الخ الیافعی کا مختصر کلام۔

شعرانی کا ارشاد:

سیدی عبدالوہاب شعرانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ''المنن الکبریٰ'' کے سولہویں باب میں فرمایا، اللہ کے احسانات میں سے ایک مجھ پر یہ ہے مجھے اللہ کا وہ اسم اعلیٰ معلوم ہے جس سے مانگی گئی دعا قبول ہوتی ہے۔ مگر میرے علم میں اس سے دعا اسی نے مانگی جس کی دینداری خوف خدا اور مخلوق خدا پر شفقت کا مجھے یقین ہے۔ مجھے اس بات کا ڈر ہے کہ آدمی جس پر ناراض ہو یا جس نے اسے ستایا ہو، اس کے خلاف اس سے دعا کرے اور اس شخص کو اللہ ہلاک کردے۔ جیسے بلعام بن باعورا کو پیش آیا۔ اگر مجھ سے پہلے اولیاء کرام اسے نہ چھپاتے، تو میرے بھائی! میں اس کتاب میں متعین کرکے تیرے سامنے ذکر کردیتا لیکن کتاب اہل و نااہل ہر ایک کے ہاتھ میں جاتی ہے۔ خیر، میرے بھائی! کوئی حرج نہیں اگر اسم اعظم سے متعلق تمام اقوال کا خلاصہ تیرے سامنے ذکر کردوں اگر چہ اس سے اس کی معرفت یقینی طور پر حاصل کرنے کا اقرار نہیں ہوسکتا۔ بہرحال میں اللہ کی توفیق سے عرض کرتا ہوں۔ ایک جماعت اس طرف گئی ہے کہ اسم اعظم کا کوئی وجود نہیں کیونکہ اللہ کے تمام نام اعظم ہیں کوئی ایسا اسم گرامی نہیں جو اعظم نہ ہو۔ ان حضرات میں ابوجعفر

طبری، شیخ ابوالحسن الاشعری ابن حبان اور الباقلانی وغیرہ شامل ہیں۔ امام مالک وغیرہ کا بھی یہی قول ہے بعض اس طرف گئے ہیں کہ اسم اعظم اللہ کا نام ہے۔ بعض کے نزدیک وہ ھُوَ ہے الشعبی اس طرف گئے ہیں کہ وہ تیرا قول یَا اَللّٰہُ ہے۔ بعض نے کہا وہ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ہے۔ مستدرک میں اس کے متعلق حدیث ہے اور حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ بعض نے کہا وہ صرف اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ہے، وغیرہ۔ جیسا کہ ہم نے اسے سنن الوسطی میں ذکر کیا ہے۔

فوائد:

ایک شخص پر تقریباً تین ہزار دینار قرض تھا۔ اس نے کہا اے اللہ، میں تجھ سے سوال کرتا ہوں۔ اے اللہ! اے اللہ! اے اللہ ہاں اللہ کی قسم تو ہی کہ اللہ ہے۔ تیرے سوا کوئی سچا معبود نہیں۔ اے زندہ، قائم رکھنے والے، پھر سو گیا۔ بیدار ہوا تو سرہانے کے پاس تین ہزار دینار پائے۔ پھر اسے خواب میں کہا گیا تو نے اللہ سے اس کے اس اسم اعظم سے سوال کیا ہے جو پانی پر پڑھا جائے تو جم جائے۔ خلاصہ کلام یہ کہ ان باتوں پر کسی کو اطلاع ہو سکتی ہے تو بذریعہ کشف ہی ہو سکتی ہے۔ اسے جان لے راہ راست پائے گا اور سب تعریف اللہ کے لیے ہے جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔ امام شعرانی کا کلام ختم ہوا۔

علامہ الفاسی نے شرح دلائل میں مصنف کے قول

وَ بِحَقِّ اِسْمِكَ الْمَكْنُوْنَ الَّذِیْ سَمَّیْتَ بِهٖ نَفْسِكَ وَاَنْزَلْتَهٗ فِیْ كِتَابِكَ وَاسْتَاْثَرْتَ بِهٖ فِیْ عِلْمِ الْغَیْبِ عِنْدَكَ

تیرے پوشیدہ اسم کے حق ہونے کا واسطہ جو تو نے اپنی ذات کا رکھا ہے اور جسے تو نے اپنی کتاب میں نازل کیا اور اپنے ہاں خصوصی علم غیب میں اسے محفوظ کیا۔ کے تحت فرمایا، ظاہر یہی ہے کہ وہ اسم جو چھپا کر خزانہ غیب میں رکھا گیا ہے ان سو ناموں میں شامل ہے جو قرآن کریم میں نازل کئے گئے ہیں اور وہی اسم اعظم ہے اور یہ اسم اعظم ہے اللہ نے اپنا رکھا ہے باوجودیکہ اسے اپنی کتاب میں نازل فرمایا۔ چھپا دیا، یعنی نہ اس کے اسم اعظم ہونے کی وضاحت فرمائی نہ اسے معین فرمایا۔ واللہ اعلم۔

اس میں اختلاف کیا گیا ہے کہ اسم اعظم کیا ہے، کہا گیا ہے کہ وہ غیر معین ہے۔ تعظیم اور ہر طرف سے دل کو فارغ کر کے جس نام سے پکارو، وہی اسم اعظم ہے۔ اس طرح اس سے جو دعا مانگو قبول ہوگی کہ فرمان باری تعالیٰ سے بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے۔

اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ

ترجمہ: بے بس جب دعا کرتا ہے تو اس کی کون سنتا ہے؟

مشہور یہی ہے کہ وہ اسم معین ہے جسے اللہ جانتا ہے اور اپنے خاص بندوں میں سے جسے چاہے الہام کرے۔ پھر جو اس کی تعیین کے قائل ہیں۔ ان میں غور وفکر آثار سے حاصل کرنے اور کشف والہام کے ذریعے اسے پانے میں اختلاف ہے۔ سو کہا گیا ہے کہ وہ اللہ ہے۔ بعض نے اسے اکثر اہل علم کی طرف منسوب کیا ہے اور کہا گیا ہے وہ ھُـــو ہے اور کہا گیا ہے اَللّٰھُمَّ اور کہا گیا ہے وہ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ہے اور کہا گیا ہے وہ اَلْعَلِیُّ، اَلْعَظِیْمُ، اَلْحَلِیْمُ، اَلْعَلِیْمُ۔ یعنی ان چار کا مجموعہ ہے اور کہا گیا ہے وہ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اَللّٰہُ یا لَآ اِلٰـهَ اِلَّا ھُو ہے۔ کہا گیا ہے الحق کہا گیا ذُو الْجَلَالِ وَالْاِکْرَام اور کہا گیا لَآ اِلٰـهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ۔ یہ بھی آیا ہے کہ وہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ الْاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِیْ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّهٗ کُفُوًا اَحَدٌ ہے۔ یہ بھی آیا ہے کہ

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَسْأَلُکَ بِاَنَّ لَکَ الْحَمْدُ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اَنْتَ الْحَنَّانُ الْمَنَّانُ بَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یَا ذَاالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ

یہ بھی آیا ہے کہ وہ اللہ کے اس فرمان میں ہے: قُلِ اللّٰھُمَّ مَالِکَ الْمُلْکِ۔ آخر تک کہا گیا ہے اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ ہے۔ کہا گیا ہے رَبَّنَا۔ کہا گیا ہے اَلْوَھَّابُ کہا گیا ہے اَلْغَفَّارُ کہا گیا ہے اَلْقَرِیْبُ کہا گیا ہے اَلسَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ کہا گیا ہے سَمِیْعُ الدُّعَآءِ کہا گیا خَیْرُ الْوٰرِثِیْنَ ہے۔ کہا گیا حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ ہے۔ واللہ اعلم واحکم۔ الفاسی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام ختم۔

سلسلہ تیجانیہ کے بانی عارف باللہ سید احمد محمد تیجانی کے خلیفہ شیخ محمد غسالی کے خلیفہ شیخ عمر بن سعید القونی نے اسم اعظم کیلئے اپنی کتاب ''الرماح'' کی تیسویں فصل مقرر کی ہے جس میں شرح العزیزی علی الجامع الصغیر کے حوالہ سے مذکورہ 20 اقوال نقل کئے ہیں اور سیدی عبدالعزیز الدباغ کے حوالے سے اتنا اضافہ کیا ہے کہ وہ سوواں (100) نام ہے اور یہ کہ اس کے اکثر معانی 99 اسماء میں موجود ہیں۔ کچھ اور اقوال بھی اس سلسلہ میں نقل کئے ہیں۔ وہ ہے اللہ حمید قہار اور کہا امام نوری نے اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ کو اختیار کیا ہے کیونکہ حدیث میں ہے اسم اعظم تین سورتوں میں ہے البقرہ، آل عمران اور طٰہٰ اور سیدی عبدالقادر کا مختار قول یہ ہے کہ وہ اللہ ہے۔ فرمایا کہ یہی مذہب مختار ہے یہاں تک کہ اس پر قریب قریب اجماع ہو چکا ہے اور عارف تیجانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بیداری میں ملاقات کیا کرتے تھے کا قول ہے کہ مجھے سید الوجود صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اسم اعظم پر پردہ ڈالا گیا ہے اور اس پر اللہ تعالیٰ صرف اپنے مخصوص محبوب بندوں کو اطلاع دیتا ہے کہا کہ تیجانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ بھی فرمایا جان لیجئے کہ اسم اعظم کا اجر وثواب بہت زیادہ ہے کوئی عمل اس کے برابر نہیں۔ پھر اس کو شاذ ونادر ہی معلوم کر سکتا ہے۔ مثلاً انبیائے کرام اور اقطاب۔ ان کے علاوہ کوئی نادر ہی اس تک رسائی حاصل کر سکتا ہے اور ان شاذ ونادر افراد میں سے زیادہ تر صدیقین میں سے ہوتے ہیں۔ ہاں کبھی کبھار وہ اولیاء بھی جو مرتبہ صدیقیت پر نہیں پہنچتے اس سے بہرہ ور

ہو جاتے ہیں۔ شیخ عمر مذکور نے کہا اس پر دلیل کہ اسم اعظم پر پردہ ڈالا گیا ہے۔ علماء کا اس کے وجود اور تعین میں کثرت اختلاف ہے۔ یہاں تک کہ یہی اختلاف عدم معرفت کا سبب بن گیا ہے کیونکہ کسی چیز میں کثرت اختلاف اسے زیادہ گہرائی میں لے جاتا ہے۔ پھر کہا، کہ شیخ تیجانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، مجھے سید الوجود صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، اسم اعظم پر پردہ ڈالا گیا ہے اور اس کی اللہ تعالیٰ صرف ان حضرات کو اطلاع دیتا ہے جنہیں اپنی محبت کیلئے خاص کر لیتا ہے۔ اگر لوگوں کو اس کا پتہ چل جائے اسی میں مصروف ہو جائیں اور باقی سب کچھ چھوڑ دیں۔ جو اسے پہچان لے اور قرآن اور مجھ پر درود وسلام پڑھنا چھوڑ دے کیونکہ اس میں اسے زیادہ فضیلت نظر آئے تو اس کی جان کو خطرہ لاحق ہو جائے۔ شیخ عمر نے کہا جب تم اسے سمجھ گئے تو جان لو کہ اسم اعظم دنیا اور طالب دنیا کے لائق نہیں جس نے اسے جانا اور طلب دنیا کیلئے صرف کیا، وہ دنیا و آخرت میں زیان کار رہا۔

الدمیری نے اپنی کتاب ''حیات الحیوان الکبریٰ'' میں ابن عدی، عبدالرحمٰن القرشی، محمد بن زیاد بن معروف کے حوالہ سے لکھا کہ ہم نے جعفر بن حسن، انہوں نے اپنے والد، انہوں نے ثابت نہانی اور انہوں نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے اللہ تعالیٰ سے اسم اعظم کا سوال کیا تو حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے اسے لپیٹ کر مہر لگی ہوئی میرے پاس لائے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! میرے ماں باپ آپ پر قربان، یا نبی اللہ! مجھے بتا دیں۔ فرمایا عائشہ! عورتوں کو، بچوں اور بیوقوفوں کو اس کے بتانے سے ہمیں منع کیا گیا ہے۔ ابن ماجہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی، میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِاسْمِكَ الطَّاهِرِ الْمُبَارَكِ الْاَحَبِّ اِلَيْكَ الَّذِیْ اِذَا دُعِيْتَ بِهٖ اَجَبْتَ وَاِذَا سُئِلْتَ بِهٖ اَعْطَيْتَ وَاِذَا اسْتُرْحِمْتَ بِهٖ رَحِمْتَ وَاِذَا اسْتُفْرِجْتَ بِهٖ فَرَّجْتَ''۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، ایک دن فرمایا، عائشہ جانتی ہو، اللہ تعالیٰ نے مجھے وہ اسم اعظم بتایا ہے کہ جب اس کے ذریعے دعا مانگی جائے قبول ہو جاتی ہے۔ فرماتی ہیں۔ میں نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ مجھے بھی وہ سکھا دیجئے۔ فرمایا عائشہ تیرے لئے وہ مناسب نہیں۔ فرماتی ہیں میں الگ ہو کر کچھ وقت بیٹھی رہی۔ پھر اٹھی اور آپ کے سر مبارک کو بوسہ دیا پھر عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجھے سکھا دیجئے۔ فرمایا عائشہ تیرے لئے اس کا سیکھنا مناسب نہیں اور نہ تیرے شایان شان ہے کہ اس کے سبب مجھ سے دنیا کی کوئی چیز مانگے۔

شرح قشیری علی الاسماء الحسنیٰ میں اَلْحَیُّ الْقَيُّوْمُ کے تحت لکھا ہے، یوسف بن الحسن نے کہا مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ ذوالنون مصری اللہ کا اسم اعظم جانتے تھے۔ میں مکہ معظمہ سے ان کی ملاقات کیلئے چل پڑا تو پہلی نظر میں جوان کو نظر آیا،

یہ کہ میری لمبی داڑھی تھی، میرے ہاتھ میں ایک بڑا تھیلا تھا جس کا منہ رسی سے بندھا ہوا تھا۔ رسی کا سرا میرے کندھے پر لٹک رہا تھا۔ آپ نے سیر ہو کر مجھے دیکھا جب میں نے سلام عرض کیا، گویا انہوں نے برا محسوس کیا۔ دو تین دن بعد ان کے پاس ایک متکلم آیا جو آئمہ متکلمین میں سے تھا۔ اس نے ذوالنون سے علم کلام کے کسی مسئلہ پر مناظرہ کیا اور ذوالنون پر غالب رہا۔ مجھے اس کا صدمہ ہوا۔ میں آگے بڑھا اور دونوں کے سامنے بیٹھ گیا۔ اس متکلم کو اپنی طرف متوجہ کیا اور مناظرہ کیا، یہاں تک کہ اسے لاجواب کر دیا پھر میں نے اس پر دقیق کلام پیش کیا جسے وہ سمجھ نہ سکا۔ اس پر ذوالنون بہت متعجب اور خوش ہوئے۔ وہ بوڑھے اور میں جوان تھا۔ اپنی جگہ سے اٹھے اور میرے سامنے آ کر بیٹھ گئے اور معذرت کرنے لگے کہ مجھے تمہارا اعلیٰ رتبہ معلوم نہ تھا۔ میرے نزدیک تم نیک تر آدمی ہو۔ اس کے بعد ہمیشہ اپنے دوستوں پر مجھے فضیلت و عزت دیتے۔ یہاں تک کہ اسی طرح مجھ پر پورا سال بیت گیا میں نے کہا استاد! میں مسافر آدمی ہوں، بچوں کی یاد آ رہی ہے۔ میں نے سال بھر آپ کی خدمت کی ہے اور آپ پر میرا حق واجب ہو گیا ہے مجھے بتایا گیا ہے کہ آپ اللہ کا اسم اعظم جانتے ہیں۔ آپ نے مجھے آزما لیا اور معلوم کر لیا کہ میں اس کے قابل ہوں۔ اگر آپ اسے جانتے ہیں تو مجھے بتا دیجئے۔ آپ خاموش ہو گئے اور مجھے کوئی جواب نہ دیا۔ مجھے خیال گزرا شاید مجھے بتا چکے ہیں۔ پھر 6 ماہ تک خاموش رہے۔ پھر ایک دن فرمایا، ابو یعقوب! تم فسطاط شہر میں میرے فلاں دوست کو نہیں جانتے؟ آپ نے اس کا نام لیا، میں نے کہا جی جانتا ہوں پھر ایک تھال باہر لائے جس پر ڈھکن تھا۔ جو رومال سے کس کر باندھا ہوا تھا۔ فرمایا فسطاط میں جس آدمی کا میں نے ابھی نام لیا تھا یہ اس کے پاس لے چلو، کہتے ہیں میں نے تھال لیا تو وہ ہلکا پھلکا تھا گویا اس میں کوئی شے ہے ہی نہیں۔ جب میں فسطاط شہر پہنچا میں نے دل میں کہا، ذوالنون ایک شخص کے پاس ایسا تھال بھیج رہے ہیں جس میں کچھ نہیں۔ میں ضرور دیکھوں گا اس میں کیا ہے۔ کہا میں نے رومال کھولا ڈھکن اٹھایا تو دیکھتا کیا ہوں کہ ایک چوہا چھلانگ لگا کر چلتا بنا۔ کہتے ہیں میں پریشان ہو گیا اور میں نے کہا ذوالنون نے میرے ساتھ مذاق کیا ہے اور اس وقت میرا ذہن ان کے مقصد کی طرف نہ گیا۔ کہاں میں غصے میں بھرا واپس آ گیا۔ جب مجھے دیکھا تو مسکرائے اور تمام بات سمجھ گئے۔ فرمایا پاگل! میں نے ایک چوہے کی امانت تیرے سپرد کی تو نے اس میں خیانت کر دی۔ پھر میں تیرے پاس اللہ کے اسم اعظم کی امانت کیسے رکھوں؟ اٹھ، چل، اس کے بعد میں تجھے کبھی نہ دیکھوں، سو میں لوٹ آیا۔

چہل و یک اسمائے الٰہی

اللہ تعالیٰ کے یہ اسماء عظام خاص جلال و جمال کا مظہر ہیں کیونکہ ان اسماء میں اللہ تعالیٰ ہی کی کسی صفت کو بڑے جامع الفاظ کے ساتھ واضح کیا گیا ہے۔اس لئے ان اسماء کو کثرت سے پڑھتے رہنا بے پناہ فیوض و برکات کے حصول کا باعث ہے۔اسماء حسب ذیل ہیں:

۱- سُبْحَانَكَ لَآ اِلٰـهَ اِلَّآ اَنْتَ يَا رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ وَّوَارِثَهٗ وَرَازِقَهٗ وَرَاحِمَهٗ

ترجمہ: پاکی ہے تجھ کو نہیں معبود سوا تیرے، اے پروردگار ہر چیز کے اور وارث اس کے اور رازق اس کے اور رحم کرنے والے اس پر

۲- سُبْحَانَكَ يَا لَآ اِلٰـهَ الْاٰلِهَةِ الرَّفِيْعُ جَلَالُهٗ يَا اِلٰـهُ

ترجمہ: پاکی ہے تجھ کو اے معبود سب معبودوں کے کہ بلند ہے بزرگی اس کی اے معبود

۳- يَا اَللّٰهُ الْمَحْمُوْدُ فِيْ كُلِّ فِعَالِهٖ يَا اَللّٰهُ

ترجمہ: اے اللہ اپنے سب کاموں میں تعریف کیے گئے اے اللہ

۴- يَا رَحْمٰنَ كُلِّ شَيْءٍ وَّوَارِثَهٗ وَرَاحِمَهٗ يَا رَحْمٰنُ

ترجمہ: اے بخشش کرنیوالے ہر چیز کے اور وارث اس کے اور رحم کرنے والے اس پر

۵- يَا حَيُّ حِيْنَ لَا حَيَّ فِيْ دَيْمُوْمَةِ مُلْكِهٖ وَبَقَآئِهٖ يَا حَيُّ

ترجمہ: اے بخشش کرنیوالے اے زندہ جبکہ نہیں کوئی زندہ بیچ ہمیشگی بادشاہت اس کی اور باقی رہنے اس کے اے زندہ

۶- يَا قَيُّوْمُ فَلَا يَفُوْتُ شَيْءٌ مِّنْ عِلْمِهٖ وَلَا يَؤُدُهٗ يَا قَيُّوْمُ

ترجمہ: اے ہمیشہ رہنے والے پس نہیں چھپی رہتی کوئی چیز اس کے علم سے اور نہ وہ تھکاتی ہے اس کو اے تدبیر کرنے والے عالم کے

۷- يَا وَاحِدُ الْبَاقِيْ اَوَّلُ كُلِّ شَيْءٍ وَّاٰخِرُهٗ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ يَا وَاحِدُ

ترجمہ: اے یگانہ زندہ رہنے والے اول ہر چیز کے اور آخر اس کے نہیں مثل اس کی کوئی اے یگانہ

۸- يَا دَآئِمُ بِلَا فَنَاءٍ وَّلَا زَوَالَ لِمُلْكِهٖ وَبَقَآئِهٖ يَا دَآئِمُ

ترجمہ: اے ہمیشہ رہنے والے پس نہیں فنا اور نہیں زوال اس کی بادشاہت کو اور اس کے باقی رہنے کو، اے

ہمیشہ رہنے والے

۹- یَا صَمَدُ مِنْ غَیْرِ شِبْہٍ فَلَا شَیْءٌ کَمِثْلِہٖ یَا صَمَدُ

ترجمہ: اے بے نیاز بے مثل پس نہیں کوئی چیز مثل اس کی اے بے احتیاج

۱۰- یَا بَآرُّ فَلَاشَیْءٍ کُفُوْرُہٗ یُدَانِیْہِ وَلَا اِمْکَانَ لِوَصْفِہٖ یَا بَآرُّ

ترجمہ: اے احسان کرنے والے پس نہیں کوئی شے ہمسر اس کے قریب ہو اس سے اور نہیں ہو سکتی تعریف اس کی اے احسان کرنے والے

۱۱- یَا کَبِیْرُ اَنْتَ اللّٰہِ الَّذِیْ لَا تَھْتَدِی الْعُقُوْلُ لِوَصْفِ عَظْمَتِہٖ یَا کَبِیْرُ

ترجمہ: اے بزرگ تو وہ ذات ہے کہ نہیں پہنچتیں عقلیں واسطے وصف بزرگی اس کی کہ اے بڑے

۱۲- یَا بَارِئُ النُّفُوْسِ بِلَا مِثَالٍ خَلَا مِنْ غَیْرِہٖ یَا بَارِئُ

ترجمہ: اے درست کرنے والے جانوں کے بے مثل خالی غیر اپنے سے اے نئے ظاہر کرنے والے

۱۳- یَا زَاکِیُ الطَّاھِرُ مِنْ کُلِّ اٰفَۃٍ بِقُدْسِہٖ یَا زَاکِیُ

ترجمہ: اے پاک کرنے والے پاک ہر آفت سے ساتھ پاکی اپنی کے اے پاک کرنے والے

۱۴- یَا کَافِی الْمُوْسِعُ لَمَا خُلِقَ لَہٗ مِنْ عَطَا یَا فَضْلِہٖ یَا کَافِیُ

ترجمہ: اے کفایت کرنے والے کشادہ کرنے واسطے اس کے کہ پیدا کئے گئے وہ واسطے عطاؤں فضل اپنے سے اے کفایت کرنے والے

۱۵- یَا نَقِیُّ مِنْ کُلِّ جَوْرٍ لَمْ یَرْضَہٗ وَلَمْ یُخَالِطْہُ فِعَالُہٗ یَا نَقِیُّ

ترجمہ: اے پاک ہر ظلم سے نہ وہ راضی ہے اس سے اور نہ شامل اس کو کام اے پاک

۱۶- یَا حَنَّانُ اَنْتَ الَّذِیْ وَسِعْتَ کُلَّ شَیْءٍ رَّحْمَۃً وَ عِلْمًا یَاحَنَّانُ

ترجمہ: اے رحم کرنے والے تو وہ ہے کہ سما لیا ہے تو نے ہر شے کو رحمت اور علم سے اے رحم کرنے والے

۱۷- یَا مَنَّانُ ذُوالْاِحْسَانِ قَدْ عَمَّ کُلَّ الْخَلَائِقِ مَنُّہٗ یَا مَنَّانُ

ترجمہ: اے عطا کرنے والے صاحب احسان کے کہ پہنچا ہوا ہے تمام مخلوق کو احسان اس کا اے نعمت دینے والے

۱۸- یَا دَیَّانُ الْعِبَادِ کُلٌّ یَقُوْمُ خَاضِعًا لِرَھْبَتِہٖ وَرَغْبَتِہٖ یَا دَیَّانُ

ترجمہ: اے حاکم بندوں کے ہر ایک کھڑا ہوتا ہے تواضع کرتا بسبب خوف اس کے اور رغبت اس کے اے حکم کرنے والے

۱۹- يَا خَالِقُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ كُلٌّ اِلَيْهِ مَعَادُهٗ يَاخَالِقُ

ترجمہ: اے پیدا کرنے والے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے۔ سب کو اسی طرف پھر جانا ہے اے پیدا کرنے والے

۲۰- يَا رَحِيْمُ كُلِّ صَرِيْخٍ وَمَكْرُوْبٍ غِيَاثُهٗ وَمَعَاذُهٗ يَا رَحِيْمُ

ترجمہ: اے رحم کرنے والے ہر فریاد کرنے والے اور مفہوم کے تو ہی مددگار اس کا اور پناہ اس کی اے رحم کرنے والے

۲۱- يَا تَآمُّ فَلَا تَصِفُ الْاَلْسُنُ كُلَّ كُنْهِ جَلَالِ مُلْكِهٖ وَعِزِّهٖ يَاتَآمُّ

ترجمہ: اے کامل پس نہیں بیان کر سکتیں زبانیں تمام حقیقت بزرگی اس کی کو اے کامل

۲۲- يَا مُبْدِعَ الْبَدَآئِعِ لَمْ تَبْغِ فِيْ اِنْشَآئِهَا عَوْنًا مِّنْ خَلْقِهٖ يَامُبْدِعُ

ترجمہ: اے تو پیدا کرنے والے تو پیدا کرنے والا ہے نہیں چاہی تو نے پیدا کرنے میں خلقت کے مدد اپنی مخلوقات سے اے پیدا کرنے والے

۲۳- يَا عَلَّامَ الْغُيُوْبِ فَلَا يَفُوْتُ شَيْءٌ مِنْ حِفْظِهٖ يَا عَلَّامُ.

ترجمہ: اے خوب جاننے والے چھپی ہوئی چیزوں کے پس نہیں چھپی رہی کوئی اس کی نگہبانی سے اے خوب جاننے والے

۲۴- يَا حَلِيْمُ ذِي الْاَنَاتِ فَلَا يُعَادِلُهٗ شَيْءٌ مِّنْ خَلْقِهٖ يَا حَلِيْمُ

ترجمہ: اے بردبار صاحب علم اس کی مخلوق میں سے کوئی اس کے برابر نہیں۔ اے بردبار

۲۵- يَا مُعِيْدُ مَا اَفْنَاهُ اِذَا بَرَزَ الْخَلَآئِقَ لِدَعْوَتِهٖ مِنْ مَخَافَتِهٖ يَامُعِيْدُ

ترجمہ: اے دوبارہ پیدا کرنے والے جس کو ناپید کیا ہے اس نے جب نکلیں گے گروہ گروہ خلقت کے واسطے پکار اس کی کے خوف اس کے سے اے دوبارہ پیدا کرنے والے

۲۶- يَا حَمِيْدُ الْفِعَالِ ذَا لْمَنِّ عَلٰى جَمِيْعِ خَلْقِهٖ بِلُطْفِهٖ يَاحَمِيْدُ

ترجمہ: اے تعریف کئے گئے کاموں کے صاحب احسان کے تمام مخلوق اپنی پر ساتھ مہربانی اپنی کے اے تعریف کئے گئے

۲۷- يَا عَزِيْزُ الْمَنِيْعُ الْغَالِبُ عَلٰى اَمْرِهٖ فَلَا شَيْءٌ يُعَادِلُهٗ يَاعَزِيْزُ

ترجمہ: اے صاحب عزت قوت والے غالب اور اوپر امر اپنے کے پس نہیں کوئی کہ برابر ہو اس کے اے عزت والے

۲۸- یَا قَاهِرُ ذَاالْبَطْشِ الشَّدِیْدِ اَنْتَ الَّذِیْ لَا یُطَاقُ اِنْتِقَامُهٗ یَا قَاهِرُ.

ترجمہ: اے غالب سخت پکڑنے والے تو وہ ہے کہ نہیں طاقت بدلہ لینے اس کے کی اے غالب

۲۹- یَا قَرِیْبُ الْمُتَعَالِیْ فَوْقَ کُلِّ شَیْءٍ عُلُوًّا ارْتِفَاعِهٖ یَاقَرِیْبُ.

ترجمہ: اے قریب بلند شان بلند ہے ہر شے سے بلندی مرتبہ اس کے کی اے قریب

۳۰- یَا مُذِلُّ کُلِّ جَبَّارٍ عَنِیْدٍ بِقَهْرِ عَزِیْزِ سُلْطَانِهٖ یَا مُذِلُّ

ترجمہ: اے ذلت دینے والے ہر متکبر سرکش کے ساتھ قہر کے، غالب ہے غلبہ اس کا اے ذلت دینے والے

۳۱- یَا نُوْرُ کُلِّ شَیْءٍ وَهُدَاهُ اَنْتَ الَّذِیْ فُلِقَ الظُّلُمَاتُ بِنُوْرِهٖ یَانُوْرُ

ترجمہ: اے نور ہر شے کے اور ہدایت اس کی تو وہ ہے کہ دور ہو گئیں تاریکیاں ساتھ روشنی اس کی کے اے نور

۳۲- یَا عَالِیَ الشَّامِخُ فَوْقَ کُلِّ شَیْءٍ عُلُوُّ ارْتِفَاعِهٖ یَا عَالِیُ.

ترجمہ: اے بلند بلند عزت ہر شے پر ہے بلند مرتبہ اس کے کی اے بلند

۳۳- یَا قُدُّوْسُ الطَّاهِرُ مِنْ کُلِّ سُوْءٍ فَلَا شَیْءَ یُعَادُّهٗ مِنْ جَمِیْعِ خَلْقِهٖ یَا قُدُّوْسُ فَلَا شَیْءَ یُعَادِلُهٗ.

ترجمہ: اے پاکیزہ پاک ہر شے سے پس نہیں کوئی شے کہ برابر ہو اس سے تمام مخلوق اس کی سے اے پاکیزہ

۳۴- یَا مُبْدِئُ الْبَرَایَا وَمُعِیْدَهَا بَعْدَ فَنَائِهَا بِقُدْرَتِهٖ یَا مُبْدِئُ.

ترجمہ: اے شروع سے پیدا کرنے والے تمام مخلوق کے اور دوبارہ پیدا کرنے والے ان کو پیچھے ناپید ہونے ان کے ساتھ قدرت اپنی کے اے شروع سے پیدا کرنے والے

۳۵- یَا جَلِیْلُ الْمُتَکَبِّرُ عَنْ کُلِّ شَیْءٍ فَالْعَدْلُ اَمْرُهٗ وَالصِّدْقُ وَعْدُهٗ یَا جَلِیْلُ

ترجمہ: اے بزرگ متکبر ہر شے سے پس عدل حکم اس کا ہے اور سچا ہے وعدہ اس کا اے بزرگ

۳۶- یَا مَحْمُوْدُ فَلَا تَبْلُغُ الْاَوْهَامُ کُلَّ کُنْهِ ثَنَائِهٖ وَمَجْدِهٖ یَامَحْمُوْدُ

ترجمہ: اے تعریف کئے گئے پس نہیں پہنچتے ہم اس کی تمام حقیقت تعریف اور بزرگی کو اے تعریف کئے گئے

۳۷- یَا کَرِیْمَ الْعَفْوِ ذَاالْعَدْلِ اَنْتَ الَّذِیْ مَلَا کُلَّ شَیْءٍ عَدْلُهٗ یَا کَرِیْمُ

ترجمہ: اے بزرگ بخشش کے اے صاحب انصاف کہ تو وہ ہے کہ بھر دیا ہر شے کو اپنے عدل سے اے بزرگ

۳۸- یَا عَظِیْمُ ذَا الثَّنَاءِ الْفَاخِرِ وَالْعِزِّ وَالْمَجْدِ وَالْکِبْرِیَاءِ فَلَا یَذِلُّ عِزُّهٗ یَا عَظِیْمُ.

ترجمہ: اے عظمت والے صاحب تعریف بزرگ اور عزت اور بزرگی اور بڑائی والے پس اس کے عزیز ذلیل نہیں ہوتے اے بزرگ

۳۹- يَا قَرِيْبُ الْمَجِيْبُ الْمَدَانِيُ دُوْنَ كُلِّ شَيْءٍ قُرْبُهٗ يَا قَرِيْبُ

ترجمہ: اے نزدیک ہونے والے قبول کرنے والے نزدیک ہونے والے ہر شے سے نزدیکی اس کے اے نزدیک ہونے والے

۴۰- يَا عَجِيْبُ الصَّنَائِعُ فَلَا تَنْطِقُ الْاَلْسُنُ بِكُلِّ الْآئِهٖ وَنِعَمَائِهٖ يَا عَجِيْبُ

ترجمہ: اے عجیب پیدا کرنے والے پس اس کی تمام نعمتوں اور انعامات کو زبانیں بیان نہیں کرسکتیں۔ اے عجیب

۴۱- يَا غَيَاثِيُ عِنْدَ كُلِّ كُرْبَةٍ وَّ مُجِيْبِى عِنْدَ كُلِّ دَعْوَةٍ وَّمُؤْنِسِىُ عِنْدَ كُلِّ وَحْشَةٍ وَمَعَاذِىُ عِنْدَ كُلِّ شِدَّةٍ وَّ يَارَجَائِيُ حِيْنَ تَنْقَطِعُ حِيْلَتِيُ يَا غَيَاثِيُ.

ترجمہ: اے میرے فریاد کے پہنچنے والے ہر تکلیف کے وقت اور قبول کرنے والے میری ہر دعا کے وقت اور میرے مونس ہر وحشت کے وقت اور میری پناہ ہر سختی کے وقت اور میری امید جب نہ رہے وسیلہ میرا اے میری فریاد کے پہنچنے والے۔ شے سے نزدیکی اس کے اے نزدیک ہونے والے

۴۰- يَا عَجِيْبُ الصَّنَائِعُ فَلَا تَنْطِقُ الْاَلْسُنُ بِكُلِّ الْآئِهٖ وَنِعَمَائِهٖ يَا عَجِيْبُ

ترجمہ: اے عجیب پیدا کرنے والے پس اس کی تمام نعمتوں اور انعامات کو زبانیں بیان نہیں کرسکتیں۔ اے عجیب

۴۱- يَا غَيَاثِيُ عِنْدَ كُلِّ كُرْبَةٍ وَّ مُجِيْبِى عِنْدَ كُلِّ دَعْوَةٍ وَّمُؤْنِسِىُ عِنْدَ كُلِّ وَحْشَةٍ وَمَعَاذِىُ عِنْدَ كُلِّ شِدَّةٍ وَّ يَارَجَائِيُ حِيْنَ تَنْقَطِعُ حِيْلَتِيُ يَا غَيَاثِيُ.

ترجمہ: اے میرے فریاد کے پہنچنے والے ہر تکلیف کے وقت اور قبول کرنے والے میری ہر دعا کے وقت اور میرے مونس ہر وحشت کے وقت اور میری پناہ ہر سختی کے وقت اور میری امید جب نہ رہے وسیلہ میرا اے میری فریاد کے پہنچنے والے۔

آیاتِ شفاء

قرآن مجید میں چند مقامات پر ایسی آیات ہیں جن میں کسی نہ کسی صورت میں شفاء کا لفظ استعمال ہوا ہے یہ آیات ہر قسم کی جسمانی اور روحانی شفاء کے لئے بے حد مفید ہیں اس لئے انہیں آیات شفا کہا جاتا ہے۔ان آیات کے بارے میں حضرت ابوالقاسم قشیری رحمتہ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ ایک مرتبہ ان کا بیٹا اتنا شدید بیمار ہوا کہ اس کے دنیا سے چلے جانے کا غم پیدا ہو گیا یعنی بیماری کی وجہ سے وہ ایسا قریب المرگ ہوا کہ اس کے تندرست ہونے کی امید نہ رہی مگر ایک رات حضرت امام ابوالقاسم قشیری نے خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے بیٹے کی بیماری کا حال عرض کیا تو اس پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم آیات شفا کے ذریعے اللہ تعالیٰ سے بیٹے کی تندرستی کیوں نہیں مانگتے اس پر جب وہ بیدار ہوئے تو انہوں نے قرآن پاک میں آیات شفاء کو تلاش کر کے انہیں پڑھا اور بعد ازاں اللہ کی بارگاہ میں اپنے بچے کی صحت یابی کی دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے اُن کی دعا قبول فرما کر بچے کو تندرست کر دیا اس سے معلوم ہوا کہ آیات شفاء بیماری سے شفاء حاصل کرنے کے لئے انتہائی اکسیر اور لاجواب ہیں۔

اگر کوئی شخص بیمار رہتا ہو تو اسے چاہئے کہ ان آیات کو خلوص نیت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پڑھے اور اس کے بعد بیماری سے نجات کی التجاء کرے تو اللہ تعالیٰ دعا کو قبول فرما کر بیماری سے نجات دے دے گا۔

اگر کسی مریض کے لواحق مریض کا علاج کروا کروا کر تنگ آ چکے ہوں اور مریض کو تندرستی ملتی ہوئی نظر نہ آتی ہو تو مریض کے کسی لواحق کو چاہیے کہ وہ ان آیات شفاء کو اکتالیس مرتبہ رات یا دن میں کسی وقت پڑھ کر پانی دم کر کے مریض کو پلائے اور اللہ تعالیٰ سے مریض کی شفایابی کے لئے دعا کی جائے اگر اللہ کو منظور ہوا تو مریض کی تندرستی کا کوئی ذریعہ بن جائے گا اس عمل کو مریض کے تندرست ہونے تک جاری رکھنا بہتر ہوگا۔

اگر کوئی آیات شفا کو پڑھ کر پانی دم نہ کر سکے تو اسے چاہئے کہ ان آیات کو چینی کی رکابی پر زعفران سے لکھے آیات شفا کے شروع میں بسم اللہ اور سورت فاتحہ بھی لکھے بعد ازاں چینی کی رکابی کو دھو کر پانی مریض کو پلایا جائے تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے مریض کو صحت یاب فرما دے گا۔

يُخْزِهِمْ وَيَنْصُرْكُمْ عَلَيْهِمْ وَيَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ (پ10 توبہ 14)

انہیں پست کر دے گا اور ان پر تمہاری مدد کر دے گا اور مومن قوم کا سینہ ٹھنڈا کر دے گا۔

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ ۙ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۝ (پ11 یونس 57)

اے لوگو تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس نصیحت اور سینوں کی بیماریوں کی شفا اور ہدایت اور رحمت آ گئی ہے جو اہل ایمان کے لئے ہے۔

ثُمَّ كُلِي مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ فَاسْلُكِي سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا ۚ يَخْرُجُ مِنْ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِيْهِ شِفَاۤءٌ لِّلنَّاسِ ۗ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ○ (پ 14 نحل 69)

پھر ہر قسم کے پھلوں سے رس جوس کر اپنے رب کے قائم کردہ راہ پر چلتی ہے اس کے پیٹ میں سے مختلف رنگوں کا پینے والا شہد نکلتا ہے جس میں لوگوں کے لئے شفا ہے بے شک اس میں تفکر کرنے والی قوم کے لئے نشانی ہے۔

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَاۤءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۙ

اور قرآن میں ہم نے وہ چیز اتاری ہے جو مومنوں کے لئے شفاء اور رحمت ہے۔

وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ ○ (پ 19 شعراء 80)

جب مجھ پر بیماری آتی ہے تو وہی مجھے شفا دیتا ہے۔

وَلَوْ جَعَلْنٰهُ قُرْاٰنًا اَعْجَمِيًّا لَّقَالُوْا لَوْلَا فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ ۗ ءَاَعْجَمِيٌّ وَّعَرَبِيٌّ ۗ قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّشِفَاۤءٌ (پ 24 حم سجدہ 44)

اور بالفرض اگر ہم اس قرآن کو عجمی زبان میں نازل کرتے تو یہ کہتے کہ اس کی آیتیں ہماری زبان میں کیوں نہیں تفصیل سے بیان کی گئی ہیں۔ کیا کتاب عجمی ہو اور نبی عربی ہو آپ فرما دیجئے کہ یہ قرآن اہل ایمان کے لئے ہدایت اور شفاء ہے۔

آیات سکینہ

ان آیات میں چونکہ لفظ سکینہ استعمال ہوا ہے اس لئے ان آیات کو سکینہ کہا جاتا ہے سکینہ سے مراد دلی سکون اور اطمینان ہے۔ ان آیات کی درحقیقت جب تلاوت کی جائے گی تو تلاوت کرنے والے کے دل پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے سکون کا نزول ہوگا اس لئے آیات سکینہ کا پڑھنا سکون قلب' دافع مصائب اور رنج وغم دور کرنے کے لئے بڑا مفید ہے۔

جو شخص ان آیات کو روزانہ صبح کے وقت سات سات مرتبہ پڑھے گا اس کا پورا دن سکون اور چین سے گزرے گا اور اسے کسی قسم کی پریشانی نہ ہوگی۔ قلبی طور پر انسان فرحت محسوس کرے گا۔

اگر کسی شخص کو کوئی مصیبت درپیش آ جائے تو اسے چاہئے کہ ان آیات کو روزانہ 33 مرتبہ پڑھے اللہ تعالیٰ اس

سے مصیبت کو دور کر دے گا۔ اور اس کی پریشانی ختم ہو جائے گی۔

اگر کوئی شخص یکدم کسی مشکل میں پھنس جائے اور اسے نجات کا کوئی حل نظر نہ آتا ہو تو اسے چاہیے کہ ان آیات کو عشاء کی نماز کے بعد اکتالیس مرتبہ پڑھے اللہ تعالیٰ اس کی خصوصی مدد فرمائے گا اور وہ اس مشکل سے نجات پائے گا۔

اگر کوئی مرد یا عورت کسی صدمے کی بنا پر غمگین رہتا ہو اور کسی صورت میں غم اس کا پیچھا نہ چھوڑتا ہو تو اسے چاہیے کہ چالیس روز تک ان آیات کو ہر نماز کے بعد سترہ مرتبہ پڑھے اللہ تعالیٰ اس کے دل کا رنج و غم دور کر دے گا اور اسے قلبی سکون حاصل ہو جائے گا۔

ان آیات کے فرداً فرداً شان نزول پر غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی اور مسلمانوں کی ہر مشکل وقت میں خصوصی مدد فرمائی خاص کر جب دشمنان دین انتہائی پریشان کر رہا ہو تو اس وقت آیات سکینہ کو کثرت سے پڑھنے کی کوشش کرے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مدد شامل حال ہو جائے گی اور دشمن کچھ نہ بگاڑ سکے گا غرضیکہ آیات سکینہ کو پڑھنے سے ہر قسم کی پریشانی دور ہو جاتی ہے۔

وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ إِنَّ آيَةَ مُلْكِهِ أَنْ يَأْتِيَكُمُ التَّابُوتُ فِيهِ سَكِينَةٌ مِنْ رَبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِمَّا تَرَكَ آلُ مُوسَى وَآلُ هَارُونَ تَحْمِلُهُ الْمَلَائِكَةُ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ۝

(پ2 بقرہ 248)

ان سے کہا کہ بادشاہی کی نشانی یہ ہے کہ تمہارے پاس تابوت آ جائے گا جس میں تمہارے رب کی طرف سے سکون ہے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اور آل ہارون کے ترکہ کی کچھ بچی ہوئی چیزیں ہیں اسے فرشتے اٹھائے ہوئے لائیں گے بے شک اس میں تمہارے لئے نشانی ہے اگر تم اہل ایمان سے ہو۔

ثُمَّ أَنْزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَىٰ رَسُولِهِ وَعَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَأَنْزَلَ جُنُودًا لَمْ تَرَوْهَا وَعَذَّبَ الَّذِينَ كَفَرُوا ۚ وَذَٰلِكَ جَزَاءُ الْكَافِرِينَ (پ10 توبہ 26)

پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اور مومنین پر سکون قلب نازل کیا اور ایسے لشکر اتارے جنہیں تم نہ دیکھتے تھے اور کافروں کو عذاب دیا اور کافروں کی یہی سزا ہے۔

إِلَّا تَنْصُرُوهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللَّهُ إِذْ أَخْرَجَهُ الَّذِينَ كَفَرُوا ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا ۖ فَأَنْزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَيْهِ وَأَيَّدَهُ بِجُنُودٍ لَمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِينَ كَفَرُوا السُّفْلَىٰ ۗ وَكَلِمَةُ اللَّهِ هِيَ الْعُلْيَا ۗ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۝

(پ10 توبہ 40)

اگرچہ تم نے حضور کی مدد نہ کی تو بے شک اللہ نے ان کی مدد کی۔ جب کافروں کی وجہ سے آپ کو اپنے گھر سے

نکلنا پڑا۔ آپ دو میں سے دوسرے تھے جب وہ غار میں تھے وہ اپنے ساتھ سے کہہ رہے تھے کہ غمزدہ نہ ہو بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے پھر اللہ نے ان پر سکون قلب اتارا اور ان کی ایسے لشکروں سے مدد فرمائی جنہیں تم نے نہیں دیکھا ہے اور کافروں کے کہنے کو سرنگوں کر دیا اور اللہ کا کلمہ بلند ہوا اور اللہ غلبے والا حکمت والا ہے۔

هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ فِيْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِيْنَ لِيَزْدَادُوْٓا اِيْمَانًا مَّعَ اِيْمَانِهِمْ ؕ وَ لِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝ (پ 26 فتح 4)

وہی ہے جس نے مومنوں کے دلوں پر اطمینان عطا کیا تا کہ اُن کے ایمان میں ایمانی قوت سے مزید اضافہ ہو جائے اور آسمانوں اور زمین کے تمام لشکر اللہ ہی کے ہیں اور اللہ تعالیٰ علیم ہے حکمت والا ہے۔

لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا ۝ (پ 26فتح 18)

بے شک اللہ ان مؤمنوں سے راضی ہوا جبکہ وہ درخت کے نیچے آپ کی بیعت کر رہے تھے پس اللہ کو ان کے دلوں کی بات معلوم تھی پس ان پر اطمینان نازل کر دیا گیا اور انہیں قریبی فتح عطا کر دی۔

اِذْ جَعَلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْحَمِيَّةَ حَمِيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى وَكَانُوْٓا اَحَقَّ بِهَا وَاَهْلَهَا ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۝ (پ 26 فتح 26)

جب کافروں نے اپنے دل میں ہٹ دھری سے کام لیا اور وہ ہٹ دھرمی بھی دور جاہلیت کی تھی تو اللہ نے اپنے رسول اور مؤمنوں پر سکون نازل کر دیا اور انہیں تقویٰ کی بات پر گامزن کر دیا اور انہیں اس کا حق حاصل تھا اور وہ اس کے اہل بھی تھے اور اللہ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔

آیات حفاظت

قرآن مجید میں بعض مقامات پر اللہ تعالیٰ نے اپنی صفت حفاظت کا اظہار مختلف انداز میں فرمایا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ انسان اور اس کے بہت سے کاموں کی حفاظت فرماتا ہے۔ اس لحاظ سے اللہ تعالیٰ کی ایک صفت حفیظ ہے جن آیات میں اللہ تعالیٰ کی صفت حفاظت کا ذکر کیا گیا ہے۔ انہیں آیات حفاظت کہا جاتا ہے۔ اور ان آیات کا جانی اور مالی حفاظت کے لئے پڑھنا انتہائی اکسیر ثابت ہوتا ہے آیات حفاظت حسب ذیل حفاظتی مقاصد کے لئے پڑھی جاسکتی ہیں۔

جو شخص آیات حفاظت کو روزانہ سونے سے پہلے 33 مرتبہ پڑھنے کا معمول بنائے گا تو اللہ تعالیٰ اسے اپنی پناہ اور حفاظت میں رکھے گا۔

اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق پر انتہائی مہربان ہے اس لئے جو شخص یہ چاہتا ہو کہ اس کا گھر بار ہمیشہ بحفاظت رہے تو اسے چاہیئے کہ گیارہ یوم تک ان آیات کو روزانہ اکتالیس مرتبہ پڑھے اور پڑھائی کے آخری دن آیات کو ایک کاغذ پر لکھے اور اپنے مکان میں حفاظت کی نیت سے کہیں آویزاں کر دے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے اس کا گھر ہمیشہ اللہ کی حفاظت میں رہے گا۔

جو شخص سفر پر روانہ ہونے سے پہلے آیات حفاظت کو سات مرتبہ پڑھے اور دوران سفر بھی انہی آیات کو پڑھتا جائے تو اللہ کی مہربانی سے وہ سفر بحفاظت رہے گا اور بالکل خیر و عافیت کے ساتھ واپس لوٹے گا۔

اگر کوئی شخص یہ چاہتا ہو کہ اس کا کاروبار اللہ کی پناہ اور حفاظت میں رہے تو اسے چاہیئے کہ وہ روزانہ کاروبار کے مقام پر کاروبار شروع کرنے سے پہلے آیات حفاظت کو چند بار پڑھنے کا معمول بنالے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس کا کاروبار لوگوں کے حسد سے بحفاظت رہے گا۔

اگر کسی کو ساز و سامان کے گم ہونے یا چوری ہو جانے کا خدشہ ہو تو اسے چاہیئے کہ ان آیات کو کاغذ پر لکھ کر اپنے سامان میں رکھ دے اللہ کی مہربانی سے سامان بحفاظت منزل مقصود تک پہنچ جائے گا۔ اور اس کے چوری ہونے کا خدشہ نہ ہوگا۔

وَلَا يَئُودُهُ حِفْظُهُمَا ۚ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ ۝ (پ3 بقرہ 255)

اور ان کی حفاظت اس پر دشوار نہیں اور وہ عالی عظمت والا ہے۔

فَإِن تَوَلَّوْا فَقَدْ أَبْلَغْتُكُم مَّا أُرْسِلْتُ بِهِ إِلَيْكُمْ ۚ وَيَسْتَخْلِفُ رَبِّي قَوْمًا غَيْرَكُمْ وَلَا تَضُرُّونَهُ شَيْئًا ۚ إِنَّ رَبِّي عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ حَفِيظٌ ۝ (پ12 ھود 57)

پھر اگر تم توجہ نہ دو گے مگر جو کچھ مجھے دے کر بھیجا گیا تھا میں نے اسے تم تک پہنچا دیا اور میرا رب کسی اور قوم کو تمہاری جگہ آباد کر دے گا اور تم اس کا کچھ بھی نہیں کر سکتے بے شک میرا رب ہر چیز کی حفاظت کرنے والا ہے

فَاللَّهُ خَيْرٌ حَافِظًا ۖ وَهُوَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ ۝ (پ13 یوسف 64)

پس اللہ بہتر حفاظت کرنے والا ہے اور وہ سب مہربانوں سے زیادہ مہربان ہے۔

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ۝ (پ14 حجر 9)

بے شک ہم نے قرآن پاک کو نازل کیا ہے اور یقیناً ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

وَحَفِظْنَاهَا مِن كُلِّ شَيْطَانٍ رَّجِيمٍ ۝ (پ14 حجر 17)

اور تمام راندے ہوئے شیطانوں سے اسے ہم نے محفوظ کر دیا ہے۔

وَمَا كَانَ لَهُ عَلَيْهِمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يُّؤْمِنُ بِالْاٰخِرَةِ مِمَّنْ هُوَ مِنْهَا فِيْ شَكٍّ ۭ وَرَبُّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَفِيْظٌ ۝ (پ22 سبا 21)

اور شیطان کا ان پر کچھ غلبہ نہ تھا یہ کہ ہم ان میں تمیز کر دیں کہ کون آخرت پر ایمان لاتا ہے اور کون اس سے شک میں رہتا ہے اور تمہارا رب ہر چیز کی حفاظت کرنے والا ہے۔

وَحِفْظًا مِّنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ مَّارِدٍ ۝ (پ23 الصفت 7)

اور ہر طرح کے سرکش شیطان سے محفوظ کر دیا ہے۔

فَقَضٰهُنَّ سَبْعَ سَمٰوَاتٍ فِيْ يَوْمَيْنِ وَاَوْحٰى فِيْ كُلِّ سَمَآءٍ اَمْرَهَا ۭ وَزَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ ۖ وَحِفْظًا ۭ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ۝ (پ24 حم سجدہ 12)

پھر دو دنوں میں سات آسمانوں کو بنایا اور ہر آسمان میں حکم کا اجرا کر دیا اور دنیا کے آسمان کو ستاروں سے مزین کر دیا اور محفوظ کر دیا یہ سب کچھ عزت والے علم والے کی طرف سے مقرر شدہ ہے۔

قَدْ عَلِمْنَا مَا تَنْقُصُ الْاَرْضُ مِنْهُمْ ۚ وَعِنْدَنَا كِتٰبٌ حَفِيْظٌ ۝ (پ26 ق 4)

ان کے جسم کو زمین جتنا کھا کر کم کر دیتی ہے وہ ہمیں معلوم ہے اور ہمارے پاس کتاب میں سب کچھ محفوظ ہے۔

بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ ۝ فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ ۝ (پ30 بروج 21-22)

بلکہ یہ قرآن بزرگی والا ہے جو لوح محفوظ میں موجود ہے۔

اِنْ كُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ ۝ (پ30 طارق 4)

کوئی جان ایسی نہیں ہے کہ جس پر کوئی محافظ نہ ہو۔

آیات الاستکفاء

آیات الاستکفاء سے مراد قرآن مجید کی وہ آیات ہیں جن میں یہ بتایا ہے کہ انسان کی اصل کفایت اور کفالت کرنے والا اللہ ہی ہے وہی انسان کا وکیل اور کفیل ہے اس لئے زندگی کے تمام معاملات' ضروریات اور وسائل کے لئے اللہ تعالیٰ پر مکمل اعتماد اور بھروسہ کرنا چاہئے اللہ ہی انسان کا اصل سہارا ہے اللہ ہی انسان پر اپنا لطف و کرم فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی دکھ درد میں انسان کے کام آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ انسان کی ہر جائز حاجت پوری کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی ہمارا مالک اور خالق ہے اس لئے ہمیں زندگی کے ہر کام کے لئے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ اور اعتماد کرنا چاہئے لہٰذا جن آیات

میں اللہ پر اعتماد کرنے اور تکلیف میں اسی سے مدد مانگنے کی تاکید کی گئی ہے انہیں آیات الاستکفاء کہا جاتا ہے ان آیات کا ورد انسانی زندگی کے مسائل اور مصائب کو حل کرنے کے لئے انتہائی لاجواب ہے۔

اگر کوئی شخص کسی مصیبت میں پھنس جائے اور اسے مصیبت سے نکلنے کی کوئی راہ نظر نہ آتی ہو تو اسے چاہئے کہ نماز عشاء کے بعد آیات الاستکفاء کو 41 مرتبہ اکیس دن تک پڑھے اور اللہ تعالیٰ سے اپنی مصیبت سے نجات کے لئے دعا کرے۔ اللہ تعالیٰ اسے مصیبت سے نجات دے گا۔

جو شخص ہر نماز جمعہ کے بعد مسجد میں بیٹھ کر آیات الاستکفاء کو گیارہ مرتبہ پڑھنے کا معمول بنا لے گا تو اللہ تعالیٰ اس سے محتاجی دور فرما دے گا اور اس کی ہر جائز حاجت پوری ہوگی۔ اگر اسے کوئی مالی پریشانی پیدا ہوگی تو وہ بھی دور ہو جائے گی غرضیکہ آیات الاستکفاء کا ورد انسان کے لئے انتہائی مفید ہے۔ آیات یہ ہیں۔

اَلَّذِیْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِیْبَةٌ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ ○ اُولٰٓئِكَ عَلَیْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ ۣ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ ○ (پ 2 بقرہ 156-157)

ان لوگوں پر جب مصیبت آتی ہے تو کہتے ہیں کہ بے شک ہم اللہ کے ہیں اور بے شک اسی کی طرف لوٹنا ہے یہی وہ لوگ ہیں جن پر ان کے رب کی طرف سے عنایات اور رحمت ہے اور یہی لوگ ہیں جو ہدایت والے ہیں۔

وَالَّذِیْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ ۠ وَمَنْ یَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ ۪۫ وَلَمْ یُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ یَعْلَمُوْنَ ○ اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ مَّغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَجَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ؕ وَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِیْنَ ○ (پ 4 آل عمران 135-136)

اور وہ لوگ جو بے حیائی کر بیٹھیں یا اپنی جانوں پر ظلم کر لیں تو اللہ تعالیٰ کا ذکر کر کے انہیں اپنے گناہوں کے لئے استغفار کرنا چاہئے اور اللہ کے سوا اور کون ہے جو گناہ کو معاف کرے اور وہ اپنے کئے پر جان بوجھ کر اصرار نہ کریں۔ ایسے لوگوں کی جزا ان کے رب کی طرف سے مغفرت ہے اور جنت ہے جس میں نہریں بہتی ہیں اس میں ہمیشہ رہیں گے اور یہ نیک کام کرنے والوں کے لئے بہت اچھا اجر ہے۔

اَلَّذِیْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِیْمَانًا ۖۗ وَّقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِیْلُ ○ فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ لَّمْ یَمْسَسْهُمْ سُوْٓءٌ ۙ وَّاتَّبَعُوْا رِضْوَانَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَظِیْمٍ ○ (پ 4 آل عمران 173-174)

جن سے لوگوں نے آکر کہا کہ کافروں نے تمہارے مقابلے کے لئے لشکر جمع کیا ہے تو ان سے ڈرو تو ان کا

ایمان اور زیادہ ہو گیا اور انہوں نے کہا کہ ہمارے لئے اللہ کافی ہے اور وہ بہتر کارساز ہے۔ پھر وہ اللہ کی نعمتوں اور فضل کے ساتھ واپس لوٹے انہیں کسی طرح کا نقصان نہ پہنچا اور وہ رضائے الٰہی کے تابع رہے اور اللہ فضل والا عظمت والا ہے۔

وَاَيُّوْبَ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗۤ اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ ۝ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَكَشَفْنَا مَا بِهٖ مِنْ ضُرٍّ وَّاٰتَیْنٰهُ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَذِكْرٰى لِلْعٰبِدِیْنَ ۝

(پ 17 انبیاء 83-84)

اور حضرت ایوب کو یاد کرو جب انہوں نے اپنے رب کو آواز دی کہ میں شدید تکلیف میں مبتلا ہوں اور تو سب رحم کرنے والوں سے رحم کرنے والا ہے۔ پس ہم نے ان کی دعا قبول کر لی پس ہم نے اس بیماری کو ان سے دور کر دیا اور ہم نے انہیں گھر والے دیے اور اپنی رحمت سے ان کی مثل اتنے ہی اور اپنے ہاں سے دیئے اور عبادت کرنے والوں کے لئے نصیحت ہے۔

وَذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَیْهِ فَنَادٰى فِی الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ۝ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۙ وَنَجَّیْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ ؕ وَكَذٰلِكَ نُنْجِی الْمُؤْمِنِیْنَ ۝ (پ 17 انبیاء 87-88)

اور یاد کرو جب حضرت ذوالنون غضبناک ہو کر چل دیئے پس انہوں نے خیال کیا کہ ہم ان پر تنگی نہ کریں گے تو انہوں نے تاریکی میں ہمیں یاد کیا یہ کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں تیری ذات پاک ہے بے شک میں ہی بے جا کرنے والوں میں سے ہوں۔ تو ہم نے ان کی پکار قبول کر لی اور انہیں غم سے نجات دے دی اور اسی طرح ہم اہل ایمان کو نجات دیتے ہیں۔

وَاُفَوِّضُ اَمْرِیْۤ اِلَى اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بَصِیْرٌۢ بِالْعِبَادِ ۝ فَوَقٰىهُ اللّٰهُ سَیِّاٰتِ مَا مَكَرُوْا وَحَاقَ بِاٰلِ فِرْعَوْنَ سُوْٓءُ الْعَذَابِ ۝ (پ 24 مؤمن 44-45)

اور میں اپنا کام اللہ کے سپرد کرتا ہوں بے شک اللہ بندوں کو دیکھنے والا ہے۔ پس اللہ نے اسے ان کے برے عزائم سے بچا لیا جس کا انہوں نے حیلہ کیا تھا اور فرعونیوں کو برے عذاب نے آ کر گھیر لیا۔

تمت بالخیر